اور کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۲)

سید سلیم احمد

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔

(روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۰۹)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔

ضروری گزارش

اگر تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم طاقتوں نے اسے نقصان پہنچانے کے لئے بہت طریق استعمال کئے مگر اسلام کو سب سے زیادہ نقصان اس کے اندر کے لوگوں کے ذریعے پہنچایا گیا۔ جماعت احمدیہ جو اس وقت اسلام کی اصل تعلیم کی علمبردار ہے۔ اسے بھی شروع سے ہی تمام مخالف قوتوں نے نقصان پہنچانے اور ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے طریق استعمال کئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر حملہ کے وقت ممبران جماعت احمدیہ اپنے امام وقت کی قیادت تلے ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور مخالفین کو شرمندگی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت احمدیہ میں بھی بیرونی حملوں کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر بھی حملوں کی کوشش کی جاتی رہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے مسیح کی جماعت کی حفاظت فرمائی۔ خدائی جماعتوں کی سچائی کا ایک ثبوت یہ مخالفت بھی ہے۔ کہ جوں جوں مخالفت بڑھتی ہے توں توں خدائی فضل بھی بڑھتے ہیں۔ اور مخالفت کے دنوں میں جب کہ مخالفین یہ امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ بس اب یہ سلسلہ ختم ہونے کو ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر اس جماعت کو ترقیات سے نواز کر مخالفین کو مقام عبرت بنادیتا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے کہ ایک سربراہ مملکت نے یہ کہا تھا کہ جماعت احمدیہ ایک کینسر ہے اور میں اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ مگر نتیجہ کیا نکلا وہ جسے کینسر کہتا تھا اس کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا مگر خود صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ اور اس کے بعد جماعت نے جس تیزی سے ترقی کی اس کی نذیر پہلے نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک محدود علاقہ سے نکال کر پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ یہ سچائی اب MTA کی شکل میں گھر گھر پہنچ چکی ہے۔

اس وقت بھی جماعت پر حملوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور بدقسمتی سے مخالفین کا آلہ کار بننے والے یہ حملہ آور حضرت مسیح موعودؑ کے سچے غلام ہونے کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ معصوم احمدیوں کو بڑے طریقے سے ورغلانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ یہ شاید نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو عقل اور فراست سے نوازا ہوتا ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی اس جماعت کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔ اس لئے ان کی یہ کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔ جس طرح پہلے مخالفین مقام عبرت بن چکے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی جلد مقام عبرت بن جائیں گے۔ اور جماعت کی صداقت پر ایک اور مہر ثبت کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

موجودہ احباب جو مسیح موعودؑ کی غلامی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں وہ دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے ہی دعوؤں کے منکر ہیں۔ اور ممبران جماعت کو بڑے طریقے سے حضورؑ کے دعوؤں اور تعلیم سے بھٹکانے اور دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

میں یہ باتیں محض ان سے اختلاف یا جماعتی اعتقاد کی وجہ سے نہیں کر رہا۔ بلکہ میں دلائل اور ثبوتوں سے اپنی بات کو اگلے صفحات پر ثابت کروں گا۔ ان کے چنگل میں پھنسے احباب سے دردمندانہ اور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ان دلائل کو کھلے دل کے ساتھ اور خدا سے دعا کرتے ہوئے کہ وہ ہمیں حق کو پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشے پڑھیں۔ میرے دلائل پر غور کریں۔

اس کتاب میں گو میرے مخاطب ایک صاحب ہی نظر آئیں گے۔ مگر میں نے کوشش کی ہے کہ دیگر دعویداروں کے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب بھی دے سکوں۔ یہ احباب بظاہر ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہیں۔ مگر درپردہ ایک ہی کام مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں۔ سب کا ایک ہی مشن ہے کہ اس خدائی جماعت کو کسی طرح نقصان پہنچایا جاسکے۔

میں نے جب ان احباب کو پڑھنا شروع کیا تو میرا خیال تھا کہ انہیں خلفاء اور نظام جماعت سے اختلاف ہے۔ مگر جیسے جیسے میں انہیں پڑھتا گیا تو معلوم ہوا کہ معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہ احباب نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کے دعوؤں اور ان کی تعلیم کے منکر ہیں بلکہ درپردہ ہستی باری تعالیٰ کے بھی منکر ہیں۔ میرے اس دعوے کی صداقت کے لئے اگلے صفحات آپ کی خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب جرمنی میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی کی تھی۔ ایک امام مہدی علیہ السلام اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ وہ موعود امام مہدی ہیں۔ اور میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں نبی ہوں اور میں ہی مصلح موعود ہوں۔ میں پندرویں صدی کا مجدد بھی ہوں۔

میں نے جنبہ صاحب کا ذکر پہلے بھی سنا ہوا تھا۔ ایسے ہی دیگر احباب کا بھی سرسری سا تعارف حاصل تھا۔ مگر کبھی ان احباب کے بارہ میں تفصیل جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ مارچ ۲۰۱۴ء کے شروع میں ایک بڑے ہی دلچسپ حادثہ کے نتیجہ میں میری ملاقات محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کے ایک مرید سے ہوئی۔ ان صاحب نے بڑے ہی درد اور دکھ کے ساتھ مختلف باتیں بیان کیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس وقت نظام جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں تحریف کر رہا ہے۔ اپنی بات کے ثبوت میں انہوں نے مجھے

حضورؑ کی کتاب 'الوصیت' نکال کر دکھائی۔ اور دکھایا کہ اس میں سے ایک بہت اہم پیرا نکال دیا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے جو کتاب دکھائی اس میں واقعی وہ پیرا موجود نہیں تھا۔ میری درخواست پر متعلقہ حصہ کے صفحات مجھے مہیا بھی کر دیئے۔ میں نے اس کتاب 'الوصیت' کو آن لائن جا کر چیک کیا۔ تو وہاں وہ حصہ موجود تھا۔ پھر میں نے اس کتاب کے مختلف ایڈیشن چیک کئے۔ جو کتاب وہ دکھا کر گئے تھے۔ اس کے بعد کے ایڈیشن بھی چیک کئے اور ہر جگہ مجھے وہ پیرا موجود ملا۔ اس ساری تفتیش کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ کوئی گہری شرارت کی جارہی ہے۔ وہ تمام احباب جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر کہیں سہو کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط لکھا گیا ہے تو جماعت نے آج تک اس لفظ کو درست نہیں کیا۔ وہ لفظ ویسے ہی لکھا جاتا ہے اور نیچے حاشیہ میں اس کی جو بھی وضاحت مطلوب ہو کر دی جاتی ہے۔ وہ جماعت جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے سلسلہ میں اس قدر محتاط ہے وہ اس طرح کی حرکت ہرگز نہیں کر سکتی۔ نیز کوئی چاہ کر بھی یہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضورؑ کی تمام کتب ہر احمدی کے گھر میں موجود ہیں۔ بلکہ جماعت کے مخالفین کے پاس بھی حضورؑ کی کتب موجود ہیں۔ اس کے بعد میں نے مذید تسلی کے لئے اعلیٰ عہدیداران سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ یہ کسی نے شرارت کی ہے۔ اس کی تحقیق کی جارہی ہے۔

اس واقع کے بعد مجھے دلچسپی ہوئی اور میں نے جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر جا کر آپ کے مضامین کا مطالعہ شروع کیا۔ اس میں جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ کے حوالہ سے ایسی باتیں لکھی تھیں جن کا میرے پاس جواب نہیں تھا۔ وہ رات میرے لئے قیامت کی رات تھی۔ میں خدا کے حضور چیخیں مار مار کر رویا اور مدد کی درخواست کی۔ خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ فلاں جگہ سے پڑھو۔ میں نے وہ کتاب کھولی اور مجھے جواب مل گیا۔

جنبہ صاحب جس قسم کی وحی کا دعویٰ کرتے ہیں میری اس کتاب میں موجود تمام جوابات بھی انہی قسم کی وحیوں کے نتیجہ میں ہیں۔ میرا علم بہت واجبی سا ہے۔ میں نے ہر جواب لکھنے سے پہلے خدا سے دعا کی اور خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈال دیا۔ ایسے ایسے حوالے میرے سامنے لا کر رکھ دیئے جنہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ خدا کا یہ سلوک اس کی تمام مخلوق کے ساتھ جاری ہے کہ جب بھی کوئی خلوص نیت سے کسی چیز کے بارہ میں سوچتا ہے یا خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد اور رہنمائی فرماتا ہے۔

جماعتی وابستگی کے باعث پہلے جن باتوں پر محض یقین تھا۔ اب حق الیقین ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے میں جنبہ صاحب کا شکر گزار ہوں۔

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہیئے کہ سنتے ہی اس کی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدِ نظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۱ تا ۲)

میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے جنبہ صاحب کی ایک ایک تحریر اور تقریر کو بڑے غور سے پڑھا اور سنا ہے۔ اس کا ثبوت اگلے صفحات پر مل جائے گا۔ محترم جنبہ صاحب نے بار بار دیگر چیلنجوں کے علاوہ جماعت کے ممبران کو یہ بھی چیلنج کیا ہے کہ اگر میں غلطی پر ہوں تو میرے سوالوں کے جواب دو ورنہ قیامت کے دن میں خدا سے کہوں گا کہ کسی نے میری رہنمائی نہیں کی اور میرے سوالوں کے جواب نہیں دیئے۔ جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود مواد جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کی نفی کر رہا ہے۔ بہت سے لوگوں نے جنبہ صاحب کے اٹھائے گئے سوالات یا اعتراضات کے جواب دیئے ہیں۔ خاکسار نے بھی اپنے علم اور استطاعت کے مطابق نہایت نیک نیتی سے یہ جوابات لکھے ہیں۔ قیامت کے دن اب جنبہ صاحب خدا کو یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ کسی نے میری رہنمائی نہیں کی یا میرے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مرید بھی حضورؑ کے مندرجہ بالا ارشاد پر عمل کرتے ہوئے میرے جوابات کو غور سے پڑھیں گے۔ اور سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

میں اپنے خدا سے عشق کرتا ہوں اور اس کی ناراضگی سے بہت ڈرتا ہوں۔ کسی کی دل آزاری کرنا یا کسی کو تحقیر کی نظر سے دیکھنا میری فطرت کے خلاف ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ میری کوئی بات کسی کی دل آزاری کا باعث نہ بنے۔ مگر بعض تلخ سوالوں یا تلخ اعتراضات کے جوابات شاید تلخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝٤٠

۴۰۔اور وہ جن پر جب زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤١

۴۱۔اور بدی کا بدلہ، کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝٤٢

۴۲۔اور جو کوئی اپنے اوپر ظلم کے بعد بدلہ لیتا ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں۔

(سورۃ الشوریٰ ۴۲: ۴۰، ۴۱، ۴۲)

اس اجازت کے باوجود میں اپنے پیارے خدا کی خوشنودی کے لئے ایسے جوابات پر معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کا بھی حکم دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے کوشش کی ہے کہ کسی کا نام نہ لکھوں سوائے ان ناموں کے جو انہوں نے خود ویب سائٹ پر مشتہر کر رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ٹھوکر اور آزمائش سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

سید سلیم احمد

ٹورنٹو، کینیڈا

E-mail: zara_suniay@hotmail.com

Dated: Friday the 10th July, 2015

نوٹ: اس کتاب میں موجود تمام مواد خاکسار کی ذاتی آراء اور علم پر مبنی ہے۔ اپنی کم علمی کے باعث اگر کوئی بات قرآن و سنت یا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے ہٹ کر لکھ گیا ہوں تو بندہ کو معاف فرما دیں نیز بندہ کی تصحیح فرما کر ممنون فرمائیں۔ میری ایسی کسی بھی بات کو نظام جماعت سے وابستہ نہ کیا جائے۔ نیز اگر کسی بات پر غصہ نکالنا مقصود ہو تو بھی مندرجہ بالا ای میل ایڈریس پر غصہ نکال سکتے ہیں۔ اس کے لئے بھی بندہ آپ کا شکر گزار ہو گا۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج اور ان کے جواب

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب جرمنی میں مقیم ہیں اور مختلف دعوؤں کے دعویدار ہیں۔ انہوں نے اپنے مضامین اور تقاریر میں جگہ جگہ ممبران جماعت کو چیلنج کیا ہے کہ آؤ اور میرے سوالوں کے جواب دو۔ آپ لکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کیلئے ایک کھلا چیلنج

فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ○ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ○ (الشعراء۔۴۶،۴۷)

تب موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو اچانک وہ اس جھوٹ کو نگلنے لگا جو انہوں نے گھڑا تھا۔

پس جادوگر سجدہ کرتے ہوئے گرا دیئے گئے۔

اے میرے اسیر احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو! جماعت احمدیہ قادیان ایمان اور یقین رکھتی ہے کہ (۱) ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق جناب خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود تھے۔ (۲) وہ یہ بھی یقین رکھتی ہے کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد رسالہ الوصیت کے مطابق جاری ہونیوالی انتخابی خلافت نہ صرف کہ خلافت راشدہ ہے بلکہ یہی قدرت ثانیہ بھی ہے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ جناب خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود تھے اور نہ ہی انتخابی خلافت قدرت ثانیہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی رحلت تک احمدی خلافت ضرور راشدہ تھی لیکن بعدازاں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے احمدی خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر اسے اپنی خاندانی گدی یعنی بلائے دمشق میں بدل دیا جس کی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو الہاماً خبر بخشی تھی۔

خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت ﷺ کی ثُمَّ سَكَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر علمی گفتگو (علمی مجادلہ) کیلئے جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور اسکے علماء کو ایک کھلا چیلنج دیتا ہے۔ ہماری یہ علمی بحث (debate) فتح و شکست کی بجائے حق اور سچ کو پانے کیلئے ان قواعد وضوابط کے مطابق ہوگی۔

(۱) یہ علمی بحث ومباحثہ بند کمرے (indoor) میں نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک کھلا (open) بحث ومباحثہ ہوگا اور عام احمدیوں کو اس علمی بحث ومباحثہ کے سننے کا حق ہوگا۔

(۲) اس علمی بحث ومباحثہ کو برائے راست ایم ٹی اے پر دکھایا جائے گا۔

(۳) حق اور سچ کا فیصلہ ہونے تک یہ بحث ومباحثہ جاری رہے گا اور جو فریق بھی درمیان میں بھاگے گا۔ اُسکا بھاگنا اُسکی شکست تصور ہوگا۔

(۴) دونوں فریقوں کی باہمی مشاورت سے ایک متفقہ جیوری (jury) کو تشکیل دیا جائے گا جو پانچ منصفین (judges) پر مشتمل ہوگی۔

(۵) جیوری کے فیصلے کے مطابق مذکورہ موضوعات میں جس فریق کے دلائل غالب رہیں گے۔ وہی فریق حق اور سچائی اور صراط مستقیم پر قرار پائے گا۔

خاکسار اپنی جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی طرف سے عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور انکے علماء کیساتھ یہ علمی بحث ومباحثہ کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان کا خلیفہ صاحب اور علماء کیا خاکسار کیساتھ اس علمی گفتگو کیلئے تیار ہیں؟ اگر یہ تیار ہیں تو میں انکی طرف سے ہاں کا منتظر ہوں۔ خاکسار کے اس کھلے چیلنج کے بعد اگر

عالمگیر جماعت احمدیہ قادیان میدان میں نہ آئے تو پھر اے میرے اُسیر احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو! کیا یہ قادیانی جماعت کی گمراہی کا ثبوت نہیں ہوگا؟؟ جناب خلیفہ رابع صاحب کے مندرج ذیل شعر کا مضمون خاکسار کے وجود میں پورا ہونا کیا اس حقیقت کا قطعی اور منہ بولتا ثبوت نہیں ہوگا کہ جناب خلیفہ رابع صاحب خاکسار (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کے لاشعوری رنگ میں مصدِق اور اَرہاص تھے؟؟؟ ۔

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدہا　　　آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اور کیا جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ اور آپکی پیروی میں خاکسار کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھانے کا ذکر نہیں فرمایا تھا؟؟؟؟ ۔

عصرِ بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا　　　اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۸ر فروری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۷،۳۸)

اس کے علاوہ جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ایک الہام کو پیش کر کے چیلنج کرتے ہیں۔

((اپنی سچائی کو پرکھنے کیلئے جناب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنا مقرر کردہ معیار))

جناب خلیفہ ثانی صاحب نے دعویٰ مصلح موعود کرتے وقت اپنی سچائی کو پرکھنے کیلئے بذاتِ خود ایک معیار مقرر فرمایا تھا۔ اب اگر وہ اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے ثابت ہوجائیں تو پھر آپ چاروں کو بھی اُسکے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا مان لینا چاہیے۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب بمقام لاہور ۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی و غیر احمدی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر

غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲؍مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

عزیزانِ من۔ اولاً۔ خاکسار خلیفہ ثانی صاحب کے اِس دعویٰ۔۔'' اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔۔۔۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا''۔۔ کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ میں اپنی کتب اور اپنے مضامین میں جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ ثابت کر چکا ہوں۔ جس روحانی وجود یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق وہ اپنے الفاظ میں ۱۹۰۸ء میں لکھ چکے ہیں (نیوز نمبر ۸۱) کہ وہ کسی آئندہ زمانے میں ظاہر ہوگا اور قرآن مجید اور حضورؑ کے مبشر الہامات بھی اُن کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو بعد ازاں پھر ۱۹۴۴ء میں قرآن مجید، زکی غلام سے متعلق مبشر الہامی کلام اور اپنے تحریری بیان کی نفی کرتے ہوئے وہ بذاتِ خود اِس روحانی وجود (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد) سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے مصداق کیسے بن سکتے ہیں؟ خلیفہ ثانی تو اِس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن میں اُنہی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق اُسکے ماننے والوں یعنی محمودیوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب بشمول تمہارا خلیفہ میرے مقابلہ پر آ کر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کر کے دکھاؤ؟ میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ آپ کا خلیفہ ثانی صاحب کو سچا ثابت کرنا تو درکنار آپ اُن کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنا بھی ثابت نہیں کر سکتے ۔ خاکسار عرصہ بیس (۲۰) سال سے آپکے خلفاء اور علماء کے آگے کھڑا ہے اور ان سب کو اپنے مقابلہ کیلئے بُلا رہا ہے۔ اِتنا طویل عرصہ ان سب (بشمول دونوں خلیفے رابع اور خامس) کا خاموش رہنا اور خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے اثبات کیلئے میرے مقابلہ پر نہ آنا کیا یہ ثابت نہیں کر رہا کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے مطابق بھی مفتری تھا؟؟؟ **فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن**۔

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۲۸،۲۹)

محترم جنبہ صاحب! خاکسار جماعت احمدیہ کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے حاظرِ خدمت ہے۔ میں نے آپ کی طرف سے اٹھائے گئے ہر سوال اور چیلنج کا دلائل سے جواب دیا ہے۔ سچائی کا فیصلہ کرنے کے لئے کسی بھی غیر متعلقہ اور غیر متعصب منصف کے سامنے میری یہ کتاب اور اپنے تمام مضامین رکھ کر فیصلہ کروالیں کہ کون راہ حق پر ہے؟ نیز اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ تا کہ آپ کے مرید بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ آخر سچے کو کس بات کا خوف ہے۔

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

انڈیکس

چند ضروری

اور

اہم مسائل

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت مسلمہ میں آئندہ آنے والوں کی بابت پیشگوئیاں

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو آئندہ پیش آنے والے حالات سے جہاں متنبہ فرمایا وہاں قدم قدم پر اپنی امت کی رہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ کے کئے گئے وعدوں کے مطابق آنے والے ماعود وجودوں کی بابت بھی خوش خبریاں دیں۔

ا۔ سب سے پہلے آپؐ نے اپنے بعد خلافت کے اجراء کی بابت پیشگوئی فرمائی:

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًا فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃً عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ۔ ثم سکت ''

(مسند احمد بن حنبل مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیرؓ و مشکوٰۃ المصابیح باب الانذار و التحذیر)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوّت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نبوّت کو اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوّت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ خلافت کو اٹھالے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل وغارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور وجبر والی بادشاہت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّت قائم ہوگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔

جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے بعد خلافت کے اجراء کا بتلایا اس کے بعد بادشاہت کا ذکر کیا وہاں اس جور وجبر والے بادشاہت کے دور میں آپؐ نے اپنی امت کی رہنمائی کے لئے چند نیک وجودوں کے آنے کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔

۲۔ **امت میں آنے والے مجددین کی پیشگوئی:**

جلد : جلد سوم　　حدیث 886

راوی: سلیمان بن داؤد المھری، ابن وھب، سعید بن ابی ایوب، شراجیل بن یزید، ابی علقمہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شَرَاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ

سلیمان بن داؤد المھری، ابن وھب، سعید بن ابی ایوب، شر جیل بن یزید، ابی علقمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی ہر سو سال کے پورا ہونے پر اس امت کی (رہنمائی) کے لیے ایک آدمی بھیجتے ہیں جو اس امت کے لیے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالرحمن نے ابن شریح الاسکندرانی کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور اس میں شراحیل بن یزید المعافری سے آگے سند نہیں بیان کی ہے۔

راوی: سلیمان بن داؤد المھری، ابن وھب، سعید بن ابی ایوب، شر جیل بن یزید، ابی علقمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

(ابو داؤد، جلد سوم)

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی امت میں نازل ہونے والے ایک عظیم الشان وجود کی پیش خبری دی۔

۳۔ **امام مہدی کی بابت پیشگوئی:**

۹۴۳ ـــ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللهُ الْمَهْدِيَّ۔

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ۱۲۴۰ کے بعد اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۸۹۳)

۹۵۵ ــ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْمَھْدِیُّ مِنِّیْ اَجْلَی الْجَبْھَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ ۔ (سنن ابوداؤد کتاب المھدی)

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابی سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا مجھ سے قریبی تعلق ہو گا اس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہو گی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ پہلے ظلم و تعدی سے اٹی پڑی تھی۔ وہ سات برس مالک رہے گا۔

جلد : جلد دوم حدیث 113

راوی: محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، زید عمی، ابوصدیق ناجی، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَال سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ قَال سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا زَيْدٌ الشَّاكُّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِينَ قَالَ فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ

(ترمذی، جلد دوئم)

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، زید عمی، ابو صدیق ناجی، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بدعت شروع ہو جائے پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک مہدی آئے گا جو پانچ سات یا نو سال تک حکومت کرے گا پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے مجھے دیجئے پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہو گی یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا منقول ہے ابو صدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں

ایسے ہی ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اس امام مہدی کی صداقت کا یہ نشان بتلایا

۹۵۷ ــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔

(سنن دارقطنی باب صفۃ صلوۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما ... [illegible])

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۳)

ترجمہ:۔ حضرت محمد بن علیؒ نے فرمایا پیشگوئی کے مطابق مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اول یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی درمیانی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا۔ اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

اس کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے اس آنے والے امام مہدی کی جائے پیدائش کے حوالہ سے بھی اپنی امت کو ان الفاظ میں آگاہ فرمایا:

۹۵۸۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃُ وَیُصَدِّقُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ یَجْمَعُ اَصْحَابَہٗ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَۃٍ وَ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلاً وَمَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْمَۃٌ فِیْھَا عَدَدُ اَصْحَابِہٖ بِاَسْمَائِھِمْ وَبِلَادِھِمْ وَخِلَالِھِمْ۔

(کذا فی الاربعین) جواہر الاسرار قلمی مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی

ارشادات فریدی حصہ سوم مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۰ھ

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۴)

ترجمہ:۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مہدی ایک ایسے گاؤں میں مبعوث ہو گا جس کا نام 'کدعہ' ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا۔ اور بدری صحابہ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا۔ جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

۴۔ نزول عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیفَ اَنتُم اِذَا نَزَلَ ابنُ مَریَمَ فِیکُم فَاَمَّکُم مِنکُم قَالَ اَبِی اِبن ذِئبٍ ھَل تَدرِی مَا اَمَّکُم مِنکُم قُلتُ تُخبِرُنِی قَالَ فَاَمَّکُم بِکِتَابِ رَبِّکُم عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّکُم ﷺ۔

(صحیح مسلم، جلد۔ ۱، کتاب الایمان، صفحہ۔ ۲۵۹)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے پھر امامت کریں گے تمہاری تم میں سے ہی۔ ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے، امامت کریں گے تمہاری تم میں سے۔ میں نے (ولید بن مسلم نے) کہا بتایئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔

وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَیُوشِکَنَّ اَن یَنزِلَ فِیکُم ابنُ مَریَمَ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ االصَّلِیبَ وَ یَقتُلُ الخِنزِیر وَ یَضَعُ الجِزیَۃ وَ یَفِیضُ المَالَ حَتّٰی لَا یَقبَلَہٗ

(بخاری،جلد۔۲،کتاب الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریم صفحہ۔۵۶۳)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل ایک حاکم عادل کی حیثیت سے نزول کریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے اور اس وقت مال و دولت کی اتنی کثرت ہوگی کہ اسے لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

عَن اَبِی ھُرَیرَۃؓ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَیُوشِکَنَّ اَن یَّنزِلَ فِیکُم ابنُ مَریَمَ حَکَمًا مُّقسِطًا فَیَکسِرَ الصَّلِیبَ وَ یَقتُلَ الخِنزِیرَ وَ یَضَعَ الجِزیَۃَ وَ یُفِیضُ المَالَ حَتّٰی لَا یَقبَلَہٗ اَحَدٌ۔ (صحیح مسلم، جلد۔۱، کتاب الایمان، صفحہ۔۲ ۷۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان اور انصاف سے حکم کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور سؤر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور بہت مال دیں گے یہاں تک کہ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

۹۵۲ ــ اَلَا اِنَّ عِیسَی بْنَ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ، اَلَا اِنَّہٗ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ، اَلَا اِنَّہٗ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا، اَلَا مَنْ اَدْرَکَہٗ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ (طبرانی الاوسط والصغیر)

ترجمہ:۔ خبردار رہو عیسیٰ بن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں۔خوب سن لو وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہو گا۔وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔صلیب کو پاش پاش کر دے گا۔اور جزیہ ختم کر دے گا۔اس وقت میں جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔یادرکھو جسے بھی اس سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۰)

ایسے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس آنے والے مسیح ابن مریم کو مسلم میں درج ایک حدیث میں چار بار نبی اللہ کہہ کر پکارااور اس بات کو واضع کر دیا کہ میری امت میں میرے بعد جو مثیل مسیح آئے گا وہ نبی اللہ ہو گا۔

مندرجہ بالا احادیث میں رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت میں امام مہدی اور مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش خبریاں دی ہیں۔ان پیش خبریوں کو پڑھنے کے بعد بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید یہ دو مختلف وجود ہیں۔رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو اس فتنہ اور غلط عقیدہ سے بچانے کے واسطے بڑی وضاحت سے بتلادیا کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔چند حدیثیں درج ذیل ہیں:

یُوشِکُ مَن عَاشَ مِنکُم اَن یَّلقیٰ عِیسیَ ابنَ مَریَمَ اِمَامًا مهدِیًّا وَ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ االصَّلِیبُ وَ یَقتُلُ الخِنزِیرَ.....(مسند احمد بن حنبل، جلد۔ ۲، صفحہ۔ ۴۱۱)

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہوا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے ،وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

ثمّ ینزل عیسی ابن مریم مصدّقًا بمحمدٍ علی ملّته امامًا مهدیًّا و حکمًا عدلًا فیقتل الدجال (طب۔عبدالله بن مغفل)

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجّال کو قتل کریں گے۔کنز العمال کتاب القیامۃ صفحہ ۱۴۱

"... ولا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس، ولا مهدی الا عیسی ابن مریم۔" (ہ۔ ک۔ عن انس) (کنز العمال کتاب القیامة صفحه ۸۱۱)

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

لَا الْمَهْدِی اِلَّا عِيْسَى ابنُ مَرْيَمَ (ابن ماجه. كتاب الفتن باب شدة الزمان)

عیسیٰ ابن مریم کے سوائے کوئی مہدی نہیں۔

يُوشِكُ مَن عَاشَ مِنكُم اَن يَّلقىٰ عِيسىَ ابنَ مَريَمَ اِمَامًا مهدِيًا وَّ حَكَمًا عَدلًا فَيَكسِرُ الصَّلِيبُ وَ يَقتُلُ الخِنزِيرَ.....(مسند احمد بن حنبل، جلد 2، صفحه 114)

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہوا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

ثمّ ينزل عيسى ابن مريم مصدّقًا بمحمدٍ على ملّته امامًا مهديًا و حكمًا عدلًا فيقتل الدجال (طب. عبدالله بن مغفل)

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمدﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجّال کو قتل کریں گے۔ کنز العمال کتاب القیامۃ صفحہ 141

"... ولا تقوم الساعة الا على اشرار الناس، ولا مهدى الا عيسى ابن مريم." (ه. ك. عن انس) (كنز العمال كتاب القيامة صفحه 118)

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

(۱) "كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"
(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

نیز فرماتے ہیں:۔

(۲) كَيْفَ اَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ"
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو فرماتے ہیں تم کیسے ہو گے جب "ابن مریم" تم میں نازل ہو گا اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ بات واضع ہو گئی کہ رسول کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتلا دیا کہ میرے بعد خلافت ہو گی جو بعد میں بادشاہت میں بدل جائے گی۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ میری امت کی رہنمائی کے لئے ایسے وجود بجھوائے گا جو امت میں موجود خامیوں کی نشان دہی کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسے وجود کو بجھوائے گا جو امام مہدی بھی ہو گا اور مسیح ابن مریم بھی ہو گا۔ اور وہ نبی اللہ بھی ہو گا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پھر خلافت کو قائم فرمائے گا۔

امت مسلمہ میں اجرائے نبوت

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور انعامات میں سے نبوت بھی ایک فضل اور انعام ہے۔ مگر بد قسمتی سے مسلمان علماء نے امت کے اندر یہ غلط تصور پیدا کر دیا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا اور ایسے ہی وحی اور الہام کے بھی بند ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تمام نبیوں کے سردار تھے۔ اور آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری طرف یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ انعامات جو پہلی امتوں میں جاری تھے وہ تمام انعامات رسول کریم ﷺ کی امت پر بند ہو گئے ہیں۔ جب کہ قرآن پاک ان علماء کے غلط تصورات کے مقابل پر نا صرف وحی و الہام کے جاری رہنے کا اعلان کر رہا ہے بلکہ امت مسلمہ میں دیگر تمام انعامات کے جاری رہنے کا بھی وعدہ کر رہا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن پاک میں موجود تمام احکامات، ارشادات اور بشارات امتِ مسلمہ کے لئے ہیں کیونکہ دوسری اقوام تو قرآن کو سچا ہی نہیں مانتی ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٣١﴾

۳۱۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

(سورۃ حم سجدہ ۴۱ : ۳۱)

ایسے ہی خدا مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٤﴾

پس تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵ : ۴۴)

اللہ تعالیٰ کی ایک سنت یہ بھی ہے۔ کہ وہ جب چاہے اور جہاں چاہے اپنے نبی بھیجتا ہے۔ اور وہ جس سے چاہے وحی کے ذریعہ ہمکلام بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں درج ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝٣

٣۔ وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اُتارتا ہے کہ خبردار کرو کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔

(سورۃ النحل ١٦)

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝١٦

١٦۔ وہ بلند درجات والا صاحبِ عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے امر سے روح کو اُتارتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

(سورۃ المومن ٤٠)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

٥۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ ۝

(سورۃ الجمعہ ٦٢)

پہلی امتوں میں بھی یہ غلط فہمی پیدا ہوتی رہی ہے۔ کہ ان کا رسول آخری رسول ہے۔ اور اس کے بعد اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِىْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۗ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۗ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝٣٥

٣٥۔ اور یقیناً تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشانات لے کر آچکا ہے مگر تم اُس بارہ میں ہمیشہ شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مرگیا تو تم کہنے لگے کہ اب اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔

(سورۃ المومن ٤٠ : ٣٥)

مندرجہ بالا آیات سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

- شروع سے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ جب جب ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اپنے نبی مبعوث فرماتا ہے۔ اور قرآنی وعدہ کے مطابق اس کی یہ سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی امت کو خیر امت کہا ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ خدا کا وہ فضل جو پہلی امتوں میں جاری تھا اسے اپنے سب سے پیارے محبوب کی امت پر بند کر دیتا۔ نہ ہی اس امت سے ہمکلام ہوتا اور نہ ہی اپنے فضل سے اس امت میں کسی کو نبوت کے انعام سے سرفراز کرتا۔

امت محمدیہ میں نبوت کے اجراء کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

ثبوت نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بنی آدم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۶

۳۶۔ اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ ۝۱

(سورۃ الاعراف ۷ : ۳۶)

اس آیت کے پیش کرنے پر کہا جاتا ہے کہ اس میں بنی آدم جو کہ رسول کریم ﷺ سے پہلے لوگ تھے وہ مراد ہیں۔ ہم مسلمان اس میں مخاطب نہیں ہیں۔ یہاں اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ قرآن پاک رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا اور اس کے احکامات سب سے پہلے مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو قرآن کو مانتے ہی نہیں وہ ان احکامات کو کیوں مانے گے۔ ذیل میں چند اور آیات درج کی جاتی ہیں۔ یہاں بھی لفظ بنی آدم ہی استعمال ہوا ہے۔ اور مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں بھی مسلمان ہی مخاطب ہیں۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

۲۷۔ اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۸﴾

۲۸۔ اے بنی آدم! شیطان ہرگز تمہیں بھی فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے ان سے ان کے لباس چھین لئے تاکہ اُن کی بُرائیاں اُن کو دکھائے۔ یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۲﴾ ع ۳/۱۰

۳۲۔ اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ الاعراف ۷ : ۲۷، ۲۸، ۳۲)

یہاں اللہ تعالیٰ بنی آدم کو مخاطب کر کے فرمارہاہے کہ جب مسجد میں جاؤ تو اپنی زینت کو ساتھ لے جایا کرو۔ اب غور طلب بات ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کس کی عبادت گاہ کو مسجد کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ بنی آدم سے مسلمان مراد نہیں ہیں کسی طور درست نہیں ہے۔

ثبوت نمبر ۲

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

۵۶۔تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ ﴿۱﴾

(سورۃ النور ۲۴ : ۵۶)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلے خلیفہ بنائے۔ یہاں خلافت سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت مندرجہ ذیل آیات سے ہو جاتی ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۚ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۚ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۱﴾

۳۱۔ اور (یاد رکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تُو اُس میں وہ بنائے گا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

۳۲۔ اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے پھر ان (مخلوقات) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا مجھے ان کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو۔ ﴿۱﴾

(سورۃ البقرہ ۲ : ۳۱)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۷

۲۷۔اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے گا۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے تھے۔

(سورۃ ص۳۸ : ۲۷)

مندرجہ بالا دو آیات میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے اور یہ دونوں خدا کے مقرر کردہ نبی تھے۔اور خلافت سے مراد بھی یہاں نبوت کا دیا جانا ہے۔

ثبوت نمبر۳

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۸

۸۔اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے۔اور ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔

(سورۃ الاحزاب۳۳ : ۸)

یہاں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمارہا ہے کہ میں نے سب نبیوں سے عہد لیا اور تجھ سے بھی عہد لیا۔وہ عہد کیا تھا اس کا ذکر ایک دوسری آیت میں ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۲﴾

۸۲۔اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جوتمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ ۞

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۳﴾

۸۳۔پس جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو یہی ہیں جو فاسق لوگ ہیں۔

(سورۃ الاعمران ۳: ۸۲،۸۳)

اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ سے عہد لیا کہ تمہیں کتاب اور حکمت دی گئی ہے اور تمہارے بعد جو بھی رسول اس کی تصدیق کرنے والا آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سب سے پوچھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو۔ سب نے اقرار کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اقرار کر کے بعد میں اس سے انکار کر دے تو وہ فاسق ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی نبی خدا سے کوئی وعدہ کرے اور بعد میں اس سے پھر جائے۔ دراصل نبیوں سے عہد سے مراد اس نبی کی امت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے یہ عہد لیا کہ جب تم میں کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کر رہا ہو تو تم اس پر ضرور ایمان لانا۔

ثبوت نمبر ۴

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٧٠﴾

٧٠۔ اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ﴿۱﴾

(سورۃ النساء ۴ : ۷۰)

بعض علماء کا خیال ہے کہ **مع** کے معنے صرف ساتھ ہونے کے ہوتے ہیں۔ خود اس میں شامل ہونے کے نہیں ہوتے۔ اس لئے یہاں یہ مراد ہے کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے اس رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ ان کو خود یہ درجات نہیں ملیں گے۔ بات کو سمجھنے کے لئے ذیل میں قرآن پاک سے چند اور مثالیں لیتے ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٧﴾

۱۴۷۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر لیا تو یہی وہ لوگ ہیں جو مومنوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مومنوں کو ایک بڑا اجر عطا کرے گا۔

(سورۃ النساء ۴ : ۱۴۷)

اگر **مع** کے معنی صرف **ساتھ** کے ہیں تو اس آیت کے مطابق وہ لوگ جو توبہ کریں گے، اپنی اصلاح کریں گے اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دین کو اللہ کے لئے خاص کر لیں گے وہ صرف مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ خود مومن نہیں ہوں گے۔ اور چونکہ وہ خود مومن نہیں ہوں گے اس لئے وہ اجر جس کا وعدہ اللہ مومنوں کے لئے کر رہا ہے اس کے بھی حق دار نہیں ہوں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۴﴾

۱۹۴۔ اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری بُرائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

(سورۃ الاعمران ۳ : ۱۹۴)

یہاں بھی **مع** کے معنی صرف ساتھ ہونے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے مگر ہم خود نیک نہیں ہوں گے۔ جب نیک لوگ مریں تو ہمیں بھی ان کے ساتھ مار دینا۔

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾

۳۲۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۳﴾

۳۳۔ اس نے کہا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہیں ہوا؟

(سورۃ الحجر ۱۵ : ۳۲،۳۳)

ان دو آیات میں لفظ **مع** استعمال ہوا ہے۔ اگر اس سے مراد صرف ساتھ ہونا ہے۔ تو ابلیس فرشتوں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ مگر اس نے سجدہ نہیں کیا تھا۔ یعنی وہ خود اس فعل میں شامل نہیں تھا۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ **مع** کے معنی ان میں سے ہونے کے ہیں نا کہ صرف ساتھ ہونے کے۔

ثبوت نمبر ۵

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸﴾

۱۸۔ پس کیا وہ جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟) یہی (اس موعود رسول کے مخاطبین بالآخر) اسے مان لیں گے۔ پس جو بھی احزاب میں سے اس کا انکار کرے گا تو آگ اس کا موعود ٹھکانا ہوگی۔ پس اس بارہ میں تُو کسی شک میں نہ رہ۔ یقیناً یہی تیرے ربّ کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(سورۃ ہود ۱۱ : ۱۸)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کی بابت فرمارہاہے کہ وہ روشن دلیل پر قائم ہے اس کے بعد اس کا گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ تھے۔ یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد ایک موعود آئے گا جو رسول کریم ﷺ کی تصدیق کرنے والا ہو گا۔

مندرجہ بالا تمام قرآنی آیات جن سے نبوت کا جاری رہنا ثابت ہوتا ہے کے جواب میں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت پیش کر کے نبوت کے منقطع ہونے کو ثابت کیا جاتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۱﴾ ع

۴۱۔ محمّد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۴۱)

اس آیت میں لفظ خاتَم سے آخری مراد لی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضع ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ آخری رسول ہیں۔ جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ عربی زبان میں لفظ خاتم جس میں لفظ 'ت' کے اوپر زبر ہو کے معنی کسی لغت کی کتاب میں ' **آخری** ' کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی '**انتہائی تعریف کیا گیا**' یا '**مہر**' کے ہیں۔ اور مہر بھی تصدیق کے لئے ہی استعمال کی جاتی ہے۔ یا '**خاتَم**' کے ایک اور معنی '**انگوٹھی**' کے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے لفظ '**خاتَم**' کو اپنی بعض احادیث میں استعمال کرکے اس مسئلے کو حل فرمادیا ہے۔

اِطْمَئِنَّ یَا عَمِّ فَاِنَّکَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِیْنَ فِی الْهِجْرَةِ کَمَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ فِی النُّبُوَّةِ ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸ حرف العین فی ذکر العباس)

اے چچا (عباسؓ) آپ مطمعن رہیئے کہ آپ مہاجروں میں اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبیوں میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ کو **خاتم المہاجرین** کہہ کر یہ ثابت کیا ہے کہ تمام مہاجرین میں آپ سب سے افضل ہیں۔ نہ کہ آپ آخری مہاجر ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول کریم ﷺ کو **خاتم النبیین** کہہ کر یہ بتلایا ہے کہ آپ ﷺ سب نبیوں سے افضل ہیں۔ اور سب نبیوں کی مہر تصدیق ہیں۔

نبوت کے ختم ہونے کے لئے دوسری دلیل میں یہ آیت پیش کی جاتی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

(سورۃ المائدہ:۴)

اس آیت کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ چونکہ دین اسلام رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر مکمل ہو چکا ہے اس لئے اب کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دین کے مکمل ہو جانے سے نبوت کے ختم ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ توریت بھی اپنے وقت میں ایک مکمل کتاب تھی۔ مگر اس کے باوجود بنی اسرائیل میں کثرت سے نبی آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٥﴾

۱۵۵۔ پھر موسیٰ کو بھی ہم نے کتاب دی جو ہر اس شخص کی ضرورت پر پوری اُترتی تھی جو احسان سے کام لیتا، اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی اور ہدایت تھی اور رحمت تھی تا کہ وہ اپنے ربّ کی لِقاء پر ایمان لے آئیں۔

(سورۃ الانعام ۶: ۱۵۵)

اس آیت کا مولانا مودودی صاحب کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو بھلائی کی روش اختیار کرنے والے انسان پر نعمت کی تکمیل اور ہر ضروری چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت تھی (اور اس لیے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی کہ) شاید لوگ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔ اور اسی طرح یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، ایک برکت

ایسے ہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں توریت کے بارہ میں مذید فرماتا ہے۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ﴿٣﴾

۳۔ اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۳)

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝٤٥

۴۵۔ یقیناً ہم نے تورات اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو(کلیتہً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔ اور اسی طرح اللہ والے لوگ اور علماء بھی اس وجہ سے کہ ان کو اللہ کی کتاب کی حفاظت کا کام سونپا گیا تھا (فیصلہ کرتے تھے) اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو معمولی قیمت پر نہ بیچو۔ اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ہیں جو کافر ہیں۔

(سورۃ المائدہ ۵ :۴۵)

جس طرح ہم ایک نئی گاڑی خریدتے ہیں تو وہ ہر لحاظ سے مکمل ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں مکینک کی ضرورت رہتی ہے اور اس گاڑی کی کمپنی اس بات کی ہدایت کرتی ہے کہ صرف ان کے سند یافتہ مکینک سے ہی گاڑی مرمت کروائی جائے۔ ایسے ہی دین کے مکمل ہو جانے کے بعد بھی اس پر عمل کروانے کے لئے اور اس کی وضاحت کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت ایک استاد کی ضرورت رہتی ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا سند یافتہ بندہ بھجواتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ اور امت مسلمہ جو خدا کے سب سے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی امت ہے اس پر خدا کا یہ فضل کیسے منقطع ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝٣٠

۳۰۔ عظیم کتاب جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا، برکت دی گئی ہے تاکہ یہ (لوگ) اس کی آیات پر تدبر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔

(سورۃ ص ۳۸ : ۳۰)

نبوت کے اجراء کے حوالے سے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

نبی کی تعریف

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٧﴾	۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٨﴾	۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲ : ۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو غیب پر غلبہ عطا کرتا ہے۔یعنی بکثرت غیب کا علم عطا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کہ طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔

۲۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

۳۔ جس کے ہاتھ اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فلا یظہر علٰی غیبیہ (الجن:۲۷) کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ،روحانی خزائن،جلد ۱۸،صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸اور ۳۰۸)

۴۔ پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۹۵)

۵۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۳۱۱)

۶۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہو گا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۳۰۶،۳۰۵)

۷۔ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔

۸۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔

۹۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۸۹، ۳۴۱)

۱۰۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۰۳)

۱۱۔ اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوح کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے۔۔۔۔ ایسے لوگوں کو اصلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۲۲۵)

۱۲۔ عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے۔

(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۱۳۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

نبوت کی اقسام

ماموٗرین کی دو قسمیں

سوال :- آپ کی سمجھ میں خدا کا کلام کیا ہے۔ یعنی کیا آپ بھی کچھ نوشتے چھوڑ جائیں گے۔ جیسے انجیل یا توریت ہے؟

جواب حضرت اقدسؑ :- "بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ ماموٗر ہو کر دُنیا کی اصلاح کے واسطے آتے ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاحبِ شریعت ہوتے ہیں اور ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کہ وُہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے اور ماموٗر ہو کر آئے تھے، مگر اُن کو ایک شریعت دی گئی جس کو آپ توراۃ کہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ شریعت موسیٰؑ کی معرفت دی گئی۔

مگر ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہمکلام تو ہوتے ہیں اور ان صاحبِ شریعت نبیوں کی طرح وُہ بھی اصلاحِ خلق کے لیے آتے ہیں۔ اور اپنے وقت پر ضرورتِ حقّہ کے ساتھ آتے ہیں، مگر وُہ صاحبِ شریعت نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کہ وُہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اسی موسوی شریعت کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی لغو کام نہیں کرتا۔ جب اُس کا زندہ کلام موجود ہو اور ایک مستقل شریعت وقت کی ضرورت کے موافق موجود ہو تو دُوسری کوئی شریعت نہیں دی جاتی، لیکن ہاں اس وقت تو ایسا ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ جب اہلِ دُنیا کے دلوں سے خدا کی محبت سرد ہو جائے اور اعمالِ صالحہ کی بجائے چند رسمیں رہ جاویں۔ تقویٰ اور اخلاقِ فاضلہ نہ رہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث کرتا ہے۔ جو اسی شریعت پر عملدرآمد کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے عملی نمونہ سے اس شریعتِ حقّہ کی کھوئی ہوئی عظمت اور بزرگی کو پھر لوگوں کے دلوں میں قائم کرتا ہے۔ اس کے مناسبِ حال اس میں سب باتیں موجود ہوتی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتا ہے۔ کلامِ الٰہی کا معجزہ اُسے عطا ہوتا ہے اور شریعت کے اسرار پر اُسے اطلاع دی جاتی ہے۔ وُہ بہت سے خوارق اور نشان لے کر آتا ہے۔ غرض ہر طرح سے معزز اور مکرّم ہوتا ہے، مگر دُنیا اس کو نہیں پہچانتی۔ جیسے جیسے کسی کو آنکھیں ملتی جاتی ہیں وُہ اُس کو اسی حد تک شناخت کرتا جاتا ہے۔

(۱۹ اپریل ۱۹۰۱ء)

(ملفوظات جلد اول، صفحہ ۴۸۹،۴۸۸)

مرسلین پر ایمان لانے کا طریق

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

۳۔ یہ ''وہ'' کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

۴۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

۵۔ اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۳ تا ۵)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ یوں فرماتا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

۲۸۶۔ رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے ربّ کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (اُن میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۲۸۶)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مومن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس نے سنا اور اطاعت کی۔ انہی احکامات پر عمل کرتے ہوئے یعنی غیب پر ایمان کے نتیجہ میں ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسی طرح فرشتوں، نبیوں، کتب اور جزا سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر مسلمان پر غیب پر ایمان لانا فرض ہے۔ مگر کیا محض غیب پر ایمان لانے سے ایمان مکمل ہو جاتا ہے؟ کیا اس سے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ غیب پر ایمان دراصل ایمان کی شروعات ہیں۔ یا اسے یوں کہنا چاہیئے کہ غیب پر ایمان لانا ایمان کی بنیاد ہے۔ لیکن اس ایمان کو حق الیقین کے مقام تک لے جانے کے لئے کچھ مذید مراحل کو طے کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کی چند وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔ (یہاں میں نبوت کے حوالے سے بات کر رہا ہوں)

اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے تو کیا ہمارا فرض ہے کہ غیب پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہی معیار ہے تو رسول کریم ﷺ کی زندگی میں مسیلمہ نے بھی تو نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مگر کوئی مسلمان اس پر ایمان نہیں لایا۔ ایسے ہی بعد میں بھی دعویٰ کنندگان کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ جنہیں نہیں مانا جاتا۔ اس لئے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی پر ایمان لانے کے لئے یقیناً کوئی اور معیار بھی ہونگے۔ اور کسی پر بھی بطور مامور ایمان لانے کے لئے دعویدار کو ان میعاروں پر بھی پرکھنا ہو گا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝٢٥ (سورۃ محمد ۴۷ : ۲۵)

ترجمہ: پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے حوالے سے بیان فرماتا ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے دعویٰ کے انکار پر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٧

اس سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔

(سورۃ یونس ۱۰ : ۱۷)

اس ارشاد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے اولیاء اللہ، مجددین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک بات مشترک نظر آتی ہے۔ کہ ان کو شروع سے ہی خدا سے ایک تعلق تھا۔ شروع سے ہی یہ تمام لوگ دنیا کی بجائے خدا سے تعلق قائم کرنے میں کوشاں تھے۔ انہیں دنیا سے کوئی پیار نہیں تھا۔ ان تمام احباب کی زندگی ہر لحاظ سے ایک مثال تھی اور ہر خامی یا عیب سے پاک۔

سب سے پہلے پیارے آقا ﷺ کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کھانے پینے کا کچھ سامان لیکر غار حرا میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی دن وہاں خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ جب خوراک ختم ہوتی تو واپس آتے اور مذید خوراک لے کر پھر وہیں غار حرا میں چلے جاتے۔ اور وہیں پر سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپؐ پر خدا کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔

ایسے ہی حالات ہمارے پیارے آقا ﷺ کے غلام دیگر بزرگان کے نظر آتے ہیں۔

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ آپ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دنیاوی ترقی کریں مگر آپ مسیتڑ یعنی ہر وقت مسجد میں رہنے والے مشہور تھے۔ کوئی آپؑ کا پوچھتا تو جواب یہی ہوتا تھا کہ کہیں مسجد میں پڑا ہو گا۔ والد صاحب کی شدید خواہش کے احترام میں کچھ عرصہ نوکری بھی کی۔ مگر وہاں بھی زیادہ وقت خدا کی یاد میں گزرتا تھا۔ آپ لمبا عرصہ روزے رکھتے رہے۔ دین کی تڑپ کا ہی نتیجہ تھا کہ خدا، رسول کریم ﷺ اور قرآن کی حکانیت اور سچائی کو دوسرے مذاہب پر ظاہر کرنے کے لئے براہین احمدیہ لکھنی شروع کی۔

اور وہ لوگ جو خدا سے سچی محبت کرتے ہوں کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صادق اور امین نہ ہوں۔ اور پھر ایسے لوگوں پر خدا کے فضلوں کے دروازے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے صادق اور امین ہونے کے ساتھ ساتھ خدا سے ایک زندہ تعلق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور یہ چیز ہمیں تمام مامورین میں بڑی واضع نظر آتی ہے۔

کیا بس کسی سچے مامور کی پہچان کے لئے اتنا کافی ہے؟ اس سوال کے جواب میں جب ارد گرد نظر دوڑائیں تو کئی ایسے لوگ نظر آئیں گے جو محض اپنے صادق اور ظاہری کمزوریوں سے پاک ہونے کو معیار بنا کر مقام نبوت پر فائض ہونے کے دعویدار تھے۔

اس لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ ہر وہ شخص جو نیک، صالح، صادق اور امین ہونے کا دعویدار ہو وہ لازماً نبی بھی ہو۔ اس کے لئے دوبارہ قرآن پاک کا سہارا لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی سچائی کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور شرائط بھی بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً

- اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے کثرت کے ساتھ بلاواسطہ یا فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو کثرت کے ساتھ امور غیبیہ سے مطلع فرماتا ہے۔

- نبی نذیر اور بشیر بھی ہوتے ہیں۔
- نبیوں کو استہزا کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کی شدید مخالفت ہوتی ہے۔
- سچے نبی لازماً غالب آتے ہیں۔

اس کے لئے جب گزشتہ نبیوں کے حوالے دیکھے تو اکثر نبیوں نے اپنی قوم کو نبی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے جو ہدایت فرمائی وہ یہ تھیں۔

'جو بھی سچا نبی ہو گا وہ غیب کی باتیں بتائے گا۔ اور جب وہ پوری ہو جائیں تو سمجھ لو کہ وہ سچا نبی ہے۔'

نوٹ: مندرجہ بالا حوالے کو اگلے مضمون میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچے نبی کی پہچان کے لئے فرمایا:

زمانہ تک ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہمارے زمانہ تک بھی اُن کا سلسلہ جاری ہے۔ انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہوسکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں لیکن افسوس کہ موجودہ وید

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۸،۳۱۹)

جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا کہ خدا کی سنت یہی ہے کہ جب بھی کوئی رسول آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بکثرت امور غیبیہ کی اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نشانی ہے جو صرف سچے رسول میں ہو سکتی ہے۔ اور میرے خیال میں یہ ایک ناقابل تردید اصول ہے اور کسی بھی مرسل کی سچائی کی نشانی ہے۔

آج کے دور میں جب خدا کا خوف دل سے ختم ہو گیا ہے۔ لوگوں نے مذہب کو مذاق بنالیا ہے۔ ہر کوئی دعوے کر رہا ہے۔ اور پھر اپنی سچائی کے لئے قسمیں اور حلفیہ بیان شائع کر رہا ہے۔ تو ایسی صورت میں ہر مومن اور متقی پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ٹھوکر سے بچنے

کے لئے قرآنی احکامات اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں ہر دعویدار کو پرکھے۔ اس کے لئے خدا سے دعائیں بھی کرے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے ہر ٹھوکر سے بچانا۔ مجھے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دینا۔ آمین ثم آمین

۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ہر طرف سے شدید مخالفت شروع ہوئی۔ اس وقت حضرت نواب محمد علی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ حضورؑ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں اس خط کا جواب درج فرمایا ہے۔ بعض احباب اس خط کے بعض حصے پیش کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضورؑ نے فرمادیا ہے کہ بس غیب پر ایمان لانا چاہیئے اور نشان مانگنا خدا کے احکامات اور ارشادات کے منافی ہے۔ اس لئے حضورؑ کا وہ خط احباب کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔۔ اس کے شروع میں حضورؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس خط کو کم از کم تین بار پڑھا جائے۔

اس میں جہاں حضورؑ نے غیب پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس بات پر بھی زور دیا ہے یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس خط میں حضورؑ نے مباہلہ کرنے کے حوالہ سے بھی ایک شرط کا ذکر کیا ہے۔ نیز استخارہ کرنے کے حوالے سے بھی بعض شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔

میری احباب سے درخواست ہے کہ حضورؑ کے ارشاد کے مطابق اس خط کو غور سے کم از کم تین بار ضرور پڑھیں۔ اس خط کے آخر میں حضورؑ کا ایک اور اقتباس بھی درج ہے۔ جو نیک فطرت لوگوں کی رہنمائی کے لئے بہت کافی ہے۔

مرسلین پر ایمان لانے کا طریق

(ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اِس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے
نام ہے لیکن اس کی بہت سی عبارتیں دوسروں کے اوہام
دور کرنے کیلئے ہیں گو بظاہر آپ ہی
مخاطب ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّىْ

مجی وعزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السّلام علیکم و رحمة اللّٰہ و برکاتہٗ ایک ہفتہ سے بلکہ عشرہ سے زیادہ گذر گیا کہ آں محب کا محبت نامہ پہنچا تھا چونکہ اس میں امور مستفسرہ بہت تھے اور مجھے بباعث تالیف کتاب **آئینہ کمالات اسلام** بغایت درجہ کی فرصت تھی۔ کیونکہ ہر روز مضمون طیار کر کے دیا جاتا ہے۔ اس لئے میں جواب لکھنے سے معذور رہا اور آپ کی طرف سے تقاضا بھی نہیں تھا۔ آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ آپ ایک خالص محبّ ہیں اور آپ کا استفسار سراسر نیک ارادہ اور نیک نیّت پر مبنی ہے اس لئے بعض امور سے آپ کو آگاہ کرنا اور آپ کیلئے جو بہتر ہے اس سے اطلاع دینا ایک امر ضروری ہے۔ لہٰذا چند سطور آپ کی آگاہی کیلئے ذیل میں لکھتا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے **مسیح موعود** ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ قیل وقال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا مباہلہ کیلئے اب طیار ہونا چاہیئے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے۔

(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چندروز پہلے مجھے خود بخود اللہ جلّ شانہٗ نے اجازت دیدی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپ کے ارادہ کا توارد ہے کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اول حال میں صرف اسلئے مباہلہ ناجائز تھا کہ ابھی مخالفین کو بخوبی سمجھایا نہیں گیا تھا اور وہ اصل حقیقت سے سراسر ناواقف تھے اور تکفیر پر

بھی ان کا وہ جوش نہ تھا جو بعد اس کے ہوا لیکن اب تالیف آئینہ کمالات اسلام کے بعد تفہیم اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اب اس کتاب کے دیکھنے سے ایک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مخالف لوگ اپنی رائے میں سراسر خطا پر ہیں۔ اس لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مباہلہ کی درخواست کو کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شائع کروں۔ سو وہ درخواست انشاء اللہ القدیر پہلے حصہ کے ساتھ ہی شائع ہوگی۔ اول دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں سے کیونکر مباہلہ کیا جائے کیونکہ مباہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور مسلمان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اصرار سے مجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور حکم شرع یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراوے اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہو تو وہ کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے جو کافر ٹھہراتا ہے۔ اسی بناء پر مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ جو لوگ تجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور ابناء اور نساء رکھتے ہیں اور فتویٰ کفر کے پیشوا ہیں ان سے مباہلہ کی درخواست کر۔

(۲) نشان کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے یہ بھی درست ہے درحقیقت انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہیں اور اپنے اندر قوت فیصلہ رکھتے ہیں اور متخاصمین کی قیل وقال میں سے جو تقریر حق کی عظمت اور برکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اس تقریر کو پہچان لیتے ہیں اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بدبو رکھتا ہے وہ بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ ایسے لوگ مثلاً حضرت **موسیٰ** علیہ السلام کی شناخت کیلئے اس بات کے محتاج نہیں ہو سکتے کہ ان کے سامنے سوٹی کا سانپ بنایا جاوے اور نہ حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کی شناخت کیلئے حاجت مند ہو سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے مفلوجوں اور مجذوموں کو اچھے ہوتے دیکھ لیں اور نہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے لوگوں نے کبھی معجزہ طلب کیا۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کوئی معجزہ دیکھ کر ایمان لائے تھے بلکہ وہ زکی تھے اور نور قلب رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا تھا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور راستباز ٹھہرے انہوں نے حق کو دیکھا اور ان کے دل بول اٹھے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

دوسری قسم کے وہ انسان ہیں جو معجزہ اور کرامت طلب کرتے ہیں ان کے حالات خدا تعالیٰ نے

قرآن کریم میں تعریف کے ساتھ بیان نہیں کئے اور اپنا غضب ظاہر کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ [1] یعنے یہ لوگ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان کو کہدے کہ نشان تو خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ [2] یعنے جب بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایمان لانا بے سود ہوگا اور جو شخص صرف نشان کے دیکھنے کے بعد ایمان لایا ہے اس کو وہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پھر فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ [3] الخ یعنے کافر کہتے ہیں کہ وہ نشان کب ظاہر ہوں گے اور یہ وعدہ کب پورا ہوگا سو ان کو کہدے کہ مجھے ان باتوں میں دخل نہیں نہ میں اپنے نفس کیلئے ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا مگر جو خدا چاہے۔ ہر یک گروہ کیلئے ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا اور پھر اپنے رسول کو فرماتا ہے۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ [4] یعنے اگر تیرے پر (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں کا اعراض بہت بھاری ہے سو اگر تجھے طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر یا آسمان پر زینہ لگا کر چلا جا اور ان کیلئے کوئی نشان لے آ۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سب کو جو نشان مانگتے ہیں ہدایت دے دیتا۔ پس تو جاہلوں میں سے مت ہو۔ اب ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کافر نشان مانگا کرتے تھے بلکہ قسمیں بھی کھاتے تھے کہ ہم ایمان لائیں گے مگر اللہ جلّ شانہٗ کی نظر میں وہ مورد غضب تھے اور ان کے سوالات بے ہودہ تھے بلکہ اللہ جلّ شانہٗ صاف صاف فرماتا ہے کہ جو شخص نشان دیکھنے کے بعد ایمان لاوے اس کا ایمان مقبول نہیں جیسا کہ ابھی آیت **لا ینفع نفسا ایمانھا** تحریر ہو چکی ہے اور اسی کے قریب قریب ایک دوسری آیت ہے اور وہ یہ ہے وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ [5] یعنے

[1] الانعام:۱۱۰ [2] الانعام:۱۵۹ [3] یونس:۴۹، ۵۰ [4] الانعام:۳۶ [5] الاعراف:۱۰۲

پہلی امتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو ان نشانوں کو دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے۔ اسی طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے جو اس قسم کے کافر ہیں جو نشاں سے پہلے ایمان نہیں لاتے۔

یہ تمام آیتیں اور ایسا ہی اور بہت سی آیتیں قرآن کریم کی جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے بالاتفاق بیان فرما رہی ہیں کہ نشان کو طلب کرنے والے مورد غضب الٰہی ہوتے ہیں اور جو شخص نشان دیکھنے سے ایمان لاوے اس کا ایمان منظور نہیں اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ نشان طلب کرنے والے کیوں مورد غضب الٰہی ہیں جو شخص اپنے اطمینان کیلئے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے یا نہیں بظاہر وہ نشان طلب کرنے کا حق رکھتا ہے تا دھوکا نہ کھاوے اور مردود الٰہی کو مقبول الٰہی خیال نہ کر لیوے۔

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ تمام ثواب ایمان پر مترتب ہوتا ہے اور ایمان اسی بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو قرائن مرجحہ کے لحاظ سے قبول کیا جائے یعنے اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

یہ تو ایمان کی حد ہے لیکن اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی شخص نشان طلب کرتا ہے تو وہ عنداللہ فاسق ہے اور اسی کے بارے میں اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کو ایمان نفع نہیں دے گا۔ یہ بات سوچنے سے جلد سمجھ میں آ سکتی ہے کہ انسان ایمان لانے سے کیوں خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو ہم ایمانی طور پر قبول کر لیتے ہیں وہ بکلی الوجوہ ہم پر مکشوف نہیں ہوتیں مثلاً انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے مگر اس کو دیکھا نہیں۔ فرشتوں پر بھی ایمان لاتا ہے لیکن وہ بھی نہیں دیکھے۔ بہشت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہے اور وہ بھی نظر سے غائب ہیں محض حسن ظن سے مان لیتا ہے اس لئے خدائے تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹھہر جاتا ہے اور یہ صدق اس کیلئے موجب نجات ہو جاتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ اور ملائک ایک مخلوق خدائے تعالیٰ کی ہے ان پر ایمان لانا نجات سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ جو چیز واقعی طور پر موجود ہے اور بدیہی طور پر اس کا موجود ہونا ظاہر ہے اگر ہم اس کو موجود مان لیں تو کس اجر کے ہم مستحق ٹھہر سکتے ہیں مثلاً اگر

ہم یہ کہیں کہ آفتاب کے وجود پر ایمان لائے اور زمین پر ایمان لائے کہ موجود ہے اور چاند کے موجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ دنیا میں گدھے بھی ہیں اور گھوڑے بھی اور خچر بھی اور بیل بھی اور طرح طرح کے پرند بھی تو کیا اس ایمان سے کسی ثواب کی توقع ہو سکتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم مثلاً ملائک کے وجود پر ایمان لاتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مومن ٹھہرتے ہیں اور مستحق ثواب بنتے ہیں اور جب ان تمام حیوانات پر ایمان لاتے ہیں جو زمین پر ہماری نظر کے سامنے موجود ہیں تو ایک ذرہ بھی ثواب نہیں ملتا حالانکہ ملائک اور دوسری سب چیزیں برابر خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہیں پس اس کی یہی وجہ ہے کہ ملائک پردہ غیب میں ہیں اور دوسری چیزیں یقینی طور پر ہمیں معلوم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا منظور نہیں ہوگا۔ یعنے اگر اس وقت کوئی شخص خدا تعالیٰ کی تجلّیات دیکھ کر اور اس کے ملائک اور بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ کر کے یہ کہے کہ اب میں ایمان لایا تو منظور نہ ہوگا۔ کیوں منظور نہ ہوگا؟ اسی وجہ سے کہ اس وقت کوئی پردہ غیب درمیان نہ ہوگا تا اس سے ماننے والے کا صدق ثابت ہو۔

اب پھر ذرا غور کر کے اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے۔ امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ تھوڑا سا فکر کر کے اس بات کو جلد سمجھ جائیں گے کہ ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے کہ جب بعض گوشے یعنے بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں اور نظر دقیق سے سوچ کر اور قرائن **مرجحہ** کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ بکلّی کھل جائے قبول کر لیا جائے یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاء کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر ہوتے ہیں مگر سعید آدمی جو خدائے تعالیٰ کے پیارے ہیں ان نشانوں سے پہلے اپنی فراست صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں وہ لوگ خدائے تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور بے قدر ہیں بلکہ قرآن کریم بآواز بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ بالجہر منکر ہوتے ہیں اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور جھوٹا ہے کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان دکھلانے میں عمداً

تاخیر اور توقف ڈالتا ہے اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ انکار میں ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں کو پختہ کر لیتے ہیں اور دعویٰ سے کہنے لگتے ہیں کہ در حقیقت یہ شخص کذّاب ہے مفتری ہے مکّار ہے دروغ گو ہے جھوٹا ہے اور منجانب اللہ نہیں ہے پس جب وہ شدّت سے اپنی رائے کو قائم کر چکتے ہیں اور تقریروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور مجلسوں میں بیٹھ کر اور منبروں پر چڑھ کر اپنی مستقل رائے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں کہ در حقیقت یہ شخص کذّاب ہے تب اس وقت عنایت الٰہی توجہ فرماتی ہے کہ اپنے عاجز بندے کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کیلئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے۔ سو اس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے جس سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے مان چکے تھے اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا لیکن وہ بدنصیب گروہ جو مخالفانہ ارادوں کو ظاہر کر چکے تھے وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی رائیں علیٰ رؤس الاشہاد شائع کر چکے۔ اشتہار دے چکے مہریں لگا چکے کہ یہ شخص در حقیقت کذاب ہے اسلئے اب اپنی مشہور کردہ رائے سے مخالف اقرار کرنا ان کیلئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے ان کی ناک کٹتی ہے اور ہزاروں لوگوں پر ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے تھے کہ یہ شخص ضرور کاذب ہے ضرور کاذب ہے۔ اور قسمیں کھاتے اور اپنی عقل اور علمیّت جتلاتے تھے اور اب اسی کی تائید کرتے ہیں۔

اور میں پہلے اس سے بیان کر چکا ہوں کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے کہ ایمان لانے والا چند قرائن صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ ہنوز مخفی ہیں جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے کہ **یؤمنون بالغیب** یعنے ایسی بات کو مان لیتے ہیں کہ وہ ہنوز در پردہ غیب ہے جیسا کہ صحابہ کرام نے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا اور کسی نے نشان نہ مانگا اور کوئی ثبوت طلب نہ کیا اور گو بعد اسکے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے اور معجزات ظاہر ہوئے لیکن صحابہ کرام ایمان لانے میں معجزات کے محتاج نہیں ہوئے اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان موقوف رکھتے تو ایک

ذرہ بزرگی ان کی ثابت نہ ہوتی اور عوام میں سے شمار کئے جاتے اور خدائے تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے کیونکہ جن جن لوگوں نے نشان مانگا خدائے تعالیٰ نے ان پر عتاب ظاہر کیا اور درحقیقت ان کا انجام اچھا نہ ہوا اور اکثر وہ بے ایمانی کی حالت میں ہی مرے غرض خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نشان مانگنا کسی قوم کیلئے مبارک نہیں ہوا اور جس نے نشان مانگا وہی تباہ ہوا۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اس وقت کے حرام کار مجھ سے نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان دیا نہیں جائے گا۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بالطبع ہریک شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ بغیر کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کر سکتا ہے اور اگر بغیر نشان دیکھنے کے کسی کو منجانب اللہ قبول کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔

اس کا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو اور حق اور باطل میں فرق کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلّہ تکذیب کے پلّہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہریک صحابی ایک ایک اخلاقی یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے اس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانگا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے ان کی نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر ہیں اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری سب تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاق حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور للّٰہی جوش ان میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت ان کے چہرہ پر برس رہی ہے پس انہیں باتوں کو دیکھ کر

انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے لیکن عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھلے کھلے معجزات اور نشان مخفی رہتے ہیں تا صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے۔ یہ زمانہ ابتلا کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی کھلا کھلا نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی نظر دقیق سے ایمان لے آتا ہے اور عوام کالانعام باقی رہ جاتے ہیں تو اُن پر حجت پوری کرنے کیلئے یا ان پر عذاب نازل کرنے کیلئے نشان ظاہر ہوتے ہیں مگر ان نشانوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے تھے اور بعد میں ایمان لانے والے بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ ہر روزہ تکذیب سے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اپنی مشہور کردہ راؤں کو وہ بدل نہیں سکتے آخر اسی کفر اور انکار میں واصل جہنم ہوتے ہیں۔

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ آ جاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جائے اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے یا ایک وافر حصہ اس کا کھل جائے تو پھر اس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں۔ مثلاً اب جو دن کا وقت ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے کیونکہ جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں ان کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور ان کی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے

نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیا کا شیوہ ہے جس کی وجہ سے کروڑہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں خدائے تعالیٰ اپنی سنت کو نہیں بدلتا وہ جیسا کہ اس نے فرمادیا ہے انہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نہیں کرتے۔ اور قرائن موجہہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام صادق کی راستبازی صادق کی استقامت اور خود صادق کا منہ ان کے نزدیک اس کے صدق پر گواہ ہوتا ہے۔ مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دی جاتی ہے۔

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی نا سمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ **مسیح موعود** کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اس دعویٰ کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کیلئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ایک مسلمان جسے تائید اسلام کیلئے خدائے تعالیٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ مخالفانہ اثر پہنچتا تو بے شک ایک ہولناک بات تھی لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے۔ کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے۔ ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنے کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کی صحت کیلئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی ان کی شہادت دیتی ہیں۔ پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور وغوغا ہے!

ہاں طالب حق سوال بھی اس جگہ کرسکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے کون سے قرائن موجود ہیں کیونکہ کسی مدعی کی صداقت ماننے کیلئے قرائن تو چاہیئے خصوصاً آج کل کے زمانہ میں جو مکر وفریب اور بد دیانتی سے بھرا ہوا ہے اور دعاوی باطلہ کا بازار گرم ہے۔ اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کیلئے بطور علامات اور قرائن کے ہیں۔ (۱) اول وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دے گا اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اس کو لے آوے گا۔ اس پیشگوئی کی رو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کیلئے پیش قدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا اس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ میں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ (۲) اس بات کو بھی سوچنا چاہیئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کیلئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور

کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہم کلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیل موسیٰ ہو۔ یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔ مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے۔ پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہوگئی اور کسی خدمت دین کیلئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلّ شانہٗ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں **موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب** وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاؤل کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے؟

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کیلئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کیلئے ضرور تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے۔ حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں کئے گئے اپنے مثالی نزول کیلئے شدت جوش میں تھی اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر اس کا نزول ہو۔ سو خدائے تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔

یہ ایک سرّ اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بے ہودہ اور بیجا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ناحق کا جھوٹ افتراء کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دور کرنے کیلئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقعہ پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا اول جبکہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گذر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذباللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا اور اسی لئے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اس بات پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کیلئے اس نے صلیب پر جان دی۔ پس جب کہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں نابکار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کی اس آیت کے جو کتاب استثنا میں ہے کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا اور مفتی[1] اور کاذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھہرایا اور عیسائیوں نے ان کی مدح میں اطراء کر کے ان کو خدا ہی بنا دیا اور ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ تعلیم انہیں کی ہے تب باعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انجیل کے ۱۶ باب میں کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پاس نہ آئے گا پھر اگر میں جاؤں تو اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئے گی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی۔ وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ ۱۴۔ وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ لوقا ۱۳-۱۴۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو نہ دیکھو گے اس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنے مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔ ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اس کے آنے کیلئے تقاضا کرے گی اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجے گا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کی رو سے وہ

[1] نوٹ: اصل متن میں ایسے ہی لکھا ہے۔ غالباً ''مفتری'' یا ''مفتی'' لگتا ہے۔ (ناشر)

مسیح ہوگا جیسا کہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ [1] یعنے اے رسول اللہ تو اُن تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور ہر یک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے۔ پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کیلئے گواہی دی اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔ یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہنچا۔ فالحمدللہ۔

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آ گئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے

[1] الانعام: ۹۱

اور عبادت کے طریق گھڑ لئے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کیلئے وحی الٰہی ان پر نازل ہوگئی سوالٰہی کتابوں میں اس قدر بیجا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور خدائی کا دعویٰ اس طرح پر کہ ان کے فلسفہ دانوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ میں آجائیں جیسا کہ ان کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم ہی مینہ برسائیں اور نطفہ کو کسی آلہ میں ڈال کر اور رحم عورت میں پہنچا کر بچے بھی پیدا کرلیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہر یک چیز کے طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد انتہا کا نام خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا۔ اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلّی لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے۔ اسی وجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مردے بھی زندہ ہو جائیں۔ اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفروں کا انہی باتوں کا تجربہ کر رہا ہے اور مینہ برسانے کا کارخانہ تو شروع ہو گیا اور ان کا منشاء ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ مینہ کیلئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں یا استسقاء کی نماز پڑھیں گورنمنٹ میں ایک عرضی دے دیں کہ فلاں کھیت میں مینہ برسایا جائے۔ اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھہرانے کیلئے کوئی کل پیدا ہو۔ اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کرلیں اور جب چاہیں لڑکی۔ اور ایک مرد کا نطفہ لیکر اور کسی پچکاری میں رکھ کر کسی عورت کے رحم میں چڑھا دیں اور اس تدبیر سے اس کو حمل کر دیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنے کی فکر ہے یا کچھ اور ہے۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجّال اول نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا۔ اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ چندروز نبوت کا دعویٰ کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کرے گا تو یہ معنی صریح باطل ہیں کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ ایسا دعویٰ کرنے والا اسی امت کے روبرو خدائی کا دعویٰ کیونکر کر سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ

تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدائے تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہم کو سناتا تھا اور اب اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے۔ پھر جب اول دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جائے جس نے پہلے خدائے تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کر لیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دے دیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کر کے خدا ٹھہر سکتا ہے اور ایسے کذّاب کو کون قبول کر سکتا ہے۔ سو یہ معنے جو ہمارے علماء لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں۔ صحیح معنے یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل در امور نبوت اور خدائی کے دعویٰ سے مراد دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ آج کل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آ رہی ہیں۔ ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اس پر آیتیں نازل ہو رہی ہیں۔ اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اس قدر دخل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔

غرض یہ دجالیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہنچ گئی ہے اور اس کے قائم کرنے کیلئے پانی کی طرح انہوں نے اپنے مالوں کو بہا دیا ہے اور کروڑ ہا مخلوقات پر بد اثر ڈالا ہے۔ تقریر سے تحریر سے مال سے عورتوں سے گانے سے بجانے سے تماشے دکھلانے سے ڈاکٹر کہلانے سے۔ غرض ہر یک پہلو سے ہر یک طریق سے ہر یک پیرایہ سے ہر یک ملک پر انہوں نے اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ چھ کروڑ تک ایسی کتاب تالیف ہو چکی ہے جس میں یہ غرض ہے کہ دنیا میں ناپاک طریق عیسیٰ پرستی کا پھیل جائے پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش آیا اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا اور جب ان میں مثالی نزول کیلئے اشد درجہ کی توجہ اور خواہش پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اس خواہش کے موافق دجّال موجودہ کے نابود کرنے کیلئے ایسا شخص بھیج دیا جو ان کی روحانیت کا نمونہ تھا وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بن کر مسیح موعود کہلایا۔ کیونکہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا یعنے حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہو گئی تھی اور مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا۔ پس حقیقت عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہو گئی جیسا کہ آئینہ میں اشکال اور چونکہ وہ نمونہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے ظہور پذیر ہوا تھا اسلئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے قادر مطلق عزّ اسمہٗ سے بوجہ اپنے جوش کے اپنی ایک شبیہ چاہی اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اس شبیہ میں رکھی جائے تا اس شبیہ کا نزول

ہو۔ پس ایسا ہی ہو گیا۔ اس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب ہے کہ نزول کیلئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا یہ کیوں نہ کہا گیا کہ موسیٰ نازل ہو گا یا ابراہیم نازل ہوگا یا داؤد نازل ہو گا کیونکہ اس جگہ صاف طور پر کھل گیا کہ موجودہ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی اور مسیح کی قوم میں ہی دجالیت پھیلی تھی۔ اسلئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنا لائق تھا یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہو گا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کیلئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ **مہدی** پیدا ہو گا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خُلق میرا ہی خُلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلّی طور پر ان کا نام **محمد** یا **احمد** تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ان فسادوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسیٰ کی امت کو پیش آئے اور آج تک ہزارہا صلحاء اور اتقیاء اس امت میں موجود ہیں کہ جو قحبہ دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں پنج وقت توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعاعیں پہنچتی ہیں پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح میں عیسائیوں کے دلآزار وعظوں اور نفرتی کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں بیجا دخلوں اور خدائے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح کو بھی اپنی امت کیلئے نہیں آ سکتا تھا کیونکہ وہ تو نابود ہو گئی

اور اب صفحۂ دنیا میں ذرّیت ان کی بجز چند لاکھ کے باقی نہیں اور وہ بھی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ[1] کے مصداق اور اپنی دنیاداری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گرے ہوئے ہیں لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دلوں میں جاگزین کر رہی ہے بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گویّے بن کر گیت گاتے ہیں بعض شاعر بن کر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں بعض جوگی بن کر اپنے خیالات کو شائع کرتے پھرتے ہیں۔ بعض نے یہی خدمت لی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کر کے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں بعض تھیئٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بُری تصویر لوگوں کے دلوں میں جماتے ہیں اور ان کاموں میں کروڑہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے اور بعض ایک فوج بنا کر اور مکتی فوج اس کا نام رکھ کر ملک بہ ملک پھرتے ہیں اور ایسا ہی اور کارروائیوں نے بھی جو ان کے مرد بھی کرتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی کروڑہا بندگان خدا کو نقصان پہنچایا ہے اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے اس لئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی اور اپنی شبیہ کے نزول کیلئے جو اس کی حقیقت سے متحد ہو تقاضا کرتی سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کیلئے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر ان کیلئے جو سمجھتے ہیں۔ اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ایک فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے جس کو کہتے ہیں فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیمی المشرب نام رکھتے ہیں وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

(۳) تیسری علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے یہاں تک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال بتصریح بتلا دیا ہے جیسا کہ نشان آسمانی میں لکھ چکا ہوں۔

(۴) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کیلئے مذاہب غیر کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہو گا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا۔ اب جو ہماری قوم کے ملاّ مولوی لوگ

اس دعوت میں نکتہ چینی کرتے ہیں درحقیقت یہ ان کی دروغ گوئی اور نجاست خواری ہے مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کیلئے آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔ پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہہ دیں کہ یہ شخص درحقیقت مفتری ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کردے گا۔ میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائیداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے بحالت دروغ گو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دے دوں گا۔ اگر وہ دروغ گو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھہرائی ہے اور تہ دل سے بیان کی ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کیلئے طیار ہوں اور اشتہار دینے کیلئے مستعد بلکہ میں نے تو بارہ ہزار اشتہار شائع کردیا ہے بلکہ میں بلا تا بلا تا تھک گیا کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں آیا میری سچائی کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ میں اس مقابلہ کیلئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دے کہ میں صرف یکطرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو طیار ہوں۔ اور اگر امر خارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کرسکوں تو فی الفور اسلام قبول کروں گا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے۔ کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بے دین کہتے ہیں اور دجال نام رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اس کا امتحان کرلیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں۔

(۵) پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں ان کے ملہموں کو چاہیئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کا رد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو کفر کے فتوے دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنے جن کو مخاطب ہونے کیلئے الہام الٰہی مجھ کو ہو گیا ہے پہلے لکھ دیں اور شائع کرادیں کہ اگر کوئی خارق عادت امر دیکھیں تو بلا چون و چرا دعویٰ کو منظور کرلیں میں اس کام کیلئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف ائمۃ الکفر سے کروں انہیں سے مباہلہ کروں اور انہیں سے اگر وہ چاہیں یہ مقابلہ کروں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کریں گے کیونکہ حقّانیت

کے اُن کے دلوں پر رعب ہیں اور وہ اپنے ظلم اور زیادتی کو خوب جانتے ہیں وہ ہرگز مباہلہ بھی نہیں کریں گے مگر میری طرف سے عنقریب کتاب دافع الوساوس میں ان کے نام اشتہار جاری ہو جائیں گے۔

رہا حادالناس کہ جو امام اور فضلاء علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے ان کیلئے مجھے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خوارق دیکھنا چاہتے ہیں تو صحبت میں رہیں خدائے تعالیٰ غنی بے نیاز ہے جب تک کسی میں تذلّل اور انکسار نہیں دیکھتا اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنی حجت دنیا پر پوری کر دے گا اور کچھ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ وہ اپنے نشان دکھاوے گا لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور وہ صادق ہیں جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو **براہین احمدیہ** میں درج ہے ”کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کیلئے مستعد ہیں ان کیلئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کیلئے طیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غم خوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری

باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کیلئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کیلئے مجھے حکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا اور جو اللہ جلّ شانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آ گئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں ان کیلئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اب میں جانتا ہوں کہ نشانوں کے بارے میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بات صحیح اور راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے خدا تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔ ان نشانوں کیلئے ادنیٰ ادنیٰ میعادوں کا ذکر کرنا یہ ادب سے دور ہے خدا تعالیٰ غنی بے نیاز ہے جب مکہ کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے کہ نشان کب ظاہر ہوں گے تو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ جواب نہ دیا کہ فلاں تاریخ نشان ظاہر ہوں گے کیونکہ یہ سوال ہی بے ادبی سے پُر تھا اور گستاخی سے بھرا ہوا تھا انسان اس نابکار اور بے بنیاد دنیا کیلئے سالہا سال انتظاروں میں وقت خرچ کر دیتا ہے۔ ایک امتحان دینے میں کئی برسوں سے طیاری کرتا ہے وہ عمارتیں شروع کرا دیتا ہے جو برسوں میں ختم ہوں وہ پودے باغ میں لگاتا ہے جن کا پھل کھانے کیلئے ایک دور زمانہ تک انتظار کرنا ضروری ہے پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں کیوں جلدی کرتا ہے اس کا باعث بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے انسان خدا تعالیٰ سے نشان طلب کرتا ہے اور اپنے دل میں مقرر نہیں کرتا کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کی راہ میں کونسی جانفشانی کروں گا اور کس قدر دنیا کو چھوڑ دوں گا اور کہاں تک خدا تعالیٰ کے مامور بندہ کے پیچھے ہو چلوں گا بلکہ غافل انسان ایک تماشا کی طرح نشان کو سمجھتا ہے حواریوں نے حضرت مسیح سے نشان مانگا تھا کہ ہمارے لئے

مائدہ اترے تا بعض شبہات ہمارے جو آپ کی نسبت ہیں دور ہو جائیں۔ پس اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں حکایتاً حضرت عیسیٰ کو فرماتا ہے کہ ان کو کہدے کہ میں اس نشان کو ظاہر کروں گا لیکن پھر اگر کوئی شخص مجھ کو ایسا نہیں مانے گا کہ جو حق ماننے کا ہے تو میں اس پر وہ عذاب نازل کروں گا جو آج تک کسی پر نہیں کیا ہوگا تب حواری اس بات کو سن کر نشان مانگنے سے تائب ہو گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس قوم پر ہم نے عذاب نازل کیا ہے نشان دکھلانے کے بعد کیا ہے اور قرآن کریم میں کئی جگہ فرماتا ہے کہ نشان نازل ہونا عذاب نازل ہونے کی تمہید ہے وجہ یہ کہ جو شخص نشان مانگتا ہے اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد یکلخت حُبِّ دنیا سے دست بردار ہو جائے اور فقیرانہ دلق پہن لے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت دیکھ کر اس کا حق ادا کرے لیکن چونکہ غافل انسان اس درجہ کی فرمانبرداری کر نہیں سکتا اسلئے شرطی طور پر نشان دیکھنا اس کے حق میں وبال ہو جاتا ہے کیونکہ نشان کے بعد خدائے تعالیٰ کی حجت اس پر پوری ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر پھر بھی کامل اطاعت کے بجالانے میں کچھ کسر رکھے تو غضب الٰہی اس پر مستولی ہو جاتا ہے اور اس کو نابود کر دیتا ہے۔

تیسرا سوال آپ کا استخارہ کیلئے ہے جو در حقیقت **استخبارہ** ہے۔ پس آپ پر واضح ہو کہ جو مشکلات آپ نے تحریر فرمائی ہیں در حقیقت استخارہ میں ایسی مشکلات نہیں ہیں میری مراد میری تحریر میں صرف اس قدر ہے کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذبات محبت اور جذبات عداوت کی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے اور غصہ اور عداوت کے اشتعال میں سو گیا ہے۔ تب وہ شخص جو اس کا دشمن ہے اس کو خواب میں کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آیا ہے یا کسی اور درندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ شاید در حقیقت یہ شخص عند اللہ کتا یا سؤر ہی ہے لیکن یہ خیال اس کا غلط ہے کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب میں نظر آوے تو اکثر درندوں کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ در حقیقت وہ بدآدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا ایک غلطی ہے۔ بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ درندوں کی طرح تھا اس لئے خواب میں درندہ ہو کر اس کو دکھائی دیا۔ سو میرا مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا جذبات نفس سے خالی ہو اور ایک آرام یافتہ اور سراسر روبحق دل سے محض اظہار حق کی غرض سے استخارہ کرے۔ میں یہ عہد نہیں کر سکتا کہ ہر یک شخص کو ہر یک حالت نیک یا بد میں ضرور خواب آ جائے گی لیکن آپ کی نسبت میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک روبحق ہو کر بشرائط

مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں تو میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہو تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ ہی مشکل نہیں لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کر دیتی ہے وہ دل پر ایک نور کا اثر ڈالتی ہے اور میخ آہنی کی طرح اندر کھب جاتی ہے اور دل اس کو قبول کر لیتا ہے اور اس کی نورانیت اور ہیبت بال بال پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے روبرو اور میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اس کام میں مشغول ہوں تو میں آپ کے لئے بہت کوشش کروں گا کیونکہ میرا خیال آپ کی نسبت بہت نیک ہے اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ضائع نہ کرے اور رشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب میں نے آپ کا وقت بہت لے لیا ختم کرتا ہوں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

آپ کا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کی جائے کہ ہر یک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ وہ شیاطین کو ان کے مواضع مناسبہ سے معطل کر دیوے۔ اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [1] یعنے ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اس کی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے یعنے اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہے تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملاوے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اس دخل کو اٹھا دیتی ہے اور منشاء الٰہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [2] لیکن قرآن کریم کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر یک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے لہٰذا ہر یک

باتؔ نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔اب اللہ جلّ شانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کیلئے تمنا کرتا ہے تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے پس چونکہ ہر یک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے۔اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہادی غلطی ۔اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مس شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے کہ یوں ہو جائے تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گزرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کیلئے ارادہ کر لیتا ہے تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے اور وحی متلو شیطان کے دخل سے بکلّی منـزّہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور قول ثقیل اور شدید النزول بھی ہے اور اس کی تیز شعاعیں شیطان کو جلاتی ہیں اس لئے شیطان اس کے نام سے دور بھاگتا ہے اور نزدیک نہیں آ سکتا اور نیز ملائک کی کامل محافظت اس کے اردگرد ہوتی ہے لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی ۔اس لئے تمنا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے پھر وحی متلو اس دخل کو اٹھا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی وحی غیر متلو ہے شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہو سکتا ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیل کی درخواست کرے ماسوا اس کے صفائی اور راستی خواب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے۔یہی قدیم قانون قدرت ہے جو اس کے رسول کریم کی معرفت ہم تک پہنچا ہے کہ سچی خوابوں کے لئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ سچا اور خدا تعالیٰ کیلئے راستباز ہو اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلے گا اور اپنے دل کو

راست گوئی اور راست روی اور راست منشی کا پورا پورا پابند کرے گا تو اس کی خوابیں سچی ہوں گی اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا[1] یعنے جو شخص باطل خیالات اور باطل نیّات اور باطل اعمال اور باطل عقائد سے اپنے نفس کو پاک کرلیوے وہ شیطان کے بند سے رہائی پا جائے گا اور آخرت میں عقوبات اخروی سے رستگار ہوگا اور شیطان اس پر غالب نہیں آسکے گا۔ ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ[2] یعنے اے شیطان میرے بندے جو ہیں جنہوں نے میری مرضی کی راہوں پر قدم مارا ہے ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا۔ سو جب تک انسان تمام کجیوں اور نالائق خیالات اور بے ہودہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف آستانہ الٰہی پر گرا ہوا نہ ہو جائے تب تک وہ شیطان کی کسی عادت سے مناسبت رکھتا ہے اور شیطان مناسبت کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس پر دوڑتا ہے۔ اور جب کہ یہ حالت ہے تو میں الٰہی قانون قدرت کے مخالف کون سی تدبیر کر سکتا ہوں کہ کسی سے شیطان اس کے خواب میں دور رہے۔ جو شخص ان راہوں پر چلے گا جو رحمانی راہیں ہیں خود شیطان اس سے دور رہے گا۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ جبکہ شیطان کے دخل سے بکلّی امن نہیں تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر بھروسہ کرلیں کہ وہ رحمانی ہیں کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور دراصل وہ شیطانی ہو اور یا شیطانی خیال کریں اور دراصل وہ رحمانی ہو تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے اس کا گند اور اس کی بدبو فی الفور آ جاتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتے ہیں اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے کسی مجلسی کو بطور گواہ ٹھہرانے کے وہی خواب یا اس کے کوئی ہم شکل دکھلا دیتا ہے تب اس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔ سو بہتر ہے کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیق خواب کرلیں جو صلاحیت

اور تقویٰ رکھتا ہو اور اس کو کہہ دیں کہ جب کوئی خواب دیکھے لکھ کر دکھلاوے اور آپ بھی لکھ کر دکھلا دیں۔ تب امید ہے کہ اگر سچی خواب آئے گی تو اُس کے کئی اجزا آپ کی خواب میں اور اس رفیق کی خواب میں مشترک ہوں گے اور ایسا اشتراک ہوگا کہ آپ تعجب کریں گے افسوس کہ اگر میرے روبرو آپ ایسا ارادہ کر سکتے تو میں غالب امید رکھتا تھا کہ کچھ اعجوبہ قدرت ظاہر ہوتا میری حالت ایک عجیب حالت ہے بعض دن ایسے گذرتے ہیں کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں اور بعض مدت دراز کے بعد پوری ہوتی ہیں صحبت میں رہنے والا محروم نہیں رہ سکتا کچھ نہ کچھ تائید الٰہی دیکھ لیتا ہے جو اس کی باریک بین نظر کیلئے کافی ہوتی ہے۔ اب میں متواتر دیکھتا ہوں کہ کوئی امر ہونے والا ہے۔ میں قطعاً نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد یا دیر سے ہوگا مگر آسمان پر کچھ طیاری ہو رہی ہے تا خدائے تعالیٰ بدظنوں کو ملزم اور رسوا کرے۔ کوئی دن یا رات کم گذرتی ہے جو مجھ کو اطمینان نہیں دیا جاتا۔ یہی خط لکھتے لکھتے یہ الہام ہوا۔ **یجیء الحق و یکشف الصدق و یخسر الخاسرون. یأتی قمر الانبیاء و امرک یتأتی. ان ربک فعّال لما یرید** ۔ یعنی حق ظاہر ہوگا اور صدق کھل جائے گا اور جنہوں نے بدظنیوں سے زیان اٹھایا وہ ذلّت اور رسوائی کا زیان بھی اٹھائیں گے۔ نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کلام ظاہر ہو جائے گا۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کب ہوگا اور جو شخص جلدی کرتا ہے خدائے تعالیٰ کو اس کی ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں وہ غنی ہے دوسرے کا محتاج نہیں۔ اپنے کاموں کو حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے اور ہر یک شخص کی آزمائش کر کے پیچھے سے اپنی تائید دکھلاتا ہے اگر پہلے سے نشان ظاہر ہوتے تو صحابہ کبار اور اہل بیت کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں میں فرق کیا ہوتا۔ خدائے تعالیٰ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی عزّت ظاہر کرنے کیلئے نشان دکھلانے میں کچھ توقف ڈال دیتا ہے تا لوگوں پر ظاہر ہو کہ خدائے تعالیٰ کے خاص بندے نشانوں کے محتاج نہیں ہوتے اور تا ان کی فراست اور دوربینی سب پر ظاہر ہو جائے اور ان کے مرتبہ عالیہ میں کسی کو کلام نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے بہتر۷۲ آدمی اوائل میں اس بدخیال سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے کہ آپ نے ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا ان میں سے بارہ قائم رہے اور بارہ میں سے پھر ایک مرتد ہو گیا اور جو قائم رہے انہوں نے آخر میں بہت سے نشان دیکھے اور عنداللہ صادق شمار ہوئے۔ مکرّر میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک میری صحبت میں آجائیں تو مجھے یقین ہے

کہ میرے قرب و جوار کا اثر آپ پر پڑے اور اگرچہ میں عہد کے طور پر نہیں کہہ سکتا مگر میرا دل شہادت دیتا ہے کہ کچھ ظاہر ہوگا جو آپ کو کھینچ کر یقین کی طرف لے جائے گا اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہونے والا ہے مگر ابھی خدا تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ سے دو گروہ بنانے چاہتا ہے۔ ایک وہ گروہ جو نیک ظنی کی برکت سے میری طرف آتے جاتے ہیں دوسرے وہ گروہ جو بدظنی کی شامت سے مجھ سے دور پڑتے جاتے ہیں۔

اور میں نے آپ کے اس بیان کو افسوس کے ساتھ پڑھا جو آپ فرماتے ہیں کہ مجرد قیل و قال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو از راہ تودد و مہربانی و رحم اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اکثر فیصلے دنیا میں قیل و قال سے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ صرف باتوں کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لحاظ سے ایک شخص کو عدالت نہایت اطمینان کے ساتھ پھانسی دے سکتی ہے اور ایک شخص کو تہمت خون سے بری کر سکتی ہے۔ واقعات کے ثبوت یا عدم ثبوت پر تمام مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی فریق سے یہ سوال نہیں ہوتا کہ کوئی آسمانی نشان دکھلاوے تب ڈگری ہوگی یا فقط اس صورت میں مقدمہ ڈسمس ہوگا کہ جب مدعا علیہ سے کوئی کرامت ظہور میں آوے۔ بلکہ اگر کوئی مدعی بجائے واقعات کے ثابت کرنے کے ایک سوئی کا سانپ بنا کر دکھلا دیوے یا ایک کاغذ کا کبوتر بنا کر عدالت میں اڑا دے تو کوئی حاکم صرف ان وجوہات کے رو سے اس کو ڈگری نہیں دے سکتا جب تک باقاعدہ صحت دعویٰ ثابت نہ ہو اور واقعات پرکھے نہ جائیں۔ پس جس حالت میں واقعات کا پرکھنا ضروری ہے اور میرا یہ بیان ہے کہ میرے تمام دعاوی قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اولیاء گذشتہ کی پیشگوئیوں سے ثابت ہیں اور جو کچھ میرے مخالف تاویلات سے اصل مسیح کو دوبارہ دنیا میں نازل کرنا چاہتے ہیں نہ صرف عدم ثبوت کا داغ ان پر ہے بلکہ یہ خیال محال بہ بداہت قرآن کریم کی نصوص بیّنہ سے مخالف پڑا ہوا ہے اور اس کے ہر یک پہلو میں اس قدر مفاسد ہیں اور اس قدر خرابیاں ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پھر اس کو بدیہی البطلان نہ کہہ سکے تو پھر ان حقائق اور معارف اور دلائل اور براہین کو کیونکر فضول قیل و قال کہہ سکتے ہیں قرآن کریم بھی تو بظاہر قیل و قال ہی ہے جو عظیم الشان معجزہ اور تمام معجزات سے بڑھ کر ہے معقولی ثبوت تو اول درجہ پر ضروری ہوتے ہیں بغیر اس کے نشان ہیچ ہیں۔ یاد رہے کہ جن ثبوتوں پر مدعا علیہ کو عدالتوں میں سزائے موت دی جاتی ہے وہ ثبوت ان ثبوتوں سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں جو قرآن اور حدیث اور اقوال اکابر

اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود ہیں مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔

میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور کھول کر دکھلا دیا ہے کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں کہ حضرت مسیح پھر اپنے خاکی قالب کے ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الٰہی سے دور جا پڑے ہیں اور کیسے چاروں طرف کے فسادوں اور خرابیوں نے ان کو گھیر لیا ہے میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ **مسیح موعود** کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجّال کا بھی لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل مسیح لیا جاوے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور نیز دجّال سے مراد ایک گروہ لیا جائے اور دجّال خود گروہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلّت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یکطرف چھوڑ دیا ہے وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔ مگر ان کو شرمندہ کرنے والا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا مگر میں نے ایک واقعی نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلا دیا ہے ملاقات نہایت ضروری ہے میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کیلئے بہت مفید ہوگا۔ اور جو لِلّٰہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔ اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ایّدکم اللّٰہ من عندہٖ و رحمکم فی الدنیا والاٰخرۃ۔ والسلام

خاکسار

(دہم ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء) **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپورہ

ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

(ملفوظات، جلد ۵، صفحہ ۵۵۴)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں

زمانہ تک ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہمارے زمانہ تک بھی اُن کا سلسلہ جاری ہے۔ انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں لیکن افسوس کہ موجودہ وید

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۸، ۳۱۹)

اس اقتباس میں حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:

انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں ان کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب ان کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں ان خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں۔

سچے مامور من اللہ کی پہچان، اس کی علامات

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۱﴾

۱۵۱۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔ ﴿۲﴾

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۲﴾

۱۵۲۔ یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۳﴾ ع ۲۱/۱۱

۱۵۳۔ اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء)

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

☆حدثنا عبداللّٰہ حدثنا ابی حدثنا اسود بن عامر اناابوبکر عن عاصم عن ابی صالح عن معاویة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من مات بغیر امام مات میتة جاھلیة صفحه نمبر ۹٦ جلدنمبر ۴ مسند احمد و اخرجه احمد والترمذی و ابن خزیمة و ابن حبان و صححه من حدیث الحارث الاشعری بلفظ من مات و لیس علیه امام جماعة فان موتته موتة جاھلیة. ورواہ الحاکم من حدیث بن عمرو من حدیث معاویة و رواہ البزّار من حدیث ابن عباس.

ترجمہ: جس نے اپنے وقت کے امام کا انکار کیا وہ جاہلیت کی موت مرا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حدیث کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں

اما بعد واضح ہو کہ حدیث صحیح☆ سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۷۲)

مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامورین پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے معمورین پر ایمان لانے کی اتنی سختی سے تاکید فرمائی وہاں اپنے بندوں کی رہنمائی اور انہیں ٹھوکر اور ابتلا سے بچانے کے لئے سچے مامورین کی نشانیاں بھی بیان فرمادیں۔ جب ہم گزشتہ انبیاء کی تعلیم دیکھتے ہیں تو وہ سچے نبی کی پہچان یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو سچے نبی کی صداقت کی نشانی یوں بیان فرماتے ہیں:

۲۰۔ لیکن جو نبی کوئی بات کہتا ہو جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا کوئی نبی دوسرے معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ جان سے مارا جائے۔ ۲۱۔ تم شاید اپنے دل میں کہو کہ جب کوئی پیغام خداوند کی طرف سے نہ کہا گیا ہو تو اسے ہم کیسے پہچانیں؟ ۲۲۔ جب کوئی نبی خداوند کے نام سے کوئی بات کہے اور وقوع میں نہ آئے یا پوری نہ ہو تو وہ خداوند کی کہی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ اس نبی نے وہ بات گستاخی سے کہی ہے۔ تم اس سے خوف نہ کرنا۔ (استثنا ۱۸ : ۲۰، ۲۱، ۲۲)

ایسے ہی بائیبل میں حزقی ایل نبی یوں فرماتے ہیں:

۳۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ ان احمق نبیوں پر افسوس جنہوں نے کچھ نہیں دیکھا اور محض اپنی ہی روح کے پیچھے بھٹک جاتے ہیں! ۴۔ اے اسرائیل، تیرے انبیاء ان لومڑیوں کی مانند ہیں جو کھنڈروں میں پائی جاتی ہیں۔ ۵۔ تم دیوار کی مرمت کرتے ہوئے رخنوں تک نہیں پہنچے تاکہ وہ بنی اسرائیل کی خاطر خداوند کے دن جنگ میں قائم رہے۔ ۶۔ ان کی رویتیں باطل ہیں اور ان کی پیشگوئی جھوٹی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خداوند فرماتا ہے جبکہ خداوند نے انہیں نہیں بھیجا۔ پھر بھی وہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے الفاظ صحیح ثابت ہوں گے۔ ۷۔ جب تم نے یہ کہا کہ خداوند فرماتا ہے، تب تم نے باطل رویا نہیں دیکھی اور جھوٹی پیشگوئی نہیں کی؟ حالانکہ میں نے کلام نہیں کیا۔ ۸۔ اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے، تمہاری دروغ گوئی اور جھوٹی روایتوں کے باعث میں تمہارا مخالف ہوں۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ ۹۔ میرا ہاتھ ان انبیاء کے خلاف ہو گا جو باطل روایتیں دیکھتے ہیں اور جھوٹی پیش گوئی کرتے ہیں۔ وہ میری امت کے لوگوں میں نہ ہوں گے، نہ بنی اسرائیل کے دفتر میں درج ہوں گے اور نہ ہی وہ اسرائیل کے ملک میں داخل ہوں گے۔ تب تم جان لو گے کہ میں خداوند خدا ہوں۔

ایسے ہی یرمیاہ نبی کی کتاب میں درج ہے:

۱۶۔ رب الافواج یوں فرماتا ہے؛ انبیاء جو تمہارے درمیان نبوتیں کرتے ہیں ان پر دھیان نہ دو؛ وہ تمہیں جھوٹی امیدیں دلاتے ہیں۔ وہ رویاؤں کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ ان ہی کے دماغ کی پیداوار ہوتی ہیں، وہ خداوند کے منہ سے نکلا ہوا کلام نہیں ہوتا۔ ۱۷۔ وہ میری توہین کرنے والوں سے کہتے رہتے ہیں، خداوند فرماتا ہے، تم سلامتی پاؤ گے۔

۲۱۔ میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا، پھر بھی وہ اپنا پیغام لے کر دوڑے پھرے؛ میں نے ان سے کلام نہیں کیا، پھر بھی انہوں نے نبوت کی۔

۲۵۔ میں نے ان نبیوں کی باتیں سنی ہیں جو میرے نام سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا، میں نے خواب دیکھا۔ ۲۶۔ ان جھوٹے نبیوں کے دل میں کب تک یہ بات رہے گی کہ وہ ایسی نبوت کرتے رہیں جو محض ان کے اپنے دماغ کا خلل ہے؟ ۲۷۔ وہ سوچتے ہیں کہ جو خواب یہ ایک دوسرے کو بتاتے ہیں ان سے میرے لوگ میرا نام لینا بھول جائیں گے، ٹھیک اسی طرح جیسے ان کے باپ دادا بعل کی عبادت کر کے میرا نام لینا بھول گئے۔ ۲۸۔ جو نبی خواب دیکھے وہ اسے بیان کرے لیکن جسے میرا

کلام پہنچا ہے وہ اسے دیانتداری سے پیش کرے کیونکہ بھوسے کو گیہوں سے کیا نسبت؟ خداوند فرماتا ہے۔ ۲۹۔ کیا میرا کلام آگ کی مانند نہیں ہے؟ خداوند فرماتا ہے۔ اور ایک ہتھوڑے کی مانند جو چٹان کو توڑ کر چکنا چور کر دیتا ہے؟

۳۰۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے، میں ان نبیوں کے خلاف ہوں جو اس خیال سے ایک دوسرے کا کلام چراتے ہیں گویا وہ میرا ہے۔

۳۱۔ اس لئے خداوند فرماتا ہے، کہ میں ان نبیوں کے بھی خلاف ہوں جو محض اپنی زبان سے کچھ بولتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ ۳۲۔ یقیناً میں ان کے بھی خلاف ہوں جو جھوٹے خوابوں کی نبوت خود ہی کرتے ہیں اور خوب جھوٹ بول کر میرے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، حالانکہ میں نے انہیں نہ تو بھیجا نہ ان کا تقرر کیا۔ لہذا ان لوگوں سے میرے لوگوں کو ذرا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ خداوند فرماتا ہے۔

۳۹۔ اس لئے یقیناً مین تمہیں فراموش کر دوں گا اور تمہیں اس شہر سمیت جو میں نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو دیا تھا، اپنی نظر سے دور کر دوں گا۔ ۴۰۔ میں تمہیں ابدی ملامت کا نشانہ بناؤں گا۔ ایسی ابدی پشیمانی جو کبھی فراموش نہ ہوگی۔

(یرمیاہ ۲۳: ۱۶ تا ۴۰)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو مذید کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سچے مامور کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

شرط نمبر ۱: ماموریت سے پہلے کی زندگی صداقت کا ثبوت ہے۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

۱۷۔ تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا۔ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟ ﴿۱۷﴾

(سورۃ یونس ۱۰ : ۱۷)

یہاں اللہ تعالیٰ نبی کی دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی کو صداقت کے طور پر پیش کرتا ہے کہ وہ مامور تم میں ایک لمبا عرصہ رہا کیا تم نے اس میں کوئی عیب پایا۔ یعنی نبی ہر عیب اور برائی سے پاک ہوتا ہے تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔

شرط نمبر ۲: آنے والا پہلوں کا مصدق ہوتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۲﴾

۸۲۔ اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ ﴿۱﴾

(سورۃ الاعمران ۳: ۸۲)

اللہ تعالیٰ نے سچے مامور کی سچائی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے سے پہلے مامورین کا مصدق ہوتا ہے۔ اور پہلے رسولوں کی تعلیم کی مکمل تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔

شرط نمبر ۳: اللہ تعالیٰ اپنے سچے مامور کو غیب کی خبریں دیتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۷﴾

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۸﴾

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲: ۲۷،۲۸)

سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ مجھ (اللہ) سے علم پا کر غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی نشانی ہے جو کسی جھوٹے میں ہو ہی نہیں سکتی۔

شرط نمبر ۴: تمام انبیاء نذیر اور بشیر ہوتے ہیں۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٧﴾

۵۷۔ اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کا سہارا لے کر جھگڑتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ حق کو جھٹلا دیں۔ اور انہوں نے میرے نشانات کو اور ان باتوں کو جن سے وہ ڈرائے گئے مذاق کا نشانہ بنا لیا۔

(سورۃ الجن ۷۲: ۵۷)

اللہ تعالیٰ نے سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ بشارتیں دیتے ہیں اور انکار کرنے والوں کو ڈرانے والے ہوتے ہیں۔

شرط نمبر ۵: سچے مامور کوئی بھی بات خدا کے اذن کے بغیر نہیں کہتے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٩﴾

۳۹۔ اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیّت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدّر وقت کے لئے ایک نوشتۂ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳: ۳۹)

اللہ تعالیٰ سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ جو بات بھی بیان کرتا ہے میرے اذن سے بیان کرتا ہے۔ اس کی کسی بات میں اس کے نفس کی خواہش شامل نہیں ہوتی۔

شرط نمبر۶: خدا کے مامور لازماً غالب آتے ہیں۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۲﴾

۱۷۲۔اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿۱۷۳﴾

۱۷۳۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُونَ ﴿۱۷۴﴾

۱۷۴۔اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

(سورۃ الصف۳۷ : ۱۷۲تا۱۷۴)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗٓ أُولٰٓئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿۲۱﴾

۲۱۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔

(سورۃ المجادلہ۵۸ : ۲۱)

انبیاء کرام کی یہ سچائی بھی ناقابل تردید ہے۔ کیونکہ جب جب خدا کے نبی آئے اس وقت کی طاقتوں نے انہیں مٹانے کی انتہائی کوشش کی۔ انہیں سخت تکلیفوں میں مبتلا کیا مگر انجام کار خود ختم ہو گئے اور خدا کے رسول غالب آئے۔

قرآن پاک اور بائبل کی تعلیم کے مطابق سچے مامور من اللہ کی سچائی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا سے علم پا کر غیب کی خبریں دیں اور وہ خبریں پوری شان کے ساتھ پوری ہوں۔

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے مامور الزماں کے حوالے سے چند ارشادات پیش خدمت ہیں:

یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے؟ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا[1] پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے اور ایسا ہی بموجب نصّ قرآن کریم کے ہر ایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ قرآن کریم میں عام مومنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا[1] یعنی دنیا کی زندگی میں مومنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انہیں آیا کریں گی یا سچے الہام ان کو ہوا کریں گے۔ پھر قرآن شریف میں ایک دوسرے مقام میں ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا[2] یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دی گئی۔ لیکن قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں اور ان الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہو سکتے اور اکثر یہ الہامات ان کے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ ان کے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدّی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسے کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک امام کی دستگیری افاضہ علوم نہ کرے تب تک

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۷۲، ۴۷۳)

آپؑ سچے مامور کی نشانی بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:-

زمانہ تک ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہمارے زمانہ تک بھی اُن کا سلسلہ جاری ہے۔ انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہوسکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امورِ غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں لیکن افسوس کہ موجودہ وید

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۸، ۳۱۹)

مندرجہ بالا اقتباسات میں حضورؑ نے یہ بات کھول کر بیان کر دی کہ محض سچی خوابیں آ جانا یا کوئی الہام ہو جانا اس بات کی نشانی نہیں کہ وہ شخص مامور ہو گیا ہے یا اسے اب کسی مامور کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ ضروری ہے کہ کثرت کے ساتھ امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے اور وہ باتیں پوری شان کے ساتھ پوری ہوں۔ اور ایسی باتیں محض اپنی ذات کے متعلق نہ ہوں۔ بلکہ وہ پیشگوئیاں دنیا کے حالات کے متعلق ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپؑ کے دعوے

اعتراضات اور ان کے جواب

جنبہ صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ، آنحضرت ﷺ اور ہستی باری تعالیٰ پر الزامات

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جو چاہاوہ تحریر کر دیا۔ پھر اس سے ایک قدم آگے بڑھے اور آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی احادیث کو توڑ موڑ کر اپنی مرضی کے تراجم اور تشریحات کر لیں۔ اور اس سے بھی ایک قدم مذید آگے بڑھتے ہوئے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیات کی اپنی مرضی کی تفسیریں کرنے کی جسارت کی۔ اور ایسا کرتے ہوئے وہ اس بات کو بھی بھول گئے کہ وہ ایسی باتیں بیان کر کے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزامات لگا رہے ہیں۔

ذیل میں چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔ ان کو لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں۔ مگر اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ لوگوں پر جنبہ صاحب کا اصل چہرہ آشکار کر سکوں۔ اور وہ لوگ جو جانے انجانے میں ان کا ساتھ نبھا رہے ہیں۔ ان پر بھی اتمام حجت ہو سکے۔

اس سے پہلے لوگوں نے مذہب کے نام پر خون کئے ہیں۔ مگر جنبہ صاحب نے ان سب سے ایک قدم آگے بڑھ کر مذہب کا خون کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سچے مرسلین کی ایک نشانی یہ بیان فرماتا ہے کہ ان کے دعویٰ سے پہلی زندگی ہر اعتراض سے پاک ہوتی ہے۔ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ کی بچپن کی زندگی اور دوسروں کی آپؑ کے بارہ میں رائے پیش ہے۔

حضرت کا پاکیزہ بچپن

حضرت اقدس علیہ السلام کا بچپن ملکی ماحول کی بے شمار آلودگیوں کے باوجود معجزانہ طور پر نہایت درجہ پاکیزہ اور مقدس تھا۔ آپ کو کم سنی میں قادیان اور اس کے مضافات کے علاوہ اپنے ننہال ایمہ ضلع ہوشیار پور میں بھی کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ [9] مگر آپ جہاں بھی تشریف لے گئے دوسرے تمام بچوں سے ممتاز پائے گئے۔ متانت' سنجیدگی' تنہاپسندی اور گہرے غور و فکر کی قوت ابتداء ہی سے قدرت نے آپ کو ودیعت کر رکھی تھی اور آپ بچپن ہی سے ایک نرالی دنیا کے فرد نظر آتے تھے۔ موضع بہادر حسین ضلع گورداسپور کے ایک سربرآوردہ شخص کی گواہی ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ساتھ ان کے گاؤں آئے تھے یہ گاؤں ان کی جاگیر تھا۔ "مرزا غلام قادر صاحب ہمارے ساتھ کھیلتے اور جو جو کھیلیں ہم کرتے وہ بھی کرتے مگر مرزا غلام احمد صاحبؑ نہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے اور نہ شوخی وغیرہ کی باتیں کرتے بلکہ چپ چاپ بیٹھے رہتے" [10] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہم عمر ہندو کی شہادت ہے کہ "میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے (علیہ السلام) میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں۔ سچا' امانت دار اور نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے دکھا رہا ہے"۔ [11]

ایک معمر ہندو جاٹ کی شہادت

ایک معمر ہندو جاٹ کی (جس نے آپ کو گود میں کھلایا بھی ہے) شہادت ہے کہ:

"جب سے اس (مراد حضرت مسیح پاک- ناقل) نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا- دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا- بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا- شرارت' فساد' جھوٹ' گالی کبھی اس میں نہیں- ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو ست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا- سوائے الگ مکان میں رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں تھا- نہ کسی کو مارا نہ آپ مار کھائی- نہ کسی کو برا کہا نہ آپ کو کہلوایا- ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی- نہ کہیں آنا نہ جانا- نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا- اگر ہم نے کبھی کوئی بات کی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو- اور کچھ نہیں تو کھیل تماشہ کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے- تم عقل پکڑو کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو- یہ سن کر خاموش ہو رہتے آپ کے والد مجھے

کہتے۔ نمبردار! غلام احمد کو بلالاؤ اسے کچھ سمجھادیں گے۔ میں جاتا بلا لاتا۔ والد کا حکم سن کر اسی وقت آ جاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے بیٹا غلام احمد! ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے تم کیا کر کے کھاؤ (گے) اس طرح زندگی تم کب تک گذارو گے۔ تم روزگار کرو کب تک دلہن بنے رہو گے۔ خورونوش کا فکر چاہئے۔ دیکھو دنیا کماتی کھاتی پیتی ہے کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیاہ ہو گا بیوی آوے (گی) بالک بچے ہوں گے وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے۔ ان کا تعہد تمہارے ذمہ ہو گا۔ اس حالت میں تو تمہارا بیاہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ میں کب تک بیٹھا رہوں گا۔ بڑے بڑے انگریزوں' افسروں' حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں۔ میں تم کو چٹھی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو میں خود جا کر سفارش کروں۔ تو مرزا غلام احمدؑ کچھ جواب نہ دیتے۔ وہ بار بار اسی طرح کہتے۔ آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا بھلا بتاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرمانبردار ہو۔ اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پروا ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ۔ اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا ملاں ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر میں کیا کروں یہ تو ملاگری کے بھی کام کا نہیں۔ ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں چالاک آدمیوں کا ہے پھر آبدیدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمدؑ کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی (ہے) یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے" [۱۳]

حضرت اقدسؑ کو شروع سے نماز کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک گویا ایک نشہ کی صورت میں آپ کے دل و دماغ پر طاری رہی۔ تحریک احمدیت کے پہلے مورخ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپ کے ابتدائی سوانح میں یہ عجیب واقعہ درج کیا ہے کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد کو آپ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ "نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے"۔ [۱۴] یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی ان لہروں کا پتہ چلتا ہے جو مافوق العادت رنگ میں شروع سے آپ کے وجود پر نازل ہو رہی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

اَلْمَسْجِدُ مَکَانِیْ وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ وَ ذِکْرُ اللّٰہِ مَالِیْ وَ خَلْقُ اللّٰہِ عِیَالِیْ

فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان' صالحین میرے بھائی' یاد الٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا عیال اور خاندان ہے۔ [۱۵]

حضور کی یہ پاکیزہ فطرت اور خدا نما عادات و خصائل ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے بھی بصیرت کی نگاہ سے دیکھا آپ کا والہ و شیدا ہو گیا۔ میاں محمد یاسین صاحب احمدی ٹیچر بلوچستان کی روایت ہے کہ "مجھے مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت حضور ابھی بچہ ہی تھے۔ اس مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں مولوی غلام رسول صاحب نے جو ولی اللہ و صاحب کرامات تھے فرمایا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔ انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔ مکرم مولوی غلام محمد صاحب سکنہ بگو والہ ضلع سیالکوٹ نے بتایا کہ میں نے یہ بات اپنے والد محمد قاسم صاحب سے اسی طرح سنی تھی"۔ [۱۷-۱۸]

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۵۱، ۵۳)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے دعویٰ کے بعد آپ کی شدید مخالفت کی۔ مگر اس سے پہلے انہوں نے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

'موءلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔' (اشاعۃ السنۃ جلد ۷، صفحہ ۹)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

ہندوستان کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن اور صحافی ابوالکلام آزاد گواہی دیتے ہیں۔

'کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز، برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔' (اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

منشی سراج الدین صاحب

مشہور مسلم لیڈر اور صحافی اور شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کے والد بزرگوار منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار گواہی دیتے ہیں۔ 'ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔۔۔آپ بناوٹ اور افتراء سے بری تھے۔' (اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء)

سیالکوٹ کے عوام

حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ سے پہلے عین جوانی کا کچھ عرصہ سیالکوٹ میں گزارا۔ اور آپ کے تمام ملنے جلنے والے آپ کے تقویٰ اور نیکی کے دل سے قائل تھے۔ جن لوگوں کے پاس آپ نے قیام فرمایا وہ آپ کو ولی اللہ قرار دیتے تھے۔

(بحوالہ الفضل ۱۸ اکتوبر، ۱۹۲۵ء)

سید میر حسن صاحب

ہندوستان میں علوم شرقیہ کے بلند پایہ عالم اور علامہ اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب نے آپ کو اسی دور میں ۲۸ سال کی عمر میں دیکھا اور بعد میں یوں گواہی دی۔ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔ (سیرۃ المہدی، جلد اول، صفحہ ۱۵۴، ۲۷۰)

حکیم مظہر حسین صاحب

سیالکوٹ کے حکیم مظہر حسین صاحب جو بعد میں آپ کے شدید مخالف بنے انہوں نے آپ کے متعلق لکھا۔

'ثقہ صورت، عالی حوصلہ اور بلند خیالات کا انسان' (اخبار الحکم، ۷ اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیان کا ہندو

آپ کے حق میں گواہی دینے والوں میں آپ کے گاؤں قادیان کا وہ ہندو بھی شامل ہے جس نے بچپن سے آخر تک آپ کو دیکھا۔ وہ کہتا ہے۔ 'میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے میں اور وہ ہم عصر ہیں۔ اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی ہی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں۔ سچا امانت دار اور نیک، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے۔' (تذکرہ المہدی، جلد ۲ صفحہ ۳۴)

مولوی غلام رسول صاحب

اس دور کے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے بچپن میں آپ کی پاکیزہ فطرت کو دیکھ کر فرمایا۔ 'اگر اس زمانے میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔' (رجسٹر روایات، نمبر ۱۲، صفحہ ۱۰۴)

وکیل کی گواہی

جوانی میں آپ کی راستبازی اور سچ گوئی کا شہرہ تھا۔ آپ نے کئی خاندانی مقدمات میں اپنے خاندان کے خلاف گواہی دی اور ان کی ناراضگی مول لی مگر سچ کا دامن نہ چھوڑا۔ دعویٰ سے پہلے ایک عیسائی نے آپ کے خلاف مقدمہ کیا جس میں آپ کے وکیل کے مطابق جھوٹ بولے بغیر نجات نہ تھی۔ مگر آپ نے جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا۔ اور خدا نے آپ کو فتح دی۔ اس مقدمہ میں آپ کے وکیل فضل

الدین صاحب آپ کی اس فوق العادت راست گفتاری کے گواہ تھے۔وہ کہتے ہیں۔

'مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں۔۔۔۔میں انہیں کامل راستباز یقین کرتا ہوں'

(الحکم ۱۴ نومبر ۱۹۳۴ء)

محمدشریف صاحب بنگلوری

نامور صحافی جناب مولانا شریف بنگلوری ایڈیٹر منشور محمدی نے آپ کے متعلق یہ کلمات استعمال فرمائے۔افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگہ صمد جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب۔(منشور محمدی بنگلور، ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ)

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی

مشہور با کمال صوفی حضرت احمد جان صاحب لدھیانوی نے آپ کے خدمت دین کے بے پایاں جذبوں کو دیکھ کر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر　　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

مندرجہ بالا تحریر سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے بارہ میں اپنے اور غیر سب تعریف کرتے تھے۔آپ کا بچپن اور جوانی ہر قسم کی کمزوری سے پاک تھا۔ بچپن سے ہی آپؑ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق تھا۔اور اسلام کے لئے ایک درد اپنے اندر رکھتے تھے۔

ذیل میں ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔ایک بزرگ نے حضورؑ کی بابت کچھ سخت الفاظ استعمال کئے۔مگر بعد ازاں انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں معافی کا خط لکھا۔حضورؑ ان کا یوں تعارف فرما رہے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی یادرہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتا ہے کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذی علم اور علماء وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ انکو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں انہوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مدت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی طرف سے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں چونکہ پرچہ چودھویں صدی میں بھی اس بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اس قدر ذکر ہو چکا ہے لہٰذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا اور بزرگ موصوف نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹/اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ چودھویں صدی میں چھپا ہے اس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بحذف بعض فقرات ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

اس خط میں وہ حضورؑ کی پاک دامنی کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں۔

"بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم"

''سیدی ومولائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

''ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے) قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہوکر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔ یکم جولائی ۹۷ سے یکم جولائی ۹۸ تک جو اس گنہگار کو مہلت دی گئی اب آسمانی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے۔(اس موقعہ پر مجھے القا ہوا کہ جس طرح آپ کی دعا مقبول ہوئی اسی طرح میری التجا و عاجزی قبول ہوکر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رہائی دی گئی) مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔تاہم اس قدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتدا سے آپ کی اس دعوت پر بہت غور سے جویائے حال رہتا رہا اور میری تحقیق ایمانداری وصاف دلی پر مبنی تھی۔حتّی کہ (۹۰) فیصدی یقین کا مدارج پہنچ گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباز تھے۔ (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حَیّ و قیّوم کی عبادت میں لگاتار صرف فرماتے رہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ [۱] (۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمان ربّانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے (فِیۡهَا هُدًی وَّ نُوۡرٌ) [۲] (۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت وشکر گذاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا اِنَّ اللّٰہ لا یحبّ فی الارض الفساد۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۳، صفحہ نمبر ۱۱۲، ۱۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے

رسول کریم ﷺ کی بشارتوں اور پیش خبریوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو بطور مجدد، امام مہدی، مسیح ابن مریم اور امتی نبی مبعوث فرمایا۔ ذیل میں آپؑ کے دعوے آپ کی اپنی تحریروں کی روشنی میں پیش خدمت ہیں۔

مارچ ۱۸۸۲ء

یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکَ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ۔ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ۔ اِنَّا كَفَیْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ۔ یَقُوْلُوْنَ اَنّٰی لَكَ هٰذَا۔ اَنّٰی لَكَ هٰذَا۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ۔ مِنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ۔ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ۔ جَاهِلٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ هٰذَا مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّكَ۔ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ۔ لِیَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ۔ فَبَشِّرْ وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّا كَفَیْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ۔ تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا۔ وَیُخَوِّفُوْنَكَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ اِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا۔ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ۔ یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ

عَرْشِهٖ۔ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ
نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ
وَانْتَهٰى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ۔ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ
جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا۔ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ
يَلْعَبُوْنَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى۔ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ
عِلْمٍ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ۔ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا
صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ اِنِّيْ مَعَكَ
وَكُنْ مَّعِيَ اَيْنَمَا كُنْتَ۔ كُنْ مَّعَ اللّٰهِ حَيْثُمَا كُنْتَ۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَافْتِخَارًا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَلَا تَيْئَسْ مِنْ
رَّوْحِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ
عَمِيْقٍ۔ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ
نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔
فَتْحُ الْوَلِيِّ فَتْحٌ وَّقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ اَشْجَعُ النَّاسِ۔ وَلَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا
بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ۔ اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ۔ يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَيْكَ۔
اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا يَرْفَعُ اللّٰهُ ذِكْرَكَ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَوَجَدَكَ
ضَآلًّا فَهَدٰى۔ وَنَظَرْنَا اِلَيْكَ وَقُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ خَزَآئِنُ
رَحْمَةِ رَبِّكَ۔ يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ يَا اَحْمَدُ يَتِمُّ اسْمُكَ

وَلَا يَتِمُّ اسْمِيْ۔ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ۔ وَكُنْ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ
الصِّدِّيْقِيْنَ۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔
اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّيْ۔ اِنِّيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ۔ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ۔ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ۔ فَاكْتُبْ وَلْيُطْبَعْ وَلْيُرْسَلْ فِي الْاَرْضِ۔ خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَا
اَبْنَآءَ الْفَارِسِ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ وَاتْلُ
عَلَيْهِمْ مَّا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔

اَصْحَابُ[۹] الصُّفَّةِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا اَصْحَابُ الصُّفَّةِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔ رَبَّنَا[۱۰] اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ اٰمِلُوْا[۱۱]۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۲ حاشیہ در حاشیہ ۱۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ تا ۲۶۸)

(ترجمہ☆) اے[۱] احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو[۲] کچھ تُو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا[۳] نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ[۴] تُو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور[۵] تاکہ مجرموں کی راہ کُھل جائے۔ کہہ[۶] میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ کہہ[۷] حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر[۸] ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ کہہ[۹] اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ خدا[۱۰] وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا[۱۱] کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ان[۱۲] پر ظلم ہوُا اور خدا ان کی مدد کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ[۱۳] لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں اور[۱۴] لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ[۱۵] مقام تجھے کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ[۱۶] جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے اور[۱۷] دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے[۱۸] لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ و دانستہ پھنستے ہو۔ جو[۱۹] کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے۔ پھر[۲۰] ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے۔[۲۱] یہ[۲۲] تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے۔ کہہ[۲۳] اس پر دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو یعنی مقابلہ کر کے دکھلاؤ۔ یہ[۲۴] مرتبہ تیرے ربّ کی رحمت سے ہے۔ وہ[۲۵] اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تاکہ[۲۶] لوگوں کے لئے نشان ہو۔ تُو[۲۷] خدا کی طرف سے کُھلی کُھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوُا ہے۔ پس[۲۸] تُو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تُو دیوانہ نہیں ہے۔ کہہ[۲۹] اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ وہ[۳۰] لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ کہہ[۳۱] کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک کذّاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اُن[۳۲] کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ اُن[۳۳] کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں۔ میرے[۳۴] ساتھ میرا ربّ ہے عنقریب وہ میرا راہ کھول دے گا۔ اے[۳۵] میرے ربّ مجھے دکھلا کہ تُو کیونکر مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اے[۳۶] میرے ربّ مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے[۳۷] میرے ربّ مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیرالوارثین ہے۔ اے[۳۸] میرے ربّ اُمّتِ محمدیہ کی اِصلاح کر۔ اے[۳۹] ہمارے ربّ ہم میں اور

ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے اور ان کو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کے لئے عمل میں مشغول رہو اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا تجھے اوروں سے ڈراتے ہیں۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر ان کو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔ کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے اور افترا کرنیوالے سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہم کفو۔ اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا۔ ایک فتنہ برپا ہوگا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ۔ اور ہم قادر ہیں کہ تیری موت سے پہلے کچھ ان کو اپنا کرشمہ قدرت دکھا دیں جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں یا تجھ کو وفات دیویں۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے۔ میں تیرے ساتھ ہوں سو تو ہر ایک جگہ میرے ساتھ رہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کیلئے نکالے گئے ہو۔ تم مومنوں کا فخر ہو اور تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خبردار رہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار رہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اس کو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہیں سے جا کر اس کو لے لیتا خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور اپنی نعمت دُنیا اور آخرت میں تیرے پر پوری کریگا۔ اور ہم نے تیری طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ جو فتنہ کی آگ قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا۔ اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی۔ وہ خدا حقیقی معبود ہے۔ اس کے سوا

کوئی معبود نہیں۔ توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو ان کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے

تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصّفّہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصّفّہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہونگے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سُنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہوں گی۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ تا ۲۶۸)

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۳۵ تا ۴۱)

دعویٰ مجددیت

اللہ تعالیٰ کا آپؑ کے ساتھ الہامات کے ذریعے مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ تو بہت پہلے سے جاری تھا۔ مگر ۱۸۸۴ء میں آپؑ نے خدا سے علم پا کر دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے۔ آپؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

(ا) مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں مندرج ہے یا احمد بارک اللّٰہ فیك (تا) وانا اوّل المؤمنین (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۰۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۰۹) (ب) "تاکمالِ عنایتِ ازلی سے مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ شام کے قریب ..... مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے کچھ خفیف سی غنودگی ہو کر یہ وحی ہوئی" (نصرۃ الحق صفحہ ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۲) (ج) "جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (تا) وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" (کتاب البریّہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۱) (د) اس الہام کے رُو سے خدا نے مجھے علومِ قرآنی عطا کئے ہیں اور میرا نام اوّل المؤمنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفتِ الٰہی اور کوئی محبتِ الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں" (ضرورۃ الامام صفحہ ۳۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۲)

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۳۵)

۱۲ جون ۱۸۸۳ء " آج قبل تحریر اس خط کے یہ الہام ہوا ۔

كَذَبَ عَلَيْكُمُ الْخَبِيْثُ. كَذَبَ عَلَيْكُمُ الْخِنْزِيْرُ. عِنَايَتُ اللّٰهِ حَافِظُكَ. اِنِّيْ مَعَكَ اَسْمَعُ وَاَرٰى. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ. فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

---

۱ (ترجمہ از مرتّب) کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چُن لیتا ہے۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۴۸)

دعویٰ مسیح ابن مریم و امام مہدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی وہ مسیح ابن مریم ہوں جس کا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا۔ ذیل میں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

چنانچہ آپ نے ۱۸۹۰ء کے آخر میں رسالہ فتح اسلام لکھا جو ۱۸۹۱ء کے اوائل میں چھپ کر شائع ہوا۔ اُس میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰ حاشیہ)

نیز تحریر فرمایا کہ

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱ حاشیہ)

اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وکان وعداللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۱۰)

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ابن مریم کی بابت جتنی احادیث ہیں ان کی وضاحت فرمائی ہے اور خود پر ان کا اطلاق کیا ہے۔ اور اپنی اکثر کتب میں بڑی تفصیل سے ان مضامین کو کھول کر بیان کیا ہے۔

جیسے مسیح کا دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر اترنا، مسیح کا دو سفید چادروں میں لپٹا ہونا، مسیح کا قصر صلیب کرنا، صور مارنا، جنگوں کا خاتمہ کرنا، جذیہ معاف کرنا، مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا حلیہ، دونوں میں مماثلت وغیرہ وغیرہ

ایسے ہی آپؑ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ میں ہی وہ مہدی ہوں جس کی بابت رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔

' ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا..............مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے'

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

۱۸۹۴ء "وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ

"اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہٗ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہٗ ھُوَ اَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ٰله (ترجمہ از مرتب) خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تُو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۲۰۹)

اس کے ساتھ ساتھ آپؑ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ مہدی اور مسیح دو مختلف وجود نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور میں ہی وہ مہدی اور مسیح ہوں جسکا احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اُن پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔

(۱) اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں۔ اور اُن کے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان اُن پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روایت نہیں کی۔ یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔

(۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تو ہیں اور طرق متعددہ سے ان کی صحّت کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدّت ہوئی کہ اُن لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ اُن میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خون ریزی کریگا اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دیگا۔ جیسا کہ

حدیث لامھدی الا عیسٰی جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ روایت محمد بن خالد جُندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسٰی کی خو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ سو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اُن کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور مَیں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا مَیں ہی ہوں۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ ان اخلاق میں مجھے آزمادے اور خراب ظن اپنے دل سے دُور کرے۔ میری بیس برس کی تعلیم جو براہین احمدیہ سے شروع ہو کر رازِ حقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھکر میری باطنی صفائی کا کوئی اور گواہ نہیں۔ مَیں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کیلئے مسیح نازل ہوگا اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونوں مل کر خونریزیاں شروع کر دیں گے۔ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں۔ مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے۔ کشمیر میں محلہ خانیار میں آپ کا مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے اُترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی مہدی غازی کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(حقیقت المہدی، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۴۲۹، ۴۳۳)

انکار کر دیا ہے جس پر ان کا اعتقاد ہے بلکہ ایک یہ بھی وجہ ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی درحقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳)

دعویٰ امتی نبوت

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی

''آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۹۹)

۲۔ پھر اسی آیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔''

(تجلّیاتِ الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۱)

۳۔ آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا کہ واخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا واخرین منھم۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنھم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۲)

۴۔ اور فرماتے ہیں:۔

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱)

۵۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ.'' (اعجاز احمدی۔روحانی خزائن جلد۱۹صفحہ۱۱۳)

۶۔ یکم مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں؟ آپ نے فرمایا:۔

''اس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحبِ شریعت نہیں آوے گا اور یہ کہ کوئی ایسا نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔'' (الحکم ۱۰رمئی ۱۹۰۸ء صفحہ۲ کالم۳)

۷۔ ''بجز اُس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۳۰)

۸۔ آیت نُفِخَ فِی الصُّوْرِ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس جگہ **صُور** کے لفظ سے مراد **مسیح موعود** ہے۔کیونکہ خدا کے نبی اُس کی صور ہوتے ہیں۔'' (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد۲۳صفحہ۸۵)

۹۔ ''ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اُس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔'' (نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد۱۸صفحہ۴۲۶)

۱۰۔ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (بدر۵رمارچ۱۹۰۸ءصفحہ۲ کالم۱)

۱۱۔ اپنے آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں۔

''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔''

۱۲۔ ''بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔'' (تجلّیات الٰہیہ۔روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۴۱۲)

۱۳۔ ’’(آنے والا عیسیٰ۔ ناقل) باوجود امتی ہونے کے وہ نبی بھی کہلائے گا‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۳)

۱۴۔ ’’میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔‘‘ (آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

۱۵۔ ’’اِس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

مندرجہ بالا حوالوں سے حضور علیہ السلام کے تمام دعوے بڑی تفصیل سے بیان ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے خود کو مجدد، امام مہدی اور مسیح ابن مریم نیز امتی نبی قرار دیا ہے۔ اور ان تمام دعوؤں کی بنیاد الہامات ہیں۔ آپؑ نے یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ امام مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور میں ہی امام مہدی اور مسیح ابن مریم ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مسیح و مہدی

رسول کریم ﷺ نے آخری زمانہ میں مہدی اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیش خبریاں دی ہیں۔ بعض احادیث کی بنیاد پر بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ مہدی اور مسیح دو مختلف وجود ہونگے۔ ایسے ہی بعض کے نزدیک مہدی اور مسیح مختلف وقتوں میں نزول فرمائیں گے اور بعض کے نزدیک دونوں کا نزول ایک ہی وقت میں ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء میں خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی وہ مسیح ابن مریم ہوں جس کا ہمارے پیارے آقا ﷺ نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا۔ ذیل میں چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

چنانچہ آپ نے ۱۸۹۰ء کے آخر میں رسالہ فتح اسلام لکھا جو ۱۸۹۱ء کے اوائل میں چھپ کر شائع ہوا۔ اُس میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق

"مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰ حاشیہ)

نیز تحریر فرمایا کہ

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱ حاشیہ)

اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ **مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وکان وعد اللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔**

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد۱۸، صفحہ ۲۱۰)

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ابن مریم کی بابت جتنی احادیث ہیں ان کی وضاحت فرمائی ہے اور خود پر ان کا اطلاق کیا ہے۔ اور اپنی اکثر کتب میں بڑی تفصیل سے ان مضامین کو کھول کر بیان کیا ہے۔

جیسے مسیح کا دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر اترنا، مسیح کا دو سفید چادروں میں لپٹا ہونا، مسیح کا قصر صلیب کرنا، صور مارنا، جنگوں کا خاتمہ کرنا، جذیہ معاف کرنا، مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا حلیہ، دونوں میں مماثلت وغیرہ وغیرہ

ایسے ہی آپؑ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ میں ہی وہ مہدی ہوں جس کی بابت رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔

’ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔...........مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد۱۷، صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

امتِ مسلمہ میں ایک عقیدہ یہ بھی پایا جاتا تھا کہ امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم دو مختلف وجود ہیں۔ پہلے حضرت امام مہدی نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ آپؑ نے مسلمانوں کے اس باطل عقیدہ کی بھی اصلاح فرمائی۔ آپؑ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مہدی اور مسیح دو مختلف وجود نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور میں ہی وہ مہدی اور مسیح ہوں جسکا احادیث میں دعدہ کیا گیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔ میرے نزدیک اُن پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔

(۱) اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں۔ اور اُن کے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان اُن پر اعتماد نہیں پکڑ سکتا۔

(۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روایت نہیں کی۔ یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔

(۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تو ہیں اور طرقِ متعددہ سے ان کی صحت کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہوچکی ہیں اور مدت ہوئی کہ اُن لڑائیوں کا خاتمہ ہوچکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ اُن میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خون ریزی کریگا اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کردیگا۔ جیسا کہ حدیث لا مھدی الّا عیسٰی جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو امی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ روایت محمد بن خالد جُندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید

کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اُن کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور مَیں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا مَیں ہی ہوں۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ ان اخلاق میں مجھے آزماوے اور خراب ظن اپنے دل سے دُور کرے۔ میری بیس برس کی تعلیم جو براہین احمدیہ سے شروع ہو کر رازِ حقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھکر میری باطنی صفائی کا کوئی اور گواہ نہیں۔ مَیں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ مَیں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کیلئے مسیح نازل ہوگا اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونوں مل کر خونریزیاں شروع کر دیں گے۔ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں۔ مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے۔ کشمیر میں محلہ خانیار میں آپ کا مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے اُترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی مہدی غازی کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(حقیقت المہدی، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۴۲۹، ۴۳۳)

انکار کردیا ہے جس پر ان کا اعتقاد ہے بلکہ ایک یہ بھی وجہ ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی درحقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳)

ایسے ہی بہت سی احادیث بھی موجود ہیں جن میں رسول کریم ﷺ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ چند حدیثیں درج ذیل ہیں:۔

لَا الْمَهْدِی اِلَّا عِیْسَی ابنُ مَرْیَمَ (ابن ماجه۔ کتاب الفتن باب شدة الزمان)

عیسیٰ ابن مریم کے سوائے کوئی مہدی نہیں۔

یُوشِکُ مَن عَاشَ مِنکُم اَن یَّلقیٰ عِیسیَ ابنَ مَریَمَ اِمَامًا مهدِیًّا وَّ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ الصَّلِیبُ وَ یَقتُلُ الخِنزِیرَ۔۔۔۔(مسند احمد بن حنبل، جلد۔2، صفحه۔114)

قریب ہے کہ جوتم میں سے زندہ ہواوہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہو نگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

ثمّ ینزل عیسی ابن مریم مصدّقًا بمحمدٍ علی ملّته امامًا مهدیًّا و حکمًا عدلًا فیقتل الدجال (طب۔عبدالله بن مغفل)

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجّال کو قتل کریں گے۔ کنز العمال کتاب القیامۃ صفحہ 141

"۔۔۔ ولا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس، ولا مهدی الا عیسی ابن مریم۔" (ہ ۔ ک۔ عن انس) (کنز العمال کتاب القیامة صفحه 118)

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

مسیح و مہدی دو وجود؟ جنبہ صاحب کا عقیدہ

جماعت احمدیہ کا ہر فرد یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب وہ موعود مسیح اور مہدی ہیں۔ جن کا وعدہ آج سے پندرہ سو سال قبل ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اپنی امت سے کیا تھا۔ نیز رسول کریم ﷺ نے اس آنے والے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نبی اللہ بھی قرار دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی خبر پاکر یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ موعود مہدی اور مسیح ہوں نیز میں امتی نبی بھی ہوں۔

بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں لاہوری فرقہ نے حضورؑ کے نبی اللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ مگر وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ حضورؑ مہدی اور مسیح ہیں۔

محترم جنبہ صاحب نے شروع میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے آواز بلند کی مگر بعد ازاں انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کرنا شروع کر دیا کہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی اور مسیح دو مختلف وجود ہیں۔ اور پھر یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم میں ہوں۔ نیز یہ بھی کہا کہ چونکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم کو رسول کریم ﷺ نے نبی اللہ کہا ہوا ہے اس لئے میں نبی بھی ہوں۔ چند حوالے درج ذیل ہیں۔

سلسلہ مجددین میں کیا دو (۲) مجدد موعود ہیں یا ایک۔؟

جاننا چاہیے کہ اُمت محمدیہ میں مجددین کے جاری سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے دو (۲) مجددوں کو بطورِ خاص موعود کا لقب بخشا ہے یا اُنہیں موعود قرار دیا ہے اور وہ ہیں مہدی اور مسیح۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱) "عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِیْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ یَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَیْنَ ذَالِكَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواه رزین۔" (مشکوۃ شریف جلد۳ صفحہ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جسکے اول میں، میں ہوں، مہدی اسکے وسط میں اور مسیح اسکے آخر میں ہے۔ لیکن اسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۲) "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ لَنْ تَهْلِكَ اُمَّةٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِهَا وَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِهَا وَ الْمَهْدِیُّ وَسَطِهَا۔" (کنز العمال ۲/۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۲، صفحہ نمبر ۲)

مذید فرماتے ہیں

ساری رہے گا اور اس میں کوئی تخلف ممکن نہیں۔(۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو(۲) مجدد موعود ہیں۔(۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔(۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

اپنی ایک مجلس سوال و جواب میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو اپنے بعد خبر دی تھی دو وجودوں کی، جیسا کہ مینے خطبہ میں بھی کہا ہے۔ کہ جماعت نے دو قرار دے دیا آنحضرت ﷺ سمیت جب کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ دو وجود ہیں۔ ایک مہدی اور ایک مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔ تو بات یہ ہے کہ آجکل جو مہدی علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ چلا ہے وہ خلیفۃ المسیح کہلاتے ہیں۔ جبکہ اصل مقام بڑا مقام ان کا مہدی کا ہے۔ ان کو کہنا چاہیئے تھا خلیفۃ المہدی۔ نہیں انہوں نے کیا یہ ایک لمبی بات ہے میں نے تھوڑا تھوڑا اپنے خطبوں میں یا اپنی تحریروں میں ذکر کیا ہے کیا وجہ ہے کہ انہوں نے کیوں خلیفۃ مہدی کی بجائے خلیفۃ المسیح کو priority دی۔ بات یہ ہے کہ جو آنے والا بندہ ہے جو مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ ہو گا وہ خلیفۃ المسیح ہونگے۔

(مجلس سوال وجواب ۷ ستمبر ۲۰۱۲، بوقت ۳۹:۲۳:۱ تا ۲۵:۲۶:۱)

اپنے دعویٰ مسیح عیسیٰ ابن مریم کا بھی اسی مجلس سوال وجواب میں ذکر کیا ہے۔ نیز مجلس سوال و جواب ۱۶ اگست ۲۰۱۳ حصہ اول میں ۱۲:۱۱ سے ۱۷:۲۳ منٹ میں ایک سوال کہ 'آپ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تو پھر آپ کے بعد خلافت کیسے ہو گی' کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔ 'حدیث کے مطابق مہدی اور مسیح الگ وجود ہیں ، مسیح کو نبی کہا ہے۔ اس طرح میں نبی ہوں اور میری خلافت نبوت پر ہو گی۔' (یہ الفاظ میرے ہیں مفہوم یہی ہے)

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے مضامین میں اور تقاریر میں جنبہ صاحب حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مہدی اور مسیح موعود بھی کہہ رہے ہوتے ہیں۔

بات کو سمجھنے اور مذید واضع کرنے کے لئے خاکسار نے محترم جنبہ صاحب کو ایک خط لکھا اور اس میں مندرجہ ذیل سوال کئے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ رسول کریم نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ایک مہدی اور دوسرا عیسیٰ ابن مریم۔ پھر آپ نے احادیث کی مدد سے ثابت کیا ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں شروع میں مہدی درمیان میں اور مسیح آخر میں ہو گا۔ حضرت مرزا صاحبؑ خود کو مہدی بھی کہتے ہیں اور مسیح بھی اور آپ بھی انہیں مہدی اور مسیح لکھتے ہیں۔

- مہدی کے بعد آخر میں کون سے والے مسیح نے آنا ہے۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم یا کوئی اور؟
- اگر مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں اور رسول کریم ﷺ نے آئندہ کے لئے صرف دو موعود وجودوں کی خبر دی ہے تو پھر مرزا صاحب میں یہ دو وجود کیسے اکھٹے ہو گئے۔؟
- اگر مرزا صاحب مسیح ہیں تو وہ کون سے والے مسیح ہیں اور پھر مہدی کون ہے؟
- اگر مرزا صاحب مسیح ہیں تو آپ کون سے والے مسیح ہیں؟

محترم جنبہ صاحب نے مجھے اس کا جواب ارسال کیا نیز اسی جواب کو اپنی ۱۷ اگست ۲۰۱۴ کو جلسہ سالانہ جرمنی کی اختتامی تقریر میں پڑھ کر بھی سنایا۔ جنبہ صاحب نے اپنے جواب اور تقریر میں جو حوالے پیش کئے وہ قبل ازیں بھی اپنی تقاریر اور مضامین میں پیش کر چکے ہیں۔ آپ کی تقریر میں پیش کئے گئے حوالہ جات کو تھوڑا ترتیب کی تبدیلی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں یعنی پہلے احادیث کو لے رہا ہوں اور بعد میں حضورؑ کی تحریرات کو لوں گا۔ یہ جواب اب ان کی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۹۳ کی شکل میں موجود ہے۔

ان حوالوں کے ساتھ ان کی اصل حقیقت اور جواب بھی دے رہا ہوں۔

۱۔ امت میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے کتنے وجود ہیں؟

میں ظہور فرمانے والے اور آخر میں نزول فرمانیوالے یہ دونوں وجود ایک وجود نہیں ہے بلکہ یہ دونوں الگ الگ وجود ہیں۔اور آپ کو یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث کے مطابق اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے ایک کی بجائے دو (۲) وجود ہیں۔وہ کیسے؟؟؟

خاکسار جواباً گذارش کرتا ہے کہ صحیح مسلم میں مندرج حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک ہی سوال کے تین مختلف قسم کے حکیمانہ جوابات دیئے ہوئے ہیں۔جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔(۱)"**عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُم فَاَمَّکُمْ**۔(صحیح مسلم جلد ۱ باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۵۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کریں گے۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن مریم جب نزول فرمائیں گے تو وہ **فَاَمَّکُمْ** یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے یعنی بوقت نزول وہ امام ہونگے۔ اُس کا نزول امام کی حیثیت میں ہوگا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُم **فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ**۔ (ایضاً) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کرینگے تم ہی میں سے۔

اس دوسری حدیث میں بھی سوال وہی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب تھوڑا سا مختلف دیا ہے۔ اس دفعہ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **فَاَمَّکُمْ** کیساتھ لفظ **مِنْکُمْ** کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔ اُمت کو یہ بتانے کیلئے کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ میری اُمت میں سے ہی ایک اُمتی فرد ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ زمانے میں اُمت محمدیہ میں پیشگوئی نزول مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام کے آسمان پر بجسم عنصری اُٹھائے جانے اور پھر آخری زمانے میں بجسم عنصری آسمان سے نزول فرمانے کی **مِنْکُمْ** فرما کر نفی فرمادی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی اُمت کو بشارت دے رہا ہوں وہ اسرائیلی مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ حالات اور واقعات کے لحاظ سے اُس سے ملتا جلتا کوئی میری اُمت کا فرد ہوگا۔

(۳) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ **وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔" (ایضاً۔ متفق علیہ)

یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی دونوں صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں گی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے۔ ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **فَاَمَّکُمْ** اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔ اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔ (۴) "عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَتٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَتِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاۗءُ تَکْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔" (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر اِمام ہے۔ اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

عزیزم احمد صاحب۔اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانیوالے یہ دونوں اُمتی افراد کون کونسے ہیں؟؟ اُمت میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانیوالے اِن دونوں اُمتی افراد میں سے ایک محمدی مریم امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ ہیں اور دوسرے آپکے وہ موعود زکی غلام مسیح الزماں ہیں جس کی آپؑ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں اِسے نہ صرف مسیح عیسیٰ ابن مریم قرار دیا ہے بلکہ محمدی مریم کو اسکے نزول کی مبارک باد بھی پیش کی

الجواب:

مندرجہ بالا احادیث پر بات کرنے سے قبل خاکسار جنبہ صاحب کا ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۴) قرآن کریم سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا بھی پتہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبشر اور موعود وجود کی ایک سے زیادہ دفعہ بھی بشارت اور وعدہ دے دیا کرتا ہے۔لیکن جب تک کسی مبشر اور موعود وجود کی بشارت اور وعدہ ملتا رہتا ہے۔اُس وقت تک وہ مبشر اور موعود وجود دنیا میں پیدا نہیں ہوا ہوتا۔مثلاً (۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاقؑ کی تین دفعہ (۱۔ہود (۷۰ تا ۷۳) ۲۔الحجر (۵۲ تا ۵۶) اور الذاریات (۲۵ تا ۳۱) بشارتیں بخشی تھیں اور ان تینوں بشارتوں کے وقت حضرت اسحاقؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔
(۱۱) اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت زکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی دو دفعہ (۱۔ال عمران (۳۹ تا ۴۱) ۲۔مریم (۸ تا ۱۰) بشارتوں کا ذکر ملتا ہے۔اور دونوں بشارتوں کے وقت حضرت یحییٰؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔
(۱۱۱) اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ کی دو دفعہ (۱۔ال عمران (۴۶ تا ۴۸) ۲۔مریم (۱۷ تا ۲۲) بشارتوں کا ذکر ملتا ہے۔اور دونوں بشارتوں کے وقت حضرت عیسیٰؑ ابھی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲)

وہ احباب جنہوں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہوا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی واقع کو مختلف سورتوں میں مختلف طریق سے بیان کیا ہے۔تاکہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔اس سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ وہ واقع بار بار ہوا ہے۔حضرت ابراہیمؑ کو جو بچے کی بشارت دی گئی وہ ایک ہی بار فرشتے نازل ہوئے مگر خدا نے اس واقع کو بار بار دہرایا۔ایسے ہی حضرت زکریاؑ کو بھی ایک ہی بار بشارت دی گئی۔اس کا ذکر ایک سے زائد بار قرآن پاک میں موجود ہے۔ایسا ہی حضرت مریمؑ کے ساتھ ہوا۔

اگر جنبہ صاحب کے فارمولا کو لے لیا جائے کہ قرآن پاک میں جس واقع کا جتنی بار ذکر ہوا ہے وہ اتنی ہی بار ہوا ہے۔ تو نتیجہ بڑا عجیب نکلے گا۔ جیسے حضرت آدمؑ کا واقع قرآن پاک میں کئی بار بیان ہوا ہے۔ تو اس سے کیا مراد لی جائے کہ وہ واقع بار بار ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا ذکر ایک سے زائد بار ہوا ہے۔ ایسے ہی حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے ساتھ واقع کئی بار درج ہوا ہے۔

جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر حضرت اسحاقؑ کے حوالے سے ہونے والی پیشگوئی جس کا قرآن پاک میں تین بار ذکر ہوا ہے جنبہ صاحب نے اسے یوں لے لیا ہے کہ وہ پیشگوئی تین بار ہوئی تھی حالانکہ وہ فرشتوں کے نزول کا واقع ایک بار ہوا تھا مگر قرآن پاک میں اس واقع کا ذکر تین بار کیا گیا ہے۔ بالکل ایسے ہی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ احادیث کی کتب میں کسی ایک واقع کے متعلق جتنی احادیث ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے وہ بات اتنی ہی بار بیان فرمائی ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کوئی بات کرتے تھے۔ تو جتنے صحابہ وہ بات سنتے تھے اسے جا کر دوسروں سے بیان کرتے تھے۔ اور بیان کرنے میں الفاظ کا فرق آجانا فطری عمل ہے۔ اور اگر وہ بات کئی لوگوں سے ہو کر پہنچے تو اس میں کافی فرق پڑ سکتا ہے۔ جماعت میں ایک پیغام رسانی کا مقابلہ ہوا کرتا ہے۔ ایک ہی پیرا گراف چند لوگوں کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے اپنے گروپ میں جا کر آگے ایک آدمی کو وہ بات بتاتے ہیں۔ اور اس طرح دوسرا آدمی وہ بات تیسرے کو بتاتا ہے اور چار پانچ لوگوں سے ہو کر جب اس پیرا گراف کو دوبارہ لکھا جاتا ہے۔ تو اصل تحریر سے کافی فرق پڑ چکا ہوتا ہے۔ یہ احادیث بھی کم و بیش دو سو سال سے زائد عرصہ کے بعد اکھٹی کی گئیں۔ بیان کرنے والوں اور اکھٹی کرنے والوں نے نہایت احتیاط اور ایمان داری سے ان کو اکھٹا کیا۔ مگر پھر بھی تھوڑا بہت فرق پڑ گیا۔ اسی لئے ان بزرگوں نے ایک ہی مسئلہ کے متعلق ایک سے زائد راویوں کی روایات کو کافی اطمینان کرنے کے بعد درج فرما دیا ہے۔ اگر آپ کوئی سی بھی ایک موضوع کے متعلق اکھٹی کی گئی احادیث کو اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو ان میں تھوڑا بہت فرق نظر آئے گا۔

جنبہ صاحب نے جو احادیث درج کی ہیں ان کے راوی حضرت ابوہریرہؓ بیان کئے ہیں۔ جب احادیث کو اکھٹا کیا گیا تھا اس وقت حضرت ابوہریرہؓ وفات پا چکے تھے۔ حضرت امام مسلمؒ سن ۲۰۶ ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ احادیث کتنے لوگوں سے ہوتی ہوئیں آپ تک پہنچی ہوں گی۔ ایسے ہی حضرت امام بخاریؒ کی تاریخ پیدائش ۱۹۶ھ بیان کی جاتی ہے۔

اپنی بات کی وضاحت اور ثبوت کے لئے ذیل میں دو احادیث پیش کرتا ہوں۔

باب : ایمان کا بیان

منافق کی خصلتوں کے بیان میں

جلد : جلد اول حدیث 213

راوی : یحیی بن ایوب، قتیبہ بن سعید، اسمعیل بن جعفر، ابوسہیل، نافع بن مالک، ابن ابوعامر، ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

یحیی بن ایوب، قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن جعفر، ابو سہیل، نافع بن مالک، ابن ابوعامر، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

راوی : یحیی بن ایوب، قتیبہ بن سعید، اسمعیل بن جعفر، ابو سہیل، نافع بن مالک، ابن ابوعامر، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلد : جلد اول حدیث 216

راوی : ابونصر تمار، عبدالاعلی بن حماد، حماد بن سلمہ، داؤد بن ابی ھند، سعید بن مسیب، ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

ابو نصر تمار، عبدالاعلی بن حماد، حماد بن سلمہ، داؤد بن ابی ہند، سعید بن مسیب، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مذکورہ سند کے ساتھ روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

راوی : ابو نصر تمار، عبدالاعلی بن حماد، حماد بن سلمہ، داؤد بن ابی ہند، سعید بن مسیب، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مسلم، جلد اول، باب الایمان)

دونوں احادیث میں اصل راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ مگر بعد کے راوی مختلف ہیں۔ اور آپ دیکھ لیں مضمون میں کتنا فرق پڑ گیا۔

اب خاکسار جنبہ صاحب کی پیش کردہ احادیث کو ان کے راویوں کے ساتھ تحریر کرتا ہے۔

باب : ایمان کا بیان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں

جلد : جلد اول حدیث 392

راوی: حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، نافع، قتادہ انصاری، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، نافع، قتادہ انصاری، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت کس حال میں ہو گے جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

راوی : حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، نافع، قتادہ انصاری، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلد : جلد اول حدیث 393

راوی: محمد بن حاتم بن میمون، یعقوب بن ابراهیم، ابن شہاب، نافع، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ

محمد بن حاتم بن میمون، یعقوب بن ابراہیم، ابن شہاب، نافع، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام بنیں گے۔

راوی : محمد بن حاتم بن میمون، یعقوب بن ابراہیم، ابن شہاب، نافع، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری

جلد : جلد اول حدیث 394

راوی : زهیر بن حرب، ولید بن مسلم، ابن ابی ذئب، ابن شهاب، نافع، ابوقتاده، ابوهریره رضی الله تعالیٰ عنه

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، ابن ابی ذئب، ابن شہاب، نافع، ابو قتادہ، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تم ہی میں سے تمہارے امام بنیں گے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں سے بنے گا ابن ابی ذئب نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا اس کا کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے، آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، تمہاری امامت کریں گے (وہ اس کے مطابق فیصلے کریں گے)۔

راوی : زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، ابن ابی ذئب، ابن شہاب، نافع، ابو قتادہ، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلد : جلد اول حدیث 395

راوی : ولید بن شجاع، هارون بن عبدالله، حجاج بن شاعر، ابن محمد، ابن جریج، ابوزبیر رضی الله تعالیٰ عنه

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ

ولید بن شجاع، ہارون بن عبد اللہ، حجاج بن شاعر، ابن محمد، ابن جریج، ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا اور فرمایا کہ پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے لوگوں کا امیر ان سے نماز پڑھانے کے لے عرض کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ نہیں بلکہ تم ایک دوسرے پر امیر ہو یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔

راوی : ولید بن شجاع، ہارون بن عبد اللہ، حجاج بن شاعر، ابن محمد، ابن جریج، ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مندرجہ بالا تمام احادیث مسلم سے لی گئی ہیں ان کے ساتھ ان کے راویوں کی لسٹ بھی موجود ہے۔ آپ باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اتنے لوگوں سے روایت ہونے کے بعد معمولی فرق پڑ جانا کرئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس لئے ان احادیث کو پیش کر کے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ رسول کویم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایک سے زائد وجودوں کی بحثیت مسیح عیسیٰ ابن مریم پیش گوئی کی ہے کسی طور درست نہیں۔ جب ہم مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے متعلق وہ احادیث دیکھتے ہیں جن میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس کی نشانیاں اور کام بیان کئے ہیں تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک ہی وجود کے متعلق ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان تمام احادیث کا بڑی وضاحت سے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور ان تمام احادیث کا اپنی ذات پر اطلاق کیا ہے۔ آپؑ نے کہیں نہیں لکھا کہ یہ حدیث دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم کے متعلق ہے۔ اور وہ آکر اسے پورا کرے گا۔

اس لئے جنبہ صاحب کی یہ دلیل کسی طور بھی قابل قبول نہیں ہے۔

انہیں احادیث کے متعلق دوسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ ہم تو ان احادیث کو مان لیں گے لیکن جنبہ صاحب نے ان احادیث کو بھی نہیں ماننا۔ وہ حدیث جسے جنبہ صاحب اپنے لئے پیش کرتے ہیں درج ذیل ہے۔

(۳) ”عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔“ (ایضاً۔ متفق علیہ)
یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی دونوں صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں گی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا۔
ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے۔ ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فَاَمَّکُمْ اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔ (۴) ”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّۃَ۔“ (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔ اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

جنبہ صاحب اگر اس حدیث کو درست مانتے ہیں تو اس میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔ جبکہ جنبہ صاحب اس جماعت کو گمراہ، کج رو اور بالائے دمشق اور نا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ نیز اس حدیث کے مطابق آنے والا مسیح پہلی جماعت کے امام کی امامت کو قبول کرے گا اور اس کے پیچھے ہی نماز ادا کرے گا۔ اپنی کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائے گا۔

جنبہ صاحب نے شاید ان معنوں پر غور نہیں کیا ورنہ اس حدیث کو پیش نہ کرتے۔

محترم جنبہ صاحب کا ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف ''زکی غلام'' تھے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی ''زکی'' کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔ اور ایسے حکیمانہ

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۳)

یہاں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں ' اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی زکی کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے'۔

جنبہ صاحب کے اسی اصول کو مانتے ہوئے میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ایک ہی صفاتی نام (مسیح عیسیٰ ابن مریم) کے ساتھ دو بندوں کی بشارت دینا پھر کس طرح ممکن ہے؟ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے اور عظیم الشان نبی تھے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ خدائی سنت سے ہٹ کر کوئی بات کر دیں؟

۲۔ وہ احادیث پیش ہیں جن میں مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ وجود کہا گیا ہے۔

عزیزم احمد صاحب۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اُپنی اُمت کے آگے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ۔۔۔''عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضيِ اللهُ عَنهُ مَرفُوْعًا قَالَ لَنْ تَهْلُکَ اُمَّة''اَنَا فِيْ اَوَّ لِهَا وَ عِيسیٰ بنُ مَرْيَمَ فِيْ اٰخِرِهَا وَ الْمَهْدِیْ وَسَطِهَا۔'' (کنزالعمال ۲ / ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲ / ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ایک اور پیشگوئی میں فرمایا ہوا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔"عَنْ جَعْفَرٍ ﷺ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا۔۔۔ کَیْفَ تَهْلِکُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَ الْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَ الْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَ لٰکِنْ بَیْنَ ذَالِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَا اَنَا مِنْهُمْ۔ رواہ رزین۔" (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔۔۔۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔ لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عزیزم احمد صاحب۔ مذکورہ بالا دونوں احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد دو (۲) وجودوں کی بعثت کی اُمت کو بشارت عنایت فرمائی ہے۔ دونوں میں سے ایک حضرت امام مہدیؑ ہیں اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت امام مہدی درمیان میں ظہور فرمائیں گے جبکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اُمت میں آخر پر نزول فرمائیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ درمیان میں ظہور فرمانے والے اور آخر میں نزول فرمانیوالے یہ دونوں وجود ایک وجود نہیں ہے بلکہ یہ دونوں الگ الگ وجود ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی

الجواب:

مندرجہ بالا حدیثوں کے علاوہ اسی موضوع پر چند اور حدیثیں تحریر خدمت ہیں۔ جن میں دونوں کو ایک وجود کہا گیا ہے۔

لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (ابن ماجه۔ كتاب الفتن باب شدة الزمان)

عیسیٰ ابن مریم کے سوائے کوئی مہدی نہیں۔

یُوشِکُ مَن عَاشَ مِنکُم اَن یَّلقیٰ عِیسیَ ابنَ مَریَمَ اِمَامًا مهدِیًّا وَّ حَکَمًا عَدلًا فَیَکسِرُ الصَّلِیبُ وَ یَقتُلُ الخِنزِیرَ۔۔۔۔(مسند احمد بن حنبل، جلد۔2، صفحه۔114)

قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہوا وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا جو کہ امام مہدی اور حکم عدل ہونگے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

ثمّ ینزل عیسی ابن مریم مصدّقًا بمحمدٍ علی ملّته امامًا مهدیًّا و حکمًا عدلًا فیقتل الدجال (طب۔عبدالله بن مغفل)

پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہونگے اور دجّال کو قتل کریں گے۔
کنز العمال کتاب القیامۃ صفحہ 141

"۔۔۔ ولا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس، ولا مهدی الا عیسی ابن مریم۔" (ھ ۔ ک۔ عن انس) (کنز العمال کتاب القیامة صفحه 118)

قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

احباب کرام! آپ نے دیکھا کہ جنبہ صاحب نے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ وجود کہا گیا ہے۔ اور جو احادیث خاکسار نے پیش کی ہیں ان میں مہدی اور مسیح کو ایک ہی وجود قرار دیا گیا ہے۔ جنبہ صاحب اور خاکسار کی پیش کردہ احادیث ایک دوسرے کے الٹ ہیں۔ اب اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جن کو ہم سب حکم و عدل مانتے ہیں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث لا مھدی الّا عیسٰی جو ابنؔ ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرکؔ میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ اور یہ روایت محمد بن خالد جُندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسٰی کی خو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خُو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائیگا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دیگا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید

(حقیقت المہدی، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۴۲۹، ۴۳۳)

انکار کر دیا ہے جس پر ان کا اعتقاد ہے بلکہ ایک یہ بھی وجہ ہے کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی درحقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۳)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں میں حضورؑ نے وضاحت فرما دی بلکہ لا مہدی الا عیسیٰ کی حدیث درج کر کے ہر شک کو رفع کر دیا کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

اب ممکن ہے جنبہ صاحب یہ کہہ دیں کہ یہ حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی بندوبست فرما دیا ہے۔ ذیل میں حضورؑ پر نازل ہونے والا ایک الہام پیش ہے۔ خدا کے الہام پر تو امید ہے سب یقین فرمائیں گے۔

۱۸۹۴ء

"وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ

"اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَهٗ وَالْمَهْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَهٗ هُوَ اَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ"[2]

(اتمام الحجۃ صفحہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

[2] (ترجمہ از مرتب) خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں پس تُو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۲۰۹)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کو کہا ہے کہ تم وہ موعود مسیح اور مہدی ہو جس کا انتظار ہو رہا ہے۔ اور پورا عالم اسلام صرف ایک مسیح اور ایک مہدی کا منتظر ہے جس کا وعدہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت سے کیا تھا۔

احباب کے استفادہ کے لئے آپؑ کے چند اور ارشادات بھی پیش خدمت ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلادے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے و کان وعداللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

اس الہام میں بھی واضع فرمادیا کہ وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے صرف ایک مسیح ابن مریم کا وعدہ کیا تھا۔ اور جنبہ صاحب خود بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ موعود وجود دو ہی ہیں ایک مہدی اور دوسرا مسیح۔ اور اس موعود مسیح کے متعلق خدا حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کو کہہ رہا ہے کہ وہ تو ہے۔

جنبہ صاحب کا حوالہ بطور یاد دہانی دوبارہ درج ذیل ہے۔

ساری رہے گا اور اس میں کوئی تخلف ممکن نہیں۔ (۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو (۲) مجدد موعود ہیں۔ (۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔ (۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۱۰)

حضرت مسیح موعودؑ خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ آپؑ مسیح موعود ہیں۔ یہاں بھی آپؑ لفظ موعود استعمال فرما رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے واضع الہامات اور حضرت مسیح موعودؑ کے حلفیہ بیان کے بعد آپؑ کا کوئی بھی سچا پیروکار اور مرید یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مرزا صاحبؑ مہدی ہیں اور میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات جن میں آئندہ مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریرات کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں آئندہ زمانہ میں مسیح کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) ''اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۲) ''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اِس سے اِنکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُنکو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۳) ''اور اگر مولوی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ ہم نے اگرچہ اپنے ریویو میں اِمکانی طور پر مثیل مسیح ہونا آپ کا مان لیا ہے اور ایسا ہی ظلّی اور روحانی طور پر مسیح موعود ہونا بھی مان لیا ہے۔ لیکن ہم نے یہ کب مانا ہے کہ آپ بہمہ وجوہ اُن پیشگوئیوں کے مصداق کامل ہیں جو مسیح ابن مریم کے بارہ میں صحاح میں موجود ہیں؟ اِس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اِقبال کیساتھ بھی آوے۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱)

(۴) ''ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی اِن بعض حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جاوے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اِن پیشگوئیوں کو اِس عاجز کے ایک ایسے کامل مُتّبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنافی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی رُوپ لے لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اُنہیں وہ مرتبہ ظلّی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا۔ تو اس صورت میں بلا شبہ اُن کا ساختہ پرداختہ ہمارا ساختہ پرداختہ ہے کیونکہ جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہو کر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں شامل ہے۔ اِسلئے وہ جزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔ کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں۔ پس اگر ظلّی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی رُوحانی یگانگت کی راہ سے متمّم و مکمّل ہیں اور

اُن کواُنکے پھلوں سے شناخت کروگے۔''(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)

(۵)''اب یہ سوال بھی قابل حل ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجّال کیلئے آئے گا۔آپ اگر مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوکر آئے ہیں تو آپکے مقابل پر دجّال کون ہے؟اِس سوال کا جواب میری طرف سے یہ ہے کہ گو میں اِس بات کوتو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض اَحادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو اور کوئی ایسا دجّال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اِس زمانہ کے پادریوں کی مانندکوئی اب تک دجّال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔''(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۲)

الجواب: **نمبر ۱**

احباب کرام! آپ جانتے ہیں کہ شروع میں دوسرے مسلمانوں کی طرح حضورؑ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری وقت میں وہ دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ وہ مسیح فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں تو آیا ہے۔تو آپؑ نے اس کا اعلان فرمادیا۔

سچے مامورین کی یہ بھی نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے صرف اتنا بیان کرتے ہیں جس قدر خدا انہیں علم عطا کرتا ہے۔اس لئے آپ نے اپنی ابتدائی کتب میں امکانی طور پر لکھ دیا کہ آئندہ بھی مسیح آسکتے ہیں۔لیکن بعد ازاں خدا سے علم پاکر آپ نے بڑے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ بجز میرے اب اور کوئی مسیح نہیں آئے گا۔میں ہی وہ موعود مسیح ہوں جس کا وعدہ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت سے کیا تھا۔نیز آئندہ آنے والے مامور کی بھی وضاحت ان الفاظ میں فرمادی۔

"وَهٰذَا الزَّمَانُ لِلْخَيْرِ وَ الرُّشْدِ كَآخِرِ الْاَزْمِنَةِ وَلَا يَأْتِيْ زَمَانٌ بَعْدَهٗ كَمِثْلِهٖ فِي الْفَضْلِ وَالْمَرْتَبَةِ. وَاِنَّا اِذَا وَدَّعْنَا الدُّنْيَا فَلَا مَسِيْحَ بَعْدَنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْزِلُ اَحَدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَلَا يَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَةِ اِلَّا مَا سَبَقَ مِنْ رَّبِّيْ قَوْلٌ فِي الذُّرِّيَّةِ. (اِشَارَةٌ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ. منه

ترجمہ: اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔(اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔منہ)

(اعجاز المسیح،روحانی خزائن،جلد ۱۸،صفحہ نمبر ۷۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر مندرجہ بالا تحریروں کے بعد کی ہے۔ اور یہی اصول ہے کہ خدا کے مرسلین جو بعد میں فرماتے ہیں اگر ان میں اور ان کی پہلی کہی گئی باتوں میں کوئی بظاہر اختلاف ہو تو بعد میں کہی جانے والی بات کو مانا جاتا ہے۔

نمبر ۲

حضورؑ نے ۱۸۹۰ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پا کر اپنی کتاب فتح اسلام میں یہ اعلان فرمایا

یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ کی ہے جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقیت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو گئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے ان تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں۔ پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی ﷺ کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو ان کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔۔۔۔۔۔۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۱۰، ۱۱)

اس اعلان کے بعد مخالفین کی طرف سے شور برپا ہو گیا۔ حضورؑ نے اسی سلسلہ میں لکھی گئی دوسری کتاب توضیح مرام کے آخر میں یہ اعلان شائع فرمایا۔

اطلاع بخدمت علماء اسلام

جو کچھ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے میں لکھا ہے
یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی
فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ پس
مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں
رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ
رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ
الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد

(توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس کے بعد حضورؑ نے اسی سلسلہ کی تیسری کتاب ازالہ اوہام تحریر فرمائی۔ اس میں مخالفین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات اور سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

اب خاکسار ان حوالوں کو لیتا ہے جو محترم جنبہ صاحب نے پیش کئے ہیں۔

(۲) ''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا۔ وہ اسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُنکو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

محترم جنبہ صاحب (دوسروں پر تحریف کے الزامات لگاتے ہیں) نے اس حوالہ کو مکمل درج نہیں کیا گیا۔ مکمل حوالہ اس طرح ہے

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُریّت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند **مظہر الحق و العلاء کانّ اللّٰہ نزل من السماء** لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدائے تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ **واللّٰہ اعلم و علمہ احکم**.

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۷۹، ۱۸۰)

آخری فقرہ میں حضورؑ نے وضاحت فرمادی ہے کہ پیشگوئی کے مطابق میں مسیح موعود ہوں۔ نیز حضور نے یہاں جس پیشگوئی کا ذکر کیا ہے کہ کہ وہ مثیل مسیح میری ذریت میں سے آئے گا وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی ہے۔

اس سے آگے چل کر حضورؑ نے فرمایا ہے۔

لطیفہ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو **الآیات بعد المأتین** ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے **غلام احمد قادیانی** اس نام کے عدد پورے تیرہ ۱۳۰۰ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اِسوقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۸۹، ۱۹۰)

اس حوالہ میں بھی حضورؑ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ موعود مسیح کوئی اور نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ پھر آپ مزید فرماتے ہیں۔

اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعداللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

غرض اگر ان تمام حوالوں کو غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں نہیں کہا کہ ایک سے زائد موعود وجودوں کا بطور مسیح نزول فرمانا کسی پیشگوئی میں مذکور ہے۔ بلکہ ہر جگہ حضورؑ نے ایک موعود مسیح کا ذکر کیا ہے۔ اور امکانی طور پر ہزاروں مثیل مسیح آنے کی بات کی ہے۔ یا ظلی طور پر نزول مسیح کے امکان کا ذکر کیا ہے۔ اور ایک مسیح کی پیشگوئی کی ہے جس کا وعدہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور بعد کی تحریروں میں بڑے واضح الفاظ میں لکھ دیا کہ میرا جسمانی بیٹا ہو گا۔

اس لئے ان حوالوں کو پیش کر کے کسی طور بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد دو یا اس سے زائد موعود وجودوں کی بطور مسیح پیشگوئی فرمائی ہے۔

اگر ایک سے زائد مسیح آنے کی پیشگوئی ہوتی تو پھر جو نشانیاں اور کام بتائے گئے ہیں ان کی بھی وضاحت کی گئی ہوتی کہ یہ یہ کام پہلا مسیح کرے گا اور یہ یہ کام بعد میں آنے والا مسیح کرے گا۔ اور نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسیح کے کرنے کے جو کام بتائے ہیں ان میں سے یہ کام میرے ذمہ ہیں اور یہ کام دوسرے مسیح کے ذمہ ہیں۔

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے تمام حوالوں میں حضورؑ نے اعتراضات کرنے والوں کو مختلف دلائل کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ہر جگہ امکانی پہلوؤں کا ذکر ہے۔ نیز بعد ازاں اللہ تعالیٰ سے مکمل علم ملنے پر اس امکان کو رد کر دیا کہ کوئی اور مسیح بھی آئے گا۔ سوائے اس ظلی مسیح کے جس کا پیشگوئی مصلح موعود میں وعدہ ہے۔ اور بتا دیا کہ وہ میرا جسمانی بیٹا ہو گا۔

امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کی حقیقت

احادیث کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جہاں جہاں امت مسلمہ میں پیدا ہونے والے بد عقائد کی اصلاح کے لئے آنے والے موعود وجود کی بشارت دی وہاں اس کا نام مہدی رکھا۔ اور اس امام مہدی کی بیعت کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی کہ اگر تمہیں برف کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی جانا پڑے تو جانا اور اس کی بیعت کرنا۔ نیز فرمایا کہ اسے میرے سلام پہنچانا۔

ہمارے پیارے آقا ﷺ پوری دنیا کے لئے رحمت تھے اور تمام مذاہب اور بنی نوح انسان کی طرف خدا کے رسول مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کی اتباع میں آنے والا وجود بھی تمام مذاہب کی طرف ہی آنا تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے جہاں عیسائیوں کی طرف آنے والے موعود کا ذکر کیا کہ وہ آکر قصر صلیب کرے گا وہاں اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم رکھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم قیامت سے قبل کسی وقت دوبارہ نزول فرمائیں گے۔

پھر اس مسیح عیسیٰ ابن مریم کو اپنی احادیث میں نبی اللہ کہہ کر مسلمانوں میں پیدا ہونے والے ختم نبوت کے غلط عقیدے کی بھی نفی فرمادی۔ اس کے بعد مذید یہ بھی فرمادیا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ یہ کوئی الگ الگ وجود نہیں ہیں۔

یہ تمام پیشگوئیاں ایک زنجیر کی طرح ہیں۔ اس میں سے کوئی ایک حصہ علیحدہ کرنے سے پوری زنجیر بکھر جائے گی۔ اگر امام مہدی کو علیحدہ کر دیں تو مسیح عیسیٰ ابن مریم کی بیعت کا ذکر نہیں ملتا۔ بیعت کی تاکید امام مہدی کے لئے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امام مہدی مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں تو پھر ان کی بابت نبی ہونے کی کوئی پیشگوئی نہیں ملتی۔ اور ایسے ہی اگر کوئی یہ کہے کہ آنے والا مسیح عیسیٰ ابن مریم تو ہے نبی نہیں ہے۔ تو یہ بات بھی آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے خلاف ہے۔

اس لئے اس آنے والے موعود وجود کو ہمیں ایک ہی وجود تسلیم کرنا پڑے گا۔ تب یہ زنجیر مکمل ہو گی۔ یعنی امت مسلمہ میں آنے والا موعود وجود امام مہدی بھی ہو گا وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم بھی ہو گا اور وہی وجود نبی اللہ بھی ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت

گزشتہ مضمون میں حضورؑ کے دعوؤں کے حوالے نوٹ کئے گئے ہیں۔ شروع میں باقی امت مسلمہ کی طرح آپؑ کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم نے ہی دوبارہ نزول فرمانا ہے ایسے ہی حضورؑ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا۔ آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں اس کا ذکر بھی فرمایا۔ اس لئے حضورؑ الہامات میں استعمال ہونے والے لفظ رسول یا نبی کو محدث کا نام دیتے رہے۔

(۱۱) سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔

امّا الجواب۔ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصّہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا؟ قرآن شریف کی وہ قرأت یاد کرو کہ جو ابن عباس نے لی ہے اور وہ یہ ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدّث الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم الله اٰیٰته۔ وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مُہر لگ گئی ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنے ہیں؟ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا [1]۔ اے غافلو! اس اُمت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۳۲۱، ۳۲۱)

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامّہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیا کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیا کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوّت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوّت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اِس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوّت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات

(توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۶۰)

اللہ تعالیٰ کا اپنے الہامات میں بکثرت حضورؑ کو نبی اور رسول کے نام سے مخاطب کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ حضورؑ ان الہامات کو اپنی کتب میں بھی تحریر کرتے رہے۔ مخالفین اسے ہتھیار بنا کر احمدیوں کو ورغلاتے کہ دیکھو مرزا صاحب خود کو نبی کہتے ہیں۔ چند احمدی

احباب نے اس کا انکار میں جواب دیا۔ اس پر حضورؑ نے ۱۹۰۱ء میں اپنی کتاب 'ایک غلطی کا ازالہ' تحریر فرمائی۔ اس میں بڑی وضاحت سے اپنی نبوت کی بابت تحریر فرمایا۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶)

پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدّث رکھنا چاہئے تو مَیں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لُغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امرِ غیب ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

''میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو مَیں کیونکر ردّ کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ .... **اور جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت**

سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ مَیں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اِس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱)

ایسے ہی بعد میں اپنی کتاب تتمہ حقیقتہ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"**اے نادانو! میری مراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اس کی کثرت کا نام بموجب حُکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح ۔ اور مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

بدقسمتی سے حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ایک گروپ نے اپنے مفادات اور اقتدار کی لالچ میں پہلے خلافت کی مخالفت کی۔ اس کے نتیجے میں جماعت میں ایک علیحدہ گروپ بنالیا اور پھر خود اس پر امیر بن کر بیٹھ گئے۔ اور پھر غیر احمدیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اس بات کا پرچار شروع کردیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے بلکہ محدث تھے۔ اس کے لئے حضورؑ کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے پیش کرنے شروع کردیئے۔

اس فتنہ کا سر کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو کھڑا کیا۔ آپ نے ان اعتراضات کے بڑے مفصل جوابات دے کر ان لوگوں کا منہ بند کردیا۔ اس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی کتب خصوصاً 'حقیقۃ النبوۃ' سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

آج پھر مخالفین نے جماعت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے جماعت میں سے لوگوں کو کھڑا کیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود تو تھے مگر نبی نہیں تھے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ نبی تھے مگر وہ موعود مسیح نہیں تھے۔ اور وہ موعود مسیح میں ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح احمدیوں کے ایمان کو کمزور کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کے ایمان نہ پہلے کمزور تھے اور نہ اب کمزور ہیں۔ نہ یہ کوششیں پہلے کامیاب ہوئیں اور نہ ہی انشاء اللہ اب کامیاب ہوں گئیں۔ بلکہ یہ شرارتیں ہمارے ایمانوں میں مزید مضبوطی کا باعث بنتی ہیں۔

وہ نہیں جانتے کہ جیسے خدا نے پہلے ایسے تمام دشمنوں کے سر کچل دیئے تھے وہ انشاء اللہ اب بھی انہیں ناکام و نامراد کرے گا۔ انہیں مقامِ عبرت بنائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ جو خدا اور اس کے بھیجے ہوئے مرسلین کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمیشہ خود مذاق بنتے ہیں۔ یہی خدا کی سنت ہے اور خدا اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

احباب کے استفادہ کے لئے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضورؑ کا دعویٰ مسیح اور نبی اللہ آپس میں لازم و ملزوم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مسلم میں درج حدیث میں آنے والے مسیح کو چار بار نبی اللہ کہا ہے۔ اس لئے اگر آپؑ مسیح ہیں تو لازماً نبی اللہ بھی ہیں۔ اور اگر آپؑ نبی اللہ ہیں تو تب ہی ہیں اگر آپؑ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مسیح ابن مریم بھی ہیں۔ آپؑ کے ایک دعوے کے انکار کے نتیجہ میں دوسرے دعوے کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔

ناصر احمد سلطانی صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں بڑی وضاحت سے اس مسئلہ 'ختم نبوت' کو بیان کیا ہے۔ خاتم النبیین کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ نیز اپنے دعویٰ نبوت کی حقیقت سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

جس طرح شروع میں عام مسلمانوں کی طرح آپؑ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور انہوں نے ہی دوبارہ نزول فرمانا ہے۔ اسی طرح ختم نبوت کے بارہ میں بھی آپ کا یہی عقیدہ تھا کہ اب کسی طرح کا بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اپنی شروع کی کتب میں آپؑ نے برملا اس کا ذکر بھی کیا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا حضورؑ پر انکشاف کیا اور آپؑ نے قرآن پاک کی تیس آیات سے ان کی وفات کو ثابت کیا، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ختم نبوت کی حقیقت سے آشکار کیا۔ آپؑ کو بار بار نبی کہہ کر مخاطب کیا۔ تو آپ نے ۱۹۰۱ء میں کتاب 'ایک غلطی کا ازالہ' لکھ کر اپنے مریدوں اور دیگر حق کے متلاشی احباب کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ اس کی وضاحت فرمائی۔ اور بعد ازاں اپنی تمام کتب اور ارشادات میں اپنے اس دعویٰ کی تصدیق کرتے رہے۔

۱۹۱۴ء میں جب جماعت دو حصوں میں بٹ گئی تو لاہوری گروپ نے اس بات کی تشہیر شروع کر دی کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے کبھی اس کا دعویٰ کیا ہے۔ اپنی بات کے ثبوت میں حضورؑ کے شروع کے اقتباسات کو پیش کیا گیا یا بعد کے ارشادات کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا جاتا رہا۔

اب محترم ناصر احمد سلطانی صاحب جو کچھ عرصہ مربی سلسلہ رہے اور اب وہ بھی پندرہویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کے بقول بھی اب کوئی رسول یا نبی نہیں آسکتا۔ نیز لاہوری جماعت کے عقیدہ کے مطابق ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے بلکہ محدث تھے۔ اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کے شروع کے بعض اقتباسات بھی پیش کرتے ہیں۔ جس میں آپؑ نے اپنے نبی ہونے کی نفی کی ہوئی ہے۔ یا سیاق وسباق سے ہٹ کر بعض حوالے پیش کر دیتے ہیں۔

بطور نمونہ ان کی ایک تحریر درج ذیل ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند منٹ میں سمجھ آ جانے والا

ختم نبوت پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا واضح اور صاف موقف

از ناصر احمد سلطانی
امیر جماعت احمدیہ (حقیقی)
مجدد چودھویں اسلامی صدی

آپ درج ذیل دو حوالوں کو بغور پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ آپ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے کس کے موقف کی تائید کرتے ہیں؟

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باربار فرمادیا تھا کہ میرے بعد نبی نہیں آئے گا
اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا
اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔
اپنی آیت کریمہ وَلٰـكِـنْ رَّسُـوْلَ اللّٰهِ وَخَـاتَمَ النَّبِيّٖنَ (۴۱:الاحزاب) سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے اس سے تو تمام تار و پود اسلام کا درہم برہم ہو جاتا تھا "

(کتاب البریہ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸)

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

" اصول یہ ہے کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رہنے کیلئے خدا تعالیٰ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک نبی کے بعد بروقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا
کہ مجھ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزار ہا نبیوں کی ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی تسلی حاصل ہو۔ اس حالت میں فسادات کا اندیشہ ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں
تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کیلئے مجدد پیدا کرتا رہے گا۔

(مکتوب نمبر ۲ بنام حاجی محمد ولی اللہ صاحب۔ مکتوبات احمد جلد اول صفحہ ۳۹۲)

ایسے ہی قرآن پاک سے ختم نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ان کی ایک تحریر پیش خدمت ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین(۴۱:الاحزاب:۳۳)کا ترجمہ کون سا کیا جائے؟

احمدیوں کی تمام جماعتوں سمیت تمام فرقے بلا استثناء مانتے ہیں کہ امتِ محمدیہ میں ۱۳۰۰ سال سے جاری سنت اللہ یہ ہے کہ کوئی ایک نبی بھی نہیں آیا۔ نبیءکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی پیش کر چکا ہوں۔ حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا خاتم النبیین کا ترجمہ ختم کرنے والا نبیوں کا پیش کر چکا ہوں۔ خاتم النبیین کے لغات عرب کے معانی بھی پیش کر چکا ہوں۔
اب پورے قرآن کریم کی آیات سے بھی تائیدی معنے پیش خدمت ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب تو انکار کی گنجائش ہرگز نہیں رہ جاتی۔
یقیناً وہی ترجمہ ہی درست ہوگا جو قرآن، سنت، حدیث اور حضرت حکم وعدل علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہوگا۔
پورے قرآن کریم میں ختم سے متعلقہ آیات دیکھ لیں۔ آیت خاتم النبیین کے علاوہ سات مقامات پر "ختم" مصدر سے الفاظ آئے ہیں۔ ان آیات کے تراجم کسی بھی مکتبہءفکر کے اٹھا کر دیکھ لیں۔ تمام مقامات پر بند ہونے کا مفہوم ملے گا۔ تو کیوں اس بات پر ضد کی جا رہی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیوں کے سلسلہ کے بند کرنے کا ذکر نہیں؟

۱۔ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم(۸:البقرۃ:۲) ۲۔ختم علی قلوبکم (۴۷:الانعام:۶) ۳۔ختم علی سمعہ و قلبہ(۲۴:الجاثیہ:۴۵) جب لوگ اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ ان کو ہدایت نصیب ہو تو اللہ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا کر بند کر دیتا ہے تو ہدایت کی بات جانا مستقل طور پر بند ہو جاتی ہے۔

۴۔الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم (۶۶:یاسین:۳۶) آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا بند کر دیں اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے۔

۵۔ام یقولون افترٰی علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک و یمح اللہ الباطل و یحق الحق بکلمٰتہ(۲۵:الشوریٰ:۴۲) کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر افتراء کیا ہے؟ جبکہ اگر اللہ چاہتا تو تیرے دل پر مہر لگا دیتا حالانکہ اللہ تو باطل کو مٹایا کرتا ہے اور حق کو سچا ثابت کیا کرتا ہے۔

۶۔یسقون من رحیق مختوم۔ ۷۔ختامہ مسک (۲۷،۲۸:المطففین:۸۳) وہ ایک سربمہر شراب میں سے پلائے جائیں گے جس کی مہر مشک کی ہو گی۔

میں نے سلطانی صاحب سے درخواست کی کہ مندرجہ بالا آیات کے تراجم سے ثابت کریں کہ جہاں جہاں لفظ ختم آیا ہے اس کے معنی آخری یا ختم کرنے کے ہیں۔ جواباً انہوں نے فرمایا کہ مصروفیت کے باعث لکھ کر جواب نہیں دے سکتا۔ سکائپ پر بات کر لو۔

Re: Ahmed

Dr. Nasir Sultani Add to contacts 10/13/2014
To: Talash-e-

From: **Dr. Nasir Sultani** (drsultani@icloud.com) You moved this message to its current location.
Sent: Monday, October 13, 2014 8:45:23 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
باحوالہ آیات میں نے آپ کو بھجوائی ہیں۔ بہتر ہے کہ تفصیلی ڈسکشن زبانی کر لی جائے۔ چنانچہ گزارش ہے کہ مجھے سکائپ پر کال کر لیں۔
On Oct 13, 2014, at 9:16 PM, Talash-e- <zara_suniay@hotmail.com> wrote:

Re: Ahmed

Dr. Nasir Sultani Add to contacts 10/13/2014
To: Talash-e-

From: Dr. Nasir Sultani (drsultani@icloud.com) You moved this message to its current location.
Sent: Monday, October 13, 2014 10:31:52 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سلسلہ میں معذرت چاہوں گا کہ جلد جواب دے سکوں اگر موقع ملا تو ضرور جواب دوں گا۔ انشاءاللہ۔ لکھنے کا کام میرے پاس پہلے ہی اسقدر زیادہ ہے کہ میرے لئے پورا کرنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔

On Oct 14, 2014, at 3:23 AM, Talash-e- <zara_suniay@hotmail.com> wrote:

میں نے یہی سوال چند غیر از جماعت علماء سے بھی کیا اور انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ لکھ کر جواب نہیں دے سکتے۔ زبانی بات کر لو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ لکھ کر دینے کے بعد انکار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور زبانی بات کہہ کر کسی وقت بھی انکار کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث جو محض اظہاراً لِلحق ہوگی تحریری ہو۔ کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بفتنہ ہوتی ہیں اور بجز حاضرین کے دوسروں کو ان کی نسبت رائے لگانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی بھول جاتی ہیں اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں ان کو جھوٹ بولنے کیلئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے۔ کوئی شخص محنت اُٹھا کر اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سی مغز خواری کرنے کے بعد کب روا رکھ سکتا ہے کہ غیر منتظم طریق کی وجہ سے تمام محنت اس کی ضائع جائے اور طالب حق کو اس کی تقریر سے فائدہ نہ پہنچ سکے۔ سو تحریری بحث کا ہونا ایک شرط ہے۔

(مکتوبات احمد، جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۳۱۷، ۳۱۸)

سلطانی صاحب کو اس کے بعد بھی ان کے وعدہ کی یاددہانی کروا چکا ہوں مگر سلطانی صاحب کے جواب کا تا حال انتظار ہے۔

انبیاء اور اجتہادی غلطی

ایک خطرناک فتنہ

ہر مسلمان کا کامل یقین ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے۔ اور انسان بشر ہونے کے ناطے غلطی کر سکتا ہے۔ انبیاء کرام بھی بشر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا مقام عام انسانوں سے بہت بلند ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیاء سے اجتہادی غلطی کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

۲۸ر فروری ۱۹۰۱ء

انبیاء سے اجتہادی غلطی کا صدور

فرمایا:
"اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہوتا تاکہ بشر خدا نہ ہو جاوے۔ دیکھو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی یہ اعتراض بڑے زور شور سے یہود نے کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہت لے کر آیا ہوں اور وہ بات غلط نکلی۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیح کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بادشاہ بن جائیں گے۔ چنانچہ تلواریں بھی خرید رکھی ہوئی تھیں، مگر یہ اُن کی اجتہادی غلطی تھی۔ بعد اس کے خدا نے مطلع کر دیا اور اُنھوں نے اقرار کیا کہ میری بادشاہت رُوحانی ہے۔ سادگی انسان کا فخر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے جو کہا سو سادگی سے کہا۔ اس سے ان کی خِفّت اور بے عزتی نہیں ہوتی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ سمجھا تھا۔ کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی۔ مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی اور انگوروں کے متعلق آپؐ نے یہ سمجھا تھا کہ ابوجہل کے واسطے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عکرمہ کے واسطے ہیں۔ انبیاءؑ کے علم میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی ہے۔ اس واسطے قرآن شریف میں آیا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ: ۱۱۵) یہ آپؐ کا کمال اور قلب کی طہارت تھی جو آپؐ اپنی غلطی کا اقرار کرتے تھے۔ اس میں انبیاءؑ کی خِفّت کچھ نہیں۔ ایک حکیم ہزاروں بیماروں کا علاج کرتا ہے۔ اگر ایک اُن میں سے مر جائے تو کیا حرج ہے اس سے اُس کی حکمت میں کچھ داغ نہیں آ جاتا۔ کبھی حافظِ قرآن کو پیچھے سے لُقمہ دیا جاتا ہے، تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ اب وُہ حافظ نہیں رہا۔ جو باتیں متواترات اور کثرت سے ہوتی ہیں اُن پر حکم لگایا جاتا ہے۔"

(ملفوضات، جلد اول، صفحہ ۴۵۵،۴۵۶)

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے ۔میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں ۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے ۔

(تبلیغ رسالت ہشتم صفحہ ۶۴-۶۵)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ بشر ہونے کے ناطے انبیاء سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بہت اہم بات بتلائی کہ اگر کسی نبی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی درستگی بھی کر دی جاتی ہے۔

اگر قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اگر کہیں نبی سے کوئی اجتہادی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی درستگی اس نبی کی زندگی میں ہی فرما دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور بعد میں آنے والے ان غلطیوں کی نشاندہی کریں اور اصلاح کریں تو اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ خدا اور اس کا نظام ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ جس کا دل چاہے گا وہ کسی بھی بات کو یہ کہہ کر رد کر دے گا۔ کہ یہاں اجتہادی غلطی ہو گئی ہو گی۔ یہ تصور ایک تباہ کن تصور ہے۔

کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ کہ ایک نبی سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی ہو اور وہ اسی غلطی کے ساتھ فوت ہو گیا ہو اور بعد میں آنے والے مامور نے اس غلطی کی نشاندہی کی ہو اور اس غلطی کی درستگی کی ہو۔ بلکہ ہر آنے والا مامور اپنے سے پہلے مامور کی تصدیق کرنے والا اور اس پر ایمان لانے والا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

رسول کریم ﷺ کی بابت جو حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ان میں جہاں بھی آپ کو کسی بات کا ایسا گمان ہوا جو خدائی منشاء کے مطابق نہ تھا تو خدا نے فوراً آپ کی رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۹﴾

۳۹۔ اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدّر وقت کے لئے ایک نوشتۂ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳ : ۳۹)

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

۲۸۔ وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء: ۲۸)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۷﴾ۙ

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۸﴾ۙ

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۹﴾

۲۹۔ تاکہ وہ معلوم کر لے کہ وہ اپنے ربّ کے پیغامات خوب وضاحت کے ساتھ پہنچا چکے ہیں۔ اور وہ اُس کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو اُن کے پاس ہے اور اُس نے ہر چیز کا گنتی کے لحاظ سے شمار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الجن: ۲۷ تا ۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی الہام کو سمجھنے میں آپؑ سے کوئی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی درستگی فرمادی۔ اس لئے یہ خیال کہ نبی سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے اور وہ اسی غلطی کے ساتھ اس دنیا سے جا سکتا ہے ایک نہایت خطرناک اور تباہ کن خیال ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والا اس نبی کا مرید نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کرلیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مریدوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گزرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔‘

(سراج المنیر، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ ۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجتہادی غلطیاں

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کو پیش کر کے فرمایا ہے کہ یہ آپؑ کی اجتہادی غلطیاں ہیں۔اس طرح لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مشکوک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت کے پاس صرف ایک روحانی سرمایہ ہے اور وہ سرمایہ محض پیشگوئی مصلح موعود ہے۔حوالہ درج ذیل ہے۔

یہ بات یادرکھیں کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے بعد جماعت کے پاس اگرکوئی روحانی سرمایہ ہےتو وہ یہی زکی غلامسیح الزماں یعنی مصلح موعودکی اِلہامی پیشگوئی ہے۔اب یہ بات تو

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶)

چونکہ جنبہ صاحب کے نزدیک پیشگوئی مصلح موعود ہی جماعت کے پاس ایک سرمایہ ہے۔اس لئے آپ نے اسے ٹارگٹ کیا ہے۔ اور اس پر دو طریق سے حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے تو اس پیشگوئی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے تمام ارشادات کو آپؑ کی اجتہادی غلطی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اور اس پیشگوئی کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ اور پھر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ وہ موعود زکی غلام کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں۔

پیشگوئی پر کئے گئے اعتراضات کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؑ "زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ" کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تولُّد کا آخری وقت تک اِنتظار کرتے رہے۔جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درجِ ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔آپ فرماتی ہیں:۔

"یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحیٰی کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔مبارک احمد کی وفات کے بعد کے اِلہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔" (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(۱) یہ حوالہ میرے اِس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ حضورؑ "زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ" کے اپنے ہاں تولُّد کیلئے آخری وقت منتظر رہے۔لیکن بعدازاں حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپکا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا۔اگر یہ زکی غلام آپکا جسمانی فرزند ہوتا تو ضرور آپکے ہاں پیدا ہوتا۔

کھڑے ہوکر دلائل کیساتھ اپنا نافلہ موعود ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔ بعدازاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اسی مثیل مبارک احمد کا انتظار کرتے کرتے بالآخر ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء کے دن لاہور میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲،۳)

میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اجتہادی قیاس تھا۔ اور پھر اسی اجتہادی قیاس کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تین لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اول) اور بعدازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر الہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزند اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہوگیا۔ یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپکی معرفت آپکی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے ہو۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اس اجتہادی قیاس کی بنا پر کہا ہے کہ وہ آپؑ کی نسل میں سے

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶)

ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہاں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے جس بیٹے کا ذکر کیا جاتا ہے وہ بیٹا دراصل مسیح موعود کا روحانی فرزند ہے نہ کہ صلبی بیٹا۔ حضورؑ پر بعض الہامات نافلہ غلام کے متعلق نازل ہوئے تھے۔ حضورؑ نے یہاں نافلہ سے اپنا کوئی پوتا مراد لیا تھا۔ واضح رہے کہ حضورؑ کا نافلہ غلام کے متعلق اپنا پوتا ہونے کا خیال بھی آپ کا اجتہادی خیال تھا جو کہ بعدازاں زکی غلام کو لڑکا خیال کرنے کی طرح درست ثابت نہ ہوا۔ حضورؑ نے اپنے جس صلبی لڑکے کے متعلق بھی زکی غلام (لڑکا) ہونے کا خیال ظاہر فرمایا وہ لڑکے (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) فوت ہوگئے۔ اسی طرح آپ نے نافلہ غلام کی پیشگوئی کو بمعنی پوتا اپنے جس پوتے پر چسپاں کیا تھا وہ پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) بھی صغر سنی میں فوت ہوگیا۔ جہاں تک نعمت اللہ ولی کی یادگار بیٹے کے متعلق پیشگوئی کا تعلق ہے تو میں اس پر اپنے مضامین میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہ یادگار بیٹا

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶،۷)

(ا) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اجتہادی غلطی تھی۔

الجواب۔ جیسا کہ خاکسار آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں ثابت کرے گا کہ مصلح موعود (زکی غلام) حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا اور زکی غلام کو اپنا صلبی بیٹا خیال کرنا کیا حضورؑ کی اجتہادی غلطی نہیں تھی۔؟ کیا مضمون نگار زکی غلام کو متذکرہ

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۸)

الجواب۔ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں کہا ہے کہ حضورؑ نے (اولاً) بشیر احمد اوّل کو اِس پیشگوئی کا مصداق خیال کیا تھا۔ اُسکے فوت ہونے پر آپ بہت محتاط ہو گئے اور ازاں بعد پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) کے نام بطور تفاؤل رکھے اور کسی کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ یہ لڑکا مولود مسعود یا مولود موعود یا مصلح موعود ہے۔ ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو جب چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا تو آپؑ نے اسکے متعلق بانگ دہل فرمایا کہ یہی لڑکا مولود مسعود ہے۔ اسکی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔ اگر صاحبزادہ مبارک احمد ہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں زکی غلام (مصلح موعود) ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتا اور اللہ تعالیٰ اُسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بناتا۔ حضورؑ نے اپنے جن دونوں لڑکوں کے متعلق زکی غلام ہونے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں کو وفات دے کر اپنے بندے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی جماعت کو یہ پیغام دیا تھا کہ اے میرے پیارے بندے! تیرا کوئی لڑکا بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں ہوگا۔ کیا کوئی اس سچائی کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ ۷،۸)

(ا) حضورؑ کے یہ الفاظ ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔“ الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں بالکل ویسے ہی جیسے حضورؑ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔ بعد ازاں زکی غلام سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر الہامات نے حضورؑ کے اِس اِجتہادی خیال کی نفی فرمادی۔

(اا) اگر وہ موعود زکی غلام، بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو گیا تھا تو پھر! (ا) آپ یعنی بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟ (۲) نو سال کے عرصہ (یعنی ۲۱ مارچ ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی زکی غلام کی بشارت حضورؑ پر کیوں نازل ہوتی رہی۔؟ (۳) مزید یہ کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات (انہی علامات اور صفات کے ساتھ جو کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر کیوں نازل ہوتی رہیں۔؟ لہٰذا اِس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضورؑ کے یہ الفاظ ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔“ الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ اگر یہ الفاظ الہامی ہوتے تو جیسا کہ افرادِ جماعت کا خیال ہے کہ زکی غلام مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے تو پھر بشیر الدین محمود کی پیدائش کے بعد حضورؑ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات نازل نہ ہوتے۔ زکی غلام سے متعلق اِن اِلہامی بشارات نے مزید یہ بھی ثابت کر دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ روحانی بیٹا ہے جس نے ۶/۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۴)

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا البشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ / جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ

ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعودز کی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعودز کی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعودز کی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعودز کی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

مندرجہ بالا چند حوالوں میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

- سب سے پہلے یہ کہہ دیا کہ صرف پیشگوئی مصلح موعود ہی جماعت کے پاس ایک روحانی سرمایہ ہے۔ گویا حضورؑ کی باقی ساری تعلیم، آپ کی پیشگوئیاں اس قابل نہیں کہ انہیں جماعت کا روحانی خزانہ قرار دیا جاسکے۔
- پھر اس روحانی خزانے کی ہر بات کو حضورؑ کا اجتہاد اور غلطی قرار دے کر اس روحانی سرمایہ کی حقیقت کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- جیسا کہ جہاں حضورؑ نے زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لڑکا لکھا ہے اسے آپؑ کی اجتہادی غلطی کہہ دیا ہے۔
- آپ نے اس موعود لڑکے کی ولادت کی معیاد ۹ سال مقرر کی ہے۔ اسے بھی آپؑ کی اجتہادی غلطی قرار دے دیا ہے۔
- پھر اس کے بعد غلط طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد اور اپنے پوتے مرزا نصیر احمد کو مصلح موعود سمجھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔
- آخری حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر حضورؑ اس پیشگوئی کو ۵۰ بار اپنے بیٹوں پر چسپاں کرتے تو یہ ۵۰ بار آپؑ کی اجتہادی غلطی ہوتی۔

یہ تمام اعتراضات پیشگوئی مصلح موعود پر نہیں ہیں بلکہ پس پردہ حضورؑ کی صداقت پر حملہ کرنے کی کوشش ہے۔ کیونکہ اگر ایک مرسل بار بار غلطی پہ غلطی کرتا جارہا ہے۔ خدا کے سمجھانے کے باوجود اسے خدائی منشاء کی سمجھ نہیں آرہی تو پھر وہ خدا کی طرف سے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور وہ لوگوں کی کیسے تربیت اور رہنمائی کرسکتا ہے۔ وہ لوگوں تک خدا کی اصل تعلیم اور پیغام کیسے پہنچا سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اسی پر اکتفا نہیں کر رہے بلکہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے کی بابت حضورؑ کے ارشاد کو بھی غلط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الجواب۔۔۔جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی شکل وصورت کا مرزا فضل احمد صاحب کی شکل وصورت کی طرح کا ہونا اگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق حضورؑ کی تفہیم کی فعلی شہادت ہوتا تو پھر جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش کیساتھ ہی قمر الانبیاء کی بشارتوں کا سلسلہ نزول بھی ختم ہوجاتا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جناب مرزا بشیر احمد صاحب کی پیدائش کے بعد بھی قمر الانبیاء سے متعلقہ الہامی بشارتوں کا سلسلہ نزول فرما کر حضورؑ کی تفہیم کے برخلاف ظاہر فرما دیا کہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب پسر موعود یعنی قمر الانبیاء نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۴)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سورۃ انبیاء میں فرماتا ہے۔

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

۲۸۔ وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

ایسے ہی رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ لَایُلْدَغُ الْمُومِنُ مِنْ جُحرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (بخاری)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

اس لئے وہ لوگ جو جنبہ صاحب کے جال میں پھنس کر ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جنبہ صاحب کی باتیں درست ہیں تو پھر حضرت مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) خدا کے سچے مرسل نہیں۔ اور جماعت کے دشمن دراصل یہی بات ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔ اور بڑے طریقے سے لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جنبہ صاحب کے یہ حملے صرف پیشگوئی مصلح موعود تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ حضورؑ کے دیگر خواب، کشوف اور الہامات پر بھی جنبہ صاحب نے بڑے طریقے سے حملے کئے ہیں۔ جنبہ صاحب خواب، کشوف اور الہامات کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعدازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور الہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی الہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا الہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک خواب پر جنبہ صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

مضمون نگار آگے لکھتے ہیں۔" (ا) آسمانی شہادت کہ سیدنا محمود صدیق تھے۔ حضور مسیح موعود نے فرمایا:" ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی۔ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا۔ جب اُولٰئِکَ پڑھا تو محمود سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ اُولٰئِکَ پڑھا تو بشیر آ کھڑا ہوا۔ پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۹۹/۹۸ ۷ طبع چہارم)

مندرجہ بالا آسمانی گواہی سے یہ بین طور پر ثابت ہے کہ سیدنا محمود کا درجہ یقیناً ایک صدیق کا ضرور ہے۔ کیا صدیق حضرات نعوذ باللہ جھوٹ بولا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا بہتان تراش خود کاذب ہے۔"

الجواب۔ مضمون نگار نے درج بالا سطور میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کیلئے حضورؑ کی ایک خواب کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ واضح رہے کہ **اولاً**۔ کوئی خواب یا کوئی الہام کسی کے دعویٰ کی سچائی کیلئے حجت نہیں ہوا کرتا۔ **ثانیاً**۔ خاکسار گذشتہ صفحات میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے دعاوی کے سلسلہ میں اس حقیقت کی خوب وضاحت کر چکا ہے۔ ۱۸۸۱ء سے لے کر ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کا سلسلہ (مع ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی) قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالے ہر احمدی بچے کو بمعہ حضورؑ کے صلبی لڑکوں کے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا تھا۔ درج بالا خواب بلاشبہ حضورؑ کی ہی ہے۔ لیکن خواب کے سلسلہ میں یاد رہے کہ بعض اوقات خواب کی تعبیر وہ نہیں ہوتی جو خواب بین دیکھتا ہے۔ زکی غلام سے متعلق حضورؑ کے لفظی الہامات تو بڑے

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۱۱)

قدرت ثانیہ اور حضورؑ کی اجتہادی غلطی

جنبہ صاحب اپنے لیکچر ۳نومبر ۲۰۱۲ء میں 1:13:12 وقت پر فرماتے ہیں۔

یاد رکھیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے رسالہ الوصیت میں حضرت ابو بکرؓ کا حوالہ دے کر (یہ باتیں بڑی غور طلب ہیں اور ذہن میں رکھنے والی باتیں ہیں جو میں آپ لوگوں کو بتارہا ہوں) اپنے بعد شروع ہونے والی انتخابی خلافت راشدہ کو قدرت ثانیہ کہنا اور اسے دائمی اور قیامت تک غیر منقطع قرار دینا آپ علیہ السلام یعنی حضور علیہ السلام کی ایسی ہی اجتہادی غلطی تھی جیسا کہ آپؑ کا زکی غلام کے آگے بریکٹ میں لڑکا لکھ دینا۔ یہ میں بتارہا ہوں شاید آپ کو پہلے اس کسی نے یہ باتیں نہ بتائی ہوں۔

جنبہ صاحب کی بے باکیوں کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جنبہ صاحب نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے متعلق بھی اسی خیال کو ان الفاظ میں لکھ دیا۔

الجواب۔۔۔عزیزم احمد صاحب۔ جواباً گذارش کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنے موعود امام مہدی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ الْمَھْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَۃَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ۔ اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے مہدی میری عِترت اولادِ فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے۔" (مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

اب آنحضرت ﷺ نے اپنے امام مہدی کے متعلق اپنے پاس سے یا اندازے سے تو یہ پیشگوئی نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور تصرف کے مطابق ہی یہ فرمایا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے متعلق سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم۔ ۴،۵،۶) اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو محض ایک وحی ہے جواُتاری جارہی ہے۔ اُسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا ہے۔

اب آنحضرت ﷺ کا اپنے امام مہدی کو اپنی بیٹی فاطمہؓ کی عترت میں سے قرار دینے کے سلسلہ میں ہمارے لیے تطبیق پیدا کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہم مغلیہ خاندان کو حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ثابت کرسکیں۔ لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے

کہ ہم اِسے آنحضرت ﷺ کا ایک اجتہادی سہو خیال کریں جو کہ الٰہی منشاء اور تصرف کے ماتحت آپ ﷺ سے سرزد ہوا تھا۔اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے نبی ﷺ کی اُمت کے ایمان اور تقویٰ کا امتحان منظور تھا۔اگر اللہ تعالیٰ کو اُمت محمدیہ کا امتحان منظور نہ ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ فرمانے کہ (میرا امام مہدی میری فاطمہؓ کی عترت سے ظاہر ہوگا) کی بجائے صاف طور پر یہ فرما دیتے کہ میرا امام مہدی ہندوستان میں عجمیوں کی مغلیہ نسل میں سے ہوگا۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو پھر اُمت محمدیہ کی اکثریت حضرت مرزا غلام احمدؑ کا انکار کرکے مورد غضب الٰہی نہ بنتی۔

اس تحریر میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں "لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم اسے آنحضرت ﷺ کا ایک اجتہادی سہو خیال کریں"۔

یہی نہیں بلکہ اس تحریر کے شروع میں تحریر کرتے ہیں۔کہ

اب آنحضرت ﷺ نے اپنے امام مہدی کے متعلق اپنے پاس سے یا اندازے سے تو یہ پیشگوئی نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور تصرف کے مطابق ہی یہ فرمایا ہوگا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے متعلق سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔

گویا خدا تعالیٰ نے یہ بات رسول کریم ﷺ کو بتائی اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ سے بھی اجتہادی غلطی ہوگئی۔

ایسی گستاخیاں اور بے باکیاں جنبہ صاحب ہی کرسکتے ہیں۔وہ شخص جس کے اندر تھوڑا سا بھی ایمان ہے اور خدا کا خوف ہے وہ ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضورؓ پر اجتہادی غلطیوں کے الزام کا جواب

گزشتہ مضامین میں قرآن پاک، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ بشر ہونے کی وجہ سے نبی سے بھی غلطی ہو سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ اپنے نبی کو غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔ بلکہ قدم قدم پر اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔

جبکہ جنبہ صاحب بار بار یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضورؓ سے کئی اجتہادی غلطیاں ہوئیں اور آپؓ اپنی وفات تک ان اجتہادی غلطیوں پر قائم رہے۔ اور اپنے بیان کی صداقت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے جس بیٹے کی نسبت یہ اجتہاد کیا کہ وہ موعود ہے خدا تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ جیسا کہ جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں:

کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؓ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؓ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؓ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب بھی پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعود زکی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

دوسری جگہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو پیشگوئی قمر الانبیاء کے حوالہ سے ہوئی ہے وہ بھی دراصل زکی غلام کے بارہ میں ہی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو ہی قمر الانبیاء کا نام دیا ہے۔

اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۳) چونکہ قمر الانبیاء موعود زکی غلام کا ہی ایک الہامی ٹائٹل ہے اور جب اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کسی کو اُس کے موعود زکی غلام ہونے کی خبر دے گا تو پھر وہ اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کیساتھ ساتھ اپنے قمر الانبیاء ہونے کا بھی اعلان کرے گا۔ اُسکے دعویٰ سے پہلے لوگ اُسے مصلح موعود اور قمر الانبیاء نہیں بنائیں گے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں جناب مرزا بشیر احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کبھی اپنے مصلح موعود اور قمر الانبیاء ہونے کے دعاوی نہیں کیے تھے لہٰذا وہ قطعی طور پر قمر الانبیاء نہیں تھے اور نہ ہی وہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۲)

اس سلسلہ میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اِس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یأتی قمر الانبیاء . وامرک یتأتی. یسرّ اللّٰه و جهک. وینیر برهانک. سیولد لک الولد و یُدْنی منک الفضل. ان نوری قریب ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور نیز یہ کہ شکل و شباہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔ اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مُراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوگئی۔ جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ راپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے۔ اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔ جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔ منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۸ تا ۲۲۰)

جنبہ صاحب کی یہ دلیل کہ حضورؑ نے جس بچے کے متعلق یہ اجتہاد کیا کہ وہ موعود ہے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ سب سے زیادہ حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ موعود ہے۔ (جس کے حوالے بڑی تفصیل سے آگے مضامین میں دیئے جا چکے ہیں) ایسے ہی حضورؑ نے بڑے واضح الفاظ میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے کو قمر الانبیاء والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور اس بات کا بھی اشارہ کیا ہے کہ شاید یہی موعود ہو۔ اور ان دونوں بیٹوں نے باقی تمام بیٹوں کی نسبت لمبی عمریں پائیں۔

❖ میں یہاں دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی تفصیل اگلے مضامین میں موجود ہے۔

۱۔ حضورؑ نے بشیر اول کے بارہ میں کسی اشتہار یا تحریر میں یہ اعلان نہیں کیا کہ یہ بچہ موعود ہے۔ بلکہ سوال کرنے والوں کو یہی لکھا کہ ابھی معلوم نہیں۔ اپنی کتاب 'سبز اشتہار' میں حضورؑ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ اور جو حضورؑ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس وضاحت کے بعد حضورؑ کی بابت یہ الزام لگانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایسے ہی حضور نے صاحبزادہ مبارک احمد کے بارہ میں بالکل نہیں کہا کہ یہ موعود ہے اور نہ ہی اپنے پوتے کے حوالے سے ایسا کوئی اشارہ تک دیا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بتا دیا تھا کہ کچھ بچے کم عمری میں وفات پائیں گے۔ پھر دوبارہ حضورؑ کے دونوں بیٹوں کی وفات سے پہلے بلکہ ان کی پیدائش کی پیشگوئی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی جلد وفات کی بھی خبر دے دی تھی۔ اور حضورؑ نے اپنی کتب میں اس کے بارہ میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

اس لئے جنبہ صاحب کا یہ استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ کہ حضورؑ کے دو بیٹے اور ایک پوتا محض اس وجہ سے فوت ہو گئے کیونکہ حضورؑ نے ان کی بابت اجتہاد کیا تھا کہ وہ موعود ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سختی کی وجہ

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں حضرت مسیح موعودؑ کے درج ذیل حوالے درج فرما کر غلط تاثر پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضورؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی بابت یہ گندی اور سخت زبان استعمال کی ہے۔ نیز ان الفاظ کے استعمال کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ بھی غلط ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے اپنی زندگی میں اپنے مریدوں کو تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی اور نہ ہی انہیں یہ کہا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔ یہ سب جھوٹے اور مشرکانہ عقائد واقعہ صلیب کے بعد پولوس نے آپکی طرف منسوب کیے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح اور مسلمانوں کے اِس تصوراتی مسیح ابن مریم جو اُنکے خیال کے میں زندہ بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھا ہے کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(I) ''وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا''۔ (روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ست بچن)

(II) ''یہ بھی یاد رہے کہ آپکو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپکے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۰ بحوالہ انجام آتھم مع ضمیمہ)

(III) ''ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہوگئے تھے۔ آپکی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور انکو یقین تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔'' (ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(IV) ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جنکے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔'' (انجام آتھم مع ضمیمہ۔ (ایضاً صفحہ ۲۹۱)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۸،۱۹)

جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے اپنی زندگی میں اپنے مریدوں کو تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی اور نہ ہی انہیں یہ کہا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔ یہ سب جھوٹے اور مشرکانہ عقائد واقعہ صلیب کے بعد پولوس نے آپکی طرف منسوب کیے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح اور مسلمانوں کے اِس تصوراتی مسیح ابن مریم جو اُنکے خیال کے میں زندہ بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھا ہے کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

حضورؑ کے ان سخت الفاظ کے استعمال کی وجہ بیان کرتے ہوئے جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

ہر چند قرآن مجید میں حضرت مسیح ابن مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے زکی اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا برگزیدہ نبی اور رسول قرار دیا ہے۔ اب عیسائیوں کا تصوراتی خدا، مسلمانوں کا آسمان پر چڑھایا ہوا مسیح ابن مریم اور قرآن مجید میں مذکورہ حضرت مسیح ابن مریمؑ ایک ہی شخصیت ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عیسائی اور مسلمان اسی قرآنی مسیح ابن مریمؑ کے متعلق غلطی خوردہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخصیت جسے عیسائی نعوذ باللہ من ذالک خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، مسلمان اُسے زندہ بجسم عنصری آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور قرآن مجید اُسے اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ اُسے وفات یافتہ بھی قرار دے رہا ہے، کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اتنے سخت الفاظ کیوں استعمال کیے ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ!

(اولاً) حضورؑ نے یہ سخت الفاظ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی خاطر اور عیسائیوں کے اس جھوٹے اور مشرکانہ عقیدہ کہ نعوذ باللہ یسوع مسیح ابن اللہ ہیں اور مسلمانوں کے اس جھوٹے عقیدہ کہ ایک عاجز انسان زندہ بجسم عنصری آسمان پر چڑھ کر بیٹھا ہے اور اُسی نے آخری زمانہ میں غلبہ اسلام کیلئے آسمان سے نازل ہونا ہے کی تردید اور حوصلہ شکنی کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔

(ثانیاً) آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالے سچے مسیح موعود کیلئے عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس تصوراتی مسیح پر تنقید کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کیونکہ یہ تصوراتی یسوع مسیح سچے مسیح موعود کی قبولیت کی راہ میں روکاوٹ تھا۔ بہر حال حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک جھوٹے تصوراتی بت کو بلا کسی لحاظ توڑنے کیلئے یہ جو سخت زبان استعمال کی ہے وہ بے جا اور غیر ضروری نہیں تھی۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹)

حضورؑ نے یہ سخت کلمات کیوں استعمال کئے اس کی حضورؑ نے خود وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں

۱۔ ''کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال اُن پر ظاہر کریں ....اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خداتعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اِس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ الخ''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲، ۲۹۳ حاشیہ)

اور فرمایا کہ:۔

''اگر پادری اَب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ اُن سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اُس کا جواب سُنیں گے۔''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ در حاشیہ)

۲۔ اور فرماتے ہیں:۔

''سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُن کر اختیار کیا ہے۔''

(اشتہار ۲۰ردسمبر ۱۸۹۵ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ جدید ایڈیشن)

پھر ایسے معترض مولویوں کا ذکر کر کے جو عیسائیوں کو معذور خیال کرتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔فرماتے ہیں:۔

''ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنھوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔جس مولوی کی خواہش ہو وہ آ کر دیکھ لے۔''

(اشتہار ۲۰ردسمبر ۱۸۹۵ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ اشتہار نمبر ۱۴۳)

۳۔اسی طرح اشتہار ''قابل توجہ ناظرین'' میں فرماتے ہیں:۔

''اِس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی **حضرت محمد** مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا **قرآن** میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو **بٹمار** وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذّب تھا اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو

ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے .... پڑھنے والوں کو چاہئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اُس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام و نشان نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۱۱ جدید ایڈیشن)

۴۔ اور پادری فتح مسیح کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حددرجہ ناپاک اتہام لگائے تھے۔ مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

''ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آ جاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقیناً جو کچھ تم **جناب مقدس نبویؐ** کی نسبت بُرا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اُس سچّے **مسیح** کو **مقدس** اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے **نہ خدائی کا دعویٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کے آنے کی خبر دی اور اُن پر ایمان لایا۔'' (نُور القرآن نمبر ۲۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۹۵)

۵۔ اور فرماتے ہیں:۔

''ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔'' (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۹)

۶۔ اور فرماتے ہیں:۔

''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔''

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۸)

۷۔اور فرماتے ہیں:۔

’’حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے مُنہ سے نہیں نکلا یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو اِس لئے مَیں نے فرضِ محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدّق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۵ حاشیہ)

آپ نے اپنی متعدد کُتب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **مثیل** ہیں اور ایک دوسرے سے ایسے مشابہ اور مماثل ہیں گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں تو پھر آپ اپنے مثیل اور ہمنام کی کیونکر توہین کر سکتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزّت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی عزّت نہیں کرتا۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷، ۱۸)

اور فرماتے ہیں:۔

’’اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزّت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم اُن یہودیوں کے اُن اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصّب سے حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اس بدطریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔‘‘ (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷)

عیسائیوں اور آریہ لوگوں نے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی بابت جو بد زبانی کی ہے۔ جس کے جواب میں حضورؑ نے عیسائیوں کے یسوع کی بابت سخت الفاظ استعمال کئے۔ اس بد زبانی کی کچھ جھلکیاں حضورؑ نے اپنی کتاب 'کتاب البریہ' میں پیش کی ہیں۔ انہیں اس لئے درج کر رہا ہوں کہ احباب حقائق سے آگاہ ہوں اور وہ لوگ جو حضورؑ پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بابت کچھ کہا ہے ان کو جواب دے سکیں۔ اور آئینہ دکھا سکیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سن کر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ **ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم** کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کھلی کھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغاباز۔ پرائی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھاکر داس سیرۃ المسیح اور ریویو براہین احمدیہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق۔ فریبی۔ لٹیرا۔ مکّار۔ جاہل۔ حیلہ باز۔ دھوکہ باز۔ رکھتا ہے۔ اور رسالہ **دافع البهتان** میں پادری رانکلین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔ محمّد کے اصحاب زناکار۔ دغاباز۔ چور تھے۔ اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمّد شہوت پرست۔ نفس امّارہ کا از حد مطیع۔ عشق باز۔ مکّار۔ خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے کہ محمّد گنہگار۔ عاشق حرام یعنی زنا کا مرتکب۔ مکّار۔ ریاکار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رام چندر

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمّد سرغنہ ڈکیتی تھا اور لٹیرا۔ ڈاکو۔ فریبی۔ عشق باز۔ مفتری۔ شہوت پرست۔ خونریز۔ زانی۔ اور کتاب سوانح عمری محمّد صاحب مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قزّاق اور لٹیرے تھے۔ اور وہ خود طامع۔ جھوٹا۔ دھوکہ باز تھا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتھم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمّد دجّال تھا اور دھوکہ باز۔ پھر کہتا ہے کہ محمدیوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے یعنی جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اور پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمّد کو شیطانی وحی ہوتی تھی۔ اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا۔ اور نفسانی آدمی۔ گمراہ۔ مکّار۔ فریبی۔ زانی۔ چور۔ خونریز۔ لٹیرا۔ رہزن۔ رفیق شیطان۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۳، صفحہ نمبر ۱۲۰، ۱۲۱)

یہ صرف چند حوالے ہیں۔ حضورؑ نے اپنی کتاب میں کافی حوالے درج فرمائے ہیں۔ حضورؑ پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ حضورؑ نے مسلمان مولویوں کو بھی گالیاں دی ہیں یا سخت زبان استعمال کی ہے۔ حضورؑ نے اسی کتاب میں مولویوں کے بھی چند حوالے درج فرمائے ہیں۔ جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بابت انتہائی گندی زبان استعمال کی ہے۔ چند حوالے درجِ ذیل ہیں۔

روحانی خزائن جلد ۱۳ — ۱۴۷ — کتاب البریّہ

۲، ۳، ۴،	☆اسلام کا چھپا دشمن۔ مسیلمہ ثانی دجّال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز۔
۱۱، ۱۲، ۱۷،	جفری۔ بھنگر۔ پھکڑ۔ اڑڑ پوپو۔ اُس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت و سفاہت
۱۸، ۲۲،	شیطان ہے۔ مکّار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ گستاخ۔ مثیل الدجّال۔
۲۷، ۳۳،	اعور دجّال۔ غدّار۔ پُر فتنہ و مکّار۔ کاذب۔ کذّاب۔ ذلیل و خوار مردود۔
۳۹، ۴۲،	بے ایمان۔ روسیاہ مثیل مسیلم واسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبدالدراھم والدنانیر۔
۴۳، ۴۴،	تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنت خدا و فرشتگان و مسلمانان۔ کذاب۔ ظلاّم۔
۴۷، ۴۹،	افّاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام احتلام ہے۔ پکّا کاذب۔ ملعون۔ کافر۔
۵۴، ۶۳،	فریبی۔ حیلہ ساز۔ اکذب۔ بے ایمان۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں
۱۱۶، ۱۱۷،	اور بازاری شُہدوں کا (سر) گروہ۔ دہریہ۔ جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق۔

۱۱۸،	جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان)۔محرف۔ یہودی۔عیسائیوں کا بھائی۔
۱۲۹،۱۳۳،	خسارت مآب۔ڈاکو۔خونریز۔ بے شرم۔ بے ایمان۔مکّار۔طرّار۔
۱۳۴،	جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنة بازاری شہدوں چوہڑوں بہائم اور
۱۴۲،۱۵۰،	وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔مکر چال۔فریب کی چال والا۔جس کی
۱۷۳	جماعت بدمعاش۔ بدکردار۔ جھوٹ بولنے والی۔ زانی۔ شرابی۔ مال
	مردم خور۔دغاباز۔مسلمانوں کو دام میں لاکر ان کا مال لوٹ کر کھانے والا۔
	ایسے سوال وجواب میں یہ کہنا....................................
	حرام زادگی کی نشانی ہے۔
	اس کے پیر وخران بےتمیز۔

☆ یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر نکالے گئے ہیں اور اس رسالہ میں سے بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۱۴۷)

ان گالیوں اور بد زبانی کے بعد اگر حضورؑ نے کسی جگہ ان مولویوں کی بابت سخت زبان استعمال کی ہے تو وہ ہر لحاظ سے جائز ہے۔ مگر کہیں بھی حضورؑ نے اس بدزبانی کے جواب میں ان مخالفین کے بزرگوں کو گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ آپؑ کے مخاطب وہی لوگ رہے جو آپؑ کی بابت گندی زبان استعمال کرتے رہے۔ اور یہ سخت زبان بھی حضورؑ نے انتہائی مجبوری کی حالت میں استعمال کی ہے۔ ورنہ ہمیں جگہ جگہ حضور کی یہ تعلیم نظر آتی ہے کہ

گالیاں سن کے دعا دو، پاکے دکھ آرام دو　　　کبر کی حالت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ذیل میں حضورؑ کے ایک خط کا اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بے دین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کیلئے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسی قدر اس عاجز نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [1] پر عمل کیا مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی اس لئے **الہام ہوا کہ تیرے بیان میں سختی بہت ہے۔ رفق چاہیے رفق** [2] اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز۔ اگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے تو اس سے کیا کم کرے گی۔ ہمارے لئے بھی بہتر ہے کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں۔ جب کہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بےعزتی اچھی ہے جس سے ہم مورِدِ عتاب ہو جائیں۔

آپ کی تحریر اگر اس طرح پر ہوتی کہ جس قدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ملیں یا میں ملوں۔ تو بیان کرونگا تو کیا اچھا ہوتا۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس حالت اندرونی سے انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں وہی رنگ الفاظ میں بھی آ جاتا ہے۔

(مکتوبات احمد، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۱۶)

غلام کی اپنے آقا کے بارے میں رائے

محترم جنبہ صاحب خود کو غلام مسیح الزماں تحریر کرتے ہیں۔ آپ نے شروع میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے آواز بلند کی۔ پھر نظام جماعت اور خلفاء پر اعتراضات کرنے شروع کئے۔ لیکن ان کا یہ ٹارگٹ نہیں تھا۔ بلکہ اس طرح انہوں نے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ کمزور ایمان کے لوگوں کے دلوں میں مذید وسوسے پیدا کئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعودؑ پر حملے شروع کئے۔ یہ ایک حساس اشو تھا۔ اس لئے جنبہ صاحب نے بڑی ہوشیاری سے یہ کام شروع کیا تاکہ کسی کو احساس بھی نہ ہو اور وہ لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ سے دور لے جائیں۔ بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے خدا اور اس کے نظام کے متعلق لوگوں میں بد گمانیاں پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔

اس سلسلہ میں جنبہ صاحب کی کوششوں کی کچھ مثالیں پیش کر چکا ہوں۔ یہاں دو تین باتیں اور تحریر کرنی چاہتا ہوں۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جنبہ صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کا کیا مقام ہے۔

جنبہ صاحب نے ۲۰۰۴ء میں جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے شدید مخالف گروپ کو ایک انٹرویو دیا۔ پھر اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی شائع کیا۔ اس انٹرویو میں کیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب درج ذیل ہے۔

نمائندہ سائٹ:۔ کیا آپکا پیش کردہ تصور مرزا صاحب کے خدا کے پیش کردہ تصور سے بھی بہتر ہے؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ مرزا صاحب نے بھی خدا کا تصور قرآن کی روشنی میں ہی پیش کیا ہے اور میں نے بھی قرآن کی روشنی میں ہی پیش کیا ہے لیکن مرزا صاحب نے خدا کا تصور صرف مذہبی رنگ میں اور عمومی تصور پیش کیا ہے لیکن میں نے اس تصور کو خدا کے احسان سے علمی رنگ میں اور منظم طریقے سے پیش کیا ہے اس طرح یہ تصور علمی ہونے کی وجہ سے بہتر ہے۔

(نیوز نمبر ا، صفحہ نمبر ۵)

اپنے ۱۵ اگست ۲۰۱۲ء کو دیئے گئے ایک لیکچر میں تیس منٹ پر چندوں اور وصیت کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چندوں اور بالخصوص وصیتی چندے کے نام پر لوٹ مار کا فتنہ پڑا ہوا ہے جماعت احمدیہ میں۔ مرزا صاحب علیہ السلام کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا ہے۔

ایسے ہی اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

اپنے والدمحترم کے متعلق بھی لکھنا چاہتا ہوں۔شاید آپ جانتے ہوں کہ میرے دادا جی چوہدری مہتاب کے دو چھوٹے بھائی تھےلیکن وہ دونوں لاولد گزر گئے۔ میرے والد چوہدری شیر محمد (مرحوم) اپنے والد کی واحد نرینہ اولاد تھی۔ میرے بزرگ کافی جائداد اور زرعی زمین کے مالک تھے۔ چک لوہٹ کے ارد گرد ہماری ہی زمین پھیلی ہوئی تھی اور ہماری برادری کے لوگ بھی ہمارے مزارعین میں شامل تھے۔لیکن یہ سب کچھ نہ تو کسی حکمران کی بخشیش تھی اور نہ ہی ہمیں انگریزوں نے کسی غداری کے صلہ میں دیا تھا۔ بلکہ میرے بزرگ انتہائی سادہ اور شریف لوگ تھے اور یہ سب جائداد انہوں نے محنت اور مزدوری سے بنائی تھی ۔اکلوتے بچے اکثر بگڑ جایا کرتے ہیں۔لیکن میرے والد نے تین بھائیوں کی اکلوتی اور لاڈلی

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۳)

یہاں تحریر کر رہے ہیں کہ ’چک لوہٹ کے ارد گرد ہماری ہی زمین پھیلی ہوئی تھی اور ہماری برادری کے لوگ بھی ہمارے مزارعین میں شامل تھے۔ لیکن یہ سب کچھ نہ تو کسی حکمران کی بخشیش تھی اور نہ ہی ہمیں انگریزوں نے کسی غداری کے صلہ میں دیا تھا۔‘

ان چند حوالوں سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جنبہ صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے کتنی عزت ہے۔ اپنی تحریر کو حضورؑ کی تحریر سے بہتر کہہ رہے ہیں۔ چندوں کو لوٹ مار اور فتنہ کہہ کر حضورؑ سے منسوب کر رہے ہیں۔ اور پھر حضورؑ کی جائیداد کے بارہ میں بڑے طریقے سے حملہ کر رہے ہیں۔

غلام کا آقا سے عشق

محترم یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اپنی تصنیف 'سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ہیں جس کو قادیان کے لوگ عموماً جانتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود فیروزپور سے قادیان کو آ رہے تھے ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروزپور میں مقیم تھے اور اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔ خاکسار عرفانی کو (جو ان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی فیروزپور جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ جب وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔ وہاں آپ نے ازراہ کرم فرمایا۔ کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے۔ اس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ (میں اس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں۔ عرفانی) اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا فرمایا۔

> "اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے۔ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے"۔

غرض آپ نے اظہار غیرت کیا اور پسند نہ کیا وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتا ہے میں اس کا سلام بھی لوں۔

جنگ مقدس میں اس خلق کا اظہار

اسی سال ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جس کا نام جنگ مقدس رکھا گیا ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا۔ آپ نے محض اس بنا پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ آپ کو جھوٹا کہتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں میں نہیں پسند کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقاید کی تردید کریں۔

لاہور آریہ سماج کا واقعہ

آپ کی زندگی کے آخری سال ۱۹۰۷ء میں لاہور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں انہوں نے ایک مذہبی کانفرنس کی۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنا مضمون بھیجنے کی دعوت دی چنانچہ آپ نے وہ مضمون لکھا جو چشمہ معرفت کے اوّل میں چھپا ہوا ہے۔

اس مضمون کے سنانے کے لئے حضرت حکیم الامت خلیفہ اولؓ مامور ہوئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ بھیجی گئی۔ آریوں نے اپنی نوبت پر آنحضرت ﷺ کی شان میں دل آزار کلمات بولے آپ نے جب یہ سنا کہ ہماری جماعت کے لوگ ان کلمات کو سن کر بیٹھے رہے تو آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا

کہ کیوں جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے رہے

باوجودیکہ حضرت حکیم الامت کا آپ بہت احترام فرماتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے مگر اس فروگذاشت میں جو حاضرین مجلس سے ہوئی تھی آپ نے کسی کی پروانہ کی اور اظہار ناراضگی فرمایا۔ حضرت خلیفہ ثانی بھی اس وفد میں شریک تھے

اور وہ اس وقت وہاں سے آنا بھی چاہتے تھے۔ مگر ایک دوست نے کہہ دیا کہ راستہ نہیں ہے (اور فی الواقع نہیں تھا) ان کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ باوجود یکہ آپ کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر یہ غلطی ان کی بھی قابل معافی نہ سمجھی گئی اور ان سے جواب طلب کیا گیا کہ

کیوں تم اس مجلس سے نہ اٹھ آئے جہاں حضرت نبی کریم ﷺ کی ہتک ہوئی تھی

کاش وہ جو عداوت اور مخالفت کی نظروں سے آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں ان واقعات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں اس قدر فنا اور گمشدہ ہے۔ وہ انسان جو آپ کے لئے اس قدر غیرت اور جوش رکھتا ہے کہ اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے محض اس بنا پر کہ ان میں سے کسی نے دانستہ یا نادانستہ سوء ادبی کی وہ جو اپنے اخص مخلص اور وفادار اور جان نثار دوست اور خدا تعالیٰ کی بشارت کے ایک موعود بیٹے اور اپنی جماعت کے بعض لوگوں پر محض اس لئے ناراض ہو جاتا ہے کہ کیوں انہوں نے اس مجلس کو نہیں چھوڑا جس میں آنحضرت ﷺ کی شان کے خلاف بے ادبی کے کلمات بولے گئے۔ وہ اسلام کا حقیقی پرستار اور خیر خواہ ہے یا دشمن!

غور کرو اور سوچو!

مندرجہ بالا حوالوں میں آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کی کتنی غیرت تھی۔ اور آپؑ نے اسی غیرت کے نتیجہ میں عیسائیوں اور آریہ سماج والوں کے رسول کریم ﷺ کے خلاف لکھے گئے لٹریچر کا منہ توڑ جواب دیا۔ اور اپنے پیارے آقا کی شان اپنی مختلف کتب میں بیان فرمائی۔

اس کے برعکس ایک دوسرا غلام (محترم جنبہ صاحب) ہے۔ اس کے ہر اس شخص کے ساتھ مراسم اور تعلق ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن ہے یا آپؑ کی جماعت کا مخالف ہے اور یا آپؑ کی موعود اولاد کے بارہ میں بدزبانی کرتا ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنے دعویٰ کے فوراً بعد سب سے پہلا انٹرویو ahmedi.org کو دیا۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ ویب سائٹ جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مواد سے بھری پڑی ہے۔ یہ انٹرویو جنبہ صاحب نے بھی اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱ اور ۲ میں کے عنوان سے شائع فرمایا ہوا ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید سے جب اس حوالہ سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے جوباً کہا کہ جنبہ صاحب کو معلوم نہیں تھا کہ انٹرویو کرنے والا ahmadi.org کا نمائندہ ہے۔ یہ بات جنبہ صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اس کا ثبوت محترم جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود انٹرویو اور شروع میں درج محترم جنبہ صاحب کا اپنا بیان ہے۔ استفادہ کے لئے یہ بیان حاظر خدمت ہے۔

یہ انٹرویو مورخہ ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۲ء کو مکرم شیخ راحیل احمد صاحب نے
www.Ahmedi.org کے نمائندہ کی حیثیت سے کیا تھا۔ ہم (احمدی ڈاٹ آرگ)
کی اجازت اور شکریہ کیساتھ اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی پیش کر رہے ہیں
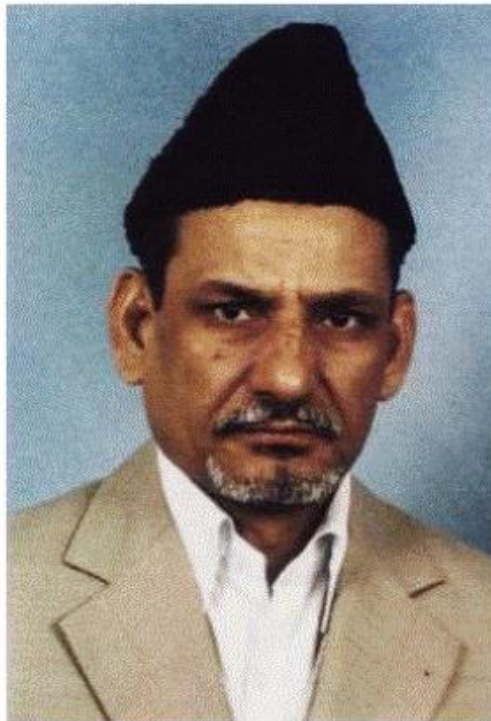
عبدالغفار جنبہ

(نیوز نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱)

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب جماعت احمدیہ کے ایک اور مخالف کی وفات پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک افسوس ناک خبر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لئے او یار حوالے رب دے میلے چار دناں دے ۔ اُس دن عید مبارک ہوسی جس دن فیر ملاں گے

ہمیں پتہ چلا ہے کہ احمدیہ نیوز (ahmadiyyanews) کے ایڈیٹر اور مالک مکرم مبشر ڈار صاحب مورخہ ۸۔ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک دل کے عارضے کی بدولت اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قرآن مجید ہمیں خبر دیتا ہے کہ "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط..." ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔۔۔۔ (آل عمران۔۱۸۶) اور "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ o" اس پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونیوالا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے رب کی توجہ ہو۔۔۔ (رحمٰن۔ ۲۸/۲۷)۔ مرحوم ایک باہمت، بہادر اور ہمہ صفت انسان تھے۔ اصولی موقف پر چٹان کی طرح ڈٹ جاتے اور سچی بات کو ڈنکے کی چوٹ پر کہنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ..." دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں۔۔۔ (البقرہ۔۲۵۷) یعنی آزادی ضمیر ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے انسانوں کے اس بنیادی حق کیلئے ساری زندگی جہاد کیا۔ لیکن بدقسمتی سے جماعت احمدیہ میں محمودیت کے اس تاریک دور میں ایک ظالمانہ نظام کیساتھ ہر احمدی سے دیگر حقوق کیساتھ ساتھ اس کا یہ بنیادی حق بھی چھین لیا گیا ہے۔ تاریخ احمدیت کے اس سیاہ دور میں مبشر ڈار صاحب نے بھی اس بنیادی انسانی حق کیلئے جہاد کیا ہے۔ انہوں نے اس کیلئے ایک آزاد احمدیہ نیوز ویب سائٹ کا اجراء کر کے ہر احمدی کو آزادی کیساتھ اس میں اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی دعوت دی۔

موت ایک برحق حقیقت ہے اور یہ ہر انسان کیساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ جو پیدا ہوا ہے اس نے ضرور ایک دن مرنا بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسمانی موت کے بعد بھی اپنے خاص بندوں کو انکے نیک کاموں کی بدولت زندہ رکھتا ہے۔ مبشر ڈار صاحب بھی تاریخ احمدیت میں ان اولین مجاہدوں میں شامل ہیں جنہوں نے افراد جماعت کو محمودی مافیا سے رہائی دلانے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اور اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ جماعتی تاریخ میں ان کا ذکر خیر بھی ہمیشہ زبان زد خاص و عام رہے گا۔ "الغلام" (alghulam) ویب سائٹ کے جملہ کارکنان و ممبران ڈار صاحب کے اہل وعیال اور دیگر لواحقین کیساتھ انکے اس غم میں برابر شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ ہماری سب کی دعا ہے اور خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب اہل خانہ کو جلد از جلد غم کی اس بوجھل فضا سے باہر لے آئے۔ اور آپ کی روز مرہ زندگی پھر سے نارمل ہو جائے۔ اور آپ کا صبر، مثل صبر ایوب بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا بے بہا اجر عطا فرمائے۔ اور ڈار صاحب کی اولاد در اولاد رہتی دنیا تک اِسکے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کی وارث بنتی چلی جائے۔ آمین۔

عبدالغفار جنبہ

۲۰۔ دسمبر ۲۰۰۶ء

(نیوز نمبر ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو چھوڑیں، اس زکی غلام محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کا اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے سلسلہ میں غیرت کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ اپنے ایک آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۲ پر کسی زاہد خاں صاحب کے دعوؤں کا ذکر کر رہے ہیں۔

جناب زاہد خان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔ (۲) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہد خان صاحب کوئی نماز، کوئی روزہ، کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔ (۴) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔ اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔ (۵) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

احباب ملاحظہ فرمائیں کہ وہ شخص جو انبیاء کرام کی بابت بدزبانی کر رہا ہے۔ قرآن پاک کو نعوذ باللہ متروک کتاب کہہ رہا ہے۔ جو اسلام کے خاتمہ کا خواہاں ہے اور جس شخص نے ہمارے پیارے آقا ﷺ کی بابت اتنی بدزبانی کی۔ آپؐ کے خلاف کتاب لکھی۔ محترم جنبہ صاحب انہیں نا صرف جناب کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ بلکہ جب کسی دوست نے زاہد خان کی ان گستاخیوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی تو محترم جنبہ صاحب انہیں کیا جواب دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

صاحب کے نعوذ باللہ عیسیٰ ابن زکریا کے عقیدے کو از روئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔ لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔ اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟ جہاں تک میرے پیروکار کا تعلق ہے جس کا آپ

محترم جنبہ صاحب فرمارہے ہیں 'کیا آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔' محترم جنبہ صاحب کے نزدیک انبیاء کرام، اسلام، قرآن اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کی عزت اور حرمت سے بڑھ کر اپنی عزت ہے۔ کوئی ان ہستیوں کو جو چاہے کہتا رہے خیر ہے بس جنبہ صاحب کو کچھ نہ کہے۔

کچھ عرصہ قبل رسول کریم ﷺ کی ہستی پر بڑے گھناؤنے حملے کئے گئے۔ آپؐ پر گندی فلمیں اور کارٹون بنائے گئے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں نے اس پر بھرپور احتجاج کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر خطبات دیئے۔ اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں ایسے پروگرام ترتیب دیئے جائیں جہاں آپؐ کی زندگی کی اصل تصویر پیش کی جائے۔ اسلام کی تعلیم کا ذکر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے پوری دنیا میں یہ پروگرام کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

مگر محترم جنبہ صاحب جو خود کو اس وقت کے مجدد، مسیح اور نبی بتاتے ہیں کو توفیق نہیں ہوئی کہ آپ بھی اس پر افسوس ہی کر دیتے۔ میں نے جنبہ صاحب کے تمام مضامین کو بڑے غور سے پڑھا کہ شاید کہیں اس حوالہ سے کچھ لکھا ہو۔ مگر مجھے کہیں اس سلسلہ میں کچھ لکھا ہوا نہیں ملا۔ ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ کسی نے جنبہ صاحب کو تھوڑا کچھ کہا تھا۔ آپ کو اس سے غرض ہے کہ کوئی مجھے کیا کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

[5:58] اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن کو جنہوں نے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد پر گندے الزامات

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مختلف اوقات میں مبشر اولاد کا وعدہ فرمایا۔ وہ الہامات درج ذیل ہیں:

۱۸۸۱ میں یہ الہام ہوا:

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَسِيْنٍ

یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۲۹)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الصِّهْرَ وَالنَّسَبَ

ترجمہ :- وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۳۰)

۱۸۸۳ میں یہ الہام ہوا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى زَادَ مَجْدَكَ ۔ يَنْقَطِعُ اٰبَآؤُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ ۔

سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا۔ تیرے آباد کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل اُن کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۵۳)

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے

(اشتہار ۲۰ فروری، ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًاصَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًافَتَوَ فَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْاسُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّی۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْكَ تَفَضُّلًا عَلَیْكَ۔'' (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوا گی کے ایام میں فوت ہوگیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کرلیا ہو انکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہوجاتی ہے جو کہ آپؑ نے مولانا نور الدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا** یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخْلُقُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ۔'' (مکتوب ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

مندرجہ بالا حوالوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک لڑکے کا وعدہ کیا ہے۔اور وعدہ کیا ہے کہ وہ لڑکا نور اللہ ہو گا، رجس سے پاک ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ جنبہ صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ **حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفۃ المسیح الثانی** ہی **بشیر اول** کے مثیل ہیں۔اور ان خدائی وعدوں کے مصداق ہیں۔ جنبہ صاحب کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

حضورؑ کے اِن اِلہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اوّل) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔(ثانیاً) یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اوّل) تو ضرور فوت ہوگیا لیکن آپکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا آپ سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔

دوسرے بشیر یعنی بشیر ثانی کی پیدائش اور اِشتہار تکمیل تبلیغ

اب جب یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یعنی مثیل بشیر احمد اوّل پیدا ہوا تو ۱۲رجنوری ۱۸۸۹ء کے دن حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ'' شائع کیا۔آپؑ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۵)

بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دور خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی **زکی غلام** کا۔اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۷)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موعود بیٹے کی بابت حضرت مسیح موعودؑ سے کیا وعدہ کیا تھا۔

۱۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور **خود تمہاری نسب کو شریف بنایا**۔

۲۔ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخْلُقُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ

۳۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔

وہ بچہ جسے خدا نے شریف بنایا۔ اسے مقدس روح دی۔ رجس سے پاک کیا اور اسے نور اللہ کہا۔ اس کی بابت جنبہ صاحب بدکاری جیسے گندے الزام لگا رہے ہیں۔ اسے جھوٹا اور ناجانے کن کن ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اور جب جنبہ صاحب کو توجہ دلائی گئی تو جواباً حضرت نوحؑ کے بیٹے کا حوالہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی کا بیٹا خطاکار ہو سکتا ہے۔

حضرت نوحؑ کا بیٹا موعود نہیں تھا۔ اس لئے جب حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ لیکن جنبہ صاحب کیا آپ قرآن سے کوئی ایک بھی ایسی مثال دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایک بیٹے کی بشارت دی ہو ساتھ وعدہ کیا ہو کہ وہ نور اللہ ہو گا، رجس سے پاک ہو گا اور وہ بیٹا پیدا ہونے کے بعد اس قسم کی برائیوں میں مبتلا ہوا ہو۔ یقیناً آپ کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں کسی کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت دی بعد از پیدائش وہ بیٹا نیک، صالح اور نبی ہوا۔

خدا اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک بیٹے کی بشارت دی ہو کہا ہو کہ وہ تیرے ہی تخم سے ہو گا۔ وہ رجس سے پاک ہو گا۔ اسے مقدس روح دی جائے گی۔ وہ نور اللہ ہو گا۔ اور پھر بعد میں اللہ تعالیٰ اس بیٹے کو جھوٹا اور بدکار بنا دے۔ یہ الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر اور اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ پر ہے۔ کہ وہ (نعوذ باللہ) اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔ کوئی بھی سچا مرید اپنے مرشد پر اس طرح کے الزام نہیں لگا سکتا۔ اور کوئی بھی جو خدا پر یقین رکھتا ہو وہ خدائی وعدوں کا اس طرح مذاق نہیں اڑا سکتا۔

حضرت موسیٰ کا نبی بنایا جانا

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ نمازیں ادا نہیں کرتے تھے۔ اس میں سست تھے۔ دینی حالت بھی بہت خراب تھی۔ میٹرک میں پڑھتے تھے اور توحید کے معنی نہیں آتے تھے۔ غربت کی وجہ سے قرآن پاک نہیں پڑھ سکے۔ اس اعتراف پر لوگوں نے سوال کیا کہ ایسا شخص جو نہ نماز پڑھتا ہو۔ نہ اس نے قرآن پاک پڑھا ہو اور نہ اسے توحید کا پتہ ہو وہ لوگوں کا مصلح کیسے بن گیا۔ تو جواباً جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

دل کو اتنا سیاہ کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔ جاننا چاہیے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اِسکے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل (سورۃ القصص) کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ ایک عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔ عزیزم۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک قاتل کو عظیم الشان شرعی نبی بنا سکتا ہے تو وہ ایک نمازوں میں کمزور احمدی کو اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح کا موعودز کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ضرور بنا سکتا ہے اور اُسکے آگے کوئی مشکل نہیں۔ یہ اُس عظیم الشان مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کا کمال ہے کہ اُس نے مجھ ایسے کمزور احمدی کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے!!! ؎ خس خس جناں قدر نہیں میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

ویسے تو جنبہ صاحب کی ساری تحریریں ہی لاجواب ہوتی ہیں۔ مگر یہ تحریر بہت لاجواب ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد صداقت عیاں ہو جاتی ہے۔ سوال کنندہ کو فرما رہے ہیں

کہ دل کو اتنا سیاہ کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔

جاننا چاہیئے کہ قرآن پاک کی تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔

اس کے آگے جو جنبہ صاحب نے لکھا ہے اس کو پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی قرآن پاک کی تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق (ارشاد خداوندی) ایک انسان کا بغیر وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اس کے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔

احباب کرام! اس صدی کے مجدد، مصلح موعود، موعود عیسیٰ ابن مریم، اور نبی اللہ فرما رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک طرف تو یہ فرما رہا ہے کہ بغیر وجہ کے ایک انسان کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ ایک قاتل کو نبی بلکہ عظیم الشان شرعی نبی بنا رہا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کا خدا ہے۔ جو لوگوں کو جس بات سے منع کرتا ہے خود وہی بات کرتا ہے۔

جنبہ صاحب اس خدا کے نمائندہ ہیں جو خود تو منصف نہیں مگر دوسروں کو انصاف کی تلقین کرتا ہے۔ جنبہ صاحب ایسا خدا آپ کو مبارک ہو۔ ہمیں ایسا خدا نہیں چاہیئے۔ ہمارا خدا ایسا نہیں ہے۔ وہ انصاف کرتا ہے اور انصاف کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے ماسٹر کی ڈگریاں رکھنے والوں پر ماسٹر ڈگری رکھنے والا مصلح مسلط کر دیا ہے۔ جو یہ باتیں سنتے ہیں اور سر دھنتے ہیں۔

احباب کرام! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ﴿۱۰﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ کرتا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۸﴾	۸۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اس کے عہد کو جسے اس نے تمہارے ساتھ مضبوطی سے باندھا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً سینوں کی باتیں خوب جانتا ہے۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾	۱۰۔ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے (کہ) اُن کے لئے مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

(سورۃ المائدہ ۵ : ۸، ۱۰)

اللہ تعالیٰ دنیا میں اس اجر کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ﴿۷۰﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۱﴾ ع

۷۰۔ اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ﴿۱﴾

۷۱۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

(سورۃ النساء۴: ۷۰، ۷۱)

اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کے حق داروں کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۳﴾

۱۳۔ اور یقیناً اللہ بنی اسرائیل کا میثاق (بھی) لے چکا ہے اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب مقرر کر دیئے تھے۔ اور اللہ نے کہا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور تم نے ان کی مدد کی اور اللہ کو قرضہ حسنہ دیا تو میں ضرور تمہاری بُرائیوں کو تم سے دُور کر دوں گا اور ضرور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ پس تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

(سورۃ المائدہ۵ : ۱۳)

خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام لگانے کے بعد جنبہ صاحب دوسرا الزام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگارہے ہیں کہ انہوں نے بغیر وجہ کے ایک انسان کا قتل کیا تھا۔ اور قاتل ہونے کے باوجود انہیں خدا نے شرعی نبی بنادیا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۵

۱۵۔اور جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچا اور متوازن ہوگیا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰي حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ڭ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَي الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ڭ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶

۱۶۔اور وہ شہر میں اس کے رہنے والوں کی غفلت کی حالت میں (ان سے چھپتا ہوا) داخل ہوا تو وہاں اس نے دو مَردوں کو دیکھا جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ یہ (ایک) اس کے قبیلے کا تھا اور وہ (دوسرا) اس کے دشمن قبیلے کا۔ پس وہ جو اس کے قبیلے کا تھا اس نے اس کو مخالف قبیلے والے کے خلاف مدد کے لئے آواز دی۔ پس موسیٰ نے اسے مُکّا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس نے (دل میں) کہا کہ یہ (جو کچھ ہوا) یہ تو شیطان کا کام تھا۔ یقیناً وہ کھلا کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۱۷

۱۷۔اس نے کہا اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ پس مجھے بخش دے۔ تو اُس نے اسے بخش دیا۔ یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیات مضمون کو واضح کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا اور ساتھ وضاحت فرمائی کہ اس عطا کی وجہ اس کا احسان کرنا ہے۔ اب کوئی بندہ خدا پر کیا احسان کر سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدائی احکامات پر عمل کرنے والے تھے۔

دوسرا ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کو قتل کرنے کی نیت سے اسے مکہ نہیں مارا تھا۔ بلکہ دو آدمی لڑرہے تھے ایک ان کے قبیلے سے تھا اور دوسرا دشمن (فرعون) قبیلے سے تھا۔ اور فرعون اور اس کی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ بہت ظلم کرتی تھی۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبیلے والے نے آپ کو مدد کے لئے پکارا تو آپ نے مدد کی خاطر دوسرے شخص کو مکا مارا اور وہ مر گیا۔ نیت مارنا نہیں تھی۔ کیونکہ اگر نیت مارنے کی ہوتی تو اس کے مرنے پر آپ نادم کیوں ہوتے۔ اس کے باوجود چونکہ آپؑ کے اندر نیکی اور خدا کا خوف تھا۔ آپؑ نے فوراً خدا سے رجوع کیا۔ اور وہ فعل جو آپؑ نے عمداً نہیں کیا تھا اس کی معافی طلب کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی اسی نیکی کی وجہ سے آپؑ کو معاف فرمایا۔

ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس واقعہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

موسیٰ پر الزام مُکا مارنے کا جو عیسائی لگاتے ہیں اس کی نسبت فرمایا کہ وہ گناہ نہیں تھا اُن کا ایک اسرائیلی بھائی نیچے دبا ہوُا تھا طبعی جوش سے انہوں نے ایک مُکا مارا۔ وہ مر گیا۔ جیسے اپنی جان بچانے کے لئے اگر کوئی خون بھی کر دے تو وہ جُرم نہیں ہوتا۔ موسیٰ کا قول قرآن شریف میں ہے هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ یعنی قبطی نے اس اسرائیلی کو عملِ شیطان (فاسد ارادہ) سے دبایا ہوُا تھا۔

(البدر جلد ا نمبر ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۵۸۶)

جنبہ صاحب کی صورتحال تو بالکل اس کے الٹ ہے۔ کہ آپ کا دین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خاص شفقت فرماتے ہوئے یا شاید آپ کے والد محترم کی دعاؤں کی وجہ سے جنبہ صاحب کو الہامی اشعار کے ذریعے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ مگر آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے خواب میں آکر نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی مگر جنبہ صاحب پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور جنبہ صاحب ان خوابوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بات آئی گئی ہو گئی۔ جس پر نہ خدا کی بات کا اثر ہوتا ہو نہ اس کے رسول کا۔ وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ خدا نے مجھے تم لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کر دیا ہے۔

ایسا شخص ہماری یہی اصلاح فرمائے گا کہ خدا کی یا اس کے رسول کی کسی بات کو سنجیدہ لینے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی عبادتوں کی ضرورت ہے۔ اگر خدا ایک قاتل کو شرعی نبی بنا سکتا ہے۔ ایک بے نمازی کو تمہارا مصلح بنا سکتا ہے۔ تو تمہارے ساتھ بھی جو چاہے کر سکتا ہے۔ خدا کے نبی کی ہر وہ بات جو تمہارے عقائد اور مفاد کے خلاف ہو اسے اس نبی کی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دو۔ نماز، روزے، قرآن کو چھوڑو۔ تمبا کو پیو اور عیاشی کرو۔

احباب کرام! خدا کے فضلوں کے وارث بننے کے لئے خدا کے حکموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے حکموں میں سے قرآن پاک میں شرک سے بچنے کے حکم کے بعد سب سے زیادہ حکم نماز کا قیام ہے۔ اور حدیث ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہو گا۔

۱۸۸۔۔۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ، فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتُقِصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ؟ ثُمَّ تَكُوْنُ سَائِرُ اَعْمَالِهٖ عَلٰی هٰذَا۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اوّل یحاسب بہ العبد)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

احباب کرام! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۟

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! عہدوں کو پورا کرو

(سورۃ المائدہ۵: ۲)

وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے انہوں نے ایک عہد کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

آن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص

بد رفیق کونہیں چھوڑتا جواس پر بداثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جوخلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کونہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لا پروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کوادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع **مسیح موعود ومہدی معہود** نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص اُمور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۹، صفحہ نمبر ۱۸، ۱۹)

غلام مسیح الزماں بننے کے لئے مسیح الزماں کے تمام ارشادات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے انعامات کے حصول کے لئے قرآن پاک میں یہی شرط بیان فرمائی ہے۔ اور جو مسیح الزماں کے ارشادات پر عمل نہ کرنے کے باعث اس کی جماعت میں ہی نہیں وہ اس کی جماعت کا مصلح کیسے ہو سکتا ہے۔

ضروری نہیں کہ اللہ بشارت دے کر اسے پورا بھی کرے

محترم جنبہ صاحب خدائی بشارتوں پر یوں تبصرہ فرمارہے ہیں۔

(۲) یہ درست ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کو جن غلاموں کی بشارت دی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اِن بشارتوں کو جسمانی لڑکوں کے رنگ میں پورا فرمایا تھا۔لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قطعی سنت نہیں ہے کہ وہ جب بھی اپنے کسی برگزیدہ بندے کو غلام کی بشارت دے گا تو وہ اس بشارت کو بالضرور جسمانی لڑکے کی شکل میں ہی پورا فرمائے۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں غلام کا لفظ غیر جسمانی لڑکے کیلئے بھی استعمال فرمایا ہے لہٰذا اگر وہ چاہے تو کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں غلام کی بشارت کو کسی غیر جسمانی لڑکے یا روحانی فرزند کے رنگ میں بھی پوری فرما سکتا ہے اور اس طرح پورا فرمانے کا حق رکھتا ہے۔کمزور مخلوق اللہ تعالیٰ کو اپنی خواہشوں کا پابند نہیں بنا سکتی۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۶،۳۷)

احباب کرام! یہ جنبہ صاحب کا خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام ہے۔کوئی بھی شریف اور غیرت مند انسان اپنے کئے گئے وعدہ سے نہیں پھرتا۔تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ان وعدوں کا یوں ذکر کرتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ سے ارشاد فرماتا ہے۔

"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ۔" (سورۃ الصافات۔(۱۰۱تا۱۰۳)

ترجمہ۔اے میرے ربّ! مجھے نیکو کار اولاد بخش۔تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔پھر وہ لڑکا اس کیساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاءاللہ مجھے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

۲۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسحاق علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد فرماتا ہے۔

''قَالُوْا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ۔قَالَ أَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلَى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ۔قَالُوْا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِيْنَ''(سورۃ الحجر۔۵۴تا۵۶)

ترجمہ۔انہوں نے کہا تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔اس نے کہا کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس بتاؤ کس بنا پر تم مجھے بشارت دیتے ہو۔انہوں نے کہا ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔پس تو ناامید مت ہو۔

۳۔ اس کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے سے یوں فرماتا ہے۔

''وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ۔قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَاْ عَجُوزٌ وَهَـذَا بَعْلِي شَيْخاً إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ۔قَالُواْ أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللّهِ رَحْمَتُ اللّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ''(سورۃ ہود۔۷۲،۷۳،۷۴)

ترجمہ۔اور اُسکی بیوی کھڑی تھی۔اس پر وہ بھی گھبرائی تب ہم نے اُسکی تسلی کیلئے اُس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب(کی پیدائش) کی بشارت دی۔اُس نے کہا، ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔یہ یقیناً عجیب ہے۔انہوں نے کہا کیا تو اللہ کی بات پر تعجب کرتی ہے،اے اس گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اُسکی برکات ہیں۔وہ یقیناً حمید (اور) مجید ہے۔

۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام سے وعدہ فرماتا ہے۔

''يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيّاً۔ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِراً وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيّاً۔ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً''(سورۃ مریم۔۸،۹،۱۰)

ترجمہ۔اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام یحیٰی ہوگا۔ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔کہا اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے،حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔کہا اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا رب کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور میں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

۵۔ حضرت مریم سے یوں وعدہ فرماتا ہے۔

(۵) درج ذیل آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت موجود ہے اور یہ انکی پیدائش کی بشارت تھی۔

''قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَاماً زَكِيّاً۔قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيّاً۔قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْراً مَّقْضِيّاً''(سورۃ مریم۔۲۰،۲۱،۲۲)

ترجمہ۔میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاک اور نیک لڑکا دوں۔(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا اسی طرح ہے (مگر) تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور تاکہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا تمام حوالوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں سے زکی غلام یعنی بیٹے کا وعدہ کیا۔اور اسے پورا کیا اور ایسے نیک اور صالح بیٹوں سے نوازا کہ وہ تمام بھی نبی بنائے گئے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے بیٹے کو رسول بناؤں گا۔تو اس وعدہ کو پورا فرمایا۔اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہا ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

جنبہ صاحب جو ہر بات پر قرآنی حوالہ پوچھتے ہیں۔ جب ان سے کسی نے یہ ڈیمانڈ کی کہ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قطعی سنت نہیں ہے کہ وہ جب بھی کسی برگزیدہ بندے کو غلام کی بشارت دے گا تو وہ اس بشارت کو بالضرور جسمانی لڑکے کی شکل میں ہی پورا فرمائے۔ اسے قرآن کے کسی ایک حوالہ سے ہی ثابت کر دیں تو اس کا جواب جنبہ صاحب یوں دیتے ہیں۔

(۴) مولوی ربانی صاحب کا ہم سے قرآن کریم میں سے کوئی ایسی مثال پیش کرنے کا سوال کرنا جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو دی گئی غلام کی بشارت کو بعد از اں اُسکے کسی پیروکار کے وجود میں پورا فرمایا ہو۔اس سوال کے سلسلے میں گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ غلام کو غیر جسمانی لڑکے کے مفہوم میں استعمال فرما کر ہماری طرف سے پہلے ہی آپ کو جواب دے دیا ہوا ہے کہ کبھی وہ غلام کی بشارت کو کسی غیر جسمانی لڑکے کے وجود میں بھی پورا فرما سکتا ہے۔اور اپنے برگزیدہ بندے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو دی گئی زکی غلام کی بشارت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی سنت کا اظہار فرمایا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۷)

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے انکا قرآن پاک کا علم واضع ہو جاتا ہے۔ جنبہ صاحب یہاں اس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انہیں کنویں میں پھینک دیا تھا اور ایک قافلے والوں نے انہیں دیکھا تھا تو وہاں غلام کا لفظ لڑکے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہاں کسی وعدہ کا ذکر نہیں۔ جنبہ صاحب نے قدم قدم پر جھوٹ بول کر سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ میں جماعت مخالفت میں لکھے گئے بہت لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر مذہب کا جیسا خون جنبہ صاحب نے کیا ہے اس کی نذیر اور کہیں نہیں ملتی۔ جنبہ صاحب نے تو خدا تک کو نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق بھی ایک وعدہ کر رکھا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ﴿۶۸﴾

۶۸۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ وہ لمبے عرصہ تک اس میں رہنے والے ہیں۔ یہ ان کے لئے کافی ہو گی۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ایک ٹھہر جانے والا عذاب (مقدر) ہے۔

(سورۃ التوبہ ۹ : ۶۸)

پیشگوئی مصلح موعود

الزامات اور ان کے جواب

پیشگوئی مصلح موعود پر کئے گئے اعتراضات کے جواب

اس مضمون میں پیشگوئی مصلح موعود کی بابت حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور آپؑ کے اس سلسلہ میں شائع کئے گئے اشتہارات اور دیگر مضامین کو کافی وضاحت سے ترتیب وار پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بہت ساری بشارتیں دیں۔ کچھ آپؑ کی زندگی میں پوری ہو گئیں اور کچھ آج تک بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آرہی ہے۔

اس پیشگوئی پر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی مخالفین کی طرف سے بہت اعتراضات کئے جاتے رہے۔ حضورؑ ان کے جواب بھی دیتے رہے۔ آپؑ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور آج بھی بعض لوگ اس پر طرح طرح کے اعتراض کر رہے ہیں۔ لاہوری گروپ کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس پر ایک کتاب 'المصلح موعود' لکھی۔ جو ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس کتاب میں مولوی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر اس پیش گوئی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور آج کل محترم عبد الغفار جنبہ صاحب اس کام پر مامور ہیں۔ اس پیشگوئی پر کئے گئے اعتراضات ایک جیسے ہیں۔ اور چونکہ جنبہ صاحب آج کل زیادہ سرگرم ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب ترتیب وار پیشِ خدمت ہیں۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج کہ "ثابت کرو کہ غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے" کا جواب بھی اس مضمون میں شامل ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیوں میں سے پیشگوئی مصلح موعود سب سے اہم اور عظیم الشان پیشگوئی مانی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پیشگوئی پر ہر دور میں مخالفین کی طرف سے اعتراض بھی کئے جاتے رہے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ مخالفت اور اعتراضات بھی اس پیشگوئی کی عظمت کا ایک ثبوت ہے۔ اس پیشگوئی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آپؑ کو ۱۸۸۱ء میں مبشر اولاد کے متعلق چند الہامات ہوئے۔ جو درج ذیل ہیں:

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَسِیْنٍ

یعنی ہم تمہیں ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوش خبری دیتے ہیں۔

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَئَیْتَ خَدِیْجَتِیْ

ترجمہ: میرا شکر کر کہ تُو نے میری خدیجہ کو پایا۔

"یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور خدیجہ اِس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے جیسا کہ اِس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہو گی۔"

(نزول المسیح صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۲۴، ۵۲۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ

ترجمہ:۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سیّد تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکّب ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۹، ۳۰)

پیشگوئی مصلح موعود درج کرنے سے قبل اس پیش گوئی کا پس منظر درج کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزانہ پیشگوئیاں کرتے اور وہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتیں۔ اس پر قادیان کے ہندوؤں نے ایک خط کے ذریعے آپ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی نشان دکھاؤ۔ خط کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

"جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہمشہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں..... لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کے زیر وزبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے.....
اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 92-94)

اس خط کے آخر پر دس ہندو صاحبان کے نام درج ہیں۔ اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

"..... صاحبان ارسال کنندگان درخواست مشاہدہ خوارق۔ بعد ما وجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف و حق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے بہ تمام تر شکر گذاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُر انصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا....."۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس مطالبہ کو لے کر اُسی واحد ولا شریک خدا کی طرف توجہ کی جس کی تائید و نصرت کے یقینی وعدوں سے اطلاع پا کر آپؑ نے اسلام کی سچائی کا اس دور میں اعلان کیا تھا، آپؑ کی پر درد دعاؤں کو خدا نے شرفِ قبولیت بخشا اور آپؑ کو جنوری ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا۔

"ایک معاملہ کی عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہو گی"
(بدر جلد ۲ نمبر ۳۶ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۰۶)

اس الہام کے بعد آپؑ نے ہوشیارپور کا سفر کیا اور چالیس روز چلہ کشی کی۔ اور وہیں پر آپؑ کو الہام ہوا جسے پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپؑ نے اسے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی شکل میں شائع فرمایا۔ الہام کے الفاظ یوں ہیں۔

'میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کا راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے

گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ' تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا(اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔'

اور پھر اسی اشتہار میں آپؑ فرماتے ہیں۔

'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ' تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے

خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط۔'

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

اس اشتہار کی تشہیر کے بعد آپؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپ نے فرمایا کہ میرے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے نتیجے میں بعض مخالف یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لڑکا پہلے ہی ہو چکا ہے اور یہ اشتہار بعد میں دیا گیا ہے۔ اور کچھ کہہ رہے ہیں دائیوں سے معلوم کر لینے کے بعد کہ لڑکا ہو گا یہ اشتہار دیا گیا ہے۔ آپؑ نے ان مخالفین کو چیلنج کیا کہ میری بیوی آجکل اپنے والد کے پاس گئی ہوئی ہے اور آج کی تاریخ تک میری اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اگر کوئی چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ اسی اشتہار میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔ 'لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ہو جائے گا۔'

اسی اشتہار میں آگے چل کر آپؑ فرماتے ہیں۔ 'اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔'

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۶)

اس کے بعد آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نوبرس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نوبرس سے بھی دوچند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نوبرس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶، ۱۱۷)

ان اشتہارات کے بعد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹی سے نوازا۔ اس بچی کا نام صاحبزادی عصمت بیگم رکھا گیا۔ وہ لوگ جو پہلے یہ اعتراض کرتے تھے کہ پہلے ہی بیٹا ہو چکا ہے اور بعد میں اشتہار دیا گیا ہے۔ یا جو یہ کہتے تھے کہ دائیوں سے معلوم کر کے کہ بیٹا ہوگا یہ پیش گوئی کر دی ہے۔ ان لوگوں نے اب نیا اعتراض کر دیا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہو گئی اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

ان اعتراضات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ ایک بڑی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اب کی دفعہ لڑکا عطاء نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ اب کی دفعہ ہی پیدا ہوتا۔ تو ایسے لوگوں پر کیا اثر بڑ سکتا جو پہلے ہی سے یہ کہتے تھے کہ قواعد طبی کے رو سے حمل موجودہ کی علامات سے ایک حکیم بتلا سکتا ہے کہ کیا پیدا ہوگا۔ اور پنڈت لیکھرام پشاوری اور بعض دیگر مخالف اس عاجز پر یہی الزام رکھتے تھے کہ ان کو فن طبابت میں مہارت ہے۔ انہوں نے طب کے ذریعہ سے معلوم کر لیا ہوگا کہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔اور بعض مخالف مسلمان یہ بھی کہتے تھے کہ اصل میں ڈیڑھ ماہ سے یعنی پیشگوئی بیان کرنے سے پہلے لڑکا پیدا ہو چکا ہے جس کو فریب کے طور پر چھپا رکھا ہے اور عنقریب مشہور کیا جائے گا کہ پیدا ہو گیا۔ سو یہ اچھا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تولدِ فرزند مسعود موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان مفتریات مذکورہ بالا کا کون فیصلہ کرتا۔ لیکن اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے۔ نہ کوئی حمل موجود ہے ناارسطو کے ور کس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں۔ اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔

(مجموعہ اشتہارت، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۹، ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو بیٹے سے نوازا۔ اور بذریعہ اشتہار آپؑ نے اس کی اطلاع دی۔ اشتہار یہ ہے۔

اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیش گوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جائے سو اب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑی۔ کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم

بالکل خالی نہیں جائے گا۔ ضرور لڑکا پیدا ہو گا۔ اور حمل بھی کچھ دور نہیں۔ بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینہ پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنے یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہو گا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا حمل موجودہ سے خاص تھا جس سے لڑکی ہوئی۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیجدیئے۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

اسی روز یعنی ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو الہام ہوا

اِنَّآ اَرْسَلْنَاہُ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ کُلُّ شَیْءٍ تَحْتَ قَدَمَیْہِ۔

یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو۔ یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۱۹)

اس بچے کی پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے خطوط کے ذریعے یہ پوچھا جانے لگا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کی بابت آپؑ نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ایسے ہی خطوط مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی طرف سے بھی حضور کو موصول ہوئے۔ اس وقت تک مولوی محمد حسین صاحب حضورؑ کے شدید مخالف نہیں تھے۔ حضورؑ نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

طفل نو زاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہے ہاں کتنی دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہی ہے کیونکہ یہی لڑکا **تین کو چار کرنے والا ہوا**۔ حضرت مسیح کے روز پیدائش میں پیدا ہوا۔

(۳) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے۔

(۴) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولّد یہ الہامات ہوئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَاهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّراً وَّنَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ كُلُّ شَيْئٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ؎

سو میرے نزدیک اب تک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

والسلام ☆

۱۶؍ستمبر ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۶، ۳۰۷)

پھر ایک دوسری جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے خط کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

اور پھر آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے آپ میرے اشتہار ۸؍اپریل ۸۶ء کو دیکھ لیں اس میں **''وہ''** کا لفظ نہیں بلکہ **ایک** کا لفظ ہے اور یہ آپ کا قول کہ ایسی پیشگوئیوں سے بجائے نفع اسلام کو کمال نقصان پہنچے گا۔ میری دانست

تاریخ تحریر خط: ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۸)

نوٹ: واضح رہے کہ یہ دونوں خط بشیر اول کی وفات سے قبل کے ہیں۔

یہ بیٹا تقدیر الٰہی سے مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ اس موقع پر آپؑ نے کتاب جس کا نام تھا **حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر** تحریر فرمائی۔ یہ کتاب سبز کاغذ پر شائع کی گئی اس لئے اسے **سبز اشتہار** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؑ کی یہ تحریر درج ذیل ہے۔

حقّانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷/ اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ میں پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اُسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولہویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بُلایا گیا عجیب طور کا شور و غوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگارنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت و افترا ہے انہوں نے اِس بچے کی وفات پر انواع و اقسام کی افترا گھڑنی شروع کی۔ سو ہر چند ابتدا میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ اس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے۔ لیکن جب یہ شور و غوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض لِللّٰہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔ اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسرِ متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷/ اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ بعض نے اپنی طرف سے افترا☆ کر کے یہ بھی

حاشیہ ☆ یہ مفتری لیکھرام پشاوری ہے جس نے تینوں اشتہار مندرجہ متن اپنے اثبات دعویٰ کی غرض

اپنے اشتہار میں لکھا کہ اِس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہو گا لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے اُنہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہِ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسرِ متوفی کی وفات ☆ کا مہینہ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ اُن میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے بلکہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷/اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اُس کے حوالہ سے بروز تولّد بشیر شائع کیا گیا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے تعجب کہ لیکھرام پشاوری نے جوشِ تعصب میں آ کر اپنے اُس اشتہار میں جو اُس کی جبلّی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کر دیا مگر آنکھیں کھول کر

بقیہ حاشیہ

سے اپنے اشتہار میں پیش کی ہیں اور سراسر خیانتوں سے کام لیا ہے مثلاً وہ اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اُس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ اس عاجز پر اس قدر کُھل گیا کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدّت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اَب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔ اس فقرہ کو اُس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ یہ اُس کے مدّعا کو مضر تھا اور اس کے خیال فاسد کو جڑھ سے کاٹتا تھا۔ پھر دوسری خیانت یہ ہے کہ لیکھرام کے اس اشتہار سے پہلے ایک اور اشتہار آریوں کی طرف سے ہمارے تینوں اشتہارات مذکورہ بالا کے جواب میں مطبع چشمہ نور امرتسر میں شائع ہو چکا ہے اس میں انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ ان تینوں اشتہارات کے دیکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لڑکا جو پیدا ہوا یہ وہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اَور ہے۔ اس اقرار کا لیکھرام نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ اب ظاہر ہے کہ آریوں کا پہلا اشتہار لیکھرام کے اس اشتہار کی خود بیخ کنی کرتا ہے۔ دیکھو اُن کا وہ اشتہار جس کا عنوان حسب حال ان کے یہ ہے کہ انّ اللہ لا یحبّ الماکرین منہ

☆ یہ سہوِ کاتب ہے۔ صحیح بجائے ''وفات'' کے ''پیدائش'' ہے۔ شمس

اُن تینوں اشتہاروں کو پڑھ نہ لیا تا جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باف لوگوں کو آریوں کے وہ پنڈت کیوں دروغگوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہوکر اپنا اصول یہ بتلاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دھرم ہے۔ پس عجیب بات ہے کہ یہ دھرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام میں نہیں آتا۔ افسوس ہزار افسوس۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷/اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن صفات کا ہے۔ بلکہ یہ دونوں اشتہار صاف شہادت دیتے ہیں کہ ہنوز یہ امر الہام کے رُو سے غیر منفصل اور غیر مصرح ہے☆ ہاں یہ تعریفیں جو اُوپر گذر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں لیکن اُس اشتہار میں یہ تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷/اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پَیدا ہوگا وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے بلکہ اِس اشتہار میں اُس لڑکے کے پَیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب اور کس وقت ہوگا پس ایسا خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان تعریفوں کا اِسی پسر متوفی کو ٹھہرایا گیا تھا سراسر

☆ **حاشیہ** عبارت اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء یہ ہے کہ ''ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مُدّتِ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا جو اَب پَیدا ہوگا یہ وُہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پَیدا ہوگا''۔ دیکھو اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء مطبع چشمہ فیض قادری بٹالہ۔ عبارت اشتہار ۷/اگست ۱۸۸۷ء یہ ہے۔ ''اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولّد کے لئے میں نے اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی وہ ۱۶/ذیقعد مطابق ۷/اگست میں پیدا ہوگیا۔ دیکھو اشتہار ۷/اگست ۱۸۸۷ء مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور۔ پس کیا اِن تینوں اشتہارات میں جو لیکھرام پشاوری نے جوش میں آکر پیش کی ہیں بُو تک بھی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ ہم نے کبھی پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہے۔ فتفکروا فتدبروا۔

ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے پاس موجود ہوں گے مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں۔ جب یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطرافِ مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وُہی مصلح موعود ہے جس کے ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں جو اس کی پاکیزگی رُوح اور بلندی فطرت اور علوّ استعداد اور روشن جوہری اور سعادتِ جبلّی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں۔ سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیاں ایسی نہیں تھیں جن کے لئے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اِس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقّف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کُھل جاوے تب اس کا مفصّل اور مبسوط حال لکھا جائے۔ سو تعجب اور نہائیت تعجب کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی قطعی رائے ظاہر کرنے سے بکلّی خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کس نے پھونک ماردی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کردیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہم اس خیال کی بنا پر کہ الہامی طور پر ذاتی بزرگیاں پسر متوفی کی ظاہر ہوئی ہیں اور اس کا نام مُبشر اور بشیر اور نور اللہ صیب اور چراغ دین وغیرہ اسماء مشتمل کاملیت ذاتی اور روشنی فطرت کے رکھے گئے ہیں کوئی مفصّل و مبسُوط اشتہار بھی شائع کرتے اور اس میں بحوالہ اُن ناموں کے اپنی یہ رائے لکھتے کہ شاید مصلح موعود

آور عمر پانے والا یہی لڑکا ہوگا۔ تب بھی صاحبانِ بصیرت کی نظر میں یہ اجتہادی بیان ہمارا قابل اعتراض نہ ٹھہرتا کیونکہ ان کا منصفانہ خیال اور اُن کی عارفانہ نگاہ فی الفور اِنہیں سمجھا دیتی کہ یہ اجتہاد صرف چند ایسے ناموں کی صورت پر نظر کر کے کیا گیا ہے جو فی حدّ ذاتہٖ صاف اور کُھلے کُھلے نہیں ہیں بلکہ ذوالوجوہ اور تاویل طلب ہیں سواُن کی نظر میں اگر یہ ایک اجتہادی غلطی بھی متصور ہوتی تو وہ بھی ایک ادنیٰ درجہ کی اور نہایت کم وزن اور خفیف سی اُن کے خیال میں دکھائی دیتی کیونکہ ہر چند ایک غبی اور کور دل انسان کو خدا تعالیٰ کا وہ قانون قدرت سمجھانا بہت مشکل ہے جو قدیم سے اُس کے متشابہات وحی اور رویا اور کشوف اور الہامات کے متعلق ہے لیکن جو عارف اور با بصیرت آدمی ہیں وہ خود سمجھے ہوئے ہیں کہ پیش گوئیوں وغیرہ کے بارہ میں اگر کوئی اجتہادی غلطی بھی ہو جائے تو وہ محل نکتہ چینی نہیں ہوسکتی کیونکہ اکثر نبیوں اور اولوالعزم رسولوں کو بھی اپنے مجمل مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں ایسی ہلکی ہلکی غلطیاں پیش آتی رہی ہیں ☆ اور اُن کے بیدار دِل اور روشن ضمیر پیرو ہرگز اُن

☆ **حاشیہ** توریت کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے سمجھنے اور سمجھانے میں اجتہادی طور پر غلطی کھائی تھی اور وہ اُمیدیں جو بہت جلد اور بلا توقف نجات یاب ہونے کے لئے بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں وہ اس طرح پر ظہور پذیر نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے خلاف اُن اُمیدوں کے صورت حال دیکھ کر اور دل تنگ ہوکر ایک مرتبہ اپنی کم ظرفی کی وجہ سے جو اُن کی طینت میں تھی کہہ بھی دیا تھا کہ اے موسیٰ و ہارون جیسا تم نے ہم سے کیا خدا تم سے کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دل تنگی اس کم ظرف قوم میں اسی وجہ سے ہوئی تھی کہ انہوں نے جو جلد مخلصی پا جانے کا اپنے دلوں میں حسب پیرایہ تقریر موسوی اعتقاد کر لیا تھا اس طور پر معرضہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور درمیان میں ایسی مشکلات پڑ گئیں تھیں جن کی پہلے سے بنی اسرائیل کو صفائی سے خبر نہیں دی گئی تھی اس کی یہی وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اُن درمیانی مشقتوں اور اُن کے طول کھینچنے کی ابتدا میں مصفا اور صاف طور پر خبر

غلطیوں سے حیرت و سرگردانی میں نہیں پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ غلطیاں نفسِ الہامات و مکاشفات میں نہیں ہیں بلکہ تاویل کرنے میں غلطی وقوع میں آ گئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں اجتہادی غلطی علماء ظاہر و باطن کی اُن کی کسرِ شان کا موجب نہیں ہوسکتی اور ہم نے کوئی ایسی اجتہادی غلطی بھی نہیں کی جس کو ہم قطعی و یقینی طور پر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرتے تو کیوں بشیر احمد کی وفات پر ہمارے کوتہ اندیش مخالفوں نے اس قدر زہر اُگلا ہے کیا اُن کے پاس اُن تحریرات کا کوئی کافی وقانونی ثبوت بھی ہے یا ناحق بار بار اپنے نفسِ امارہ کے جذبات لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں اور اس جگہ بعض نادان مسلمانوں کی حالت پر بھی تعجب ہے کہ وہ کس خیال پر

☆ **حاشیہ** نہیں ملی تھی لہذا اُن کے خیال کا میلان اجتہادی طور پر کسی قدر اس طرف ہوگیا تھا کہ فرعون بےعون کا آیات بیّنات سے جلدتر قصہ پاک کیا جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ قدیم سے تمام انبیاء سے اس کی سنّت جاری ہے پہلے ایام میں حضرت موسیٰ کو ابتلا میں ڈالنے کی غرض سے اور رُعب استغنا اُن پر وارد کرنے کے ارادہ سے بعض درمیانی مکارہ اُن سے مخفی رکھے کیونکہ اگر تمام آنے والی باتیں اور وارد ہونے والی صعوبتیں اور شدّتیں پہلے ہی ان کو کھول کر بتلائی جاتیں تو ان کا دل بکلی قوی اور طمانیت یاب ہو جاتا۔ پس اس صورت میں اس ابتلاء کی ہیبت ان کے دل پر سے اٹھ جاتی جس کا وارد کرنا حضرت کلیم اللہ پر اور ان کے پیروؤں پر بمراد ترقی درجات وثواب آخرت ارادہ الٰہی میں قرار پاچکا تھا۔ ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے جو جو اُمیدیں اور بشارتیں اپنے حواریوں کو اس دنیوی زندگی اور کامیابی اور خوشحالی کے متعلق انجیل میں دی ہیں وہ بھی بظاہر نہایت سہل اور آسان طریقوں سے اور جلدتر حاصل ہونے والی معلوم دیتی تھیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مبشرانہ الفاظ سے جو ابتدا میں اُنہوں نے بیان کئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُسی زمانہ میں ایک زبردست بادشاہی ان کی قائم ہونے والی ہے۔ اسی حکمرانی کے خیال پر حواریوں نے ہتھیار بھی خرید لئے تھے کہ حکومت کے وقت کام آوینگے۔ ایسا ہی حضرت مسیح کا دوبارہ اُترنا بھی جناب ممدوح نے خود اپنی زبان سے ایسے الفاظ میں بیان فرمایا تھا جس سے خود حواری بھی یہی سمجھتے تھے کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ فوت

وساوس کے دریا میں ڈوبے جاتے ہیں کیا کوئی اشتہار ہمارا اُن کے پاس ہے کہ جو اُن کو یقین دلاتا ہے کہ ہم اس لڑکے کی نسبت الہامی طور پر قطع کر چکے تھے کہ یہی عمر پانے والا اور مصلح موعود ہے اگر کوئی ایسا اشتہار ہے تو کیوں پیش نہیں کیا جاتا۔ ہم اُن کو باور دلاتے ہیں کہ ایسا اشتہار ہم نے کوئی شائع نہیں کیا ہاں خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے ذاتی استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلّی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی رُوح اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا نام بارانِ رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ اسماء بھی ہیں۔ سو جو کچھ خدا تعالیٰ

☆ **حاشیہ** نہیں ہوں گے اور نہ حواری پیالہ اجل پئیں گے کہ جو حضرت مسیح پھر اپنی جلالت اور عظمت کے ساتھ دُنیا میں تشریف لے آئینگے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیال اور رائے اُسی پیرایہ کی طرف زیادہ جھکا ہوا تھا کہ جو انہوں نے حواریوں کے ذہن نشین کیا جو اصل میں صحیح نہیں تھا یعنی کسی قدر اس میں اجتہادی غلطی تھی اور عجیب تر یہ کہ بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے چار سو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنی بجائے فتح کے شکست ہوئی۔ دیکھو سلاطین اوّل باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اِس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چُھپا ہوا ہے۔ منہ

نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اُس کی صفات ظاہر کیں یہ سب اُس کی صفائی استعداد کے متعلق ہیں جن کے لئے ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہیں۔ اس عاجز کا مدلّل اور معقول طور پر یہ دعویٰ ہے کہ جو بنی آدم کے بچّے طرح طرح کی قوّتیں لے کر اس مسافر خانہ میں آتے ہیں خواہ وہ بڑی عمر تک پہنچ جائیں اور خواہ وہ خورد سالی میں ہی فوت ہو جائیں اپنی فطرتی استعدادات میں ضرور باہم متفاوت ہوتے ہیں اور صاف طور پر امتیاز بیّن ان کی قوّتوں اور خصلتوں اور شکلوں اور ذہنوں میں دکھائی دیتا ہے جیسا کہ کسی مدرسہ میں اکثر لوگوں نے بعض بچے ایسے دیکھے ہوں گے جو نہایت ذہین اور فہیم اور تیز طبع اور زود فہم ہیں اور علم کو ایسی جلدی سے حاصل کرتے ہیں کہ گویا جلدی سے ایک صف لپیٹتے جاتے ہیں لیکن اُن کی عمر وفا نہیں کرتی اور چھوٹی عمر میں ہی مَر جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ نہایت غبی اور بلید اور انسانیت کا بہت کم حصّہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور مُنہ سے رال ٹپکتی ہے اور وحشی سے ہوتے ہیں اور بہت سے بوڑھے اور پیر فرتوت ہو کر مَرتے ہیں اور بباعث سخت نالیاقتی فطرت کے جیسے آئے ویسے ہی جاتے ہیں غرض ہمیشہ اس کا نمونہ ہر ایک شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ بعض بچے ایسے کامل الخِلقت ہوتے ہیں کہ صدیقوں کی پاکیزگی اور فلاسفروں کی دماغی طاقتیں اور عارفوں کی روشن ضمیری اپنی فطرت میں رکھتے ہیں اور ہونہار دکھائی دیتے ہیں مگر اس عالمِ بے ثبات پر رہنا نہیں پاتے اور کئی ایسے بچّے بھی لوگوں نے دیکھے ہوں گے کہ اُن کے لچّھن اچھے نظر نہیں آتے اور فراست حکم کرتی ہے کہ اگر وہ عمر پاویں تو پرلے درجے کے بدذات اور شریر اور جاہل اور ناحق شناس نکلیں۔ ابراہیم لختِ جگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جو خورد سالی میں یعنے سولھویں مہینے میں فوت ہو گئے اس کی صفائی استعداد کی تعریفیں اور اس کی صدیقانہ فطرت کی صفت وثنا احادیث کے رُو سے ثابت ہے ایسا ہی وہ بچہ جو خورد سالی میں حضرت خضر نے قتل کیا تھا اُس کی خباثت جبلّی کا حال قرآن شریف کے بیان سے ظاہر و باہر ہے

کفّار کے بچوں کی نسبت کہ جو خورد سالی میں مرجائیں جو کچھ تعلیم اسلام ہے وہ بھی درحقیقت اسی قاعدہ کی رو سے ہے کہ بوجہ اس کے کہ **اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَ بِیْہِ** ان کی استعدادات ناقصہ ہیں غرض بلحاظ صفائی استعداد اور نورانیت اصل جو ہر ومناسبت تامہ دینے کے پسر متوفی کے الہام میں وہ نام رکھے گئے تھے جو ابھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اب اگر کوئی تحکم کی راہ سے کھینچ تان کر اُن ناموں کو عمر دراز ہونے کے ساتھ وابستہ کرنا چاہے تو یہ اُس کی سراسر شرارت ہوگی جس کی نسبت کبھی ہم نے کوئی یقینی اور قطعی رائے ظاہر نہیں کیا۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ ان فضائل ذاتیہ کے تصوّر کرنے سے شک کیا جاتا تھا کہ شاید یہی لڑکا مصلح موعود ہوگا۔ مگر وہ شکّی تقریر ہے جو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع نہیں کی گئی ہندوؤں کی حالت پر سخت تعجب ہے کہ وہ باوصف اس کے کہ اپنے نجومیوں اور جوتشیوں کے منہ سے ہزارہا ایسی باتیں سنتے ہیں کہ بالآخر وہ سراسر پوچ اور لغو اور جھوٹ نکلتی ہیں اور پھر اُن پر اعتقاد رکھنے سے باز نہیں آتے اور عذر پیش کر دیتے ہیں کہ حساب میں غلطی ہوگئی ہے ورنہ جوتش کے سچا ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ پھر باوصف ایسے اعتقادات سخیفہ اور ردیہ کے الہامی پیشگوئیوں پر بغیر کسی صریح اور صاف غلطی پکڑنے کے متعصّبانہ حملہ کرتے ہیں پھر ہندو لوگ اگر ایسی بے اصل باتیں منہ پر لاویں تو کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ وہ دشمن دین ہیں اور اسلام کے مقابل پر ہمیشہ سے اُن کے پاس ایک ہی ہتھیار ہے یعنی جھوٹ و افترا لیکن نہایت تعجب میں ڈالنے والا واقعہ مسلمانوں کی حالت ہے کہ باوجود دعویٰ دینداری و پرہیزگاری اور باوجود عقائد اسلامیہ کے ایسے ہذیانات زبان پر لاتے ہیں اگر ہمارے ایسے اشتہارات ان کی نظر سے گزرے ہوتے جن میں ہم نے قیاسی طور پر پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہوتا۔ تب بھی ان کی ایمانی سمجھ اور عرفانی واقفیت کا مقتضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ ایک اجتہادی غلطی ہے جو کہ کبھی کبھی علماء ظاہر و باطن دونوں کو پیش آجاتی ہے یہاں تک کہ اولوالعزم رسول بھی اُس سے باہر نہیں ہیں مگر اس جگہ تو کوئی ایسا اشتہار بھی شائع نہیں ہوا تھا محض دریا

ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کیا گیا اور یاد رہے کہ ہم نے یہ چند سطریں جو عام مسلمانوں کی نسبت لکھی ہیں محض سچی ہمدردی کے تقاضا سے تحریر کی گئی ہیں تا وہ اپنے بے بُنیاد وساوس سے باز آ جائیں اور ایسا ردی اور فاسد اعتقاد دل میں پیدا نہ کر لیں جس کا کوئی اصل صحیح نہیں ہے بشیر احمد کی وفات پر اُنہیں وساوس اور اوہام میں پڑنا انہیں کی بے سمجھی و نادانی ظاہر کرنا ہے ورنہ کوئی محل آویزش و نکتہ چینی نہیں ہے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم نے کوئی اشتہار نہیں دیا جس میں ہم نے قطع اور یقین ظاہر کیا ہو کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور گو ہم اجتہادی طور پر اس کی ظاہری علامات سے کسی قدر اس خیال کی طرف جھک بھی گئے تھے مگر اسی وجہ سے اِس خیال کی کھلے کھلے طور پر بذریعہ اشتہارات اشاعت نہیں کی گئی تھی کہ ہنوز یہ امر اجتہادی ہے اگر یہ اجتہاد صحیح نہ ہوا تو عوام الناس جو دقائق و معارف علم الٰہی سے محض بے خبر ہیں وہ دھوکا میں پڑ جائیں گے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ پھر بھی عوام کالانعام دھوکا کھانے سے باز نہیں آئے اور اپنی طرف سے حاشیئے چڑھا لئے انہیں اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کہ ان کے اعتراضات کی بنا صرف یہ وہم ہے کہ کیوں اجتہادی غلطی وقوع میں آئی۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اول تو کوئی ایسی اجتہادی غلطی ہم سے ظہور میں نہیں آئی جس پر ہم نے قطع اور یقین اور بھروسہ کر کے عام طور پر اس کو شائع کیا ہو پھر بطور تنزل ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیش گوئی کی تشخیص و تعیین میں کوئی غلطی وقوع میں آ جائے تو کیا ایسی غلطی اس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کر سکتی یا گھٹا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب خیالات نادانی و ناواقفیت کی وجہ سے بصورت اعتراض پیدا ہوتے ہیں چونکہ اس زمانہ میں جہالت کا انتشار ہے اور علوم دینیہ سے سخت درجہ کی لوگوں کو لاپروائی ہے اس وجہ سے سیدھی بات بھی الٹی دکھائی دیتی ہے ورنہ یہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہر یک نبی اور ولی سے اپنے ان مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں کہ جہاں

خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوئی غلطی واقع ہوسکتی ہے اور اِس غلطی سے اُن انبیاء اور اصفیا کی شان میں کچھ بھی فرق نہیں آتا کیونکہ علم وحی بھی منجملہ علوم کے ایک علم ہے اور جو قاعدہ فطرت اور قانون قدرت قوّتِ نظریہ کے دخل دینے کے وقت تمام علوم وفنون کے متعلق ہے اُس قاعدہ سے یہ علم باہر نہیں رہ سکتا اور جن لوگوں کو انبیا اور اولیا میں سے یہ علم دیا گیا ہے اُن کو مجبوراً اس کے تمام عوارض ولوازم بھی لینے پڑتے ہیں۔ یعنی اُن پر وارد ہوتے ہیں جن میں سے ایک اجتہادی غلطی ہی ہے پس اگر اجتہادی غلطی قابل الزام ہے تو یہ الزام جمیع انبیاء واولیاء وعلماء میں مشترک ہے۔

یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ کسی اجتہادی غلطی سے ربانی پیش گوئیوں کی شان و شوکت میں فرق آجاتا ہے یا وہ نوع انسان کے لئے چنداں مفید نہیں رہتیں یا وہ دین اور دینداروں کے گروہ کو نقصان پہنچاتی ہیں کیونکہ اجتہادی غلطی اگر ہو بھی تو محض درمیانی اوقات میں بطور ابتلاء کے وارد ہوتی ہے اور پھر اس قدر کثرت سے سچائی کے نور ظہور پذیر ہوتے ہیں اور تائیدات الٰہیہ اپنے جلوے دکھاتے ہیں کہ گویا ایک دن چڑھ جاتا ہے اور مخاصمین کے سب جھگڑے ان سے انفصال پاجاتے ہیں۔ لیکن اس روز روشن کے ظہور سے پہلے ضرور ہے کہ خدائے تعالیٰ کے فرستادوں پر سخت سخت آزمائشیں وارد ہوں اور ان کے پیرو اور تابعین بھی بخوبی جانچے اور آزمائے جائیں تا خدا تعالیٰ سچوں اور کچوں اور ثابت قدموں اور بزدلوں میں فرق کر کے دکھلا دیوے۔

عشق اوّل سرکش وخونی بود تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلّت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے اُن کو دکھاتا ہے یہ ابتلاء اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام ونشان مٹا دیوے کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزّوجل اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے

سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پُہنچاوے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے اُن کو سکھاوے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ جو قدیم سے خدائے تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے زبور میں حضرت داؤد کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت میں حضرت مسیح کی غریبانہ تضرّعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں اور قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں جناب فخر الرسل کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قُدرت کی تصریح کرتے ہیں☆ اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء اُن مدارج عالیہ کو ہرگز

☆ حاشیہ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے جو انہوں نے ابتلائی حالت میں کیں ایک یہ ہے اے خدا تو مجھ کو بچالے کہ پانی میری جان تک پہنچے ہیں۔ میں گہری کیچ میں دھنس چلا جہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں۔ میں چلاّتے چلاّتے تھک گیا۔ میری آنکھیں دھندلا گئیں۔ وہ جو بے سبب میرا کینہ رکھتے ہیں۔ شمار میں میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں۔ اے خداوند رب الافواج وہ جو تیرا انتظار کرتے ہیں میرے لئے شرمندہ نہ ہوں۔ وہ جو تجھ کو ڈھونڈتے ہیں وہ میرے لئے ندامت نہ اٹھاویں۔ وے پھاٹک پر بیٹھے ہوئے میری بابت بکتے ہیں اور نشے باز میرے حق میں گاتے ہیں۔ تو میری ملامت کشی اور میری رسوائی اور میری بے حرمتی سے آگاہ ہے۔ میں نے تاکا کہ کیا کوئی میرا ہمدرد ہے کوئی نہیں۔ (دیکھو زبور ۶۹) ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے ابتلاء کی رات میں جس قدر تضرّعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم واندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی وہ ساری رات رو رو کر دعا کرتے رہے کہ تا وہ بلا کا پیالہ کہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے پر باوجود اس قدر گریہ وزاری کے پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دعا منظور نہیں ہوا کرتی۔

نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے اُنہوں نے پالئے۔ ابتلاء نے اُن کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگادی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے اُن پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکّاروں اور بے عزّتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربّانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدّت تک مُنہ چھپالیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو بہ یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی وتکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھلایا کہ گویا وہ اُن پر ذرا مہربان نہیں بلکہ اُن کے دشمنوں پر مہربان ہے اور اُن کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں نہایت شدّت وسختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں اُن پر ہوئیں پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سُست اور دل شکستہ نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب وشدائد کا بار اُن پر پڑتا گیا اتنا ہی انہوں نے آگے قدم بڑھایا اور جس قدر وہ توڑے گئے اُسی قدر وہ مضبوط ہوتے گئے اور جس قدر اُنہیں مشکلات راہ کا خوف

☆ حاشیہ **پھر دیکھنا چاہیئے کہ سیّدنا ومولانا حضرت فخر الرسل وخاتم الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلّم** نے ابتلاء کی حالت میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں اور ایک دُعا میں مناجات کی کہ اے میرے رب میں اپنی کمزوری کی تیری جناب میں شکایت کرتا ہوں اور اپنی بیچارگی کا تیرے آستانہ پر گلہ گزار ہوں میری ذلّت تیری نظر سے پوشیدہ نہیں جس قدر چاہے سختی کرکہ میں راضی ہوں جب تک تو راضی ہوجائے مجھ میں بجز تیرے کچھ قوت نہیں۔ منہ۔

دلایا گیا اُسی قدر اُن کی ہمت بلند اور ان کی شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہوکر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہوگئے اور عزّت اور حُرمت کا تاج اُن کے سر پر رکھا گیا اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہوگئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے غرض انبیاء واولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلاء نازل ہوتے ہیں اور انہیں کی قوّت ایمانی ان آزمائشوں کی برداشت بھی کرتی ہے عوام الناس جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرسکتے ویسے اس کے خالص بندوں کی شناخت سے بھی قاصر ہیں بالخصوص اُن محبوبان الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں تو عوام الناس بڑے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں گویا ڈوب ہی جاتے ہیں اور اتنا صبر نہیں کرسکتے کہ ان کے انجام کے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اُس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کردیوے بلکہ اِس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اُس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربّانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں اور جس شخص کو اس سنت کے برخلاف کوئی کامیابی ہو وہ استدراج ہے نہ کامیابی۔ اور نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نہایت درجہ کی بدقسمتی و ناسعادتی ہے کہ انسان جلد تر بدظنی کی طرف جھک جائے اور یہ اُصول قرار دے دیوے کہ دنیا میں جس قدر خدائے تعالیٰ کی راہ کے مدعی ہیں وہ سب مکار اور فریبی اور دوکاندار ہی ہیں کیونکہ ایسے ردی اعتقاد سے رفتہ رفتہ وجود ولایت میں شک پڑے گا اور پھر ولایت سے انکاری ہونے کے بعد نبوّت کے منصب میں کچھ کچھ تردّدات پیدا ہوجاویں گے

اور پھر نبوت سے منکر ہونے کے پیچھے خدائے تعالیٰ کے وجود میں کچھ دغدغہ اور خلجان پیدا ہو کر یہ دھوکا دل میں شروع ہو جائے گا کہ شاید یہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے اور شاید یہ سب اوہام باطلہ ہی ہیں کہ جو لوگوں کے دلوں میں جمتے ہوئے چلے آئے ہیں۔ سو اے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو! اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو! یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کیلئے ولایت اور اسکے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے۔ ولایت نبوّت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کیلئے پناہ۔ پس اولیاء انبیاء کے وجود کیلئے میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قائم کرنے کیلئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں اُس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے اور جس کو نبی کی کامل معرفت نہیں وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گی۔ اب ہم فائدہ عام کیلئے یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہیں ہوئی بلکہ اللہ جلّ شانہٗ نے اُس کی وفات سے پہلے اس عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے ☆ اور اب فوت ہو جاوے گا بلکہ جو الہامات اُس

☆ **حاشیہ** خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ الجزو نمبر ۲[1] یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم

---

[1] البقرۃ: ۱۵۶ تا ۱۵۸

پسرؔ متوفی کی پیدائش کے دن میں ہوئے تھے ان سے بھی اجمالی طور پر اُس کی وفات کی نسبت بو آتی تھی اور مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہوگا جیسا کہ یہ الہام اِنَّـا اَرْسَلْـنَـاهُ شَـاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّ رَعْـدٌ وَّ بَـرْقٌ كُلُّ شَيْءٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اُس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو اس کی موت سے مراد ہے ظہور میں آ جائیں گی۔ سو تاریکیوں سے مراد آزمائش اور ابتلاء کی تاریکیاں تھیں جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئیں اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تھا اور آیت کریمہ وَ اِذَآ اَظْـلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا[1] کے مصداق ہو گئے اور الہامی عبارت میں جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنی جیسا کہ اُس عبارت کی ترتیب بیانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی کے قدم اٹھانے کے بعد پہلی

☆ **حاشیہ** مومنوںؔ پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے تھے اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیّین و ائمہ و اولیاء و خلفا ہے۔ تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ اِس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔ پس اول اُس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ کا سامان مومنوں کے لئے طیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا اور یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اس کی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی

---

[1] البقرہ: ۲۱

ظلمت آئے گی اور پھر رعد اور برق۔ اسی ترتیب کے رو سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنے پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور میں آ گئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہیئے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آ جائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جب وہ روشنی آئے گی تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو جو اعتراضات غافلوں اور مُردہ دلوں کے مُنہ سے نکلے ہیں اُن کو نابود اور ناپدید کر دے گی یہ الہام جو ابھی ہم نے لکھا ہے ابتدا سے صدہا لوگوں کو بہ تفصیل سنا دیا گیا تھا چنانچہ منجملہ سامعین کے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی ہیں اور کئی اور جلیل القدر آدمی بھی۔ اب اگر ہمارے موافقین و مخالفین اسی الہام کے مضمون پر غور کریں اور دقّتِ نظر سے دیکھیں تو یہی ظاہر کر رہا ہے کہ اِس ظلمت کے آنے کا پہلے سے جنابِ الٰہی میں ارادہ ہو چُکا تھا جو بذریعہ الہام بتلایا گیا اور صاف ظاہر کیا گیا کہ ظلمت اور روشنی دونوں اِس لڑکے کے قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے اُن کا آنا ضرور ہے سوا ے وے لوگو! جنھوں نے ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی بشیر کی موت نے جیسا کہ اس پیشگوئی کو پورا کیا ایسا ہی اس پیشگوئی کو بھی کہ جو

☆ **حاشیہ** جنہوں نے محض لِلّٰہ اس کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔ غرض بشیر ہزاروں صابرین و صادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اُس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام **محمود** بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللّٰہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اِس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ منہ۔

۲۰۔فروری کے اشتہار میں ہے کہ بعض بچے کم عمری میں فوت ہوں گے۔

بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ اپنے مولیٰ کریم پر ہے اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعویٰ کو قبول کرتے ہیں یا ردّ اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ کی طرح سمجھ کر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں گو بعض ہم میں سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں مگر ہم ان کو معذور رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر ظاہر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگادی گئی ہے وہ انہیں نہیں۔ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔[1]

اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہلِ علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کارروائی پسند نہیں کرتے کہ برکات روحانیہ وآیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ والہامات ومکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ بعض کی ان میں سے اس بارہ میں یہ بحث ہے کہ یہ باتیں ظنّی وشکّی ہیں اور ان کے ضرر کی امید ان کے فائدہ سے زیادہ تر ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ باتیں تمام بنی آدم میں مُشترک ومتساوی ہیں۔ شاید کسی قدر ادنیٰ کم وبیشی ہو بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریباً یکساں ہی ہیں۔ ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ان امور میں مذہب اور اتقا اور تعلّق باللہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ یہ فطرتی خواص ہیں جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں اور ہر یک بشر سے مومن ہو یا کافر صالح ہو یا فاسق کچھ تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھ صادر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ تو اُن کی قیل وقال ہے جس سے ان کی موٹی سمجھ اور سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہوسکتا ہے مگر فراست صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حُبِّ دُنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجہ تک پہنچ کر سقوط اعضاء تک نوبت پُہنچاتا ہے اور

ہاتھوں پیروں کا گلنا سڑنا شروع ہوجاتا ہے۔ ایسا ہی ان کے روحانی اعضاء جو روحانی قوّتوں سے مراد ہیں بباعث غلو محبّت دنیا کے گلنے سڑنے شروع ہوگئے ہیں اور اُن کا شیوہ فقط ہنسی اور ٹھٹھا اور بدظنّی اور بدگمانی ہے دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بکلّی آزادی ہے بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دُنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے بلکہ جیفہ دُنیا میں دن رات غرق ہورہے ہیں ان میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت کو ٹٹولیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور بڑی بدقسمتی ان کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس نہایت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہیں اور جو حقیقی صحت وتندرستی ہے اس کو بہ نظر توہین واستخفاف دیکھتے ہیں اور کمالات ولایت اور قرب الٰہی کی عظمت بالکل ان کے دلوں پر سے اُٹھ گئی ہے اور نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہوگئی ہے بلکہ اگر یہی حالت رہی تو ان کا نبوّت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھ معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے۔

یہ خوفناک اور گری ہوئی حالت جو میں نے بعض علماء کی بیان کی ہے اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ وہ ان روحانی روشنیوں کو تجربہ کے رو سے غیر ممکن یا شکّی وظنّی خیال کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہنوز بالاستیفا تجربہ کرنے کی طرف توجہ نہیں کی اور کامل اور محیط طور پر نظر ڈال کر رائے ظاہر کرنے کا ابھی تک انہوں نے اپنے لئے کوئی موقعہ پیدا نہیں کیا اور نہ پیدا کرنے کی کچھ پرواہ ہے صرف ان مفسدانہ نکتہ چینیوں کو دیکھ کر کہ جو مخالفین تعصب آئین نے اس عاجز کی دو پیشگوئیوں پر کی ہیں ☆ تحقیق وتفتیش شک میں پڑ گئے اور ولایت اور قربت الٰہیہ

☆ **حاشیہ** وہ نکتہ چینیاں یہ ہیں کہ ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس عاجز نے ایک پیش گوئی شائع کی تھی کہ ایک لڑکا اس عاجز کے گھر میں پیدا ہونے والا ہے اور اشتہار مذکور میں یہ تصریح لکھ دیا تھا کہ شاید اسی دفعہ وہ لڑکا پیدا ہو یا اس کے بعد اس کے قریب حمل میں پیدا ہو سو خدا تعالیٰ نے مخالفین کا خبث باطنی اور ناانصافی ظاہر کرنے کے لئے اس دفعہ یعنی پہلے حمل میں لڑکی پیدا

کی روشنیوں کے بارے میں ایک ایسا اعتقاد دل میں جما لیا کہ جو خشک فلسفہ اور کورانہ نیچریت کے قریب قریب ہے انہیں سوچنا چاہیئے تھا کہ مخالفین نے اپنی تکذیب کی تائید میں کون سا ثبوت دیا ہے؟ پھر اگر کوئی ثبوت نہیں اور نری بک بک ہے تو کیا فضول اور بے بنیاد افتراؤں کا اثر اپنے دلوں میں ڈال لینا عقلمندی یا ایمانی وثاقت میں داخل ہے۔ اور اگر فرض محال کے طور پر کوئی اجتہادی غلطی بھی پیشگوئی کے متعلق اس عاجز سے ظہور میں آتی یعنے قطع اور یقین کے طور پر اُس کو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کیا جاتا تب بھی کسی دانا کی نظر میں وہ محل آویزش نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ اجتہادی غلطی ایک ایسا امر ہے جس سے انبیاء بھی باہر نہیں ماسوائے اس کے یہ عاجز اب تک قریب سات ہزار مکاشفات صادقہ اور الہامات صحیحہ سے خدا تعالیٰ

☆ **حاشیہ** کی اور اس کے بعد جو حمل ہوا تو اس سے لڑکا پیدا ہوا اور پیشگوئی اپنے مفہوم کے مطابق سچی نکلی۔ اور ٹھیک ٹھیک وقوع میں آ گئی مگر مخالفین نے جیسا کہ ان کا قدیمی شیوہ ہے محض شرارت کی راہ سے یہ نکتہ چینی کی کہ پہلی دفعہ ہی کیوں لڑکا پیدا نہیں ہوا ان کو جواب دیا گیا کہ اشتہار میں پہلی دفعہ کی کوئی شرط نہیں بلکہ دوسرے حمل تک پیدا ہونے کی شرط تھی جو وقوع میں آ گئی اور پیش گوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی سو ایسی پیش گوئی پر نکتہ چینی کرنا بے ایمانی کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ کوئی منصف اس کو واقعی طور پر نکتہ چینی نہیں کہہ سکتا۔ دوسری نکتہ چینی مخالفوں کی یہ ہے کہ لڑکا جس کے بارہ میں پیشگوئی ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کی تھی وہ پیدا ہو کر صغرسنی میں فوت ہوگیا۔ اس کا مفصل جواب اسی تقریر میں مذکور ہے اور خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔ بلکہ ہمارے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی۔ بلکہ جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر ان کے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے چنانچہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے

کی طرف سے مشرّف ہوا ہے اور آئندہ عجائبات روحانیہ کا ایسا بے انتہا سلسلہ جاری ہے کہ جو بارش کی طرح شب و روز نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اس صورت میں خوش قسمت انسان وہ ہے کہ جو اپنے تئیں بصدق و صفا اِس ربّانی کارخانے کے حوالہ کر کے آسمانی فیوض سے اپنے نفس کو متمتع کرے اور نہایت بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے تئیں ان انوار و برکات کے حصول سے لاپروا رکھ کر بے بنیاد نکتہ چینیاں اور جاہلانہ رائے ظاہر کرنا اپنا شیوہ کر لیوے۔ میں ایسے لوگوں کو محض لِلّٰہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اگر ان کا یہ قول سچ ہو کہ الہامات اور مکاشفات کوئی ایسی عمدہ چیز نہیں ہے جو خاص اور عوام یا کافر اور مومن میں کوئی امتیاز بیّن پیدا کر سکیں تو سالکوں

☆ **حاشیہ** اس کا نام مہمان نہیں ہوسکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلّی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کُھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔

اب ایک منصف انصافاً سوچ کر دیکھے کہ ہماری ان دونوں پیشگوئیوں میں حقیقی طور پر کون سی غلطی ہے؟ ہاں ہم نے پسر متوفی کے کمالات استعداد یہ الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کئے تھے کہ وہ فطرتاً ایسا ہے اور ایسا ہے اور اب بھی ہم یہ کہتے ہیں اور فطرتی استعدادوں کا مختلف طور پر بچوں میں پایا جانا عام اس سے کہ وہ صغر سنی میں مر جاویں یا زندہ رہیں ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے اور کوئی حکماء اور علماء میں سے اس کا منکر نہیں ہوسکتا۔ پس دانا کے لئے کون سی ٹھوکر کھانے کی وجہ ہے ہاں نادان اور احمق لوگ ہمیشہ سے ٹھوکر کھاتے چلے آئے ہیں

کے لئے یہ نہایت دل توڑنے والا واقعہ ہوگا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہی ایک روحانی اور اعلیٰ درجہ کی اسلام میں خاصیت ہے کہ سچائی سے اس پر قدم مارنے والے مکالمات خاصہ الٰہیہ سے مشرّف ہوجاتے ہیں اور قبولیت کے انوار جن میں ان کا غیر ان کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا ان کے وجود میں پیدا ہوجاتے ہیں یہ ایک واقعی صداقت ہے جو بے شمار راست بازوں پر اپنے ذاتی تجارب سے کھل گئی ہے ان مدارج عالیہ پر وہ لوگ پہنچتے ہیں کہ جو سچی اور حقیقی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں اور نفسانی وجود سے نکل کر ربّانی وجود کا پیراہن پہن لیتے ہیں یعنی نفسانی جذبات پر موت وارد کر کے ربّانی طاعات کی نئی زندگی اپنے اندر حاصل کرتے ہیں ناقص الحالت مسلمانوں کو ان سے کچھ نسبت نہیں

☆ **حاشیہ** بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی پر ٹھوکر کھائی کہ یہ شخص تو کہتا تھا کہ فرعون پر عذاب نازل ہوگا سو اس پر تو کچھ عذاب نازل نہ ہوا وہ عذاب تو ہم پر ہی پڑا کہ اس سے پہلے صرف آدھا دن ہم سے مشقت لی جاتی تھی اور اب سارا دن محنت کرنے کا حکم ہوگیا۔ خوب نجات ہوئی حالانکہ یہ دوہری محنت اور مشقت ابتلاء کے طور پر یہودیوں پر ابتداء میں نازل ہوئی تھی اور انجام کار فرعون کی ہلاکت مقدر تھی مگر ان بیوقوفوں اور شتابکاروں نے ہاتھ پر سرسوں جمتی نہ دیکھ کر اسی وقت حضرت موسیٰ کو جھٹلانا شروع کر دیا اور بدظنی میں پڑ گئے اور کہا کہ اے موسیٰ اور ہارون جو کچھ تم نے ہم سے کیا خدا تم سے کرے۔ پھر یہودا اسکریوتی کی نادانی اور شتاب کاری دیکھنی چاہیئے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں نہایت سخت ٹھوکر کھائی اور خیال کیا کہ یہ شخص بادشاہ ہوجانے کا دعویٰ کرتا تھا اور ہمیں بڑے بڑے مراتب تک پہنچاتا تھا مگر یہ ساری باتیں جھوٹ نکلیں اور کوئی پیشگوئی اس کی سچی نہ ہوئی بلکہ فقر و فاقہ میں ہم لوگ مر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس کے دشمنوں سے مل کر پیٹ بھریں۔ سو اس کی جہالت اس کی ہلاکت کا موجب ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیاں اپنے وقتوں میں پوری ہوگئیں سو نبیوں کا ان نادان مکذّبین کی تکذیب سے کیا نقصان ہوا جس کا اب بھی اندیشہ کیا جائے اور اس اندیشہ سے خدائے تعالیٰ کی پاک کارروائی کو بند کیا جائے۔ یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ جو لوگ مسلمان کہلا کر اور کلمہ گو ہو کر جلدی سے اپنے دل میں وساوس کا ذخیرہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔ وہ انجام کار اسی طرح رسوا اور ذلیل ہونے والے ہیں جس طرح نالائق اور کج فہم یہودی اور یہودا اسکریوتی رسوا اور ذلیل ہوئے۔ فتدبر وا یا اولی الالباب۔ منہ۔

ہوتی پھر کافر اور فاسق کو ان سے کیا نسبت ہو۔ ان کی یہ کاملیت اُن کی صحبت میں رہنے سے طالب حق پر کھلتی ہے اسی غرض سے میں نے اتمام حجّت کے لئے مختلف فرقوں کے سرگروہوں کی طرف اشتہارات بھیجے تھے اور خط لکھے تھے کہ وہ میرے اس دعویٰ کی آزمائش کریں اگر ان کو سچائی کی طلب ہوتی تو وہ صدق قدم سے حاضر ہوتے سو اُن میں سے کوئی ایک بھی بصدق قدم حاضر نہ ہوا بلکہ جب کوئی پیشگوئی ظہور میں آتی رہی اُس پر خاک ڈالنے کے لئے کوشش کرتے رہے اب اگر ہمارے علماء کو اس حقیقت کے قبول کرنے اور ماننے میں کچھ تامل ہے تو غیروں کے بُلانے کی کیا ضرورت پہلے یہی ہمارے احباب جن میں سے بعض فاضل اور عالم بھی ہیں۔ آزمائش کرلیں اور صدق اور صبر سے کُچھ مُدّت میری صحبت میں رہ کر حقیقت حال سے واقف ہوجائیں پھر اگر یہ دعویٰ اس عاجز کا راستی سے معرّا نکلے تو انہیں کے ہاتھ پر میں توبہ کروں گا ورنہ امید رکھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اُن کے دلوں پر توبہ اور رجوع کا دروازہ کھول دے گا اور اگر وہ میری اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد میرے دعاوی کی آزمائش کر کے اپنی رائے کو بہ پایۂ صداقت پہنچاویں تو اُن کی ناصحانہ تحریروں کے کچھ معنے ہوں گے اس وقت تک تو اس کے کچھ بھی معنے نہیں بلکہ اُن کی مجوبانہ حالت قابل رحم ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آج کل کے عقلی خیالات کے پرزور بخارات نے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبالیا ہے کیونکہ وہ ضرورت سے زیادہ انہیں خیالات پُرزور دے رہے ہیں اور تکمیل دین وایمان کے لئے انہیں کو کافی وافی خیال کرتے ہیں اور ناجائز اور ناگوار پیرائیوں میں روحانی برکات کی تحقیر کررہے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تحقیر تکلّف سے نہیں کرتے بلکہ فی الواقع اُن کے دلوں میں ایسا ہی جم گیا ہے اور اُن کی فطرتی کمزوری اس نزلہ کو قبول کرگئی ہے کیونکہ اُن کے اندر حقّانی روشنی کی چمک نہایت ہی کم اور خشک لفّاظی بہت سی بھری ہوئی ہے اور اپنی رائے کو اس قدر صائب خیال کرتے اور اس کی تائید میں زور دیتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو روشنی حاصل کرنے والوں کو بھی اُس تاریکی کی طرف کھینچ لاویں۔ ان علماء کو اسلام کی فتح صوری کی طرف تو ضرور خیال

ہے مگر جن باتوں میں اسلام کی فتح حقیقی ہے ان سے بے خبر ہیں۔

اسلام کی فتح حقیقی اس میں ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اسی طرح ہم اپنا تمام وجود خداتعالیٰ کے حوالہ کردیں اور اپنے نفس اور اس کے جذبات سے بکلی خالی ہوجائیں اور کوئی بُت ہوا اور ارادہ اور مخلوق پرستی کا ہماری راہ میں نہ رہے اور بکلی مرضیات الٰہیہ میں محو ہوجائیں اور بعد اس فنا کے وہ بقا ہم کو حاصل ہوجائے جو ہماری بصیرت کو ایک دوسرا رنگ بخشے اور ہماری معرفت کو ایک نئی نورانیت عطا کرے اور ہماری محبت میں ایک جدید جوش پیدا کرے اور ہم ایک نئے آدمی ہوجائیں اور ہمارا وہ قدیم خدا بھی ہمارے لئے ایک نیا خدا ہوجائے یہی فتح حقیقی ہے جس کے کئی شعبوں میں سے ایک شعبہ مکالمات الٰہیہ بھی ہیں اگر یہ فتح اس زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح انہیں کسی منزل تک پہنچا نہیں سکتی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس فتح کے دن نزدیک ہیں خداتعالیٰ اپنی طرف سے یہ روشنی پیدا کرے گا اور اپنے ضعیف بندوں کا آمرزگار ہوگا۔

تبلیغ

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خداتعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پُہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ **اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم۔ والسلام علٰی من اتبع الھدی۔**

المبلّغ خاکسار

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) **غلام احمد عفی عنہٗ**

(سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۶۷ تا ۴۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا کتاب پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے بہت اہم ہے۔ اس لئے یہاں ساری کتاب شامل کرلی ہے۔ اسے غور سے پڑھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے کافی سوالوں کے جواب اس میں موجود ہیں۔ بشیر اول کی وفات نومبر ۱۸۸۸ء میں ہوئی تھی اور جیسا کہ حضورؑ نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے اپنے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں ایک اور بیٹے کی پیشگوئی درج فرمائی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ یہ پیشگوئی بشیر اول کی زندگی میں کی گئی ہے۔

ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہو گا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام **محمود احمد** ہو گا اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۶۱، ۱۶۲، نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۲۹)

۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے ایک خط حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاول) کو بشیر اول کی بابت تحریر فرمایا۔ وہ مکمل خط درج ذیل ہے۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کا لفظ لفظ قوت ایمانی پر شاہد ناطق ہے۔ عادۃ اللہ قدیم سے جاری ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر آزمائش کے نہیں چھوڑتا اور ایسے ایمان کو قبول نہیں کرتا جو آزمائش سے پہلے انسان رکھتا ہے۔ اگر بشیر احمد کی وفات میں ایک عظیم الشان حکمت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ ایسا رحیم و کریم تھا کہ اگر بشیر عظم رمیم بھی ہوتا تب بھی اس کو زندہ کر دیتا۔ مگر اللہ جل شانہ نے یہی چاہا تا اس کے وہ سب کام پورے ہوں جن کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ بشیر احمد کی وفات کا حادثہ ایسا امر نہیں ہے کہ جو ایک صاف باطن اور دانا انسان کے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو سکے۔ جب بشیر پیدا ہوا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط پنجاب اور ہندوستان سے اس مضمون کے پہنچے کہ آیا یہ لڑکا وہی ہے جس کے ہاتھ پر لوگ ہدایت پائیں گے۔ تو سب کو یہی جواب دیا گیا کہ اس بارہ میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے کہ یہی ہو کیونکہ اس کی ذاتی بزرگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ ایسے جوابات کی یہ وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے اس پسر متوفی کے استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دیئے تھے اور اس بناء پر قیاسی طور پر گمان کیا گیا تھا کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ اس کی ذاتی استعداد اور مقدس اور مطہر ہونے کی حالت جو اس کی پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی، وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ

اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔ مگر پیدائش کے بعد کوئی ایسا الہام نہیں ہوا کہ یہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور اسی تصفیہ اور تفتیش کی غرض سے سراج منیر کے چھاپنے میں توقف در توقف ہوتی گئی۔

الہامات جو اس پسر متوفی کی نسبت اس کی پیدائش کے بعد ہوئے ان سے خود مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلائے عظیم کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ **اِنَّآ اَرۡسَلۡنَاہُ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۔ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیۡہِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعۡدٌ وَّبَرۡقٌ**[1] پس اس الہام میں صاف فرما دیا کہ وہ ابر رحمت ہے مگر اس میں سخت تاریکی ہے۔ اس تاریکی سے وہی آزمائش کی تاریکی مراد ہے جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئی اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تھا۔ یہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ عاجز اجتہادی غلطی سے اس خیال میں پڑ گیا تھا کہ غالباً یہ لڑکا مصلح موعود ہوگا جس کی صفائی باطنی اور روشنی استعداد اور تطہر اور پاکیزگی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے مگر اجتہادی غلطی کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ نفس الہام پر کوئی دھبہ لگا سکے۔ ایسی غلطیاں اپنے مکاشفات کے سمجھنے میں بعض نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ بایں ہمہ جب لوگ پوچھتے رہے کہ کیا یہ لڑکا مصلح موعود ہے تو ان کو یہی جواب دیا گیا کہ ہنوز یہ امر قیاسی ہے۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو ابتلائے عظیم میں ڈالے اور سچوں اور کچوں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اسی وجہ سے یہ عاجز کہ ایک ضعیف بشر ہے اس ارادہ کا مغلوب ہوگیا اور یوں ہوا کہ اس لڑکے کی پیدائش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں الہام میں بیان کی گئیں اور پاک اور **نُوۡرُ اللّٰہِ** اور **یَدُ اللّٰہِ** اور **مقدس** اور **بشیر** اور **خدا با ماست** اس کا نام رکھا گیا۔ سو ان الہامات نے یہ خیال پیدا کر دیا کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا مگر پیچھے سے کھل گیا کہ مصلح موعود نہ تھا۔ مگر مصلح موعود کا بشیر تھا اور روشن فطرتی اور کمالات استعدادیہ میں بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں شریک ہوئے بطور فرط کے ہوگا۔ پس یہ نہیں کہ وہ بے فائدہ آیا بلکہ خدا تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ اس کی موت جو عظیم الشان ابتلاء کا ایک بھاری حملہ تھا۔ وہ ان کو جو اس حملہ کی برداشت کر گئے عنقریب ایک تازہ زندگی بخشے گی اور اپنی حالت میں وہ ترقی کر جائیں گے۔ یہ بشیر درحقیقت ایک تشفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر محض للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ **اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ بھی غم نہ تھا۔** پس کیا ایسے لوگوں کا کفارہ نہ ہوگا؟ کیا ایسوں کے لئے وہ پاک معصوم شفیع نہیں ٹھہرے گا؟ ضرور ٹھہرے گا۔ اور اس کی موت نے ایسے مومنوں کو زندگی بخشی ہے۔ غرض وہ مومنوں اور ثابت قدموں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے ایک ربّانی مبشر تھا۔ اللہ جل شانہ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے کئی طریقے ہیں۔

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۱۹۔ ایڈیشن چہارم

سو بشیر کی موت مومنوں کو برکت دینے کے لئے ان طریقوں میں سے ایک عمدہ طریقہ ہے۔ گو کوئی شخص اس عاجز پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے اور اس ضعیف کو ملہم سمجھے یا نہ سمجھے مگر بشیر کی موت سے اگر محض للہ اس کو غم پہنچا ہے تو بلاشبہ بشیر اس کے لئے **فرط** اور **شفیع** ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت (کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا **مہمان** آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے) یہ تمام عبارت اسی پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور **مہمان** کا وہ لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے یہ اس کی چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔ اور بعد کا وہ فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو **اولوالعزم** ہوگا اور ۸ راپریل ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی کہ ''انہوں نے کہا کہ **آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں**''۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یَخۡلُقُ مَایَشَآءُ۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ سو اس الہام الٰہی نے پہلے سے ظاہر کر دیا کہ لڑکا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ہاں کسی مدت تک یہی اجتہادی غلطی رہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء (کی) پیشگوئی جو لڑکے کی بابت تھی۔ وہ درحقیقت دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے پہلے خود الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر الہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا تو ایک غبی کو شبہات پیدا ہونے ممکن تھے مگر اب کوئی گنجائش شبہ کی نہیں۔ حضرت مسیح نے اجتہادی طور پر بعض اپنی پیشگوئیوں کو ایسے طور سے سمجھ لیا تھا کہ اس طور سے وقوع میں نہیں آئیں اور حضرات حواریان بھی جو عیسائیوں کے نزدیک نبی کہلاتے ہیں، کئی دفعہ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرتے رہے حالانکہ ان غلطیوں سے ان کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اجتہادی غلطی جیسے کبھی علماء ظاہر کو پیش آجاتی ہے۔ ایسے ہی علماء باطن کو بھی پیش آجاتی ہے اور پاک دل آدمی ان امور سے ذرا بھی متغیر نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایسی حالت میں کب چھوڑتا ہے اور اپنے انوار کو صرف اسی حد تک کب ختم کر دیتا ہے بلکہ بعض وقت کی یہ اجتہادی غلطی خلق اللہ کے لئے

موجب نفع عظیم کے ہوتی ہے اور جب فرستادۂ الٰہی کی سچائی کی کرنیں چاروں طرف سے کھلنی شروع ہوتی ہیں تب سالک کے لئے یہ اجتہادی غلطی ایک دقیق معرفت کا نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ سے کچھ غرض نہیں اور معرفت الٰہی سے کچھ واسطہ نہیں اور اس کا دین محض ہنسی اور ٹھٹھا ہے اور اس کا مَبْلَغِ علم صرف موٹی باتوں اور سطحی خیالات تک محدود ہے۔ ایسے شخص کی نکتہ چینی اور اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ وہ حباب کی طرح جلد گم ہو جاتے ہیں اور نور حقانیت اور برہان صداقت جب پورا پورا پرتو وہ دکھلاتے ہیں تو ایسے ظلماتی اعتراضات کہ ایک غبی اور مُردہ دل کے منہ سے نکلتے ہیں، ساتھ ہی ایسے معدوم ہو جاتے ہیں کہ گویا کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔ محجوب لوگ جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے ویسے ہی اس کے خالص بندوں کی شناخت کرنے سے قاصر ہیں اور ایسوں کو اپنے ایمان اور اپنی معرفت کو پورا کرنے کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے جس کو ہمیں حاصل کرنا چاہئے۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر مذہب کے پابند رہتے ہیں اور صرف رسمی جوش سے قوم کے حامی یا مذہب کے ریفارمر بن بیٹھے ہیں۔ وہ کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کرتے کہ سچا یقین حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے اور کبھی اپنی حالت کو نہیں ٹٹولتے کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور تعجب یہ ہے کہ وہ آپ تو حق کے بھوکے اور پیاسے نہیں ہوتے۔ بایں ہمہ یہ مرض ایسی طبیعت ثانی کا حکم ان میں پیدا کر لیتی ہے کہ وہ اس مرض کو صحت سمجھتے ہیں اور ایسا اس کی تائید میں زور دیتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی اپنی اس حالت کی طرف کھینچ لائیں۔ سو ایسوں کے اعتراضات کچھ چیز نہیں ہوتے۔ ہمارے نزدیک اگر وہ مسلمان بھی کہلاویں بلکہ مولوی اور عالم کے نام سے بھی موسوم کئے جائیں تب بھی ان کا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے جس سے ہر ایک طالب عالی ہمت بالطبع متنفر ہوگا۔ ہم ایسے لوگوں سے جھگڑنا نہیں چاہتے اوران کا اور اپنا تصفیہ فیصلہ کے دن پر چھوڑتے ہیں اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ [1] کہہ کر ان کو رخصت کرتے ہیں۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ سچا رجوع اور سچا یقین بجز سچی معرفت کے، کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے، بالکل غیر ممکن ہے اور یہ کام مجرد عقلی دلائل سے ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ وہ اتم اور اکمل مرتبہ معرفت جو مدارِ نجات ہے فقط عقلی دلائل سے ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ فقط عقلی طور پر اپنے خصم کو ساکت کرنا ایک ناقص اور ناتمام فتح ہے۔ ہمیشہ حقیقی فائدہ خلق اللہ کے ایمان کو اکابر کی برکات روحانیہ سے ہوتا رہا ہے۔ اور اگر کبھی ان کی کوئی پیشگوئی کسی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہوئی بھی، تو دراصل خود اسی کا قصور تھا جس نے بوجہ قلت معرفت عادات الٰہیہ ٹھوکر کھائی۔ یہ بات ہر ایک وسیع المعلومات شخص پر

ظاہر ہے کہ اپنے مکاشفات کے متعلق اکثر نبیوں سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں اور ان کے شاگردوں سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر نے بضع کے لفظ کو جوآیت سَیَغۡلِبُوۡنَ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ [2] میں داخل ہے۔ تین برس میں محدود سمجھ لیا تھا اور یہ غلطی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متنبہ کیا اور اسرائیلی نبیوں کی اجتہادی غلطیاں [3] تو خود ظاہر ہیں جن سے عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پس کیا بمجرد ظہور کسی اجتہادی غلطی کے ان پاک نبیوں کے وفادار اور روشن ضمیر پیرو انہیں یہ صلاح دے سکتے تھے کہ آپ اپنے وعظ اور پند کو صرف عقلی طریق تک محدود رکھیں اور دعوٰے نبوت اور پیشگوئیوں کے بیان کرنے سے دستکش ہو جائیں کہ یہ حق کے طالبوں کیلئے فائدہ مند چیز

[1] الکافرون: ۷ [2] الروم: ۵،۴

[3] بنی اسرائیل کے چار سَو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی، اور وہ غلط نکلی یعنی بجائے فتح کے شکست ہوئی، دیکھو سلاطین اوّل باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں، الہام نے پیش از وقوع لڑکا پیدا ہونا ظاہر کیا کہ جو انسان کے اختیار سے باہر تھا۔ سو لڑکا پیدا ہو گیا اور الہام نے اس لڑکے کی ذاتی فضیلتیں تو بیان کیں مگر کہیں نہیں بتلایا کہ وہ ضرور بڑی عمر پائے گا بلکہ یہ بھی بتلایا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ ہاں الہام نے پیش از وفات بشیر یہ بھی کھول دیا کہ ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام **محمود** ہے۔ دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو اگر ابتداء میں دو لڑکوں کو ایک لڑکا سمجھا گیا تو حقیقت میں یہ کچھ غلطی نہیں کیونکہ اس غلطی کو پہلے لڑکے کی موجودگی میں ہی الہام نے رفع کر دیا۔ منہ

نہیں۔ ان بزرگوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بمقابل ان روحانی برکات کے کہ جو خدا تعالٰی کے پاک نبیوں سے صادر ہوتی ہیں۔ ایک آدھ اجتہادی غلطی کوئی چیز نہیں۔ میں قطعاً ویقیناً کہتا ہوں اور علٰی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ مجرد عقلی دلائل کا ذخیرہ اس شیریں اور اطمینان بخش معرفت تک نہیں پہنچا سکتا جس سے انسان بکلّی خدا تعالٰی کی طرف منجذب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے فقط آیات آسمانی و مکالمات ربّانی ذریعہ ہیں۔ اس ذریعہ کو وہی مجنون الرحمٰن ڈھونڈتا ہے جو اپنے اندر سچی آگ تلاش کی پاتا ہے اور اپنے تئیں رسمی ایمان پر اکتفا کر کے دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔ فقط رسمی ایمان پر خوش ہونا ان لوگوں کا طریق ہے جن کے دل محبت دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو کبھی دن کو یا رات کو اور چلتے یا پلنگ پر لیٹے ہوئے اپنے ایمان کی آزمائش نہیں کر سکتے کہ کس قدر اس میں قوت ہے اور زبان کی چالاکی اور شعلہ منطق نے کہاں تک ان کے دلوں کو منور کر کے سیدھی راہ پر لگا دیا ہے اور کس درجہ تک جامِ یقین پلا کر محبت مولیٰ بخش دی ہے؟

شاید بعض لوگ میری تقریر مندرجہ بالا کو پڑھ کر جو میں نے صفائیٔ استعداد اور عالی فطرتی پسرِ متوفی کی بابت لکھا ہے اس حیرت میں پڑیں گے کہ جو بچہ صغر سنی میں مر جاوے اس کے علوِ استعداد کے کیا معنی ہیں؟ سو میں ان کی تسکین کے لئے کہتا ہوں کہ کمال استعدادی اور پاک جوہری کے لئے زیادہ عمر پانا کچھ ضروری نہیں۔ اور یہ بات عند العقل بدیہی ہے کہ بچوں کی استعدادات میں ضرور باہم تفاوت ہوتا ہے۔ گو بعض ان میں سے مریں یا زندہ رہیں۔ وہ اندرونی قوتیں اور طاقتیں جو انسان اس مسافر خانہ میں ساتھ لاتا ہے وہ سب بچوں میں کبھی برابر نہیں ہوتیں۔ ایک بچہ دیوانہ سا اور غبی معلوم ہوتا ہے اور منہ سے رال ٹپکتی ہے اور ایک ہوشیار دکھائی دیتا ہے۔ بعض بچے جو کسی قدر عمر پاتے ہیں اور مکتب میں پڑھتے ہیں۔ نہایت ذہین اور فہیم معلوم ہوتے ہیں مگر عمر وفا نہیں کرتی اور صغر سنی میں مر جاتے ہیں۔ پس تفاوت استعدادات میں کس کو انکار ہوسکتا ہے۔ اور جس حالت میں صدہا بچے فہیم اور ذہین اور ہوشیار مرتے نظر آتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ کمالات استعدادیہ کے لئے عمر طبعی تک پہنچنا ایک ضروری امر ہے۔ سیّدنا و مولانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابراہیم اپنے لختِ جگر کی نسبت بیان کرنا کہ اگر وہ جیتا رہتا تو صدیق یا نبی ہوتا، بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سو اسی طرح خدائے عزوجل نے مجھ پر کھول دیا ہے کہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے کمالات استعدادیہ میں اعلیٰ درجہ کا تھا اور اس کے استعدادی کمالات دوسرے عالم میں نشوونما پائیں گے۔

قصیر العمر ہونا اس کے علوِ جوہر کے لئے مضر نہیں بلکہ اس کا پاک آنا اور پاک جانا اور گناہ سے بکلی معصوم رہنا اس کے شرف پر ایک بدیہی دلیل ہے۔ اور جیسا کہ الہام نے بتلایا تھا کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ مہمان کی طرح چند روز رہ کر پاکی اور معصومیت کی حالت میں اٹھایا گیا اور موت کے وقت بطور خارق عادت اس کا چہرہ چمکا اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور سوگیا۔ یہی اس کی موت تھی جو معمولی موتوں سے دُور اور نہایت پاک وصاف تھی۔

اس جگہ یہ بھی تحریر کے لائق ہے کہ اس کی موت سے پہلے اللہ جل شانہ نے اس عاجز کو پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے اور اب فوت ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے اس کی موت نے اس عاجز کی قوتِ ایمانی کو بہت ترقی دی اور آگے قدم بڑھایا۔ اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْتَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۔ اِنَّ الصَّابِرِيْنَ يُوَفّٰى اَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔[1] اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔ اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے ان کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کوتاہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔

کوتہ بین لوگ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جس حالت میں اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہوں گے، تو کیا یہ ضرور نہ تھا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ فی الحقیقت بشیر کی خوردسالی کی موت نے ایک پیشگوئی کو پورا کیا جو اس کی موت سے تین سال پہلے کی گئی تھی۔ سو دانا کے لئے زیادہ معرفت کا محل ہے نہ انکار اور حیرت کا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے پسر متوفی کے اپنے الہام میں کئی نام رکھے۔ ان میں سے ایک **بشیر** اور ایک **عمو ائیل** اور ایک **خدا باماست ورحمت حق** اور ایک **یدُ اللّٰہ بجلال وجمال** ہے اور اس کی تعریف میں ایک یہ الہام ہوا۔ جَآءَکَ النُّوْرُ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْکَ[1] یعنی کمالات استعدادیہ میں وہ تجھ سے افضل ہے اور چونکہ اس پسر متوفی کو اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے اور اس کے وجود کے لئے یہ بطور **ارہاص** تھا۔ اس لئے الہامی عبارت میں جو ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام **محمود** ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وہ **اولوالعزم** ہوگا اور **حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا**۔ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ یہی حقیقت حال ہے جو میں نے آپ کے لئے لکھی۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ[2]

الراقم

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور ☆

مُلک پنجاب۔ ۲۹ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ

۴ دسمبر ۱۸۸۸ء

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ ایڈیشن چہارم

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔ اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

'خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہو گا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہو گا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ء روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد   دیر آمدۂ زراہِ دور آمدد

پس اگر حضرت باری جل شانہ' کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔ اور ہمارے بعض حاسدین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری کوئی ذاتی غرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر خوشی ظاہر کی اور بغلیں بجائیں۔ انہیں یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہماری اتنی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں اور وہ سب فوت ہو جائیں تو ان کا مرنا ہماری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ مُیت کی محبت مَیت کی محبت سے اس قدر ہمارے دل پر زیادہ تر غالب ہے کہ اگر

وہ محبوب حقیقی خوش ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود ذبح کرنے کو تیار ہیں کیونکہ واقعی طور پر بجز اس ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔ جل شانہ وعزاسمہ۔ فالحمد اللہ علیٰ احسانہ

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۲)

ایسے ہی آپؑ نے اپنی مختلف تحریرات میں اپنے اس بیٹے کا ذکر فرمایا ہے۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

آپؑ اپنی کتاب سر الخلافہ میں (جو عربی زبان میں ہے) تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اور میں تیرے سامنے ایک عجیب و غریب قصہ اور حکایت بیان کرتا ہوں کہ میرا ایک چھوٹا بیٹا تھا جس کا نام بشیر تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے شیر خواری میں ہی وفات دے دی.... تب اللہ تعالیٰ نے مجھے الہامًا بتایا کہ ہم اسے از راہ احسان تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ ایسا ہی اس بچے کی والدہ نے رؤیا میں دیکھا کہ بشیر آگیا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے نہایت محبت کے ساتھ ملوں گا اور جلد جدا نہ ہوں گا۔ اس الہام و رؤیا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا فرزند عطا فرمایا تب میں نے جان لیا کہ یہ وہی بشیر ہے اور خدا تعالیٰ اپنی خبر میں سچا ہے چنانچہ میں نے اس بچے کا نام بشیر ہی رکھا اور مجھے اس کے جسم میں بشیر اول کا حلیہ دکھائی دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی سنت رؤیا کے ذریعہ ثابت ہوگئی کہ وہ دو بندوں کو ایک ہی نام کا شریک بناتا ہے۔

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 381، سن تالیف جولائی ۱۸۹۴ء)

”پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

”میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

تریاق القلوب میں ہی حضورؑ نے ایک اور جگہ فرمایا:

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12/ جنوری 1889ء کو مطابق 9/ جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219، سن تالیف ۱۸۹۹ء)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20/ فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی خوردسالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 373, 374)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی حضور علیہ السلام نے چونتیسویں (34) نشان میں سبز اشتہار کا حوالہ دے کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پیدائش کا ذکر یوں فرمایا ہے:

”..... میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227، سن تالیف اپریل ۱۹۰۷ء)

۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء میں آپؑ کو ایک اور بیٹے کی نسبت الہام ہوا:

ظُلُمَاتُ الْاِبْتِلَاءِ۔ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ۔ يُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَيُدْنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِيْ قَرِيْبٌ اَجِيْئُ مِنْ حَضْرَةِ الْوِتْرِ

ترجمہ: ابتلا کے اندھیرے، یہ سخت دن ہے، تجھے ایک بیٹا عطا ہو گا اور فضل تیرے نزدیک ہو گا، میرا نور ہے، میں جناب باری سے آتا ہوں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۴)

۱۲ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو الہام ہوا:

جَآءَكَ رَبُّكَ الْاَعْلٰى۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ فَتَرْضٰى۔ يَاْتِيْكَ قَمَرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَمْرُكَ يَتَاَتّٰى

ترجمہ: تیرا ربِ اعلیٰ تیرے پاس آیا۔ اور تجھے ایسا کچھ دے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ تیرے پاس نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام ظاہر ہو جائے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۵)

نومبر ۱۸۹۲ء میں الہام ہوا:

يَاْتِيْ قَمَرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَمْرُكَ يَتَاَتّٰى

ترجمہ: نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام ظاہر ہو جائے گا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۸)

ایسے ہی آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں یہ الہام درج فرماتے ہیں:

يَأْتِيْ قَمَرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَمْرُكَ يَتَأَتّٰى۔ يَسُرُّ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَيُنِيْرُ بُرْهَانَكَ۔ سَيُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَيُدْنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِيْ قَرِيْبٌ۔

ترجمہ: یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کا موجب ہو گا اور میرا نور قریب ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲٦٦، نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

اسی بشارت کا ذکر آپؑ اپنی کتاب تریاق القلوب میں یوں فرماتے ہیں:

میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر ہے ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ اس کی پیدائش سے تین مہینے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ وہ بشارت آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲٦٦ میں درج ہو کر پیش از وقت لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئی۔ وہ عبارت یہ ہے۔ سیولد لک الولد و یدنیٰ منک الفضل یعنی عنقریب تیرے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ایک میرے لڑکے کا نام فضل احمد ہے سو پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ علاوہ فضل الٰہی کے وہ لڑکا فضل احمد کی صورت اور شکل سے بہت مشابہ ہوگا۔ اور صدہا انسان جانتے ہیں کہ یہ لڑکا فضل احمد سے بہت مشابہ ہے۔ ہندو مسلمان قادیان کے سب جانتے ہیں۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو بیٹے سے نوازا۔ آپؑ نے اس کا نام بشیر احمد رکھا۔ بذریعہ اشتہار اس بچے کی پیدائش کا اعلان فرمایا۔

اس اشتہار کے الفاظ یوں ہیں:

منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاصکر شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے

۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء سے چار مہینہ پہلے صفحہ ۲۶۶، آئینہ کمالات اسلام میں بقید تاریخ شائع ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک اور بیٹے کا اس عاجز سے وعدہ کیا ہے جو عنقریب پیدا ہو گا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ سیولدلک الولدو و یدنی منک الفضل ان نوری قریب۔

ترجمہ۔ یعنی عنقریب تیرے لڑکا ہو گا۔ اور فضل تیرے نزدیک کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نور قریب ہے۔ سو آج ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو خود اپنی زندگی کا اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ یقینی اور قطعی طور پر یہ اشتہار دیوے کہ ضرور عنقریب اس کے گھر میں بیٹا پیدا ہو گا۔ خاصکر ایسا شخص جو اس پیشگوئی کو اپنے صدق کی علامت ٹھہراتا ہے۔ اور تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اب چاہیئے کہ شیخ محمد حسین اس بات کا جواب دیں کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے یا اٹکل ہے۔ اور کیا سبب ہے کہ خدا تعالےٰ بقول آپ کے ایک دجال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے جن سے ان کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۹۴، ۳۹۵)

احباب کرام گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھا ہے کہ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے موعود بیٹے کی پیدائش کا ذکر کیا اس کے ساتھ لکھا کہ وہ بچہ خدائی وعدہ کے موافق نو سال کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ بلکہ حضورؑ بڑے یقین کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اگر وقت مقررہ میں ایک دن رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

ایسے ہی آپؑ نے اپنے الہام اور اس کی تشریح کی بھی ان الفاظ میں وضاحت فرمادی:

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیجدیئے۔ تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول نہ کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا

ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتنی وضاحت کے بعد ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مانتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس موعود لڑکے کو پیشگوئی مصلح موعود کے بعد (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) ۹ سال کے عرصہ میں تلاش کرے۔

اس نو سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تین بیٹوں سے نوازا۔

۱۔ بشیر اول جو نومبر ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا

۲۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ

۳۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ (ایم اے)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد ۹ میں اپنی اسی پیشگوئی اور لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیش گوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کئے جن میں سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیئے ورنہ **لعنت اللہ علی الکاذبین** ۔ یہ سچ ہے کہ **۱۸/اپریل ۱۸۹۴**ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام **مولود موعود** نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰)

بعد ازاں وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی کو ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود مقرر فرما کر حضورؑ کے اس ارشاد 'کہ وہ موعود بیٹا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو گا' پر مہر صداقت ثبت کر دی۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مذید اولاد کی بابت بھی خوش خبری دی تھی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ' تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔

اور پھر اسی اشتہار میں آگے جا کر آپؑ اللہ تعالیٰ کے ایک اور وعدہ کو تحریر فرماتے ہیں:
تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔

اپنے ان وعدوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دو اور بیٹوں سے نوازا۔ اور اس کے علاوہ آپؑ کو آئندہ نسل کی بابت بھی کثرت سے الہامات ہوتے رہے۔ جو آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں درج فرمائے ہیں۔ یا وہ الہامات اس وقت کے جماعتی اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور اب حضورؑ کے الہامات کے مجموعہ 'تذکرہ' میں اکھٹے کر دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا دو بیٹوں یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اور حضرت مرزا بشیر احمدؓ جو پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق نو سال کے اندر اندر پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پیشگوئی کے اس حصہ ' وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا' کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا فرمایا۔ اس وقت حضورؑ نے تحریر فرمایا تھا کہ اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔ اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبد الحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مذید دو بیٹوں سے نوازا اور اور ان کی پیدائش سے قبل الہامات کے ذریعہ ان کی بابت خوش خبری دیتا رہا۔ اور حضورؑ ان الہامات کو قبل از پیدائش شائع فرماتے رہے۔

انا نبشرک بغلام یعنی تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۱۴۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۲۰)

مندرجہ بالا الہام آپؑ کو ۱۸۹۴ء میں ہوا۔ سب سے پہلے آپؑ نے اسے اپنی کتاب انوار الاسلام میں شائع فرمایا یہ کتاب ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو بیٹے سے نوازا۔ اس کا اعلان آپؑ نے اپنی کتاب ضیاء الحق میں ان الفاظ سے کیا۔

> لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبد الحق کی یاوہ گوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک **لڑکا** دیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم اسی رسالہ انوار الاسلام میں اس بشارت کو شائع بھی کر چکے سو الحمد للہ والمنۃ کہ اس الہام کے مطابق ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ میں مطابق ۲۴ رمئی ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام **شریف احمد** رکھا گیا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ
>
> راقم خاکسار **غلام احمد** عفی عنہ

(ضیاء الحق، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۳۲۳)

اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں آپؑ کو ایک اور بیٹے کی خوش خبری دی گئی۔ جو درج ذیل ہے۔

لیُنبذن فی الحطمة. انا نبشّرک بغلام حلیم مظھر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنیٰ منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۶۲۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۳۸۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

مندرجہ بالا پیشگوئی ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء میں کی گئی۔ اس کے بعد اس پیشگوئی کو ضمیمہ انجام آتھم میں دوبارہ درج فرمایا گیا جو یہ ہے:

خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۹۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

پھر آپ تحریر فرماتے ہیں:

میں داخل کرلیا ہے۔ الغرض میں نے بار بار ان نکتہ چینیوں کو سن کر کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہوگئی ہے جنابِ الٰہی میں تضرع کے ہاتھ اُٹھائے اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳/ اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا۔ اصبر ملیًا سأھب لک غلامًا ذکیًا۔
یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۶، ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۷)

ان پیشگوئیوں کے مطابق ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو چوتھے بیٹے سے نوازا۔ اس کا نام آپؑ نے مبارک احمد رکھا۔

اپنی کتاب تریاق القلوب (جو آپؑ نے ۱۸۹۹ء میں تحریر فرمائی تھی) میں اسی بیٹے کے نسبت ایک اور پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہیں:

پھر جب ۱۳؍ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳؍ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انّی اسقط من اللّٰه واصیبه ۔ یعنی اب میرا وقت آ گیا۔ اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اِس جگہ ایک دن سے مراد دو۲ برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴؍ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۸)

اس لڑکے کی پیدائش کے ساتھ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ نیز اسی بچے کی پیدائش سے مولوی عبد الحق کو دیا گیا حضورؑ کا چیلنج پورا ہوا کہ جب تک میرے چوتھا بچہ پیدا نہیں ہو جاتا تم نہیں مرو گے۔

اور پھر جیسا کہ اس بچے کی پیدائش سے ایک دن قبل اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا تھا کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کا جانے والا ہے۔ یہ بچہ کم عمری میں ہی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پا گیا۔

اپنے ان چاروں بیٹوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دے اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دے کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ میں وہ پیدا ہوئے۔ اور بہتر ہوگا کہ ہر ایک طالبِ حق ایسے رسالے اور ایسے اشتہار اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ ایک مدت کے بعد پھر ان اشتہارات کا ملنا مشکل ہوگا۔ اور جب کوئی کاغذ مل نہ سکے تو دشمن خیرہ طبع باوجود اس کے کہ اس نے آپ اس اشتہار یا رسالہ کو کئی دفعہ پڑھا ہو۔ محض حق پوشی کی راہ سے انکار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ سو یہ فرض ہماری جماعت کا ہے کہ ان منکر کش ہتھیاروں سے خالی نہ رہیں بلکہ یہ تمام ذخیرہ رسائل اور اشتہارات کا ایک جگہ بخوبی مرتب کر کے مجلد کر کے رکھیں تا بوقت ضرورت مخالف ظالم کو بآسانی دکھلا سکیں۔

اوران چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹؍جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی مَیں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ۔

اے فخرِ رُسل قُرب تو معلومم شد   دیر آمدہ ز راہ دُور آمدہ

اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یأتی قمرالانبیاء . وامرک یتأتی. یسرّاللّٰہ وجھک. وینیر برھانک. سیولد لک الولد و یُدنی منک الفضل. ان نوری قریب ۔دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا

اور نیز یہ کہ شکل وشاہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔اور میرا نور قریب ہے(شاید نور سے مُراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوگئی۔ جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰/اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰/اپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے ۔ اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰/اپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔ منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔

اور میرا تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے اِس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار الاسلام صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر درج ہے۔اور یہ رسالہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اور ستمبر ۱۸۹۴ء کو یہ پیشگوئی رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر چھاپی گئی تھی۔اور پھر جیسا کہ رسالہ ضیاء الحق کے اخیر ورق ٹائٹل پیج پر شائع کیا گیا ہے یہ لڑکا یعنی شریف احمد ۲۴/مئی ۱۸۹۵ء کو مطابق ۲۷/ذیقعد ۱۳۱۲ھ پیدا ہوا یعنی پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد نویں مہینے پیدا ہوا۔

اور میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۳ میں بتاریخ ۱۴/ستمبر ۱۸۹۶ء یہ پیشگوئی کی گئی۔اور رسالہ انجام آتھم بماہ ستمبر ۱۸۹۶ء بخوبی ملک میں شائع ہوگیا اور پھر یہ پیشگوئی ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں اِس شرط کے ساتھ کی گئی کہ عبد الحق غزنوی جو

امرتسر میں مولوی عبدالجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا بیٹا پیدا نہ ہولے۔ اور اس صفحہ ۵۸ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر عبدالحق غزنوی ہماری مخالفت میں حق پر ہے اور جناب الٰہی میں قبولیت رکھتا ہے تو اس پیشگوئی کو دعا کر کے ٹال دے۔ اور پھر یہ پیشگوئی ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں کی گئی۔ سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کے لئے اِس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴؍ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴؍ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اصل غرض اِس رسالہ کی تالیف سے یہی ہے کہ تا وہ عظیم الشان پیشگوئی جس کا وعدہ چار مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا تھا اس کی ملک میں اشاعت کی جائے کیونکہ یہ انسان کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ یہ منصوبہ سوچے کہ اوّل تو مشترک طور پر چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرے۔ جیسا کہ اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اُس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتا جائے اور اس کے مطابق لڑکے پیدا ہوتے جائیں۔ یہاں تک کہ چار کا عدد جو پہلی پیشگوئیوں میں قرار دیا تھا وہ پورا ہو جائے حالانکہ یہ پیشگوئی اس کی طرف سے ہو کہ جو محض افترا سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا مامور قرار دیتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ مفتری کی ایسی مسلسل طور پر مدد کرتا جائے کہ ۱۸۸۶ء سے لغایت سن ۱۸۹۹ء چودہ سال تک برابر وہ مدد جاری رہے۔ کیا کبھی مفتری کی تائید خدا نے ایسی کی یا صفحہ دنیا میں اس کی کوئی نظیر بھی ہے؟

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۸ تا ۲۲۲)

انہیں چار لڑکوں کو بطور نشان پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس[۲] یا اکیس[۲۱] برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواهب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں **الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اربعةً من البنین و انجز وعده من الاحسان** یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں: محمود[۱] احمد، بشیر[۲] احمد، شریف[۳] احمد، مبارک[۴] احمد جو زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸)

چار بیٹوں کے بعد بھی خدا کی طرف سے بشارتوں کا سلسلہ جاری رہا:

۱۹۰۳ء "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَۃً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ۔ وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پُورا کیا...... (اور) پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۳۷۸)

۱۵ ر مئی ۱۹۰۴ء (۱) اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ (۲) اِنِّیْ مَعَکَ یَا اِمَامُ رَفِیْعُ الْقَدْرِ۔ (۳) رَبِّ اجْزِہٖ جَزَآءً اَوْفٰی (۴) شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا (۵) اِنَّہٗ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۸، ۱۹ مورخہ ۸/۱۶ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۰ حاشیہ۔ الحکم جلد ۸ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

ﮧ (ترجمہ از مرتب) (۱) تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ (۲) اے عالی قدر امام مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ (۳) اے میرے ربّ اسے پوری پوری جزا دے۔ (۴) خجستہ اور ہوشیار لڑکا پیدا ہوگا۔ (۵) یقیناً خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۴۳۰)

۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) ”یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ (۲) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔“

(بدر جلد ۱ نمبر ۴۱ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

ﮯ (۱) اے چاند اے سُورج تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں (۲) ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۰۰)

مارچ ۱۹۰۶ء ” چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا:۔

اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ر اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

اِلَیْکَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ ۔ تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا ۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ
اور جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق

وَالْعُلٰی کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ ۔
کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۵۴ نیز حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

مندرجہ بالا الہام بھی ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ اس میں خدا نے وعدہ فرمایا کہ تو اپنی دور کی نسل دیکھے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔

حضورؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

> ۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:
> و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انّا نبشّرک بغلامٍ نافلةً لک نا فلةً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸، ۲۲۹)

پیشگوئیوں کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ کے پوتا پیدا ہوا۔ اس کا نام صاحبزادہ نصیر احمد رکھا گیا۔ یہ بچہ چند ماہ زندہ رہ کر وفات پا گیا۔

> ۲۶ ستمبر ۱۹۰۶ء "اے مظفّر تجھ پر سلام ہو کہ خدا نے تیری بات سُن لی۔ خدا تیرے لئے لڑکا دے گا۔"
> (بدر جلد ۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۷۱)

اس کے بعد مسلسل خوابوں اور الہامات کے ذریعے آپ کو مطلع کیا جاتا رہا کہ آپؑ کا بیٹا مبارک احمد جلد فوت ہونے والا ہے۔

چند ایک الہامات درج ذیل ہیں۔

اگست ۱۹۰۷ء (الف) "تخمیناً اگست میں حضرت نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مقبرہ بہشتی میں ہیں۔ قبر کھُد رہی ہیں۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء ضمیمہ صفحہ ب)

(ب) فرمایا۔ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اس سے مُراد بیٹا ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مُراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے جُدا چاہیئے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پُورا ہو گیا۔"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

ستمبر ۱۹۰۷ء "خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے میاں مبارک احمد اس میں داخل ہوُا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اَور لڑکا بیٹھا ہوُا ہے۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء ضمیمہ صفحہ ب)

۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء "لَا عِلَاجَ وَلَا يُحْفَظُ۔"[ش]

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

ش (ترجمہ از مرتب) نہ کوئی علاج ہو سکے گا اور نہ اس کی کسی طرح سے حفاظت ہو سکے گی۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۱۷، ۶۱۸)

ان پیش خبریوں کے مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو آپؑ کا بیٹا مبارک احمد وفات پا گیا۔ اور اسی روز آپؑ کو الہام ہوا

۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔"[ش]

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

ش (ترجمہ) ہم تجھے ایک حلیم والے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۱۹)

اکتوبر ۱۹۰۷ء (ل) "(۱) اُرِيْكَ مَا اُرِيْكَ وَمِنْ عَجَائِبِ مَا يُرْضِيْكَ۔ (۲) آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ (یعنی آئندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا)۔

(ترجمہ) مَیں تجھے دکھاؤں گا جو کچھ دکھاؤں گا اور نیز وہ باتیں دکھاؤں گا جن سے تُو خوش ہوگا۔

(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ ساقیا آمدنِ عیدمبارک بادت۔

(ترجمہ) (۵) ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (۶) وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا (۷) اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۲۲)

۱۹۰۷ء اور پھر فرمایا "مَیں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ خدائے کریم واپس دے گا۔"
(اشتہارہ ۔ نومبر ۱۹۰۷ء)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۲۴)

۶،۷ نومبر ۱۹۰۷ء " سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ يَحْيٰى۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ اَخَذَهُمُ اللّٰهُ يَبْقٰى وَحْدَهٗ۔ لَا شَرِيْكَ مَعَهٗ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ موت قریب۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْمِلُ كُلَّ حِمْلٍ۔ مَنْ خَدَمَكَ خَدَمَ النَّاسَ كُلَّهُمْ۔ وَمَنْ اٰذَاكَ اٰذَى النَّاسَ جَمِيْعًا۔ آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔
(ترجمہ) مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تُو دیکھے گا کہ تیرا ربّ اُن مخالفوں سے کیا کرے گا جو تیرے معدوم کرنے کے لئے حملے کرتے ہیں۔ خدا ان کو پکڑے گا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہے گا۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یعنی باطل بھاگ جائے گا۔ ایک شخص کی موت قریب ہے۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اُٹھائے گا (اس کے معنے اَب تک معلوم نہیں ہوئے۔ آئندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کردے) جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دُکھ دیتا ہے اُس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دُنیا کو دُکھ دیا۔"
(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۲۶، ۶۲۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام وعدوں کو بڑی شان سے پورا فرمایا اور پورا فرماتا چلا جارہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک پورا فرماتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو پوتوں سے بھی نوازا جو آپؑ کے مددگار ثابت ہوئے۔ آپؑ کی تعلیم کو پوری دنیا میں پھیلانے کا موجب بنے۔ اور ایسے ہی اپنے وعدہ کے موافق یعنی دور کی اولاد سے بھی نوازا اور اس وقت آپؑ کا پڑپوتا خدائی وعدوں کے مطابق آپؑ کی جماعت کی قیادت کی توفیق پارہا ہے۔ اور آپؑ کی تعلیم کو پوری دنیا میں پہنچانے کا موجب بن رہا ہے۔

اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشانوں میں سے بطور نشان ہیں۔ اور یہ سب وجود ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی عظیم الشان پیشگوئی کی صداقت کے نشان ہیں۔ یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ اس کا حرف حرف ہر روز نئی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ ایک سو بیس سال گزر جانے کے باوجود بھی یہ پیشگوئی بالکل تازہ معلوم ہوتی ہے۔

ایک سو بیس سال پہلے بھی اس پیشگوئی پر اعتراضات کئے گئے اور خدا نے ان اعتراضات کے منہ توڑ جواب دیئے اور آج بھی اس پر اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے اور خدا کے منہ توڑ جوابوں کا بھی سلسلہ جاری ہے۔ تب بھی اعتراض کرنے والے ناکامی اور حسرت کے ساتھ مر گئے اور آج بھی خدا اپنے وعدوں کے مطابق مخالفین کو ناکامیوں اور حسرتوں سے ہمکنار کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

۵۔ اور وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۶۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور یہی ہیں وہ جو فلاح پانے والے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

۷۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اس حال میں کہ) برابر ہے اُن پر خواہ تُو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۗ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

۸۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ؁

۹۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور یوم آخر پر بھی، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ؀

۱۰۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَھُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ؀

۱۱۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ؀

۱۲۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ؀

۱۳۔ خبردار! یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

(البقرہ ۲ : ۹ تا ۱۳)

زکی غلام کو اپنا 'لڑکا' سمجھنا حضورؑ کا اجتہاد تھا

پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ ہیں:

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

بریکٹ میں لکھے گئے لفظ 'لڑکا' کی بابت محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں عرض ہے:

۱۔ یہ پیشگوئی مصلح موعود ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ 'میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضریات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔'

مندرجہ بالا الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو کہہ رہا ہے جو تو نے مجھ سے مانگا میں اسی کے موافق تجھے دے رہا ہوں۔ اور چونکہ حضورؑ نے اللہ تعالیٰ سے ایک زکی لڑکے کے لئے دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبولیت بخشی تھی اس لئے حضورؑ نے زکی غلام کے ساتھ لڑکا لکھ دیا جو کسی طرح بھی حضور کا اجتہاد نہیں تھا۔

۲۔ حضورؑ اپنے اشتہار ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں فرماتے ہیں: میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔

اس اشتہار میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کرلیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حضورؑ کے اتنے واضع ارشاد کے بعد وہ شخص جو آپؑ کی بیعت میں شامل ہے وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ زکی غلام کے ساتھ لفظ لڑکا لکھنا حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ اور پھر وقت نے ثابت کر دیا کہ زکی غلام واقعی آپؑ کا جسمانی لڑکا تھا۔

۳۔ جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں متعدد بار اس کا ذکر کیا ہے کہ عربی زبان میں غلام جسمانی لڑکے کے علاوہ غیر جسمانی نوجوان لڑکے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۵) یہ واضح رہے کہ عربی زبان میں لفظ غلام کے معانی ایسے نوجوان لڑکے کے ہیں جسکی مونچھیں نکل رہی ہوں یا پیدا ہونے سے لے کر جوانی تک غلام کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ غلام کو دو مختلف معانی اور مفہوموں میں استعمال فرمایا ہے یعنی (۱) جسمانی نوجوان لڑکا اور (۲) غیر جسمانی نوجوان لڑکا۔ مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت ذکریا اور حضرت مریم علیہم السلام کو دی جانیوالی بشارتوں میں اللہ تعالیٰ نے غلام کا لفظ جسمانی نوجوان لڑکا کے مفہوم میں استعمال فرمایا تھا۔ اسی طرح سورۃ یوسف کی آیت ۔ ۲۰ اور سورۃ الکہف کی آیات ۔ ۷۵، ۸۱ اور ۸۳ اور سورۃ الطور کی آیت ۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے غلام کا لفظ غیر جسمانی نوجوان لڑکوں کے مفہوم میں استعمال فرمایا ہوا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ کو ماننے سے بھی حضورؑ کے لفظ 'غلام' کے کئے گئے معنی 'لڑکا' کو کسی طور بھی غلط نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ خواہ جسمانی ہو یا روحانی غلام کے معنی لڑکے کے ہی ہیں۔

اسی پیشگوئی مصلح موعود کے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔

نو سالہ معیار کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو ۹ سال کے اندر موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ وہ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔ ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

نو سالہ معیاد کا جماعتی پروپیگنڈا

اشتہار ۲۲/مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰/فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ اب نظام جماعت کے مربیان حضورؑ کے ان الفاظ پر بڑی شدت سے پنجہ مارتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ نو سال کے اس عرصہ میں اس لڑکا نے ضرور پیدا ہونا تھا۔ چونکہ وہ لڑکا (جسے حضورؑ اجتہادی طور پر اپنا پسر موعود سمجھتے رہے) مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نو سال کے اندر ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وہی موعود غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ اس ضمن میں چند تحفظات درج ذیل ہیں۔

(اولاً) یہ کہ حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۲)

الجواب:

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضورؑ نے اس موعود لڑکے کی پیدائش کے لئے جو ۹ سال کی معیاد مقرر کی تھی وہ الہامی نہیں تھی۔ بلکہ آپؑ کا اجتہاد تھا۔ اس سلسلہ میں حضورؑ کے ارشادات پیش ہیں۔

۱۔ آپؑ نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار میں آپ نے فرمایا کہ میرے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے نتیجے میں بعض مخالف یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لڑکا پہلے ہی ہو چکا ہے اور یہ اشتہار بعد میں دیا گیا ہے۔ اور کچھ کہہ رہے ہیں دائیوں سے معلوم کر لینے کے بعد کہ لڑکا ہو گا یہ اشتہار دیا گیا ہے۔ آپؑ نے ان مخالفین کو چیلنج کیا کہ میری بیوی آجکل اپنے والد کے پاس گئی ہوئی ہے اور آج کی تاریخ تک میری اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اگر کوئی چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ اسی اشتہار میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔ 'لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ہو جائے گا۔'

یہاں حضورؑ بڑا واضع ارشاد فرمارہے ہیں ’’کہ بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا‘‘۔

اب جو شخص یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ۹ سال کی بات الہام نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔ حضورؑ پر (نعوذ باللہ) جھوٹ کا الزام لگا رہا ہے۔ کیونکہ حضورؑ نے بڑا واضع لکھا ہے بموجب وعدہ الٰہی۔

۲۔ اس کے بعد آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

واضع ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ **نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔** ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضع ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور خاص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا** اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶، ۱۱۷)

اس اشتہار میں حضورؑ ۹ سال معیاد پر کئے گئے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے آخر میں ارشاد فرمارہے ہیں ’’چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا‘‘۔

اگر ۹ سال کی معیاد خدا کی طرف سے نہیں بتائی گئی تو کیا حضورؑ (نعوذ باللہ) غلط بیانی کر رہے ہیں۔

۳۔ ان اشتہارات کے بعد مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹی سے نوازا۔ اس بچی کا نام صاحبزادی عصمت بیگم رکھا گیا۔ وہ لوگ جو پہلے یہ اعتراض کرتے تھے کہ پہلے ہی بیٹا ہو چکا ہے اور بعد میں اشتہار دیا گیا ہے۔ یا جو یہ کہتے تھے کہ دائیوں سے معلوم کر کے کہ بیٹا ہو گا یہ پیش گوئی کر دی ہے۔ ان لوگوں نے اب نیا اعتراض کر دیا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہو گئی اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

ان اعتراضات کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔

اور بعض مخالف مسلمان یہ بھی کہتے تھے کہ اصل میں ڈیڑھ ماہ سے یعنی پیشگوئی بیان کرنے سے پہلے لڑکا پیدا ہو چکا ہے جس کو فریب کے طور پر چھپا رکھا ہے اور عنقریب مشہور کیا جائے گا کہ پیدا ہو گیا۔ سو یہ اچھا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تولدِ فرزند مسعود موعود کو دوسرے وقت پر ڈال دیا۔ ورنہ اگر اب کی دفعہ ہی پیدا ہو جاتا تو ان مفتریات مذکورہ بالا کا کون فیصلہ کرتا۔ لیکن اب تولد فرزند موصوف کی بشارت غیب محض ہے۔ نہ کوئی حمل موجود ہے نا ارسطو کے ورکس یا جالینوس کے قواعد حمل دانی بالمعارضہ پیش ہو سکیں۔ اور نہ اب کوئی بچہ چھپا ہوا ہے تا وہ مدت کے بعد نکالا جائے۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہو گی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔

(مجموعہ اشتہارت، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۹، ۱۳۰)

حضورؑ کا یہ فقرہ۔ بلکہ نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہو گی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ ۹ سال کا عرصہ بیان کرنا آپؑ کا اجتہاد نہیں بلکہ خدائی وعدہ تھا۔

۴۔ بشیر اول کی وفات کے موقع پر آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جو سبز اشتہار کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں آپؑ لیکھرام کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

مثلاً وہ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔ اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ یہ اس کے مدعا کو مضر تھا اور اس کے خیال فاسد کو جڑھ سے کاٹتا تھا۔

(ہاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۴۸)

یہاں بھی حضورؑ ارشاد فرمارہے ہیں کہ لیکھرام نے عمداً یہ فقرہ نہیں لکھا کہ ’ کہ جو اب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا۔‘

احباب کرام یہ بات قابل غور ہے کہ اگر ۹ برس مدت مقرر کرنا الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد تھا تو ایک لڑکے کی وفات کے بعد اسی اجتہاد پر کیسے زور دیا جا سکتا تھا۔

۵۔ اسی ’سبز اشتہار‘ میں آگے چل کر آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا۔

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۵۳)

اب یہاں حضورؑ بڑے یقین سے فرما رہے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ کیا خدا کا سچا مامور ایک بات جو اس نے اپنے پاس سے کہی ہو اسے خدا سے منسوب کر سکتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ اس لئے ایسا کہنا کہ حضورؑ کا ۹ برس کی مدت کہنا الہام نہیں بلکہ آپؑ کا اجتہاد ہے۔ سراسر دروغ گوئی ہے۔

۶۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔ اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

'خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہو گا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہو گا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

اس اشتہار میں حضور فرما رہے ہیں:

مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

۷۔ ایسے ہی حضورؑ اپنی کتاب سراج منیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

”پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہو گا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

اب یہاں بھی حضورؑ فرما رہے ہیں ’چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا‘ کیا یہ میعاد حضورؑ کی خود قائم کردہ تھی۔ کیا کوئی ایسی میعاد خود سے قائم کر سکتا ہے؟

اوپر دیئے گئے سات حوالوں میں حضورؑ نے بڑی وضاحت اور یقین سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آنے والا موعود خدائی وعدہ کے مطابق ۹ برس کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ بلکہ حضورؑ فرما رہے ہیں کہ اگر اس وعدہ کے پورا ہونے میں ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک کہ وہ موعود پیدا نہیں ہو جاتا۔ ایسے دعوے کوئی بھی سچا مامور خدائی اذن کے بغیر کیسے کر سکتا ہے۔ اور کیسے اس دعویٰ کو خدا کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔

ان ۹ برسوں میں حضورؑ کے تین بیٹے ہوئے اور حضورؑ نے تینوں کا نام بشیر رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں انہیں ۹ برسوں میں پیدا ہونے والے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو مصلح موعود مقرر فرما کر اپنے وعدہ کو بڑی شان سے پورا کر دیا۔ اور حضورؑ کے اس دعویٰ کی سچائی پر مہر لگا دی۔

بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ایک طرف غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف آقا کی کہی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور انہیں اجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹﴾

۹۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور یوم آخر پر بھی، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

۱۰۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾

۱۱۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۲﴾

۱۲۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

۱۳۔ خبردار! یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

۱۴۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ جیسا کہ لوگ ایمان لے آئے ہیں۔ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبردار! وہ خود ہی تو ہیں جو بے وقوف ہیں۔ لیکن وہ علم نہیں رکھتے۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۹ تا ۱۴)

بشیر اول کی بابت حضرت مسیح موعودؑ کی اجتہادی غلطی

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں اس بات کا ذکر کیا ہے اور یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بشیر اول کو پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود خیال کیا۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بشیر اول کو وفات دے دی۔

جیسا کہ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۵ کے صفحہ نمبر ۲۸ پر تحریر کرتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش

جنبہ صاحب اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضورؑ نے بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا تھا چند حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۰ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتے ہیں۔

۷ راگست ۱۸۸۷ء کے دن حضورؑ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے اسکا نام بشیر احمد رکھا۔ اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام خوشخبری شائع فرمایا۔ آپ اس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸ راپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶ رذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ راگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اسے مولود مسعود کا نام دے کر اس کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴ رنومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴ ردسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے مولوی نور الدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروزرہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیں ۲۰ رفروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (مکتوب ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

بشیر اول کی بابت حضرت مسیح موعودؑ نے کیا فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیش گوئی مصلح موعودؑ شائع کی گئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بیٹے کی بشارت دی تھی۔ اور اس کی بابت کئی خوشخبریاں بھی دی تھیں۔ اس اشتہار کو کثرت سے شائع کیا گیا۔ مخالفین نے اس پر کئی قسم کے اعتراض کئے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔

اس پیشگوئی کے بعد اور بشیر اول کی پیدائش سے قبل آپؑ نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا۔ اس میں آپؑ نے تحریر فرمایا۔

اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے **یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا** اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۷)

اس الہام کہ 'انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں' کو لکھنے کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں۔۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو آپؑ کو بیٹے سے نوازا۔ اور بذریعہ اشتہار آپؑ نے اس کی اطلاع دی۔ اشتہار یہ ہے۔

اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

محترم جنبہ صاحب اس لفظ مولود مسعود کو بنیاد بنا کر فرماتے ہیں کہ حضورؑ نے بشیر اول کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ جب کہ حقائق اس سے مختلف ہیں۔ اس بچے کی پیدائش کے بعد لوگوں کی طرف سے خطوط کے ذریعے یہ پوچھا جانے لگا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کی بابت آپؑ نے پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ایسے ہی خطوط مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی طرف سے بھی حضور کو موصول ہوئے۔ اس وقت تک مولوی محمد حسین صاحب حضورؑ کے شدید مخالف نہیں تھے۔ حضورؑ نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

طفل نو زاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہارات میں مندرج ہے ہاں کتنی دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ ہی ہے کیونکہ یہی لڑکا **تین کو چار کرنے والا ہوا**۔ حضرت مسیح کے روز پیدائش میں پیدا ہوا۔

(۳) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے۔

(۴) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولّد یہ الہامات ہوئے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَاهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّراً وَّنَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ كُلُّ شَيْئٍ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ؎

سو میرے نزدیک اب تک یہ الہامات ذوالوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

والسلام ☆

۱۶/ستمبر ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۶، ۳۰۷)

پھر ایک دوسری جگہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے خط کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

اور پھر آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے آپ میرے اشتہار ۸/ اپریل ۸۶ءکو دیکھ لیں اس میں **''وہ''** کا لفظ نہیں بلکہ **ایک** کا لفظ ہے اور یہ آپ کا قول کہ ایسی پیشگوئیوں سے بجائے نفع اسلام کو کمال نقصان پہنچے گا۔ میری دانست

تاریخ تحریر خط: ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۰۸)

نوٹ: واضع رہے کہ یہ دونوں خط بشیر اول کی وفات سے قبل کے ہیں۔

یہ بیٹا تقدیر الٰہی سے مورخہ ۴نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ اس موقع پر آپؑ نے کتاب جس کا نام تھا **حقانی تقریر برواقعہ وفات بشیر** تحریر فرمائی۔ یہ کتاب سبز کاغذ پر شائع کی گئی اس لئے اسے {**سبز اشتہار**} کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

اُنہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہِ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسرِ متوفی کی وفات ☆ کا مہینہ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے۔ اُن میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے بلکہ ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷/ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اُس کے حوالہ سے بروز تولّد بشیر شائع کیا گیا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے تعجب کہ لیکھرام پشاوری نے

★ لفظ وفات غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اصل میں پیدائش ہے۔

پھر اسی مضمون میں آگے چل کر آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

☆ **حاشیہ** عبارت اشتہار ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء یہ ہے کہ ''ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدّتِ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا جو اَب پیدا ہوگا یہ وُ ہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں ۹ برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا''۔ دیکھو اشتہار ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء مطبع چشمہ فیض قادری بٹالہ۔ عبارت اشتہار ۷/ اگست ۱۸۸۷ء یہ ہے۔ ''اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولّد کے لئے میں نے اشتہار ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی وہ ۱۶/ ذیقعدہ مطابق ۷/ اگست میں پیدا ہو گیا۔ دیکھو اشتہار ۷/ اگست ۱۸۸۷ء مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور۔ پس کیا ان تینوں اشتہارات میں جو لیکھرام پشاوری نے جوش میں آ کر پیش کی ہیں بُو تک بھی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ ہم نے کبھی پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہے۔ فتفکروا فتدبروا۔

آپؑ مذید فرماتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں اجتہادی غلطی علماء ظاہر و باطن کی اُن کی کسرِ شان کا موجب نہیں ہوسکتی اور ہم نے کوئی ایسی اجتہادی غلطی بھی نہیں کی جس کو ہم قطعی و یقینی طور پر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرتے تو کیوں بشیر احمد کی وفات پر ہمارے کوتہ اندیش مخالفوں نے اس قدر زہر اُگلا ہے کیا اُن کے پاس اُن تحریرات کا کوئی کافی وقانونی ثبوت بھی ہے یا ناحق بار بار اپنے نفسِ امارہ کے جذبات لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں اور اس جگہ بعض نادان مسلمانوں کی حالت پر بھی تعجب ہے کہ وہ کس خیال پر

اسی مضمون میں آپؑ آگے جاکر فرماتے ہیں۔

نادانی ظاہر کرنا ہے ورنہ کوئی محل آویزش ونکتہ چینی نہیں ہے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم نے کوئی اشتہار نہیں دیا جس میں ہم نے قطع اور یقین ظاہر کیا ہو کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور گو ہم اجتہادی طور پر اس کی ظاہری علامات سے کسی قدر اس خیال کی طرف جھک بھی گئے تھے مگر اسی وجہ سے اِس خیال کی کھلے کھلے طور پر بذریعہ اشتہارات اشاعت نہیں کی گئی تھی کہ ہنوز یہ امر اجتہادی ہے اگر یہ اجتہاد صحیح نہ ہوا تو عوام الناس جو دقائق ومعارف علم الٰہی سے محض بے خبر ہیں وہ دھوکا میں پڑ جائیں گے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ پھر بھی عوام کالانعام دھوکا کھانے سے باز نہیں آئے اور اپنی طرف سے حاشیئے چڑھا لئے انہیں اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کہ ان کے اعتراضات کی بنا صرف یہ وہم ہے کہ کیوں اجتہادی غلطی وقوع میں آئی۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اول تو کوئی ایسی اجتہادی غلطی ہم سے ظہور میں نہیں آئی جس پر ہم نے قطع اور یقین اور بھروسہ کر کے عام طور پر اس کو شائع کیا ہو پھر بطور تنزل ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیش گوئی کی تشخیص وتعیین میں کوئی غلطی وقوع میں آجائے تو کیا ایسی غلطی اس کے مرتبہ نبوت یا ولایت کو کچھ کم کرسکتی یا گھٹا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب

اس کے بعد آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

ٹھوکر کھائے گا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گی۔اب ہم فائدہ عام کیلئے یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتے ہیں کہ بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہیں ہوئی بلکہ اللہ جلّ شانہٗ نے اُس کی وفات سے پہلے اس عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے ☆ اور اب فوت ہو جاوے گا بلکہ جو الہامات اُس پسر متوفی کی پیدائش کے دن میں ہوئے تھے ان سے بھی اجمالی طور پر اُس کی وفات کی نسبت بو آتی تھی اور مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہوگا جیسا کہ یہ الہام اِنَّـا اَرۡسَـلۡـنَـاهُ شَـاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيۡهِ ظُلُمَاتٌ وَّ رَعۡـدٌ وَّ بَـرۡقٌ كُلُّ شَىۡءٍ تَحۡتَ قَدَمَيۡهِ یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں یعنی اُس کے قدم اُٹھانے کے بعد جو اس کی موت سے مراد ہے ظہور میں آجائیں گی۔سو تاریکیوں سے مراد

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بشیر اول کی زندگی میں ہی حضورؑ کو یہ الہام ہو گیا تھا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہوگا۔اسی کتاب میں حضور اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

گناہوں کا کفارہ ہوگی۔اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اِس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔منہ۔

پھر اسی کتاب میں حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں

تقریر میں مذکور ہے اور خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔ بلکہ ہمارے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں بعض ہمارے لڑکوں کی نسبت یہ پیشگوئی موجود تھی کہ وہ کم عمری میں فوت ہوں گے۔ پس سوچنا چاہئیے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی۔ بلکہ جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر ان کے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے چنانچہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسروں کو رخصت کرے اس کا نام مہمان نہیں ہوسکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغرسنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کُھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اُس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہوگیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔

ایسے ہی ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ایک خط لکھا اور اس میں بھی مندرجہ بالا مضمون کی وضاحت کی گئی۔ طوالت سے بچنے کے لئے اس خط کے حوالے یہاں درج نہیں کر رہا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ مولود مسعود کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الاشاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔

(حجتہ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۸، سن اشاعت ۱۸۹۷ء)

یہ سچ ہے کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا۔ ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۰، سن تالیف ۱۸۹۵ء)

مندرجہ بالا دو حوالوں میں حضورؑ نے واضع فرمادیا کہ مسعود کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ نیز اگر حضورؑ نے اسے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینا ہوتا تو مولود مسعود کی بجائے مولود موعود تحریر فرماتے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضع ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے کسی جگہ بھی قطعیت سے بشیر اول کے موعود ہونے کا ارشاد نہیں فرمایا۔ الہامات کی وجہ سے آپؑ کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ شاید یہی بیٹا موعود ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بشیر اول کی زندگی میں حضورؑ کے اس خیال کی درستگی فرمادی۔ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان رکھتا ہے اس پر فرض ہے کہ حضورؑ کی اس سلسلہ میں کی گئی وضاحت پر مکمل یقین کرے۔ اور آپؑ پر کسی قسم کی بھی بدگمانی نہ کرے۔

حضرت مرزابشیر الدین محمود احمد صاحبؓ

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

کتاب براہین احمدیہ میں حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے سلسلہ میں تین صد دلائل پیش کر کے مخالفین سے کہا تھا کہ اگر وہ ان دلائل کو جھٹلا کر دکھا دیں تو آپ بطور انعام مبلغ دس (۱۰۰۰۰) ہزار روپیہ اُنکی خدمت میں پیش کر دیں گے۔اسی طرح براہین احمدیہ کے بعد بھی حضورؑ جھوٹوں پر اتمام حجت کرنے کیلئے اُنہیں وقتاً فوقتاً انعاموں کی پیش کش کرتے رہے۔اسی طرح مولانا صاحب! خاکسار بھی اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں آپ کے آگے یہ پیش کش رکھتا ہے کہ اگر آپ کسی ایک جگہ پر بھی دکھا دیں کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد اپنی کسی تحریر میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہو تو میں اپنی تمام موروثی جائداد جو لاکھوں پونڈ، یورو یا ڈالروں میں ہے آپ کے حوالے کردوں گا۔لیکن مولانا صاحب۔یادرکھنا کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اُسکے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۹)

یہاں جنبہ صاحب ڈیمانڈ کررہے ہیں کہ:

۱۔ کہیں لکھا دکھا دیں کہ حضورؑ نے اپنی کسی تحریر میں جناب مرزابشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا۔

۲۔ اشتہار تکمیل دین کے بعد مرزابشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اس کے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

ذیل میں جنبہ صاحب کی ایک اور تحریر پیشِ خدمت ہے۔

قرینہ نمبر۴۔ الہامی پیشگوئی میں موعودز کی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکور تمام کی تمام علامات اسکے وجود میں پوری ہو جائیں۔اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کردے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس موعود شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔یہ زمانہ مدعی کیلئے بھی اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی اِبتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔لیکن جب مومنین اور منکرین کے دو پختہ گروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرما دیتا ہے۔ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہونی چاہیے۔بلاشبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ سچے مدعی میں یہ مرکزی علامتیں ضرور پوری فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی سلوک خاکسار سے

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۵)

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں:

۱۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکور تمام کی تمام علامات اس کے وجود میں پوری ہو جائیں۔

۲۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس موعود پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعی کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی ابتلا کا زمانہ ہوتا ہے۔

پہلی بات: احباب کرام! اپنے لئے تو جنبہ صاحب یہ معیار پیش کر رہے ہیں لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی باری آتی ہے تو فرماتے ہیں کہ لکھا دکھاؤ کہاں حضورؑ نے آپؓ کو موعود کہا ہے۔ جنبہ صاحب اگر حضورؑ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت صاف لکھ دیتے کہ یہی موعود مولود ہے تو کیا تب درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ نہیں اٹھ جانا تھا اور اس موعود پر ایمان لانے کا ثواب نہیں جاتا رہنا تھا۔ آپ دوہرے معیار تو قائم نہ کریں۔

دوسری بات: اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ اس کی پیشگوئیوں میں کچھ اخفا کے پہلو ہوتے ہیں۔ اور اسی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پہچان کرتا ہے۔ اس لئے آپ کی یہ ڈیمانڈ کہ دکھاؤ حضرت مسیح موعودؑ نے کہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو موعود مولود، موعود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہے کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ نیز اگر آپ کے نزدیک یہی معیار صداقت ہے تو مجھے دکھائیں کہاں رسول کریم ﷺ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو امام مہدی اور مسیح موعود کہا ہے۔ یا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی تحریر دکھا دیں جس میں جناب عبد الغفار جنبہ کو موعود مولود، موعود مسعود یا مصلح موعود کہا ہو۔ معیار وہ قائم کرنا چاہیئے جس پر خود بھی پورے اتر سکیں۔

تیسری بات: اس کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مصلح موعود کے حوالہ سے اتنا واضح بتایا ہے کہ کوئی بھی نیک فطرت باآسانی اس وجود تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جن کی فطرت میں انکار کرنا ہو وہ واضح نشانات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔

حق کے متلاشی نیک فطرت احباب کے لئے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

حوالہ نمبر ا

"وَهٰذَا الزَّمَانُ لِلخَيْرِ وَ الرُّشْدِ كَآخِرِ الْاَزْمِنَةِ وَلَا يَأْتِيْ زَمَانٌ بَعْدَهٗ كَمِثْلِهٖ فِي الْفَضْلِ وَالْمَرْتَبَةِ. وَاِنَّا اِذَا وَدَّعْنَا الدُّنْيَا فَلَا مَسِيْحَ بَعْدَنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْزِلُ اَحَدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَ لَا يَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَةِ اِلَّا مَا سَبَقَ مِنْ رَّبِّيْ قَوْلٌ فِي الذُّرِّيَّةِ. (اِشَارَةٌ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ. منه

ترجمہ: اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔(اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

مندرجہ بالا حوالہ میں حضورؑ نے پہلی بات یہ بتلادی کہ آنے والا موعود میری جسمانی اولاد میں سے ہو گا۔

حوالہ نمبر ۲

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کس لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اوس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا اور پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی

ہے یاہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۱۶،۱۱۷)

اس اشتہار میں حضورؑ نے واضع کر دیا کہ موعود مولود پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد ۹ سال کے عرصہ کے اندر پیدا ہو گا۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہ کا ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جاوے گا۔

مندرجہ بالا دو حوالوں سے دو باتیں ثابت ہو گئیں کہ پیشگوئی کے مطابق آنے والا موعود حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو گا اور وہ عرصہ ۹ سال میں پیدا ہو گا۔ اور یہ سب کچھ حضورؑ کا اجتہاد یا قیاس نہیں بلکہ اوسی قدر ہے جو منجانب اللہ حضورؑ پر منکشف کیا گیا۔

اس ۹ سالہ معیاد میں حضرت مسیح موعودؑ کے تین بیٹے ہوئے اور دو بیٹوں نے لمبی عمر پائی۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء

اب ان دو بیٹوں میں سے ایک مولود موعود ہے جس کی بابت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی گئی تھی۔

حوالہ نمبر ۳

مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ منہ

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۵۳)

جنبہ صاحب اشاروں کی ڈیمانڈ کرتے ہیں یہاں حضورؑ نے واضح طور پر بتادیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ ایک لڑکا پیدا ہونے کے بعد فوت ہو گیا اور دوسرا لڑکا جس کا نام الہام میں بشیر اور محمود رکھا گیا ہے وہ اپنی معیاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔

جنبہ صاحب! حضورؑ کو علم تھا کہ بعد میں اس پیشگوئی کے متعلق کیا کچھ کہا جائے گا۔ اس لئے یہاں اس کی بھی وضاحت فرمادی۔ کہ اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں نیز آپؑ فرماتے ہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ منہ

حوالہ نمبر ۴

غرض بشیر ہزاروں صابرین وصادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گی۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ منہ

(حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۳)

یہاں حضورؑ نے بات کو بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے۔ حضورؑ پہلے تحریر فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ ما یشاء

اس کے بعد پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

احبابِ کرام!

دوسرا بشیر جس کا نام محمود بھی ہے وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب ہیں۔ اور فرماتے ہیں اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

دوسرا بشیر کون ہے؟ جس کا نام محمود بھی ہے یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ اس دوسرے بشیر کی نسبت پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔

'اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا '

کیا ابھی بھی کسی کو شک ہے کہ وہ مصلح موعود کون ہے؟ یا حضورؑ نے اپنی کسی تحریر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت اشارتاً بھی بات نہیں کی؟

حضورؑ نے تو باقاعدہ نام لے کر بتا دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق کون ہے۔

آگے چل کر حضورؑ فرماتے ہیں: اور اشتہار مذکور کی یہ عبارت کہ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیئے کہ جس پیش گوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام محمود اور تیسرا نام بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تھا کہ اس کا آنا

معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔ (حاشیہ، سبز اشتہار، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۷)

حوالہ نمبر ۵

حضورؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک خط لکھا۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ در حقیقت دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت (کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے) یہ تمام عبارت اسی پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور مہمان کا وہ لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے یہ اس کی چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔ اور بعد کا وہ فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اولوالعزم ہو گا اور ۸ اپریل ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی کہ 'انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں'۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہو گا۔ یخلق مایشاء۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔

اس خط میں بھی حضورؑ نے بڑی وضاحت سے بتا دیا ہے کہ دوسرا بشیر مصلح موعود ہو گا۔

حوالہ نمبر ۶

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے بیٹے سے نوازا۔ تو آپؑ نے اسی روز تکمیل دین کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ اور اس کے حاشیہ میں اس بچے کی پیدائش کا بھی ذکر فرمایا۔ اشتہار کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

'خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہو گا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہو گا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری جل شانہ' کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول **بشیر الدین محمود** رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔ اور ہمارے بعض حاسدین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری کوئی ذاتی غرض اولاد کے متعلق نہیں اور نہ کوئی نفسانی راحت ان کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس یہ ان کی بڑی غلطی ہے کہ جو انہوں نے بشیر احمد کی وفات پر خوشی ظاہر کی اور بغلیں بجائیں۔ انہیں یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہماری اتنی اولاد ہو جس قدر درختوں کے تمام دنیا میں پتے ہیں اور وہ سب فوت ہو جائیں تو ان کا مرنا ہماری سچی اور حقیقی لذت اور راحت میں کچھ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ مُیت کی محبت مَیت کی محبت سے اس قدر ہمارے دل پر زیادہ تر غالب ہے کہ اگر وہ محبوب حقیقی خوش ہو تو ہم خلیل اللہ کی طرح اپنے کسی پیارے بیٹے کو بدست خود ذبح کرنے کو تیار ہیں کیونکہ واقعی طور پر بجز اس ایک کے ہمارا کوئی پیارا نہیں۔ جل شانہ و عزاسمہ۔ فالحمد اللہ علیٰ احسانہ

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۱، ۱۹۲)

اس اشتہار میں حضورؑ نے اس بچے کا نام بشیر اور محمود رکھا۔ اور فرمایا کہ ’ پس اگر حضرت باری جل شانہ‘ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ‘ زراہِ دور اُمدہ

یہاں حضورؑ پھر وضاحت فر رہے ہیں کہ اگر یہ بچہ مصلح موعود نہیں تو ’اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔‘ یعنی وہ موعود بچہ بہر حال ۹ سال کے اندر پیدا ہونا ضروری ہے۔ اب جنبہ صاحب جو دوسروں پر تحریف کا الزام لگاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مضامین میں حضورؑ کی اس ساری وضاحت کا کہیں ذکر نہیں کیا بلکہ اس عبارت میں سے اپنی مرضی کا حصہ نکال کر پیش کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو حضورؑ نے فرمایا ہے۔

’ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔‘

جبکہ اشتہار کا مندرجہ بالا حصہ پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؑ کے خیال میں یہی بشیر مصلح موعود ہے۔ ساتھ آپؑ احتیاط کے طور پر (کیونکہ بشیر اول کی وفات کے موقع پر مخالفین نے بہت شور مچایا تھا) دو باتیں فرما رہے ہیں کہ چونکہ اس بچے کی بابت خدا تعالیٰ نے واضع طور پر نہیں فرمایا کہ یہی مصلح موعود ہے اس لئے اس کا نام بشیر اور محمود بالفعل محض تفاول کے رکھا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ اگر یہ موعود نہیں تب بھی ۹ سال کے اندر وہ ضرور پیدا ہو جائے گا۔

اب اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کا کیا علاج ہے۔

حوالہ نمبر ۷

محترم جنبہ صاحب نے یہاں ایک اور شرط رکھ دی کہ

اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی''۔ جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب! اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق حضورؑ کا کسی اشتہار یا کسی کتاب میں لکھا ہوا یہ فرمان دِکھا دیں (یاد رہے کہ میں خالی لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی بات نہیں کر رہا کیونکہ حضورؑ نے اپنے سب لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئیوں کو اپنی کتب میں بار بار دہرایا ہے) کہ میرا یہ لڑکا موعود یا مولود مسعود یا مصلح موعودؑ'' ہے تو میں اپنے دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود پر از سرِ نو غور کرنے کیلئے تیار ہوں۔لیکن آپ کو حضورؑ کا کوئی ایسا فرمان نہیں ملے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۷۴، صفحہ نمبر ۸)

نیز فرماتے ہیں:

خاکسار بھی اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں آپ کے آگے یہ پیش کش رکھتا ہے کہ اگر آپ کسی ایک جگہ پر بھی دکھادیں کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد اپنی کسی تحریر میں جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق مولود موعود، مولود مسعود، پسر موعود یا مصلح موعود کہا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاد رکھنا کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق کسی ایک جگہ پر بھی اس کے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا اور نہ ہی کوئی دکھا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۹)

جنبہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ جنبہ صاحب یہ مانتے ہیں کہ اشتہار تکمیل تبلیغ تک حضورؑ اسی بشیر الدین محمود احمد کو پسر موعود اور مصلح موعود مانتے تھے۔ اسی لئے جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ اس کے بعد کی کوئی تحریر دکھاؤ۔

جنبہ صاحب ماننے والے بنیں اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد کے حوالے بھی حاضر ہیں۔

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہو گا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36، سن تالیف مئی ۱۸۹۷ء)

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے۔'' (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

تریاق القلوب میں ہی حضورؑ نے ایک اور جگہ فرمایا:

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12/ جنوری 1889ء کو مطابق 9/ جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219، سن تالیف ۱۸۹۹ء)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں حضورؑ فرماتے ہیں:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20/ فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی خوردسالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہو گا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 373, 374)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی حضور علیہ السلام نے چونتیسویں (34) نشان میں سبز اشتہار کا حوالہ دے کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پیدائش کا ذکر یوں فرمایا ہے:

”..... میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 227، سن تالیف اپریل ۱۹۰۷ء)

ذیل میں ایک اور حوالہ درج کر رہا ہوں۔ اس میں حضورؑ نے اپنے اس بیٹے محمود کو پسر موعود کہہ کر پکارا ہے۔

اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمد

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۹)

اس تحریر میں حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ اس میں آپؑ نے اپنے بیٹے محمود کا ذکر کرتے ہوئے بڑی وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ جب وہ پیدا ہوا تو ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ اس کے صفحہ نمبر ۴ پر پسر موعود کی بابت یہ شعر تحریر کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا تمام حوالے اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد کے ہیں۔ اور ان تمام حوالوں میں حضورؑ اپنے سبز اشتہار کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور وہ حوالے اوپر درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں حضورؑ نے بڑی وضاحت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے موعود اور مصلح موعود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جنبہ صاحب اشاروں کا کہہ رہے ہیں۔ جبکہ حضورؑ نے تو بہت کھول کھول کر بات سمجھا دی ہے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے۔

محترم جنبہ صاحب مندرجہ بالا حوالوں کے رد میں حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے پہلے تینوں بیٹوں میں سے کسی کو بھی موعود نہیں کہا۔

حوالہ نمبر ۱

چنانچہ اسی بشارت کے مطابق پھر مثیل بشیر احمد اوّل یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے اور اس طرح ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلق الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے۔ میں یہاں پر اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کیے جن میں سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیے ورنہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ یہ سچ ہے کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔'' (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

(آرٹیکل نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر بڑی واضح ہے۔ اس تحریر کو پیش کر کے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ لڑکا مصلح موعود ہے سراسر غلط بیانی ہے۔ اس تحریر میں حضورؑ نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کیے جن میں سے ایک سات برس کا ہے۔

اس حصہ میں حضورؑ نے دو لڑکوں کا ذکر کیا ہے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت بتلایا ہے کہ وہ سات برس کا ہے۔ کہیں نہیں کہا کہ یہ موعود نہیں ہے۔

۲۔ لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہو گا تو وہ الہام پیش کرو۔

یہاں حضورؑ مخالفین کے اس اعتراض کا ذکر کر رہے ہیں کہ جب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد پہلے لڑکی ہوئی تھی تو لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ دیکھو لڑکے کی بجائے لڑکی ہوئی ہے۔ حضورؑ فرمارہے ہیں کہ میں نے کہیں نہیں کہا تھا کہ پہلی دفعہ ہی لڑکا ہو گا۔ اس بات کا موعود لڑکے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

۳۔ یہ سچ ہے کہ ۸/ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیش گوئی کی تھی۔

یہ حصہ بڑا واضح ہے۔ یہاں حضورؑ اپنے بیٹے حضرت مرزا شریف احمدؓ کا ذکر فرمارہے ہیں۔ اور انہی کی بابت کہہ رہے ہیں کہ میں نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا۔ یہاں سب لڑکوں کا نہیں کہا۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ کیونکہ یہ لڑکا تو ویسے ہی پیشگوئی کے مطابق ۹ سالہ عرصہ کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اس کے موعود ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔

اس حوالہ کا پیشگوئی مصلح موعود سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اور نہ ہی اس حوالہ سے کسی طور ثابت یہ ہو سکتا ہے کہ ۱۸۹۴ء تک حضورؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے بارہ میں کہیں موعود نہیں کہا۔

حوالہ نمبر ۲

☆ بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ☆ (حجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی اس امر کی تصدیق فرمارہے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق "مولود موعود" یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپکے تینوں لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ ہاں آپؑ نے محض تفاؤل کے طور پر انکے نام ضرور رکھے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگاتے ہیں۔ اور خود وہی کام کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ کو اس کے سیاق وسباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ جسے پڑھنے کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے یہ فقرہ کس کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ یعنی بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ مجھے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ''تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی''۔ پر میں کہتا ہوں کہ اے سیاہ دل! الہام جھوٹا نہیں تھا۔ تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ اب بجز اس کے میں کیا کہوں کہ **لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین** بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہوگئی۔ جس کا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کون سا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا۔ اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے **تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو!**

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸)

اس پورے حوالے کو پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس میں ذرا سی بھی شرافت اور خدا کا خوف ہے وہ جان جائے گا کہ حضورؑ یہاں بشیر اول کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور مخالفین نے اس کی وفات پر جو اعتراضاف کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے اسے مولود

مسعود کہا تھا۔ جس کا مطلب موعود تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ اس پوری تحریر سے کہیں عیاں نہیں ہوتا کہ حضور نے اپنے باقی لڑکوں کا بھی اس میں ذکر کیا ہے۔

جنبہ صاحب کی خدمت میں ان ہی کے دو حوالے اس امید کے ساتھ پیش ہیں۔ کہ

شاید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس ردّ اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی توریت میں ہمارے سید مولیٰ محمد مصطفٰےﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اِسی بنا پر اور اِسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اُنکے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔ مثلاً ایلیا نبی کا آسمان سے اترنا اور خلق اللہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں آنا بائبل میں اس طرح لکھا ہے کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا پھر دوبارہ

آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۵

’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبیﷺ تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۳۹)

جناب مولود احمد صاحب میری آپ سے گذارش ہے کہ جب آنحضورﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپﷺ نے اپنے روحانی غلام (مہدی معہود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی آپﷺ کی اُمت کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے۔؟ ؎ کچھ تو سوچو خدا کیلئے ۔ سیّد الخلق مصطفٰے کیلئے

آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۹)

احباب کرام! یہ کیسی دیانتداری ہے کہ دوسروں سے کچھ اور ڈیمانڈ کرتے ہیں اور اپنے لئے کچھ اور بیان کرتے ہیں؟

کچھ تو سوچو خدا کے لئے ۔۔۔ سید الخلق مصطفٰے کے لئے

نوٹ: حضورؑ پر زکی غلام کی نسبت ۱۹۰۷ء تک جو الہامات ہوتے رہے انکے بارے میں کئے گئے اعتراضات کا جواب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب (ایم۔اے)

دیگر بچوں کی طرح محترم جنبہ صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کے قمر الانبیاء کہلانے پر بھی اعتراض کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

(۳) چونکہ قمر الانبیاء موعود کی غلام کا ہی ایک الہامی ٹائٹل ہے اور جب اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کسی کو اُسکے موعود کی غلام ہونے کی خبر دے گا تو پھر وہ اپنے موعود کی غلام مسیح الزماں ہونے کیساتھ ساتھ اپنے قمر الانبیاء ہونے کا بھی اعلان کرے گا۔ اُسکے دعویٰ سے پہلے لوگ اُسے مصلح موعود اور قمر الانبیاء نہیں بنائیں گے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں جناب مرزا بشیر احمد صاحب نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کبھی اپنے مصلح موعود اور قمر الانبیاء ہونے کے دعاوی نہیں کیے تھے لہٰذا وہ قطعی طور پر قمر الانبیاء نہیں تھے اور نہ ہی وہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۲)

الجواب:

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کو نہ تو حضورؑ نے قمر الانبیاء کا لقب دیا تھا اور نہ ہی آپؓ نے خود اس کا دعویٰ کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کو بیٹے کی بشارت دی تو اس بیٹے کا نام قمر الانبیاء رکھا۔ وہ الہام درج ذیل ہے۔

اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اِس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یأتی قمر الانبیاء . وامرک یتأتی. یسرّ اللّٰہ و جھک. وینیر برھانک. سیولد لک الولد و یُدْ نی منک الفضل. ان نوری قریب ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا

اور نیز یہ کہ شکل وشباہت میں فضل احمد سے جو دُوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔ اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مُراد پسر موعود ہو) پھر جب یہ کتاب آئینہ کمالات جس میں یہ پیشگوئی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء درج ہے اور جس کا دُوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوگئی۔ جیسا کہ اِس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے تو ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ راپریل ۹۳ء سے ظاہر ہے۔ اِس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اور درحقیقت وہ لڑکا صورت کے رُو سے فضل احمد سے مشابہ ہے جیسا کہ پیشگوئی میں صاف اشارہ کیا گیا اور یہ لڑکا پیشگوئی کی تاریخ دسمبر ۱۸۹۲ء سے تخمیناً پانچ مہینے بعد پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی تاریخ میں اشتہار ۲۰ راپریل ۱۸۹۳ء کو چھپوایا گیا۔ جس کے عنوان پر یہ عبارت ہے۔ منکرین کے ملزم کرنے کے لئے ایک اور پیشگوئی خاص محمد حسین بٹالوی کی توجہ کے لائق ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۸ تا ۲۲۰)

مندرجہ بالا حوالے سے ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کا نام قمر الانبیاء رکھا تھا۔

یہاں میر اجنبہ صاحب سے سوال ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے اجتہاد کی بنیاد پر اس بچے کو قمر الانبیاء کہا تھا اور یہ آپؑ کی غلطی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو ان بچوں کی طرح وفات کیوں نہیں دی۔ جن کی بابت آپ کہتے ہیں کہ وہ اس لئے فوت ہو گئے کیونکہ حضورؑ نے انہیں اپنے اجتہاد کی بنیاد پر مصلح موعود خیال کیا تھا؟

حضورؑ نے مرزا مبارک احمد کو مصلح موعود کہا ہے

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگایا ہے کہ آپؑ نے مرزا مبارک احمد صاحب کو مصلح موعود کہا تھا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے کر آپؑ کو سمجھا دیا کہ مصلح موعود آپؑ کا جسمانی بیٹا نہیں ہو سکتا۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

جیسا کہ خاکسار پہلے ایک حوالہ پیش کر چکا ہے کہ حضورؑ تو ابتداء سے ہی اپنے ''تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق پسر موعود یعنی مصلح موعود تھا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے بھی ہوتی ہے۔ کتاب انجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارةً بعد بشارةٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلثةٍ۔ وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔ فاشعتُ ھٰذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلك الاشتھارات۔ ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمة۔ وقال انّه یجعل الثلاثة اربعة۔ ''(روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔ اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔ سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔ اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پرواہ نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرمادیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتادیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔ اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اور پھر حتیٰ کہ ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہوگیا۔ جیسا کہ میں ''چند اصولی باتیں'' کے زیرِ عنوان پہلے یہ ذکر کر چکا ہوں کہ اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود مسعود'' یا ''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی'' یا ''تین کو چار کرنیوالا'' میں سے کسی ایک امر کا بھی اظہار فرمایا ہوتو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ نے اُس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ تو فرمایا لیکن اُسے مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ لیکن اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ تینوں اشارے فرمادیئے ہوں تو پھر ہم یہ یقین کر لینے میں قطعی طور پر حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق ''مصلح موعود'' ہونے کا کامل انکشاف فرمادیا ہے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تریاق القلوب۔ تصنیف۔ ۱۹۰۰ء۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۱۱) ''دیکھوایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ ایک اور الہام ہے جو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟'' (ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہوگیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۱۱۱) ’’سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴ ؍جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴؍ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

’’سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔ (ایضاً صفحہ ۲۲۳)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

(۳)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بڑے واضح رنگ میں اپنے چھوٹے اور چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ اُس کو (۱) ’’تین کو چار کرنیوالا‘‘ فرمایا۔ (۲) اور اُسکی نسبت پیشگوئی اِشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی فرمایا۔ (۳) اور اُسے مولود مسعود کہہ کر بھی پکارا تھا۔ حوالہ کیلئے دیکھیں مضمون نمبر ۳۰ ’’سبز اِشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ‘‘۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ وہ اِن حوالوں کو غلط ثابت کر سکتا ہے تو آپ اُس سے ایسا کرنے کیلئے کہیں۔؟

(۴)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے بڑے واضح الفاظ میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا کو وفات دے کر آگے اُسکے مثیل کی خبر دے کر پیشگوئی مصلح موعود کو مبارک احمد کے مثیل کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ اِس حقیقت کو کوئی بھی نہیں جھٹلا سکتا۔ اگر کوئی اس حقیقت کو غلط ثابت کر سکتا ہے تو آپ اُس سے ایسا کرنے کیلئے کہیں۔؟

(آرٹیکل نمبر ۴۵، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد صاحب کو مصلح موعود سمجھتے تھے اور آپؑ نے انہیں مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل تین دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کو تین کو چار کرنے والا کہا ہے۔ اور یہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا حصہ ہے۔

۲۔ اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے۔ اور اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔

۳۔ اور اسے مولود مسعود کہہ کر بھی پکارا تھا۔

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا دلائل کا جواب حاضر ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور الہام تین کو چار کرنے والا ہو گا کا حضرت مرزا مبارک احمد سے کیا تعلق بنتا ہے۔ اور حضورؓ اسے کیسے بیان فرماتے ہیں:

جب حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی تو اس میں اس فقرہ 'وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا' کے ساتھ حضورؑ نے بریکٹ میں تحریر فرمایا 'اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی'۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔ اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبدالحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مروگے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

> خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۹۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

> کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمدؓ کی بابت کن معنوں میں پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور تین کو چار کرنے والے حصے کا ذکر فرمایا ہے۔

اب لفظ 'مولود مسعود' کو دیکھتے ہیں کہ حضور نے اس کی کیا وضاحت فرمائی ہے۔

۱۔ اس حوالہ میں حضورؑ لفظ مسعود کے معنوں کی وضاحت فرما رہے ہیں۔

(۲) ☆اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل ۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے ۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الاّ شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے ۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے ۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ ☆ (حُجۃ اللہ ۔ مطبوعہ ۱۸۹۷ء ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

۲۔ یہاں حضورؑ وضاحت فرمارہے ہیں کہ اصل لفظ مولود موعود ہے۔

''یہ سچ ہے کہ ۸ ۔ اپریل ۱۸۸۶ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔'' (انوار الاسلام (۱۸۹۵ء) روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

(آرٹیکل نمبر ۵۲، صفحہ نمبر ۹، ۱۰)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مولود مسعود کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

اب جنبہ صاحب کے اس اعتراض کو دیکھتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمدؓ کو موعود یا مصلح موعود سمجھا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دے دی۔

پھر جب ۱۳/ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳/ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انّی اسقط من اللّٰہ واصیبہ ۔ یعنی اب میرا وقت آ گیا۔ اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۱۷۔ تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۲۷۸)

اس الہام میں خدا تعالیٰ نے قبل از پیدائش حضورؑ کو بتادیا کہ خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اس واضح الہام کے بعد یہ اعتراض کرنا کہ حضورؑ اس بچے کو مصلح موعود خیال کرتے تھے اس لئے وہ فوت ہو گیا۔ حضورؑ پر بہت بڑا الزام ہے۔ اور کوئی سچا مرید ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا تمام حوالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضورؑ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کو وہ موعود بیٹا نہیں سمجھتے تھے جسے آپؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔ بلکہ حضورؑ کی تمام اولاد ہی خدا تعالیٰ کے قبل از وقت کئے گئے الہامات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ نے ہر بیٹے کی پیدائش سے قبل اس کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تین کو چار کرنے والا کے مفہوم سے بھی آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنے مخالف مولوی عبد الحق غزنوی کو یہ چیلنج کیا تھا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مروگے۔

نافلہ حضرت صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب

محترم جنبہ صاحب نے اپنی اکثر تحریروں میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ان کی مبارک اولاد اور آئندہ پیدا ہونے والی ذریت کے متعلق نازل ہونے والے الہامات صرف ایک وجود یعنی زکی غلام کے متعلق ہیں۔ حضورؑ نے جہاں جہاں اسے اپنے کسی بیٹے یا پوتے پر ان الہامات کا اطلاق کیا ہے۔ وہ آپؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ اس لئے جس پر بھی ان الہامات کا اطلاق کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے اجتہاد کی درستگی کے واسطے اس بچے کو مار دیا۔ اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب حضورؑ کے پوتے نصیر احمد کی بابت تحریر کرتے ہیں۔

کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعود زکی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ تو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو موعود یعنی زکی غلام کہا ہے اور نہ ہی کہیں اپنے پوتے کو اس پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیٹے کی پیدائش سے قبل بذریعہ الہام اس کی خبر دی۔ آپؑ نے اسے شائع فرمایا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے الہامات کے ذریعہ آپ کو پوتے کی خوش خبری دی۔ اور اس پیش خبری کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو پوتے سے نوازا۔

اس سلسلہ میں ہونے والے الہامات درجِ ذیل ہیں۔

۱۹۰۳ء "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اَرْبَعَةً مِّنَ الْبَنِیْنَ وَاَنْجَزَ وَعْدَهٗ مِنَ الْاِحْسَانِ۔ وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ۔"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد وثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پُورا کیا..... (اور) پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا[۱]"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۳۷۸)

۱۵ر مئی ۱۹۰۴ء (۱) اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَكَ (۲) اِنِّیْ مَعَكَ یَا اِمَامُ رَفِیْعُ الْقَدْرِ۔ (۳) رَبِّ اجْزِهٖ جَزَآءً اَوْفٰی (۴) شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا (۵) اِنَّهٗ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔[۱]

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۸، ۱۹ مورخہ ۸/۱۶ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۰ حاشیہ۔ الحکم جلد ۸ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۷ر مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

[۱] (ترجمہ از مرتب) (۱) تُو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ (۲) اے عالی قدر امام مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ (۳) اے میرے ربّ اسے پوری پوری جزا دے۔ (۴) چُست اور ہوشیار لڑکا پیدا ہوگا۔ (۵) یقیناً خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۴۳۰)

۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) "یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ (۲) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔"

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

ے (۱) اے چاند اے سُورج تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں (۲) ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ وہ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۰۰)

مارچ ۱۹۰۶ء "چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا:۔
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔
ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ راپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

اِلَيْكَ اَنْوَارُ الشَّبَابِ ، تَرٰى نَسْلًا بَعِيْدًا ، اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ
اور جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق
وَالْعُلٰى كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ، اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ ،
کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۵۴ نیز حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸،۹۹)

مندرجہ بالا الہام بھی ۱۹۰۶ء میں ہوا۔ اس میں خدا نے وعدہ فرمایا کہ تو اپنی دور کی نسل دیکھے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔

حضورؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔
جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:
و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

> والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ **انّا نبشّرک بغلامٍ نافلةً لک نا فلةً من عندی**۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۲۸،۲۲۹)

پیشگوئیوں کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو حضورؑ کے پوتا پیدا ہوا۔ اس کا نام صاحبزادہ نصیر احمد رکھا گیا۔ یہ بچہ چند ماہ زندہ رہ کر وفات پا گیا۔

مندرجہ بالا تمام الہامات یا حضورؑ کی تحریر سے یہ شبہ تک نہیں ہوتا کہ حضورؑ نے اپنے اس پوتے کو مصلح موعود یا زکی غلام کہا ہو یا خیال تک کیا ہو۔ مگر اس کے باوجود جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ کیونکہ حضورؑ نے اجتہادی طور پر اسے موعود کہا تھا اس لئے یہ فوت ہو گیا۔

یہاں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ یہ پوتا حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کی زندگی میں پیدا ہوا اور ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ جنبہ صاحب ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حضورؑ نے حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو موعود بیٹا کہا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے پوتے حضرت مرزا نصیر احمد صاحب کو بھی موعود کہا ہے۔ اگر حضورؑ حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو موعود بیٹا سمجھتے تھے تو کیسے ممکن ہے کہ ان کی زندگی میں ہی ایک دوسرے وجود یعنی اپنے پوتے کو بھی موعود کہتے۔ حضورؑ نے نہ ہی حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؓ کو وہ موعود کہا ہے اور نہ ہی اپنے پوتے کو وہ موعود کہا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی اختراء ہے۔

حضورؑ پر اس قسم کے الزام بھی لگا رہے ہیں اور غلامی کا بھی دم بھر رہے ہیں۔ فیصلہ احباب نے کرنا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔

ثابت کرو کہ زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے

محترم جنبہ صاحب تمام احباب جماعت اور ان کے امام کو مخاطب کر کے چیلنج کرتے ہیں:

(۱)اس اقتباس میں آپ فرماتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہی ہے، نہ کہ کوئی ایسا شخص جس نے بعد کے زمانہ میں آنا ہے۔خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔کیونکہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام الٰہی جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام یا مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے اسی طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود ''زکی غلام'' کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے ۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

محترم جنبہ صاحب اس اقتباس میں فرما رہے ہیں:

'خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمام افراد جماعت کو اور ان کے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لوں گا'۔

اور پھر جنبہ صاحب اس مسئلہ کو حل کرنے کا ایک طریق یوں بیان فرماتے ہیں:

متنازعہ فیہ اَمر کو فیصل کرنے کا احسن طریقہ اور اِسکی ایک مثال۔

رانا صاحب! جس طرح ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اُمت محمدیہ میں ''ختم نبوت'' ایسے ''متنازعہ فیہ اَمر'' کا بطریق احسن حل کر کے دکھایا ہے اور ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمتوں اور روحانی نعمتوں کے دروازے بشمول نبوی انعام بند نہیں کیے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ اپنے سارے بندوں کو اپنی ساری نعمتیں بخش دے تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ذرّہ بھر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔لہٰذا اپنے دِلوں کو صاف کر کے تقویٰ اور طہارت کیساتھ صراطِ مستقیم پر چلنے کی دُعا مانگو تا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی منعم علیہ گروہ

میں شامل فرمائے۔ رانا صاحب! آپ سے آپ کی معرفت خلیفہ صاحب اور پوری جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ جس طرح ہمارے آقا نے قرآن کریم کے بحیثیت مجموعی مطالعہ کی روشنی میں ''ختم نبوت'' کے عقیدے کا بُطلان کیا ہے اِسی طرح ہم بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں ''پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت'' کو جاننے کی کوشش کریں۔ آخر اس میں کیا حرج ہے۔؟ نفس سے پاک ہوکر اور تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ غور فرمانے کے بعد حضورؑ کے الہامات کی روشنی میں جو حقیقت ظاہر ہو جائے اُسے ہم سب قبول کرلیں اور جماعت کو اِفتراق سے بچائیں۔ اگر دل میں خوف خدا ہو اور موت یاد ہو تو ہر جھگڑا کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ رانا صاحب! کیا آپ میری اس تجویز سے متفق ہیں۔؟ اگر متفق ہیں تو تیار کیجئے اپنے خلیفہ صاحب اور جماعت کو۔ میں تو آپ سب کو عرصہ پانچ سال سے اس طریق فیصلہ کی طرف بُلا رہا ہوں اور آپ میرا اور میرے اہل وعیال اور میرے دوست احباب کا اخراج اور حقہ پانی بند کرتے پھر رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے رانا صاحب! آپ اس طریق فیصلہ سے راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے آمین۔ باقی

(آرٹیکل نمبر ۱۴، صفحہ نمبر ۶)

محترم جنبہ صاحب کی بہت مناسب تجویز ہے۔ اس لئے قرآن پاک، احادیث، الہامات حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی تحریروں کی روسے دیکھتے ہیں کہ کیا مصلح موعود (زکی غلام) حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ نیز اس مسئلہ کو اسی طرح حل کرتے ہیں جس طریق پر جنبہ صاحب چاہتے ہیں۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اَسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اس پیشگوئی کی وضاحت کرتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دو نشان عطا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور اس طرح یہ تفصیلی پیشگوئی دراصل دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ (۱) ایک موعود لڑکا (۲) اور دوسرا موعود غلام۔ جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔۔۔۔۔ بیس فروری کی پیشگوئی۔۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں۔۔۔ الہام نے اس غلطی کو رفع کردیا۔'' (مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ، تذکرہ ۱۰۹)

کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو نشانوں کی بجائے ایک نشان پر مشتمل تھی؟ ہرگز نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸، صفحہ نمبر ۱)

جنبہ صاحب کے بقول اس پیشگوئی میں ایک موعود لڑکے کی بشارت دی گئی تھی اور دوسری موعود زکی غلام کی بشارت تھی۔

موعود لڑکے کی بابت جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

رانا صاحب! میں کہاں خود ہی بشیر ثانی کو بشیر احمد اول کا مثیل قرار دے رہا ہوں۔؟ اللہ تعالیٰ کا کلام جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا۔ وہ بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار دے رہا ہے۔

☆اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَ فَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَ الْاِتِّبَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔☆(سرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا نکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہو جاتی ہے جو کہ آپؑ نے حضرت مولانا نور الدینؓ کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ''ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا'' یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء۔☆ (مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ کے اِن اِلہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً)۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اول) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔ (ثانیاً)۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اول) تو ضرور فوت ہو گیا لیکن اُسکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا اُس سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔ اُمید ہے رانا صاحب! اب تو آپکی تسلی ہو گئی ہوگی کہ میں نے خود بشیر ثانی کو بشیر اول کا مثیل قرار نہیں دیا بلکہ یہ مماثلت تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً دی ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۵، ۱۶)

مندرجہ بالا حوالہ کے مطابق پیشگوئی کے ایک حصہ یعنی موعود لڑکے کی بابت جنبہ صاحب نے تسلیم کر لیا کہ وہ لڑکا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی ہی ہیں۔ اس لئے اس پر مزید کسی بحث یا دلیل کی ضرورت نہیں۔ ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

زکی غلام یعنی مصلح موعود

پیشگوئی کا دوسرا حصہ زکی غلام کی بابت ہے۔ جس میں اختلاف ہے۔ اور جیسا کہ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں ہم نے دیکھنا ہے کہ زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی لڑکا ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ مضمون کو سمجھنے اور با آسانی حل کرنے کے لئے پہلے وہ حوالے لیتے ہیں جو جنبہ صاحب اور ہم میں مشترک ہیں۔ اور جن میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں زکی غلام کون ہے۔

محترم جنبہ صاحب اپنے بیشتر آرٹیکلز میں اس بات کو خود بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی وفات تک یہی خیال کرتے رہے تھے کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی لڑکا ہو گا۔ ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؑ "زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود" کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تولّد کا آخری وقت تک اِنتظار کرتے رہے۔ جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درجِ ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

"یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحیٰی کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔ یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد کے اِلہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔" (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ کے بعد جنبہ صاحب کی ایک ڈیمانڈ تو پوری ہو گئی کہ حضورؑ کی تحریروں سے ثابت کریں کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا ہے۔ میں بھی جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا حوالہ میں درج بات سے متفق ہوں کہ حضورؑ کو آخری وقت تک یہ یقین تھا کہ موعود زکی غلام آپؑ کا جسمانی بیٹا ہی ہو گا۔

۲۔ حدیث کی رو سے زکی غلام کون ہے۔

زکی غلام کے حوالے سے ہمیں ایک حدیث ملتی ہے۔

۹۵۳ ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ [illegible])

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۹۰۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسیح جب نزول فرماہوں گے تو شادی کریں گے۔ ان کی اولاد ہو گی۔ ۴۵ سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور مسیح ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے موعود لڑکے کو اپنی جسمانی اولاد قرار دیا ہے۔

"وَهٰذَا الزَّمَانُ لِلخَيْرِ وَ الرُّشْدِ كَآخِرِ الأزْمِنَةِ وَلَا يَأْتِي زَمَانَ بَعْدَه" كَمِثْلِهٖ فِي الفَضْلِ وَالْمَرْتَبهِ. وَاِنَّا اِذَا وَدَّعْنَا الدُّنْيَا فَلَا مَسِيحَ بَعْدَنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْزِلُ اَحَد" مِّنَ السَّمَآءِ وَ عَلَا يَخْرُجُ رَأس" مِّنَ الْمَغَارَةِ اِلَّا مَا سَبَقَ مِنْ رَّبِّيْ قَوْل" فِي الذُّرِّيَّةِ. (اِشَارَة" فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَه" منه

ترجمہ: اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ (اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہمارے پیارے آقا رسول کریم ﷺ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ موعود لڑکا میری جسمانی اولاد ہی ہو گا۔

اس کے بعد جنبہ صاحب کی ڈیمانڈ کے مطابق قرآن اور الہامات حضرت مسیح موعودؑ سے ثابت کرنا باقی رہ گیا ہے کہ موعود زکی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جنبہ صاحب نے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر زکی غلام کی نسبت نازل ہونے والے تمام الہامات کو اکھٹا کیا ہے۔ جن کا سلسلہ ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک جاری رہا ہے۔ الہامات مندرجہ ذیل ہیں۔

الہامی پیشگوئی کا اصل مصداق

اب میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل مصداق ''زکی غلام مسیح الزماں'' پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتا ہوں۔ اس موعود غلام سے متعلق آپ کو بشارت آپ کی دوسری شادی سے پہلے ہی شروع ہوگئی تھی۔ جیسا کہ غلام سے متعلق درج ذیل مبشر الہامات کی ترتیب سے ظاہر ہے۔

(۱) ۱۸۸۱ء۔ (تخمیناً)

''انا نبشرك بغلامٍ حسين۔'' یعنی ہم تجھے ایک حسین غلام کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۹)

(۲) ۱۸۸۶ء۔

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔۔۔۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱)

(۳) ۱۸۹۴ء۔

''انا نبشرك بغلام''۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴ حاشیہ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۱۴)

(۴) ۱۸۹۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حليم۔مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء۔'' ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۳۸)

(۵) ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔

''اصبر ملياً ساهب لک غلاماً زکياً۔'' یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶ و تذکرہ ص ۲۷۷)

(۶) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ نافلةً لک۔نافلةً من عندی۔'' ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۰۰)

(۷) مارچ ۱۹۰۶ء۔

''انانبشرك بغلامٍ۔نافلةً لک۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۱۹)

(۸) ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ مظهر الحق و العلا۔ كان الله نزل من السماء۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

(۹) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حليم۔'' ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۶۱۹)

(۱۰) ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔

''ساهب لک غلاماً زکياً۔رب هب لي ذرية طيبة۔انا نبشرك بغلامٍ اسمه يحييٰ۔الم تركيف فعل ربک باصحاب الفيل۔'' (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ بحوالہ تذکرہ ۶۲۶)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۹)

مندرجہ بالا الہامات تحریر کرنے کے بعد جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے مطابق بشارت کے بعد موعود وجود آتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی موعود وجود ہو اور اس کے بعد بشارت دی جا رہی ہو۔ اپنی اس بات کے ثبوت میں مندرجہ ذیل قرآنی حوالے پیش کرتے ہیں۔

(۱) درج ذیل آیات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بشارت موجود ہے اور یہ بشارت آپکی پیدائش کی تھی۔

"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِيْ الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ۔" (سورۃ الصافات۔(۱۰۱تا۱۰۳)

ترجمہ۔ اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔ پھر وہ لڑکا اس کیساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کرر ہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاء اللہ مجھے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ بشارت کے وقت حلیم غلام یعنی حضرت اسماعیلؑ موجود نہیں تھے بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

(۲) درج ذیل آیات میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت موجود ہے اور یہ بشارت بھی آپکی پیدائش کی تھی۔

''قَالُوْا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ ۔قَالَ أَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلَى أَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ۔قَالُوْا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقَانِطِيْنَ'' (سورۃ الحجر۔۵۴تا۵۶)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس بتاؤ کس بنا پر تم مجھے بشارت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو ناامید مت ہو۔

ان آیات میں بھی بشارت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا کہ میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود آپ مجھے یہ بشارت دیتے ہیں، بتاتا ہے کہ بشارت کے وقت بیٹا موجود نہیں تھا بلکہ یہ علیم غلام بشارت کے بعد (یعنی حضرت اسحاقؑ) پیدا ہوا اور نبی بنا وغیرہ۔

(۳) درج ذیل آیات میں حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی بشارتیں موجود ہیں اور یہ انکی پیدائش کی بشارتیں تھیں۔

''وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ۔قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوْزٌ وَهَـذَا بَعْلِيْ شَيْخاً إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۔قَالُوْا أَتَعْجَبِيْنَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (سورۃ ہود۔۷۲،۷۳،۷۴)

ترجمہ۔ اور اسکی بیوی کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرائی تب ہم نے اُسکی تسلی کیلئے اُس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس نے کہا، ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو اللہ کی بات پر تعجب کرتی ہے، اے اس گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اُسکی برکات ہیں۔ وہ یقیناً حمید (اور) مجید ہے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ جب فرشتوں نے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسحاقؑ کے بعد حضرت یعقوبؑ کی بشارت دی تو بشارت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کا یہ کہنا کہ ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ بشارت کے وقت حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ موجود نہیں تھے بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

(۴) درج ذیل آیات میں حضرت یحییٰؑ کی بشارت موجود ہے اور یہ انکی پیدائش کی بشارت تھی۔

''يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَّهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيّاً۔ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِراً وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيّاً۔ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً'' (سورۃ مریم۔۸،۹،۱۰)

ترجمہ۔ اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔ کہا اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ کہا اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور میں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۵) درج ذیل آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی بشارت موجود ہے اور یہ انکی پیدائش کی بشارت تھی۔

''قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَاماً زَكِيّاً۔قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيّاً۔قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْراً مَّقْضِيّاً''(سورۃ مریم ۔۲۰،۲۱،۲۲)

ترجمہ۔ میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے ایک پاک اور نیک لڑکا دوں ۔(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا اسی طرح ہے (مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور تا کہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بشارت کے وقت حضرت مریمؑ کا یہ کہنا کہ میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ بشارت کے وقت حضرت عیسیٰؑ موجود نہیں تھے۔ بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

متذکرہ بالا آیات میں حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارتیں دی گئیں تھیں اور بشارت کے وقت ان میں سے کوئی نبی بھی موجود نہیں تھا بلکہ یہ سب مبشر انبیاء بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے اور نبی بنے وغیرہ۔

کیا کوئی انسان قرآن مجید سے یہ بات ثابت کرسکتا ہے۔۔۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو بیٹے کی بشارت بخشی ہو اور اس بشارت کے وقت وہ مبشر بیٹا موجود ہو (۲) یا یہ کہ بشارت کے بعد وہ مبشر بیٹا پیدا ہوا ہو اور اُسکی پیدائش کے بعد بھی اُسکی بشارت سے متعلق کلام الٰہی اس نبی پر نازل ہوتا رہا ہو؟؟ یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ بات نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ قرآن کریم بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸، صفحہ نمبر ۲،۳)

مندرجہ بالا حوالے اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ہمیشہ موعود بیٹوں کو ماموریت کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کئے گئے بیٹے کا مامور ہونا لازم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کو پورا فرمایا۔

مندرجہ بالا قرآنی حوالے پیش کرنے کے بعد جنبہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا آخری بیٹا ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوا لیکن یہ بشارتوں کا سلسلہ ۱۹۰۷ء تک جاری رہا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ موعود وجود نے ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ اور چونکہ ۱۹۰۷ء کے بعد آپ کے کوئی بیٹا نہیں ہوا اس لئے یہ پیشگوئیاں جسمانی بیٹے کی بجائے روحانی بیٹے کے متعلق تھیں۔

اب اگر کسی مدعی (اُمتی نبی، مہدی و مسیح موعود اور مجدد الف آخر علیہ السلام) کو کسی زکی غلام کی بشارت ملی ہو اور وہ زکی غلام بطور جسمانی لڑکا اُسکے گھر میں پیدا نہ ہوا ہو۔ اگر وہ مدعی اپنے دعاوی میں سچا ہے تو پھر یقیناً قرآن کریم کے مطابق وہ زکی غلام اُس کا کوئی روحانی فرزند ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۹)

مندرجہ بالا حوالے تحریر کرنے کے بعد جنبہ صاحب عربی میں لفظ غلام کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں۔

تعالیٰ نے کسی پوتے کیلئے نہیں نازل فرمائی ہے۔ ابھی پچھلے ماہ میں بعض ایسے عرب ساتھیوں کیساتھ کام کرتا رہا ہوں جو اپنے عرب ممالک میں عربی کے پروفیسر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے سوال کیا کہ آپ عرب ہیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا عربی کا لفظ غلام پوتے (grandson) کیلئے بھی استعمال ہوسکتا ہے؟ اِن سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہرگز نہیں۔ اُنہوں نے میرے سوال پر بطور خاص تحقیق کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ عربی لفظ غلام ہمارے ہاں تین معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) حقیقی بیٹا (۲) اُٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان (youth) (۳) غلام بمعنی خادم (servant)۔ (آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۸،۹)

جنبہ صاحب بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ عربی لفظ غلام کے تین معنی ہیں۔(۱) حقیقی بیٹا(۲) اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان(۳) غلام بمعنی خادم۔

جنبہ صاحب نے اوپر پیشگوئیوں اور قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ پر ۱۹۰۷ء تک نازل ہونے والے الہامات سے ثابت کیا ہے کہ یہ الہامات غلام بمعنی حقیقی بیٹے کی نسبت نہیں ہیں۔ اس لئے اب غلام کے دوسرے معنوں پر غور کرتے ہیں۔ اور دوسرے معنی ہیں اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی بھی نوجوان۔

اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے الفاظ پر دوبارہ غور کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

وجیہہ اور پاک لڑکے کا مسئلہ تو اوپر حل ہو چکا ہے۔ جنبہ صاحب اقرار کر چکے ہیں کہ اس سے مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہیں۔ اب دوسرا حصہ ایک زکی غلام تجھے ملے گا حل طلب ہے۔ اور جنبہ صاحب نے اس کا حل بھی خود ہی نکال دیا کہ اس سے مراد اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی نوجوان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۷ء تک یہ الہام ہوتا رہا کہ زکی غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا کوئی نوجوان تجھے دیا جائے گا۔ جنبہ صاحب کی دلیل کے مطابق کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ موعود وجود (زکی غلام) موجود ہو اور خدا کہہ رہا ہو کہ میں تمہیں زکی غلام دوں گا۔ اس لئے جب تک وہ زکی غلام اٹھارہ سال سے بڑا نہیں ہوا خدا تعالیٰ کے الہامات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور جب وہ زکی غلام اٹھارہ سال سے بڑا ہو گیا تو الہامات کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔

ابھی تک سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی کہ کسی کے ہاں اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا لڑکا پیدا ہو سکے۔ اور نا ہی تاریخ سے کوئی ایسی گواہی ملتی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے تو پیش کریں۔ اس لئے لڑکا جب بھی پیدا ہو گا بچہ ہی ہو گا اور اٹھارہ سال کے بعد وہ غلام بن جائے گا۔

جب حضرت مسیح موعودؑ کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا اس وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اٹھارہ سال سے بڑے نوجوان بن چکے تھے۔ اور بعد ازاں ایک مبشر خواب کے ذریعے آپ پر اور دیگر جماعت ممبرز پر افشاں کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جس موعود زکی غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کے نوجوان وجود کا وعدہ کیا گیا تھا وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہیں۔ اب یہ خدا کا

فیصلہ ہے کہ اس نے موعود زکی غلام (اٹھارہ سال سے بڑی عمر کے نوجوان) کے لئے جس کو چناوہ حضورؑ کا جسمانی بیٹا بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ اسے معلوم تھا کہ آئندہ جنبہ صاحب نے پیدا ہونا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ مسئلہ اس طرح حل کر دیا کہ آئندہ کوئی بھی کسی بھی طرح اس پر اعتراض نہ کر سکے۔ وہ لوگ جو لفظ 'غلام' کے معنی جسمانی بیٹا لیتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو اس لفظ کے معنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کا لڑکا لیتے ہیں یا اسے غلام بمعنی خادم (نبی کو ماننے والے اس کے غلام ہی ہوتے ہیں) کے ہی معنوں میں لیتے ہیں۔ سب کو مطمعن کر دیا اور کسی بھی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ورنہ کوئی کہتا کہ اس سے مراد جسمانی بیٹا ہے جوان لڑکا نہیں۔ اور کوئی کہتا کہ نہیں اس سے مراد غلام ہے۔ خدا نے ایک ہی وجود میں تمام شرائط پوری کر کے سب کا منہ بند کر دیا۔

بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعودؑ کی عمر کی بھی پیشگوئی موجود تھی۔ کہ جب وہ موعود لڑکا (غلام) اٹھارہ سال سے بڑا ہو جائے گا۔ تب آپؑ کو وفات دی جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ اٹھارہ سال سے بڑے ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دی۔

جنبہ صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی صداقت کا ایک اور ناقابلِ تردید ثبوت پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تاریخ پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر کیا اور اس کے شروع میں ہی آپؑ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تواتر کے ساتھ مجھے میری وفات کی خبر دی ہے۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں حضورؑ کا کوئی بیٹا غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑا نہیں ہوا تھا۔ اور خدا آپؑ سے بار بار وعدہ کر تا رہا تھا کہ تھوڑا صبر کر میں تجھے زکی غلام دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے وعودوں کے خلاف نہیں کرتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کو اس وقت تک ٹالے رکھا جب تک کہ آپؑ کا جسمانی بیٹا غلام یعنی اٹھارہ سال سے بڑی عمر کو نہیں پہنچ گیا۔ جب آپؑ کا موعود بیٹا موعود زکی غلام بن گیا اور آپؑ نے اپنی آنکھوں سے اس غلام کو دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وفات دے دی۔ اور یہاں ایک اور بات دیکھیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے علاوہ دونوں بیٹے ابھی اٹھارہ سال کے نہیں ہوئے

تھے۔ اور جنبہ صاحب کی بیان کردہ تعریف کے مطابق غلام نہیں بنے تھے۔ اس طرح بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ زکی غلام کون ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعودوں کو کس شان کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

اور پھر اس غلام کی بابت آخری الہام میں فرمایا کہ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی کس شان سے پورا کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے زندہ بھائیوں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے اور سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ اور سب سے لمبی عمر پائی۔

جنبہ صاحب قرآن پاک، احادیث، الہامات حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کی تحریروں سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روحانی اولاد جسمانی اولاد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی جسمانی اولاد کو ہی ان کی روحانی اولاد بھی بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کو یہاں بھی جاری رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد کو ہی آپؑ کی روحانی اولاد بھی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات میں ابراہیم کے نام سے بھی منسوب کیا ہے۔ اور ابراہیمؑ کی نا صرف اولاد کو اللہ تعالیٰ نے ماموریت سے سرفراز فرمایا تھا بلکہ ان کی نسل میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی نسل سے بھی جاری ہے۔

احبابِ کرام! آپ نے دیکھا کہ جنبہ صاحب کی ڈیمانڈ کے مطابق اور جنبہ صاحب کے ہی دیئے گئے حوالوں سے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ موعود زکی غلام حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا ہو سکتا تھا اور ہے۔ میں نے کوئی حوالہ اپنے پاس سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ جنبہ صاحب کے پیش کردہ حوالوں کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے۔ اگر اب بھی جنبہ صاحب نہ مانیں تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔

میں جنبہ صاحب کی بابت حسن ظن رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدے کا پاس رکھیں گے۔ محض یاد دہانی کے لئے وہ وعدہ درج ذیل ہے۔ بہر حال جرمانہ ادا کرنے یا کتابیں جلانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو سچے دل سے استغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف کر دیتا ہے۔

(۱)اس اقتباس میں آپ فرماتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہی ہے، نہ کہ کوئی ایسا شخص جس نے بعد کے زمانہ میں آنا ہے۔خلیفہ ثانی کا یہ دعوی کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام الٰہی جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعودز کی غلام یا مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے اسی طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔ اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود "زکی غلام" کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے ۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

یہاں صرف علم میں اضافہ کے لئے ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب نے فرمایا تھا کہ

کیا کوئی انسان قرآن مجید سے یہ بات ثابت کرسکتا ہے۔۔۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو بیٹے کی بشارت بخشی ہو اور اس بشارت کے وقت وہ مبشر بیٹا موجود ہو (۲) یا یہ کہ بشارت کے بعد وہ مبشر بیٹا پیدا ہوا ہو اور اُسکی پیدائش کے بعد بھی اُسکی بشارت سے متعلق کلام الٰہی اس نبی پر نازل ہوتا رہا ہو؟؟؟ یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ بات نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ قرآن کریم بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸، صفحہ نمبر ۳)

جنبہ صاحب کے اس چیلنج کا جواب بھی حاضر خدمت ہے۔

وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی اَنۡ اَرۡضِعِیۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَیۡهِ فَاَلۡقِیۡهِ فِی الۡیَمِّ وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَیۡكِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝

۸۔ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اُسے دودھ پلا۔ پس جب تو اُس کے بارہ میں خوف محسوس کرے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کوئی خوف نہ کر اور کوئی غم نہ کھا۔ ہم یقیناً اسے تیری طرف دوبارہ لانے والے ہیں اور اسے مُرسَلین میں سے (ایک رسول) بنانے والے ہیں۔

(سورۃ القصص ۲۸ : ۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کی ماں کو بشارت دے رہا ہے کہ میں اسے مرسلین میں سے ایک رسول بنانے والا ہوں۔ اور یہاں بشارت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس موجود تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں مگر احتیاط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احباب کے لئے ایک اور حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

۱۰۲۔پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

۱۰۳۔پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ ①

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ

۱۰۴۔پس جب وہ دونوں رضامند ہوگئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بل لٹا دیا۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ

۱۰۵۔تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

۱۰۶۔یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

(سورۃ الصافات ۳۷: ۱۰۲ تا ۱۰۶)

یہاں اللہ تعالیٰ فرمارہاہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک بردبار لڑکے (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔ پھر اسے آزمایا۔ اور وہ دونوں آزمائش پر پورا اترے۔ اس آزمائش پر پورا اترنے کے بعد جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہیں امام بنانے کی خوشخبری عطافرمائی۔ ذیل کی آیت ملاحظہ فرمائیں۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

۱۲۵۔ اور جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ اُس نے عرض کیا اور میری ذرّیت میں سے بھی۔ اس نے کہا (ہاں مگر) ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔ ①

(سورۃ البقرہ ۲: ۱۲۵)

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدد کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو جو اس وقت موجود تھے کو بھی مبعوث کرنے کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت بخشا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئی کے پہلے حصہ کے مطابق لڑکا تو عطا فرما دیا تھا۔ مگر پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو مستقبل کے بارے میں تھا اس کی بابت بار بار الہام کر کے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی یقین دہانی کراتا رہا۔ اور پھر وقت آنے پر دوسرے وعدہ کو بھی بڑی شان سے پورا کر دیا۔

نوٹ:

یہاں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرا کامل ایمان ہے اور ہر احمدی کا یہی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پر نازل ہونے والے الہامات کے جو معنی کئے ہیں وہی درست ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہمیشہ آپؑ کے کئے گئے معنوں کو سچا ثابت کیا ہے۔ اس لئے کسی دوسرے شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ آپؑ کے الہامات کے اپنی مرضی کے معنی کرتا پھرے۔

یہاں حضورؑ کا ایک ارشاد استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔-------------------

۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

حق کے طالبوں اور ان احباب کے لئے جنہوں نے سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے ان پر حضرت مسیح موعودؑ کے ہر ارشاد پر کامل ایمان لانا فرض ہے۔ اور حضورؑ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کسی بھی الہام کے وہی معنی درست ہوتے ہیں جو ملہم خود کرتا

ہے۔ جنبہ صاحب نے غلام کی نسبت ہونے والے تمام الہامات کو اکھٹا کر کے اسے صرف ایک وجود کی بابت پیشگوئی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جو حضورؑ کے بیان کردہ معنوں کے بالکل الٹ ہے۔ ۱۸۹۹ء تک ہونے والے الہامات کو حضورؑ نے اپنی کتب میں بار بار تحریر فرمایاہے اور ساتھ وضاحت فرمائی ہے کہ یہ الہام میرے فلاں بیٹے کی نسبت تھا اور اس الہام کے بعد وہ بیٹا پیدا ہوا۔ ایسے ہی نافلہ کے متعلق ہونے والے الہامات کو حضورؑ نے پوتے کے معنوں میں بیان فرمایاہے۔ اس لئے ان تمام الہامات کو صرف ایک وجود سے وابستہ کرنا حضورؑ کے ارشادات کا انکار ہے۔ اور ایساکام جنبہ صاحب ہی کر سکتے ہیں کوئی احمدی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ باقی رہا سوال آخری تین الہامات کا جو ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں ہوئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۸) ۱۹۰۶ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ مظهر الحق و العلا۔ کان الله نزل من السماء۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

(۹) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔

''انا نبشرك بغلامٍ حلیم۔''ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۷۱۹)

(۱۰) ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔

''ساهب لک غلاماً زکیاً۔رب هب لی ذریةً طیبةً ۔انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ۔الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔''
(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ بحوالہ تذکرہ ۷۲۶)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۹)

یہ الہام جسے جنبہ صاحب نے نمبر ۸ پر درج کیا ہے۔ یہ روحانی خزائن جلد ۲۲ کے صفحہ نمبر ۹۸ تا ۹۹ پر ہے نیز تذکرہ کے صفحہ ۵۵۴ پر ہے۔ دراصل حضورؑ نے یہاں بہت سارے الہامات کو اکھٹا درج فرمایاہے اور انہیں درج کرنے سے پہلے حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

اب چند الہامِ الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں ☆ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جس کو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مَیں نے

غور سے دیکھ لیا ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مُرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے۔

اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ **یہ ہیں**:-

☆ اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد تنوتنو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے ان کی قراءت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ان کی قراءت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منه

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۷۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ واضع ہو جاتا ہے کہ یہ الہامات نئے نہیں ہیں بلکہ پرانے ہیں۔ یہاں درج الہامات کو پڑھ کر میری بات کی مذید تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ الہامات صفحہ نمبر ۷۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۱ تک درج ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ تذکرہ میں ان الہامات کو درج کرتے وقت ۱۹۰۶ء کا سن کیوں لکھا گیا تو اس کی وضاحت تذکرہ میں کر دی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔

لہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۶ مشمولہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۲ میں اِس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ "۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء" تحریر فرمائی ہے اس لئے اِسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتّب)

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۵۳۸)

جنبہ صاحب نے یہاں صرف اپنے مطلب کا حصہ درج کیا ہے۔ اب وہ الہام سیاق وسباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

نــزلــت الـرحـمة علٰی ثلاث العین وعلـی الاُخـریـن ۔ تـردّ الیک
میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔ اور جوانی کے نور
انــوار الشبـاب ۔ تــریٰ نسلاً بعیـدا ✿ ۔ انّـا نبشّــرک بغلام مظهر
تیری طرف عود کریں گے۔ اور تُو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ
الـحق والعلٰی . کَـاَنّ اللّٰـهَ نـزل من السّمآء ۔ انّـا نُبَشِّـرُکَ بغلامٍ
حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں
نـافلةٌ لک ۔ سَبّحک اللّٰـه ورافـاک . وعـلّـمک مـالـم تعلـم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

اگر اسے نیا الہام مانا جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تو اپنی دور کی نسل کو دیکھے گا اور آخر میں فرمارہا ہے ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا فرمایا اور حضورؑ نے اپنی زندگی میں اپنی دور کی نسل یعنی پوتے (نصیر احمد) کو دیکھا۔ اور یہاں بھی الہام ہونے کے بعد پوتا پیدا ہوا۔ اس طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمیشہ پہلے الہام ہوا اور اس کے بعد وہ بچہ پیدا ہوا۔ اور ۱۹۰۶ء تک ہونے والے تمام الہامات بچوں کی پیدائش سے پہلے پیشگوئی کی شکل میں ہوئے۔ حضورؑ نے ان کو قبل از وقت شائع فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضورؑ کو ان بچوں سے نوازا۔

اب ۱۹۰۷ء میں ہونے والے دو الہام بچتے ہیں۔ یہ دونوں الہامات تذکرہ میں اخبار بدر اور الحکم سے لیکر درج کئے گئے ہیں اور ساتھ کوئی وضاحت موجود نہیں۔ بہر حال اگر یہ دونوں الہامات ۱۹۰۷ء میں ہی ہوئے ہیں۔ تو یہ مستقبل میں پیدا ہونے والے وجودوں کے متعلق پیشگوئی ہے۔ ان کا تعلق ۱۸۸۶ء میں وعدہ کئے گئے اس موعود مصلح کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ جنبہ صاحب کی اپنی تشریح ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی وضاحت کی نفی کرتی ہے۔ اور کسی بھی احمدی کے لئے قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ اگر ان تمام الہامات کو صرف ایک وجود سے وابستہ کر دیں تو حضرت مسیح موعودؑ کے باقی بچوں کے حوالے سے ہمیں اور کوئی پیشگوئیاں نہیں ملتیں۔ جب کہ حضورؑ نے ہر بچے کی پیدائش سے قبل الہامات کی بنیاد پر اس بچے کی پیشگوئی فرمائی۔ اور وہ یہی الہامات ہیں جنہیں جنبہ صاحب نے اکھٹا کر کے ایک وجود سے وابستہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور پیشگوئی مصلح موعود

مندرجہ بالا مضامین لکھنے کے دوران اس پیشگوئی کو بار بار پڑھنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے متعلق ایک اور بات میرے دل میں ڈالی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی ہو سکتے ہیں۔ آپؓ کے علاوہ اور کوئی بھی اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

پیشگوئی کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ- مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔'

اور پھر اسی اشتہار میں آپؑ فرماتے ہیں۔

'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ ' تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں

گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہر گز پیش نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط۔'

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

اس پیشگوئی کے چند فقرے میں ہائی لائٹ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل بہت بڑھے گی اور کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ذریعے بڑی شان کے ساتھ

پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ مگر میں یہاں اس سے ہٹ کر کچھ اور ناقابلِ تردید ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ جس کے دل میں ذرا سے بھی ایمان اور خوفِ خدا ہے وہ ان ثبوتوں کو جھٹلا نہیں سکتا۔

اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ اس موعود بیٹے کے متعلق فرمارہا ہے کہ وہ نور اللہ ہے اور اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔

اب میں آپ کو ایک اور پیشگوئی کی طرف لے کر جاتا ہوں۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے کی ولادت کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔ یُسِرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَکَ۔ سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔

ترجمہ: یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کا موجب ہو گا اور میرا نور قریب ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۶۶، نیز تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۱۷۲)

ان دونوں پیشگوئیوں کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ موعود بیٹے کی بابت فرمارہا ہے کہ وہ نور اللہ ہے نیز کہتا ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ دوسرے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے تو اس میں فرماتا ہے کہ فضل تجھ سے نزدیک کیا جاتا ہے۔ گویا پہلی پیشگوئی کے مطابق کے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ فضل دوسرے بیٹے کی شکل میں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے۔ جب پیشگوئی مصلح موعود نازل ہوئی اس وقت حضورؑ کا پہلی بیوی سے بیٹا فضل احمد زندہ تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی اور موعود بیٹے کے بعد وہی فضل لوٹا دیا۔ اور حضورؑ اپنی تحریرات میں فرماتے ہیں کہ اس بیٹے کی شکل میرے بیٹے فضل احمد سے ملتی ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ موعود وجود کون ہے۔ اسی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ اس موعود وجود کی بابت ایک اور نشان بتاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ

یعنی وہ اول بھی ہو گا اور آخر بھی ہو گا

اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت مسیح موعودؑ کے چاروں بیٹوں میں سے سب پہلے بیٹے تھے۔ اور آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کے چاروں بیٹوں میں سب سے آخر میں وفات پانے والے بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے کس شان سے اس موعود ہستی کے بارہ میں قبل از پیدائش اس کی نشانیاں بیان فرمائیں اور وہ تمام بڑی شان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں ظاہر ہوئیں اور پوری ہوئیں۔

اٹھارہ سال کے جوان بیٹے کا ایک لطیفہ

محترم جنبہ صاحب نے زکی غلام کے ایک معنی اٹھارہ سال کے جوان بیٹے کے بھی کئے ہیں۔ اس کو پڑھنے کے بعد مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ بطور لطیفہ ہے۔ کوئی دل پر نہ لے۔

جب ہم تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں تو مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ بعض لوگ سنجیدہ ہوتے ہیں اور بات کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان سے سنجیدہ بات ہوتی ہے۔ بعض لوگ صاحب علم ہوتے ہیں۔ ان سے علمی بحث ہوتی ہے۔ بعض مخلص ہوتے ہیں مگر کم علم ہوتے ہیں ان سے ان کی علمی استطاعت کے مطابق گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ اور بعض اوقات ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو محض شرارت کی غرض سے آئے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جواب ان کی ذہنیت کے مطابق دینا پڑتا ہے۔

پاکستان میں ہم نے ایک گاؤں میں مجلس سوال و جواب رکھی۔ اس میں کافی تعداد میں لوگ آئے۔ بڑے سنجیدہ سوال و جواب کا سلسلہ جاری تھا۔ اس محفل میں ایک صاحب تھے۔ وہ جب دیکھتے کہ لوگ بڑی سنجیدگی سے بات سن رہے ہیں۔ مربی صاحب کی بات کا ان پر اثر ہو رہا ہے۔ وہ کھڑے ہوتے اور کوئی بہت ہی بیہودہ قسم کی بات کر دیتے۔ سارا سنجیدہ ماحول ختم ہو جاتا۔ اور وہ صاحب بیٹھ جاتے۔ مربی صاحب کو دوبارہ محنت کرنی پڑتی۔

ایسے ہی بڑی سنجیدہ گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ صاحب پھر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میرا ایک سوال ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ امام مہدی کی سچائی کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب وہ آئیں گے تو اٹھارہ سال کی لڑکی سے شادی کریں گے۔ اور اس کے بطن سے اٹھارہ سال کا جوان لڑکا پیدا کریں گے۔ کیا مرزا صاحب اس کرامت پر پورا اترتے ہیں؟

ہمارے ساتھ ایک بزرگ بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں تم نے بالکل صحیح سن رکھا ہے۔ یہ تو بڑی معمولی کرامت ہے۔ مرزا صاحب نے یہ کرامت اپنے مریدوں کو دے رکھی ہے۔ تم اٹھارہ سال کی جوان لڑکی لاؤ۔ میں تمہیں اس کے بطن سے اٹھارہ سال کا جوان لڑکا پیدا کر کے دکھاتا ہوں۔

اس کے بعد وہ صاحب محفل میں نظر نہیں آئے۔

نافلہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ کو جہاں زکی غلام کے عطا کئے جانے کی بابت الہامات ہوئے وہیں بار بار نافلہ کے عطا کئے جانے کے بھی الہام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''انا نبشرك بغلامٍ نافلةً لک۔نافلةًمن عندی۔''ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ ۲۲۹بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۰۰)

(۷) مارچ ۱۹۰۶ء۔

''انانبشرك بغلامٍ۔نافلةً لک۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(الحکم جلد ۱۰نمبر ۱۰،۲۴مارچ ۱۹۰۶ءصفحہ ۱بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۱۹)

حضرت مسیح موعودؑ نے نافلہ کے معنی پوتا کے کئے۔ لیکن جنبہ صاحب اس کے معنی اضافی انعام کے کرتے ہیں۔ بہر حال اس کے جو بھی معنی کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام دو بار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دو پوتوں کو خلافت کے اضافی انعام سے نوازا۔

پہلے حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ۱۹۶۵ء سے لیکر ۱۹۸۲ء تک جماعت احمدیہ کے خلیفہ اور امام رہے۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے دوسرے پوتے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ خلیفہ مقرر ہوئے۔

اور جیسا کہ جنبہ صاحب نافلہ کے معنی اضافی انعام کے کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اضافی انعام کے طور پر پیشگوئی مصلح موعود کی اکثر شرائط آپؒ کی ذات میں بھی پوری ہوئیں۔ اور اس طرح اضافی انعام کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ۱۸۸۶ء میں کئے گئے وعدہ کو دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی میں کئے گئے چند وعدے جو آپؒ (حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ) کی ذات میں پورے ہوئے درج ذیل ہیں۔

۱۔ وہ ابنِ مریم ہو گا۔

آپؒ حقیقی معنوں میں ابنِ مریم تھے۔

۲۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔

یہ پیشگوئی کئی طرح آپؒ کی ذات میں پوری ہوئی۔ ام طاہر حضرت سیدہ مریم صاحبہ کا پہلا نکاح حضرت مسیح موعودؑ کے چوتھے بیٹے سے ہوا اور حضورؑ کی چوتھی بہو بنیں۔ پھر آپ کی ذات میں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام کنواری اور بیوہ بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ پھر آپ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کے بطن سے مبارک احمد عطا کر دیا۔ یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ۔ آپؒ کئی معنوں میں تین کو چار کرنے والے تھے۔ آپؒ چوتھے خلیفہ تھے۔ آپؒ اپنی والدہ میں سے چوتھے نمبر پر تھے۔(دو بیٹیاں (امتہ الحکیم صاحبہ اور امتہ الباسط صاحبہ)، پھر تیسرے نمبر پر طاہر احمد اول (مرحوم) اور چوتھے نمبر پر حضرت مرزا طاہر احمدؒ صاحب) آپؒ کے دور میں جماعت کا چوتھا مرکز بنا۔ (قادیان، لاہور، ربوہ اور لندن)

۳۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم۔

آپؒ کی ذہانت کا زمانہ گواہ ہے۔ آپؒ دین اور دنیا کے علوم سے پر تھے۔ آپ دل کے انتہائی حلیم تھے۔

۴۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

آپؒ نے مسیحی نفس کی بدولت جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے مریضوں کا علاج کیا۔ اور بہتوں نے شفا پائی۔

۵۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ آپؒ کے دور خلافت میں سب سے زیادہ لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ اور آپؒ ہی کے دور میں سب سے زیادہ احمدی اسیر انِ راہ مولیٰ ہوئے اور پھر آپؒ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان اسیر ان کی رہائی کے سامان بھی پیدا فرمائے۔ وہ اسیر ان جنہیں پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ ان کی بابت خدا نے آپؒ کو الہاماً بتایا کہ آموں کے موسم میں ملاقات ہو گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے غیب سے ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور آموں کے موسم میں وہ اپنے آقا سے ملے۔

۶۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔

آپؒ ہی کے دور میں خدا تعالیٰ نے وقت کے فرعون کو قبل از وقت پیشگوئی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اپنے جلال کو ظاہر فرمایا۔

۷۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

آپؒ کے دور میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پورا ہوا۔ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں جماعت کا پیغام پہنچنا شروع ہوا۔

۸۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

آپؒ کے دور میں سینکڑوں کی تعداد میں نئی قوموں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

۹۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

یہ الہام بھی آپؒ کے دور میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ جب بعض بادشاہوں کو باقاعدہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کے ٹکڑے تبرک اور اس الہام کو عملی شکل میں پورا کرنے کے لئے دیئے گئے۔

۱۰۔ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابنِ مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۳۱۸)

یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے آپؒ کی ذات میں پوری ہوئی۔ آپؒ حقیقی معنوں میں ابنِ مریم تھے۔

۱۱۔ شیعہ مسلک کی ایک کتاب "چودہ ستارے" میں امام مہدی کے حوالے سے کافی ساری پیشگوئیاں اور نشانیاں تحریر کی گئیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مہدی آئے گا تو وہ ایک جگہ سے بولے گا۔ اس کی آواز آسمان پر جائے گی اور پھر ہر ایک کی زبان میں وہ آواز سنائی دے گی۔

اسی طرح ۱۹۳۸ء میں جب قادیان میں سپیکر لگا تو اس وقت خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ آئندہ وقت میں ایک جگہ سے آواز بلند ہو گی اور پوری دنیا میں سنی جائیگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو بھی آپؒ کے ذریعے پورا فرمایا۔ سب سے پہلے ۱۹۹۱ء میں ماریشش میں آپؒ نے خطبہ دیا جو پوری دنیا میں سنا گیا۔

اہلِ فکر کے لئے لمحہ فکریہ

گزشتہ صفحات پر دلائل اور حوالوں کے ساتھ اس پیشگوئی کے حوالے سے کئے گئے تمام اعتراضات کے بڑے تفصیل سے جواب دیئے گئے ہیں۔ مگر فلاسفر حضرات جو دلائل سے زیادہ اپنی عقل پر یقین رکھتے ہیں انہیں سمجھانے کے لئے ایک اور کوشش کر رہا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ " شاید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات"

پیشگوئی مصلح موعود پر ایک تفصیلی بحث گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہے۔ تکرار سے بچتے ہوئے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزانہ پیشگوئیاں کرتے اور وہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتیں۔ اس پر قادیان کے ہندوؤں نے ایک خط کے ذریعے آپ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی نشان دکھاؤ۔ خط کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

"جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہمشہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ تر حق دار ہیں..... لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کے زیر و زبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پر میشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے.....
اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 92-94)

اس خط کے آخر پر دس ہندو صاحبان کے نام درج ہیں۔ اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

"..... صاحبان ارسال کنند گان درخواست مشاہدہ خوارق۔ بعد ما وجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف و حق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے یہ تمام تر شکر گذاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُر انصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا....."۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

ہندوؤں کی طرف سے لکھے گئے خط میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا "ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پر میشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے..... اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہو جائے گا۔"

اس خط کو پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ ان کے اس مطالبہ کو قبول کرتے ہیں اور جواباً انہیں مطلع کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کو الہاماً اطلاع دیتا ہے کہ " ایک معاملہ کی عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہو گی" یہ الہام جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوتا ہے۔ خدائی ارشاد کے مطابق حضورؑ ہوشیارپور تشریف لے جاتے ہیں وہاں چالیس دن چلہ کشی کرتے ہیں اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ آپؑ کو ایک بشارت دیتا ہے جسے آپ ایک اشتہار کی شکل میں شائع فرماتے ہیں۔

خدائی بشارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تونے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضریات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر!

تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کا راہ ظاہر ہو جائے۔"

یہ الفاظ بڑے واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ ہندوؤں کے متعلق بات کر رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس نشان کی بابت ارشاد فرماتا ہے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'

اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعودؑ نے ہندوؤں کی ڈیمانڈ کے جواب میں شائع فرمایا۔ بعد ازاں مزید وضاحت فرمائی کہ وہ موعود بیٹا ۹ سال کی مدت میں پیدا ہو گا۔

اس پیشگوئی کے متعلق جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ کاز کی غلام کو اپنا جسمانی بیٹا سمجھنا حضورؑ کا اجتہاد تھا۔

۲۔ ۹ سالہ میعاد حضرت مسیح موعودؑ کا اجتہاد تھا۔

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جس جس بیٹے کی نسبت یہ اجتہاد کیا کہ یہی موعود بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔

۴۔ وہ بیٹا جو خلیفہ بنا اس پر جنبہ صاحب طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں۔

ان تمام باتوں کے بعد جنبہ صاحب کے بقول نتیجہ یہ نکلا کہ قادیان کے ہندوؤں کی ڈیمانڈ پر حضرت مسیح موعودؑ نے جو نشان دکھانے کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ آپ وہ وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ کیونکہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ وفات پا گئے۔ اس وقت تک یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے کے باعث جماعت کا مرکز قادیان سے ربوہ شفٹ ہو گیا۔ اور تب تک بھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہندو جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کوئی نشان دکھانے کی ڈیمانڈ کی تھی وہ کوئی بھی نشان دیکھے بنا وفات پا گئے۔

اگر سو سال بعد کوئی پیدا ہو گیا تو اس کا کیا فائدہ۔ جنہوں نے ڈیمانڈ کی تھی اور جن سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تو اس نشان کو دیکھے بنا اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ بقول شاعر

ظلمات سے جب گزر گیا چاند   اب آئے ہو آفتاب لے کر

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ جنبہ صاحب کا ٹارگٹ پیشگوئی مصلح موعود نہیں ہے۔ بلکہ آپ اس پیشگوئی کی آڑ میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر حملے کر رہے ہیں۔ اور مخالفین احمدیت کا جماعت احمدیہ پر حملے کا ایک نیا طریقہ ہے۔

کیونکہ جنبہ صاحب کے ان تمام دلائل کو ماننے کے نتیجے میں ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ ہندوؤں کو اپنی سچائی کا نشان دکھانے سے قاصر رہے۔ اور نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعوؤں میں سچے نہیں تھے۔

اور اس پیشگوئی کی آڑ میں جنبہ صاحب یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض احباب جانے انجانے میں ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

المصلح موعود

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ

خلیفۃ المسیح الثانی

آپ کی ذات پر لگائے گئے الزامات

اور ان کے جواب

کتاب کے گزشتہ حصہ میں پیشگوئی مصلح موعود اور اس پر کئے گئے اعتراضات پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ اس حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ کی صداقت، اس پر کئے گئے اعتراضات کے جواب نیز آپ کی ذات پر کئے گئے کئی اعتراضات کے تفصیلی جواب پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رویا صادقہ بابت مصلح موعود

جنوری کے پہلے ہفتہ میں غالباً بُدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو (میں نے غالباً کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ میں اندازہ سے کہہ رہا ہوں کہ وہ بُدھ اور جمعرات کی درمیانی رات تھی) میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں نے جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے۔ غیر ماموروں کا اپنے کسی رویاء کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور میں خود تو سوائے پچھلے ایام کے جبکہ اس جنگ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بعض اہم خبریں مجھے دیں۔ بہت کم ہی رویاء بتایا کرتا ہوں بلکہ (اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ طریق درست ہے یا نہیں) میں اپنے رویاؤ کشوف اور الہامات لکھتا بھی نہیں اور اس طرح وہ خود بھی کچھ عرصہ کے بعد میری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں چنانچہ ابھی لاہور میں مجھے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ایک امر کے سلسلہ میں میرا ایک بیس پچیس سال کا پُرانا رؤیا یاد کرایا۔ پہلے تو وہ میرے ذہن میں ہی نہ آیا۔ مگر بعد میں جب انہوں نے اس کی بعض تفصیلات بیان کیں تو اس وقت مجھے یاد آگیا۔ تو میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں رویاء و کشوف بیان کروں۔ لیکن چونکہ اس رویاء کا تعلق بعض اہم امور سے ہے، نہ صرف ایسے امور سے جو کہ میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ ایسے امور سے بھی جو بعض سابق انبیاء کی ذات اور ان کی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ صرف وہ بعض سابق انبیاء کی ذات اور ان کی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ آئندہ رونما ہونے والے دُنیا کے اہم حالات سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس رویاء کا اعلان کروں اور میں نے اس کے اعلان سے پہلے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں دعا بھی کی ہے اور استخارہ بھی کیا ہے تا کہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی بات خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضاء کے خلاف نہ ہو۔

وہ رؤیا یہ تھا کہ میں نے دیکھا۔ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے اُن سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یُوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے جس کے پاس میں ہوں برسرِ پیکار ہے، یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہ

جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے جس میں مَیں تھا۔ تب مَیں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیئے۔ اس وقت مَیں رویا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب مَیں نے دوڑنا شروع کیا تو رویا میں مجھے یوں معلوم ہوا۔ جیسے مَیں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل مَیں ایک آن میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آ رہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گذرا ہوگا کہ مجھے رویا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر مَیں چلتا چلا جاتا ہوں اور یُوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ مَیں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رویا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے۔ اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رویا میں جہاں مَیں پہنچا ہوں وہ مقام اس پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے مَیں اختیار کروں گا اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب مَیں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پگ ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ مَیں ان پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیئے اور مَیں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ مَیں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔

ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اَور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں۔ اور مَیں اُس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دُور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو مَیں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ مَیں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بُلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اس لئے مَیں لَوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت مَیں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ مَیں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گذرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اُس طرف نہیں اِس طرف، اُس طرف نہیں اِس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگ ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں (اس جگہ کی شکل رویاء کے مطابق اس طرح بنتی ہے)

مغرب

دامن کوہ کا علاقہ

جنوب

شمال

دایاں پہاڑی راستہ

مشرق

جب میں تھوڑی دُور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ میں اُسی راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اُس وقت رویا میں مَیں اس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھُلی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رویا میں دکھایا گیا ہے اُس میں بائیں راستہ سے مراد خالص دُنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں راستہ سے مراد خالص دینی طریق دُعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستہ پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دُعائیں اور تقدیریں ہوں گی اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو اُمۃً وسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ اُمت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ غرض میں اُس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یُوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دُور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سُنائی دیتی ہے اور نہ اس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پَیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئے گا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے یہ کہا۔ وہ پانی کہاں ہے۔ تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اُس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بئے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں وہ اُوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بئے کے گھونسلے سے سفید کا زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور اُن کے اُوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو اُن کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں مَیں سمجھتا ہوں۔ یہ بُت پرست قوم ہے۔ اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں۔ اُن کے

بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بُتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بُتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں اور جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو مَیں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب مَیں نے سُنا۔ بُتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر مَیں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے مَیں نے توحید کی دعوت اُن لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی بُرائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یُوں معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ مَیں عربی میں بول رہا ہوں اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رویا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر مَیں محسوس کرتا ہوں کہ گو ان کی زبان کوئی اَور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مَیں اسی طرح ان کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی مَیں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اس کشتی نما بُت والا جس پر مَیں سوار ہوں یا اس کے ساتھ کے بُت والا بُت پرستی چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحّد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا۔ اور ایک کے بعد دوسرا، اور دوسرے کے بعد تیسرا، اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا، مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مُسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو مَیں حکم دیتا ہوں کہ ان بُتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا، پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحّد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحّد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں، میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بُتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں اور مَیں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے یہ اِس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر اُن کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد مَیں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس لئے مَیں نے اُن کو تبلیغ کرنی شروع

کر دی۔ یہ تبلیغ مَیں اُن کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب مَیں اُنہیں تبلیغ کر رہا ہوں تاکہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیّر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یُوں معلوم ہوتا ہے کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں کی جارہی ہیں۔ جیسے خطبہ الہامیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے مَیں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ مَیں نے اس لئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے باا ثر اور مفید وجود تھا۔ بہرحال مَیں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور مَیں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ مَیں اُس کو مخاطب کر کے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے مَیں اب آگے جاؤں گا اس لئے اے عبدالشکور! تجھ کو مَیں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ مَیں واپس آکر تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تجھے مَیں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے ان کو تُو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور مَیں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اُسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اُس کے بندہ اور اُس کے رسُول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اُسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بُلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت مَیں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یُوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپؐ فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپؑ فرماتے ہیں اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اس کے بعد مَیں اُن کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ

ہے۔ وَ اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِيْلُهٗ وَخَلِيْفَتُهٗ اور مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اُس کا مثیل اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور مَیں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا؟ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں؟ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيْلُهٗ مَیں اس کا نظیر ہوں وَخَلِيْفَتُهٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اُسے پُورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر مَیں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ ”وہ مَیں ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی ہیں۔ اور جب مَیں کہتا ہوں ”مَیں وہ ہوں جس کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں“ تو مَیں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نَو ہیں۔ جن کے لباس صاف سُتھرے ہیں۔ دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی اور اُن میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں ”ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سَو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں“ اس کے بعد مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علُومِ اسلام اور علُومِ عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُس کی دونوں چھاتیوں سے دُودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعُود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے گی تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا اس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دے گی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم اُن کو ہمارے حوالے

کردو۔ اُس وقت مَیں خواب میں کہتا ہوں۔ یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑکر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب مَیں کہتا ہوں دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس کے بعد مَیں پھر ان کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کرکے آگے کسی اَور مقام کی طرف روانہ ہوگیا ہوں۔ اس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اَور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں چنانچہ اسی لئے مَیں اس شخص سے جسے مَیں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے، کہتا ہوں۔ جب مَیں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور! مَیں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے، موحد ہوچکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہوچکی ہے۔

یہ وہ رویاء ہے جو مَیں نے جنوری ۱۹۴۴ء مطابق صلح ۱۳۲۳ہش[1] میں دیکھی اور جو غالباً پانچ اور چھ کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری نیند بالکل اُڑ گئی اور مجھے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ آنکھ کھلنے پر مجھے یوں محسوس ہوتا تھا گویا مَیں اُردو بالکل بھول چکا ہوں اور صرف عربی ہی جانتا ہوں۔ چنانچہ کوئی گھنٹہ بھر تک میں اس رؤیا پر غور کرتا اور سوچتا رہا۔ مگر مَیں نے دیکھا کہ مَیں عربی میں ہی غور کرتا تھا اور اُسی میں سوال و جواب میرے دل میں آتے تھے۔[2]

---

[1] "الفضل" میں سہو کتابت سے ۱۹۲۳ء چھپ گیا تھا۔

[2] سیدنا المصلح الموعودؓ نے فرمایا:۔ "مجھ پر بھی جب یہ تازہ انکشاف ہوا۔ اور اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو ایک دو منٹ تو اس رویاء پر ہی میں غور کرتا رہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے معاً مجھے سمجھ دی کہ اتنا وقت میں نے ناحق ضائع کردیا۔ اور میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یَا رَبِّ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن" ("الفضل" ۱۲ / امان / مارچ ۱۳۲۳ہش / ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۲ کالم ۴)

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲ تا ۴۹۹)

نشانِ صداقت بابت دعویٰ مصلح موعود

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۷﴾

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۸﴾

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲ : ۲۸،۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بغیر تجربہ کے کسی امر کا قائل نہیں ہو سکتا اور نہ قائل ہونا چاہیئے تا کسی جھوٹے کی پیروی کر کے ہلاک ہونا نہ پڑے۔ پس اسی وجہ سے عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں ان کو خدا ایسے امورِ غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۳۱۸)

سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعودؑ کو الہام کے ذریعے یہ خبر دی کہ تم ہی مسیح موعود ہو تو اس کے ساتھ ایک پیشگوئی بھی بیان فرمائی۔ وہ الہام یہ ہے۔

مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔و کان و عداللہ مفعولا انت معی و انت علی الحق المبین انت مصیب و معین للحق

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے آگے اپنے دعویٰ مسیح موعود کے ساتھ یہ چیلنج رکھا کہ مسیح ناصری وفات پا چکے ہیں۔ آپ نے قرآن پاک سے اسے ثابت کیا اور بعد ازاں تاریخی حقائق سے بھی اپنی کتاب **مسیح ہندوستان میں** اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیا۔

بالکل ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ نے ایک رویا صادقہ کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو یہ بشارت دی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق تم ہی مصلح موعود ہو تو اس رویا میں ایک پیشگوئی بھی بیان فرمادی۔

اس رویا کو بعض ناقدین نے نفسانی اور شیطانی خواب کا نام دیا۔ یہ کہا گیا کہ چونکہ دل میں مصلح موعود بننے کی خواہش تھی اس لئے ایسا خواب دیکھ لیا۔ یہ خواب یوں شروع ہوتا ہے۔

> وہ رؤیا یہ تھا کہ مَیں نے دیکھا۔ مَیں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہرحال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق مَیں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے اُن سے تعلق ہے۔ مَیں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یُوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے جس کے پاس مَیں ہوں برسرِپیکار ہے، یہ معلوم کر لیا ہے کہ مَیں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اَور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲)

خواب کے شروع میں ہی مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔

- جنگ کا زمانہ ہے۔
- آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) ایسی جگہ ہیں جہاں انگریز فوج ہے
- جرمن فوج حملہ آور ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ **سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔** اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کی سچائی کو کیسے ثابت کرتا ہے۔ یہ خواب آپؓ نے ۱۹۴۴ء میں دیکھا جب خلافت قادیان میں تھی۔ اس کے بعد خلافت ربوہ (پاکستان) میں آگئی اور پھر خدا نے ایسے حالات پیدا کئے کہ خلافت کو ربوہ چھوڑ کر لندن (برطانیہ) میں آنا پڑا۔ یہ وہ دور تھا جب دنیا کے مختلف خطوں میں جنگیں

ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف ایک شخص محترم عبدالغفار جنبہ صاحب کو بھی پاکستان چھوڑ کر جرمنی آنا پڑا۔ جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۷۴ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر اعتراف کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں مجبور کر کے جرمنی لایا۔ یقیناً یہ بات صحیح ہے۔ کیونکہ خدا اپنے بندے کو چالیس سال پہلے اس کی بشارت دے چکا تھا۔ اس لئے کیسے ممکن تھا کہ آپ کی ذات پر حملہ کرنے والا جرمنی کی بجائے کہیں اور ہوتا۔ اور پھر خدا کے پہلے سے بتائے ہوئے علم کے عین مطابق یہاں آکر جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی صداقت پر حملہ کر دیا۔

کیا یہ سب کچھ خدائی تقدیر کے مطابق نہیں ہوا۔ جنبہ صاحب نے جن خوابوں کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کیا ہے وہ خواب آپ نے پاکستان میں دیکھے مگر آپ نے وہاں دعویٰ نہیں کیا بلکہ خدائی تقدیر آپ کو جرمنی لائی۔ حالانکہ آپ کسی اور ملک میں بھی جا سکتے تھے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ خواب کے عین مطابق خلافت کو پاکستان سے کسی اور ملک کی بجائے انگریزوں کے پاس برطانیہ لایا۔ اور جنبہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ اس وقت کیا جب دنیا کے مختلف خطوں میں جنگیں جاری تھیں۔

اس خواب میں بتائی گئی پیشگوئی کس شان سے پوری ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے ماموروں کی سچائی کی یہ نشانی ہے کہ وہ مجھ سے خبر پاکر غیب کی باتیں بتلاتے ہیں۔

پس وہ خواب جس میں بتلائی گئی پیشگوئیاں اتنی شان سے پوری ہو چکی ہیں وہ نفسانی کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اسی خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ تم ہی وہ موعود مصلح ہو۔ جو یقیناً سچ ہے اور کوئی اس کو جھٹلا نہیں سکتا۔ یہی سچے مامور کی نشانی ہے۔ کہ اللہ اسے غیب کا علم دیتا ہے۔

تمام احمدی جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے پندرہ سو سال پہلے ایک پیشگوئی فرمائی کہ یہودیوں کے بہتر ۷۲ فرقے بن گئے تھے اور میری امت کے تہتر ۷۳ فرقے بن جائیں گے اور ایک فرقے کے علاوہ باقی سارے ناری ہونگے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ الْأَفْرِيقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

(ترمذی، جلد دوم، باب الایمان)

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہی کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا اور دونوں میں اتنی مطابقت ہو گی جتنی جوتیوں کے جوڑے میں ایک دوسرے کے ساتھ۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا آئے گا اور بنو اسرائیل بہتر فرقوں پر تقسیم ہوئی تھی لیکن میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہو گی۔ ان میں ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والے کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے راستے پر چلیں گے۔

اس حدیث کے مطابق ہر فرقہ دعویدار تھا کہ وہ ناجی فرقہ میں ہوں اور باقی سب جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرنے اور اتمام حجت کے لئے ایسا انتظام کیا کہ ۱۹۷۴ء میں تمام فرقوں نے متفقہ طور پر ایک فرقہ کو علیحدہ کر دیا اور باقی سب اکٹھے ہو گئے۔ بھٹو صاحب اس فیصلہ کے کرنے میں پیش پیش تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کی گئی پیش گوئی کے مطابق بھٹو صاحب کا انجام کیا۔

۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ بھی دو حصوں میں بٹ گئی اور دونوں کا دعویٰ تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ایک گروپ (لاہوری جماعت) نے اس کو ماننے سے بھی انکار کیا۔ جس رویا کی بنا پر حضورؓ نے دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ اسے نفسانی اور شیطانی خواب کا نام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرنے اور اس گروپ (لاہوری جماعت) پر اتمام حجت کے لئے اس رویا میں بیان پیشگوئی گوئی کو پورا کرنے کے لئے جنبہ صاحب کا انتخاب کیا ہے۔ وہ لوگ جو اس رویا کو نفسانی یا شیطانی خیال کرتے تھے۔ ان پر اتمام حجت ہو چکا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے ایک اور وعدہ بھی کر رکھا ہے۔ جو بڑی شان سے بارہا پورا ہو چکا ہے اور آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا۔ اور وہ وعدہ یہ ہے۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ (تذکرہ، صفحہ ۲۷)

اس رویا صادقہ کو دیکھنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک حلفیہ بیان کے ذریعے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا حلفیہ دعویٰ مصلح موعود

گزشتہ مضمون میں اس مبارک خواب کا مفصل ذکر کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ ذیل میں آپ کا حلفیہ دعویٰ مصلح موعود تحریر کر رہا ہوں۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو لاہور میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسہ میں آپؓ نے فرمایا:

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مُصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مَیں ہی وہ مُصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی۔"

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر ۵۹۶)

دعویٰ مصلح موعود کی صداقت کے ثبوت

محترم جنبہ صاحب تمام جماعت کو چیلنج کرتے ہوئے اپنے آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۱۵ پر فرمارہے ہیں۔

قرآن کریم اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں اگر آپ یا جماعت احمدیہ قادیان جناب خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود ثابت کردیتے تو شاید ہمیں مجددیت کے موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔خاکسار عرصہ بیس(۲۰)سال سے قادیانی خلفاء اور علماء سے درخواست کررہا ہے کہ حضرت امام مہدی ومسیح موعودؑ کی ۲۰رفروری ۱۸۸۶ءکی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق اگر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود(زکی غلام)تھے تو آپ اس کا اثبات کرکے دکھائیں؟؟لیکن عزیزم۔وہ کوئی جواب دینے کی بجائے اس عاجز اور اس عاجز کے پیروکاروں کے آگے بھاگتے پھر رہے ہیں۔اس سے کیا پتہ ملتا ہے؟؟یہی کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب قطعاً مصلح موعود نہیں تھے۔اگر آپ یا قادیانی خلفاء اور علماء جناب خلیفہ ثانی صاحب کا مصلح موعود ہونا ثابت کردیں تو پھر نہ صرف خاکسار اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں(مصلح موعود)پر نظر ثانی کرے گا بلکہ آپ کو منہ مانگا انعام بھی پیش کرے گا۔۔۔کیا میں اُمید کروں کہ اس ضمن میں آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے؟؟؟؟ والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں(موعود مجدد صدی پانزدہم)

۱۴رد سمبر ۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جنبہ صاحب کی خواہش کے احترام میں بندہ حاضر ہے۔ انشاء اللہ قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر الہامات کی مدد سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی بطور مصلح موعود ثابت کردونگا۔ اور انشاء اللہ نیک فطرت لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا۔

لیکن اس سے پہلے ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کہ جو خدا کے سچے مامور ہوتے ہیں وہ خدا کی مخلوق کو اپنے آگے بھگانے کے واسطے معمور نہیں ہوتے۔ بلکہ انہیں اپنے قریب کرنے کے واسطے مقرر ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے پیچھے چلانے کے واسطے آتے ہیں۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی بابت مکہ میں مشہور تھا کہ یہ جادو گر ہے۔ جو اسے ایک بار مل لے وہ اس کے جادو میں گرفتار ہو جاتا

ہے۔اور یہی حال آپؐ کے سچے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا کہ لوگ نفرتیں لے کر آتے تھے اور پھر آپؑ کو دیکھتے ہی آپؑ کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ آگے بھگانے کے واسطے خدا نے اور کافی چیزیں پیدا کر رکھی ہیں۔ جن کے شر سے بچنے کے لئے ہر شریف آدمی ان سے دور بھاگتا ہے۔ آگے بھگانا کوئی بڑی بات نہیں۔ قریب کرنا اور اپنے پیچھے چلانا بڑی بات ہے۔ جب لوگ آپ سے مل کر یا آپ کو دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیں تو یہ خوشی یا فتح کی نشانی نہیں ہوتی بلکہ خوف اور استغفار کا مقام ہوتا ہے۔

میں آپ سے اس بات پر سو فیصد متفق ہوں کہ واقعی احمدی آپ کو یا آپ کے مریدوں کو جواب دینے سے بھاگتے ہیں۔ میں نے آپ کی ویب سائٹ پر موجود تمام مواد (خطوط، آرٹیکل، نیوز) کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بڑی نیک نیتی کے ساتھ پڑھا ہے۔ لیکن آپ نے اور آپ کے مریدوں نے جماعت احمدیہ کے خلفاء، مربیان اور دیگر احباب کو جس بازاری الفاظ سے مخاطب کیا ہے وہ کسی بھی تہذیب یافتہ انسان کو اور خصوصاً ایسے انسان کو جو خدا کی طرف سے ہونے کا دعویدار ہو کو زیب نہیں دیتے۔ مجھے معلوم ہے اس کے جواب میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے نکال کر رکھ دیں گے۔ مگر بغیر سیاق وسباق کے۔ (دوسری جگہ اس سلسلہ میں تفصیلی بات کر چکا ہوں)

میں نے آپ کے سخت سے سخت سوال اور اعتراض کا جواب دیا ہے۔ مگر کسی جگہ اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ اور آپ کے مریدوں کی عزت نفس کا خیال رکھا ہے۔ یہی خدا کا حکم ہے اور یہی خدا کی تعلیم ہے کہ دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی غلط نام سے نہ پکارو۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۗ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝

۳۵۔ نہ اچھائی بُرائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ بُرائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔

(سورۃ حم السجدہ ۴۱: ۳۵)

میری استدعا ہے کہ اپنی اس کامیابی پر خوش ہونے کی بجائے آپ اور آپ کے مرید اپنے رویوں پر نظر ثانی فرمائیں۔ تاکہ لوگ آپ سے بھاگنے کی بجائے آپ کے قریب آئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی از قرآن پاک والہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہاں خاکسار نے قرآن پاک کے وہی حوالے لئے ہیں جو خدا نے مامورین کی سچائی کو پرکھنے کے بتائے ہیں۔ انہی حوالوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی کے لئے پیش کیا ہے۔ اور یہی حوالے تمام مرسلین کی سچائی پر مہر ہیں۔ اور انہیں طریق پر چل کر ہم سچے اور جھوٹے کی پہچان کر سکتے ہیں۔

ا۔ ثبوت نمبرا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۷

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝۲۸

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲: ۲۷، ۲۸)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں:

پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امورِ غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں لیکن افسوس کہ موجودہ وید

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بہت سی غیب کی خبریں دیں یہاں صرف ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ آپؓ کی مشہور رویا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مصلح موعود ہونے کی بشارت دی۔

وہ رویا یہ تھا کہ میں نے دیکھا۔ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے جس کے پاس میں ہوں برسرِ پیکار ہے، یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲)

اسی رویا میں آپؓ کو دکھایا گیا

اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آ رہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ مجھے رویاء میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے رویاء میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے۔ اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی۔ (تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۳)

محترم جنبہ صاحب یہ رویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی پیدائش سے بھی قبل ۱۹۴۴ء میں دیکھی۔ پھر کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہوئے کہ خلیفہ وقت کو جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیٹا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کا نافلہ بھی تھا کو لندن آنا پڑا اور خواب کا ایک حصہ اس طرح پورا ہو گیا کہ وہ کوئی انگریزی فوج تھی۔

آپ نے خوابیں وغیرہ پاکستان میں دیکھیں مگر خدا تعالیٰ آپ کو پاکستان سے جرمنی لایا۔ جیسا کہ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۷۴ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار پہلے بھی اپنے کسی مضمون میں اس کا اظہار کر چکا ہے کہ میں قطعاً پاکستان سے باہر نہیں جانا چاہتا تھا۔ پاکستان میں میرے جیسے بھی حالات تھے میں اس پر راضی بہ رضا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ جس مشن پر میں نے اسے کھڑا کیا ہے ایسا شخص پاکستان یا بطور خاص ربوہ میں نہیں رہ سکتا۔ جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب اللہ تعالیٰ مجھے مجبور کر کے جرمنی لایا ہے اور میں اُسکی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے جرمنی آیا ہوں۔ میں آپ لوگوں کی طرح دیارِ غیر میں دنیا کمانے کیلئے نہیں آیا اور اس حقیقت کو جرمنی میں کیل کے میرے ہم

آپ کا جرمنی آنا ضروری تھا کیونکہ یہی بات خدا نے بہت پہلے اپنے سچے موعود کو بتا رکھی تھی کہ جرمن فوج تم پر حملہ کرے گی۔

اور پھر اسی رویا میں خدا نے یہ خوش خبری بھی دی کہ وہ جرمن فوج ناکام رہے گی۔

اور پھر آخر میں آپ کو بتایا کہ تم ہی مصلح موعود ہو۔

ہے۔ وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اُس کا مثیل اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اور مَیں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا؟ اور اِس کا کیا مطلب ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں؟ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اِس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ مَیں اس کا نظیر ہوں وَخَلِیْفَتُہٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اِس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اُسے پُورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر مَیں تقریر کرتے ہوئے

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۸)

جنبہ صاحب آپ اس خواب کو شیطانی اور نفسانی کہتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹)

اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اس خواب میں پیشگوئیاں رکھ دیں اور وہ پوری بھی اسی شخص کے ذریعے ہوئیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ آور ہونے والا تھا۔ اللہ اکبر (نوٹ: آپؓ کے چند اور الہامات کا ذکر دوسرے مضمون میں کیا ہے)

۲۔ ثبوت نمبر ۲

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝۴۵

۴۵۔ اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا۔

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝۴۶

۴۶۔ تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝۴۷

۴۷۔ پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝۴۸

۴۸۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

(سورۃ الحاقۃ ۶۹ : ۴۵ تا ۴۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے مَیں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس ۲۳ برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔ اس بارے میں میرے ایک دوست نے اپنی نیک نیتی سے یہ عذر پیش کیا تھا کہ

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۴۳۴)

محترم جنبہ صاحب آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر اس قرآنی حکم کی یوں وضاحت فرماتے ہیں

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کیلئے ہے۔ اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی

نیز آپ یہ حوالہ تحریر کرتے ہیں:

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔'' (مناظرۂ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

محترم جنبہ صاحب آپ ہی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ الہام اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۲۸ پر درج فرمایا ہے

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے'

اس الہام کے بعد آپ کم و بیش ۵۶ سال زندہ رہے۔ اور یہ آپ کی سچائی کا دوسرا ثبوت ہے۔

بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ خدا اپنے سچوں کو ہر الزام سے بری کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۵ جنوری ۱۹۴۴ء کو خواب دیکھا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں آپؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ شدید زخمی ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بچا لیا۔ پھر آپؓ شدید بیمار رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے بندے کو ہر الزام سے پاک رکھنے کے لئے اور ہر الزام سے بریت کے لئے آپؓ کو ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۲ دن زندہ رکھا۔ جو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے دورِ نبوت سے ایک دن زیادہ یا برابر بنتا ہے۔

(اس کی تفصیل میں اپنے دوسرے مضمون 'قطع وتین اور حضرت مصلح موعودؓ' میں بیان کر چکا ہوں)

۳۔ ثبوت نمبر ۳

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

۸۔اور کوئی نبی ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے۔

(سورۃ الزخرف ۴۳ : ۸)

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

۳۱۔ وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

(سورۃ یٰسین ۳۶ : ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کے مخالفین اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔اور انہی الزامات میں سے ایک الزام ان کے کردار کشی کی صورت میں بھی لگایا جاتا ہے۔یہ الزام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں بھی آپ پر لگائے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔یہ الزام آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لگائے گئے۔ذیل میں ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔حضور علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔' اخیر میں ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔کہ اخبار مذکورہ بالا میں منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جابجا مشہور افتراء پردازوں سے اس عاجز کو نسبت دی ہے۔اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہو گی۔اس پیشگوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔نیکوں کو نیک باتوں کا اور زانیوں کو عورتوں کا۔ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کرلیں۔'

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۳۰)

یہ سلسلہ آج تک جاری ہیں۔ اور یہی الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بھی لگائے گئے اور آج تک جاری ہیں۔ کبھی کسی نے مسیلمہ کذاب پر اس قسم کے الزام نہیں لگائے۔ نہ ہی دیگر کسی جھوٹے مدعی پر اس قسم کے الزام لگائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خود آپ کی جماعت میں کئی مدعیان پیدا ہو چکے ہیں۔ کئی مصلح موعود کے امیدوار پیدا ہو چکے ہیں۔ کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ ان پر اس قسم کے الزام لگے ہوں۔ یہ الزام سچے مامورین پر ہی لگائے جاتے ہیں۔ ایسے الزام جنبہ صاحب پر بھی نہیں لگے۔

اس لئے جب جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اس قسم کے الزام لگائے جائیں گے تب تب یہ آپ کی صداقت کا ثبوت ہوں گے۔

۴۔ ثبوت نمبر ۴

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَہٗ ۚ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۴﴾

۳۴۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اُسے جھوٹے طور پر گھڑ لیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ (کسی صورت) ایمان لانے والے نہیں۔

فَلۡیَاۡتُوۡا بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِہٖۤ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۵﴾

۳۵۔ پس چاہئے کہ اس جیسا کوئی کلام لا کے دکھائیں اگر وہ سچے ہیں۔

(سورۃ الطور ۵۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی الہامات، کشوف اور خوابوں کے ذریعے غیب کی باتوں سے مطلع فرمایا۔ آپؓ نے قبل از وقت ان کو شائع فرمایا۔ اور وہ باتیں اپنے وقت پر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔

محترم جنبہ صاحب نے ان الہامات، کشوف کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

اس کے ثبوت کے لئے محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے ایک حوالہ پیش خدمت ہے:

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ جناب امام راشد صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعدازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کرلیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِیسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ جناب امام راشد صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خواب بین کو موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ''زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۲، صفحہ نمبر ۲۷)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس خواب کو بے مقصد، مہمل، شیطان کی آنت اور بلی کو چھچھڑوں کے خواب جیسے الفاظ سے نواز رہے ہیں۔ دیگر آرٹیکلز میں اس خواب کو نفسانی خواہش سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اس خواب کی سچائی اور فضیلت اوپر بیان کر چکا ہوں۔

محترم جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ استہزاء کرنے والوں سے کہہ رہا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ۝٣٥ ۳۵۔ پس چاہئے کہ اس جیسا کوئی کلام لاکے دکھائیں اگر وہ سچے ہیں۔

(سورۃ الطور ۵۲)

آپ بھی کوئی خواب، کوئی الہام ایسا بتائیں جس میں خدا نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ تم مصلح موعود ہو۔ آپ کو تو چھچھڑوں کے بھی خواب نہیں آئے۔

۵۔ ثبوت نمبر ۵

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے مامور ہی غالب آتے ہیں:

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾

۱۷۲۔اور بلا شبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

۱۷۳۔(کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔

وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

۱۷۴۔اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

(سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷)

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۲﴾

۲۲۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

(سورۃ المجادلۃ ۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پچاس سال سے لمبا دور خلافت اس بات کا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی قدم قدم پر مدد فرمائی اور ہر موقع پر آپ کو کامیاب اور غلبہ عطا فرمایا۔ ۱۹۱۴ء میں اٹھنے والے فتنہ میں آپ کامیاب ہوئے۔ ۱۹۳۷ء کے فتنہ میں آپ کامیاب ہوئے، ۱۹۵۳ء کے فتنہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی سربراہی میں جماعت کو محفوظ رکھا۔ آپؓ نے جماعت کو ایسا نظام دیا جو اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی بغیر کسی نقص کے بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ جماعت کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا۔ اور اب یہ ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ اس دوران بڑے بڑے فتنے اٹھے اور سب ناکام ہوئے۔ اور آج تک ناکام ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ناکام ہوتے رہیں گے۔

اور تو اور خود جنبہ صاحب بھی حضرت مصلح موعودؓ کے دور کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آپ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں۔

محترم جناب مولانا دین محمد شاہد صاحب۔ چناچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا البشیر الدین محمود احمد پیدا ہوکر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دور خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل یا موعود لڑکا ہونے کا ثبوت ہیں۔ جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں بتا چکا ہوں کہ حضورؓ کے اپنے الفاظ

(آرٹیکل نمبر ۷۷، صفحہ نمبر ۷)

۶۔ ثبوت نمبر ۶

عمومی طور پر ہر آنے والے مامور کی بابت گزشتہ مامورین پیشگوئیاں کر کے جاتے ہیں۔ ایسے ہی آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے بعد اس کا جسمانی بیٹا ہو گا

چند حوالے بطور ثبوت پیش خدمت ہیں۔

"IT IS ALSO SAID THAT HE SHALL DIE, AND HIS KINGDOM DESCEND TO HIS SON AND GRANDSON."

ؔ طالمود باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء (از جوزف بارکلے ایل۔ ایل۔ ڈی) ناشر ٹلبجان مرے البیبرل سٹریٹ 1878

ترجمہ: "یہ بھی ایک روایت ہے کہ مسیح (موعود) کے وفات پانے کے بعد اُس کی بادشاہت (یعنی آسمانی بادشاہت) اُس کے فرزند اور پھر اُس کے پوتے کو ملیگی"

(تاریخ احمدیت، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۷۶، ۴۷۷)

ے دَورِ اُو چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی "جب مسیح موعود کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدائے تعالٰے اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ میں رنگین ہوجائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا"

(تاریخ احمدیت، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۷۷)

اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

"وَهٰذَا الزَّمَانُ لِلْخَيْرِ وَالرُّشْدِ كَآخِرِ الْأَزْمِنَةِ وَلَا يَأْتِي زَمَانٌ بَعْدَهٗ كَمِثْلِهٖ فِي الْفَضْلِ وَالْمَرْتَبَةِ۔ وَاِنَّآ اِذَا وَدَّعْنَا الدُّنْيَا فَلَا مَسِيْحَ بَعْدَنَآ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْزِلُ اَحَدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَلَا يَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَةِ اِلَّا مَا سَبَقَ مِنْ رَّبِّيْ قَوْلٌ فِي الذُّرِّيَّةِ۔ (اشارة فِي قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ منه)

ترجمہ: اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ (اس کی طرف اشارہ ہے آنحضرت ﷺ کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ)

مندرجہ بالا حوالوں کی مدد سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسمانی لڑکا ہی وہ موعود تھا۔ جس کا پیشگوئی مصلح موعود میں ذکر ہے۔ اصل عبارت درجِ ذیل ہے۔

روحانی خزائن جلد ۱۸ ۔۔۔ ۷۳ ۔۔۔ اعجاز المسیح

آلزمان وظهرت الأصوات السبعة من السبع المثاني.
آمد و ہفت آواز از سورہ فاتحہ کہ ہفت آیت است ظاہر شد
وهذا الزمان للخير والرشد كآخر الأزمنة. ولا يأتي زمان
و ایں زمانہ برائے خیر و رشد آخری زمانہ است۔ و بعد زیں ہیچ زمانہ
بعده كمثله في الفضل والمرتبة. وإنّا إذا ودّعنا الدنيا فلا
در فضل و مرتبہ بدیں زمانہ نتواند رسید۔ و ما چوں پدرود کردیم دنیارا پس
مسيح بعدنا إلى يوم القيامة. ولا ينزل أحدٌ من السماء ولا
بعد ما ہیچ مسیحے تا قیامت نخواہد آمد و نہ کسے از آسمان نازل شد و نہ
يخرج رأس من المغارة. إلّا ما سبق من ربي قولٌ في
از غار بیروں خواہد آمد۔ مگر آنچہ دربارہ اولاد من خدائے من گفت
الذريّة☆ وإنّ هذا هو الحق وقد نزل من كان نازلا من

و ایں راست است و فرود آمد آنکہ فرود آیندہ بود۔
الحضرة. وتشهد عليه السماء والأرض ولكنكم لا
و آسمان و زمین بریں گواہی می دہند لکن شما بریں
تطّلعون على هذه الشهادة. وستذكرونني بعد الوقت
گواہی اطلاع نمی دارید و عنقریب بعد از وقت مرا یاد خواہید کرد
والسعيد من أدرك الوقت وما أضاعه بالغفلة.
و سعادت مند کسے است کہ وقت را دریافت و بغفلت ضائع نکرد

☆ الحاشية: اليه اشارة في قوله عليه السلام يتزوج ويولد له. منه
اسی کی طرف اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ نمبر ۷۳)

۷۔ ثبوت نمبر ۷

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس دن کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بشارت دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا** یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ'' (مکتوب ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)
حضورؑ کے اِن الہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اوّل) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔ (ثانیاً) یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اوّل) تو ضرور فوت ہو گیا لیکن آپکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا آپ سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۳ اور ۵)

خاکسار نے ''اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کرآیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سِرّ الخلافہ میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سِرّ الخلافہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کرلیا ہوا اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چنانچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دورِ خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۷)

مندرجہ بالا حوالوں میں اور دیگر بہت جگہ پر جنبہ صاحب نے یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بشیر اول کے مثیل ہیں۔ اور جو پیشگوئیاں بشیر اول کی بابت کی گئی تھیں ان کا اطلاق بشیر ثانی پر ہوتا ہے۔

اب دیکھتے ہیں بشیر اول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا تھا۔

اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اور بشیر ثانی کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔

'وہ شخص جسے خدا کہہ رہا ہے کہ میں نے اسے مقدس روح دی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ اور وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا' کیا ایسا شخص جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو یہ الزام خدا پر جاتا ہے نہ کہ اس شخص پر۔ اور ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اس کا جواب بھی جنبہ صاحب خوب دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نوح کا بیٹا بھی تو خراب اور نافرمان نکلا تھا۔

احباب کرام! کیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا موعود تھا۔ ہر گز نہیں۔ کیا کوئی قرآن سے یہ ثابت کر سکتا ہے؟

وہ موعود بیٹا نہیں تھا۔ اس لئے وہ حضرت نوحؑ کی دعا کے باوجود طوفان میں غرق ہو گیا۔

قرآن پاک میں جن موعود بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب صالح اور نبی بنے۔ اور خدا جو قرآن پاک میں وعدہ کرتا ہے کہ وہ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا کیسے ممکن ہے کہ پہلے اپنے نبی کو ایک بیٹے کی بشارت دے۔ اسے روح القدس، نور اللہ اور رجس سے پاک کہے اور پھر اپنے وعدہ سے پھر جائے۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ کوئی شریف انسان اپنے وعدہ سے نہیں پھرتا اور وہ خدا جو ہمیں یہ حکم دے رہا ہے کہ وعدہ خلافی نہ کرو وہ خود اپنے وعدے کا پاس نہ کرے۔

اور پھر دیکھیں اگر حضرت نوحؑ کا بیٹا نافرمان تھا تو خدا نے نبی کی امت اس کے حوالے نہیں کی بلکہ اسے غرق کر دیا۔

نور اللہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس لئے آپؓ نے جو بھی دعوے کئے وہ سب سچ ہیں۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی کا سب سے بڑا نشان ہے۔

محترم جنبہ صاحب آپ نے ایک ثبوت مانگا تھا۔ میں نے سات ثبوت دے دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں　　　اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

آخر میں جنبہ صاحب کا ایک وعدہ بطور یاددہانی پیشِ خدمت کر رہا ہوں:

طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپکو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔ اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔ اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود "زکی غلام" کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے ۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲)

محترم جنبہ صاحب! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

4:116 وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

[4:116] اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اس پر روشن ہو چکی ہو اور مومنوں کے طریق کے سوا کوئی اور طریق اختیار کرے تو ہم اسے اُسی جانب پھیر دیں گے جس جانب وہ مُڑ گیا ہے اور ہم اسے جہنّم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔ کہ آپ اپنی تمام کتابوں کو جلا کر امام وقت کے مقررہ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائیں۔ اللہ تعالیٰ حق آپ پر آشکار کرے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

حضرت مصلح موعودؓ کی چند پیشگوئیاں

اللہ تعالیٰ کا اپنے سچے مامورین کی نسبت یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٧

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝٢٨

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲: ۲۷،۲۸)

گزشتہ صفحات میں حضرت مصلح موعودؓ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کر چکا ہوں۔ جو آپؓ کو ۱۹۴۴ء میں ایک رویا کے ذریعے بتائی گئی۔ اور آج وہ بڑی شان سے پوری ہو چکی ہے۔ ذیل میں چند اور پیشگوئیاں پیش خدمت ہیں۔

مقدمہ دیوار کے فیصلہ کی قبل از وقت خبر

تاریخ احمدیت جلد سوم [۱۲۰] میں مقدمہ دیوار کا واقعہ بڑی تفصیل سے گزر چکا ہے کہ کس طرح آپ کے چچا زاد بھائیوں نے آپ کو تکلیف دینے کی خاطر ایک دیوار کھینچ دی تھی۔ حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کو اس بارے میں بذریعہ خواب دیوار کے گرائے جانے کا نظارہ دکھایا گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ دیوار گرائی جا رہی ہے اور لوگ ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ بارش ہو چکی ہے اس حالت میں میں نے دیکھا کہ مسجد کی طرف حضرت خلیفتہ اول رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور دیوار گرائی گئی تو بعینہ ایسا ہی ہوا۔ اس روز کچھ بارش بھی ہوئی اور درس کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ جب واپس آئے تو آگے دیوار توڑی جا رہی تھی میں بھی کھڑا تھا چونکہ اس خواب کا میں آپ سے پہلے ذکر کر چکا تھا اس لئے مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ میاں دیکھو۔ آج تمہارا خواب پورا ہو گیا" [۱۲۱]۔

(تاریخ احمدیت، جلد ۴، صفحہ نمبر ۴۴)

پہلا الہام:

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے'

آپ اس الہام کی نسبت فرماتے ہیں: میں نے جا کر حضرت مسیح موعودؑ کو بتادیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو اپنے الہامات کی کاپی میں لکھ لیا۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۵۵)

اس الہام کو سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک پورا ہوتا رہے گا۔ آج سے پہلے بھی کئی لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر طرح طرح کے الزامات لگا کر آپؓ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور ان کا اپنا نشان مٹ گیا۔ آج بھی جنبہ صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ جو الہام آج سے سو سال پہلے ہوا تھا۔ اور سو سال ہو جانے کے باوجود وہ ہر روز بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے وہ جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اپنی امت کو جان بوجھ کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور ایک جھوٹے مدعی کے مقابل پر کچھ نہیں کر پا رہا۔ جس طرح آج سے سو سال پہلے آپؓ کے ماننے والے آپؓ کے منکرین پر غالب تھے اسی طرح آج بھی آپؓ کو ماننے والے آپؓ کے منکرین پر غالب ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک غالب رہیں گے۔ حاسد پہلے بھی اپنی حسد کی آگ میں جل کر خاک ہو گئے اور انشاء اللہ اب بھی ایسا ہی ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کی خبر رویا میں:

۲۸/اپریل ۱۹۰۵ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا' انی مع الا فواج اٰتیک بغتۃً'۔ عجیب بات ہے کہ ادھر حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا اور ادھر حضور کے فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کو خواب میں یہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا ہے۔

آپ کے قلم سے اس اہم واقعہ کی پوری تفصیل یہ ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ' ۔ میں اپنی فوج کے ساتھ اچانک تیری مدد کے لئے آؤں گا۔ جس رات حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا اسی رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آج یہ الہام ہوا ہے کہ ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ' ۔ جب صبح ہوئی تو مفتی محمد صادق صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو تازہ الہامات ہوئے ہوں وہ اندر سے لکھوا لاؤ۔ مفتی صاحب نے اس ڈیوٹی پر مجھے مقرر کیا ہوا تھا۔ اور میں حضرت مسیح موعودؑ کے تازہ الہامات آپ سے لکھوا کر مفتی صاحب کو لا کر دے دیا کرتا تھا تا کہ وہ انہیں اخبار میں شائع کر دیں اس روز حضرت مسیح موعودؑ نے جب الہامات لکھ کر دیئے تو جلدی میں آپ یہ الہام لکھنا بھول گئے کہ ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ' ۔ میں نے جب ان الہامات کو پڑھا تو میں شرم کی وجہ سے یہ جرأت بھی نہ کر سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سے اس بارے میں کچھ عرض کروں۔ اور یہ بھی جی نہ مانتا تھا کہ جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا اسے غلط سمجھ لوں۔ اسی حالت میں کئی دفعہ میں آپ سے عرض کرنے کے لئے دروازہ کے پاس جاتا مگر پھر لوٹ آتا۔ آخر میں نے جرأت سے کام لے کر کہہ ہی دیا کہ رات مجھے ایک فرشتہ نے بتایا تھا کہ آپ کو الہام ہوا ہے ' انی مع الا فواج اٰ تیک بغتۃ' ۔ مگر ان الہامات میں اس کا ذکر نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یہ الہام ہوا تھا مگر لکھتے ہوئے میں بھول گیا۔ چنانچہ کاپی کھولی تو اس میں وہ الہام درج تھا۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۵۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعض کشوف اور خوابوں کو خود نوٹ فرمایا ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

غیر مبائعین میں افتراق پیدا ہونے کی خبر

(۲) دوسرے اللہ تعالیٰ نے غیر مبائعین کے فتنہ کے شروع میں ہی مجھے خبر دی تھی۔ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ ۔اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کوٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ چنانچہ یہ الہام اُسی وقت میں نے اُس ٹریکٹ میں شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے ''کون ہے جو خدا کے کام روک سکے۔'' یہ الہام بھی پورا ہوا، یہاں تک کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو ۹۵ فیصدی کہا کرتے تھے اُن کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ وہ واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ اُن میں اتنے شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور آپس میں ایسی ایسی سخت مخالفتیں ہوئیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اِس الہام کی صداقت کا اقرار کیا۔ خواجہ صاحب میرے اُستاد تھے کیونکہ اُنہوں نے سکول میں مجھے دو دن پڑھایا تھا۔ اُن کے متعلق یہ روایت ہے جو اُن کے بعض واقفوں نے مجھے پہنچائی کہ وہ اپنی وفات سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ میاں محمود کی کوئی اور بات سچی ہو یا نہ ہو مگر اُن کا یہ الہام تو پورا ہو گیا ہے کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اِس الہام سے پہلے مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ وہ دانت کاٹی روٹی کھایا کرتے تھے۔ مگر جب وہ میرے مقابل میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اِس الہام کے مطابق اُن میں ایسا تفرقہ پیدا کر دیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا گیا اور اُن کی اور مولوی محمد علی صاحب کی آپس میں شدید مخالفت ہو گئی۔ اِسی طرح ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک دفعہ احمدیہ مسجد میں کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے کہ ایسا ایسا آدمی یہاں آئے تو سہی مَیں اُس کی ٹانگیں نہ توڑ دُوں اور اِس سے اُن کی مراد مولوی محمد علی صاحب تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب سے بھی اُن کی مخالفت ہوئی اور وہ اِس قدر بیزار ہوئے کہ اُنہوں نے اپنی وفات سے پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میرے اِرد گرد سخت اندھیرا ہے اور میں اپنے خیالات کا پورے طور پر اظہار نہیں کر سکتا۔ آپ میری طرف اپنا کوئی آدمی بھیجیں، مَیں اُس کے ذریعہ آپ تک بعض باتیں پہنچانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر کو خط دے کر لاہور بھیجا مگر اُس وقت بیماری کی وجہ سے اُن کے تمام رشتہ دار اکٹھے تھے وہ کوئی گفتگو نہ کر سکے۔

گزشتہ جنگ عظیم کے متعلق رؤیا

(۳) تیسرے گزشتہ جنگ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت جبکہ اٹلی اور ٹرکی دونوں جنگ میں شامل نہیں تھے ایک رؤیا دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ جرمنی سے ٹرکی کی طرف کنکشن ہوا ہے اور کوئی خبر ہے جو ٹرکی کے نام جرمنی کی طرف سے پہنچائی جا رہی ہے۔ اسی دوران میں کسی نے آلہ میرے کان میں لگا دیا اور مَیں نے سُنا کہ جرمن حکومت ٹرکی سے یہ گفتگو کررہی ہے کہ اٹلی ہمارے خلاف انگریزوں سے ملنے والا ہے، تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ یہ رؤیا مجھے اُس وقت ہوا جبکہ اٹلی جرمنی کا حلیف تھا اور آسٹریا، جرمنی اور اٹلی تینوں کا آپس میں معاہدہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے، اِسی لئے اُن کو TRIPLE ALLIANCE (ٹرپیل الائنس) یعنی تین طاقتوں کا اتحاد قرار دیا جاتا تھا۔ مگر اِس رؤیا کے عین مطابق واقعہ یہ ہوا کہ اٹلی انگریزوں سے جا ملا اور ٹرکی جرمنوں کے ساتھ شامل ہوگیا۔ گویا دو پہلو تھے جو اِس رؤیا میں بتائے گئے تھے ایک یہ کہ اٹلی جرمنوں سے غداری کرے گا اور دوسرا یہ کہ ٹرکی اِس کے مقابلہ میں جرمنوں سے جا ملے گا۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا سیاست دان بھی قبل از وقت ایسی بات نہیں کرسکتا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر بتائی اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا تھا ویسا ہی وقوع میں آ گیا۔

ایک اور اہم رؤیا

(۴) اِسی طرح گزشتہ جنگ کے موقع پر جب بیلجیئم پر حملہ ہوا اور جرمن بڑے زور سے آگے بڑھ رہے تھے۔ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک طرف انگریز اور فرانسیسی ہیں اور دوسری طرف جرمن اور دونوں میں فٹ بال کا میچ ہورہا ہے۔ جرمن فٹ بال کو لاتے لاتے گول کے قریب پہنچ گئے مگر گول ہو نہیں سکا۔ اتنے میں پھر اتحادی ٹیم نے طاقت پکڑ لی اور انہوں نے فٹ بال کو دوسری طرف دھکیل دیا۔ جرمن یہ دیکھ کر واپس دوڑے اور انگریز بھی فٹ بال لیکر دوڑنے لگے۔ مگر جب وہ گول کے قریب پہنچ گئے تو وہاں انہوں نے کچھ گول گول سی چیزیں بنالیں جن کے اندر وہ بیٹھ گئے اور باہر یہ بھی بیٹھ گئے۔ بعینہٖ اِسی طرح گزشتہ جنگ میں جرمن لشکر نے جب حملہ کیا تو اِس کی فوجیں بڑھتے بڑھتے پیرس تک پہنچ گئیں یہاں تک گورنمنٹ کے ذخائر بھی دوسری جگہ تبدیل کردیئے گئے مگر پھر اُسے واپس لوٹنا پڑا اور جب وہ سرحد پر واپس لوٹ آیا تو وہاں اِس نے ٹرنچز (TRENCHES) بنا لیں اور اُس کے اندر بیٹھ گیا اور اِس طرح چار پانچ سال تک وہاں لڑائی ہوتی رہی۔

انگلستان کو امریکہ سے اٹھائیس سَو ہوائی جہاز بھجوائے جانے کی خبر

(۱۴) ایک اور خبر جو اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس جنگ کے متعلق بتائی اور نہایت ہی عجیب رنگ میں پوری ہوئی، وہ یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور انگریزی گورنمنٹ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ذخائر کا جائزہ لینے دو، پھر میں بتا سکوں گا کہ مَیں تمہارے مُلک کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اِس پر حکومت نے مجھے اپنے تمام جنگی محکمے دکھائے اور میں اُن کو دیکھتا چلا گیا۔ آخر میں مَیں نے کہا کہ صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے۔ اگر مجھے ہوائی جہاز مل جائیں تو میں انگلستان کی حفاظت کا کام کرسکتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو معاً میں نے دیکھا کہ امریکہ کی طرف سے ایک تار آیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:-

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سَو ہوائی جہاز برطانوی گورنمنٹ کو دیئے ہیں۔ اِس کے بعد میری آنکھ کُھل گئی۔

یہ رؤیا میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو بتا دیا تھا اور اُنہوں نے آگے اپنی کئی انگریز دوستوں سے اِس کا ذکر کر دیا۔ یہاں تک کہ سر کلو جو اُس وقت ریلوے کے وزیر تھے اور بعد میں آسام کے گورنر مقرر ہوئے، اُن کو بھی چوہدری صاحب نے یہ رؤیا بتا دیا تھا۔ اِس رؤیا کے چھ ہفتہ کے بعد ایک دن عصر کی نماز کے بعد مَیں مسجد مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک ضروری فون آیا ہے میں گیا اور امرتسر والوں سے مَیں نے پوچھا کہ مجھے کون بُلا رہا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ شملہ یا دہلی سے کوئی دوست بات کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر گزری تو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی آواز آئی۔ اُن کا پہلا فقرہ یہ تھا کہ کیا آپ نے وہ خبر پڑھ لی ہے اور دوسرا فقرہ یہ تھا کہ مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہوگئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی ابھی وہ تار آیا ہے جو برطانوی نمائندہ نے امریکہ سے

انگریزی حکومت کو بھجوایا ہے اور وہ میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ اِس کے الفاظ یہ ہیں:۔

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سَو ہوائی جہاز برطانوی حکومت کو بھجوائے ہیں۔ پھر چوہدری صاحب کہنے لگے میں نے اُسی وقت اُن تمام لوگوں کو فون کیا ہے جن کو میں پہلے سے یہ خبر بتا چکا ہوں کہ دیکھو! امام جماعت احمدیہ نے جو خواب دیکھی اور جو میں نے تمہیں قبل از وقت بتا دی تھی، کس شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ چونکہ اُنہوں نے سرکلو سے بھی اِس رؤیا کا ذکر کیا ہوا تھا، انہوں نے سرکلو کو بھی فون کیا کہ کیا آج کا تار تم نے پڑھا ہے؟ وہ کہنے لگا میں نے ابھی نہیں پڑھا۔ چوہدری صاحب نے کہا پڑھو۔ اُس نے پڑھا تو کہنے لگا ظفر اللہ خاں! تار تو آیا ہے مگر جہازوں کی جتنی تعداد تم نے بتائی تھی اُتنی تعداد کا تو اِس میں ذکر نہیں۔ چوہدری صاحب نے کہا تمہیں کیا یاد ہے؟ وہ کہنے لگا تم نے تو ۲۸ سَو ہوائی جہازوں کا ذکر کیا تھا اور تار میں پچیس سَو لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اُس نے جلدی میں اٹھائیس سَو کو پچیس سَو پڑھ لیا۔ چوہدری صاحب کہنے لگے تار کو پھر پڑھو۔ اُس نے دوبارہ تار پڑھی تو کہنے لگا اوہو! اِس میں تو اٹھائیس سَو ہوائی جہازوں کا ہی ذکر ہے۔

اَب دیکھو چھ ہفتے پہلے خدا تعالیٰ نے یہ کیسی عظیم الشان خبر مجھے دی جو اُسی شکل میں پوری ہوئی جس شکل میں مجھے بتائی گئی تھی۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ذمہ دار افسر دو چار دن پہلے تک یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ امریکہ ۲۸ سَو ہوائی جہاز بھجوائے گا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے چھ ہفتے پہلے بتا دیا کہ تار آئے گا، تار امریکن گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا اور تار کا مضمون یہ ہوگا کہ امریکہ ۲۸ سَو ہوائی جہاز برطانیہ کے لئے بھجوائے رہا ہے۔ گویا تار بتا دیا، تار کا مضمون بتا دیا، یہ بتا دیا کہ تار کس کی طرف سے آئے گا، یہ بتا دیا کہ چیز کیا ہے اور پھر یہ بتا دیا کہ اِس چیز کی تعداد کیا ہے۔

حکومتِ امریکہ کے جنگ میں شامل ہونے کی خبر

(۱۳) پھر ۱۹۴۰ء میں مَیں نے رؤیا بیان کیا تھا کہ میں نے دیکھا ہمارے باغ اور قادیان کے درمیان جو تالاب ہے اُس میں قوموں کی لڑائی ہو رہی ہے مگر بظاہر چند آدمی رسہ کشی کرتے نظر آتے ہیں اور کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر یہ جنگ یونان تک پہنچ گئی

تو یکدم حالات میں تغیر پیدا ہو جائے گا اور جنگ بہت اہم ہو جائے گی۔ اِس کے بعد میں نے دیکھا کہ اعلان ہوا ہے کہ امریکہ کی فوج ملک میں داخل ہوگئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ امریکہ کی فوج بعض علاقوں میں پھیل گئی ہے مگر وہ انگریزی حلقۂ اثر میں آنے جانے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈالتی۔

یہ رؤیا ۱۹۴۰ء کے شروع میں مَیں نے اُس وقت دیکھا تھا جب کسی کے وہم اور گمان میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ امریکن گورنمنٹ اِس لڑائی میں شامل ہو جائے گی۔ مگر پھر ایسے حالات بدلے کہ امریکہ کو اِس جنگ میں شامل ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ امریکن فوجیں ہندوستان میں آ گئیں چنانچہ اَب کراچی اور بمبئی میں جگہ جگہ امریکن سپاہی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بیلجیئم کے بادشاہ کے معزول ہونے کی خبر

(۱۴) پھر ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو ہزاروں لوگوں کے مجمع میں مَیں نے اپنے ایک کشف کا ذکر کیا تھا جو تین دن کے اندر اندر پورا ہوگیا۔ میں ۲۵ رمئی کو کراچی کے سفر سے واپس آ رہا تھا کہ میں نے کشفی حالت میں دیکھا ایک میدان ہے جس میں اندھیرا سا ہے اور اُس میں ایک شخص سیاہی مائل سبز سی وردی پہنے کھڑا ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بادشاہ ہے۔ پھر الہام ہوا ''ایب ڈی کیٹڈ'' (ABDICATED) میں نے اپنے اِس کشف کا ذکر ۲۶ رمئی کو ایک بہت بڑے مجمع میں کر دیا تھا جبکہ لوگ حکومت برطانیہ کی کامیابی کے متعلق دعا کرنے کے لئے جمع تھے اور میں نے اِس کی تعبیر یہ کی تھی کہ کوئی بادشاہ اِس جنگ میں معزول کیا جائے گا یا کسی معزول شدہ بادشاہ کے ذریعہ کوئی تغیر واقعہ ہوگا۔ چنانچہ اِس الہام پر ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے بیلجیئم کے بادشاہ لیوپولڈ کو ناگہانی طور پر معزول کر دیا۔ ایب ڈی کیٹڈ کے لغت کے لحاظ سے یہ معنی کہ کوئی ایسا شخص جو اپنے اختیارات کو چھوڑ دے کسی اعلان کے ذریعہ BY DENOUNCEMENT یا عملاً OR DEFAULT اپنے فرائض منصبی کو ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے۔ گویا یا تو وہ خود کہہ رہے ہیں کہ مَیں بادشاہت سے الگ ہوتا ہوں یا ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہ بادشاہت کے فرائض کو ادا نہ کر سکے۔ بعینہٖ یہی الفاظ بیلجیئم گورنمنٹ نے استعمال کئے اور اُس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جرمن قوم

کے ہاتھ میں ہے اوراَب وہ اپنے فرائض کوادانہیں کرسکتا۔ پس اَب بیلجیئم کی قانونی گورنمنٹ ہم ہیں نہ کہ لیوپولڈ۔ اِس لئے بیلجیئم کے لوگوں کو لیوپولڈ کی بات نہیں ماننی چاہئے بلکہ ہماری بات ماننی چاہئے۔ تم غور کرو یہ کتنا عظیم الشان نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھایا۔ تین دن پہلے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی اور منگل کی رات کو بغیر اس کے کہ کسی اور کوعلم ہو بیلجیئم کے بادشاہ نے اپنے آپ کو جرمنوں کے سپرد کر دیا اور وہ معزول ہوگیا۔ یہ وہ خبر تھی جو ہزاروں آدمیوں کی مجلس میں مَیں نے قبل از وقت سُنا دی تھی۔

(انوارالعلوم، جلد نمبر ۱۷۔ الموعود، صفحہ نمبر ۵۵۲ تا ۵۵۴، ۵۷۰ تا ۵۷۳)

مندرجہ بالا پیشگوئیوں کے علاوہ بھی آپؓ کی بے شمار پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتابی شکل میں بھی چھپ چکی ہیں۔ یہاں صرف چند پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ کیا خدا کسی جھوٹے دعویدار کو اتنی کثرت سے غیب کی خبریں دے سکتا ہے؟ یقیناً خدا کا یہ سلوک کسی سچے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔

مصلح موعود کی صداقت کے نشان از قلم مصلح موعود

ایک رویا صادقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر یہ انکشاف فرمایا کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق تم ہو۔ اس رویا کے دیکھنے کے بعد آپؓ نے حلفاً اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ مگر ناقدین کی طرف سے اعتراضات کا سلسلہ جاری رہا۔ اتمام حجت کے لئے آپؓ نے ایک کتاب 'الموعود' تحریر فرمائی۔ اس میں بڑی تفصیل سے پیشگوئی مصلح موعود کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی باون نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ آپؓ نے وہ باون نشانیاں درج فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

> یہ علامتیں ہیں جو اِس پیشگوئی میں آنے والے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ اِن میں سے کچھ علامتیں تو ایسی ہیں جو صرف مومنوں کے متعلق ہیں اور وہی اِن کی صداقت کی گواہی دے سکتے ہیں۔ لیکن بعض علامتیں ایسی ہیں جو نہ ماننے والوں کے متعلق ہیں اور اُن علامات کو پیش کر کے اُن پر حُجّت تمام کی جا سکتی ہے۔ میں اِس وقت ایسی ہی علامات کو لیتا ہوں جن کے پورا ہونے کا دشمن سے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۳۲)

۱۔ مصلح موعود کا علوم ظاہری سے پر کیا جانا۔

یہاں آپؓ تحریر فرماتے ہیں کہ میری صحت کے بارہ میں سب کو علم ہے۔ نیز میری نظر اس قدر کمزور تھی کہ میں کتاب نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مجھے اپنے پاس بیٹھا لیتے وہ خود پڑھتے جاتے اور میں سنتا رہتا۔ اس طرح انہوں نے مجھے پڑھایا۔ مگر اصل علم تو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا۔ اور قرآن کریم کے معارف مجھ پر کھولے۔

آپ نے چیلنج کیا کہ کوئی بھی میرے مقابل پر آ کر قرآن پاک کی تفسیر لکھ کر دیکھ لے۔ آپ نے قرآن پاک کی بعض سورتوں کی تفسیر بھی تحریر فرمائی۔

اس وقت بھی بعض ناقدین نے اس تفسیر پر اعتراض کئے کہ پہلے سے لکھی گئی تفاسیر میں سے چوری کر کے تفسیر لکھ دی ہے۔ اور آج بھی بعض لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپؓ فرماتے ہیں:

اِس کے علاوہ قرآن کریم کے بہت سے حصوں کی تفسیر میری طرف سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ اِس شائع شدہ تفسیر سے بھی اِس پیشگوئی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بعض دشمن اس موقع پر کہہ دیا کرتے ہیں غیر مبائعین میں سے بھی اور دوسروں میں سے بھی کہ ہم مانتے ہیں آپ بہت ذہین ہیں، باتیں خوب نکال لیتے ہیں اور مناسب مضمون اخذ کر لیتے ہیں۔ مگر اس اعتراض سے بھی میری صداقت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اِس اعتراف کے معنی یہ بن جائیں گے کہ مرزا صاحب نے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ۹ سال کے عرصہ میں میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو بہت ذہین ہوگا اور بڑا چالاک ہوگا اور پُرانی تفسیروں میں سے ایسے ایسے علوم چُرانے کا اُسے ملکہ حاصل ہوگا کہ اُس وقت کے بڑے بڑے تجربہ کار بھی اِس قسم کی علمی چوری میں اُس کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور پھر وہ زندہ بھی رہے گا اور اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ اگر یہی نتیجہ نکالا جائے تو میں کہتا ہوں کہ کیا کسی انسان کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ ایسی پیشگوئی کر سکے اور کہہ سکے کہ ۹ سال کے اندر میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو ایسا ذہین اور ہوشیار ہوگا کہ بڑے بڑے مولوی بھی اُس کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کر سکیں گے پھر کیا وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ایسا لڑکا زندہ رہے گا۔ اور کیا وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ایسا لڑکا اپنی چالاکی سے ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا؟ اگر وہ یہ بہانہ کرتے ہیں تو بیشک وہ میرا نام چالاک رکھ دیں، مجھے ہوشیار اور تجربہ کار کہہ لیں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کی صداقت میں شُبہ نہیں ہو سکتا اور ماننا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خبر دی تھی کہ آپ کے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو مولویوں کو شکست دے گا، وہ خبر سچی ثابت ہوئی۔ خدا نے مجھے ایسی مدد دی ہے اور میری تائید میں اپنے نشانات کو اِس طرح پے در پے نازل کیا ہے کہ آج دشمن میرے مقابل پر سوائے آئیں بائیں شائیں کرنے کے کوئی بھی معقول اور صحیح بات اپنی زبان پر نہیں لا سکتا اور اِس طرح اپنی شکست کو تسلیم کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس پیشگوئی کی صداقت کو وہ اپنے عمل سے واضح کر رہا ہے۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا یہ چیلنج ہر اُس شخص کے لئے اَب بھی قائم ہے جو مقابلہ کا اہل ہو۔ یعنی وہ اِس حیثیت کا ہو کہ اُس سے مقابلہ کرنا کوئی فائدہ رکھتا ہو۔ ورنہ یوں تو ہر آدمی چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر سکتا ہے اور وقت کے ضیاع سے زیادہ اِس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۴۵، ۵۴۶)

۲۔ مصلح موعود کا علوم باطنی سے پر کیا جانا۔

مصلح موعود کا علوم باطنی سے پُر کیا جانا دوسری خبر اِس پیشگوئی میں یہ دی گئی تھی کہ وہ باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علومِ مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تا کہ خدا تعالیٰ سے اُن کا تعلق ظاہر ہو اور وہ اُن کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کر سکیں۔ سو اِس شِق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علومِ غیب پر مشتمل ہیں

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۴۶)

یہاں آپؓ نے بعض پیشگوئیوں کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ان میں سے چند پیشگوئیوں کو گزشتہ مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

۳۔ تیسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کی تبلیغ اُس کے ذریعہ سے مختلف ملکوں میں ہوگی۔ یہ پیشگوئی بھی ایسے رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اِس کا انکار نہیں کر سکتا۔

جب خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا اُس وقت جماعت کی حالت یہ تھی کہ خزانہ میں صرف چند آنے تھے اور اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ مالی حالت ایسی کمزور تھی کہ وہ اشتہارات جو ہم غیر مبائعین کے جواب میں شائع کرنا چاہتے تھے، اُن کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ اشتہارات تو ہم لکھ سکتے تھے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُن اشتہارات کے شائع ہونے کی کیا صورت ہوگی۔ ابتداء ہونے کی وجہ سے چندہ کی تحریک بھی نہیں کی جا سکتی تھی کیونکہ ڈر تھا کہ لوگ گھبرا نہ جائیں۔ اِسی فکر میں مَیں تھا کہ ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے شاید تمہیں اشتہارات کے متعلق یہ خیال ہوگا کہ اُن کی اشاعت کیلئے روپیہ کہاں سے آئے گا۔ میرے پاس اِس وقت دار الضعفاء کا چندہ ہے یہ لے لو

جب روپیہ آئے تو واپس کر دینا۔ چنانچہ اُنہوں نے پانچ سَو روپیہ کی تھیلی میرے سامنے رکھ دی۔ اِس طرح جو چندہ ملا اُس سے وہ پہلا اشتہار شائع کیا گیا جس کا عنوان ہے۔

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

پھر ایسی حالت میں جب کہ جماعت کے بڑے بڑے لیڈر مخالف تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ یہ اعلان کرایا کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ اللہ تعالیٰ اُن کو ٹکڑے کر دے گا۔ غرض ایک طرف تو یہ اعلان شائع ہوا کہ ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' اور دوسری طرف یہ اعلان کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اُن کی جمعیت کو پراگندہ کر دے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ نہ صرف اُس نے ہمیں اپنی حالت کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائی بلکہ باہر کی جماعتوں کو مضبوط کرنے کی بھی اُس نے طاقت دی۔ اُس وقت غیر مبائعین اپنے متعلق عَلَی الْاِعْلَان کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ جماعت کا پچانوے فیصدی حصہ ہے اور ان کے ساتھ صرف پانچ فیصدی ہے۔ مگر اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں قوت عطا فرمانی شروع کر دی اور ایسے علماء اُس نے اپنے فضل سے مجھے عطا فرمائے جو میرے حکم پر غیر ممالک میں نکل گئے اور اُنہوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچایا۔ اِس سے پہلے صرف افغانستان ہی ایک ایسا مُلک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا تھا، باقاعدہ جماعت اور کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب بے شک انگلستان گئے مگر وہاں اُنہوں نے احمدیت کا ذکر سمِ قاتل قرار دے دیا اِس لئے اُن کے ذریعہ انگلستان میں جو مشن قائم ہوا وہ احمدیت کی تبلیغ اور اُس کی اشاعت کا موجب نہیں ہوا۔ اگر نام پھیلا تو خواجہ صاحب کا نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ بہرحال بیرونی ممالک میں سے سوائے افغانستان کے اور کوئی مُلک ایسا نہیں تھا جہاں میری خلافت سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا ہو۔ مگر جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے (۱) سیلون (۲) ماریشس (۳) سماٹرا (۴) جاوا (۵) سٹریٹس سیٹلمینٹس [۱۴] (۶) چین

(۷) جاپان (۸) بخارا (۹) روس (۱۰) ایران (۱۱) عراق (۱۲) شام (۱۳) فلسطین (۱۴) مصر (۱۵) سوڈان (۱۶) ابی سینیا (۱۷) مراکو (۱۸) سیرالیون (۱۹) نائیجیریا (۲۰) گولڈکوسٹ (۲۱) نٹال[۲۱] (۲۲) انگلستان (۲۳) جرمنی (۲۴) سپین (۲۵) فرانس (۲۶) اٹلی (۲۷) ہنگری (۲۸) یونان (۲۹) البانیا (۳۰) پولینڈ (۳۱) زیکوسلواکیہ (۳۲) یوگوسلاویا (۳۳) یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ (۳۴) ارجنٹائن اور اسی طرح اَور کئی علاقوں میں تبلیغِ اسلام اور احمدیت پھیلائی اور ہزاروں مسیحی میرے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۷۶، ۵۷۸)

۴۔ اسیروں کی رستگاری

اسیروں کی رستگاری

۴۔ ایک پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کو بھی میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اوّل تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے اُن قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ ہی نہیں تھی اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ نہ اُن میں تعلیم پائی جاتی تھی، نہ اُن کا تمدّن اعلیٰ درجے کا تھا، نہ اُن کی تربیت کا کوئی سامان تھا جیسے افریقن علاقے ہیں کہ اُن کو دُنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے۔ ابھی مغربی افریقہ کے ایک نمائندہ آپ لوگوں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں اِس ملک کے بعض لوگ تو تعلیم یافتہ ہیں لیکن اندرونِ ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے تھے اور ننگے پھرا کرتے تھے ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزار ہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں کثرت سے عیسائیت کی تعلیم پھیل رہی تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں عیسائیوں کا غلبہ ہے لیکن میری ہدایت کے ماتحت اِن علاقوں میں ہمارے مبلّغ گئے اور اِنہوں نے ہزاروں

لوگ مشرکوں میں سے مسلمان کئے اور ہزاروں لوگ عیسائیت میں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لے آئے۔ اِس کا عیسائیوں پر اس قدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بہت بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کے لئے مقرر ہے۔ اُس نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ اِس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رُک گئی ہے۔ اُس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی اُس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اِس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں مُلکوں میں حبشی قومیں کثرت سے اسلام لا رہی ہیں۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اِن قوموں میں تبلیغ کا موقع عطا فرما کر مجھے اِن اسیروں کا رستگار بنایا اور اِن کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

آزادیٔ کشمیر کے لئے جدوجہد

پھر اسیروں کی رستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اِس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو اِن واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے، یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی کشمیریوں کی رستگاری کے سامان پیدا کئے اور ان کے دشمنوں کو شکست دی۔ کشمیر کی قوم اِس طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی کہ گورنمنٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ زمین اُن کی نہیں بلکہ راجہ صاحب کی ہے گویا سارا مُلک ایک مزارع کی حیثیت رکھتا تھا اور راجہ صاحب کا اختیار تھا کہ جب جی چاہا اُن کو نکال دیا۔ اُنہیں نہ درخت کاٹنے کی اجازت تھی اور نہ زمین سے کسی اور رنگ میں فائدہ حاصل کرنے کی۔ بے گار کا یہ حال تھا کہ ۱۹۰۹ء میں مَیں کشمیر گیا تو ایک مقام سے چلتے وقت میں نے تحصیلدار سے کہا کہ ہمارے لئے کسی مزدور کا انتظام کر دیا جائے۔ اُس نے رستہ میں سے ایک شخص کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دیا کہ اِس کے سر پر اسباب رکھوا دیں ہم نے اُسے سامان دے دیا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ راستہ میں بار بار ہائے ہائے کرتا تھا۔ آخر ایک جگہ پہنچ کر اُس نے تھک کر ٹرنک نیچے رکھ دیا۔ میں نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اُس سے کہا کہ کشمیری تو بہت بوجھ اُٹھانے

والے ہوتے ہیں تم سے یہ معمولی ٹرنک بھی نہیں اُٹھایا جاتا۔ وہ کہنے لگا مَیں مزدور نہیں ہوں میں تو زمیندار ہوں اپنے گاؤں کا معزز شخص ہوں اور دولہا ہوں جو برات میں جارہا تھا کہ مجھے راستہ میں تحصیلدار نے پکڑ لیا اور اَسباب اُٹھانے کے لئے آپ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے اُسی وقت اُسے چھوڑ دیا کہ تم جاؤ ہم کوئی اور انتظام کر لیں گے۔ اِس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کس قدر ادنیٰ اور گری ہوئی حالت میں تھے۔ میں نے خود کشمیر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سَو دوسَو کے قریب مسلمان جمع ہیں اور ایک ہندو اُن کو ڈانٹ رہا ہے اور وہ بھی کوئی افسر نہیں تھا بلکہ معمولی تاجر تھا اور وہ سارے کے سارے مُسلمان اُس کے خوف سے کانپ رہے تھے۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۸۱، ۵۸۳)

۵۔ جلالِ الٰہی کا ظہور

جلالِ الٰہی کا ظہور ۵۔ پانچویں خبر یہ دی گئی تھی کہ اُس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ یہ خبر بھی میرے زمانہ میں ہی پوری ہوئی۔ چنانچہ میرے خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلی جنگ ہوئی اور اَب دوسری جنگ شروع ہے۔ جس سے جلالِ الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو رہا ہے۔ شاید کوئی شخص کہہ دے کہ اِس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ زندہ ہیں اگر ان لڑائیوں کو تم اپنی صداقت میں پیش کر سکتے ہو تو اس طرح ہر زندہ شخص ان کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگیں میری صداقت کی علامت ہیں۔

اِس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اگر اُن لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جو اِس وقت زندہ ہیں اِن جنگوں کی خبریں دی گئی ہیں تو یہ ہر زندہ شخص کی علامت بن سکتی ہیں اور اگر اُن کو اِن لڑائیوں کی خبریں نہیں دی گئیں تو پھر جس کو اِن جنگوں کی تفصیل بتائی گئی ہے اِسی کے متعلق جلالِ الٰہی کا یہ ظہور کہا جائے گا۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۴)

۶۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا

مخالفین کی ارادۂ قتل میں ناکامی

۶۔ چھٹی خبر یہ دی گئی تھی کہ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُس کا حافظ و ناصر ہو گا اور اُسے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ اَب دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اِس الہام کی صداقت میں متواتر میری حفاظت اور نصرت کی ہے۔ مجھے اِس وقت تک کوئی ایسا الہام نہیں ہوا جس کی بناء پر میں کہہ سکوں کہ میں انسانی ہاتھوں سے نہیں مروں گا لیکن بہر حال میں اِس یقین پر قائم ہوں کہ جب تک میرا کام باقی ہے اُس وقت تک کوئی شخص مجھے مار نہیں سکتا۔ میرے ساتھ متواتر ایسے واقعات گزرے ہیں کہ لوگوں نے مجھے ہلاک کرنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اُن کے حملوں سے مجھے محفوظ رکھا۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۵)

قبولیت دعا کا نشان

خدا کا سایہ سَر پر ہونے کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کی کثرت سے دعائیں سُنے گا۔ یہ علامت بھی اتنی بیّن اور واضح طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے کہ اِس اَمر کی ہزاروں نہیں، لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں کہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سُنیں۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

پھر یہ نہیں کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے صرف احمدی گواہ ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں عیسائی، ہزاروں ہندو اور ہزاروں غیر احمدی بھی اِس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلق میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور اُن کی مشکلات کو دُور کیا۔ ''الفضل'' میں بھی ایسے بیسیوں خطوط وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں کہ کس طرح مخالف حالات میں لوگوں نے مجھے دعاؤں کے لئے لکھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی مشکلات کو دُور کر دیا۔ اِس معاملہ میں بھی مَیں نے بار بار چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو وہ دعاؤں کی قبولیت کے

سلسلہ میں ہی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اِس رنگ میں دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دے چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذاب سمجھتا ہو وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اِس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے۔ جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں۔ یعنی اِس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لے کر جو جُدا جُدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کے لئے تقسیم کر لیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلّی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اُس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔''[۴۲]

یہ چیلنج میری طرف سے بھی ہے اگر لوگ اِس معاملہ میں میری دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ بعض سخت مریض قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر لیں اور پھر دیکھیں کہ کون ہے جس کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ کس کے مریض اچھے ہوتے ہیں اور کس کے مریض اچھے نہیں ہوتے۔

(انوار العلوم، جلد نمبر ۱۷، الموعود، صفحہ نمبر ۵۹۷، ۵۹۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی کتاب **الموعود** میں مولوی محمد علی صاحب کے چند اعتراضات بابت دعویٰ مصلح موعود کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

دوسرے انہوں نے کئی مخالف دلائل اِس اصل پر دیئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے سند یا تو غلط ہے یا مستند نہیں۔ میں اِس بحث میں پڑتا ہی نہیں کہ وہ سند درست ہے یا نہیں کیونکہ میں تو صرف الہامات اور اُن کے مفہوم کو لیتا ہوں باقی انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس پیشگوئی کو مبارک احمد پر چسپاں کیا اور وہ اجتہاد غلط نکلا۔ میں اِس بارہ میں مولوی صاحب کی بات کو تسلیم کر لیتا ہوں کہ چلو وہ پیشگوئی آپ نے مبارک احمد پر لگائی اور آپ کا اجتہاد غلط نکلا کیونکہ میری تشریح کا سب دارومدار تو اللہ تعالیٰ کی وحی پر ہے نہ کہ مأمور کے اجتہاد پر۔ مگر اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک نہایت افسوسناک حرکت کی ہے اور وہ یہ کہ اُنہوں نے اِس جوش میں کہ وہ ہماری جماعت کو جھوٹا کہیں اپنی پانچویں دلیل کا ہیڈنگ یہ قائم کیا ہے کہ۔

''الہامِ الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لعنت کی ہے''۔

اور اِس کا ثبوت اُنہوں نے یہ دیا ہے کہ:۔

''حضرت مسیح موعودؑ نے جس زور سے پسر موعود کے بارے میں الہام کا مطالبہ اپنے مخالفین سے کیا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدوں کھلے کھلے الہامِ الٰہی کے کسی کو مصلح موعود قرار دینا ایک خطرناک غلطی ہے۔ ''حُجّۃُ اللّٰہ'' میں جو ''سراجِ منیر'' کے بعد طبع ہوئی ذیل کے الفاظ آج ہمارے احباب کو بہت غور سے پڑھنے چاہئیں اور سوچنا چاہئے کہ وہ کن لوگوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں۔

''ہاں اگر اِس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام مَیں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر......اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو پَر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کونسا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا

پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو۔'' ۴۵

اِس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے الہام کے مطابق بشیر اوّل کو اپنا موعود لڑکا قرار دے دیا تھا وہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنا لعنتیوں کا کام ہوتا ہے۔ اگر اُن کے پاس میرا کوئی ایسا الہام ہے تو اُن پر لعنت ہے اگر وہ اُس الہام کو شائع نہ کریں۔ یہ نہیں فرماتے کہ الہامِ الٰہی کے بغیر تعیین کرنا لعنت ہوتی ہے اس طرح تو مولوی محمد علی صاحب خود بھی زیرِ الزام آ جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بائبل کی کئی پیشگوئیوں کو رسول کریم ﷺ پر چسپاں کیا ہے اور ریویو آف ریلیجنز اُردو کے گزشتہ مضامین اس امر پر شاہد ہیں۔ وہ بار بار ان مضامین میں لکھتے رہے ہیں کہ بائبل کی فلاں پیشگوئی رسول کریم ﷺ پر چسپاں ہوتی ہے کیا انہوں نے یہ تعیین الہامِ الٰہی کے مطابق کی تھی یا بغیر الہامِ الٰہی کے۔ اگر الہامِ الٰہی کے بغیر تعیین کرنا لعنتیوں کا کام ہوتا ہے تو پھر یہ لعنت کا کام مولوی محمد علی صاحب نے کیوں کیا؟ لیکن سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اِس فقرہ کے لکھنے کے چند صفحات بعد اسی کتاب میں، یہ نہیں کہ کسی دوسری کتاب میں یا اِسی کتاب کے کسی دوسرے ایڈیشن میں بلکہ اسی کتاب اور اسی ایڈیشن میں یہ لکھنے کے بعد کہ:۔

''الہامِ الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت مسیح موعودؑ نے لعنت کی ہے''

محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

''خدا را غور کرو کہ مصلح موعود کی تعیین حضرت مسیح موعودؑ نے کس کے حق میں کی ہے۔ یاد رکھو کہ مصلح موعود صرف ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا موعود ہے اور اُس کو اپنی ساری تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ بھی سوائے مبارک احمد کے اور کسی لڑکے پر نہیں لگایا''۔ ۴۶

اب ایک طرف تو کہتے ہیں کہ الہامِ الٰہی کے بغیر مصلح موعود کی تعیین کرنے والے پر حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر الہام الٰہی کے مصلح موعود کی تعیین کی اور اس پیشگوئی کو مبارک احمد پر چسپاں کیا یہ کتنی کور باطنی ہے کہ ایک شخص مرید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر ایک طرف تو کہتا ہے کہ جو شخص بغیر الہام الٰہی کے مصلح موعود کی تعیین کرتا ہے وہ لعنتی ہے اور دوسری طرف وہ اُسی شخص کو جس کا وہ مرید ہے لکھتا ہے کہ اُس نے بغیر الہام الٰہی کے مبارک احمد کے متعلق تعیین کی اور کہا کہ وہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔

دوسرا اعتراض مولوی صاحب نے تین کو چار کرنے والے الہام پر بہت زور دیا ہے اور میرے متعلق لکھا ہے کہ یہ علامت اُن پر کسی طرح بھی چسپاں نہیں ہوسکتی۔ میں جیسا کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ "اِس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے" جب کہ آپ پر اس کے معنی ہی حل نہیں ہوئے تو اگر کسی جگہ آپ نے اِس کے کوئی ایسے معنی لئے ہیں جو میرے خلاف پڑتے ہیں تو بہر حال وہ آپ کا ایک اجتہاد سمجھا جائے گا جسے اُن معنوں کے قطعی حل کی حیثیت سے پیش نہیں کیا جاسکے گا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کی عادت ہے کہ اگر میرے خلاف کوئی حوالہ پڑتا ہو تو وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا لکھ دیا ہے تو ہم اس کے خلاف کس طرح کہہ سکتے ہیں اور اگر میری تائید میں کوئی حوالہ ہو تو کہہ دیتے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اجتہاد تھا اور اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے حالانکہ اگر اجتہاد میں ایک جگہ غلطی ہوسکتی ہے تو دوسری جگہ کیوں نہیں ہوسکتی۔

پھر یہ بھی صحیح نہیں کہ تین کو چار کرنے والے کی علامت مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی رنگ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔

اوّل اِس طرح کہ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا افضل احمد صاحب، اور بشیر اوّل پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔

دوسرے اِس طرح کہ میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے اور اِس طرح میں نے اُن تین کو چار کر دیا یعنی مرزا مبارک احمد، مرزا شریف احمد، مرزا بشیر احمد اور چوتھا میں۔

تیسرے اِس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندہ اولاد میں سے ہم صرف تین بھائی یعنی مَیں، مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے کے لحاظ سے آپ کے روحانی بیٹوں میں شامل تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب آپ کی روحانی ذریت میں شامل نہیں تھے۔ اُنہیں حضرت خلیفہ اوّل پر بڑا اعتقاد تھا مگر باوجود اعتقاد کے آپ کے زمانہ میں وہ احمدی نہ ہوئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رؤیا سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہدایت مقدر کی ہوئی ہے وہ رؤیا یہ ہے آپ نے دیکھا کہ۔

> ''مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے اور سب لباس سرتا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی اُسی وقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہن کر کھڑا ہے اُس وقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے''۔ [۱۷]

آپ کا مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ ''یہ میرا بیٹا ہے'' بتا رہا تھا کہ اُن کے لئے آپ کی روحانی ذرّیت میں شامل ہونا مقدر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں وہ احمدیت میں داخل نہ ہوئے۔ جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ وہ میرے ذریعے سے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اِس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی حالانکہ وہ میرے بڑے بھائی تھے اور بڑے بھائی کے لئے اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے چنانچہ بیعت کے بعد اُنہوں نے خود بتایا کہ مَیں ایک عرصہ تک اِسی وجہ سے بیعت کرنے سے رُکتا رہا کہ اگر میں بیعت کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کرتا یا حضرت خلیفہ اوّل کی کرتا جن پر مجھے بڑا اعتقاد تھا اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کرلوں مگر کہنے لگے آخر میں نے کہا یہ پیالہ مجھے پینا ہی پڑے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے تین کو چار کرنے والا بنا دیا۔ کیونکہ پہلے روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت میں ہم

صرف تین بھائی تھے مگر پھر تین سے چار ہو گئے۔

پھر اس لحاظ سے بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ میں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی اور ۱۸۸۹ء میں میری پیدائش ہوئی۔ ۱۸۸۶ء ایک، ۱۸۸۷ء دو، ۱۸۸۸ء تین، اور ۱۸۸۹ء چار۔ گویا تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ میری پیدائش پیشگوئی سے چوتھے سال ہوگی اور اس طرح میں تین کو چار کرنے والا ہوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی ہوئی اور ۱۸۸۹ء میں اس پیشگوئی کے عین مطابق میری ولادت ہوئی۔

تیسرا اعتراض

ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ مامور کی پہلی زندگی پر اعتراض نہیں ہوتے لیکن میاں صاحب کی زندگی پر بڑے بڑے اعتراض ہوئے ہیں۔ اُن کے دوست اور اُن کے نہایت مخلص مُرید ایک دو نہیں، بیسیوں کی تعداد میں اُن پر نہایت گندے الزام لگاتے رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ اعتراض کرتے ہوئے جس قسم کے الفاظ میرے متعلق استعمال کئے ہیں مجھے اُن کا شکوہ نہیں کیونکہ انسان کے جیسے اخلاق ہوتے ہیں ویسی ہی اس سے حرکات سرزد ہوتی ہیں۔

میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اپنے خیال میں یہ دلیل میرے خلاف دی ہے لیکن ہے میرے حق میں اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنے والے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

> ''تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرے''۔ ۴۸

یہ پیشگوئی تھی جو میرے متعلق پائی جاتی تھی کہ بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے مجھے قابلِ اعتراض ٹھہرایا جائے گا۔ اگر مولوی صاحب یہ اعتراض نہ کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوتی۔ پس اُن کے اِس اعتراض کے صرف اتنے معنی ہیں کہ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی پوری ہوگئی۔

چوتھا اعتراض

ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے کی نسبت لکھا ہے کہ:۔

''میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔''۴۹

گویا وہ موعود الہامِ الٰہی سے کھڑا ہوگا اور ماموریت کا مدعی ہوگا۔ نہ یہ کہ خلافت کی طرح اُس کا انتخاب ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے اَمر سے کھڑا کرے گا پس اُس کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا نشان یہ ہوگا کہ وہ مامور ہوگا''۔

مگر اس کا جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''الوصیت'' میں دے چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا''۔۵۰

اَب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں وہی الفاظ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق استعمال کئے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب نے مصلح موعود کے متعلق استعمال کئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے یہ الفاظ استعمال کئے کہ:۔

''میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔''

اور مولوی محمد علی صاحب نے اِن کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے اَمر سے کھڑا کرے گا''

بعینہٖ یہی الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق استعمال کر دیئے اور فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات پر جب صحابہؓ کو شدید صدمہ ہوا اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔

"تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کیا"

اِسی طرح اگر مَیں کھڑا ہوا تو میرے کھڑے ہونے کو خداتعالیٰ کا کھڑا کرنا کیوں نہ کہا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جن معنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے اُنہی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا بلکہ ایک زائد اَمر یہ ہے کہ اُنہوں نے الہام سے کھڑے ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن اِس دعویٰ کے بارہ میں مجھے الٰہی اشارہ ہوا اور مَیں نے الہاماً دنیا کے سامنے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ پیش کیا۔

پانچواں اعتراض ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ مجھے خواب میں یہ نہیں کہا گیا کہ مَیں مصلح موعود ہوں یہ تو مَیں نے اجتہاد کیا ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی درست نہیں۔ خواب میں صراحتاً یہ باتیں موجود ہیں۔ چنانچہ رؤیا میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ

میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی مسیح موعود کا مثیل اور اُس کا خلیفہ۔ اور میں نے بتایا ہے کہ خواب میں ہی یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ میں اِس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس پیشگوئی کا مصداق ہوں جو آپ نے ایک موعود کے متعلق فرمائی تھی اور جس کے متعلق بتایا تھا کہ وہ حُسن واحسان میں میرا نظیر ہوگا۔ اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود کے متعلق ہے۔

پس یہ کہنا کہ خواب میں اِس اَمر کا کہیں ذکر نہیں کہ مجھے مصلح موعود قرار دیا گیا ہے، غلط ہے۔ یہ الہامی الفاظ اور پھر ان الفاظ کی تشریح سب خواب کا حصہ ہیں اور مَثِیْلُہٗ میں اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

چھٹا اعتراض ایک اعتراض مولوی صاحب کا یہ ہے جو پہلے بھی کئی دفعہ کر چکے ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے خوابیں تو کنچنیوں کو بھی آجایا کرتی ہیں۔ مولوی صاحب جب میرے متعلق سنتے ہیں کہ انہیں فلاں فلاں خوابیں آئی ہیں یا فلاں فلاں الہامات ہوئے ہیں تو اُنہیں بُرا لگتا ہے اور وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتے

ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو لکھا ہے بعض فاسق اور فاجر بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو کبھی کبھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں بلکہ کنچنیاں بھی بعض دفعہ سچی خوابیں دیکھ لیتی ہیں اس لئے خوابوں کا آنا کوئی قابلِ فخر بات نہیں۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ مولوی صاحب یہ اعتراض تو مجھ پر کرتے ہیں مگر کیا اُنہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ وہ خدا جو کنچنیوں پر بھی رحم کر دیتا ہے باوجود اس کے کہ وہ سخت گنہگار ہیں وہ اُن پر جو مفسر قرآن ہیں کیوں رحم نہیں کرتا اور کیوں اُن سے وہ سلوک نہیں کرتا جو وہ کنچنیوں سے بھی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ مجھ پر تو چوٹ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوابوں کا کیا ہے خوابیں کنچنیوں کو بھی آ جاتی ہیں مگر انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ خدا نے اُن کو کیسا محروم رکھا ہے کہ اُن پر وہ الہام بھی نہیں ہوتا جو کنچنیوں پر ہو سکتا ہے اگر ایک مفسر قرآن پر خدا اِتنا بھی رحم نہیں کرتا جتنا رحم وہ کنچنیوں پر کیا کرتا ہے تو اِس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اُن سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس نے اُنہیں اس نعمت سے محروم کر دیا ہے۔

ساتواں اعتراض

ایک اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے کہ تم جو کہتے ہو ہم نے بڑی ترقی کی اور یہ ترقی ہماری سچائی کا ثبوت ہے یہ بالکل غلط ہے۔ تمہارے ساتھ ایک بڑی جماعت ہے اور ہمارے ساتھ صرف چند آدمی۔ چند آدمیوں کا کام کر کے دکھا دینا زیادہ قیمتی ہوتا ہے بہ نسبت ایک جماعت کے کام کرنے کے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف یہ نہیں کہتے کہ ہمارے ساتھ جماعت ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے شدید مخالفت کے باوجود ترقی کی ہے اور یہ ترقی ہماری صداقت کا ثبوت ہے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ مسیلمہ کے ساتھ بھی ایک بڑی جماعت تھی یا اسود عنسی کے ساتھ بھی ایک بڑی جماعت تھی مگر سوال یہ ہے کہ مسیلمہ کی کس نے مخالفت کی یا اسود عنسی کی کس نے مخالفت کی؟ وہ اُٹھے اور بغیر مخالفت کے انہیں لاکھوں لوگ مل گئے۔ گو تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ خود بھی مٹ گئے اور اُن کی جماعتوں کا بھی نام ونشان نہ رہا لیکن بہر حال اُن کی مخالفت نہیں ہوئی۔ یہ نہیں ہوا کہ اُنہوں نے دعویٰ کیا ہو تو اُن کی شدید مخالفت ہوئی ہو اور پھر وہ دنیا پر غالب آ گئے ہوں لیکن ہماری جماعت وہ ہے جس کی شدید مخالفت ہوئی اپنوں نے بھی کی غیروں نے بھی کی اور جماعت کے بڑے بڑے

لیڈروں نے بھی کی۔ ایسے حالات میں جبکہ جماعت کی ترقی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام نازل کیا اور فرمایا کہ مَیں تیرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ میں تیری تمام مشکلات کو دور کروں گا اور تجھے غلبہ اور کامیابی عطا کروں گا چنانچہ باوجود اِس کے کہ قدم قدم پر مشکلات حائل تھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق ہماری جماعت کو ترقی دی اور ایسی ترقی دی کہ وہ جو اپنے آپ کو پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے آج اپنے آپ کو پانچ فیصدی بلکہ اِس سے بھی کم قرار دے رہے ہیں اور ہمارے متعلق تسلیم کرتے ہیں کہ اِس جماعت کی تعداد زیادہ ہے، اِس کی طاقت زیادہ ہے اور اِس میں کام کرنے والے آدمی زیادہ ہیں۔ یہ ترقی یقیناً ہماری صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ وہ ترقی ہے جو مخالف حالات میں ہوئی۔ دنیا نے چاہا کہ ہمیں مٹادے مگر خدا نے ہمیں کامیاب کیا اور ہمیں ہر لحاظ سے غلبہ واقتدار عطا فرمایا اور وہ دشمن جو ہماری تباہی کے منصوبے سوچ رہے تھے خدا تعالیٰ نے اُن کو ناکام و نامراد کیا۔ یہ چیز ہے جسے ہم اپنی صداقت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور یہ چیز ایسی ہے جس کا کوئی دشمن سے دشمن بھی انکار نہیں کرسکتا۔

آٹھواں اعتراض

پھر مولوی صاحب نے ایک اور اعتراض یہ کیا ہے کہ تم جو کہتے ہو ہم نے بڑی ترقی کی، یہ بالکل غلط ہے۔ ترقی تو ہم نے کی ہے کہ ہماری پہلے سال آمد صرف سات ہزار روپیہ تھی جو اَب ترقی کرکے سَوا چار لاکھ روپیہ تک جا پہنچی ہے اور تمہاری پہلے سال دو لاکھ روپیہ آمد تھی جو اَب ترقی کرکے چھ لاکھ تک پہنچی ہے۔

گویا تم نے صرف تین گنا ترقی کی اور ہم نے ساٹھ گنا کی۔ چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"آمدنی جو سال اوّل میں صرف سات ہزار روپے تھی ترقی کرکے سَوا چار لاکھ تک پہنچی جو سالِ اوّل سے ساٹھ گنا ہے اور قادیانی جماعت اپنے سارے بلند بانگ دعاوی کے ساتھ دو لاکھ آمدنی سے ترقی کرکے صرف چھ لاکھ سالانہ آمدنی تک پہنچی۔ جو ابتدائی حالت سے تگنی ہے۔ کجا ساٹھ گنی ترقی اور کہاں تگنی۔"[۱۵]

مولوی صاحب کی عادت ہے کہ وہ واقعات کو بگاڑے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اُن کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی بڑھیا تھی جسے چوری کی عادت تھی۔ ایک دفعہ وہ کسی کے

گھر گئی تو ایک آدمی اُس کے ساتھ ساتھ رہا تا کہ وہ کوئی چیز چُرا نہ سکے۔ جب وہ واپس آنے لگی تو اُس نے دہلیز سے ذرا سی مٹی اُٹھالی۔ کسی نے اُس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا ہے؟ وہ کہنے لگی عادت جو پوری کرنی ہوئی اور کوئی چیز نہیں ملی تو میں نے کہا چلو مٹی ہی اُٹھا لیں۔ یہی بات مولوی صاحب میں پائی جاتی ہے کہ وہ حوالوں میں کتر بیونت یا واقعات کو مسخ کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ جب بھی کوئی بات پیش کریں گے اُس میں ضرور کوئی نہ کوئی غلط بات شامل کر دیں گے۔

اوّل تو ہم کہتے ہیں کہ اگر مولوی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ اُن کا پہلے سال کا بجٹ صرف سات ہزار روپیہ کا تھا تو اِس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ اُن کے ساتھ تھے اُن کے ایمان نہایت کمزور تھے اور وہ دین کے لئے قربانی کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتے تھے کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور اسی طرح ان کے دوسرے ساتھی بڑی بڑی آمدنیں رکھتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ہی تین سَو روپیہ ماہوار چندہ دیا کرتے تھے۔ اگر صرف اُن کا چندہ ہی شامل کر لیا جائے تو سال کا ۳۶۰۰ روپیہ بن جاتا ہے۔ پھر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر بشارت صاحب اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب وغیرہ کی آمدنیں بھی تین تین چار چار ہزار روپیہ سالانہ سے کم نہیں تھیں۔ اگر ان میں سے ایک ایک شخص کے سالانہ چندہ کی اوسط ۱۸۰ روپیہ سمجھی جائے تو اِس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ ۹۰۰ روپیہ سالانہ صرف پانچ ڈاکٹروں کی طرف سے ہی آجاتا تھا۔ ۳۶۰۰ وہ اور ۹۰۰ روپیہ یہ ساڑھے چار ہزار روپیہ ہو گیا۔ پھر لائل پور کے شیخ مولا بخش صاحب ہیں۔ اسی طرح وزیر آباد کے شیخ نیاز احمد صاحب ہیں اِن سب کی آمدنیوں کو ملا لیا جائے تو کئی لاکھ روپیہ بن جاتا ہے۔ لائل پور کے تاجر ملک التجار کہلاتے ہیں اور بعض لوگ بتاتے ہیں کہ اُن کو ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ تک آمد ہو جاتی ہے۔ اگر اِس میں کچھ مبالغہ بھی ہو اور اُن کی بیس لاکھ روپیہ سالانہ آمد سمجھ لو تب بھی سَوا لاکھ روپیہ تو انہیں صرف ایک خاندان سے مل سکتا تھا۔ اگر اِس قدر دولت رکھنے والے لوگوں کے باوجود اِن کا سالانہ چندہ صرف سات ہزار روپیہ تھا تو اِس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کمزور طبیعت کے تھے۔ ایمان اور اخلاص کے ساتھ وہ مولوی صاحب کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تھے۔

غیر مبائعین کا ۳۸۔۱۹۳۷ء کا بجٹ پھر مولوی صاحب کی طرف سے جو کہا جاتا ہے کہ اُن کا چندہ ترقی کر کے اَب سَوا چار لاکھ روپیہ تک جا پہنچا ہے یہ بھی درست نہیں۔ میرے پاس اِس وقت اُن کی انجمن کا ۳۸۔۱۹۳۷ء کا بجٹ ہے۔ اِس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انجمن کے کتنے صیغے ہیں اور ہر صیغہ کے آمد وخرچ کی کیا نسبت ہے۔ اِس نقشہ میں ۳۸۔۱۹۳۷ء کا اصل آمد وخرچ ۳۸۔۱۹۳۷ء کا تخمینہ بجٹ اور ۳۸۔۱۹۳۷ء کا ۹ ماہ کا اصل آمد وخرچ اور تین ماہ کا تخمینہ آمد وخرچ دکھایا گیا ہے جو یہ ہے۔

تخمینہ بجٹ آمد صیغہ جات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تفصیل	اصل آمد ایک سال بابت ۳۷۔۱۹۳۶ء	تخمینہ آمد بابت سال ۳۸۔۱۹۳۷ء	اصل آمد نو ماہ از یکم نومبر ۱۹۳۷ء تا آخر جولائی ۱۹۳۸ء	تخمینہ آمد ۳ ماہ از یکم اگست ۱۹۳۸ء تا آخر اکتوبر ۱۹۳۸ء	میزان اصل آمد نو ماہ معہ تخمینہ آمد تین ماہ
صیغہ اغراض عام	۶۱۲۱۴۔۱۴۔۴	۷۹۱۵۰	۳۹۹۳۷۔۶۔۵	۱۰۲۲۹	۴۹۴۶۶۔۶۔۵
صیغہ تالیف وتصنیف	۱۵۰۶۳۔۱۔۷	۱۷۶۰۰	۱۱۴۹۴۔۱۴۔۱۰	۴۳۰۰	۱۵۷۹۴۔۱۴۔۱۰
صیغہ اراضی اسلام آباد	۲۱۵۴۴۔۱۔۹	۲۸۲۰۰	۱۵۸۰۳۔۱۰۔۹	۶۰۳۵	۲۱۸۳۸۔۱۰۔۹
صیغہ لاہور سکول	۲۰۲۲۶۔۰۔۹	۲۰۹۰۰	۱۶۵۰۲۔۱۲۔۹	۵۱۰۲	۲۱۶۰۴۔۱۲۔۹
صیغہ بدوملہی سکول	۶۶۸۷۔۷۔۱۱	۱۰۲۱۵	۶۱۶۱۔۱۱۔۹	۱۷۰۱	۷۸۶۲۔۱۱۔۹
صیغہ متفرق غیر معمولی		☆۵۰۰۰۰	۴۰۰۔۰۔۰	۳۵۰۰۰	۳۵۴۰۰۔۰۔۰
میزان	۱۴۲۸۳۵۔۹۔۴	۲۰۶۰۶۵	۹۰۲۹۹۔۸۔۶	۷۴۳۶۷	۱۶۴۶۶۶۔۸۔۶

اِس بجٹ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ۳۸۔۱۹۳۷ء میں صیغہ اغراضِ عام میں ۵۔۶۔۴۹۴۶۶ آئے۔ کتابیں فروخت کرنے سے اُنہیں ۱۵۷۹۴ روپے ۱۴ آنے ۱۰ پائی آمد ہوئی۔ صیغہ اراضی اسلام آباد میں ۲۱۸۳۸ روپے ۱۰ آنے ۹ پائی آئے۔ صیغہ لاہور سکول میں ۲۱۶۰۴

☆ یہ صیغہ احتیاطاً فرضی طور پر رکھا جاتا ہے کہ اگر دورانِ سال میں کوئی خاص ضرورت چندہ وغیرہ کی پڑ جائے تو اِس صیغہ کے آمد وخرچ سے وہ پوری ہو۔

روپے ۱۲ آنے ۹ پائی کی آمد ہوئی۔ صیغہ بدوملہی سکول میں ۸۶۲ ۷ روپے ۱۱ آنے ۹ پائی آئے اور صیغہ متفرق غیر معمولی میں ۵۰۰۰۰ کا تخمینہ بتایا گیا مگر یہ پچاس ہزار روپیہ محض بجٹ کو زیادہ دکھانے کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر دورانِ سال میں کوئی خاص ضرورت پیش آ جائے تو وہ اس صیغہ سے پوری کی جائے۔

بہر حال ۳۸۔۱۹۳۷ء میں ۲۰۶۰۶۵ آمد کا تخمینہ بتایا گیا۔ لیکن اصل آمد جو ۹ ماہ میں ہوئی وہ آئندہ تین ماہ کی آمد کے تخمینہ کے ساتھ صرف ۱۶۲۶۶۶ روپے ۸ آنے ۶ پائی ہے۔ اس ایک لاکھ باسٹھ ہزار چھ سَو چھیاسٹھ روپیہ میں سے اگر پچاس ہزار دستِ غیب والی آمد نکال دی جائے تو ایک لاکھ بارہ ہزار چھ سَو چھیاسٹھ روپیہ رہ جاتا ہے اور یہ روپیہ وہ ہے جس میں کتب کی آمد بھی شامل ہے، سکولوں کی آمد بھی شامل ہے، زمینوں کی آمد بھی شامل ہے اور چندہ عام کا ۹ ماہ کا ۹۰۲۹۹ روپے ۸ آنے ۶ پائی بھی شامل ہے۔ گویا اصل میں اُن کی آمد صرف ایک لاکھ کے قریب قریب ہے۔ جسے انہوں نے سَوا چار لاکھ روپیہ قرار دیا ہے اور اسے اپنی ساٹھ گنا ترقی کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

مجھے بعض معتبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اُن کا اغراضِ عامہ کا بجٹ اس سال نوے ہزار روپیہ کا ہے اور باقی دوسری مدات کا۔ جن میں سے کچھ وقتی چندے ہیں اور کچھ فرضی۔ اس کے مقابلہ میں اُنہوں نے ہمارا بجٹ اوّل تو صرف چھ لاکھ روپیہ سالانہ کا بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ہمارا بجٹ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کا ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کی آمد و خرچ کے بجٹ میں ہماری زمینوں کی آمد کا بجٹ شامل نہیں ہوتا۔ اسی طرح تحریک جدید کا چندہ اس سے علیحدہ ہوتا ہے۔ اگر تحریک جدید کا چندہ اس میں شامل کیا جائے تو وہ سَوا تین لاکھ روپیہ کے قریب ہوتا ہے۔ آٹھ لاکھ وہ اور سَوا تین لاکھ یہ سَوا گیارہ لاکھ روپیہ ہو گیا۔ پھر کالج کا چندہ اس میں شامل نہیں جو ڈیڑھ لاکھ کے قریب اکٹھا ہوا۔ مساجد کا چندہ اس میں شامل نہیں حالانکہ تیس ہزار روپیہ کے وعدے تحریک مساجد میں صرف دہلی کی جماعت نے پیش کئے اور ۶۶ ہزار روپیہ کلکتہ والوں نے جمع کیا مسجد مبارک کی توسیع کے لئے جو چندہ ہوا وہ اس سے علیحدہ ہے۔ اسی طرح تین لاکھ

ہماری زمینوں کی آمد کا بجٹ ہوتا ہے۔ سترہ لاکھ کے قریب یہ بن گیا۔ پھر انہوں نے اپنے بجٹ میں لاہور اور بدوملہی کے سکولوں کی آمد بھی شامل کی ہے۔ لیکن ہمارے مقامی سکولوں کے بجٹ اِس میں شامل نہیں ہوتے حالانکہ افریقہ، امریکہ اور دوسری جگہوں کے اخراجات ملاؤ تو دو لاکھ یہ بڑھ جائیں گے۔ غرض اِس طرح اگر تمام اخراجات اور ہر قسم کے چندے شامل کئے جائیں تو ہمارے بجٹ کا اندازہ ۲۴، ۲۵ لاکھ تک جا پہنچتا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے حسبِ عادت دونوں طرف سے دخل اندازی کی ہے۔ ایک طرف کی ڈنڈی اُنہوں نے اونچی کر دی اور دوسری طرف کی نیچی کر دی۔ ہمارے ۲۴، ۲۵ لاکھ کے بجٹ کو اُنہوں نے چھ لاکھ کا بجٹ قرار دے دیا اور اپنے ایک لاکھ کے بجٹ کو سوا چار لاکھ کا بجٹ کہہ دیا۔

دعویٰ مصلح موعود کے متعلق حلفیہ اعلان اور مخالفین کو مباہلہ کی دعوت

خلاصہ یہ کہ مولوی صاحب کے تمام اعتراضات بے حقیقت ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس تازہ انکشاف کے بعد تو وہ اور بھی بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اِس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اِس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ مَیں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔

اور اگر وہ کہتے ہیں کہ خواب تو سچا ہے جیسا کہ مصری صاحب نے کہا تو پھر اس کی حقیقت پر وہ مضمون لکھیں۔ میں اُن کے اِس مضمون کا جواب دوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر وہ اس

مقابلہ میں آئے تو ایسی منہ کی کھائیں گے کہ مدتوں یاد رکھیں گے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جارہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتادیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اَب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور اُن پر یہ اَمر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اِس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

بھلا کس شخص کی طاقت تھی کہ وہ ۱۸۸۶ء میں آج سے پورے اٹھاون سال قبل اپنی طرف سے یہ خبر دے سکتا کہ اُس کے ہاں ۹ سال کے عرصہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، وہ جلد جلد بڑھے گا، وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ اسلام اور رسول کریم ﷺ کا نام دنیا میں پھیلائے گا، وہ علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور اُس کی قربت اور اُس کی رحمت کا وہ ایک زندہ نشان ہوگا۔ یہ خبر دنیا کا کوئی انسان اپنے پاس سے نہیں دے سکتا تھا۔ خدا نے یہ خبر دی اور پھر اُسی خدا نے اِس خبر کو پورا کیا۔ اُس انسان کے ذریعہ جس کے متعلق ڈاکٹر یہ اُمید نہیں رکھتے تھے کہ وہ زندہ رہے گا یا لمبی عمر پائے گا۔

میری صحت بچپن میں ایسی خراب تھی کہ ایک موقع پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دیا کہ اِسے سِل ہوگئی ہے کسی پہاڑی مقام پر اِسے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے شملہ بھجوا دیا مگر وہاں جاکر میں اُداس ہو گیا اور اِس وجہ سے جلدی ہی واپس آ گیا۔ غرض ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی؟ اُس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اِس لئے زندہ رکھا کہ اُس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں

کے سامنے مہیا کرے۔ پھر میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا؟ مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے اُن مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پُھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا اُستاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل اُدیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور اُن کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقت ور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اِس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اُس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔

اے میرے دوستو! میں اپنے لئے کسی عزت کا خواہاں نہیں نہ جب تک خدا تعالیٰ مجھ پر ظاہر کرے کسی مزید عمر کا امیدوار۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل کا میں امیدوار ہوں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ اور اسلام کی عزت کے قیام میں اور دوبارہ اسلام کو اپنے

پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کُچلنے میں میرے گزشتہ یا آئندہ کاموں کا اِنْشَاءَ اللّٰہ بہت کچھ حصہ ہوگا اور وہ ایڑیاں جو شیطان کا سر کُچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی اُن میں سے ایک ایڑی میری بھی ہوگی۔اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

میں اِس سچائی کو نہایت کُھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔یہ آواز وہ ہے جو زمین وآسمان کے خدا کی آواز ہے۔یہ مشیت وہ ہے جو زمین وآسمان کے خدا کی مشیت ہے۔یہ سچائی نہیں ٹلے گی، نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی۔اسلام دنیا پر غالب آکر رہے گا۔مسیحیت دنیا میں مغلوب ہوکر رہے گی۔اَب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔خدا میرے ہاتھ سے اِس کو شکست دے گا اور یا تو میری زندگی میں ہی اِس کو اِس طرح کچل کر رکھ دے گا کہ وہ سر اُٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی اور یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہوگا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مُرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اُڑتا ہوا دکھائی دے گا۔

میں اِس موقع پر جہاں آپ لوگوں کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس پیشگوئی کو پورا کر دیا جو مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔وہاں میں آپ لوگوں کو اُن ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہیں۔آپ لوگ جو میرے اِس اعلان کے مصدق ہیں آپ کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔بیشک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اِس پیشگوئی کو پورا کیا بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اِس کے بعد اَب روشنی آئے گی۔پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔میں تمہیں اُچھلنے کودنے سے نہیں روکتا۔بیشک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اُچھلو اور کُودو۔لیکن میں کہتا ہوں اِس خوشی اور اُچھل کُود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ میں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے اِسی طرح

اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ میں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ میں سُرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں مگر اِس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سُست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دَوڑتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو سُستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تا کہ ہم کُفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ ایسا ہی ہوگا۔ زمین اور آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۱۹۶۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی اور شہادت

حضرت حکیم نورالدینؓ صاحب، خلیفۃ المسیح الاول نے مصلح موعود کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو تاریخ احمدیت میں درج ہے۔ استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی ایک حیرت انگیز پیشگوئی کا انکشاف میاں عبدالمنان صاحب عمر کے ذریعے

حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا انکشاف ہوا کہ مصلح موعود یکم دسمبر ۱۹۱۲ء سے تیس سال بعد ظاہر ہوگا۔ یہ اہم شہادت سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں سب سے پہلے جناب میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے نے شائع کی چنانچہ انہوں نے رسالہ "فرقان" (ماہ ہجرت/مئی ۱۳۲۴ہش/۱۹۴۵ء) میں "نشانِ صداقت" کے عنوان سے ایک مفصّل اداریہ سپردِ قلم کیا جس میں لکھا :-

"حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کو بعد نماز عصر سورۃ اعراف کی آیت وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ ۔ ۔ ۔ الخ کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فتوحات کے وعدے کئے تھے لیکن قوم کی نافرمانی کی وجہ سے وہ چالیس برس پیچھے ڈال دیئے گئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ پورے ہوں لیکن افسوس ہے کہ تم لوگوں کی گستاخیوں کی وجہ سے ان میں التوا ہو رہا ہے اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کے وقت اُن وعدوں کے پورا ہونے کا زمانہ چالیس۴۰ برس پیچھے ڈال دیا گیا۔ اسی طرح تمہاری گستاخیوں کی وجہ سے احمدیت کی فتوحات کا زمانہ بھی پیچھے ڈال دیا گیا ہے لیکن آج سے تیس سال بعد مظہر قدرت ثانیہ ظاہر ہوگا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ اس بندہ کے ذریعہ اس بند کئے ہوئے دروازہ کو کھولنے کا سامان کر دے گا۔ اس موقعہ پر حضورؓ کے جو الفاظ قلمبند کئے گئے وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں :-

ایسے ہی ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یہ شہادت بھی دی کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی مصلح موعود ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد) ہی ہیں چنانچہ پیر منظور محمد صاحبؓ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میںنے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

رسول کریم کو صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کیسے کیسے آدمی ملے۔ مرزا کو علیہ السلام کس قدر آدمی ملے۔ یہ سب فضل۔ فضل۔ فضل ہے۔ مجھے ابتدائاً آپ لوگوں نے دبایا۔ مدت تک اس مصیبت میں رہا۔ جب کبھی نکلنا چاہا رنگ برنگ مالی بدظنی ہوتی رہی۔ آخر بحمد اللہ نجات ملی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ پھر باہم تنازع شروع ہوئے۔ نواب۔ میر ناصر، محمود، نالائق، بے وجہ جوشیلے ہیں۔ یہ بلا اَب تک لگی ہے۔ یا اللہ نجات دے۔ آمین۔ پھر میں خود بیمار ہوں۔ برسوں بیمار رہا۔ ذیابیطس کا رُخ ہے۔

والسّلام،
نور الدین۔
۱۳ مئی ۱۹۱۳ء

اسے شائع کرنے کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں

ذیل میں حضرت مولانا نور الدین صاحب کے ایک طویل خط کے ضروری حصہ کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں اُنھوں نے میاں محمود احمد صاحب (جناب خلیفہِ ثانی قادیان) کے متعلق اپنی وفات سے دس ماہ پیشتر اپنی رائے کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ گویا آپ کی آخری رائے میاں صاحب کے متعلق تھی۔ امید ہے قادیانی دوست اِس قیمتی رائے پر غور فرمائیں گے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے۔

اس خط کے حوالے سے دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ جماعت احمدیہ کے سامنے جب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر کو پیش کر کے اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو جماعت ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ اس تحریر کو سیاق وسباق کے ساتھ پڑھو تو جواب مل جائے گا۔ جنبہ صاحب نے اس خط کو پیش کر دیا مگر بغیر کسی سیاق وسباق کے۔ پورا خط بھی شائع نہیں کیا۔ صرف اس کا ایک حصہ پیش کر دیا۔ جو کسی طرح بھی مضمون کو واضع نہیں کرتا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے استاد تھے۔ نیز خلیفہ وقت ہونے کے ناطے ہر مومن کے روحانی باپ کا درجہ رکھتے تھے۔ اس لئے اگر ایک استاد اور خلیفہ وقت اپنے شاگرد یا مرید کو کسی وجہ سے کچھ کہہ دیتا ہے تو یہ کوئی وجہ اعتراض نہیں۔

اب میں آپ کو تصویر کا دوسرا رخ دکھانا چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب نے جو خط پیش کیا ہے۔ وہ ۱۳ مئی ۱۹۱۳ء کا تحریر کردہ ہے۔ ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کا تحریر کردہ ایک ارشاد پیش خدمت ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسرِ موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد) ہی ہیں چنانچہ پیر منظور محمد صاحبؓ نے ۱۰ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسرِ موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:-

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا:-

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ستمبر ۱۳ء

جنبہ صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں یہ رائے آپ کے پیش کردہ خط کے بعد کی ہے۔ اگر اس قسم کے خط کو پیش کر کے آپ لوگوں کو ان محترم ہستیوں کے بارہ میں بدگمان کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ ہر احمدی دل و جان سے ان پر فدا ہے۔ ایسی حرکتیں کرنے والے نہ پہلے کامیاب ہوئے اور نہ کبھی آئندہ ہونگے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس خط کے بارہ میں پہلے بھی لاہوری جماعت ذکر کرتی رہی ہے۔ اور چونکہ آپ کا مشن بھی پیغامیوں کے فتنے کو دوبارہ ہوا دینا ہے۔ اور آپ کے پاس اپنا تو کوئی علم ہے نہیں۔ آپ کے تمام تر اعتراضات وہی ہیں جو پہلے لاہوری گروپ کر تا رہا ہے۔ ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اس سلسلہ میں دیا گیا جواب پیش ہے۔

خطوط ان کے پاس ایسے بھی ہیں جن کے اظہار سے ہمیں سخت دقت پیش آئے گی۔ ان خطوں کی اطلاع مختلف ذرائع سے مجھے پہنچی ہے اور ہر ایک شخص نے یہی بیان کیا ہے کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ میں یہ خط صرف آپ کو ہی دکھاتا ہوں۔ اور کسی کو نہیں دکھایا مگر جب دیکھا تو راوی چار پانچ نکلے جس پر مجھے حیرت ہوئی کہ صرف ایک کو سنا کر اس قدر لوگوں کو کیونکر علم ہو گیا۔ مگر کوئی تعجب نہیں کہ خواجہ صاحب پہلے ایک سے ذکر کرتے ہوں اور پھر یہ بھول جاتے ہوں کہ میں پیغام بھیج چکا ہوں پھر کوئی اور شخص نظر آجاتا ہو اور آپ مناسب خیال کرتے ہوں کہ اس کے ہاتھ بھی پیغام بھیج دیں بہرحال ہم خواجہ صاحب کی اس مہربانی کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ان خطوط کے مضمون سے بغیر اسے شہرت دینے کے ہمیں مطلع کر دیا۔ لیکن میں کہتا ہوں خواجہ صاحب بیشک ان خطوط کو شائع کر دیں مجھے ان کی عبارت پوری طرح یاد نہیں۔ نہیں تو میں ابھی لکھ دیتا۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی میری نسبت کیا لکھتا ہے مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اپنے پیر کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا۔ اور ہمیشہ اس کا فرمانبردار رہا ہوں اور میں نے اس کے منہ سے بارہا یہ الفاظ سنے ہیں کہ مجھے آپ سے محبت نہیں بلکہ عشق ہے۔ اس نے مجھے اس وقت جبکہ میں کسی قدر بیمار تھا اور بیماری بالکل خفیف تھی۔ ایسی حالت میں کہ خود اسے کھانسی کے ساتھ خون آتا تھا۔ اس طرح پڑھایا ہے کہ وہ مجھے یہ کہہ کر کتاب نہ پڑھنے دیتا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور خود اس بیماری میں پڑھتا تھا۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اپنے اس محسن کا وفادار رہا۔ ہاں چونکہ انسان کمزور ہے اگر میری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ کسی وقت مجھ سے ناراض ہؤا ہو تو کیا تعجب ہے۔ بخاری میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی جنگ کا ذکر ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو سخت ڈانٹا۔ حتّٰی کہ

حضرت ابو بکرؓ کو حضور سے ان الفاظ میں سفارش کرنی پڑی کہ نہیں حضور قصور میرا ہی تھا تو کیا
حضرت عمرؓ پر اس واقعہ سے کوئی الزام آجاتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہو گے کہ حضرت عمرؓ سے میری
ایک اور مشابہت ہو گئی۔ استاد کا شاگرد کو ڈانٹنا بری بات نہیں۔ شاگرد کا استاد کو گالی دینا برا ہے۔
کیونکہ ڈانٹنا استاد کا کام تھا اور گالی دینا شاگرد کا کام نہیں ہے۔ پس وہ لوگ ایسی کسی تحریر پر کیا خوش
ہو سکتے ہیں جو آج بڑے زور سے اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نے کبھی خلیفہ اول کی مخالفت نہیں کی
حالانکہ ان کی دستخطی تحریریں موجود ہیں جن میں انہوں نے آپ کو اسلام کا دشمن اور حکومت پسند
اور چڑچڑا وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ پھر جس تحریر پر ناز کیا جاتا ہے اگر وہ درست بھی مان لی جائے تو
اس کے متعلق میرے پاس بھی سید ڈاکٹر صاحب کا خط موجود ہے جس سے اصل معاملہ پر روشنی پڑ

(القول الفصل، انوار العلوم، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳۱۲)

جنبہ صاحب یہ ہیں خدا کے معمور کردہ سچے معموروں کی باتیں۔ جن کا زندگی میں احترام کرتے رہے۔ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کا احترام کرتے رہے۔ آپ کی طرح نہیں کہ جنہیں ان کی زندگی میں میرے سید، میرے آقا کہتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بارہ میں گندی زبان استعمال کرنی شروع کر دی۔ ان باتوں سے انسان کے کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔

جو بڑے لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان کا اگر کسی کے ساتھ اختلاف بھی ہو تو اس کی موت کے بعد وہ اس کے خلاف باتیں نہیں کرتے۔ بڑے لوگوں کی باتیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

جنرل ضیاء الحق نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو نقصان پہنچانے کی کتنی کوشش کی۔ آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جماعت کو شدید تکلیفیں دیں۔ مباہلہ کے نتیجہ میں حضورؒ نے اس کی بابت پیشگوئی کی کہ وہ اب بچ نہیں سکتا۔ مگر اس کے مرنے پر خوشی منانے کی بجائے اپنے اس خطبہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا کہ ”دشمن مرے تے خوشی نا کریے سجناوی مر جانا“۔ اس کے ورثہ سے اظہار افسوس کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مصلح موعود کے مامور من اللہ ہونے کا انکار

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

الجواب۔ واضح ہو کہ کیا آپ کو سیّدنا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سنت کی کوئی خبر ہے؟ آپ کی یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ آپ پرلے درجہ کے نہ صرف جاہل بلکہ احمق بھی ہیں۔ کم از کم جو مربیان آپ کو گائیڈ کر رہے ہیں حضورؓ کے طرزِ عمل اور طریقہ کار کے متعلق کچھ نہ کچھ اُن سے ہی پوچھ لیتے۔ واضح رہے کہ حضورؑ پر نازل ہونیوالے کلام الٰہی کی روشنی میں آپکا موعود زکی غلام یقیناً مامور من اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسے کھڑا کرے گا تب وہ کھڑا ہوگا۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایک طرف تو حلفاً مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف وہ ساری زندگی اپنے مامور من اللہ ہونے کا انکار کرتے رہے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۸)

الجواب:

جنبہ صاحب کے طرزِ تخاطب پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے الزام کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ حضورؓ نے اپنے مریدوں (جو زیادہ تر صحابی تھے) کے بار بار کہنے کے باوجود اپنے مصلح موعود ہونے کا کبھی بھی اعلان نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۴ء میں ایک مبارک خواب کے نتیجہ میں آپؓ کو بشارت دی کہ حضرت مسیح موعودؑ سے جس موعود وجود کا وعدہ کیا گیا تھا وہ تم ہو۔ تب آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اور اس خطاب میں احباب جماعت کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس منصب کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور بعد ازاں آپؓ نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا کہ میں خدا کی طرف سے مامور مصلح موعود نہیں ہوں۔ دعویٰ مصلح موعود کے حوالہ سے لاہور میں کی جانے والی تقریر میں آپؓ فرماتے ہیں۔

"آج میں اس جلسہ میں اسی واحد اور قہّار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مُصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مَیں ہی وہ مُصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء، صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸)

اگر جنبہ صاحب کے پاس کوئی ایسا حوالہ ہے تو اسے پیش کریں۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۴۴ء کے بعد اپنے مامور مصلح موعود ہونے سے انکار کیا ہو۔

لیکن اگر مامور من اللہ سے جنبہ صاحب کی یہ مراد ہے کہ مصلح موعود نبی اللہ ہو گا۔ تو یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کبھی بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ایسی ماموریت کا آپؓ ہمیشہ انکار کرتے رہے۔ جیسا کہ وہ تقریر جس میں آپؓ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے شروع میں آپؓ فرماتے ہیں۔

ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ مَیں نے جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے۔ غیر مامورین کا اپنے کسی رویاء کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور مَیں خود تو سوائے پچھلے ایام کے جبکہ اس جنگ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بعض اہم خبریں مجھے دیں۔ بہت کم ہی رویاء بتایا کرتا ہوں بلکہ (اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ طریق درست ہے یا نہیں) مَیں اپنے

(تاریخ احمدیت، جلد نہم، صفحہ ۴۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کبھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ آنے والا مصلح موعود نبی اللہ ہو گا۔ اس لئے یہ بھی جنبہ صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر ان کے نزدیک آنے والا مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والے الہامی کلام کی روشنی میں نبی اللہ ہے تو وہ الہامی کلام پیش کریں۔

تیسری بات اگر جنبہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والے الہامی کلام کے مطابق نبی اللہ ہو گا۔ تو جنبہ صاحب خود اپنے دعویٰ موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود کے ساتھ ساتھ نبی اللہ ہونے سے انکار کرتے رہے۔ احباب کے استفادہ کے لئے حوالہ درج ذیل ہے۔

احمدیہ نیوز۔ سوال ۲۔ مختصر الفاظ میں آپ کا دعویٰ کیا ہے اور اسے آپ کن الفاظ میں پیش کرنا پسند فرمائیں گے؟

جواب جنبہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام کا وعدہ بخشا تھا۔ بعد ازاں اس زکی غلام کی بشارت ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی۔ یہی موعود ''غلام مسیح الزماں'' ہونے کا مجھے دعویٰ ہے۔ حضورؑ نے اپنے اس زکی غلام کو ''مصلح موعود'' کا نام بھی دیا ہے۔

(نیوز نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱، تاریخ: ۴ جنوری ۲۰۰۶ء)

اپنے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی نبوت کے انکار میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں

میں نبی نہیں ہوں بلکہ ایک نبی کا موعود غلام ہوں۔ آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں اور آپؑ کے تمام الہامی کلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کلام سچا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں ایک غلام کی بشارت دی کہ وہ تیرے بعد آئے گا اور تیری سچائی کی گواہی دے گا۔ اگر وہ غلام اپنی نشانی کیساتھ آجائے تو کیا افراد جماعت پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس موعود غلام کو بھی تسلیم کریں کیونکہ وہ اس الہامی پیشگوئی کو پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں جس میں اُسکی بشارت موجود ہے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ نبی کو ماننا ضروری ہے اور غیر نبی کو نہیں۔ یہ سب نفس کے دھوکے ہیں اور سچائی سے جان چھڑانے کے بہانے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے (خاکسار کے) پیغام میں صرف دو باتیں ہیں۔ (۱) (عاجز) غلام اور مصلح موعود ہے (۲) اور یہ کہ نظام غلط ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۰۶، صفحہ نمبر ۳، تاریخ: ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء)

اگر حضرت مسیح موعودؑ پر ہونے والے الہامات کی رو سے آنے والا مصلح موعود ماموریعنی نبی بھی ہو گا۔ تو جنبہ صاحب آپ کے مندرجہ بالا ارشاد کے تحت تو آپ بھی نبی نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کیسے سچے ہو سکتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعووں میں تبدیلی

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر ایک الزام یہ بھی لگاتے ہیں کہ آپؓ نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے دعووں میں تبدیلی کی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنے آرٹیکل نمبر ۴۳ میں بڑی تفصیل سے اسے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے جو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ وہ موعود زکی غلام آئندہ کسی وقت پیدا ہوگا۔ جس وقت حضورؓ نے یہ مضمون لکھا تھا اس وقت آپؓ کی عمر ۱۹ سال تھی۔

(ا) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اپنے اِس مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیل مبارک احمد سے متعلق مبشر الہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۵)

اس مضمون میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دینی تعلیم و تربیت اس وقت کے چوٹی کے علماء کی زیر نگرانی ہوئی۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ آپؓ کی دینی تعلیم و تربیت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نگرانی میں ہوئی تھی۔

اس کے بعد جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے یا بنائے جانے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد پر اُسکی نفسانی خواہش غالب آنا شروع ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اُسکے دِل و دِماغ میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہوتا گیا جبکہ حضورؑ کے اِلہامات ہمیں بتاتے ہیں کہ نہ وہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود تھے اور نہ وہ بن سکتے تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی سنت کے برخلاف بنا سکتا تھا۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد جب خوشامدی قسم کے افرادِ جماعت اور مولویوں نے اُسکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے شروع کیے تو اِس وقت تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اِن افرادِ جماعت اور خوشامدی مولویوں کو روکتے اور ڈانٹتے کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے تو آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ میں اور

میرے دیگر زندہ بھائی تو اِس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔تم میرے متعلق یہ خلافِ عقل اور خلافِ قرآن بات کیوں لکھ رہے ہو۔؟ لیکن چونکہ اُس کا نفس اُس پر غالب آچکا تھا اور اُسکی نیت میں فتور پیدا ہوگیا تھا لہٰذا اُس نے اِن لوگوں کو منع کرنے اور ڈانٹنے کی بجائے اپنا منظورِ نظر بنایا۔ اِس وقت جماعت احمدیہ میں جو متقی اور ہوشمند لوگ تھے جب اُنہوں نے اِن رسالوں پر اِعتراضات اُٹھائے تو پھر خلیفہ ثانی صاحب نے اِن رسالوں کو جلوا دیا۔ خاکسار ذیل میں اِسی سلسلہ میں افرادِ جماعت کی توجہ چند نکات کی طرف مبذول کرواتا ہے:۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۶،۷)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد خوشامدی قسم کے افرادِ جماعت اور مولویوں نے آپؓ کی بابت مصلح موعود کے الفاظ لکھنے شروع کر دیئے۔ جنبہ صاحب کی اس بات میں صداقت نہیں ہے۔ کیونکہ آپؓ کی بابت مصلح موعود کے الفاظ آپؓ کے مسندِ خلافت پر بیٹھنے سے پہلے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ان رفقاء نے کہنے شروع کر دیئے تھے۔ جن کی بابت حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں۔

دعائیں کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک ایسا عظیم الشان وجود تھا جن کے تقویٰ اور طہارت کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

"وکنت اصرخ فی لیلی و نہاری واقول یاربّ من انصاری یاربّ من انصاری انی فرد مہین۔فلما توا ترفع یدالدعوات۔وامتلأ منہ حوّالسمٰوات۔ اجیب تضرعی۔وفارت رحمۃ ربّ العالمین۔فاعطانی ربیّ صدیقا صدوقا۔۔۔۔اسمہ کصفاتہ النورانیۃ نورالدین۔۔۔۔ولما جاء نی ولاقانی ووقع نظری علیہ رایتہ آیۃ من آیات ربیّ وایقنت انہ دُعائی الذی کنت اداوم علیہ واشرب حسی۔ونبّانی حدسی۔انہ من عباداللّٰہ المنتخبین۔"(آئینہ کمالاتِ اِسلام ۱۸۹۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۵ صفحات ۵۸۱۔۵۸۳)

''میں رات دِن خدا تعالیٰ کے حضور چلاّتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دُعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔۔۔ اِس کا نام اِسکی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔۔۔ جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اِس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔''(ترجمہ از عربی عبارت بحوالہ مرقاتُ الیقین فی حَیاتِ نورالدّین صفحہ ۱۔۲ مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

حضرت بانئے جماعتؑ حضرت مولوی نورالدینؓ کے متعلق اپنے منظوم کلام میں یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمت نورِ دیں بودے　　　ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقین بودے

یعنی کیا ہی اچھا ہو اگر قوم کا ہر فرد نورِ دین بن جائے۔ مگر یہ تو تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہر دِل یقین کے نور سے بھر جائے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو تو آپ راشد خلیفہ مانتے ہیں۔ اور انہیں عظیم الشان وجود مانتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد) ہی ہیں چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:-

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:-

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ستمبر ۱۳ء

جنبہ صاحب! کیا نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی خوشامدی تھے؟

کیونکہ یہ بات آپ کی مرضی کی نہیں ہے اس لئے کہہ دیں کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجتہادی غلطی تھی۔

پھر جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

☆۔ اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد مثیل بشیر احمد (اول) ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔ اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور ترقیاتی کام کروائے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر وہ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۷)

آگے چل کر جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شیطان کی آنت کی طرح طویل اور نفسانی خواب دیکھتے ہیں جس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ کوئی پیر۔ اور پھر اس کے نتیجے میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں۔

اس خواب کی حقیقت گزشتہ صفحات پر بیان کر چکا ہوں۔ مگر یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کس قدر خدا پر یقین تھا۔ کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر دے گا۔ اس لئے بڑے آرام سے ۳۰ سال تک اپنے دعویٰ مصلح موعود کے لئے راہ ہموار کرتے رہے۔ اور ایسا یقین کوئی سچا ہی کر سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اپنی اکثر تقاریر اور تحریروں میں برملا اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ وہ مذہب کے معاملہ میں امی تھے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

الجواب۔۔عزیزم۔خاکسار نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں برملا لکھا اور کہا ہے کہ میں زندگی میں کبھی بھی مذہب کا طالبعلم نہیں رہا ہوں ۔آپ یہ سمجھ لیں کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے خاکسار مذہبی طور پر ایک اُمی انسان تھا۔لہٰذا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ جنہیں آنحضرت

جنبہ صاحب کی اس بات سے مجھے سو فیصد اتفاق ہے۔ اس لئے ان کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے مامورین کو بتدریج علم دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

رسول کریم ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ قرآن پاک کو پڑھ کر دیکھ لیں۔ آپ کو یہ بات بڑی واضع نظر آئے گی۔ رسول کریم ﷺ شروع میں توریت کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے تھے اور اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ مگر جب خدا نے آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے برملا اس کا اعلان کیا کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ ایسے ہی اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان تو آخری دور میں کیا۔

شراب شروع میں ہلال تھی۔ بعض صحابہ شراب پیتے تھے۔ مگر بعد میں حرام کر دی گئی۔ جہاد کی اجازت دعویٰ نبوت کے ۱۳، ۱۴ سال کے بعد ملی۔

اور یہی صورتحال ہم حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق دیکھتے ہیں۔ شروع میں آپ حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور انہی کے دوبارہ آنے کے عقیدہ کو مانتے تھے۔ ایسے ہی شروع میں آپؑ یہی خیال کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر جیسے جیسے اللہ تعالیٰ آپؑ کے علم میں اضافہ کرتا گیا ویسے ویسے آپؑ بھی دعویٰ کرتے رہے۔

اُس وقت بھی جنبہ صاحب کی طرح کے لوگ موجود تھے۔ بعض نے ان دعوؤں کو ماننے سے انکار بھی کر دیا تھا۔ دعوؤں اور عقائد میں ظاہری تبدیلی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ خدا کے سچے مامور پہلے سے پلاننگ کر کے دعویٰ نہیں کرتے بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ انہیں کہتا ہے۔ اور یہ ان کی سچائی کی دلیل ہوتی ہے۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بتدریج دعوے آپؓ کی صداقت اور سچے مامور ہونے کی نشانی ہیں۔ یہی خدا کی سنت ہے۔

جنبہ صاحب کی یاددہانی کے لئے ان ہی کی ایک تحریر پیشِ خدمت ہے۔

الجواب ۔۔۔۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی تحریروں میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ابتدائی تحریروں کے بعض حوالوں میں نہ صرف آپؑ نے اپنی نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کی نسبت کافی سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔مثلاً مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ لکھا ہے لیکن زندگی کے آخری سالوں میں آپؑ نے اپنے آپ کو کھلا کھلا نبی اور رسول بھی قرار دیا ہے۔اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریروں میں کیا نعوذ باللہ یہ تضاد تھا یا کہ اس واقعہ کے پس پردہ کوئی اور راز پوشیدہ تھا۔امر واقع یہ ہے کہ ان بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ زمانہ میں کچھ لوگوں کے ایمان اور تقویٰ کی آزمائش منظور تھی۔ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ (بظاہر متضاد تحریروں) کے نتیجہ میں بعض مومن ایمان سے محروم ہو گئے اور بعض کا ایمان دوبالا ہو گیا ہے۔حضورؑ کی بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں سے جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اس عاجز کے سمجھانے کے بعد اگر وہ آج بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت ورسالت پر ایمان لے آئیں تب بھی ''صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے'' کے محاورہ کے مطابق ابھی بھی اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔اگر وہ میری عاجزانہ نصیحت کو قبول کر لیں تو یہ اُنکی دنیا اور آخرت کیلئے نہایت سودمند ہوگا۔

یہ یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی نہ پیدائشی عالم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علیم اور خبیر ہوتا ہے۔ نبی کی پیدائش کے بعد اِلٰہی رضا کے مطابق وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بڑھتا رہتا ہے۔ عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔وہ

(آرٹیکل نمبر ۷۰، صفحہ نمبر ۵)

اس کے برعکس جنبہ صاحب کو دیکھ لیں کہ انہوں نے ۱۹۹۳ء میں پوری تیاری کی۔ آپ کی کتاب جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بجھوائی۔ اس میں مستقبل کے تمام پروگرام کا ذکر موجود ہے۔ اور پھر آپ نے آہستہ آہستہ اپنے پروگرام کو عملی جامعہ پہنایا۔ اس کا تفصیلی ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اگلے مضامین میں کروں گا۔

امی ہونا بری بات نہیں ہے۔ جاہل ہونا بری بات ہے۔ اور جاہل ہونے کے لئے امی ہونا ضروری نہیں۔ ابو جہل پڑھا لکھا ہونے کے باوجود ابو جہل تھا۔ اور ہمارے پیارے آقا ﷺ امی ہونے کے باوجود سارے جہان کے معلم ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے

مکرم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ای میل بنام ندیم صاحب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر الزام لگاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Aanhazrat (sw) said that they are all in the circle of Islaam by reciting Kalima and offering prayer facing Kabba and eating from our given (as hallal). Hazoor (as) called them Muslims as well but Khalifa Sani Sahib is saying that the people who did not accept Imam Mehdi (as) even they did not know that he (as) has come as prophesied, are Kafir and are out of circle of Islaam, (is this Khalifa of Ghulam of Aanhazrat (sw) should do????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۲)

الجواب:۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنی مختلف تحریرات میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں۔ اور محترم سید صاحب محترم جنبہ صاحب کے مرید بھی ہیں اور کینیڈا جماعت کے امیر بھی۔ اس لئے امید ہے کہ آپ نے بھی ان تحریرات کو پڑھا ہو گا۔ اور میرا گمان ہے کہ سید صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں۔

اس لئے ذیل میں چند حوالے قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش خدمت ہیں کہ نبی کا انکار کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی بابت کیا فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک اقتباس بھی پیش خدمت ہے۔

احباب اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ قرآن پاک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے عین مطابق ہے یا منافی۔ اور آپؓ پر لگائے گئے الزام کی کیا حقیقت ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر کی تعریف

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۱﴾

۱۵۱۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔ ﴿۳﴾

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۲﴾

۱۵۲۔ یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۳﴾ ع ۲۱ / ۱۱

۱۵۳۔ اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء: ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک کافر کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿۱۷۹﴾ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے

اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

﴿۱۸۰﴾ رسولؐ کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا [1] قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُس کی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اس کا مویدرہا ہے اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی ☆ وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اُسی کی گردن پر

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۱۸۵،۱۸۶)

اس حوالہ میں حضورؑ نے فرمایا ہے:

اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ

”یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے اِنسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر اِفتراء کرنیوالا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبًا او کذب بأیاتہٖ طیعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر اِفتراء کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر اِفتراء کیا ہے۔ اِس صورت میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بِلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرتد ہو گئے تھے کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

مارچ ۱۹۰۶ء ” خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد مندرجہ رسالہ ”الذکر الحکیم“ نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتّبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۵۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا عقیدہ

انوار العلوم جلد ۶ ۔۔۔ ۱۱۲ ۔۔۔ آئینہ صداقت

میرا عقیدہ مسئلہ کفر غیر احمدیان کے متعلق

میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے کہ جب وحی لانے والے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانے والے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ میرے نزدیک سب نبیوں کا کُفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے۔ اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاءؑ پر ہوتی ہے اس لئے صرف انبیاء کا انکار کُفر ہے نہ اور لوگوں کا۔ اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجباتِ کفر میں سے اگر ایک موجب بھی کسی میں پایا جاوے تو وہ کافر ہوتا ہے۔ ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اُصول میں سے کسی

اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا خدا تعالیٰ کا باغی قرار پاوے اور جن کے نہ ماننے سے رُوحانیت مر جائے۔ یہ نہیں کہ ایسا شخص ہمیشہ ہمیش کے لئے غیر مجذوذ عذاب میں مبتلا کیا جاوے اور چونکہ اسلام کے احکام کی بناء ظاہر پر ہے اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے۔ خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سُنا کافر کہلائیں گے گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہوں گے کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہوئے خواہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سُنا ہو کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہاٹنٹاٹس یا آسٹریا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ان ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتویٰ اسلام دیا ہے جو پہاڑوں یا اندرون یورپ کے رہنے والے ہیں اور جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا کوئی علم نہیں۔

یہ میرے عقائد ہیں جو درست ہیں یا غلط۔ اس پر میں اس جگہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ اس پر بحث آگے ہوگی۔ اس وقت مَیں نے صرف اپنے عقائد کا اظہار کر دیا ہے۔

فیصلہ احباب پر چھوڑتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقائد قرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے عین مطابق ہیں یا مختلف ہیں۔

محترم سید مولود احمد صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے ان کے مرشد محترم جنبہ صاحب کا ایک حوالہ بھی پیشِ خدمت ہے:

(۲۸) صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔ ''مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔ زکی غلام۔ زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔ جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔''

الجواب۔ زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحییٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۳۱)

شاہ صاحب! اگر جنبہ صاحب کا منکر کافر ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا منکر کافر کیوں نہیں ہو سکتا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت امام حسنؓ کی بابت غلط الفاظ استعمال کئے ہیں

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ایک ای میل میں (جو آپ نے ندیم صاحب کو لکھی ہے) تحریر فرماتے ہیں۔

Hazrat Imam Mehdi (as) used to call Mutahar to all Ihl-e-Bait of Aanhazrat (sw) and Aanhazrat (sw) said in one of his Khutba Jumma and Hazrat Abu Bakar (r) is Ravi of this (Hadith of Bukhari) that Hassan (r) is my son and he will be a prince of peace and he will create peace in Ummah after some time. And we all know it happened exactly as Hazoor (sw) said but Khalifa Sani Sahib said that this was Imam Hassan's (r) big mistake to give his khilafat to Aameer Moaviya(r).

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۲)

سید صاحب کو اس بات پر بہت دکھ اور غصہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت امام حسنؓ کی بابت کہا کہ انہوں نے امیر معاویہ کو خلافت دے کر بہت غلطی کی۔ اور اپنے غصہ کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

I can not understand how you can call them Khulfa of Hazrat Imam Mehdi (as)or Qudrat-e-Sania. I can count more than 24 very serious and anti Maseh-e-Maod (as) beliefs and statements by these Khulfa and we were sleeping under their "ATAAT".

سید صاحب! آپ کے تو ایمان کا حصہ بلکہ بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ انبیاء اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں۔ تو اگر انبیاء اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں تو کیا حضرت امام حسنؓ جو نبی نہیں تھے وہ غلطی نہیں کر سکتے۔ اور اگر حضرت امام حسنؓ کی بابت ایسا کہنا ان کی توہین ہے تو خدا کے مقرر کردہ نبی کی بابت ایسا کہنا، اس پر اسرار کرنا اور اسے ثابت کرنے کی کوشش کرنا اس نبی کی توہین نہیں ہے؟

سید صاحب! ایمان کو تازہ کرنے کے لئے محترم جنبہ صاحب کے چند ارشادات پیشِ خدمت ہیں: -

ا۔ محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ ؍ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا

لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعودز کی غلام بشیر ثانی یا مرزا البشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا البشیر الدین محمود احمد) کو فوت کر کے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعودز کی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعودز کی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔حضورؑ نے موعودز کی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعودز کی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعودز کی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب تو یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی دفعہ اجتہادی غلطی کی اور بشیر اول کو مصلح موعود خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی۔ خدا کے سچے نبی کو خدا کی منشاء کی سمجھ نہیں آئی اور اس نے مبارک احمد کو مصلح جانا اور اللہ نے اسے مار دیا۔ آپ علیہ السلام کو پھر بھی سمجھ نہیں آئی اور اپنے پوتے کو موعود سمجھ لیا اس لئے اللہ نے اسے بھی مار دیا۔

سید صاحب! آپ کو ایک غلطی کہنے پر اعتراض ہے۔ جنبہ صاحب تو فرمارہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ہی اجتہادی غلطی بار بار دہراتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے

بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القار ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

(تبلیغ رسالت ہشتم، صفحہ نمبر ۶۴، ۶۵)

حضرت مسیح موعودؑ فرمارہے ہیں کہ 'میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔' اور جنبہ فرماتے ہیں کہ پہلے بشیر اول کی بابت اجتہادی غلطی کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے وفات دے دی پھر مبارک احمد کی بابت اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے اسے وفات دے دی پھر آپؑ نے اپنے پوتے کی بابت غلطی کی اور اللہ نے اسے بھی مار دیا۔ گویا ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۹۰۷ء تک یعنی ۲۰ سال ایک ہی اجتہادی غلطی کرتے رہے اور اس اجتہادی غلطی کی اصلاح نہ ہو سکی۔

۲۔ محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں اپنے آرٹیکل نمبر ۴۶، صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں:

تھے۔ لیکن اِس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی اِنسان کو اور بطورِ خاص ذمہ دار اِنسان کو نرمی اور رحمدلی میں بھی حدِ اعتدال کے اندر رہنا چاہیے۔ آپؓ کی وفات کے بعد بعض لوگوں (مرزا محمود احمد اور مولوی محمد علی گروپ) نے جماعتی اتحاد اور عقائد کو جو نقصان پہنچایا ہے اِسکی وجہ بننے میں آپکی نرمی اور رحمدلی کا بھی دخل ہے۔ اگر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح اِن لوگوں کیساتھ سختی سے نپٹتے تو ہم احمدیوں کو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ مرزا بشیر احمد سیرت المہدی میں لکھتے ہیں:۔

پھر جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۶ کے صفحہ نمبر ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے احمدیہ سلسلہ میں موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل (زکی غلام مسیح الزماں و مصلح موعود) نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددوں کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۶ میں ایک بیٹے کی بشارت دی۔ الفاظ یوں ہیں

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرما دیا! ''یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروزہ رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔''

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۵)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۷)

ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا۔ ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اس بشارت کا مصداق (اولاً) بشیر احمد اوّل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔ لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن مصلح موعود ہونا نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ ۸)

مندرجہ بالا حوالوں کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ وہی موعود فرزند تھے جن کی بابت خدا نے ارشاد فرمایا کہ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہو گا، وہ نور اللہ ہے۔ نیز دوسرے الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ محترم جنبہ صاحب نے اقرار کیا ہے کہ

'اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اول کا مثیل ہونا تو مسلم ہے'

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی اولاد کی بابت یہ الہام کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ

ترجمہ :۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سیّد تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکّب ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۴۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۳۰)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے شریف اولاد کا وعدہ کیا ہے۔

اب ذیل میں اس 'نور اللہ' اور خدائی وعدہ کے موافق 'شریف اولاد' کی نسبت جنبہ صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

الجواب۔ بہتان کہتے ہیں کسی ایسی تہمت یا الزام کو جو سچا نہ ہو۔ واضح رہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا ہے۔ یہ اُس پر کوئی بہتان نہیں ہے بلکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اُس نے جھوٹا دعویٰ کر کے ایک جرم کیا تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جماعت احمدیہ میں کوئی شخص مرزا بشیر الدین محمود احمد کا حاسد نہیں تھا بلکہ افرادِ جماعت نے اُنہیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا لڑکا ہونے کی وجہ سے اتنی عزت دی جو اُسے راس نہ آئی۔ اسی اندھی عقیدت کی وجہ سے نہ صرف وہ خود گمراہ ہوا بلکہ جماعت احمدیہ میں بھی گمراہی اور ایک فسادِ عظیم برپا کر گیا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اس غلط دعویٰ مصلح موعود کیلئے سوائے چند خوشامدی اور چاپلوس مولویوں کے ہم پوری جماعت کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ افرادِ

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۹)

جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔
رانا صاحب! انبیائے کرامؑ کو چھوڑیں صرف اُمتِ محمدیہ کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی آپ مثال دے سکتے ہیں کہ اُسکی زندگی میں اُسکی اولاد نے یا اُسکے قریبی رشتہ داروں نے یا اُسکے قریبی مریدوں وغیرہ نے حلف موکد بعذاب اُٹھا کر اُسکے خلاف بدکاری کے الزام لگائے ہوں اور جواب میں وہ مجدد صاحب خاموش رہے ہوں یا چار گواہوں کا مطالبہ کرتے رہے ہوں۔ کوئی ایک مثال۔ اگر آپ ایسی ایک مثال بھی نہیں دے سکتے تو پھر آپکا مصلح موعود کیسا عجیب مصلح موعود تھا کہ مرید اُس پر ہر سال نئے نئے بدکاری کے الزام لگاتے رہے اور وہ بجائے حلف موکد بعذاب کیساتھ اُن الزاموں کو دور کرتا اُن سے چار گواہوں کا مطالبہ کرتا رہا۔؟ رانا صاحب! ؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔۔۔ ایک مفتری علی اللہ یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد اور قادیانی پالتو مولویوں کیلئے موت

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۷)

اس کے علاوہ بھی جنبہ صاحب کے بہت سے حوالے ہیں۔ جنہیں میں تحریر بھی نہیں کر سکتا۔ یقیناً آپ نے پڑھے ہونگے۔

سید صاحب! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ الزام لگانے اور غیبت کرنے والوں کی بابت فرماتا ہے۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١١﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١٢﴾

۱۱۔ اور تُو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔
۱۲۔ (جو) سخت عیب جُو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٣﴾

۱۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

۳۷۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴿٢﴾

۲۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کیلئے۔

(سورۃ الھمزہ ۱۰۴: ۲)

سید صاحب! اللہ تعالیٰ کے ان واضح احکامات کے خلاف دوسروں پر بدکاری کے الزام لگانے والوں کی بابت آپ کا کیا خیال ہے۔

ہم تو اطاعت کے مارے لوگ ہیں مگر آپ تو صاف گو ہیں اور اندھی اطاعت پر یقین نہیں رکھتے۔

آخر میں خدا کا ارشاد پیش خدمت ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝	۳۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝	۴۔اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱ : ۳،۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو سننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین ثم آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بدکاری کے الزامات کا جواب

محترم جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کردار پر بہت گند اچھالنے کی کوشش کی ہے۔

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ساجد نسیم صاحب! میرا آپ سے سوال جس کیلئے میں نے یہ لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے یہ ہے کہ کیا آپ دل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق سچے مصلح موعود تھے؟ اگر آپ یہ یقین رکھتے ہیں تو آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ ثانی ایک نبی اللہ اور مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ اسکا بچپن اور جوانی انتہائی پاکیزہ ماحول میں گزری تھی۔ بچپن ہی سے ان کو یہ بھی خیال تھا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق وہی مصلح موعود ہیں۔ کسی عام احمدی کے کردار میں کوئی کمزوری بھلا ہو لیکن ایسے پاکیزہ ماحول میں پیدا ہونے اور پلنے والے کا کردار تو مثالی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کیا بات ہے خلیفہ ثانی کے کردار پر خود حضورؑ کی زندگی میں پہلا بدکرداری کا الزام لگ گیا تھا؟ مریدوں کو چھوڑیں

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۹)

الجواب:

اگر گزشتہ انبیاء کرام کے حالات اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان انبیاء کے دعویٰ سے پہلے انکی نیکی کے گن گاتے ہیں اور جب یہ بزرگ خدا کی طرف سے معمور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو لوگ ان پر گندے اور بدکاری کے الزامات لگاتے ہیں۔ یہ الزام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں بھی آپ پر لگائے گئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ الزام آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی لگائے گئے۔ ذیل میں ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں۔' اخیر میں ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اخبار مذکورہ بالا میں منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جابجا مشہور افتراء پردازوں سے اس عاجز کو نسبت دی ہے۔ اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔ کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔ اس پیشگوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ نیکوں کو نیک باتوں کا اور زانیوں کو عورتوں کا۔ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کرلیں۔'

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۳۰)

جنبہ صاحب آپ کے سوال کا جواب بھی آپ کے سوال میں موجود ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خیال تھا کہ وہی مصلح موعود ہیں۔ آپؓ کو خیال تھا یا نہیں تھا۔ اس کا تو علم نہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کو اس کا خیال تھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی اس پیشگوئی کا مصداق ہیں۔ جنبہ صاحب آپ نے خود بھی اپنے مضامین میں اس کا ذکر کیا ہے کہ فلاں فلاں نے آپ کی بابت مضامین شائع فرمائے کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی یہی خیال تھا۔ اس کے حوالے دوسری جگہ نوٹ کر چکا ہوں۔ اس لئے جبکہ بچپن سے ہی سب کو معلوم تھا کہ آپؓ ہی مصلح موعود ہیں اس لئے بچپن سے ہی آپؓ پر الزامات لگانے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔

محترم جنبہ صاحب آپ نے اکثر جگہ یہ سوال بھی کیا ہے کہ آپ پر اس طرح کے الزام کیوں نہیں لگے۔

۱۔ ایسے الزامات سچوں پر لگتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب پر بھی ایسے الزام نہیں لگے تھے۔ کیا وہ سچا تھا؟

۲۔ اس وقت بہت سارے دعویدار موجود ہیں اور کسی ایک پر بھی اس قسم کے الزام موجود نہیں۔ کیا وہ سب سچے ہیں؟

ایسے ہی ایک دوسری جگہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے ''زکی''، یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرتﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چارو ناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اُٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ اِن الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رَد کر دیتے۔ اِس میں ہرج کیا تھا۔؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جُرم نہ کیا ہو تو پھر اُسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اُٹھانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظام جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبدالحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اُٹھا کر بدکاری کا الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اُٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رَد کرتا ہوں۔ رانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اُٹھا کر جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے یہ سب سے بہتر حصہ میں نے یہاں درج کیا ہے۔ ورنہ آپ نے جو جو الفاظ اور واقعات جماعت کے مخالفین کی کتب سے نکال کر نوٹ کئے ہیں۔ ساتھ ان کتابوں کے نام اور انہیں حاصل کرنے کے طریق بھی بیان فرمائے ہیں۔ میں انہیں یہاں درج نہیں کر سکتا۔ مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

'آپکے مصلح موعود پر اسکی زندگی میں اس کے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اسکی اپنی اولاد نے حلف اٹھا کر اس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کئے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ ان الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رد کر دیتے؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو پھر اسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اٹھانے میں دقت ہو سکتی ہے۔'

اپنے بیان کی تائید میں جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل دو حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔

(۱) ''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔'' (الحکم، ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد وافتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا''۔ (تبلیغ رسالت، جلد نمبر ۲، صفحہ ۲)

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۲۱)

۱۔ رسالہ الحکم اور تبلیغ رسالت تک رسائی نہ ہونے کے باعث حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کے سیاق و سباق کا مجھے علم نہیں۔ مگر ذیل میں حضورؑ کی ایک اور تحریر پیش کر رہا ہوں۔

' اخیر میں ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اخبار مذکورہ بالا میں منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جا بجا مشہور افتراء پردازوں سے اس عاجز کو نسبت دی ہے۔ اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔ کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہو گی۔ اس پیشگوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ نیکوں کو نیک باتوں کا اور زانیوں کو عورتوں کا۔ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کر لیں۔'

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۳۰)

حضورؓ نے اس الزام کے جواب میں کوئی حلف نہیں اٹھایا۔ بلکہ فرمایا ہے کہ ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔

اگر اس قسم کے الزامات کا جواب دینا ضروری ہوتا یا اس پر حلف اٹھانا ضروری ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ یقیناً اپنی بابت لگائے گئے اس الزام پر حلف اٹھاتے یا اس کا جواب دیتے۔ لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندوں پر اس قسم کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ اور الزامات لگانے والے خود ہی ذلیل ورسوا ہو کر مقامِ عبرت بن جاتے ہیں۔ جنبہ صاحب سے درخواست ہے کہ آپ نے جن جن احباب کے حوالوں سے یا جن کی کتب کے حوالوں سے یہ الزام لگائے ہیں ان کی ذاتی زندگی اور ان کے خدا سے تعلق کے بارہ میں بھی روشنی ڈال دیں۔ میں ان میں سے جن جن لوگوں کو جانتا ہوں ان کا خدا یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ جو بڑی شان والا ہے اور اپنے سچے اور پیاروں کو ہر الزام سے بری کرنا اس کی سنت ہے۔ جنبہ صاحب کہتے ہیں کہ حضورؓ نے لوگوں کے اسرار کے باوجود حلف نہیں اٹھایا۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ان الزامات کے بارہ میں دیا گیا حلفیہ بیان درج ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

چنانچہ حضور نے ۱۲ر نومبر ۱۹۳۷ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا :-

"وہ مجھے کہتے ہیں کہ اگر وہ الزامات جو وہ مجھ پر لگاتے ہیں، جھوٹے ہیں تو میں مؤکد بعذاب قسم کھاؤں حالانکہ مستریوں کے مقابلہ میں بھی میں نے کہا تھا اور اب بھی میں کہتا ہوں کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کے امور کے لئے جن کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریق بتائے گئے ہیں، قسموں وغیرہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ بلکہ ایسے مطالبہ پر قسم کھانا بھی اس حکمت کو باطل کر دیتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے ہاں جس پر الزام لگایا گیا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اختیار ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دے۔ لیکن چونکہ وساوس و شبہات میں مبتلا رہنے والا انسان خیال کر سکتا ہے کہ شاید میں نے قسم سے بچنے کے لئے اس قسم کا عقیدہ تراش لیا ہے اس لئے کم سے کم اس شخص کی تسلی کے لئے جو جانتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں اس خدائے قادر و توانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھا کر شدید لعنتوں کا انسان مورد بن جاتا ہے کہ میرا یہ یقین ہے کہ قرآن کریم کی اس بارہ میں وہی تعلیم ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

اسی خطاب میں آگے چل کر آپؓ فرماتے ہیں۔

نہیں۔ مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔ اس خدا نے اس وقت جبکہ مجھے خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا، مجھے خبر دی تھی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص میری بیعت کا اقرار کرے گا وہ قیامت تک میرے منکروں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور پوری ہوتی رہے گی۔
اگر اس الہام کے سنانے میں میں جھوٹ بولتا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت۔ میری خلافت کے بارہ میں ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ اتنی بار خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اب بھی جب یہ فتنہ اٹھا تو میں نے جلدی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ "میں تیری مشکلات کو دور کروں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا" [۲]

(تاریخ احمدیت، جلد ہشتم، صفحہ نمبر ۳۷۵،۳۷۶،۳۷۷)

محترم جنبہ صاحب نے اپنے لگائے گئے الزامات کی صداقت کے لئے ایک صاحب کا مباہلہ کا چیلنج درج فرمایا ہے۔ جو یہ ہے۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں جھوٹا بیان دوں، تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور میں ایک سال کے عرصہ میں مر جاؤں کہ (الف) مرزا طاہر احمد (موجودہ قادیانی سربراہ) کا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو بانی سلسلہ احمدیہ، مرزا غلام احمد کے تین بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ ثانی تھا) بدکار تھا، اور منکوحہ و غیر منکوحہ عورتوں کیساتھ زنا کرنے کا عادی تھا، حتیٰ کہ خاندان کی ان عورتوں کیساتھ بھی زنا کیا کرتا تھا جن کو نہ صرف اسلامی شریعت نے، بلکہ سب الہامی مذاہب نے محرمات قرار دیا ہے"۔
(قادیانیت سے اسلام تک۔ مؤلف محمد متین خالد۔ صفحہ ۱۲۲)

حافظ بشیر احمد مصری نے مباہلہ کے اس چیلنج کی تحریر پر دستخط کر کے اِسے خلیفہ رابع صاحب کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ بھی اس پر دستخط کر کے اُس کا فریق ثانی بن کر اُس کی خوب اشاعت کر دیں۔ بعد ازاں ایک سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ فرما دے گا۔ چونکہ خلیفہ رابع صاحب قبل از وقت مرنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا وہ اپنے باپ کے کردار کے متعلق اس مباہلہ سے بھاگ گئے اور حافظ بشیر احمد مصری کے مقابلہ پر نہ آئے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق تو ہر احمدی مخالفوں کیساتھ مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہے لیکن خلیفہ رابع صاحب اپنے باپ کے کردار کے متعلق مباہلہ سے کیوں بھاگے؟ خلیفہ رابع کا اپنے باپ کے کردار کے متعلق مباہلہ سے فرار ہمیں کیا پیغام دیتا ہے؟ خلیفہ رابع کا مباہلہ سے بھاگنا ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو زکی (پاک اور نیک) نہیں سمجھتے تھے۔ اگر وہ اپنے باپ کو پاک باز سمجھتے ہوتے تو حافظ بشیر احمد مصری کے مباہلہ کا چیلنج ضرور قبول کرتے۔ اس مباہلہ کے بعد حافظ بشیر احمد مصری کافی سال زندہ رہ کر نوے کی دہائی میں غالباً اسی (۸۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ اگر کسی مخلص احمدی کو خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا اتنا ہی یقین ہے تو وہ اپنے موجودہ گدی نشین یعنی مرزا مسرور احمد صاحب کو حافظ بشیر احمد مصری کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کیلئے کھڑا کرے۔ وہ ایم ٹی اے پر آ کر حافظ بشیر احمد مصری کے بیان کا مؤکد بعذاب حلف کیساتھ رد کر دیں۔ میں افرادِ جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا موجودہ گدی نشین بھی اس مباہلہ کے لیے کبھی کھڑا نہیں ہوگا کیونکہ خاندان مغلیہ کے سارے افراد اپنے مصلح موعود کی کرتوتوں سے واقف ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے عظیم باپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچائی کو کس طرح داغ دار کیا ہے ایک مخلص احمدی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا؟ سوچیں اور غور کریں۔ کیا زکی (پاک اور نیک) غلام ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ آخر آپ نے مرنا ہے۔ کیا یہ سب کچھ آپ کیلئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟؟؟؟

(آرٹیکل نمبر ۴۸، صفحہ نمبر ۶،۷)

محترم جنبہ صاحب! مندرجہ بالا حوالے آپ نے اپنے مضامین میں درج فرمائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ یہ تمام حوالے درست ہیں۔اب یہ تمام تر الزامات آپ لگارہے ہیں۔ آپ خدا کی طرف سے مامور ہونے کے دعویدار ہیں۔اس لئے اتمام حجت کے لئے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے تمام تر الزامات درست اور سچ پر مبنی ہیں۔ تو **آپ حلف اٹھا کر کہیں کہ میں نے اپنے مضامین میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بد کرداری کے جو جو الزامات لگائے ہیں وہ سب سچ ہیں۔ اور اگر وہ سچ نہیں ہیں تو خدا کی مجھ پر ہزار ہزار لعنتیں نازل ہوں۔ اور خدا مجھے اسی دنیا میں مقام عبرت بنادے۔ اور مجھے اور میری نسلوں کو تباہ وبرباد کردے۔'**

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ وفات پاچکے ہیں۔ مگر جنبہ صاحب آپ ابھی زندہ ہیں۔ آپ نبی ہونے کے دعویدار بھی ہیں۔ خدا کا حکم ہے کہ سنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کے بیان نہ کیا کرو۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝

۷۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

(سورۃ الحجرات ۴۹ : ۱۳،۷)

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

۳۷۔اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ : ۳۷)

اسی مضمون کے متعلق ایک حدیث مبارکہ ہے:

۸۷۹ — عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰی بِصَوْتٍ رَفِیْعٍ فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یُفْضِ الْاِیْمَانُ اِلٰی قَلْبِہٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَ لَا تُعَیِّرُوْھُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِہِمْ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّبِعْ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ یَتَّبِعُ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَمَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِہٖ۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی تعظیم المؤمن)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر بآوازِ بلند فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن وتشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کرکے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

غیبت اور چغل خور کی بابت خدا کیا کہتا ہے درج ذیل ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١١﴾	۱۱۔ اور تُو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔
هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿١٢﴾	۱۲۔ (جو) سخت عیب جُو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم ۶۸: ۱۱، ۱۲)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿٢﴾	۲۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کیلئے۔

(سورۃ الھمزہ ۱۰۴: ۲)

جنبہ صاحب نے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر الزامات لگائے ہیں وہاں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض حوالے بھی درج کئے ہیں۔ اور اس طرح جنبہ صاحب نے دو کام کئے ہیں۔

ایک تو ان تحریروں کو بغیر سیاق وسباق کے پیش کیا ہے اور دوسرا ان کے لکھے جانے کی وجہ کی وضاحت نہیں کی ہے۔ یہ وہی حرکت ہے جو جماعت کے مخالفین کرتے ہیں۔ ایسی تحریریں پیش کر کے لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی بابت بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے خدا کے نبی کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے۔ یہ وہ تحریریں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں اور آریوں کے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر لگائے گئے گندے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہیں (اس بارے میں ایک مکمل مضمون شروع میں گزر چکا ہے۔ جہاں ان تحریروں کی حقیقت بیان کی جا چکی ہے۔ اس لئے یہاں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں) ۔

دوسرا ان تحریروں کو پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ ایسی تحریریں لکھ سکتے ہیں تو میری تحریروں پر اعراض کیوں کیا جاتا ہے۔

الجواب:

حضرت مسیح موعودؑ کے ان تحریروں کے لکھنے کی وجہ تو اوپر بیان کر چکا ہوں۔ دوسرا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو باتیں بھی لکھی وہ آریوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب سے لیکر تحریر کی ہیں۔ تمام آریہ اور عیسائی ان باتوں کو مانتے ہیں۔ آپؑ نے کوئی بھی بات آریہ اور عیسائیوں کے مخالفین کی طرف سے لکھے گئے لٹریچر سے لے کر نہیں لکھی۔

جب کہ جنبہ صاحب نے جو جو حوالے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق پیش کئے ہیں وہ تمام کتب جماعت احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔

جنبہ صاحب ایسا کر کے دراصل انہی مخالفین کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر لگائے گئے الزامات کا جواز

رانا صاحب! اپنے خط کے صفحہ نمبر ۸ کے شروع پر آپ لکھتے ہیں:۔

''آپ نے بھی طعنہ بازی اور رکیک زبان استعمال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔آپ نے ایک ذلیل انسان کی ذلیل کتاب ''ربوہ کا راسپوٹین'' کا ذکر کر کے اس کے حوالہ جات دے کر خدا کو ناراض کیا ہے۔یہ کتاب بکواسات اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔''

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہو جاتے ہیں۔خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے ''زکی'' یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرتﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چارو ناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بابت لکھتے ہیں:

لوگوں کو اخراج اور مقاطعہ کی شکل میں زہر کے پیالے پلاتا رہا۔اسلام میں پہلے بھی مفتری علی اللہ ہو گزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک بھی کیا ہے۔لیکن آیت **ولو تقول علینا** کی قہری تجلی کا جلوہ جس رنگ میں خلیفہ ثانی پر ظاہر ہوا اسکی مثال ماضی کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔وہ اس طرح کہ حضرتِ محمود کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے فرمان کے مطابق اسکی شہ رگ کاٹی بلکہ اسے سزا اور اذیت دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔اگر چاقو کے بلیڈ کی نوک اسکی شہ رگ میں دھنس کر نہ ٹوٹتی تو اسکی موت یقینی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے نہ صرف سزا دینے کیلئے بلکہ اس لیے بھی کہ بعد ازاں اس کے مرید اسے احمدیت کا شہید اعظم نہ بناتے پھریں چاقو کی نوک کو اسکی شہ رگ میں توڑ دیا۔ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ عجیب واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھوٹے مدعی مصلح کی شہ رگ بھی کاٹی اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔ساجد صاحب! اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ کو کاٹ بھی دینا اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھنا کیا ایک بے مثل واقعہ نہیں ہے؟ لیکن مربیان اور بعض احبابِ جماعت پر افسوس ہے کہ وہ اس عظیم جھوٹے انسان کو مصلح موعود ثابت کرتے پھر رہے ہیں۔یاد رکھنا جو شخص اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو مٹانے کے منصوبے بنائے گا تو اسکا انجام یہی ہوگا۔خواہ وہ کسی نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو؟ ایک اور بات یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم ایسے مفتری علی اللہ کو درمیان میں آکر میری پکڑ سے بچا نہیں سکتے۔اب دیکھیں کہ خلیفہ ثانی نے اپنی حفاظت کیلئے کتنا فرعونی نظام وضع کر رکھا تھا پھر بھی وہ اس حفاظتی انتظام کے باوجود ''ولو تقول علینا'' کی قہری وعید سے بچ نہ سکا۔اور یہ اس ثبوت کیلئے کافی ہے کہ اس کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مربی ساجد صاحب نے کیا کہا تھا جس کی وجہ سے جنبہ صاحب اتنے ناراض ہیں۔

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۰۷ء کو جب عزیزم محمد اشرف جنبہ صاحب نے ساجد نسیم اور مبشر بٹ مربیان ہمبرگ وکیل کے سامنے ''ولو تقول علینا'' کی وعید کے سلسلے میں خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے کا ذکر کیا تو ان ظالم مولویوں نے جھٹ سرور کائنات آنحضرتﷺ پر حملہ کر دیا کہ آپﷺ کے دانت مبارک بھی شہید ہوئے تھے اور آپﷺ کے سر میں کوئی چیز کھب

گئی تھی۔ان ظالموں سے کوئی پوچھے کہ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے سے کیا تعلق ہے؟ وہ واقعہ تو ایک عظیم نبی ﷺ کی کافروں کے خلاف جنگ کے دوران پیش آیا تھا۔ان بدبختوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم کس کو کس کیساتھ تشبیہ دے رہے ہیں؟ یادرہے کہ بہت سارے انبیاءؑ اپنے وقت میں مخالفوں کے ہاتھوں شہید بھی ہوئے ہیں اوران کی شہادتوں کو ہم آیت ''ولوتقول علینا'' کیساتھ ہرگز نہیں ملا سکتے۔یہاں تو زیر بحث مفتری علی اللہ کیلئے ''ولوتقول علینا'' کی وعید اور خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملہ تھا۔معاذ اللہ کیا آنحضرت ﷺ کی شہ رگ پر بھی حملہ ہوا تھا؟ مشرکین اور کفار مکہ سے جنگ کے دوران اگر آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے تھے تو آپ ﷺ کے ان دانتوں کی شہادت کا ''ولوتقول علینا'' کی وعید سے کیا تعلق ہے؟ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے قرآنی فرمان کے مطابق نہ صرف اسکی شہ رگ قطع ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دینے کیلئے ایک لمبا عرصہ تک زندہ بھی رکھا۔یہ بدذات مولوی خلیفہ ثانی پر قرآنی فرمان کی اس قہری تجلی کی اہمیت کم کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضور ﷺ کی مبارک ذات پر حملہ کرنے سے بھی باز نہ آئے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

مربیان کرام کے سامنے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر ہونے والے حملہ کا حوالہ پیش کیا گیا اور اسے آپؓ کے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے ہونے کا ثبوت قرار دیا گیا تو اس کے جواب میں مربیان کرام نے سمجھانے کی خاطر رسول کریم ﷺ کا حوالہ پیش کیا کہ اس طرح کے حملے تو پہلے بھی انبیاء پر ہوتے رہے ہیں اور خود ہمارے پیارے آقا ﷺ پر بھی جنگ احد میں کفار کی طرف سے حملہ ہوا تھا۔ جو کسی طرح بھی رسول کریم ﷺ پر کسی قسم کا اعتراض نہیں۔ ہمارا تو جینا مرنا اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اپنے آقا ﷺ کے نقشِ قدم پر ہے۔ کوئی پوچھے کہ دائیں ہاتھ سے کیوں کھاتے ہو تو ہمارا جواب ہوتا ہے رسول کریم ﷺ دائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔ پانی تین سانس لے کر کیوں پیتے ہو تو جواب ہوتا ہے یہی رسول کریم ﷺ کی سنت تھی۔ ہر مسلمان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آقا کی ہر سنت پر عمل کرے۔ ہم ہر بات میں آپ ﷺ کا حوالہ دیتے ہیں۔

جنبہ صاحب شاید بھول گئے کہ وہ جس آیت ولو تقول علینا کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے بات کہی تھی۔ اور ہم اسے رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ کو معیار بنا کر جھوٹے اور سچے کو پرکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ۲۳ سالہ دور رسالت کو سچائی کا معیار قرار دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ حوالہ تو مربیان کرام نے دیا تھا۔ اگر جنبہ صاحب کو یہ بات پسند نہیں آئی تو انہیں برا بھلا کہتے۔ میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ آپ ہر بات میں دوسروں سے قرآن کا حوالہ مانگتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن نے یہ کہاں اجازت دی ہے کہ اگر آپ کو کسی کی بات سے اختلاف ہو تو اس کے بزرگوں کو گالیاں نکالنی شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن پاک میں دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالیاں دینے سے منع فرماتا ہے۔

اب میں احباب کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھانا چاہتا ہوں۔

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صاحب کے نعوذ باللہ عیسٰی ابن زکریا کے عقیدے کو از روئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہدخاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟ جہاں تک میرے پیروکار کا تعلق ہے جس کا آپ

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں : کیا میں آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلا وجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟

احباب کے علم کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زاہد خاں صاحب وہ ہیں جن کے عقائد جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ے پر خود درج فرمارہے ہیں اور پورے مضمون میں زاہد خاں صاحب کو جناب زاہد خاں صاحب کہہ کر مخاطب کررہے ہیں۔ان کے کیا عقائد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب زاہدخان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسٰی ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔(۲) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہدخان صاحب کوئی نماز،کوئی روزہ،کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ اِن ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔(۴) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔(۵) جناب زاہدخان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

وہ شخص جو ایک نبی کو دوسرے نبی کی (نعوذ باللہ) ناجائز اولاد کہہ رہا ہے۔ جو (نعوذ باللہ) قرآن کریم کو ایک متروک کتاب کہہ رہا ہے۔ جو رسول کریم ﷺ کی بابت یہ کہہ رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سارے جرائم کا ارتکاب کیا۔ اس کے لئے جنبہ صاحب کی غیرت نہیں جاگی اور فرمارہے ہیں کہ چونکہ اس نے مجھے کچھ نہیں کہا اس لئے میں اسے کیوں کچھ کہوں۔ مگر دوسری طرف صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہمارے آقا کے بھی جنگ احد میں دندان شہید ہوئے تھے۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں بدزبانی کرنے کی وجہ یہ بتارہے ہیں کہ مربیان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بات کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کا حوالہ دے دیا تھا۔ جنبہ صاحب کے نزدیک اگر یہ بات اتنی ہی بری تھی تو خود کو رسول کریم ﷺ کے ساتھ ملاتے ہوئے انہیں ذرا شرم نہیں آئی۔ ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

بالآخر غالب آجاتے ہیں۔ آج بھی مجھ غریب کے مقابل پر جس غلاظت محمودیہ کی آپ بات کررہے ہیں وہ بھی اپنے آپکو کلغی والا سمجھتی ہے۔ انشاءاللہ تعالی یہ کلغیاں بکھر جائیں گی اور آخری نتیجہ الٰہی منشا کے موافق نکلے گا۔ جہاں تک متعلقین کو خوشی پہنچانے کا سوال ہے تو میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے صرف غلام مسیح الزماں ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اگر انکی نظر میں خاکسار غلطی خوردہ تھا تو یہ مجھے دلیل کیساتھ سمجھا دیتے۔ انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے تو اپنے گھر کا دروازہ کسی کیلئے بند نہیں کیا۔ میرا آپ سب سے سوال ہے کہ محترم ابوطالب اپنے محترم بھتیجے آنحضور ﷺ کے دعوی پر ایمان نہیں لائے تھے۔ لیکن اسکے باوجود چچا نے اپنے بھتیجے ﷺ کو کیا چھوڑ دیا تھا؟ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی زوجہ کی اولاد نے بھی آپ کے دعوی کو آپکی زندگی میں نہیں مانا تھا؟ اور اسکے باوجود کیا آپ نے اپنی منکر اولاد کو اپنے گھر سے نکال دیا تھا یا ان سے مقاطعہ کرلیا تھا؟ تتفکروا و تندموا واتقوااللہ ولا تغلوا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ ۶، ۷)

جنبہ صاحب! رسول کریم ﷺ کا مقام دیکھیں اور اپنی اوقات دیکھیں۔ دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی جھانکنا سیکھیں۔

خدائی وعدوں کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب نے اپنی تحریرات میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر مختلف قسم کے الزامات لگائے ہیں۔ اور دوسری طرف جنبہ صاحب اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں وعدہ کئے گئے موعود بیٹے بھی ہیں۔

اس موعود بیٹے کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے

(اشتہار ۲۰ فروری، ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّی۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو انکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہو جاتی ہے جو کہ آپؑ نے مولانا نور الدینؓ کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا** یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔'' (مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

جب احباب نے جنبہ صاحب کو اس طرف توجہ دلائی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنے مامور سے یہ وعدہ کر رہا ہے کہ ایک پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا وہ نور اللہ ہو گا، اس کو مقدس روح دی جائے گی، وہ رجس سے پاک ہو گا اور وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا اور دوسری طرف آپ ایسے بیٹے پر بدکرداری اور طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہونے کے الزامات لگا رہے ہیں۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

پوچھتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم اور بطور خاص اپنی اولاد کیلئے کیا دعائیں نہیں کیں تھیں؟ کیا آپ حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی اولاد کیلئے دعاؤں کا انکار کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعاؤں کے باوجود (سورۃ ہود۔۴۶تا۴۸) آپکی اولاد میں سے جس نے آپکی تعلیم کا منکر اور باغی بننا تھا وہ بن کر رہا۔ بہت ساری آزمائشوں میں جب خلیل اللہ اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پورے اُترے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ میں تجھے امام بنانے والا ہوں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا یہ وعدہ ظالموں کیساتھ نہیں ہوگا۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ "(البقرہ۔۱۲۵) اور جب ابراہیم کو اُسکے ربّ نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے ان کو کر دکھایا (اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔ (اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لائن لگا دی لیکن اسکے باوجود آپکی نسل میں سے بعض ظالم بھی بنے تھے۔ حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے والے آپؑ کے پڑپوتے ہی تھے۔ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے والے اور بہت سارے نبیوں کو شہید کرنے والے (یہودی) بھی آپکی نسل میں سے ہی تھے۔ مکہ میں آپؑ نے جو اللہ تعالیٰ کا گھر خالص اسکی توحید کو قائم کرنے کے واسطے بنایا تھا، اس گھر میں ۳۶۰ بت رکھ کر اسے بتخانہ میں بدلنے والے بھی آپؑ کی نسل میں سے ہی تھے۔ کیا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اللہ اپنے ابوالانبیاء کی دعاؤں کو شرف قبولیت نہیں بخشا تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے جو آپکے راستے پر چلے وہ آپکی دعاؤں کا فیض پا کر انبیاء بن گئے لیکن جو بدقسمت تھے وہ نہ صرف محروم رہے بلکہ وہ ظالم اور سرکش بھی بن گئے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۰)

اسی طرح ایک اور جگہ جنبہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

انبیاء کی اولاد۔ یہ بات درست ہے کہ انبیاء کی اولاد بھی بالعموم نیک ہی ہوتی ہے لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ہر نبی کے بارے میں سچ نہیں ہے۔ بعض اوقات کسی نبی کے ہاں ناخلف اور باغی اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اُنکے لڑکے کے متعلق فرماتا ہے۔ "قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ "(ہود۔۴۷) (اللہ نے) فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنیوالا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۵)

اسی مضمون میں آگے چل کر تحریر کرتے ہیں

قارئین کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔ "یَا نُوْحُ اَسْرِرْ رُؤْیَاكَ " اے نوح! اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ (تذکرہ ایڈیشن چہارم (۲۰۰۴ء) صفحہ ۲۲۰ بحوالہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۱)

حضورؑ کا یہ الہام بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو آخری زمانے کا نوح بھی قرار دیا ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (اوّل) کا بیٹا اُسکے اہل میں سے نہیں تھا اور نیز وہ بدعمل بھی تھا۔ خاکسار کا قارئین سے سوال ہے کہ اگر نوح اوّل کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل ہو سکتا ہے تو پھر نوح ثانی کا بیٹا باغی، منکر اور بدعمل کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ بقول مضمون نگار کسی نبی کا حواری جھوٹ نہیں بول سکتا جبکہ قرآن کریم کے مطابق حواری تو رہے ایک طرف خود نبیوں کی اولاد گمراہ اور بدعمل ہو سکتی ہے۔ اب مضمون نگار کذب بیانی کر رہا ہے یا کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی تعلیم غلط ہے۔ قارئین یہ فیصلہ خود کر لیں کہ دونوں میں سے کون کاذب ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۱۲)

مندرجہ بالا حوالوں میں محترم جنبہ صاحب نے دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ حقائق کو غلط رنگ میں پیش کر کے غلط مطالب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کی تعلیم کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات کی آپس میں کوئی مشابہت نہیں۔ تینوں واقعات کے مضمون بالکل مختلف ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

حضرت نوحؑ کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں بیان فرماتا ہے۔

۳۷۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اس کے سوا جو ایمان لا چکا تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ پس اس سے دل برا نہ کر جو وہ کرتے ہیں۔

۳۸۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں۔

۳۹۔ اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب کبھی اس کی قوم کے سرداروں کا اس پر گزر ہوا وہ اس سے تمسخر کرتے رہے۔ اس نے کہا اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو یقیناً ہم بھی تم سے اسی طرح تمسخر کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔

۴۰۔ پس عنقریب تم جان لو گے کہ وہ کون ہے جس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے ذلیل کر دے گا اور اس پر ایک ٹھہر جانے والا عذاب اترے گا۔

۴۱۔ یہاں تک کہ جب ہمارا فیصلہ آ پہنچا اور بڑے جوش سے چشمے پھوٹ پڑے تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ اس (کشتی) میں ہر ایک (ضرورت کے جانور) میں سے جوڑا جوڑا سوار کر اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان لایا ہے۔ اور اس کے ہمراہ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے۔

۴۲۔ اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

۴۳۔ اور وہ انہیں لئے ہوئے پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی رہی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا۔ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

۴۴۔ اس نے جواب دیا میں جلد ہی ایک پہاڑ کی طرف پناہ (ڈھونڈ) لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ اس نے کہا آج کے دن اللہ کے فیصلہ سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے (صرف وہی بچے گا)۔ پس ان کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ غرق کئے جانے والوں میں سے ہو گیا۔

۴۵۔ اور کہا گیا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا۔ اور پانی خشک کر دیا گیا اور فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ اور وہ (کشتی) جودی (پہاڑ) پر ٹھہر گئی اور کہا گیا کہ ہلاکت ہو ظالم قوم پر۔

۴۶۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا اے میرے رب! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ ضرور سچا ہے اور تو فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

۴۷۔ اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔ پس مجھ سے وہ نہ مانگ جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تو جاہلوں میں سے ہو جائے۔

۴۸۔ اس نے کہا اے میرے رب! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (کے مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

(سورۃ ہود ۱۱: ۴۷ تا ۴۸)

اللہ تعالیٰ نے پورے واقعہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ اپنے اہل کو کشتی میں سوار کر تو ساتھ وضاحت کر دی۔ (اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان لایا ہے)۔ یعنی اہل مگر ان کو نکال کر جن کے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے اور اہل وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔

اور جب حضرت نوحؑ اپنے بیٹے کو بلاتے ہیں تو اسے یہی کہتے ہیں کہ کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو۔ لیکن وہ انکار کر دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے مگر خدا اسی وقت وضاحت فرما دیتا ہے کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔

اس پورے واقعہ میں کہیں بھی خدا نے حضرت نوحؑ سے ان کے بیٹے کے حوالہ سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نوحؑ کو وضاحت فرمائی کہ تمہارا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ اور ایمان نہ لانے اور کافروں کا ساتھ دینے کے باعث غرق کر دیا گیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی امت کو اس نافرمان بیٹے کے حوالے نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نوحؑ کے دوسرے بیٹوں (جو آپ پر ایمان لائے تھے اور آپ کی کشتی میں سوار تھے) کے سپرد کیا اور حضرت نوحؑ کی نسل میں اپنا انعام یعنی نبوت کو جاری رکھا۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ہی تھے۔

۲۔ قرآن پاک کے مطابق حضرت نوحؑ کی بیوی بھی آپ پر ایمان نہیں لائی تھی۔ ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بیوی اور ایک بیٹا آپؑ پر ایمان نہیں لایا۔ لیکن دوسری بیوی اور اولاد آپؑ پر ایمان لائی۔ اس طرح حضرت نوحؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں اپنا انعام جاری رکھا۔ اور انکار کرنے والوں کی نسل کو ختم کر دیا۔

۳۔ محترم جنبہ صاحب کو یقیناً معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ابراہیم بھی کہا ہے۔ اس لئے ابراہیم ہونے کی وجہ سے آپؑ کا بیٹا بھی مامور ہوا اور یہ انعام کا سلسلہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں بھی جاری ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس واقعہ کو یوں بیان فرماتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

۱۲۵۔ اور جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ اُس نے عرض کیا اور میری ذرّیت میں سے بھی۔ اس نے کہا (ہاں مگر) ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۱۲۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کر رہا ہے کہ وہ آپؑ کو ایک عظیم امام بنانے والا ہے۔ آج ہم سب اس پر گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو کس شان کے ساتھ پورا کیا ہے۔

دوسری بات جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے عرض کیا کہ میری ذریت کو بھی امام بنانا۔ تو خدا نے اس کا جواب دیا کہ ہاں مگر ساتھ وضاحت فرمادی کہ میرا یہ وعدہ ظالموں کے لئے نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بھی بڑی شان کے ساتھ پورا کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں جو نیک اور صالح لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں امام بنایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ

حضرت مسیح موعودؑ کا واقعہ مندرجہ بالا دونوں واقعات سے مختلف ہے۔ پہلے خدا تعالیٰ نے آپؑ کو ہوشیار پور میں جا کر عبادات بجالانے کی ہدایت فرمائی۔ اور پھر چالیس روز کی عبادت اور چلہ کشی کے بعد آپؑ کو بشارت دی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

'میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کا راہ ظاہر ہو جائے۔

یہاں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ 'میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور پھر فرماتا ہے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے

گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا(اس کے معنے سمجھ نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاۗءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'

یہاں اللہ تعالیٰ خود ایک بیٹے کا وعدہ کر رہا ہے اور ساتھ اس کی خوبیاں بیان فرما رہا ہے۔ اس واقعہ کی حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ سے کوئی مناسبت نہیں بنتی۔ اس وعدہ کی مناسبت قرآن پاک میں درج مندرجہ ذیل وعدوں سے بنتی ہے۔

"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ۔" (سورۃ الصافات۔(۱۰۱ تا ۱۰۳)

ترجمہ۔ اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔ پھر وہ لڑکا اس کیساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاءاللہ مجھے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

''قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ۔ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِيْ عَلَى أَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ۔ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقَانِطِيْنَ'' (سورۃ الحجر۔۵۴ تا ۵۶)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس بتاؤ کس بنا پر تم مجھے بشارت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو ناامید مت ہو۔

''وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ۔ قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَـذَا بَعْلِيْ شَيْخاً إِنَّ هَـذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ۔ قَالُواْ أَتَعْجَبِيْنَ مِنْ أَمْرِ اللّهِ رَحْمَتُ اللّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (سورۃ ہود۔۷۲،۷۳،۷۴)

ترجمہ۔ اور اسکی بیوی کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرائی تب ہم نے اُسکی تسلی کیلئے اُس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس نے کہا، ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو اللہ کی بات پر تعجب کرتی ہے، اے اس گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اُسکی برکات ہیں۔ وہ یقیناً حمید (اور) مجید ہے۔

''یا زَکَرِیَّا إِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ یَحْیَی لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِیّاً۔ قَالَ رَبِّ أَنَّی یَکُونُ لِی غُلَامٌ وَکَانَتِ امْرَأَتِی عَاقِراً وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیّاً۔ قَالَ کَذَلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُکَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئاً'' (رسورۃ مریم۔۸،۹،۱۰)

ترجمہ۔اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام یحیٰی ہوگا۔ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔کہا اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔کہا اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور میں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

''قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّکِ لِأَهَبَ لَکِ غُلَاماً زَکِیّاً۔قَالَتْ أَنَّی یَکُونُ لِی غُلَامٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِی بَشَرٌ وَلَمْ أَکُ بَغِیّاً۔قَالَ کَذَلِکِ قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آیَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ أَمْراً مَّقْضِیّاً'' (سورۃ مریم۔۲۰،۲۱،۲۲)

ترجمہ۔میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاک اور نیک لڑکا دوں۔(مریم نے) کہا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا اسی طرح ہے (مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور تاکہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جب بھی بیٹا دینے کا وعدہ فرمایا تو وہ بیٹا نیک اور صالح نکلا اور نبی ہوا۔کوئی ایک بھی مثال نہیں دی جاسکتی کہ خدا نے ایک بیٹے کا وعدہ فرمایا اور جب وہ بیٹا پیدا ہوا تو وہ بدکردار اور نافرمان نکلا۔

ہم دنیا میں کسی کو کوئی تحفہ دیتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بہترین چیز تحفہ میں دیں۔جس میں کوئی خرابی نہ ہو۔اور خدا کے بارہ میں یہ تصور پیش کر رہے ہیں کہ وہ وعدہ کرکے ایک بدکردار اور نافرمان بیٹا دے دیتا ہے جو اس کے مامور کی نیک نامی کی بجائے بدنامی کا باعث بنتا ہے۔یہ خداتعالیٰ کی ہستی پر بہت بڑا الزام ہے۔کوئی بھی خدا کا سچا مامور خداتعالیٰ پر اس قسم کا بہتان نہیں لگا سکتا۔

(قطع وتین) یعنی رگ جان کاٹ دیئے جانے کے معنی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۵﴾

۴۵۔ اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا۔

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۶﴾

۴۶۔ تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۷﴾

۴۷۔ پھر ہم یقیناً اُس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۸﴾

۴۸۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

(سورۃ الحاقہ ۶۹ : ۴۵ تا ۴۸)

مندرجہ بالا سورت (الحاقہ) مکی سورۃ ہے۔ ذیل میں ایک اور آیت کا حوالہ دیتا ہوں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

۱۴۵۔ اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

(یہ سورت مدینہ منورہ میں ۳ ہجری میں نازل ہوئی) (سورۃ الاعمران ۳ : ۱۴۵)

یہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے پوچھ رہا ہے کہ اگر رسول کریم ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ تو اس کا یقیناً یہی جواب ہونا چاہیئے کہ اے اللہ تو نے خود ہی یہ معیار مقرر کیا ہے کہ جو جھوٹ بولے گا میں اس کی شہہ

رگ کاٹ دوں گا۔ اس لئے اگر کوئی نبی قتل ہو جائے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ سچا نہیں تھا۔ اور اب تم (نعوذ باللہ) اس کے الٹ بات کر رہے ہو۔

بظاہر مندرجہ بالا دو حوالے ایک دوسرے کا الٹ نظر آ رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روح کو سمجھنا چاہیئے۔ رگ جان وہ شریان ہے جس کے ذریعے انسان کا دماغ سے رابطہ ہوتا ہے۔ اور اس کے کٹ جانے سے انسانی جسم کا دماغ سے رابطہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کا خوف کرتے ہوئے ان آیات کے معنوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہاں یہ بیان فرما رہا ہے کہ اگر کوئی جھوٹی بات میری طرف منسوب کی جائے تو ہم اس جھوٹ کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ جھوٹ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو پاتا۔ اگر اس سے مراد صرف یہ لی جائے کہ جو خدا کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کرے گا۔ سزا کے طور پر صرف اس شخص کی شہ رگ تو کاٹ دی جائے گی لیکن اس جھوٹ کا کوئی سدباب نہیں کیا جائے گا اور وہ جھوٹ بڑی تیزی سے پھیلتا جائے گا تو اس سے اصل مقصد تو حاصل نہ ہوا۔ اس شخص کے مار دیئے جانے کے باوجود جھوٹ تو پھیلتا رہا۔

قرآن پاک کی یہ شان ہے کہ وہ ہر سوال کا جواب بھی دیتا ہے۔ مگر اس کے لئے تقویٰ شرط ہے۔

اگر کسی نبی کا قتل کر دیا جانا اس کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے تو اللہ تعالیٰ کئی آیات میں بیان فرماتا ہے کہ تم انبیاء کو قتل کرتے رہے ہو۔ تو کیا وہ تمام نبی (نعوذ باللہ) سچے نہ تھے۔

مثال کے طور پر ایک آیت درج کرتا ہوں:

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؁	اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (ہاں) یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ٦٢ ہے۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ توریت میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر قرآن کی نص صریح سے پایا جاوے یا حدیث کے تواتر سے ثابت ہو کہ نبی قتل ہوتے رہے ہیں تو پھر ہم کو اس سے انکار نہیں کرنا پڑے گا۔ بہر حال یہ کچھ ایسی بات نہیں کہ نبی کی شان میں خلل انداز ہو کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے۔ مگر ہاں ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی علامات میں سے نہیں۔

یہ مصالح پر موقوف ہے کہ ایک شخص کے قتل سے فتنہ برپا ہوتا ہے تو مصلحت الٰہی نہیں چاہتی کہ اس کو قتل کرا کر فتنہ برپا کیا جاوے۔ جس کے قتل سے ایسا اندیشہ نہ ہو اس میں ہرج نہیں۔

(الحکم جلد ۷ ع ۱۵ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد اپریل ۱۹۰۳ء کا ہے۔ اس لئے اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا کہ شروع میں یہ کہا تھا اور آخر میں یہ کہا ہے۔

پس مومن کو چاہیئے کہ تقویٰ سے کام لے۔ اپنے فیصلوں میں جلد بازی نہ کرے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس قطع وتین والی آیت کو پیش کر کے اپنی سچائی کا ثبوت دیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔

افترا ہے مگر اس بات کا جواب نہیں دے سکتے کہ کیا کبھی خدا پر افترا کرنے والے کو مفتریات کے پھیلانے کے لئے وہ مہلت ملی جو سچّے ملہموں کو خداتعالیٰ کی طرف سے ملی؟ کیا خدا نے نہیں کہا کہ الہام کا افترا کے طور پر دعویٰ کرنے والے ہلاک کئے جائیں گے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے پکڑے جائیں گے؟ یہ تو توریت میں بھی ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور انجیل میں بھی ہے کہ جھوٹا جلد فنا ہوگا اور اس کی جماعت متفرق ہو جائے گی۔ کیا کوئی ایک نظیر بھی ہے کہ جھوٹے ملہم نے جو خدا پر افترا کرنے والا تھا ایامِ افترا میں وہ عمر پائی جو اِس عاجز کو ایامِ دعوتِ الہامِ الٰہی میں ملی؟ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو پیش تو کرو۔ مَیں نہایت پُر زور دعوے سے کہتا ہوں کہ دُنیا کی ابتدا سے آج تک ایک نظیر بھی نہیں ملے گی۔ پس کیا **کوئی ایسا** ہے کہ اِس محکم اور قطعی دلیل سے فائدہ اُٹھاوے اور خداتعالیٰ سے ڈرے؟ مَیں نہیں

کہتا کہ بُت پرست عمر نہیں پاتے یا دہریہ اور انا الحق کہنے والے جلد پکڑے جاتے ہیں کیونکہ ان غلطیوں اور ان ضلالتوں کی سزا دینے کے لئے دوسرا عالم ہے لیکن مَیں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خداتعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا حالانکہ جانتا ہے کہ وہ الہام اُس کو نہیں ہوا وہ جلد پکڑا جاتا ہے اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ قرآن اور انجیل اور توریت نے یہی گواہی دی ہے۔ عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے اور اس کے مخالف کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس (۲۵) برس تک یا اٹھارہ (۱۸) برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا مامور اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اُس کی تائید میں سالہائے دراز تک اپنی طرف سے الہامات تراش کر مشہور کرتا رہا اور پھر وہ باوجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا کیا اُمید کی جاتی

(ایام صلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۶۷،۲۶۸)

والے خواہ افترا کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائیں گے۔ اب دیکھو اس سے زیادہ تصریح کیا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہوگا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے

پھر اسی جگہ آپ فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے مَیں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس[۲۳] برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔ اس بارے میں میرے ایک دوست نے اپنی نیک نیتی سے یہ عذر پیش کیا تھا کہ

اسی مضمون میں آگے چل کر آپؑ فرماتے ہیں۔

بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا **قل انّ ھدی اللّٰہ ھو الھدیٰ** یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت **لو تقوّل علینا** کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد مَیں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو مَیں

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ ۴۳۴ ، ۴۳۶)

مندرجہ بالا دو حوالوں کے علاوہ بھی بہت سے حوالے اسی ضمن میں موجود ہیں۔ میں نے تقریباً تمام حوالوں کا مطالعہ کیا اور ہر جگہ یہی دعویٰ پایا کہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جھوٹے دعویٰ وحی و الہام کرنے والے کو رسول کریم ﷺ کے دورِ نبوت سے کم عرصہ میں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اسے نامراد رکھتا ہے۔ اور اس کی جماعت متفرق ہو جاتی ہے۔

اگر آپ غور کریں تو کسی جگہ بھی یہ لکھا نہیں پائیں گے کہ ہر صادق کے لئے دعویٰ وحی کے بعد یہ عرصہ یعنی ۲۳ سال پانا ضروری ہے۔ کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ کئی انبیاء جو سچے تھے اس سے کم عرصہ میں فوت ہوگئے اور بعض قتل بھی کئے گئے۔ جیسا کہ میں نے اوپر آپؑ کا ایک حوالہ قتل انبیاء کے متعلق درج کیا ہے۔

دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کا حوالہ دے کر اپنے مخالفین اور خصوصاً مسلمانوں پر اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہر طریق سے اتمام حجت کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی عمر کو بھی اگر سچائی کا معیار بنایا جائے تو میں اس پر بھی پورا اترتا ہوں۔ وگرنہ آپ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو قتل کر دیا جائے وہ یقیناً جھوٹا ہوتا ہے۔ اپنی اس بات کے ثبوت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ درج کرتا ہوں۔

نومبر ۱۹۰۷ء۔ فرمایا۔ جس طرح کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پہلے یوحنا نبی خدا تعالیٰ کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح ہم سے پہلے اسی ملک پنجاب میں سید احمد صاحب توحید کا وعظ کرتے ہوئے سکھوں کے زمانہ میں شہید ہو گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی۔ جو خدا تعالیٰ نے پوری کر دی ؛

(ذکر حبیب، صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

سچوں کی سچائی کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور شرائط بھی بیان فرمائی ہیں۔ جن کا ذکر میں اپنے پہلے مضمون 'مامور من اللہ کی سچائی کی علامات' میں کافی تفصیل سے کر چکا ہوں۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ اور درج کر دیتا ہوں۔

اہلِ حق کے نزدیک اس امر میں اتمام حجت اور کامل تسلّی کا ذریعہ چار طریق ہیں (۱) اوّل نصوصِ صریحہ کتاب اللہ یا احادیثِ صحیحہ مرفوعہ متصلہ جو آنے والے شخص کی ٹھیک ٹھیک علامات بتلاتی ہوں اور بیان کرتی ہوں کہ وہ کس وقت ظاہر ہوگا اور اس کے ظاہر ہونے کے نشان کیا ہیں اور نیز حضرت عیسیٰ کی وفات یا عدمِ وفات کا جھگڑا فیصلہ کرتی ہوں (۲) دوم وہ دلائل عقلیّہ اور مشاہدات حسّیہ جو علوم قطعیہ پر مبنی ہوں جن سے گریز کی کوئی راہ نہیں (۳) وہ تائیدات سماویہ جو نشانوں اور کرامات کے رنگ میں مدعی صادق کے لئے اُس کی دعا اور کرامت سے ظہور میں آئی ہوں تا اس کی سچائی پر نشان آسمانی کی زندہ گواہی کی مہر ہو۔ (۴) چہارم اُن ابرار اور اخیار کی شہادتیں جنھوں نے خدا سے الہام پا کر ایسے وقت میں گواہی دی ہو کہ جبکہ مدعی کا نشان نہ تھا کیونکہ وہ گواہی بھی ایک غیب کی خبر ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا نشان ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یہ چاروں طریق اتمام حجت اور کامل تسلّی کے اس جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے اندرونی مخالفوں کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ ہم ذیل میں

(ایام صلح، روحانی خزائن، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۶۸)

ہمارے آقا رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ

گزشتہ صفحات پر قرآن پاک سے یہ ثابت کیا ہے کہ محض کسی مامور کا قتل کر دیا جانا اس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت نہیں بلکہ بعض انبیاء کرام کو قتل بھی کیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سچائی کی ایک دلیل یہ بھی پیش کی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے دعویٰ نبوت کے بعد جتنی عمر پائی ہے کوئی جھوٹا مدعی وحی اتنی عمر نہیں پا سکتا۔ اس لئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول کریم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

اس کے لئے میں نے بہت سی سیرت کی کتب کا مطالعہ کیا۔ بعض غیر مسلم کی کتب بھی دیکھیں۔ آپؐ کی تاریخ پیدائش یا سن پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے سن پیدائش کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بعض نے اس ۵۷۰ء درج کیا ہے۔ مختلف تاریخ کی کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آقاؐ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (۹ یا ۱۲ ربیع الاول) میں پیدا ہوئے۔

لیکن آپؐ کی تاریخ وفات پر تقریباً تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ سوائے چند دنوں کے فرق کے۔ اور وہ قمری لحاظ سے ربیع الاول سن ۱۱ ہجری یا شمسی کیلنڈر کے مطابق مئی یا جون ۶۳۲ء بنتا ہے۔

اس لئے میں نے وہ حوالے جو زیادہ مستند تھے ان کی مدد سے آپؐ کے عرصہ نبوت کا حساب نکالا جو درج ذیل ہے۔

حوالہ نمبر ا

تاریخ ابتداء وحی رسالت	۲۱ رمضان المبارک،	۱۰ اگست ۶۱۰ء بروز پیر
تاریخ وفات	۹ ربیع الاول ۱۱ھ،	۸ جون ۶۳۲ء
دور رسالت	۲۱ سال ۹ مہینے اور ۲۸ دن یا	۲۱ سال ۱۰ مہینے ا دن

نوٹ: میں نے دو مختلف طریقوں سے یہ حساب لگایا ہے۔

دوسرا حوالہ

تاریخ ابتداءِ وحی رسالت ۲۴ رمضان المبارک، ۲۰ اگست ۶۱۰ء

تاریخ وفات یکم ربیع الاول ۱۱ھ، ۲۶ مئی ۶۳۲ء

دورِ رسالت ۲۱ سال ۹ ماہ اور ۶ دن

اور اگر تاریخ وفات ۹ ربیع الاول یا ۳ جون ۶۳۲ء لیا جائے تو

دورِ رسالت ۲۱ سال ۹ ماہ ۹ دن بنتے ہیں۔

گویا شمسی کیلنڈر کے حوالہ سے آپ ﷺ کا زیادہ سے زیادہ دورِ رسالت ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۱ دن بنتا ہے۔ اگر قمری لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ مدت ۲۲ سال ۷ یا ۸ ماہ بنتی ہے۔ اور اسے عموماً ۲۳ سال کہہ دیا جاتا ہے۔

تمام مستند روایات کے مطابق جب ہمارے پیارے آقا ﷺ کی عمر ۴۰ سال ہوئی تب پہلی وحی رسالت ہوئی۔ اسی لئے جب ۶۱۰ء (جب آپؐ کو پہلی وحی رسالت ہوئی) سے ۴۰ سال پہلے کی تاریخ لی جاتی ہے تو بعض مورخین نے آپؐ کا سن ولادت ۵۷۰ء بیان کیا ہے۔ لیکن اگر یہ ۴۰ سال قمری کیلنڈر سے لئے جائیں تو سن ولادت ۵۷۱ء بنتا ہے۔ اور یہ ہی درست اور زیادہ مستند ہے۔ اس حوالہ سے اگر آپؐ کی عمر مبارک دیکھی جائے تو وہ ۱۲ یا ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کے حوالہ سے ۶۲ سال اور ۱ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ ایسے ہی قمری حوالہ سے اگر آپؐ کی تاریخ پیدائش یکم ربیع الاول لی جائے تو عمر مبارک ۶۳ سال بنتی ہے اور اگر ۹ ربیع الاول تاریخ پیدائش لی جائے تو عمر مبارک ۶۲ سال ۱۱ ماہ اور ۲۱ یا ۲۲ دن بنتی ہے۔

ایسے ہی تمام مورخین اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ قرآن پاک کا نزول رمضان کے مہینہ سے شروع ہوا۔ یعنی آپؐ کو پہلی وحی رسالت ماہ رمضان کی ۲۱ یا ۲۴ تاریخ کو ہوئی۔ ایسے ہی ۱۰ ذوالحج ۱۰ ہجری کو آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اور اس میں آپؐ نے جو قرآنی آیات تلاوت فرمائیں انہیں آخری آیات مانا جاتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک کا نزول بائیس سال دو ماہ اور چند دن میں مکمل ہوا۔

اگر ہم پہلی وحی رسالت کی تاریخ ۲۴ رمضان المبارک کی بجائے ۲۱ رمضان المبارک لیں اور ۲۲ سال کو 355 سے ضرب دیں تو یہ 7810 دن بنتے ہیں۔(قمری سال 355 دن کا ہوتا ہے)۔ اس کے بعد ۹ دن رمضان المبارک کے، ۳۰ دن شوال کے، ۲۹ دن ذیقعد، ۳۰ دن ذوالحج، ۲۹ دن محرم، ۳۰ دن صفر اور ۱۲ دن ربیع الاول (یوم وصال) کے لیں تو یہ کل 169 دن بنتے ہیں۔(میں نے چھ مہینوں میں سے صرف دو مہینوں کے ۲۹ دن لئے ہیں)

یہ کل 7979 دن بنتے ہیں۔ اب انہیں عیسوی سالوں میں تبدیل کرنے کے لئے 365.4 پر تقسیم کرنے سے یہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور 1 دن بنتا ہے۔ اور یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کا زیادہ سے زیادہ نبوت کا دورانیہ ہے۔

اگر پہلی وحی کی تاریخ ۲۴ رمضان المبارک لی جائے۔ اور رسول کریم ﷺ کا یوم وصال ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۹ ربیع الاول لیا جائے تو اس طرح ٦ دن اور کم ہو جاتے ہیں اور آپ ﷺ کا دورہ نبوت ۲۱ سال ۹ ماہ اور ۲۵ دن بنتا ہے۔

قطع وتین اور حضرت مصلح موعودؓ

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر مضامین میں قرآنی آیت جس میں جھوٹے مدعی وحی کی سزا کا وعدہ ہے نیز اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس سلسلہ میں حوالہ دیکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اس کا اطلاق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں۔

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرتﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ٥ لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ٥ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍعَنْهُ حٰجِزِيْنَ٥" (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمدﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

ان آیاتِ الٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی الہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرتﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرتﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

(آرٹیکل نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۲۴)

پھر اسی آرٹیکل میں حضورؓ پر حملہ کی پوری تفصیل بیان کرنے کے بعد اسی مضمون کے صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھتے ہیں

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی الہام) آنحضرتﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے (اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ (ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہو جاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ وہ اپنے سچے بندوں کو ہر الزام سے بری فرماتا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ جو اپنے دعوؤں میں سچے تھے کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمام الزامات سے بری فرمایا ہے۔ مندرجہ بالا الزام سے بریت کے چند ثبوت پیش خدمت ہیں۔

ثبوت نمبر ۱:

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک دوسرے آرٹیکل نمبر 68 کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ o"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کیلئے ہے۔اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آ رہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آ رہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر "یادگیر" میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جو ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا پیش کرتا ہے۔احمدی مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔"(مناظرۂ یادگیر۔صفحہ ۸۴۔شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے اِن آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔لہٰذا وہ (نعوذ باللہ۔ناقل) جھوٹے تھے۔اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

"آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے جس کی طرف لفظ "تقوّل" اشارہ کر رہا ہے۔دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔"

(ایضاً۔صفحہ ۹۸)

مزید یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر اِفترا (جھوٹا الہامی دعویٰ) کرے گا وہ نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت یعنی تیئیس (۲۳) سال کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔اِن آیات میں نبوت یا تجدید کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔"(اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب بڑی وضاحت اور دلائل سے فرمارہے ہیں ’کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کے لئے ہے۔‘ نیز آپ فرماتے ہیں کہ ’ان آیات میں نبوت یا تجدید کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔‘ خاکسار آپ کی اس دلیل اور وضاحت کو دل و جان سے قبول کرتے ہوئے آپ ہی کے ایک آرٹیکل نمبر ۸۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا درج شدہ الہام ذیل میں پیش کرتا ہے۔

’’میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے‘

اپنی پیش کردہ عمر کے مطابق یہ الہام آپؓ کو تقریباً ۱۹۰۸ء میں ہوا اور آپؓ اس کے بعد ۵۷ سال زندہ رہے۔

امید ہے آپ اپنے پیش کردہ اصول کو یہاں بھی چسپاں کریں گے۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا حوالہ میں فرما چکے ہیں۔

جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آرہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔ خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں

ثبوت نمبر ۲:

میں نے اپنے گزشتہ مضمون ’شہ رگ کاٹے جانے کے معنی‘ میں قرآن، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور تاریخی حقائق سے ثابت کیا ہے۔ کہ کسی کا اپنے دعویٰ وحی (ماموریت) کے بعد لازماً ۲۳ سال زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔ کئی صادق اپنے دعویٰ وحی کے چند سال بعد فوت ہو گئے یا مار دیئے گئے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے جھوٹے مدعیان کے جھوٹ کو شہ رگ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اور اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہتا۔ اس کی نسل ختم کر دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کا نام بطور عبرت تاریخ میں محفوظ رہ جاتا ہے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی کروڑہا احمدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ کی جسمانی نسل خدا کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں موجود ہے۔

ثبوت نمبر ۳:

ایسے ہی اپنے دوسرے مضمون 'رسول کریم ﷺ کی عمر مبارکہ' میں ہر لحاظ سے ثابت کیا ہے کہ آپؐ کی نبوت کا زیادہ سے زیادہ دورانیہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ا دن بنتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ مصلح موعود کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

آپؓ نے جنوری ۱۹۴۴ء کے پہلے ہفتہ یعنی بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو خواب دیکھی۔ اور یہ ۵-۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی تاریخ بنتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بتایا کہ تو ہی وہ مصلح موعود ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا۔

آپؓ کا وصال اتوار اور پیر کی درمیانی رات یعنی ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو ہوا۔

اس طرح آپ کا دور بطور مصلح موعود ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ۲ دن بنتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا زیادہ سے زیادہ نبوت کا دورانیہ ۲۱ سال ۱۰ ماہ اور ا دن بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا اور جیسا کہ اس مبارک خواب میں بھی آپؓ کو بتا دیا گیا تھا کہ مستقبل میں آپ کے دعویٰ مصلح موعود پر حملہ کیا جائے گا۔ آپ پر قطع وتین کا الزام لگایا جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قطع وتین کے الزام سے بھی آپ کو بچا لیا۔

اور یہی سچے مامورین کی نشانی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر الزام سے باعزت بری فرماتا ہے۔ اور دشمن کو نامراد کرتا ہے۔

محترم جنبہ صاحب کے چیلنج اور ان کے جواب

کبھی کسی صادق کی شہ رگ قطع نہیں ہوئی

آپ اپنے مضمون نمبر ۵۸ بنام ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب کے صفحہ نمبر ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ٥لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ٥ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ٥فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍعَنْهُ حٰجِزِيْنَ٥"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ الٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔" (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جناب ظفر اللہ صاحب! واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذ ئیتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مفر نہیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے

جواب:۔

اگر تو بات صرف صادق کی ہے۔ تو حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے ظالموں نے نیزے پر لٹکایا اور اسی حالت میں یزید کے سامنے پیش کیا۔

لیکن آپ بات مدعی الہام کی کر رہے ہیں۔ یعنی ایسا شخص جس نے دعویٰ ماموریت کیا ہو۔ اس کی مثال بھی پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۶۲)

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؑ	اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (ہاں) یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے۔

قرآن پاک میں نبیوں کے قتل کئے جانے کا کئی جگہ ذکر ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں بائیبل سے یوں ملتا ہے۔

[6] ہیرودیس کی سالگرہ کے جشن میں ہیرودیاس کی بیٹی نے مہمانوں کے سامنے ناچ کر ہیرودیس کو بہت خوش کیا [7] اور ہیرودیس نے قسم کھا کر اُس سے وعدہ کیا کہ تُو جو چاہے مانگ لے، میں تجھے دُوں گا۔ [8] لڑکی نے اپنی ماں کے سکھانے پر کہا کہ مجھے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر تھال میں یہاں منگوا دے۔ [9] یہ سُن کر ہیرودیس کو سخت افسوس ہُوا لیکن اپنی قسم کی خاطر اور مہمانوں کی موجودگی کے باعث اُس نے حکم دیا کہ لڑکی کو یوحنا کا سر دے دیا جائے۔ [10] چنانچہ اُس نے آدمی بھیج کر یوحنا کا سر قلم کروایا [11] اور اُسے تھال میں رکھوا کر لڑکی کو دے دیا۔ وہ اُسے اپنی ماں کے پاس لے گئی۔ [12] تب یوحنا کے شاگرد آئے اور اُس کی لاش اُٹھا کر لے گئے اور اُسے دفن کر دیا اور جا کر یسُوع کو خبر دی۔

(متی کی انجیل، باب ۱۴، آیت ۶ تا ۱۲)

سر قلم کرنے سے شہ رگ لازماً کٹ جاتی ہے۔ اس حوالہ کو کسی طور بھی ٹھکرایا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ قرآن پاک نے اس کی تصدیق کی ہے۔ نیز مندرجہ بالا حوالہ کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دی ہے۔

نومبر ۱۹۰۲ء۔ فرمایا۔ جس طرح کہ حضرت عیسے علیہ السلام سے پہلے یُوحنا نبی خُدا تعالیٰ کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہُوئے تھے۔ اسی طرح ہم سے پہلے اِسی ملک پنجاب میں سیّد احمدؒ صاحب توحید کا وعظ کرتے ہُوئے سکھوں کے زمانہ میں شہید ہو گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت تھی۔ جو خدا تعالیٰ نے پُوری کر دی ۔

(ذکر حبیب، صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

مندرجہ بالا حوالوں سے امید ہے تشفی ہو گئی ہو گی۔ کہ مذاہب کی دنیا میں دعویٰ ماموریت کرنے والوں کو پہلے بھی شہید کیا جاتا رہا ہے اور ان کی شہ رگ کاٹی جاتی رہی ہے۔ اور ایسا ہونا ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک نے ان انبیاء کو سچا قرار دیا ہے۔

کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دس سال مفلوج رہے؟

جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد خدائی وعدہ کے مطابق کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعی کی شہ رگ کاٹ دیتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں آپؓ کی شہ رگ متاثر ہوئی اور اسی حملہ کے نتیجہ میں آپؓ دس سال تک مفلوج رہے اور وفات پائی۔

ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔ بعدازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر اِیڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(ا) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (الفضل ۱۲۔اپریل ۱۹۵۵)

(اا) ''۲۶۔فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔ دماغ کا عمل معطل ہوگیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (الفضل ۲۶۔اپریل ۱۹۵۵)

(ااا) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (۲۶۔اپریل ۱۹۵۵ء)

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۳۲،۳۳)

خاکسار تاریخی حقائق کے ذریعے جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کی حقیقت بیان کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ بعد نمازِ عصر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ آپؓ کی گردن کی دائیں طرف شہ رگ کے قریب چاقو کا شدید وار کیا گیا۔ زخم کافی گہرا تھا۔ حضورؓ خود چل کر قصر خلافت تشریف لائے۔

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء کو اپنے دستِ مبارک سے آپؓ نے انگریزی میں ایک پیغام تحریر فرمایا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حملہ کے آپؓ پر کسی قسم کے بد اثرات نہیں تھے۔

آپؓ کا یہ پیغام اخبار 'المصلح کراچی' میں ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ پیغام درج ذیل ہے۔

'Almuslih Karachi'

"Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these peoples' eyes and make them understand their duty towards Islam and Holy Prophet. My brethren pray to God that if my hour has come Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God through His bounty may give you a leader better suited to the job than I was. I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice every one near and dear to me to the cause of Islam and Ahmadiyyt. I expect from you and your coming generations also to be so for all times God be with you.

Wassalam
Mirza Mahmud Ahmad

Almuslih Karachi

Brethren you have heard
about the attack made
upon me by an ignorant
enemy stop May God open these
peoples eyes & make them
understand their duty towards
Islam & holy prophet stop
My Bbrethren pray to God
that if my hour has come

Allah may give my soul peace
& bestow His blessings
stop also pray that
God through His bounty
may give you a leader better
suited to the job than I
was stop I have loved
you always better than
my wives & children & was
always ready to sacrifice
every one near & dear to me to the cause
of Islam & Ahmadiyyat
stop I expect from you
& your coming generations
also to be so for all times
God be with you
Wassalam
Mirza Mahmud
Ahmad

1034 . . . . .

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۳۴)

آپؓ نے اس سال منعقد ہونے والی مجلس مشاورت میں شرکت کی۔ یہ مشاورت اپریل ۱۹۵۴ میں ہوئی۔

طبیعت بہتر ہونے پر آپؓ نے ۲۱ مئی ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں نماز جمعہ کا خطبہ دیا اور بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۸۰ اور ۲۷۴)

مورخہ ۶ جون ۱۹۵۴ء کو ٹرین 'چناب ایکسپرس' کے ذریعہ سندھ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس دورہ میں کراچی کے علاوہ ناصر آباد، محمد آباد اور محمود آباد بھی تشریف لے گئے۔ یکم ستمبر ۱۹۵۴ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۲۹۵ تا ۲۹۸)

اس کے بعد آپؓ نے لاہور کا دورہ کیا۔ سیلاب زدہ علاقہ اور وہاں خدام الاحمدیہ کی خدمات کا جائزہ لیا۔ نومبر ۱۹۵۴ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔ ایسے ہی جلسہ سالانہ میں بھی آپؓ نے شرکت فرمائی اور تقاریر فرمائیں۔

۶ دسمبر ۱۹۵۴ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کا افتتاح فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ کالج اسٹاف سے مصافحہ فرما رہے ہیں

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۲۰)

مندرجہ بالا باتیں درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جنبہ صاحب کے اس الزام کہ قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں آپؓ خدانخواشتہ مفلوج ہو گئے تھے کا رد ہو سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر بیماری کا حملہ

حضرت مصلح موعودؓ کی تشویشناک علالت

۲۶ ، فروری ۱۹۵۵ء کا آفتاب غروب ہوتے ہی غم واندوہ اور کرب والم کی ایک تاریک رات پوری دُنیائے احمدیت پر چھا گئی ۔ احمدی بے چین دل اور مضطرب رُوح کے ساتھ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور اپنے محبوب اور مقدس آقا کی شفایابی کے لئے دُعائیں کرتے ہوئے آنکھ کے پانی سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود قصرِ خلافت میں نماز مغرب کے بعد لیٹے ہوئے تھے۔ پونے سات بجے کا وقت تھا۔ حضور کی حرم حضرت سیدہ اُمّ متین، حضور کے ساتھ تھیں۔ آپ نے اٹھنا چاہا کہ فوراً گر پڑے اور بے ہوشی طاری ہو گئی حضرت سیدہ نے بڑی مشکل سے حضور کو سہارا دے کر چارپائی پر لٹایا۔ اس وقت حضور کے جسم مبارک کا بایاں حصّہ بے حسّی کی حالت میں تھا۔ آواز لڑکھڑا رہی تھی اور کرب کی حالت تھی حضور کا بلڈ پریشر جو عام طور پر ایک سو بیس[۱۲۰] کے قریب رہتا تھا۔ ایک سو ستّر[۱۷۰] تک پہنچ چکا تھا۔ حضور بول سکتے تھے۔ مگر آواز صاف نہیں تھی۔ نو بجے شب کے قریب حضور کی حالت میں کسی قدر افاقہ ہوا اور حسّ بتدریج واپس آنے لگی۔ اور گیارہ بجے کے قریب بیماری کے بہت سے اثرات زائل ہو گئے۔ بلڈ پریشر کم ہونے لگا اور زبان پر بھی بیماری کا بہت خفیف سا اثر رہ گیا۔ اور حضور اپنی بائیں ٹانگ اور بازو کو حرکت دینے لگے[۱]

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۵۵)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ۸ مارچ ۱۹۵۵ء کے الفضل میں حضورؓ کی صحت کے حوالہ سے یہ اعلان شائع کروایا۔

"خدا کے فضل سے حضرت صاحب کی حالت میں مزید افاقہ کی صورت پیدا ہوئی ہے اور بائیں بازو کے اثر میں تخفیف پیدا ہونے کے علاوہ اعصابی حالت میں بھی افاقہ محسوس ہو رہا ہے چنانچہ کل صبح ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب نے لاہور سے آکر حضرت صاحب کا معائنہ کرنے کے بعد رفتارِ صحت کے متعلق تسلی کا اظہار کیا۔ اور اتنے دنوں کے بعد حضور کو بستر سے سہارے کے ساتھ اٹھا کر آرام کرسی پر بٹھایا گیا۔ اور اس کے بعد تین چار قدم سہارے سے چلایا بھی گیا جس کی وجہ سے حضور کی طبیعت میں مزید بشاشت پیدا ہوئی۔ یہ سب ہمارے آسمانی آقا کے فضل و کرم اور دوستوں کی دردمندانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے وَاِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔"

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۵۷)

بغرض علاج ۲۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو آپؓ نے یورپ جانے کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ جنبہ صاحب نے اپنی تحریر میں جن حوالوں کا ذکر کیا ہے وہ کراچی میں رہائش کے دوران حضورؓ نے اپنے پیغامات بجھوائے تھے۔ کراچی سے ۲۹ اور ۳۰ اپریل ۱۹۵۵ء کو دمشق کے لئے ہوائی سفر کیا۔ مختلف ممالک کے دوروں کے بعد شروع ستمبر میں واپس ربوہ تشریف لے آئے۔

شوریٰ ۱۹۵۷ء کے موقع پر آپؓ کی زیر صدارت اجلاس میں خلافت کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ایسے ہی جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء میں آپؓ کی شمولیت اور تقاریر اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ بالکل ٹھیک تھے اور تمام تر جماعتی کاموں میں خود شامل ہو رہے تھے اور ان کی نگرانی فرما رہے تھے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء۔ حضرت مصلح موعود سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

آپؓ نے دسمبر ۱۹۵۷ء میں وقف جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا۔

کتاب مشعل راہ جلد اول، جو خدام الاحمدیہ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطاب جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۰ء موجود ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک آپؓ خود جماعتی پروگراموں میں شرکت فرماتے تھے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر ۷۱ سال ہو چکی تھی۔

محترم جنبہ صاحب کی عمر اس وقت ۶۰ سال ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ انہیں کیا کیا تکالیف ہیں۔ وہ اپنی تقاریر میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دیکھنے والے دیکھتے بھی ہیں اور مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ مگر میں ایسی کوئی بات نہیں لکھنا چاہتا۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کی بابت کچھ کہنے سے قبل ہمیں اپنی طرف دیکھنا چاہیئے اور خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ وہ اپنے پیاروں کی بہت غیرت رکھتا ہے۔

تاریخ احمدیت جلد نمبر ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۶۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بعض جماعتی تقاریب میں خود شامل نہیں ہوئے۔ جیسے ۳ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جامعہ احمدیہ کی بلڈنگ کا افتتاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء میں آپؓ کی املاء کردہ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے پڑھ کر سنائیں۔ لیکن جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ ربوہ پر بجھوائے گئے آپ کے پیغامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جسمانی کمزوری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؓ کا جماعتی امور میں پوری طرح دخل تھا۔ تمام امور پر آپؓ کی گہری نظر تھی۔

تاریخ احمدیت کی اسی جلد میں حضورؓ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء کے پیغام موجود ہیں۔ ان پیغامات میں آپؓ نے اپنی بیماری کے باعث جلسہ میں شامل نہ ہو سکنے کا ذکر کیا ہے۔ بیماری کے باوجود یہ پیغامات آپؓ کے عزم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات اور تصاویر جنبہ صاحب کے لگائے گئے الزام کا رد ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس کے نتیجہ میں نعوذ باللہ آپؓ کی قطع وتین ہو گئی تھی۔ اور اس کے باعث آپ مفلوج ہو گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے زندگی کے آخری دس سال انتہائی تکلیف میں مبتلا رہے۔ جس شخص میں تھوڑا سا بھی خدا کا خوف ہو یا جس کا خدا سے تھوڑا سا بھی تعلق ہو وہ کوئی بھی بات کرتے ہوئے خدا کا خوف محسوس کرتا ہے۔ کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگاتا۔

جنبہ صاحب کے ایک اور چیلنج کا جواب

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۹۴ 'جماعت احمدیہ قادیان عالمگیر کے لئے ایک کھلا چیلنج۔۔۔۔بغرض اتمام حجت' میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں۔

جہاں تک خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا تعلق ہے تو آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنیوالے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی موکدٌ بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔'' (تقریر فرمودہ ۲۸ ردسمبر ۱۹۴۴ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ''الموعود''۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۶۴۵)

جناب خالد واسطی صاحب۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد جہاں تک آسمانی نشانات کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں خاکسار تفصیلات کو چھوڑتے ہوئے اجمالاً یہاں صرف دو آسمانی نشانوں کا ذکر کرتا ہے۔

(۱) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے ٹھیک دس (۱۰) سال بعد اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی جو سزا (سورۃ الحاقہ۔۴۵ تا ۴۸) مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ اِسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد محافظوں کے ہوتے ہوئے جناب خلیفہ ثانی صاحب کی شہ رگ قطع کر دی تھی۔۔۔فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

(۲) خلیفہ ثانی صاحب کے بقول آپ کو اپنے خوش کن انجام کے سلسلہ میں ۱۹۴۲ء میں ایک الہام اس طرح ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا:۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٍ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔'' (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱)

عزیزمن۔اولاً۔آپ کاتفسیر کبیر لکھنے کا کام کلیتہً نامکمل رہا جو کہ آپکے کاموں کے پورا نہ ہونے پر ایک بیّن دلیل ہے۔ثانیاً۔خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے اُن پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُنکی شہ رگ قطع ہوئی۔بعدازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔اور یہ بیانات اور تأثرات میرے نہیں ہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔آپ فرماتے ہیں۔

(ا)''مجھ پر فالج کا حملہ ہوااوراب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دوقدم بھی چل نہیں سکتا۔''(الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۵۵)

(اا)''۲۶رفروری کومغرب کےقریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوااورتھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔دماغ کا عمل معطل ہوگیااوردماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔''(الفضل ۲۶/اپریل ۱۹۵۵)

(ااا)میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔اورایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔''(۲۶/اپریل ۱۹۵۵ء)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی کے اپنے اِلہام کے مطابق کیا آپکے کام پورے ہوئے اور کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ (جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے) نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کر کے کیا آپکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کردی تھی؟اوراس طرح جب خلیفہ ثانی کا اپنے انجام کے متعلق آپکا اپنا اِلہام نفسانی ثابت ہوگیاتو پھر آپکی خواب اوراس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے؟؟ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۲،۳)

الجواب:

مندرجہ بالا تحریر میں جنبہ صاحب نے جو باتیں کیں ہیں ان کا ایک ایک کرکے جواب حاضر ہے۔

نمبرا: شہہ رگ کے قطع ہونے کے حوالے سے میں گزشتہ مضامین میں بڑی وضاحت کر چکا ہوں۔ جنبہ صاحب کے اپنے حوالوں کی روشنی میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کسی طریقہ سے بھی قطع وتین کے زمرے میں نہیں آتے۔ آپؓ سے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں الہامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد آپ ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ پھر دعویٰ مصلح موعود کے بعد بھی آپؓ نے اتنی عمر پائی جتنی عمر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے دعویٰ نبوت کے بعد پائی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس عمر کو ہی ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپؓ نے ۱۹۴۴ء میں مباہلہ کا چیلنج کیا اور آپؓ کی تمام زندگی میں کوئی آپؓ کے مقابل پر نہ آیا۔ اب بھی اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچے نہیں تھے تو ان کے چیلنج کو قبول کریں اور دعائے مباہلہ پر عمل کرتے ہوئے تحریری طور پر شائع فرمائیں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے تھے۔ اور اگر میں اپنی اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے مقام عبرت بنادے۔ اس طرح لوگوں کی رہنمائی ہو جائے گی اور خدا فیصلہ کر دے گا۔

اب جب کہ جنبہ صاحب خود مصلح موعود، موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم اور نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور اس بات کو تحریر کر چکے ہیں کہ قطع وتین کی شرط جھوٹے دعویدار پر لاگو نہیں ہوتی بلکہ جھوٹے دعویٰ الہام پر لاگو ہوتی ہے۔

الجواب۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ o"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں جو شہ رگ کاٹنے کی وعید سنائی ہے وہ کسی جھوٹے دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ یہ وعید جھوٹے الہامی دعویٰ کیلئے ہے۔ اور ہماری جماعت اس آیت قرآنی کے حوالہ سے آج تک مخالفوں کو یہی سمجھاتی آرہی ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم من اللہ کی شہ رگ کاٹنے کی وعید دی ہے اور مخالفین آج تک اس آیت کریمہ کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر چسپاں کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ قادیانیوں کی بدبختی کی انتہا دیکھئے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے آرہے تھے آج وہی جھوٹی تشریح میرے مقابلہ پر آپ (قادیانی مولوی) کر رہے ہیں۔ خاکسار بطور ثبوت نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر "یادگیر" میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جو ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا پیش کرتا ہے۔ احمدی مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔" (مناظرہ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے ان آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جھوٹے تھے۔ اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

"آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے جس کی طرف لفظ "تقول" اشارہ کر رہا ہے۔ دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحب قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔" (ایضاً۔ صفحہ ۹۸)

(آرٹیکل نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۶، ۷)

جب لوگ جنبہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کون سے الہامات ہیں جن کی بنیاد پر آپ یہ دعوے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقرر فرمایا ہے تو آگے سے بڑے دلچسپ حیلوں اور بہانوں سے بات کو ٹال جاتے ہیں۔ تا کہ کسی طرح قطع وتین کی سزا سے بچ سکوں۔ جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝۳۱

اور وہ مکر میں مصروف تھے اور اللہ بھی ان کے مکر کا توڑ کر رہا تھا۔ اور اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(سورۃ الانفال۸ : ۳۱)

آپ کی اور آپ کے مریدوں کی یاد دہانی کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے گو اپنے الہامات لوگوں کو نہیں بتائے مگر آپ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا ایک حلفیہ بیان دیا ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

اپنے آقا حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عاجز بھی کہتا ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعودز کی غلام ہے جس کی تو نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ہوشیار پور میں چلہ کشی کے دوران اُسے بشارت ہوئی تھی اور پھر آپؑ نے اس بشارت کو ۲۰رفروری ۱۸۸۶ کے اشتہار میں شائع کیا تھا۔ بعدازاں آپؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں اسی موعودز کی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی تیرے پیارے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بشارت دی تھی۔

اے میرے خدا! اگر تو نے اس عاجز کو موعودز کی غلام نہیں بنایا ہے اور یہ جو میں اپنے موعودز کی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم بنائے جانے کا تیری طرف منسوب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں جھوٹے طور پر شہرت اور عزت پانے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دیتا پھر رہا ہوں۔ اے میرے خدا! اگر یہ سب اس عاجز کا بنایا ہوا جھوٹ ہے تو پھر مجھ جھوٹے انسان کو موت دیدے تا کہ دنیا میرے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اور اے میرے خدا! اگر میں تیری نظر میں صادق ہوں۔ میں جو لوگوں سے کہتا ہوں کہ ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق میں وہی موعودز کی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ یہ سب تیری طرف سے سچ ہے تو پھر اپنے مہدی ومسیح موعود اور اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس عاجز کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نواز تا کہ تیرے برگزیدہ مہدی ومسیح موعود کی جماعت نہ صرف گمراہی کی دلدل سے باہر نکل آئے بلکہ تیرے پیارے دین اسلام کو غلبہ بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

آپ کا مخلص

عبدالغفار جنبہ/ کیل۔ جرمنی

موعودز کی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۳۰ رستمبر ۲۰۱۲ء

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۳۱، ۳۳)

آپ کا یہ حلفیہ بیان ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء کا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وقت ثابت کرے گا کہ قطع وتین کے زمرے میں کون آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے مگر اس کی پکڑ بہت شدید ہوتی ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی اس کے بندوں کا مذاق اڑایا وہ خود مذاق اور مقام عبرت بن گئے۔ قرآن پاک ان واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ مگر ان کے لئے جو اس سے نصیحت حاصل کریں۔

نمبر ۲: جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چند حوالے درج کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپؓ اپنی زندگی کے آخری دس سال مکمل مفلوج رہے۔ یہ بیانات اس وقت کے ہیں جب آپؓ شدید بیمار تھے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مکمل شفا عطا فرمائی۔ میں نے گزشتہ مضمون ''کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دس سال مفلوج رہے'' میں جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کو ثبوتوں کے ساتھ رد کیا ہے۔ جنبہ صاحب وہ انتخاب کمیٹی جس پر آپ نے کئی مضمون لکھ دیئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس بیماری کے بعد ۱۹۵۷ء کی مجلس مشاورت میں تشکیل دی گئی اور اس مشاورت میں آپؓ نے شرکت فرمائی تھی۔ میں جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔ لعنت اللہ علی الکذبین

نمبر ۳: یہاں جنبہ صاحب ایک اور اعتراض کر رہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکمل قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی۔ ایسے ہی ایک اور جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کے لئے آپؓ نے مربیان کی معاونت حاصل کی۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ ''چھج تے بولے پر چھاننی کیوں بولے''۔ جنبہ صاحب آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کیونکہ آپ کو تو قرآن پاک پڑھنا تک نہیں آتا۔ اور آپ بڑے فخر سے بارہا اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ یہ بات وہ کہتا اچھا لگتا ہے جس نے خود کوئی تفسیر لکھی ہو اور پھر کہے کہ دیکھو میں نے خود ایک مکمل تفسیر کسی کی مدد کے بغیر لکھی ہے اور فلاں نے نامکمل تفسیر لکھی ہے اور وہ بھی دوسروں کی معاونت کے ساتھ۔ آپ پہلے قرآن پاک پڑھنا سیکھیں۔

یہ اعتراض نیا نہیں ہے۔ لاہوری جماعت کی طرف سے بھی مولوی محمد علی صاحب وغیرہ نے ایسے ہی اعتراضات کئے ہوئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انہیں چیلنج کیا تھا کہ میرے مقابلے پر آکر آپ بھی تفسیر لکھ لیں اور میں بھی لکھ لیتا ہوں۔ اس طرح پتہ چل جائے گا کہ کس کی تفسیر بہتر ہے۔ مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا تھا۔ (اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں موجود ہے) اگر آپ

اپنے دعوے میں سچے ہیں تو بغیر کسی کی معاونت کے پورے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دیں۔ مصلح موعود کا تو کام ہی قرآن کی خدمت کرنا ہے۔ اعتراض کرنا بڑا آسان ہے۔ کام کر کے دکھائیں۔

نمبر ۴: پھر جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک الہام کو درج کر کے کہہ رہے ہیں کہ الہام یہ تھا کہ تم اپنے کام مکمل کر کے وفات پاؤ گے۔ مگر کیا آپؓ نے اپنے کام مکمل کر لئے؟

(۲) خلیفہ ثانی صاحب کے بقول آپ کو اپنے خوش کن انجام کے سلسلہ میں ۱۹۴۲ء میں ایک الہام اس طرح ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔
''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا: مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٍ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔'' (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؓ نے اپنے کاموں کو مکمل فرمایا۔ جو پیشگوئیاں آپؓ سے متعلقہ تھیں آپؓ نے انہیں پورا فرمایا۔ اور ایک ایسا نظام قائم فرمایا جو اتنا وقت گزر جانے کے باوجود ایک مکمل اور کسی بھی نقص سے پاک بڑی کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ دشمن نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا ہے مگر اس نظام کو کمزور نہیں کر سکا۔ کتنے ہی اسے کمزور کرنے کی حسرت لئے دنیا سے چلے گئے اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد بڑی حسرت اور ناکامی سے مقام عبرت بن جائیں گے۔

اپنے اسی مضمون میں آگے چل جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

ہونے کا مقدمہ اسی طرح لڑنا ہوگا۔ واضح رہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ نے ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں اپنے مسیح موعود ہونے کا مقدمہ کس طرح لڑا تھا اور اس ضمن میں آپؑ کی سنت کیا تھی؟ اِسی ضمن میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اپنے ایک اِشتہار بعنوان ''ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانانِ اِنصاف شِعار و حضرات علمائے نامدار'' میں اِرشاد فرماتے ہیں:۔
''تیسری شرط یہ کہ بحث وفات حیات مسیح میں ہو۔ اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔ مگر صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اَصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح ابن مریم کی حیات طریقہ

مذکورۂ بالا سے جو واقعات صحیحہ کے معلوم کرنے کیلئے خیر الطرق ہے، ثابت ہوجائے تو میں اپنے اِلہام سے دستبردار ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہوکر کوئی اِلہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے۔ بلکہ میں حلفاً اِقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث میں وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور ان تمام نشانوں کی پروا نہیں کروں گا جو میرے اِس دعوے کے مصدق ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶)

حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا ارشاد نقل کرنے کے بعد جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔

کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ خاکسار اپنے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں حلفاً یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر آپ یا علمائے جماعت احمدیہ قادیان، قرآن مجید اور حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہامات کی روشنی میں جناب خلیفہ ثانی صاحب کو اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام مسیح الزماں) کے دائرہ بشارت (دعویٰ مصلح موعود کے سچا ہونے کی دلیل کو فی الحال چھوڑتا ہوں) میں آنا ثابت کردیں گے تو یہ عاجز حضورعلیہ السلام کی طرح اپنے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے دعویٰ [جس کا میں ایک قطعی، علمی اور اِلہامی ثبوت رکھتا ہوں] سے دستبردار ہوجائے گا۔۔۔ ؎ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۴، ۵)

الجواب:

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۱ء میں ایک الہام کے نتیجہ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں۔

اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلادے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعداللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

اس الہام کے نتیجہ میں آپؑ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر تم عیسیٰ ابن مریم کو زندہ ثابت کر دو تو میں اپنے الہام سے دستبردار ہو جاؤں گا۔

جنبہ صاحب آپ فرما رہے ہیں کہ اپنے آقا کی پیروی کرتے ہوئے اگر کوئی ثابت کر دے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے دعویٰ میں سچے تھے تو میں اپنے دعویٰ سے دستبردر ہو جاؤں گا۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ چھوڑے گا تو وہ جس کے پلے کوئی شے ہو گی۔ پہلے وہ الہام تو پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹا ہے اور پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق میں نے تمہیں مصلح موعود مقرر فرمایا ہے۔

پھر اسی مضمون میں جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک ایک اور الہام درج کر کے فرماتے ہیں۔

(2) جناب خلیفہ ثانی صاحب بمقام لاہور ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی وغیر احمدی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔
''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقینا جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

اس چیلنج کے ذریعہ میدان میں بلا رہا ہوں کہ آپ اور قادیانی جماعت جناب خلیفہ ثانی صاحب کے ۱۲/مارچ ۱۹۴۴ء کے بیان کی لاج رکھتے ہوئے اور اسے سچا ثابت کرنے کیلئے میرے مدمقابل میدان میں آ کر خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کر کے دنیا کو بتائیں کہ وہ مفتری نہیں تھے۔ اگر آپ نے آئیں بائیں شائیں کی اور خاکسار کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا تو پھر دنیا جان لے گی کہ خاکسار اور جناب خلیفہ ثانی کے درمیان مفتری کون تھا؟؟ ہم دونوں میں سے جو مفتری ثابت ہوجاتا ہے۔ یقیناً وہی حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کا مخالف اور آپکے مشن کی جڑیں کاٹنے والا بھی ہوگا۔ ؎ مؤمن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۵،۶)

الجواب:

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کوئی انسان کسی کو سچا یا جھوٹا ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ خدا کا کام ہے۔ جہاں تک دلائل کے ذریعے ثابت کرنے کا تعلق ہے۔ تو خاکسار نے آپ کی طرف سے اٹھائے گئے ہر اعتراض کا جواب ثبوتوں کے ساتھ دیا ہے۔ اور آپ کو چیلنج کیا ہے کہ آپ اپنی تمام تحریریں اور میری یہ کتاب کسی بھی غیر متعصب منصف کے سامنے رکھ دیں اور فیصلہ کروالیں۔ دوسرا میں نے چیلنج کیا ہے کہ اگر آپ کو اپنی صداقت پر یقین ہے تو میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کون سچا ہے۔ اگر آپ واقعی خدا کی طرف سے ہیں اور سچے ہیں تو آپ کو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے۔ وقت ثابت کر دے گا کہ آپ میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈالتے ہیں یا نہیں۔ اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

اس کے بعد جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(3) خاکسار نے اپنے دعویٰ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ قادیان کے رویے کو "زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" کیساتھ تشبیہ دی ہے۔ لیکن آپ اس حقیقت کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ اُلٹا آپ خاکسار کو اس محاورے کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ اب خاکسار کے اس کھلے چیلنج کے بعد قارئین کرام خود بخود فیصلہ کر لیں گے کہ ہم دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت کا طرز عمل مذکورہ بالا محاورہ کے مطابق ہے؟؟
جناب خالد واسطی صاحب۔ خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثُمَّ سَکَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر علمی گفتگو (علمی مجادلہ) کیلئے آپ کو، جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ جناب مرزا مسرور احمد صاحب اور آپکے علماء کو ایک کھلا چیلنج دیتا ہے۔ ہماری یہ علمی بحث (debate) اِن قواعد وضوابط کے مطابق ہوگی۔
(۱) یہ علمی بحث ومباحثہ بند کمرے (indoor) میں نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک کھلا (open) بحث ومباحثہ ہوگا اور عام لوگوں (احمدیوں اور غیر احمدیوں) کو اس علمی بحث ومباحثہ کے سننے کا حق ہوگا۔ (۲) اس علمی بحث ومباحثہ کو براہِ راست ایم ٹی اے پر دکھایا جائے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۹۴، صفحہ نمبر ۶)

الجواب:

جنبہ صاحب آپ کے چیلنج کے جواب میں میرا آپ کو یہ چیلنج ہے۔ آپ تو سچے ہیں۔ آپ کو کیا خوف ہے۔

جنبہ صاحب آپ کی طرف سے اٹھائے گئے مندرجہ بالا چار سوالوں کے علاوہ بھی آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب اس کتاب میں موجود ہیں۔ میری اس کتاب اور اپنی تمام تحریروں کو کسی غیر متعصب منصف کے سامنے رکھ کر فیصلہ کروالیں۔ اور میری اس کتاب کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں۔ لوگ فیصلہ کر لیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد آپ کی یاد دہانی کے لئے پیش خدمت ہے۔

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھا دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کر دیگا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔۔۔۔ سواے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔'' (تذکرہ صفحہ ۵۱۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۲﴾

اور کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۲)

امتِ مسلمہ میں سلسلہ

مجددین

امت مسلمہ میں سلسلہ مجددین

رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہ پیش خبری دی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر صدی میں مجددین مبعوث فرمائے گا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر بطور مجدد، امام مہدی اور مسیح موعود مبعوث فرمایا۔

جب پندرہویں صدی کا آغاز ہونے لگا تو جماعت احمدیہ میں اسی حدیث کو پیش کر کے یہ آواز بلند ہونی شروع ہوئی کہ نئی صدی کے آغاز پر نئے مجدد کے نزول کا وقت ہو چکا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ پھر دعوے دار بھی پیدا ہونے شروع ہوئے۔ خلفاء وقت نے اس بارہ میں جماعت کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً ارشادات فرمائے۔

ان ارشادات کے حوالے پیش کر کے ممبران جماعت کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی:

۱۔ حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہر صدی میں صرف ایک مجدد کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ جبکہ خلفاء اس کے غلط معنی کر کے جماعت کو یہ بتا رہے ہیں کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد بھی آسکتے ہیں۔

۲۔ ایسے ہی یہ بات بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ مجددین کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ لازماً دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کی بیعت کرنا لازم ہوتا ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خلفاء کہہ رہے ہیں کہ ایسی کوئی حدیث ہی نہیں ہے۔ یا وہ مجدد کے آنے کا انکار کر رہے ہیں۔ یا خلیفہ وقت ہی مجدد ہو گا۔

ان سوالات کی حقیقت اور ان کے جواب پیشِ خدمت ہیں۔

امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف

رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے۔

جلد : جلد سوم حدیث 886

راوی : سلیمان بن داؤد المهری، ابن وهب، سعید بن ابی ایوب، شرجیل بن یزید، ابی علقمه حضرت ابوهریره رضی الله تعالی عنه

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شَرَاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ

سلیمان بن داؤد المھری، ابن وھب، سعید بن ابی ایوب، شرجیل بن یزید، ابی علقمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی ہر سو سال کے پورا ہونے پر اس امت کی (رہنمائی) کے لیے ایک آدمی بھیجتے ہیں جو اس امت کے لیے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالرحمن نے ابن شریح الاسکندرانی کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور اس میں شراحیل بن یزید المعافری سے آگے سند نہیں بیان کی ہے۔

راوی : سلیمان بن داؤد المھری، ابن وھب، سعید بن ابی ایوب، شرجیل بن یزید، ابی علقمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

(ابوداؤد، جلد سوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون...............فھذہ اشارۃ الی بعث مجدد فی زمان مفسد کما یعلمہ العاقلون

یقیناً ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔۔۔اس قرآنی آیت کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ فساد کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرے گا جیسا کہ عقل مند جانتے ہیں۔

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 362، سن تالیف 1894)

مندرجہ بالا حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر صدی میں مجددین مبعوث فرمائے۔ ذیل میں مجددین کی لسٹ درج کر رہا ہوں۔ یہ لسٹ نواب صدیق حسن صاحب کی کتاب حجج الکرامہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور اسی لسٹ کو احمدیہ پاکٹ بک میں درج کیا گیا ہے۔

(۱) پہلی صدی:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (حجج الکرامہ ص۱۳۵)
(۲) دوسری صدی:۔ حضرت امام شافعیؒ (احمد بن حنبل) (" " ")
(۳) تیسری صدی:۔ حضرت ابو شرحؒ و ابوالحسن اشعریؒ (" " ص۱۳۶)
(۴) چوتھی صدی:۔ حضرت ابو عبیداللہ نیشاپوری و قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہم (حجج الکرامہ ص۱۳۶)
(۵) پانچویں صدی:۔ حضرت امام غزالیؒ (" " ")
(۶) چھٹی صدی:۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۷) ساتویں صدی:۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (حجج الکرامہ ص۱۳۶)
(۸) آٹھویں صدی:۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت صالح بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (حجج الکرامہ ص۱۳۷)
(۹) نویں صدی:۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (" " ص۱۳۸)
(۱۰) دسویں صدی:۔ حضرت امام محمد طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۱) گیارہویں صدی:۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۱۲) بارہویں صدی:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (حجج الکرامہ ص۱۳۹)
(۱۳) تیرہویں صدی:۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (" " ")

(احمدیہ پاکٹ بک، صفحہ نمبر ۳۶۹، ۳۷۰)

اس لسٹ کے مطابق بعض صدیوں میں ایک سے زائد مجددین بھی ہوئے ہیں۔ جیسے چوتھی، ساتویں اور آٹھویں صدی میں دو دو مجددین کے نام درج ہیں۔

بعد ازاں ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ کے الفضل میں بھی مجددین کی ایک لسٹ شائع کی گئی۔ اس میں مندرجہ بالا لسٹ سے ہٹ کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو پہلی صدی ہجری کی بجائے دوسری صدی ہجری کا مجدد لکھا گیا ہے۔ نیز ہر صدی میں صرف ایک مجدد کا نام نوٹ کیا گیا ہے۔ دسویں صدی کے حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ کا نام اس لسٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ روزنامہ الفضل (ربوہ) میں درج لسٹ درج ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

صدی	نام ونسب	زمانہ سن ہجری	علاقہ	تصانیف	مقام واہم خدمات
دوسری	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کی والدہ ام عاصم حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں۔	61 تا 101ھ زمانہ حکومت 99 تا 101ھ	حمص (شام) حکومت دمشق	تدوین حدیث کے لئے خصوصی کوشش کی اور ذخیرہ روایات قلمبند کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کارروائی کی۔ اور اس مقصد کے لئے علماء کے وظائف مقرر کئے۔	واحد مجدد جو اسلامی حکومت کے سربراہ بھی تھے۔ بعض کے نزدیک خلیفہ راشد بھی ہیں۔ بدرسومات کو ختم کیا۔ ہندوستان کے سات راجاؤں کو اسلام کی دعوت دی۔
تیسری	حضرت امام شافعیؒ ابوعبداللہ محمد بن ادریس	150 تا 204ھ	پیدائش: غزہ (فلسطین) وفات: فسطاط (مصر)	71 کتب ہیں۔ کتاب الام۔ احکام القرآن۔ اختلاف السنن۔ کتاب المبسوط۔ صفۃ الامر والنہی۔ سیر الاوزاعی۔ ابطال الاستحسان	فقہ اسلامی کے مشہور امام۔ امام احمد بن حنبل آپ کو حدیث مجددین کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ خواب میں رسول اللہ نے احیائے دین کی خدمت کی بشارت دی۔ علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔
چوتھی	حضرت ابوالحسن اشعریؒ علی بن اسماعیل آپ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی نسل سے ہیں	202 تا 324ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	100 کے قریب کتب۔ مقالات الاسلامیین۔ الفصول۔ کتاب الاجتہاد	امام المتکلمین اور ناصر سنت لقب ہے۔ معتزلہ کے خلاف قلمی سرگرمیاں
پانچویں	حضرت ابوبکر باقلانیؒ محمد بن طیب بن جعفر	338 تا 403ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	55 کتب ہیں۔ اعجاز القرآن۔ کتاب الاصول۔ کتاب الانصاف۔ کشف الاسرار۔ دقائق الکلام۔ کتاب الامامہ۔ کتاب البیان	ابوالحسن اشعری کے کام کو آگے بڑھایا۔ معتزلہ کے خلاف قلمی جہاد۔ قسطنطنیہ کے پادریوں سے مناظرے کئے
چھٹی	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت علیؓ کی نسل سے ہیں	470 تا 561ھ	بغداد	فتوح الغیب۔ الفتح الربانی۔ سرالاسرار۔ الفیوضات الروحانیہ۔ تحفۃ المتقین۔ جلاء الخاطر۔ آداب السلوک۔ حزب الرجاء۔ غنیۃ الطالبین	کان مجدد زمانہ (حمامۃ البشریٰ)۔ آپ نے فرمایا میں نائب رسول اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ اور حضرت علی نے خواب میں وعظ کی ہدایت فرمائی۔ شرک کے خلاف جہاد کیا۔
ساتویں	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حسنی حسینی سید ہیں	536 تا 633ھ	سیستان، خراسان وفات: اجمیر شریف	دیوان معین، گنج الاسرار، انیس الارواح، احادیث المعارف، رسالہ وجودیہ، دلیل العارفین (ملفوظات)	ہندوستان کے نامور مبلغ اسلام۔ روحانی علوم کے 4 ائمہ میں سے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود)۔ لقب سلطان الہند۔ رسول اللہ نے ہندوستان میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا۔
آٹھویں	حضرت امام ابن تیمیہؒ ابوالعباس احمد بن شہاب	661 تا 728ھ	دمشق	400 کتب ہیں۔ الرد علی البکری۔ الرد علی الفلاسفۃ۔ التبیان۔ رسالۃ القیاس۔ رسالۃ الفرقان	تاتاریوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ علم کلام اور فقہ میں خاص خدمات۔ فلسفہ اور قبر پرستی کا رد کیا۔
نویں	حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی	773 تا 852ھ	مصر	500 کتب ہیں۔ فتح الباری۔ بلوغ المرام۔ منبہات ابن حجر۔ تہذیب۔ التہذیب	محدث، مفسر تھے۔ لقب حافظ حدیث۔ حدیث اور فقہ پر خاص دسترس رکھتے تھے۔
دسویں	حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ ابوالفضل محمد الشافعی	849 تا 911ھ	قاہرہ (مصر)	576 کتب ہیں۔ درمنثور۔ الجامع الصغیر۔ الخصائص الکبری۔ تاریخ الخلفاء۔ مشکلات القرآن	مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ علم تفسیر و حدیث میں کمال حاصل تھا۔
گیارھویں	حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندی	971 تا 1034ھ	سرہند (ہندوستان)	مکتوبات مجدد الف ثانی۔ معارف لدنیہ۔ مبدأ ومعاد	اکبر کے دین الٰہی اور جہانگیر کی بدرسوم کے خلاف مزاحمت کی۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود کی مخالفت کی پیشگوئی کی۔
بارھویں	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ عظیم الدین شاہ حضرت عمرؓ کی نسل سے تھے۔	1114 تا 1176ھ	دہلی (ہندوستان)	25 کتب ہیں۔ التفہیمات الالٰہیہ۔ الفوز الکبیر۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ الخیر الکثیر۔ فیوض الحرمین۔ ازالۃ الخفا	پہلا ترجمہ قرآن بزبان فارسی کیا۔ عقیدہ ناسخ منسوخ کو 5 آیات تک پہنچایا۔ مجددیت کا دعویٰ کیا۔
تیرھویں	حضرت سید احمد شہید بریلویؒ	1201 تا 1246ھ	پیدائش: رائے بریلی (ہندوستان) شہادت: بالاکوٹ	تنبیہ الغافلین۔ صراط مستقیم ملہمات احمدیہ فی الطریق المحمدیہ	امامت کا دعویٰ کیا۔ بدعات کے خلاف تعلیم دی۔ سکھوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ شہید مجدد ارہاص حضرت مسیح موعود

الفضل میں شائع اس لسٹ میں اختصار کے ساتھ ان مجددین کا مختصر تعارف اور ان کے کام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جن جن مجددین کے دعوے معلوم ہیں ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

مختلف احباب نے تذکرۃ الاولیاء نام کی کتب تحریر کی ہیں۔ ان کتب میں کافی بزرگان کا ذکر ہے اور ان میں بھی ان مجددین کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسے ہی بعض بزرگوں کے بارہ میں پوری پوری کتب لکھی گئی ہیں۔

میں نے اپنی استطاعت کے مطابق انہیں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے محدود علم کے مطابق میں نے مندرجہ ذیل باتیں خصوصیت سے نوٹ کیں۔

ان میں سے کسی نے بھی یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ میری بیعت کرنا ضروری ہے۔ اپنے اپنے طور پر لوگ پیری مریدی کا تعلق قائم کرتے رہے۔ اور یہ تعلق صرف ان بارہ احباب تک محدود نہیں بلکہ دیگر بے شمار بزرگان ایسے بھی موجود ہیں جو مجدد نہیں تھے مگر لاکھوں کی تعداد میں ان کے مرید تھے جنہوں نے یہ تعلق باقاعدہ بیعت کر کے قائم کیا تھا۔ اور بہت بڑے بڑے نام ہندوستان میں موجود بزرگوں کے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ وغیرہ

نیز ان میں سے کسی نے بھی کسی علیحدہ جماعت کی بنیاد نہیں رکھی۔ اس وقت اسلام میں جتنے بھی بڑے بڑے فرقے ہیں اگر ان کے بانی بزرگوں کے نام چیک کئے جائیں تو ان میں سے کوئی بھی مجددین کی لسٹ میں شامل ناموں سے نہیں ملتے۔ حضرت مسیح موعودؑ خود کو حنفی بیان کرتے تھے۔ جو حضرت امام ابو حنیفہ کے فقہ پر عمل کرنے والوں کا نام ہے۔ اگر ان مجددین کی کوئی جماعت ہوتی اور ان مجددین کی بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہونا لازم ہوتا تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کرتے۔ ایسے ہی حضرت حکیم نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول ایسا کرتے۔ جب کے انہوں نے اپنی کتاب مرقات الیقین فی حیات نورالدین کے صفحہ نمبر ۱۱۹ میں یہ بتلایا ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کی بیعت کی۔ جن کا نام مجددین کے ناموں کی لسٹ میں نہیں ہے۔

نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے علم کو چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ مجددین کی بیعت لازم ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت سید احمد شہیدؒ کے دعویٰ سے لاعلم تھے۔

بیعت کا حکم صرف حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ امام مہدی تھے اور مسیح موعود تھے۔ ہمارے پیارے آقا رسول کریم ﷺ نے اس امام مہدی کی بیعت کرنے اور اسے سلام پہچانے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے کسی اور مجدد کی بیعت کا حکم نہیں دیا۔ اور نیز اس مسیح موعود کو نبی اللہ کہا تھا اور نبی کی بیعت کرنے کا حکم خود خدا نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

میں یہاں یہ وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام مجددین پر ایمان لانا ضروری ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور ان پر ایمان لائے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا جاسکتا۔ میں یہاں اس بیعت کا ذکر کر رہا ہوں جس کی بابت حضرت رسول کریم ﷺ نے حکم دیا اور وہ صرف امام مہدی اور مسیح کے لئے ہے۔ باقی کسی مجدد کی بابت ایسی کسی بیعت کا حکم نہیں اور ایسے ہی کسی مجدد نے کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائی جیسی حضرت مسیح موعودؑ نے بنائی کیونکہ آپ نبی اللہ بھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان ان تمام بزرگوں کو کسی نہ کسی حوالہ سے مانتا ہے۔ ان کا احترام کرتا ہے۔ مگر ان میں سے کون مجدد ہے اور کون نہیں اس میں اختلاف بھی موجود ہے۔

یہاں خصوصیت سے اس مضمون کا ذکر کرنے کا میرا اصل مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں ہر طرف سے مجددین کے دعویدار کھڑے ہو رہے ہیں۔ ہر ایک نے اپنی علیحدہ جماعت بنا رکھی ہے۔ بیعت کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے بیعت لی اور آپ نے علیحدہ جماعت بھی بنائی۔

اصل چیز یہ ہے کہ پہلے مجددوں والے کام کریں۔ اپنے اندر وہ نیکی اور طہارت پیدا کریں۔ خدا سے زندہ تعلق قائم کریں۔ خدا نما بنیں۔ تو آپ کو لوگوں کو بلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ لوگ خود آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ خدا پکڑ پکڑ کر لوگوں کو آپ کے پاس بھیج دے گا۔ الفضل میں شائع لسٹ میں ان مجددین کے کام بھی بیان کئے گئے ہیں۔ انہیں بھی پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی قسم کے دعویٰ سے پہلے ہی ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو آپؑ کے گرد جمع تھی۔ جو آپ سے بیعت لینے کی درخواست کرتی تھی مگر آپؑ فرماتے تھے کہ مجھے اس کا حکم نہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ان لوگوں میں شامل تھے۔ اور آپ کی درخواست تھی کہ جب بھی آپؑ بیعت لیں سب سے پہلے میری بیعت لیں۔ اسی لئے جب حضورؑ نے بیعت لینے کا فیصلہ کیا تو آپ سے سب سے پہلے بیعت لی۔ ایسے ہی صوفی احمد جان صاحب بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے

آپؑ سے بیعت لینے کی درخواست کی تھی۔ حضرت صوفی جان صاحب وفات پا گئے تھے۔ ان کی اس خواہش کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے گھر کو پہلی بیعت کے لئے منتخب کیا۔

میں نے بیعت اور جماعت بنانے کے متعلق اپنے ان خیالات کا اظہار اپنے ایک دوست سے کیا تو انہوں نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک حوالہ بجھوایا۔ جو درج ذیل ہے۔

خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت خلیفہ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

(۱) "اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنالیتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 50، 45 اور سو برس پر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہو گا!" (خطبات نور صفحہ ۱۳۸)

اس حوالہ کے ساتھ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ 'تمہاری بات مانیں یا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بات مانیں'

میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ میری کیا حیثیت ہے یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ہی بات ماننی چاہیئے۔ اس سے زیادہ انہیں لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کوئی مجدد آتا ہے تو لوگوں کی کثیر تعداد ان کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے اور آپ نے باقاعدہ علیحدہ جماعت قائم کی۔ کسی اور مجدد کی بابت یہ ثابت نہیں۔ دوسرا میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اگر مجدد وقت پر ایمان لانا فرض ہوتا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مدینہ منورہ کے ایک بزرگ کی بجائے حضرت سید احمد شہیدؒ کی بیعت کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ثابت ہوتا کہ آپ نے ان کی بیعت کی تھی۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ میرا تو یہ اعتقاد ہے ہر ۴۵، ۵۰ سال کے بعد کوئی آتا ہے۔ تو

ہمیں پھر اس بات کو بھی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جب یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمائی کہ لفظ 'من' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ تو ہم نے شور برپا کر دیا۔ کہ دیکھو کیا ظلم کر دیا۔ انہوں نے بھی یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ حوالہ بھی قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے موقع پر ایک مضمون شائع فرمایا۔ جس کا نام ہے **وفات مسیح موعود**۔ یہ کتاب جماعت کی ویب پر موجود ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۵ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

> ہمارے ملک میں۔یا ہمارے ملک میں سے سیّد محمد جونپوری۔علی متقی شیخ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ الشیخ المجدد الالف الثانی۔ شاہ ولی اللہ۔اور سید احمد بریلوی یہ لوگ ہیں جنہوں نے دعاوی مجددیت کے کیے اور لوگوں نے بھی انکو مجدد مانا۔ انکی کارنامے بحمداللہ ہم سے مخفی نہیں مگر جو کچھ اس شخص مغفور نے کرکے دکھایا اس کا مقابلہ سوائے عقلمندوں کے کون کرے۔ اللہ تعالیٰ کو توفیق ہو کہ آنکھیں کھولدے کیونکہ

یہاں آپؓ سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو بھی مجدد کہہ رہے ہیں۔ مگر ان کے نام الفضل کی لسٹ میں نہیں ہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک اور حوالہ بھی پیش خدمت ہے۔ اس ارشاد کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو ہی پسر موعود مانتے تھے۔ ہمیں ان بزرگوں کی ہر بات کو ماننا چاہیئے اور احترام کی نظر سے انہیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نا کہ جو بات اپنے مطلب کی نہ ہوئی اسے ان بزرگوں کا اجتہاد کہہ کر انکار کر دیا۔

> اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحبؓ نے ۱۰ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:-
>
> "ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"
>
> حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا:-

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۔ ۱۰ستمبر ۱۹۱۳ء

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۹ پرانا ایڈیشن اور جلد نمبر ۸ نیا ایڈیشن ۲۰۰۷، صفحہ نمبر ۴۸۵)

اسلام کا ایک دوسرا بڑا فرقہ 'شیعہ' ان مجددین کے مقابل پر بارہ اماموں کو مانتا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے جب مزید تحقیق کی تو انٹرنیٹ پر مختلف طبقہ فکر کی مختلف مجددین کی لسٹیں ملیں۔ ان میں سے چند لسٹیں مندرجہ ذیل ہیں۔

لسٹ نمبر ا

Mujaddid

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

From Wikipedia, the free encyclopedia

Part of a series on Islam

A ***mujaddid*** (Arabic: مجدد), according to the popular Muslim tradition, refers to a person who appears at the turn of every century of the Islamic calendar to revive Islam, remove from it any extraneous elements and restore it to its pristine purity.

The concept is based on the following Prophetic tradition (hadith): Abu Hurairah narrated that the Islamic prophet Muhammad said;

"Allah shall raise for this Ummah at the head of every century a man who shall renew (or revive) for it its religion."

—Sunan Abu Dawood, Book 37: Kitab al-Malahim [Battles], Hâdith Number 4278.[1]

First Century (after the prophetic period) (August 3, 718)

- Umar ibn Abd al-Aziz (682–720)[2]

Second Century (August 10, 815)

- Muhammad ibn Idris ash-Shafi`i (767–820)[3]
- Ahmad ibn Hanbal (780–855)[4]

Third Century (August 17, 912)

- Muhammad ibn Ya'qub al-Kulayni (864–941)[3][4]

Fourth Century (August 24, 1009)

- Abu Bakr Al-Baqillani (950–1013)[4]
- Hakim al-Nishaburi (933–1012)[3]
- Ibn Hazm (994–1064)[4]

Fifth Century (September 1, 1106)

- Muhammad al-Ghazali (1058–1111)[5][4]

Sixth Century (September 9, 1203)

- Fakhr al-Din al-Razi (1149–1210)[6]

Seventh Century (September 5, 1300)

- Moinuddin Chishti (1165–1240)[4]
- Ibn Arabi (1165–1240)[4]
- Ibn Taymiyyah (1263–1328)[4]

Eighth Century (September 23, 1397)

- Ibn Hajar al-Asqalani (1372–1448)[7]

Ninth Century (October 1, 1494)

- Jalaludin Al-Suyuti (1445–1505)[2][8]

Tenth Century (October 19, 1591)

- Khayr al-Din al-Ramli (1585–1671)[2]

Eleventh Century (October 26, 1688)

- Ahmad Sirhindi (1564–1624)[9]
- Abdullah ibn Alawi al-Haddad (1634–1720)[10]

Twelfth Century (November 4, 1785)

- Murtaḍá al-Zabīdī (1732–1790)[8]
- Shah Abdul Aziz Delhwi (1745–1823)[11]
- Usman Dan Fodio (1754–1817)[12]

Thirteenth Century (November 14, 1882)

- Said Nursî (1878–1960)[13]

Fourteenth Century (November 21, 1979)

- Ahmad Raza Khan (1856–1921)[14]

The Reformers of Islam (Mujaddid)

http://maktabah.org/blog/?p=14

Posted on March 22, 2011 by Talib Ghaffari

In his short essay entitled Tuhfat al-Mujtahidin bi Asma' al-Mujaddidin ("The Gem of the Striving Scholars: the Names of the Renewers of the Religion") al-Suyût.î listed the Renewers as follows:

- 1st century: Umar ibn Abd al-Aziz
- 2nd century: Imam al-Shafi'i
- 3rd century: Imam Ibn Surayj and Imam al-Ash`ari
- 4th century: Al-Baqillani, Sahl al-Su`luki, and Abu Hamid al-Isfarayini
- 5th century: Imam al-Ghazzali
- 6th century: Imam Fakhraddin al-Razi and al-Rafi`i
- 7th century: Ibn Daqiq al-`Id (625-702)
- 8th century: Al-Bulqini and al-Iraqi
- 9th century: Imam Jalaluddin al-Suyuti (849-911 A.H)

The above mentioned centuries are according to the birth of those scholars. But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century. Hence the above names be considered the Mujaddids of the next centuries.

I will continue this list by the century in which the Mujaddid did the revival of Islam.

First Century

The first century of Hijri calendar marks the start of Islam. The line of Mujaddids starts from the 2nd century (after the first hundred years of the demise of Rasoolullah s.a.w.).

Second Century

- The great caliph of Islam, Imam Umar ibn Abd al-Aziz (61-101 AH) is widely acclaimed to be the very first Mujaddid of Islam. He was a caliph for a very short duration (1 to 2 years), but he did great works in that short while.

Other suggested names:

- Imam Abu Hanifa (80-148 A.H) – the greatest Imam of Fiqh

Third Century

- The great Imam and founder of the 2nd largest Sunni school of jurisprudence, Imam al-Shafi'i

Forth Century

- Imam Ibn Surayj and Imam al-Ash`ari

Fifth Century

- Al-Baqillani, Sahl al-Su`luki, and Abu Hamid al-Isfarayini (considered by Imam al-Suyuti)

Sixth Century

- Imam al-Ghazzali (considered by Imam al-Suyuti)
- Hadhrat Abu Yusuf Hamadani (440-535 A.H) – He was the shaykh of Sayyidina Abdul Qadir Jilani, Khwaja Mueenuddin Ajmeri, as well as the grandsheikh of Naqshbandi tariqah Khwaja Abdul Khaliq Ghijdwani. All the major Sufi orders have directly benefited from him.

Seventh Century

- Imam Fakhraddin al-Razi and al-Rafi`i (considered by Imam al-Suyuti)

- Khwaja Mueen al-Din al-Hasan al-Sanjri al-Ajmeri (535-633 A.H) – He was the Imam of the Chishti sufi tariqah, and with his efforts a significant part of the Indian population converted to Islam

Eighth Century

- Ibn Daqiq al-`Id (625-702) (considered by al-Suyuti)

Ninth Century

- Al-Bulqini and al-Iraqi (considered by al-Suyuti)

Tenth Century

- Imam Jalaluddin al-Suyuti (849-911 AH)

11th century

- Shaykh Ahmad al-Faruqi of Sirhind, India (d. 1034) – unanimously accepted as the only Mujaddid of 11th century as well as the 2nd millennium of Islam, hence called Mujaddid Alf Thani (Mujaddid of the 2nd Millenium). He received this noble post of Mujaddid in 1010 AH, exactly after 1000 years of the demise of the Messenger of Allah, peace be upon him. He is the Mujaddid of a millenium, not only a century.

12th century

- Al-Qutb `Abd Allah al-Haddad of Hadramawt, Yemen
- The great Mughal Emperor Aurangzeb Alamgir Mujaddidi Masoomi of Delhi, India. He established the Islamic governance in India, and he was a murid (disciple) of Imam Muhammad Masum al-Sirhindi in the Naqshbandi path, and was also revered by most Sufi saints of his time.

13th century

- Hadhrat Abdullah Mujaddidi alias Shah Ghulam Ali Dehlavi of Delhi, India (1158-1240 A.H) – most widely acclaimed, as he was the Shaykh of Khalid al-Baghdadi and lived almost the same times
- Shaykh Khalid al-Baghdadi al-Mujaddidi of Damascus (1193-1242 A.H) – acclaimed by the Khalidi Naqshbandis
- Shaykh Muhammad Amin `Abidin (Ibn `Abidin) of Damascus – a student of Shaykh Khalid al-Baghdadi
  (Shaykh G.F Haddad has named both of them, shaykh Khalid and his student Ibn Abidin, as the Mujaddids of 13th century)

- Shaykh Usman Dan Fodio (1168-1232 AH) who revived Islam in Africa and established Islamic government

14th century

- Imam Ahmad Rada Khan Barelvi of India, most widely acclaimed for his defending the right path of Ahl as-Sunnah against the widespread fitna of Wahhabism
- Shaykh Muhammad Zahid al-Kawthari of Turkey
- Shaykh Badr al-Din al-Hasani of Damascus, Syria
- Sheikh Ahmad ibn Mustafa al-Alawi (1869–1934)
- Hadhrat Pir Fazal Ali Qureshi Naqshbandi of India (d.1934), the greatest Naqshbandi shaykh in India in the fourteenth century

15th century

Today, there are numerous great scholars of Islam continuously reviving the spirit of Islam and working hard day and night to reform the Muslims in the whole world. It is hard to decide or single out one of them, and only time will show the real Mujaddid or Mujaddids of 15th century.

Allah then His Prophet know better!

References:

http://www.livingislam.org/fiqhi/fiqha_e96.html

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

http://www.islamimehfil.info/index.php?/topic/10135-concept-of-revivalist-mujaddid-in-islam/

- See more at: http://maktabah.org/blog/?p=14#sthash.aUIav0zB.dpuf

List of claimants and potential Mujaddid

http://en.wikipedia.org/wiki/Mujaddid

The **neutrality of this article is disputed**. Relevant discussion may be found on the talk page. Please do not remove this message until the dispute is resolved. *(December 2013)*

First Century (after the prophetic period) (August 3, 718)

- Umar ibn Abd al-Aziz (682–720)[2]

Second Century (August 10, 815)

- Muhammad ibn Idris ash-Shafi`i (767–820)[3]
- Ahmad ibn Hanbal (780–855)[4]

Third Century (August 17, 912)

- Muhammad ibn Ya'qub al-Kulayni (864–941)[3][4]

Fourth Century (August 24, 1009)

- Abu Bakr Al-Baqillani (950–1013)[4]
- Hakim al-Nishaburi (933–1012)[3]
- Ibn Hazm (994–1064)[4]

Fifth Century (September 1, 1106)

- Muhammad al-Ghazali (1058–1111)[5][4]

Sixth Century (September 9, 1203)

- Fakhr al-Din al-Razi (1149–1210)[6]

Seventh Century (September 5, 1300)

- Moinuddin Chishti (1165–1240)[4]
- Ibn Arabi (1165–1240)[4]
- Ibn Taymiyyah (1263–1328)[4]

Eighth Century (September 23, 1397)

- Ibn Hajar al-Asqalani (1372–1448)[7]

Ninth Century (October 1, 1494)

- Jalaludin Al-Suyuti (1445–1505)[2][8]

Tenth Century (October 19, 1591)

- Khayr al-Din al-Ramli (1585–1671)[2]

Eleventh Century (October 26, 1688)

- Ahmad Sirhindi (1564–1624)[9]

- Abdullah ibn Alawi al-Haddad (1634–1720)[10]

Twelfth Century (November 4, 1785)

- Murtaḍá al-Zabīdī (1732–1790)[8]
- Shah Abdul Aziz Delhwi (1745–1823)[11]
- Usman Dan Fodio (1754–1817)[12]

Thirteenth Century (November 14, 1882)

- Muhammad Abduh (1849–1905)[4]
- Said Nursî (1878–1960)[13]

Fourteenth Century (November 21, 1979)

- Ahmad Raza Khan (1856–1921)[14]
- Mirza Ghulam Ahmad (1835-1908)[15][13] – Note: Mirza Ghulam Ahmad claimed to be the Mujaddid of the 14th century,[16] a claim which is accepted by the Ahmadiyya Muslim Community,[17] but rejected by other Muslim communities, many of whom regard him as an apostate,[18]

مندرجہ بالا تینوں لسٹوں اور ایک لسٹ جو شروع میں شامل کی گئی ہے، اگر آپ نوٹ کریں تو سوائے پہلے مجدد یعنی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے باقی ناموں میں اتفاق نہیں پایا جاتا۔ ایسے ہی بعض صدیوں میں چار چار نام لکھے گئے ہیں۔ اور یہ تمام نام ہی امتِ مسلمہ کے لئے معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی بزرگی، نیکی، تقویٰ اور خدمت دین کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک بات تمام طبقہ فکر میں مشترک ہے کہ آخری زمانہ میں سب امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کے منتظر نظر آتے ہیں۔

دوسری لسٹ میں مجدد کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century.

یعنی کسی صدی کے مجدد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پچھلی صدی میں پیدا ہوا اور اگلی صدی کا مجدد ہو۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب 'حقیقت الوحی' میں اس وقت کے ایک دعویدار مجددیت کی سچے مجدد کی بابت کی گئی تعریف کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔

(حاشیہ حقیقت الوحی، براہین احمدیہ، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۴۶۲)

مندرجہ بالا دونوں تعریفیں خود ساختہ ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی کسی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ نیز اگر ان دونوں تعریفوں کو مندرجہ بالا لسٹوں میں دیئے گئے مجددین پر لاگو کریں تو اکثر ان تعریفوں پر پورا نہیں اترتے۔ بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب جنہوں نے یہ تعریف پیش کی کہ سچا مجدد صدی کا چہارم حصہ پاتا ہے۔ صدی کے شروع میں فوت ہو گئے۔

مگر اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے کہ اس نے اپنے سچے اور پیارے امام مہدی اور مسیح موعود کو ان خود ساختہ معیاروں پر بھی پورا کر دکھایا تا کہ انکار کرنے والوں پر اتمام حجت ہو سکے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبد الحی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پا لے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۶۲)

ایسے ہی حضورؑ تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور چودہویں صدی کے مجدد مقرر کئے گئے اور آپؑ چودھویں صدی کے چہارم سے زیادہ حصہ تک زندہ رہے۔

کیا ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد آسکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مسجد اقصیٰ میں مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کو ایک تقریر فرمائی تھی۔اس میں مجددین کے حوالہ سے آپ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے "مَن" کھڑے کرے گا (مَن پر میں خاص زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہوگئی ہوں گی تو وہ ان کو نکالیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ

(مشعل راہ جلد دوئم، صفحہ ۴۵۴)

محترم جنبہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ مئی ۲۰۱۴ء میں اس تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کے حوالے سے فرمارہے ہیں۔

اے میرے بھائیو! حضور علیہ السلام نے حدیث مجددین میں 'من' کے معنی اپنی تالیفات اور ملفوظات میں کبھی بھی کثرت کے نہیں کئے ہیں۔ میرا یہ چیلنج ہے جماعت احمدیہ کے مولویوں کو خلیفوں کو۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درجنوں بیسیوں نہیں سینکڑوں دفعہ استعمال فرمایا ہے اور جس جگہ بھی حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو استعمال فرمایا ہے اس کا ترجمہ کیا ہے صرف ایک شخص کا کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر تجدد دین کے لئے ایک شخص کو کھڑا کرے گا۔ اور یہ کثرت بنا رہے ہیں یہاں پر۔ (۲۱:۰۵منٹ تا ۲۱:۴۲منٹ)

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب نے اپنے ۲۷ جون ۲۰۱۴ء کے خطبہ جمعہ میں راہ ہدیٰ کے ایک پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبال صاحب کی بھرپور وکالت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اسی تقریر کو جس پر آپ پہلے بھی کافی طبع آزمائی فرما چکے تھے دوبارہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس تقریر کے اقتباسات کو غلط طور پر پیش کیا۔ آپ اپنے خطبہ کے ۱۹:۴۱ منٹ پر فرماتے ہیں:

میرے احمدی بہنوں، بھائیو اور بزرگو کو واضح رہے کہ جماعت احمدیہ قادیان نے نہ صرف آنحضرت ﷺ کی اس عظیم الشان حدیث اور پیشگوئی کا انکار کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کو ہی غیر قرآنی اور جھوٹی اور جعلی قرار دے چکے ہیں۔

اس خطبہ میں آگے چل کر ۲۵:۵۷ منٹ پر جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

مشعل راہ صفحہ ۴۵۵ پر خلیفہ ثالث صاحب فرماتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ہر صدی پر مجدد آنے کی جو حدیث ہے وہ حدیث کی دو تین کتابوں میں ہے۔ مگر کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ سامعین کرام ان الفاظ پر غور کرنا۔ آپ فرماتے ہیں نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے یعنی حدیث مجددین کا۔ آگے وہ فرماتے ہیں میں نے جب اس حدیث پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں یہ ہے ہی نہیں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا اس حدیث میں تو یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر من آئے گا۔

یہاں پر جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر کا حوالہ تو درست پڑھ دیا مگر معنی غلط بیان فرما دیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرما رہے ہیں۔ 'کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔' یعنی حدیث یا قرآن میں آنے والے مجددین کی بابت کوئی علامت یا نشان نہیں بتایا گیا کہ اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے مہدی کے لئے خسوف و کسوف کے نشان کا ذکر ہے۔ مسیح کے لئے کئی نشانات بیان کئے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور محترم جنبہ صاحب اس کا مطلب نکال رہے ہیں۔ سامعین کرام ان الفاظ پر غور کرنا۔ آپ فرماتے ہیں نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے یعنی حدیث مجددین کا۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ساری تقریر ہی اس حدیث پر ہے۔ آپ نے اس تقریر میں اس حدیث کو درست قرار دیا ہے۔ اور قرآن کی تفسیر قرار دیا ہے۔ نیز آپ نے لغت اور قرآنی حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لفظ من کے معنی ایک کے بھی ہوسکتے ہیں دو کے بھی اور زیادہ کے بھی ہوسکتے ہیں۔

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا ہے 'کسی حدیث کی کتاب میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مجدد کی علامت یہ ہے یا اس کے لئے یہ نشان ظاہر کیا جائے گا۔ کسی ایک جگہ بھی نبی اکرم ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔' اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے تو وہ کوئی حدیث یا قرآنی آیت پیش کریں جس میں آنے والے مجدد کے لئے کسی علامت یا نشان کا ذکر ہو۔ اور پھر کہیں کہ یہ حدیث ہے اور تم لوگ اس کا انکار کر رہے ہو۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لغت اور قرآنی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ لفظ 'من' کے معنی ایک سے زیادہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ بات بھی انہوں نے غلط بیان کی ہے تو لغت اور قرآنی حوالوں سے ثابت کر دیں کہ لفظ 'من' کے معنی صرف ایک کے ہی ہوتے ہیں۔ دو یا زیادہ کے نہیں ہوتے۔

لفظ 'من' کی تفسیر کرتے ہوئے جو حوالے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پیش کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

لسان العرب عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَن کالفظ تکون للواحد والاثنین والجمع کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لغت ''مفردات امام راغبؒ'' میں ہے کہ یعبر بہ من الواحد والجمع والمذکر والمونث کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔ مذکر بھی مراد لیا جاتا اور مونث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے مرد بھی ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں

پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے اور مستورات بھی۔ جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''من'' کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے۔ سورہ بقرہ میں بلیٰ من اسلم وجهه لله و هو محسن فله اجره عند ربه ۔ کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائط عبادات ہیں ان کو پوری طرح بجالائے تو فله اجره عند ربه تو ایسے ہر شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے۔ اور پھر فرمایا ولا خوف علیهم اور یہاں من کے متعلق جمع کا صیغہ آ گیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا ومنهم من یستمعون الیک ۔ یستمعون عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس جگہ من کے معنی بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن وہ سن نہیں رہے ہوتے اور پھر سورہ تغابن میں ہے۔ ومن یومن بالله و یعمل صالحا یکفّر عنه سیاته و یدخله جنٰت تجری من تحتها الا نهٰر خلدین فیها ۔ کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عمل صالح کرے اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنات میں ان کو داخل کیا جائے گا۔ خلدین فیها ابدا ۔ اور وہ سارے کے سارے ان جنتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ من کا مفہوم خلدین میں بیان کر دیا۔

جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی من کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں۔ من یجدد کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں ''من'' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیے۔ اور علقمی کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سر نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد کوئی دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان کی خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتیؒ (۱۵۰۹۔۱۵۷۸) جو سولہویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں۔ علماء نے اختلاف کیا ہے۔ یعنی اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کون مجدد تھا کس صدی کا اور کون نہیں تھا اور ان میں سے ہر ایک فرقہ نے اسے اپنے امام پر چسپاں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام مفہوم پر محمول کیا جائے اور فقہاء سے مخصوص نہ کیا جائے کیونکہ مسلمانوں کو اولی الامر یعنی جو بادشاہ ہیں اور جو محدث ہیں اور جو قراء ہیں اور جو وعظ ہیں اور جو زاہد ہیں ان سب سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ سارے مجدد ہیں اور حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر صدی جب گزرے گی تو یہ لوگ زندہ ہوں گے۔ یہ نہیں کہ کوئی صدی ان کا نام و نشان مٹا ڈالے اور حدیث میں اس کے متعلق اشارہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو لوگ ہر صدی کے سر پر تجدید کا کام کریں گے وہ بڑے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت ہوگی۔ چنانچہ پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور

(مشعل راہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۴۵۵،۴۵۶)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ ان کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت خلیفہ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

(۱) "اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنالیتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 50، 45 اور سو برس پر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہو گا!" (خطبات نور صفحہ ۱۳۸)

یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمارہے ہیں 'میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر ۵۰، ۴۵ اور سو برس پر آتا ہے۔' اگر ہر ۵۰، ۴۵ برس پر مجدد آتا ہے تو ایک صدی میں دو تو ہو گئے۔ اب پتہ نہیں جنبہ صاحب حضورؓ کی یہ بات مانتے ہیں یا اسے ان کا اجتہاد کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

ذیل میں مجددین کی لسٹ پیش خدمت ہے۔ جسے نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں شائع کیا ہے۔ اور یہ لسٹ احمدیہ پاکٹ بک میں بھی موجود ہے۔ اس میں کئی صدیوں میں ایک سے زائد مجددین کے نام درج ہیں۔

① پہلی صدی :۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (حجج الکرامہ ص۱۳۵)
② دوسری صدی :۔ حضرت امام شافعیؒ (احمد بن حنبل) (" " ")
③ تیسری صدی :۔ حضرت ابو شرحؒ و ابو الحسن الاشعریؒ (" " ص۱۳۶)
④ چوتھی صدی :۔ حضرت ابو عبید اللہ نیشاپوری و قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہم (حجج الکرامہ ص۱۳۶)
⑤ پانچویں صدی :۔ حضرت امام غزالیؒ (" " ")
⑥ چھٹی صدی :۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
⑦ ساتویں صدی :۔ حضرت امام ابن تیمیہؒ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (حجج الکرامہ ص۱۳۶)

(۸) آٹھویں صدی :۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وحضرت صالح بن عمر رحمۃ اللہ علیہ
(حجج الکرامہ ص۱۳۷)

(۹) نویں صدی :۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (" " ص۱۳۸)

(۱۰) دسویں صدی :۔ حضرت امام محمد طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۱۱) گیارہویں صدی :۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ۔

(۱۲) بارہویں صدی :۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ (حجج الکرامہ ص۱۳۹)

(۱۳) تیرہویں صدی :۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ (" " ")

(احمدیہ پاکٹ بک، صفحہ نمبر ۳۶۹، ۳۷۰)

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک وقت میں ایک سے زائد نبی مبعوث فرما سکتا ہے بلکہ ایک ہی جگہ پر ایک سے زائد نبی مبعوث فرما سکتا ہے۔ تو ایک وقت میں ایک سے زائد مجدد کیوں نہیں بھجوا سکتا۔

- ❖ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ایک وقت میں موجود تھے۔
- ❖ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک وقت میں تھے۔
- ❖ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ موجود تھے۔
- ❖ سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

۱۵۔ جب ہم نے ان کی طرف دو (رسول) بھیجے تو انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا۔ پس ہم نے تیسرے کے ذریعہ (انہیں) تقویت بخشی۔ پھر انہوں نے کہا یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس آیت کے مطابق ایک وقت میں تین رسول ایک ہی جگہ موجود تھے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کیا۔ مجھے کوئی ایسی تحریر نہیں ملی جہاں حضورؑ نے یہ فرمایا ہو کہ کسی صدی میں ایک سے زائد مجدد نہیں آسکتا۔ بلکہ ذیل میں دیئے گئے حوالہ میں آپؑ نے اپنے علاوہ دیگر دو اور مجددین کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پا لے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۶۲)

نوٹ:- یہاں آپؑ اپنی صداقت کا ایک اور ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ نواب صدیق صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اور میں اس پر بھی پورا اترتا ہوں۔ مگر میں یہ واضع کرتا چاہتا ہوں کہ یہ معیار نہ ہی خدا نے مقرر فرمایا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ یہ خیال نواب صدیق صاحب کا تھا اور حضورؑ نے اتمام حجت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں اس معیار پر بھی پورا اترتا ہوں۔ ورنہ اگر آپ مجددین کی لسٹ دیکھیں تو کئی مجدد اس معیار پر پورا نہیں اترتے مگر کسی کو بھی ان کی صداقت میں کوئی شک نہیں۔ جیسے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سلسلہ مجددین: ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا

اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کا خلفا کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور پھر **بَغۡتَةً** قیامت آجائے گی۔

(ملفوظات، جلد ۴، صفحہ نمبر ۴۵۲)

اب یہاں حضورؑ نے مجد دین کی تعریف بھی بیان فرمادی کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی اس تقریر میں کی تھی۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

دو کے بھی ہیں اور کثرت کے بھی ہیں پس اگر کثرت کے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ہر صدی کے سر پر کثرت سے ایسے لوگ موجود ہوں گے (یعنی آنحضرت ﷺ کے خلفاء اور اخیار و ابرار) جو دین اسلام کی خدمت میں لگے ہوں گے۔ اس میں کسی ایک شخص واحد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(مشعل راہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۵۵)

محترم جنبہ صاحب اسی خطبہ جمعہ (۲۷ جون ۲۰۱۴) میں ۱۵ : ۲۸ منٹ پر الفضل میں شائع ہونے والی لسٹ مجد دین کو دکھا کر فرماتے ہیں:

دوسری بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کی شائع شدہ اور تصدیق شدہ مجد دین کی فہرست نیوز نمبر ۶۵ پر سامعین کرام پڑھ سکتے ہیں۔ (پھر آپ وہ لسٹ دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں) یہ جماعت احمدیہ کی مجد دین کی فہرست جو ہے ان کی شائع شدہ جو ہے یہ ہے۔ اور آپ سب نیوز نمبر ۶۵ پر مجد دین کی فہرست پڑھ سکتے ہیں۔ اس فہرست میں سامعین کرام کسی ایک صدی میں بھی کوئی دو مجد دین کا ذکر نہیں ملتا۔ تو پھر حکم و عدل علیہ السلام کے معنی کے برخلاف من کے معنی کثرت کے کر کے کیا قادیانی خلفاء نے احمدیوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات نہیں ڈالے ہیں۔ یعنی کہ اگر ان کے معنی کئے ہوئے من کی کثرت کے صحیح ہوں تو کسی صدی ہجری کے سر پر دو چار پانچ کی مثال ملنی چاہیئے۔ اور ان کو چاہیئے تھا کہ یہ جو مجد دین کی فہرست شائع کرتے ہیں اس میں کوئی ایک ایسی مثال ہوتی اپنے دعویٰ کو سچا کرنے کے لئے یہ شائع کرتے۔ لیکن ان کے اپنے جو مجد دین کی لسٹ جو شائع ہوئی ہے وہ جو آپ نیوز نمبر ۶۵ پر پڑھ سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں اس فہرست میں بھی کسی صدی کے سر پر بھی ایک سے زیادہ دوسرے مجد د کا ذکر نہیں ملتا۔ تو پھر کیا جناب خلیفہ ثالث صاحب اس قسم کے من کے ترجمے کر کے کیا احمدیوں کے دلوں اور دماغوں میں شکوک و شبہات نہیں ڈالتے آئے تھے۔

الجواب:- اسی مضمون کے شروع میں مجددین کی ایک لسٹ شامل کی گئی ہے۔ یہ لسٹ نواب صدیق صاحب (جو خود بھی چودھویں صدی کے مجدد ہونے کے دعویدار تھے) کی اپنی کتاب حجج الکرامہ میں شائع شدہ ہے۔ مکرم و محترم عبدالرحمٰن صاحب خادم نے اپنی معروف کتاب 'احمدیہ پاکٹ بک' میں اسے شامل کیا ہے۔ اور اس لسٹ میں تین صدیوں میں ایک سے زائد مجددین کے نام درج ہیں۔ محترم جنبہ صاحب جس الفضل کی لسٹ کا ذکر کر رہے ہیں شاید آپ نے اس لسٹ کی اوپر کی تین لائنیں ملاحظہ نہیں فرمائیں جو یہ ہیں۔

روزنامہ الفضل ......2......2007ء

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

جنبہ صاحب یہاں سب سے پہلے حدیث کا ترجمہ درج ہے۔ جس میں ایک کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا تیسری لائن کو غور سے پڑھیں۔

لکھا ہے 'پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ **بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔**'

یہ فقرہ بڑا واضع ہے کہ مجددین زیادہ ہیں مگر ہر صدی کے لئے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اگر ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہے تو پھر انتخاب کس کا کرنا تھا۔

تیسرا میں نے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا ارشاد درج کر دیا ہے۔ جہاں آپ نے نواب صدیق صاحب اور مولوی عبدالحییٔ لکھنوی صاحب کے نام درج فرمائے ہیں اور نہیں لکھا کہ یہ مجددین نہیں ہیں یا جھوٹے ہیں۔

ثبوت تو کافی ہیں مگر ماننے کے لئے سچا دل بھی چاہیئے۔

میں نے اپنے مضمون 'امت مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں انٹرنیٹ سے حاصل کردہ مجددین کی جو لسٹیں شامل کی ہیں۔ ان لسٹوں میں بعض صدیوں میں چار چار مجددوں کے نام درج ہیں۔ ان تمام بزرگوں کو ہم مانتے ہیں کہ اپنے وقت میں انہوں

نے تجدید دین کا خوب کام کیا ہے۔ یہ بھی اپنے وقت کے مجدد تھے۔ ایسے ہی شیعہ حضرات ان مجدد ین کی بجائے بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب 'حقیقۃ الوحی' میں فرماتے ہیں۔

ا۔پہلانشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ مائۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا ۔رواہ ابو دا ؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جواُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلادو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متّفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۰۰،۲۰۱)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر میں کافی باتوں کی وضاحت موجود ہے۔

۱۔ بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانے میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲۔ بعض نے کسی دوسرے کو مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے کبھی کسی ملک میں۔

۴۔ آپ آدمؑ سے لیکر آنحضرت ﷺ تک کے نبیوں کے نام بتادو ہم مجددین کے نام بتادیں گے۔

۵۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔

۵۔ یہ بھی اہل سنت کا متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔
(اور آگے جاکر اس کی بھی وضاحت فرمادی کہ وہ مسیح موعود میں ہوں۔)

اگر صرف بارہ نام بتانے مقصود ہوتے تو حضورؑ باآسانی وہ نام بتاسکتے تھے۔ مگر خدا کے برگزیدہ نبی جو بات کرتے ہیں ان میں حکمت ہوتی ہے۔ اور آپؑ کو علم تھا کہ مجددین کی کئی لسٹیں ہیں۔ اس لئے آپؑ نے وضاحت کردی کہ مختلف نام ہیں۔ مگر آپؑ نے کہیں اس کی نفی نہیں فرمائی کہ ہر صدی میں ایک سے زیادہ مجدد بھی آسکتے ہیں۔

اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر یہ الزام لگانا کہ آپؒ نے یہ کہہ دیا ہے 'من' کے معنی ایک سے زائد کے بھی ہو سکتے ہیں غلط اور بے بنیاد ہے۔ آپؒ کا یہ ارشاد رسول کریم ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

جنبہ صاحب کا اپنا اقرار

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر تو یہ الزام لگارہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ لفظ 'من' سے مراد ایک سے زائد کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے منافی ہے۔ مگر بھول گئے کہ کچھ عرصہ قبل خود بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ جنبہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ احباب اور خود جنبہ صاحب کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں:

'اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔'

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں

بعد ایک وقت میں کئی کئی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا سلسلہ قریباً قریباً اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت محمدیہ میں مجدد دین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک صدی قبل تک جب دنیا میں رسل و رسائل اور آمدورفت کے نئے اور جدید ترین ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اُس وقت تک تو ممکن تھا کہ اگر مثلاً کسی ایک براعظم میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے کسی مومن کو بطور مجدد کھڑا کیا ہے تو کسی دوسرے براعظم میں اُمت کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے کسی اور مومن کو بطور مجدد کھڑا کر دیا ہوگا۔ لیکن گذشتہ صدی

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۳)

احباب کرام: یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد آسکتے ہیں۔ جنبہ صاحب جو بات خود کہہ رہے ہیں، جماعت اور خلفاء کی مخالفت میں اسی کا انکار کر رہے ہیں اور چیلنج کر رہے ہیں۔ اور بعض بد قسمت بغیر غور و فکر کئے ان کی بات پر سر دھن رہے ہیں۔ انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۸ ع

۸۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲ : ۸)

کیا نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ذیل میں اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ خلفاء احمدیت یہ کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی مجدد نہیں آئے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہوئی کہ نئی صدی شروع ہو رہی ہے۔ اس لئے اب نئے مجدد کے آنے کا وقت ہو چکا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ اور بعض نے دعوے بھی کئے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ محترم عبد الغفار جنبہ صاحب بھی ان میں سے ایک دعویدار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک مضمون شائع کیا ہے۔

محترم جنبہ صاحب اپنے اس آرٹیکل نمبر ۱۰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک خطاب کا حوالہ یوں درج فرماتے ہیں:

''اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸۶/ ۸۷ سال گزر گئے تو پہلے قاعدہ کے مطابق آنیوالے مجدد کی تلاش کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ پہلوں کو جو علم دیا گیا تھا وہ گویا نئے مسائل کو حل نہیں کرتا تھا۔ لیکن میرا عینی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ ہر وہ نیا مسئلہ جو آج کی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یا آج کی سائنس انسان کے سامنے پیش کرتی ہے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں سے مل سکتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدد الف آخر ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔ (کیا قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشادات کے خزانے میں کوئی کمی رہ گئی تھی اور اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو پھر اب حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ایسی کمی کیوں نہیں رہ سکتی؟۔ ناقل) آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔ اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ (آپکو ضرورت نہیں لیکن ایک صدی قبل کیا عالم اسلام کو کسی نبی کی ضرورت تھی؟۔ ناقل) باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔ پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گذرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں دین کی تجدید کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔ لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرہ پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔ چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔ (حالانکہ حضورؑ نے خلافت کیساتھ مسیح کو بھی اپنا ظل قرار دیا ہے اس کا کیوں ذکر نہیں کیا۔ ناقل)۔ خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور ان کا حل کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔ (یہ ظلم تو عملاً ہو چکا ہے۔ ناقل) پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظل کے طور پر خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے اور اس سے پیار کر کے اور حضرت نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے خلافت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل یا بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔'' (تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳ فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث فرینکفرٹ، جرمنی)

(آرٹیکل نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۶)

اسی موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک خطبہ کا حوالہ نیوز نمبر ۶۹ میں درج کیا ہے۔

جناب خلیفہ رابع صاحب کا مورخہ ۲۷ ر اگست ۱۹۹۳ء کا خطبہ جمعہ

(ختم مجددیت سے متعلقہ حصّہ)

﴿نوٹ۔۔۔۔اس سلسلہ میں ویب سائٹ پر مضمون نمبر ۱۰ کے صفحہ ۔۸تا ۱۹ کا مطالعہ بھی ضرور کیجیئے گا﴾

''سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اُسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائیگی۔ اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ ژ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا اشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اس پیغام میں بہت سے فتنوں کا سدباب فرما دیا گیا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ میں پہلے بھی اُٹھے اور آئندہ بھی اُٹھنے کا احتمال رہتا ہے۔ اور اس مضمون کا گہرا تعلق خلافت آیت استخلاف سے ہے اور حقیقت میں اسی کی یہ تفسیر ہے۔ پہلے اہل پیغام جنہوں نے خلافت سے اپنا تعلق توڑا انہوں نے یہ عذر کر رکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کے حق میں وصیت کر دی ہے۔ انجمن کو خود قائم فرما دیا اور انتظامی امور اور دوسرے تمام امور میں جماعت کی سربراہ اور ہمیشہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ یہ وہ فتنہ اُٹھا تھا جس کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیشہ کیلئے قلع قمع فرما دیا۔ کیونکہ اس عبارت کو جب آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا اسکے بعد خلافت کے سوا اور کسی انجمن کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر انجمن مراد ہوتی تو انجمن تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں قائم فرما دی تھی۔ یہ کیوں فرما رہے ہیں اس کا اس قدرت ثانیہ کا آنا تقاضا کرتا ہے کہ پہلے میں جاؤں۔ میرے ہوتے ہوئے وہ قدرت ظاہر نہیں ہوگی۔ پس صاف پتہ چلا وہ قدرت ثانیہ انجمن نہیں بلکہ کچھ اور اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ وجود ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی قائم مقامی اور غلامی میں کھڑے ہونگے۔

پس اسکی پہلی تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی ذات میں مجسم ہوئی۔ وہ خلافت اولیٰ وہ خلافت تھی جس کے اوپر ساری جماعت کو باندھ کر اکٹھا کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ایک موقع پر فرمایا کہ انجمن کو مخاطب کر کے تمہاری اب کیا حیثیت ہے۔ تم میرے سامنے کوئی باتیں نہ کرو۔ خدا نے تمہیں باندھ کر میری غلامی میں لا ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے میرا مطیع کر دیا ہے۔ پس یہ وہ قدرت ثانیہ تھی جس کا وعدہ دیا جا رہا تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد آنی تھی اس سے پہلے نہیں۔

ایک یہ بعض دفعہ حیلہ تراش لیا جاتا رہا ہے کہ قدرت سے مراد تائید الٰہی ہے جو قیامت تک جماعت کیساتھ رہے گی۔ تو اس کا بھی وہی جواب ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی تک تائید الٰہی نے قادیان میں جھانک کے بھی نہیں دیکھا تھا؟ کیا یہ لازم کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک مسیح موعودؑ دنیا سے رخصت نہ ہوں تائید الٰہی نہیں آئے گی ایسا جاہلانہ خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر جاہلانہ خیال اور کافرانہ خیال ممکن نہیں ہے کہ جس کو خدا امام مقرر فرمادے انتظار کرے کہ وہ مر جائے تو پھر تائید الٰہی ظاہر ہو جو قیامت تک رہے گی۔

پس یہاں ایک نظام مراد ہے جس نظام کے مظہر مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میری طرح بعض وجود ہونگے اور یہی وہ نظام خلافت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جاری ہوا اور قیامت تک اسکے جاری رہنے کا وعدہ دیا گیا۔

پھر ایک اور فتنہ یہ بھی اُٹھایا جاتا رہا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زندگی میں خصوصیت سے، بڑے منظم طریق پر ایک پروپیگنڈے کے ذریعہ جماعت میں یہ خیال پھیلائے گئے کہ خلافت ٹھیک ہے لیکن وہ جو مجددیت کا وعدہ ہے وہ دائمی ہے اور اب وقت قریب آ رہا ہے۔ صدی ختم ہونے کو آ رہی ہے اس لیے اب مجدد کا انتظار کرو اور مجدد کو تلاش کرو۔ جماعت میں کہیں بھی مجدد پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ قدرت قیامت تک ہے اور خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک یہ قدرت منقطع نہیں ہوگی۔ پس خلافت اگر قیامت تک قائم ہے تو اسکے ہوتے ہوئے سوال کیا باقی رہ جاتا ہے؟ اور یہ فتنہ پرداز اس بات کو بھول گئے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جہاں مجددیت کی پیشگوئی فرمائی وہاں قیامت تک کا کوئی ذکر نہیں فرمایا لیکن جہاں مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی وہاں یہ وعدہ فرمایا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ جو وعدے ہیں دراصل مسیح موعود کے آنے تک کی دیر ہے۔ جب مسیح موعود آ جائیں گے تو پھر فرمایا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ پھر خلافت قائم ہوگی اور منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔

اور یہ وہ خلافت ہے جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔ یہ وہ خلافت ہے جو مومنین سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ یہاں واضح فرما رہے ہیں جیسا کہ آیت استخلاف میں تھا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ کیسی باریک عارفانہ نظر ہے حضرت اقدس مسیح موعود قرآن کی آیات پر نظر رکھتے ہیں اور انکی تفسیر کرتے ہیں خواہ حوالہ دیں یا نہ دیں۔ وہ مضمون آپکی سرشت میں ایسا سرایت فرما چکا ہے کہ جب بھی بات کرتے ہیں قرآن کی بات کرتے ہیں۔ تو دیکھیں فرمایا یہ وعدہ میری نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے۔ یہ جماعت احمدیہ سے وعدہ دیا گیا ہے چنانچہ آیت میں بھی گو مخاطب آنحضور ﷺ تھے لیکن وعدہ آپ کے غلاموں سے کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پس اس فتنے کا بھی ہمیشہ کیلئے حل فرما دیا گیا۔

اگر کوئی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے تو ہمیشہ انقطاع کے بعد پڑا کرتی ہے اور دراصل تجدید کے وعدے میں خلافت راشدہ کی دردناک انقطاع کی خبر بھی دی گئی ہے۔

اگر خلافت راشدہ جاری رہتی تو کسی اور مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ ہر صدی کے سر پر خلافت کیساتھ ایک رقیب اُٹھ کھڑا ہوتا اور صدی در صدی امت الٰہی منشاء کے مطابق منقطع ہو جاتی اور کاٹی جاتی اور متفرق ہو کر بکھر جاتی۔ پس کیسی جاہلانہ سکیم ہے، کیسا جاہلانہ تصور ہے جو یہ لوگ اللہ کی طرف منسوب کرتے رہے اور طرح طرح کی دل آزاریوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل کو چرکے لگاتے رہے۔

آپ نے بارہا جماعت کو کھلے بندوں سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ فتنہ اسی طرح مقابل پر سر اونچا کیے رہا یہانتک کہ خدا نے اس فتنے کا سر توڑ دیا اور خدا نے ثابت کر دیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث کی تعبیر درست تھی جو تفسیر آپ نے فرمائی تھی اور وہی سچی تفسیر تھی اور پھر خدا کی تائیدی گواہی اور عملی گواہی نے ہمیشہ کیلئے اس فتنے کا سر کچل دیا ان لوگوں کیلئے جن میں ایمان اور شرافت اور تقویٰ ہو۔ جن کے دل ٹیڑھے ہیں ان کیلئے تو کوئی وعدہ نہیں ہے۔ ان کو تو قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا کیونکہ جو دل تقویٰ سے عاری ہو اس کیلئے کوئی ہدایت نہیں۔ مگر میں جماعت احمدیہ کو مخاطب ہوں جن کی بھاری اکثریت کے متعلق میں جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ تقویٰ پر قائم ہیں۔ اسلئے کہ خدا کا سلوک ان سے وہ ہے جو متقیوں سے کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ خدا کی وہ تائیدات ان کو نصیب ہیں جو متقیوں کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ پس دلوں پر تو میری کوئی نظر نہیں مگر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں بتا رہی ہیں کہ وہ متقیوں کی جماعت ہے جس کیساتھ وہ مسلسل اس قدر کثرت کیساتھ احسان اور رحمت اور فضلوں کا سلوک فرماتا چلا جا رہا ہے۔ پس وہ متقی جو میرے مخاطب ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھ لیں گے۔

درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جس قدرت ثانیہ کو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا وہ قیامت تک کیلئے ہے اور قیامت تک کیلئے غیر منقطع ہے۔ پس جب وہ قدرت غیر منقطع ہے تو اُسکے ہوتے ہوئے کیا ضرورت ہے کہ ایک اور شخص کسی اور شخص کو بطور مجدد کھڑا کیا جائے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی زمانے کی حد نہیں لگائی اسلئے قیامت تک کیلئے اس حدیث کا اثر جاری ہے۔ تو ایسے سوچنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ قیامت تک کیلئے اس وقت کے خلیفہ کو (بزعم خویش۔ ناقل) کیوں خدا مجدد نہیں بنا سکتا جو صدی کے سر پر کھڑا ہوا اور اس صدی کے غیر معمولی تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے کسی تجدید کی ضرورت سمجھے۔ پس اس حدیث نبوی کا آیت استخلاف سے کوئی ٹکراؤ نہیں بلکہ دراصل آیت استخلاف کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے جس طرح پانی کے بعد تیمم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر خلافت قائم نہ رہے تو خدا اس امت کو چھوڑے گا نہیں اور مسلسل نہیں تو کم از کم صدی کے سر پر ضرور کوئی ایسا ہدایت یافتہ وجود بھیج دیگا جو اس وقت تک جمع ہوئی گمراہیوں کا ازالہ فرمائے گا یا ایک سے زائد ایسے وجود بھیج دے گا جو مختلف جگہوں پر تجدید دین کا کام کرینگے۔ جب خلیفہ موجود ہو تو پھر خلافت سے الگ کسی تجدید کی ضرورت نہیں اور وہ خلافت جس کا مسیح موعود سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اتنی نمایاں طور پر الٰہی تائید یافتہ خلافت ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے اگر آپ تجدید کا تصور کریں تو یہ ماننا لازم ہوگا کہ خلافت ہلاک ہو چکی ہے۔ اس میں کوئی تقویٰ کی روح باقی نہیں رہی ایسی صورت میں پھر کوئی الگ مجدد اگر کھڑا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ کے کام جب ظاہر ہوتے ہیں تو خود اپنا ثبوت اپنی ذات

میں رکھتے ہیں کسی بحث کے محتاج نہیں ہیں۔

مگر خدا کے کام خدا کے وعدوں کے خلاف نہیں ہوا کرتے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ہمارا خدا وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ پھر فرمایا تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ پھر فرمایا اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

پس اگر خدا سچا ہے اور لازماً خدا سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں۔اگر مسیح موعود سچے ہیں اور لازماً اس زمانے کے امام کے طور پر اس زمانے میں آپ سے بڑھ کر اور کوئی سچا نہیں تو لازماً وہ جھوٹے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور کسی خلافت سے باہر کسی تجدید کی محتاج ہوگی۔ پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت آپکے سامنے ہے۔ دیکھیں صدی گزر گئی جس صدی کے سر پر یہ پراپیگنڈے کئے جارہے تھے۔لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔دوسری صدی شروع ہوگئی اور اسکے تیرہ سال گزر چکے ہیں اور چودھویں میں داخل ہو رہے ہیں لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کے لیے ان لوگوں کے پراپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں۔اور تجدید کے دن آ رہے ہیں۔کسی مجدد کی تلاش کرو۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں،اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔"

(نیوز نمبر ۶۹)

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید،سید مولود احمد صاحب، کینیڈا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کے حوالہ سے یوں تحریر فرمایا ہے۔

Mirza Masoor Ahmad sahib has done this job a step further and said that Mujadideen are not mentioned in any Hadith and Quran at all. (Khutba June 10, 2011 on 35 to 37 minutes). I requested him to correct his absolutely wrong statement (see my letter #22 to him in alghulam.com in letters section but he never said anything on this);

(نیوز نمبر ۹۷،صفحہ نمبر ۳)

محترم سید مولود احمد صاحب کے اس بیان پر یہاں میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ تحریر کرتے وقت تقویٰ سے کام نہیں لیا۔یہ بالکل ایسے ہی ہے اگر کوئی یہ کہہ دے کہ قرآن پاک میں لکھا ہے نماز کے قریب نہ جاؤ۔اس اعتراض کا جواب میں نے علیحدہ مضمون میں دے دیا ہے۔

تینوں خلفاء نے کسی بھی جگہ مجددیت کے خاتمہ کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ یہ بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ وقت ہی مجدد بھی ہوتا ہے۔ اور خلافت کے ہوتے ہوئے علیحدہ مجدد کی ضرورت نہیں۔ ان کے اس بیان کی صداقت کو با آسانی پرکھا جا سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو شدید خطرات سے باحفاظت نکال کر امن کی جگہ پہنچا دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ان خلفاء کے ساتھ ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیشگوئی کے عین مطابق اس فرعون حکمران کے ہوا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کیا خدائی تائید کے بغیر ممکن ہے۔

اسیران راہ مولا کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو الہام ہوا کہ آموں کے موسم میں ملاقات ہو گی۔ یہ وہ اسیران تھے جنہیں پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ اپیلیں مسترد ہو چکی تھیں۔ مگر خدا کا غیب سے سامان پیدا کرنا ان اسیران کا رہا ہونا اور پھر آموں کے موسم میں حضورؒ سے ملاقات ہونا خدائی مدد کے بغیر ممکن ہے۔

سب سے بڑھ کر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگوں کا جماعت میں داخل ہونا کہ جنہوں نے کبھی خلیفہ وقت کو دیکھا تک نہیں تھا۔ مگر خواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ان خلفاء کی تصاویر دکھائیں۔ یہ ان دعویداران مجددیت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ انہیں چاہیئے کہ خدا سے سوال کریں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک طرف ہمیں مجدد بنا کر بھجوایا ہے اور دوسری طرف لوگوں کو ان خلفاء کی تصاویر دکھا کر ان کی بیعت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی خدائی پر سوال ہے۔ کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔

پھر انہیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ اور خلفاء احمدیت پر لگائے جانے والے الزامات کی بریت کے لئے بہت ہی پیارا بندوبست فرما دیا ہے۔ آج کم و بیش چھ سے زائد افراد مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ یہ تمام مجددین ایک دوسرے کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ جماعت کو انہیں جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس میں لڑا دیا ہے۔ سارے ایک دوسرے پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے مباہلے ہو رہے ہیں۔ مگر کوئی رزلٹ نہیں نکل رہا۔ ان کے حواریوں کو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ خدا سے فریاد کرنی چاہیئے۔ پوچھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کیوں فراڈیے، خاندانی، جھوٹے خلفاء کے ساتھ مل گیا ہے۔ کیوں ان سچے مجددین کو ذلیل کر رہا ہے۔ جو ایک دوسرے کو گالیاں نکال رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر گند اچھال رہے ہیں۔

ہر وہ شخص جس میں تھوڑا سا بھی تقویٰ اور خدا اور اس کے بنائے ہوئے نظام پر تھوڑا سا بھی یقین ہے۔ جسے خدا کی سنت کا علم ہے۔ وہ باآسانی جان سکتا ہے۔ کہ خدا کے سچے کون ہیں۔ خدا کن کے ساتھ ہے۔ کون ہیں جن کو خدا ہر روز فتح اور نصرت سے نواز رہا ہے۔ کن کے ذریعے آج اسلام کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ وہ کون ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی عزت اور ان کے مقام کو دنیا میں اجاگر کر رہے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جن کے ذریعے خدا کا وعدہ 'کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' بڑی تیزی سے پورا ہو رہا ہے۔

جب اسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ جب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے کارٹون بنائے جا رہے تھے۔ کہاں تھے یہ مجددین۔ کیا کوئی دکھا سکتا ہے کہ ان مجددین نے اس کے لئے کیا کیا۔ ان کی غیرت کہاں مر گئی تھی اس وقت۔ مسلمان حکومتوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اگر کوئی کھڑا ہوا تو وہ خلیفہ وقت تھا۔ جس نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اسلام کی سچی تعلیم سے دنیا کو آگاہ کیا۔ رسول کریم ﷺ کی عزت اور حرمت کے لئے دنیا بھر میں پروگرام کئے۔ جب پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں احمدیوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو پاؤں تلے روندھا جاتا ہے تو ان خدا کے شیروں کی آواز کیوں نہیں نکلتی۔ کہاں جا کر سو جاتے ہیں۔ اس وقت خدا کا شیر خلیفہ وقت ہی کھڑا ہوتا ہے۔ وہی ان احمدیوں کی دلجوئی کرتا ہے۔ ان کا خیال کرتا ہے۔ مجددین تو فیس بک پر خبریں اپ ڈیٹ کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

جب حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے تو اکیلے تھے۔ ہر طرف مخالفت تھی۔ مگر خدا آپ کے ساتھ تھا۔ اور اس خدا نے دور دور سے سعید روحوں کو پکڑ کر آپؑ کے قدموں میں لا کر جمع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قدر لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ راستوں میں گھڑے پڑ جائیں گے۔ اس لئے یہ بہانے بنانا کہ ان خلفاء کے ساتھ جماعت ہے۔ لوگ ہیں۔ میں اکیلا ہوں۔ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ خدا کے سچے مامور شروع میں ہمیشہ اکیلے ہوتے ہیں۔ اور مقابل پر لوگ اکھٹے ہوتے ہیں۔ مگر خدا کی تائید ان سچے ماموروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس تائید کے باعث اکیلا جماعت بن جاتا ہے اور جماعتیں بکھر جاتی ہیں۔

کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے

مجدد دین کے سلسلہ میں مختلف حوالوں سے ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے۔ کہ کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے۔ اسی ضمن میں خلفاء جماعت احمدیہ کے اس ارشاد کو بطور خاص پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آئندہ خلیفہ وقت ہی مجدد ہو گا۔

یہ سوال کہ کیا انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے کا جواب تو یہ ہے کہ تمام امتِ مسلمہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو مجدد تسلیم کرتی ہے اور آپ اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ بھی تھے۔ بلکہ آپ کو نامزد کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے بعض فرقے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پہلی صدی کا مجدد مانتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انتخابی خلیفہ مجدد ہو سکتا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ خلفاء احمدیت نے یہ کہا ہے کہ آئندہ خلیفہ وقت ہی مجدد بھی ہو گا۔

اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم یہ جانیں کہ مجدد کہتے کس کو ہیں اور مجدد کا کام کیا ہیں۔ مجدد کی تعریف کیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے آنے والے زمانے کے حوالے سے بہت سی پیشگوئیاں ارشاد فرمائیں۔ اپنی امت کے حالات سے آگاہ فرمایا۔ اپنی امت میں پیدا ہونے والی خرابیوں سے متنبہ فرمایا۔ اور اس کے ساتھ امت کی حفاظت اور پیدا شدہ خرابیوں کی اصلاح کے حوالے سے خدائی وعدوں سے بھی مطلع فرمایا۔

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شَرَاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر اس امت کے لئے دین کی تجدید کے واسطے آدمی بھیجتا رہے گا۔

(ابو داؤد، جلد سوم)

یہاں ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو مجدد نہیں کہا۔ بلکہ جس طرح پیغام پہنچانے والے کو پیغامبر کہا جاتا ہے ایسے ہی تجدید دین کا کام کرنے والوں کو مجدد کہا جانے لگا۔

حضرت مسیح موعودؑ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون.................فھذہ اشارۃ الی بعث مجدد فی زمان مفسد کما یعلمہ العاقلون

یقیناً ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔۔۔۔اس قرآنی آیت کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ فساد کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرے گا جیسا کہ عقل مند جانتے ہیں۔

(سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 362، سن تالیف 1894)

٢٩ ستمبر ١٩٠٥ء قبل دوپہر

سلسلہ مجددین: ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا

اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کا خلفا کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے۔ اور پھر **بَغْتَةً** قیامت آجائے گی۔

(ملفوظات، جلد ۴، صفحہ نمبر ۴۵۲)

رسول کریم ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرورت کے مطابق دین اسلام کی اصلاح کے لئے نیک اور صالح لوگ مبعوث فرماتا رہے گا۔ جو آکر لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں گے۔ کسی بھی

خلیفہ نے ایسے وجودوں کی آمد سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خواتین کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم آنے والے وقت کی مجدد ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اس تجدید دین کا کام کرنے والے بیشمار لوگ موجود ہیں۔

خلفاء احمدیت نے جہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آئندہ آنے والا مجدد خلیفہ وقت ہو گا وہ صرف ایسے مجدد کی بابت کہا ہے کہ جو آکر یہ اعلان کرے گا کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے۔ وہ ایک علیحدہ جماعت بنائے گا اور کہے گا میری بیعت کرو۔ ان کا ایسا کہنے کی وجہ ہے۔ اور ان کے اس دعویٰ کے ساتھ خدا کی تائید شامل ہے۔

جیسا کہ میں نے گزشتہ مضامین میں ثابت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد تیرہ سو سال تک بے شمار لوگ پیدا ہوتے رہے جو اپنے اپنے طور پر دین کی تجدید کا کام کرتے رہے۔ لیکن کسی ایک نے بھی کوئی علیحدہ جماعت نہیں بنائی۔ بلکہ اپنے اپنے طور پر اسلام کی خدمت بجالاتے رہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں کی ایمانی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اصل تعلیم بھلادی گئی۔ اور بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ دوسرے مذاہب اسلام کا مذاق اڑانے لگے۔ رسول کریم ﷺ پر اعتراضات کا بازار گرم ہو گیا اور کوئی دفاع کرنے والا نہ رہا۔

تب چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی کو مبعوث فرمایا اور خدائی حکم سے آپ نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ یہ آنے والا وجود کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آیا تھا۔ بلکہ دین اسلام کو اس کی اصل شکل میں واپس لانے کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ نیز اس دین کو پوری دنیا میں غالب کرنے کے واسطے نازل ہوا تھا۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمان اس آنے والے مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو کر غلبہ اسلام کی کوششوں میں اس کے معاون بنتے یہ مسلمان ہی اس مسیح اور مہدی کے سب سے بڑے مخالف اور دشمن ہو گئے۔ اور اس مسیح کی جماعت کو خود سے علیحدہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ترقی دے گا اور تین صدیوں کے اندر یہ جماعت جو دراصل اسلام کی اصل شکل ہے دنیا میں غلبہ اسلام کا باعث بنے گی۔ اور اس جماعت کی امامت کے لئے آپؑ نے دوسری قدرت یعنی خلافت کے قیام کی پیشگوئی فرمائی۔

اب یہ خلافت ممبران جماعت کی قدم قدم پر رہنمائی کر رہی ہے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی کمزوری یا غلطی کی بروقت نشاندہی کرتی ہے اس کی اصلاح کرتی ہے۔ اسلام مخالف کوششوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اسلام کی اصل شکل غیر مذاہب کو دکھلا رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان خلفاء کی مدد فرمارہاہے۔ ان کی کوششوں کو بار آور کر رہاہے۔ ہمیں ہر روز حضرت مسیح موعودؑ سے کئے وعدے پورے ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ خلفاءوقت اور ممبران جماعت کی کوششوں اور مساعی سے راضی ہے۔ اور ان کے ساتھ کھڑا ہے۔

خدا کا کوئی کام بلا مقصد نہیں ہوتا۔ کسی نئے وجود کی ضرورت اس وقت پیش آسکتی ہے اگر یہ خلفاء احمدیت خدانخواستہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کر رہے ہوں۔ اور جماعت میں بدعقائد پیدا ہو گئے ہوں۔ لوگ خدا کی عبادت چھوڑ چکے ہوں۔

اگر اب اللہ تعالیٰ پھر کسی شخص کو بطور مجدد کھڑا کر دے۔ اور وہ ایک علیحدہ جماعت کی بنیاد رکھ دے۔ تو نتیجہ کیا نکلے گا کہ پھر وہ سلسلہ صفر سے شروع ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کیا تھا ادھورا رہ جائے گا۔ وہ مجدد پھر ایک جماعت بنائے گا اور سو سال بعد ایک اور شخص کھڑا ہو جائے گا اور ایک نئی جماعت وجود میں آجائے گی۔ نتیجہ کیا نکلے گا کہ خدائی وعدہ ”دین اسلام پوری دنیا پر غالب آئے گا“ کبھی پورا نہیں ہو گا۔ اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ خدا ایک وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔

اس لئے ضروری ہے کہ جب تک پوری دنیا میں غلبہ اسلام ہو نہیں جاتا۔ خلافتِ احمدیہ قائم رہے۔

پھر خلفاء احمدیت کے اس دعوے کی تصدیق اس طرح ہو جاتی ہے کہ آج تک کوئی مجدد خدا کی طرف سے مبعوث نہیں ہوا۔ جنہوں نے بھی جھوٹے دعوے کئے وہ اپنی موت آپ مر گئے۔ اگر وہ سچے ہوتے تو یقیناً خدا کی تائید ان کے ساتھ ہوتی اور وہ کامیاب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا اور انہیں دوسروں پر غالب کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد کے ساتھ خلفاء احمدیت تجدید دین کا کام بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی رہنمائی اور مدد فرمارہاہے۔ اور جماعت دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور دشمنانِ احمدیت کے گرد دائرہ تنگ ہوتا جا رہاہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ کے خطبہ پر اعتراضات کے جواب

محترم سید مولود احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا تھا۔ یہ خط حضورؒ کے ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کے دیئے گئے خطبہ جمعہ کے حوالے سے ہے۔ یہ خطبہ حدیث مجد دین کے حوالے سے ہے۔ جنبہ صاحب نے بھی اس کے بارہ میں بہت کچھ کہا ہے۔ دونوں احباب کے اعتراضات ایک جیسے ہی ہیں۔ محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۱) نہ ہی قرآن میں اور نہ ہی حدیث میں مجدّد کا ذکر ملتا ہے۔ (دیکھیں خطبہ کا کتنے سے 37 منٹ کا حصّہ)
آپکا یہ کہنا قرآن، احادیث اور حضرت مہدیؑ کی تعلیمات کے مخالف ہے۔ حیرت ہے کہ خطبہ میں یا بعد میں کسی نے بھی آپکی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کی۔ خاکسار اِس کے جواب میں کئی صفحات لکھ سکتا ہے مگر آپکو خود اپنے کہے ہوئے پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(خط بنام خلیفۃ المسیح الخامس، خط نمبر ۴)

محترم سید صاحب نے شاید یہ خطبہ خود نہیں سنا اور یا پورے خطبہ کی صرف یہ لائن سن سکے ہیں۔ یہ سارا خطبہ ہی اس حدیث کے متعلق تھا۔ اور اسی حدیث کی تشریح میں تھا تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب اس حدیث کا ہی انکار کر دیتے۔ بات کو سمجھنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ محترم سید صاحب اور دیگر احباب کے استفادہ کے لئے چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ 06 :55 منٹ پر حضور فرماتے ہیں.

اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدیدِ دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ حدیث 4291) اور وہاں جو الفاظ ہیں اُس میں صرف واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اُس کے معنی جمع کے بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دعوے کی صداقت کے طور پر بھی پیش فرمایا ہے۔ اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں آپ کے ارشادات اور تحریرات تو بے شمار ہیں جن کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے، تاہم چند حوالے جیسا کہ میں نے کہا کہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ اگر ان کو غور سے دیکھا جائے تو آئندہ آنے والے مجددین کے بارہ میں بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اس حوالہ میں حضرت صاحب ارشاد فرمارہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدید دین کے واسطے مجددین کھڑے ہونگے۔ وہ خطبہ جو شروع ہی اس تصدیق کے ساتھ ہو رہاہے کہ مجددین کے حوالہ سے یہ حدیث ہے اس میں اسی حدیث کا انکار کیسے کیا جاسکتاہے۔

اب میں وہ حصہ سیاق وسباق کے ساتھ پیش کرتا ہوں جس میں سے ایک لائن نکال کر محترم سید صاحب فرمارہے ہیں کہ حضرت صاحب نے اس حدیث کا انکار کر دیاہے۔

پس یہ حقیقت ہے مجددین کی کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی ہو گئے، بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہوگا۔ اب حیثیت اُس کی بڑی ہے جو ایک وقت میں ایک ہو یا وہ جو ایک وقت میں کئی کئی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خلافت کو مقام دیا ہے کہ وہ علیٰ منہاجِ نبوت ہوگی۔ مجددیت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور جو حدیث ہے مجدد کے بھیجے جانے کے متعلق اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اُس اُمت کے دین کی تجدید کرے گا۔

(سنن أبی داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئۃ حدیث 4291)

نوٹ: یہاں بھی اس حدیث کا ذکر موجود ہے۔ (ناقل)

اب یہاں ترجمے میں تو انہوں نے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن یہاں کئی لوگ بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ عربی دان کہتے ہیں مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا میں مَنْ جو ہے اس میں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ تو جو اُمت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی اُمت میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہوگا اُس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اُس کے لئے قربانی کو بڑھائے گا۔ اب ہر صدی کے سر پر مجدد کہا ہے، یا ہر صدی میں مجدد کہا ہے، یا مجددین کا کہا ہے تو اس کو اگر خلافت علیٰ منہاج نبوت والی حدیث سے ملا کر پڑھیں تو اُس میں پہلے نبوت، پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا بیان فرمایا۔ پھر اس نعمت کے اُٹھ جانے کے بعد بادشاہت کا، ایذا رسان بادشاہت ہے۔ اب جب تک خلافت علیٰ منہاج نبوت تھی پھر اُس کے بعد صحابہ بھی زندہ رہے، بلکہ تابعین بھی رہے، تبع تابعین بھی زندہ رہے، ایک صدی گزر گئی، دین میں اتنا بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک مجدد کے لئے نہیں کہا۔ صدی گزرنے کے بعد فرمایا کہ مجدد پیدا ہوگا۔ کیونکہ مجددین کی پہلی صدی میں ضرورت نہیں تھی۔ مجدد آنے کی پیشگوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سال گزرنے کے بعد کی فرمائی ہے۔ گویا یہ ایک لحاظ سے خلافت کے ختم ہونے کی پیشگوئی بھی تھی اور

بدعات کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی بھی تھی کہ زیادہ کثرت سے بدعات داخل ہو جائیں گی۔مختلف فرقے بن جائیں گے۔گو یہ بدعت ایسی چیز تھی جس کی اصلاح کے لئے مجددین نے پیدا ہونا تھا اور پھر یہ مجددین کا سلسلہ اس اصلاح کے لئے شروع ہوا۔اور جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے تاریخ بھی ثابت کرتی ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجددین ہوئے۔لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مسیح موعود اور عظیم الشان مجدد اور آخری ہزار سال کے مجدد کے آنے کی خوشخبری دی تو پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی خوشخبری دی۔ پھر آپ نے خاموشی فرمائی۔ پس مجددیت کی ضرورت جس نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنے محدود دائرے میں تجدیدِ دین کرنی ہے یا کرنی تھی تو وہ اُس وقت تک تھی جب تک کہ مسیح موعود کا ظہور نہ ہوتا۔ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا جو چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں تو پھر اُس نظام نے چلنا تھا جو خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظام ہے۔اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ زبردست قدرت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی طرف مختلف روحوں کی رہنمائی بھی فرماتا رہتا ہے۔اُن لوگوں کو جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مختلف مذہبوں سے تعلق رکھنے والے ہیں، رؤیا میں اُن کو خلفاء کو دکھا کر اس بات کی تائید فرماتا ہے کہ اب نظامِ خلافت ہی اصل نظام ہے اور اس کے ساتھ جُڑ کر ہی تجدیدِ دین کا کام سرانجام پانا ہے۔ کیونکہ نہ ہی قرآن کریم میں اور نہ ہی حدیث میں کہیں مجددوں کا ذکر ملتا ہے ہاں خلافت کا ذکر ضرور ملتا ہے جس کا گزشتہ جمعہ سے پہلے 27 مئی کے خطبہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں نے آیتِ استخلاف کے حوالے سے ذکر بھی کیا تھا۔

پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہوگی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے۔اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس جگہ حضرت صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کے بعد ہمیں خلافت کا ذکر ملتا ہے۔اور پھر اس کی وضاحت فرماتے ہیں:

پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہوگی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے۔اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس اگر تو بغض سے پاک ہو کر بات کو سمجھا جائے تو بات بہت صاف ہے۔لیکن اگر اعتراض کی خاطر دیکھا جائے تو غیر مسلم تو قرآن پاک کو نہیں چھوڑتے۔

اس کے بعد محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۴) حضور پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی کئی مجدد آتے رہے۔
خاکسار آپ سے درخواست کرتا ہے کہ حضرت مہدیؑ نے جو بارہ مجددین
حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے لے کر حضرت سید احمد شہید بریلویؒ تک اور
پھر اپنے آپ کو شامل کیا اور کہا کہ صرف اللہ کی طرف سے مجدد بن کر
آئے۔ ان کا ظہور مختلف ممالک میں ہوا مگر وعدے کے مطابق ایک صدی
میں صرف ایک ہی مجدد کہلوایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ حضورؑ سے زیادہ فہم رکھتے
ہیں یا الگ کچھ کہنے کا۔ جو حضرت مسیحؑ کی تعلیم سے ہٹ کر ہو کہنے کا اختیار رکھتے ہیں؟

خاکسار نے مندرجہ بالا تحریر کے حوالے سے محترم سید مولود احمد صاحب سے بذریعہ ای میل درخواست کی کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کا حوالہ دے کر ممنون فرمائیں۔ محترم سید صاحب کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

Syed Ahmed 1/29/2015
To: Talash-e-

From: **Syed Ahmed** (syedahmed1@hotmail.com) This sender is in your contact list.
Sent: Thursday, January 29, 2015 4:25:07 PM
To: Talash-e- (zara_suniay@hotmail.com)

Syed Sahib,
Assalam O Alaikum!

I will request you to read Hazoor 's (as) tafseer (compiled by Jamaat Qadian side) of Ayetay Istakhlaf towards the end of it. But preferably all of it.

Wassalam,

Syed M. Ahmed
B.Comm, CAM, PFP

محترم سید صاحب فرمارہے ہیں جماعت قادیان کی طرف سے مرتب کردہ حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر میں سے آیت استخلاف کی تفسیر والا حصہ پڑھیں۔

جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کی باقاعدہ تفسیر نہیں لکھی بلکہ اپنی کتب میں قرآن پاک کی جن آیات کو پیش کرکے دلائل دیئے ہیں۔ بعد ازاں جماعت نے ان حصوں کو اکھٹا کر کے شائع کیا ہے۔ آپؑ نے آیتِ استخلاف کو بھی اپنی کئی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کی جلد نمبر ۳ میں صفحہ نمبر ۴۵۸ سے لیکر صفحہ نمبر ۵۱۷ تک اس آیت کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جو مختلف کتب کے حوالے ہیں۔

محترم سید صاحب نے جس حصہ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ حضورؑ کی کتاب تحفہ گولڑیہ میں سے ہے۔ متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

اور منجملہ دلائل قویہ قطعیہ کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو مسیح موعود اسی اُمتِ محمدیہ میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[1] الخ یعنی خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وعدہ فرمایا ہے جو ان کو زمین پر اُنہی خلیفوں کی مانند جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں خلیفے مقرر فرمائے گا اِس آیت میں پہلے خلیفوں سے مُراد حضرت موسیٰ کی امت میں سے خلیفے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو قائم کرنے کے لئے پے در پے بھیجا تھا اور خاص کر کسی صدی کو ایسے خلیفوں سے جو دینِ موسوی کے مجدد تھے خالی نہیں جانے دیا تھا اور قرآن شریف نے ایسے خلیفوں کا شمار کرکے ظاہر فرمایا ہے کہ وہ باراں [۱۲] ہیں اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو موسوی شریعت کا مسیح موعود ہے۔ اور اس مماثلت کے لحاظ سے جو آیت ممدوحہ میں كَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتی ہے ضروری تھا کہ محمدی خلیفوں کو موسوی خلیفوں سے مشابہت و مماثلت ہو۔ سو اسی مشابہت کے ثابت اور متحقق کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا مگر درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں تھا اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی

سِلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دے کر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے اور درمیان میں باراں خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چوداں کا عدد پورا ہو ایسا ہی سلسلہ محمدی خلافت کے مسیح موعود کو چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا کیونکہ موسی سلسلہ کا مسیح موعود بھی ظاہر نہیں ہوا تھا جب تک کہ سن موسوی کے حساب سے چودھویں صدی نے ظہور نہیں کیا تھا ایسا کیا گیا تا دونوں مسیحوں کا مبدء سلسلہ سے فاصلہ باہم مشابہ ہو اور سلسلہ کے آخری خلیفہ مجدد کو چودھویں صدی کے سر پر ظاہر کرنا تکمیل نور کی طرف اشارہ ہے کیونکہ موسی سلسلہ کا مسیح موعود بھی ظاہر نہیں ہوا تھا جب تک کہ سن موسوی کے حساب سے چودھویں صدی نے ظہور نہیں کیا تھا ایسا کیا گیا تا دونوں مسیحوں کا مبدء سلسلہ سے فاصلہ باہم مشابہ ہو اور سلسلہ کے آخری خلیفہ مجدد کو چودھویں صدی کے سر پر ظاہر کرنا تکمیل نور کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مسیح موعود اسلام کے قمر کا **متمّم** نور ہے اس لئے اس کی تجدید چاند کی چودھویں رات سے مشابہت رکھتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1] کیونکہ اظہار تام اور اتمام نور ایک ہی چیز ہے۔ اور یہ قول کہ **لیظھرہٗ علی الادیان کل الاظھار** مساوی اس قول سے ہے کہ **لیتم نورہ کل الاتمام** اور پھر دوسری آیت میں اس کی اور بھی تصریح ہے اور وہ یہ ہے۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ[2] اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ اتمام نور کے لئے چودھویں رات مقرر ہے۔ غرض جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان باراں خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا اور اُن کا عدد بارہ ظاہر کیا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے مگر تیرھواں خلیفہ جو اخیری خلیفہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے رُو سے اس قوم میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کا کوئی باپ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ حضرت موسیٰ سے اپنی شاخ ملا سکتا۔ یہی تمام باتیں سلسلہ خلافت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں یعنی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہے کہ اس سلسلہ میں بھی درمیانی خلیفے باراں ہیں اور تیرھواں جو خاتمِ ولایت محمدیہ ہے وہ محمدی قوم میں سے نہیں ہے یعنی قریش میں سے نہیں اور یہی چاہئے تھا کہ باراں خلیفے تو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے

ہوتے اور آخری خلیفہ اپنے آباء واجداد کے رُو سے اس قوم میں سے نہ ہوتا تا تحقق مشابہت اکمل اور اتم طور پر ہو جاتا۔ سو الحمدللّٰہ و المنّة کہ ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث متفق علیہ ہے جو جابر بن سمرہ سے ہے اور وہ یہ ہے۔ **لا یزال الاسلام عزیزًا الٰی اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش.** یعنی بارہ خلیفوں کے ہوتے تک اسلام خوب قوت اور زور میں رہے گا مگر تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اُس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبۂ صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا اور وہ بارہ خلیفے جو غلبۂ اسلام کے وقت آتے رہیں گے وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوں گے۔☆ مگر مسیح موعود جو اسلام کے ضعف کے وقت آئے گا وہ قریش کی قوم میں سے نہیں ہوگا کیونکہ ضرور تھا کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء اپنے باپ کے رو سے حضرت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں ہے ایسا ہی محمدی سلسلہ کا خاتم الاولیاء قریش میں سے نہ ہو اور اسی جگہ سے قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ اسلام کا مسیح موعود اِسی امت میں سے آنا چاہئے کیونکہ جبکہ نص قطعی قرآنی یعنی کَمَا کے لفظ سے ثابت ہو گیا کہ سلسلہ

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۶)

اسی کتاب میں آگے چل کر صفحہ نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴ پر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

لئے اِسی قدر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو رسول ظاہر کر کے اُن کو دو مستقل شریعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک شریعت موسویہ۔ دوسری شریعت محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں اور درمیانی بارہ بارہ خلیفے جو ان دونوں شریعتوں میں پائے جاتے ہیں وہ ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں سے ہیں۔ یعنی موسوی خلیفے اسرائیلی ہیں اور محمدی خلیفے قریشی ہیں مگر آخری دو خلیفے ان دونوں سلسلوں کے

وہ ان ہر دو نبی صاحب الشریعت کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عیسٰی اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں اور اسلام کے مسیح موعود کی نسبت جو آخری خلیفہ ہے خود علماءِ اسلام مان چکے ہیں کہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور نیز قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح ایک دوسرے کا عین نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح موعود کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔ اور تفصیل اس استدلال کی یہ ہے کہ كَمَا کا لفظ جو آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں ہے جس سے تمام محمدی سلسلہ کے خلیفوں کی موسوی سلسلہ کے خلیفوں کے ساتھ مشابہت ثابت ہوتی ہے ہمیشہ مماثلت کے لئے آتا ہے اور مماثلت ہمیشہ من وجہٍ مغایرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے اور عین کسی وجہ سے اپنے نفس کا مغایر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہو کر اُن کے عین نہیں ہو سکتے ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں سے آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کسی طرح عین نہیں ہو سکتے اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ كَمَا کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت کی مشابہت کے لئے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی كَمَا کا لفظ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے جس کا ایک پلید قوم کے لئے سر کاٹا گیا (سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارھواں خلیفہ قریشی ہو جیسا کہ حضرت یحییٰ اسرائیلی ہیں۔ لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ اسرائیلی نہیں ہیں۔ سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحییٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں۔

محترم سید صاحب نے اس تحریر کا حوالہ دیکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو کہا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی کئی مجدد آسکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک صدی میں ایک مجدد کے آنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن محترم سید صاحب نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ یہ تحریر خود ان کے عقائد کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس تحریر میں ارشاد فرمارہے ہیں کہ

۱۔ امتِ موسویہ میں کل تیرہ خلیفے ہوئے۔ پہلے بارہ خلیفے اسرائیلی تھے اور آخری خلیفہ یعنی حضرت عیسیٰؑ اسرائیلی نہیں تھے۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد چھ سو سال کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ لیکن ان چھ سو سالوں میں کوئی نبی نہیں آیا بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے خلیفہ ہی ان کی جماعت کی قیادت کرتے رہے۔ اسی طرح امتِ محمدیہ جو امتِ موسویہ سے مماثلت رکھتے ہے، میں بھی کل تیرہ خلیفے ہوئے۔ بارہ قریش میں سے اور آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ قریش میں سے نہیں تھے۔ اور اب آپؑ کے بعد آپؑ کی خلافت جماعت کی قیادت کرے گی۔

حضورؑ کے اس ارشاد کے مطابق حضورؑ آخری خلیفہ (مجدد) ہیں اور آپ کے بعد کوئی خلیفہ (مجدد) نہیں۔ اس طرح سید صاحب آپ کا یہ عقیدہ کہ سلسلہ مجددیت ختم نہیں ہوا بلکہ قیامت تک جاری ہے۔ باطل ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات خلفاء احمدیت سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قیامت تک چلنے والا سلسلہ خلافت احمدیہ ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب اور ان حوالوں میں بڑی وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ امتِ محمدیہ میں مسیح موعود نے چودھویں صدی میں آنا تھا اور جس طرح امتِ موسویہ میں حضرت عیسیٰؑ سے پہلے حضرت یحیٰؑ مبعوث ہوئے تھے اسی طرح مجھ سے پہلے حضرت سید احمد صاحب بریلوی مبعوث ہوئے تھے۔ اور میں ہی وہ موعود مسیح ہوں۔ حضورؑ نے اس موضوع پر بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

اس طرح آپ کا دوسرا عقیدہ کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔ حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح ہیں باطل ہو جاتا ہے۔

سید صاحب اسی موقع کے لئے شاعر کہتا ہے:

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

خاکسار جانتا ہے کہ آپ کے دل میں واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا بہت احترام اور غیرت ہے اور آپؑ کی کہی ہر بات کو آپ باقی تمام باتوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ تحریر کیا تھا: کہ کیا آپ حضورؑ سے زیادہ فہم رکھتے ہیں؟ یا الگ کچھ کہنے کا جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے ہٹ کر ہو کہنے کا اختیار رکھتے ہیں؟

آپ کے اس جذبہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خاکسار یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کو پڑھنے کے بعد آپ اپنے عقائد پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

محترم سید صاحب اسی آیت استخلاف کی تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

> طرف دعوت کی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو برطبق حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرآئیل** ملہم اور محدّث تھے اور جس طرح موسیٰ کی شریعت کے آخری زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام بھیجے گئے جنہوں نے نہ تلوار سے بلکہ صرف خلق اور رحمت سے دعوتِ حق کی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس شریعت کے لئے مسیح موعود کو بھیجا تا وہ بھی صرف خُلق اور رحمت اور انوارِ آسمانی سے راہ راست کی دعوت کرے اور جس طرح حضرت مسیح حضرت موسٰی علیہ السلام سے قریبًا چودہ سو برس بعد آئے تھے اس مسیح موعود نے بھی چودھوٗیں صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلّی پا گیا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کیلئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ [1] آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ **قفینا من بعدہ بالانبیاء**۔ پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدّث ہوں چونکہ ہمارے سیّد و رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدّث رکھے گئے اور اسی کی طرف اِس آیت میں اشارہ ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ چونکہ ثُلّة کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے۔ اِس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امّت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمّت کے مرسلوں کے برابر ہیں اور درحقیقت اسی کی طرف اس دُوسری آیت میں بھی اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡــًٔا یعنی خدا نے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ البتہ اُنہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ کرے گا جیسا کہ اُن لوگوں کو کیا جو اُن سے پہلے گذر گئے اور اُن کے دین کو جو اُن کے لئے پسند کیا ہے ثابت کردے گا اور اُن کے لئے خوف کے بعد امن کو بدل دے گا میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (الجزو نمبر ۱۸ سُورۃ نور) اب غور سے دیکھو کہ اِس آیت میں بھی مماثلت کی طرف صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مُراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک اور صدہا خلیفے رُوحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳۲۳، ۳۲۴)

محترم سید صاحب اس جگہ حضورؑ فرما رہے ہیں:

ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ چونکہ ثُلّة کا لفظ دونوں فقروں میں برابر آیا ہے۔ اِس لئے قطعی طور پر یہاں سے ثابت ہوا کہ اس امّت کے محدث اپنی تعداد میں اور اپنے طولانی سلسلہ میں موسوی اُمّت کے مرسلوں کے برابر ہیں اور درحقیقت اسی کی

اور پھر فرما رہے ہیں:

ہے کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک اور صد ہا خلیفے رُوحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔

اسی کتاب میں آگے چل کر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

معترض صاحب اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے پھر کسی مجدد کی کیا ضرورت ہے لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی اور جس طرح قرآن کریم میں آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ ہے اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے جس کا نام توریت ہے چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف ہے لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صد ہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہوگئی ہو ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَقَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ [1] یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳۴۰)

پس اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امتِ موسویہ میں سینکڑوں خلیفے ہوئے اور اسی کے برابر امتِ محمدیہ میں بھی یہ وجود ہونے چاہیئں۔ اور یہ سینکڑوں تب ہی ہوسکتے ہیں اگر ایک وقت یا ایک صدی میں کئی کئی موجود ہوں۔ اور تمام خلفاء احمدیت یہی بات بیان کررہے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور ان کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

میں یہاں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دونوں حوالے ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک کی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔ جہاں حضورؑ نے یہ فرمایا ہے کہ امتِ موسویہ میں تیرہ خلیفے ہوئے تو اس سے مراد وہ نبی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور دوسرے حوالے میں آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا انبیاء تو یہ بھی قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ہی آپؑ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک ہی سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا نبی بجھوائے گئے۔ جن میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی خط میں محترم سید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۳) آپ کہتے ہیں کہ منافق لوگ خلیفہ اور مجدّد میں فرق پوچھتے ہیں۔
جناب! اس قدر ستم تو نہ کریں۔ آپ تو لوگوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جو بھی یہ سوال کرے گا وہ منافق کہلائے گا۔ آپکے اس بیان سے گمان ہوتا ہے کہ آپ لوگوں سے یہ فرق جاننے کا حق انہیں منافق کہہ کر چھین رہے ہیں؟ اب عام احمدی ڈرتے ہوئے سوال نہیں کرے گا کیونکہ اُسے منافق کہلوانا گوارا نہ ہوگا۔

اس کا جواب دینے سے پہلے حضور کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بارے میں مختلف موقعوں پر وضاحت فرمائی ہے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں یہ سوال بڑے زور وشور سے اُٹھایا گیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مختلف موقعوں پر اور خطبات میں اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ پھر خلافتِ رابعہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی یہ سوال کیا گیا۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو وقتاً فوقتاً اُٹھایا جاتا ہے یا ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور منافق طبع لوگ جو ہیں اُن کی یہ نیت رہی ہے کہ کسی طرح جماعت میں بے چینی پیدا کی جائے کہ

خلافت اور مجددیت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں عموماً بڑی ہوشیاری سے علم حاصل کرنے کے بہانے سے بات کی جاتی ہے یا اُس حوالے سے بات کی جاتی ہے۔لیکن بعد میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کچھ اور تھی۔ خاص طور پر خلافتِ ثالثہ میں یہ ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے ایک فتنہ تھا۔لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی جاری خلافت کے لئے بھی وہ زبردست قدرت کا ہاتھ دکھائے

دلوں کے حال یا خدا تعالیٰ جانتا ہے یا انسان خود جانتا ہے۔ حالانکہ حضرت صاحب نے کسی کا نام تو نہیں لیا۔لیکن آپ سمجھ گئے۔ کہ کون مخاطب ہے۔ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث درجِ ذیل ہے۔اس میں آپؐ نے منافق کی تعریف بیان فرمائی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

یحییٰ بن ایوب، قتیبہ بن سعید، اسماعیل بن جعفر، ابو سہیل، نافع بن مالک، ابن ابو عامر، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

اس حدیث سے با آسانی ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ کون منافق ہے اور کون نہیں ہے۔ جن کے دل صاف ہیں وہ آج بھی ذہن میں پیدا ہونے والے ہر سوال کے جواب کے لئے خلیفہ وقت سے رجوع کرتے ہیں۔ اور پھر پوری شرح صدر کے ساتھ دیئے گئے جواب پر ایمان لاتے ہیں۔ خلیفہ وقت کا دل سے احترام کرتے ہیں۔

سید صاحب آپ کے نزدیک منافق کہنا اگر اتنا ہی برا ہے تو آپ کیوں دوسروں کو منافق کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ

”تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔“

صرف یاد دہانی کے لئے آپ کا ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

Few days ago, I sent you all, an email and raise some questions and presented to you "Iman" of these your Khulfa quating references from their sayings and writings and ask you to reply these questions. If you think you are on the right side then why you did not answer these questions. Why you are acting like a "Munafiq"????? Is this not your Munafiqat ???? Do you have courage to face these questions ????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۱)

قدرتِ ثانیہ،

صدر انجمنِ احمدیہ

اور

انتخابِ خلافت

قدرت ثانیہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی بابت بار بار خبر پانے کے بعد ۱۹۰۵ء میں ایک کتاب 'رسالہ الوصیت' کے نام سے شائع فرمائی۔ اس میں ممبران جماعت کو آگاہ فرمایا کہ میری وفات کے دن قریب ہیں۔ نیز آپؑ نے ممبران کو آئندہ جماعت کے نظام کو چلانے کے حوالے سے بھی نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک نصیحت قدرت ثانیہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلة:۲۲، خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ ناقل) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور: ٥٦)

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچادیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بیوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سواے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکھٹے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکھٹے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ☆۔ (☆ : ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ

میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تیئں دوسروں کے لئے نمونہ بنادے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۴ تا ۳۰۷)

قدرتِ ثانیہ کے حوالہ سے بہت سوال اٹھائے جاتے ہیں کہ اس سے مراد خلافت نہیں بلکہ مصلح موعود ہے۔ اس لئے قدرتِ ثانیہ کے حوالے سے جو حضورؑ نے فرمایا ہے اسے مکرر تحریر کرتا ہوں۔

اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی

طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے حضرت ابو بکرؓ کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ خلافت قدرتِ ثانیہ ہے۔ اس کے بعد اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

یہاں اس وہم کا رد فرما دیا کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ مجددیت ہی قدرت ثانیہ ہے۔ اگر سلسلہ مجددیت قدرتِ ثانیہ ہے تب وہ تو ۱۵۰۰ سال سے جاری ہے۔ حضورؑ فرما رہے ہیں کہ جب میں جاؤں گا تو خدا دوسری قدرت کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ وہ دائمی ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

یہاں یہ پیشگوئی بھی فرمادی کہ قدرتِ ثانیہ ایک وجود نہیں ہے بلکہ کئی وجود ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کی وصیت کے مطابق حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاول منتخب ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ قدرتِ ثانیہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اس دعا کی تحریک حضورؑ نے اپنی زندگی میں ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ لیکن یہ ایسی دعا ہے جو ہمیں ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کی بقا خلافت سے وابستہ ہے۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی خلافت کے دور میں بھی اسے جاری رکھا اور اس کی تحریک بھی کی۔

قدرتِ ثانیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں

محترم جنبہ صاحب نے اپنی تقریروں اور مختلف مضامین میں اس بات کا بھی بار بار اظہار فرمایا ہے۔ بلکہ چیلنج کیا ہے کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد جماعت میں قائم نظام خلافت نہیں بلکہ اس سے مراد مصلح موعود یعنی غلام مسیح الزماں ہے۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

چنداغلاط اور اُنکی اصلاح

مضمون کے آغاز میں رسالہ الوصیت سے درج شدہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی عبارت سے دو باتیں غلط طور پر اَخذ کی گئی ہیں۔

(۱) پہلی غلط بات یہ ہے کہ حضورؑ کی اِس عبارت کا حوالہ دیدے کر عموماً دِن رات افرادِ جماعت کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ ’’حضورؑ کی وفات کے بعد جو لوگ اُنکے جانشین منتخب ہوں گے وہی قدرتِ ثانیہ کے مظاہر ہیں‘‘۔

(۲) دوسری غلط بات جو احمدیوں کے ذہنوں میں بٹھائی جاتی ہے کہ ’’اِن جانشینوں یا اِنتخابی خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے‘‘۔ یہ دونوں باتیں حضورؑ کی وصیت کی روشنی میں قطعی طور پر بے بنیاد اور غلط ہیں۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

قدرتِ ثانیہ کیلئے اِجتماعی دعائیں

’’قدرتِ ثانیہ کیلئے اِجتماعی دعا:۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اِجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعودز کی غلام کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مصداق سمجھتے تھے جس نے بعد ازاں رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔ احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے اِس پہلے مظہر کو حضورؑ نے ’’مصلح موعود‘‘ کا نام دیا تھا اور خلیفہ اوّلؓ بھی اُسے مجدد سمجھتے تھے۔ اگر ’’اِنتخابی خلافت راشدہ‘‘ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی نظر میں ’’قدرتِ ثانیہ‘‘ ہوتی تو آپؓ ضرور حضرت میر ناصر نواب سے یہ اِرشاد فرماتے کہ قدرتِ ثانیہ تو مجسم رنگ میں خلیفۃ المسیح اوّل کی صورت میں افرادِ جماعت کے سامنے موجود ہے اور اب آپ کس قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرنا اور کروانا چاہتے ہیں؟ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ بذاتِ خود بھی جماعت کے ساتھ مل کر قدرتِ ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک ایسا عظیم الشان وجود تھا جن کے تقویٰ اور طہارت کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۳، ۴، ۵)

پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

حضرت بانئے جماعتؑ کی وفات کے بعد یہی عظیم الشان وجود حضورؑ کا جانشین منتخب ہوا اور اس خلیفہ راشد کا بھی یہی ایمان تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے جس قدرت ثانیہ کی اپنی جماعت کو بشارت بخشی تھی اُس سے سلسلہ مجددین یعنی الہامی خلفاء مراد ہیں اور آپؓ نے بحیثیت خلیفۃ المسیح اولیٰ احمدیہ سلسلہ میں ظاہر ہونیوالی قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر یعنی زکی غلام مسیح الزماں کے ظہور کا وقت بھی اجتہادی رنگ میں اندازاً بتایا تھا۔ محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے کے برادر اکبر مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا قرآن کریم کا درس باقاعدگی کیساتھ نوٹ کیا کرتے تھے۔ ذیل کے الفاظ حضرت کے درس فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء سے لیے گئے ہیں۔ مکرم ماسٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا تھا:۔

''تمیں برس کے بعد انشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرت ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ انتخابی خلافت راشدہ کو قدرت ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن الہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرت ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ اس لئے امید ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے قدرتِ ثانیہ کی جو وضاحت فرمائی ہے اسے بھی تسلیم فرمائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ایک مضمون 'وفات مسیح موعودؑ' شائع فرمایا۔ اس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

اپنی الوصیۃ کے صفحہ نمبر ۵ میں اپنی وفات کا ذکر فرماتے ہوئے اور مخالفوں کی جھوٹی خوشیوں کو جناب الٰہی سے پامال کر دکھانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور قوم کو مخاطب فرماکر ارشاد کرتے ہیں۔ ''غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اُسکا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک مَیں نہ جاؤں'' موت کا آنا سب کے لیے جو مخلوق ہو ضروری ہے کل نفس ذائقۃ الموت بلا استثنا یہ ایک عام قاعدہ اول تو منصوص پھر موجود و مشہود ہے۔ اس سچے قاعدہ کے مطابق قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ موت جب

سامنے حاضر ہو تو وصیت کا کرنا تمہارے لیے ایک ضروری اور فرض کا ہے اسپر اس امام نے کیسا عمل کیا ہے؟ اس نص کو سن لو۔ اور پھر اس عمل و درآمد کو دیکھ لو۔ نص یہ ہے۔

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ

اور اسپر جو عمل و درآمد اس کامل انسان نے فرمایا وہ رسالہ الوصیۃ میں ملاحظہ کرو۔ صفحہ نمبر ۲ سطر ۴ سے فرماتے ہیں۔ "میرا زمانہ **وفات** نزدیک ہے (یہ حضر احدکم الموت کا بیان ہے) اور اس بارہ میں اُس کی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ ۹ قرب اجلک المقدر الی آخرہ ۔ ۱۰ قل میعاد ربک الی آخرہ ۔ ۱۱ جاء وقتک الی آخرہ" اور صفحہ نمبر ۳ سطر ۱۱ میں ہے "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اُس دن سب پر اُداسی ۔ چھا جائے گی۔" ان الہامات پر ایک سعادتمند دل غور کرے۔ پھر صفحہ ۴ کی سطر ۱۵ سے فرماتے ہیں۔ "اور راستباز جس راستبازی کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں **اسکی تخم ریزی** اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے **نہیں کرتا** بلکہ ایسے وقت میں اُنکو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیدیتا ہے۔" اس آپکے پاک کلام سے کیسا واضح ہوتا ہے کہ آپکو قرب اجل کی خبر دیگئی اور آپنے الوصیۃ لکھدی اور اس حالت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ گویا آپ دیکھ رہے تھے۔ کہ ایک طرف موت ہے۔ دوسری طرف دشمن ہنستا ہے۔ سامنے قوم ہے۔ ان کلمات طیبات اور اس نظارہ کو جو آپکی وفات کے بعد لاہور میں ہمنے دیکھا ہے کوئی عقلمند سعید دیکھے۔ اور بیباک مرتد کا ٹریکٹ اسپر طرّہ اور امرتسری مولوی کا اشتہار علاوہ بریں ہر دو۔ تو قدرت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی باتیں کیسی سچی ہوتی ہیں جو وہ اپنے بندوں سے فرماتا۔ اور اُنکو منہ سے نکلواتا ہے۔ اب آپکی وفات تو ہو چکی۔ اور ہمنے دیکھ لی

اور وہ صداقت بھی ظاہر ہو چکی جسکا ذکر فرمایا کہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کریں گے تو اب الوصیۃ کے صفحہ نمبر ۵ سطر اول میں جو ارشاد فرماتے ہیں۔ اسکو پڑھیں۔ "نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں (جیسے ہم کو لاہوریں ایسا تنگ کرنا چاہا کہ گویا اب ہم کو کھالیں گے۔ اُسوقت ابر رحمت کی طرح پولیس آگئی اور مسخری خایب و خاسر بھاگے) اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ (پہلی مرتبہ تو اس امام کے وقت میں ان لوگوں نے ناخنوں تک زور لگایا اور جہاں تک انسے ہوسکا جان و دل سے سر توڑ کوششیں کیں پر الٰہی قدرت نے آخر ایک ممتاز جماعت قایم کر دی) اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔"

عزیزان غور کرو! آپکے بعد معًا۔ دفن سے پہلے۔ جماعت میں بلا اختلاف شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق تک وحدت کی روح اللہ قادر و مقتدر نے کسطرح پھونک دی ہے ع اے خدا قربانِ احسانت شوم۔ اب ایک مسلمان۔ ایک مدبّر۔ ایک عاقبت اندیش۔ اور ایک دنیا کے حوادث کو دیکھنے والا غور کرے حضرت میرزا کا ایک کیا چار بیٹے اور پوتا موجود۔ میرزا کا داماد۔ محمد علی نام کا مجموعہ قابل قدر اور لائق موجود۔ میرزا کا خسر بجائے باپ موجود ہے۔ اور تمام قوم نے ایک اجنبی کے ہاتھ پہ بیعت کر لی۔ اب خدا را اس آیت کریمہ کو پڑھو۔

(وفات مسیح موعودؑ، صفحہ نمبر ۲، ۳، ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ مضمون صرف ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ پڑھنے اور غور کرنے والا ہے۔ یہاں آپؓ نے قدرتِ ثانیہ کی وضاحت فرمادی اور خلافت کو قدرتِ ثانیہ کہا ہے۔

جنبہ صاحب! اگر آپ دل سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ تو انہوں نے خلافت کو ہی قدرتِ ثانیہ کہا ہے۔

اب جنبہ صاحب کے دوسرے سوال کا جواب حاضر ہے۔

''تیس برس کے بعد اِنشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)
مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت راشدہ کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؒ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

جنبہ صاحب! یہ تیس سال حضورؓ کا اجتہاد نہیں تھا۔ بلکہ حق اور سچ تھا۔ آپ کی وفات کے ٹھیک ۳۰ تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے رویا صادقہ کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بشارت دی کہ تم ہی وہ موعود مصلح ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے صرف وقت ہی نہیں بتایا تھا بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ ہی مصلح موعود ہیں۔ احباب کے استفادہ کے لئے حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں۔ چنانچہ پیر منظور محمد صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:-
"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے لکھے ہیں
نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے لکھے ہیں

نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

صدر انجمن احمدیہ کے قیام کا اصل مقصد

محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور مجلس اِنتخاب (Electoral College)۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۹ء میں ایک جماعت قائم کی اور اِسے ''جماعت احمدیہ'' کا نام دیا۔آپؑ نے اپنی وفات کے چند سال پہلے اپنے رسالہ''الوصیت'' کے مطابق جنوری ۱۹۰۶ء میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کے قیام کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی دیگر ممبران کے علاوہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو اِس انجمن کا صدر مقرر فرمادیا۔ مزید برآں رسالہ ''الوصیت'' کے ضمیمہ میں اِس انجمن کو اپنا جانشین بھی قرار دیا (الوصیت۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۵)۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اپنے قائم کردہ اِس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔
''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرفِ انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۲)

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کو مجلس انتخاب کا نام دے رہے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اس انجمن کے قیام کے کیا مقاصد بیان فرماتے ہیں۔

حضورؑ نے اپنی کتاب ' رسالہ الوصیت ' میں وصیت کے ایک نظام کا بھی اعلان فرمایا تھا۔

نہیں۔اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اِس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین ۳ شرطیں ہیں۔اور سب کو بجالانا ہوگا۔

(۱) اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اِس احاطہ کی تکمیل کیلئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل طیار کیا جائے گا اور اِن متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا سوکل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اِس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔سو پہلی شرط یہ ہے کہ

ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اِن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہیں لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہئے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلاءِ کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اِس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسب ہدائت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیّت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقیٔ اسلام اور اشاعتِ علمِ قرآن و کتبِ دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسبِ ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہوں گے اُن کا بھی یہی فرض ہوگا کہ اُن تمام خدمات کو حسبِ ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں ان اموال میں سے اُن یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل

پھر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اِس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو اُن کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۳۱۸،۳۱۹)

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے مالی معاملات کی دیکھ بھال کے لئے ایک انجمن کے قیام کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہیں اشارہ تک نہیں ملتا جس سے یہ خیال کیا جاسکے کہ اس انجمن کے ذمہ انتخاب خلافت کی ذمہ داری بھی ہے۔ یا یہ انجمن خلافت کی قائم مقام ہوگی۔

اس کے بعد آپؑ نے ایک ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

رسالہ الوصیّۃ کے متعلق چند ضروری امر قابلِ اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں:۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کار پرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیّار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ کوئی میّت جس نے **رسالہ الوصیّۃ** کے شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائی جائے پُل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیّار ہو جانا ضروری ہوگا اور اُس وقت تک میّت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو **رسالہ الوصیّۃ** کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم ۲ دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش وحواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں ۱/۱۰ حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم ۲ دو اخباروں میں اس کو شائع کر دیں۔

(۳) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیّت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیّت کنندہ کو ایک سارٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رُو سے کوئی میّت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکٹ انجمن کو دکھلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میّت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اُس میّت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کُل شرائط رسالہ الوصیّت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میّت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تا اگر انجمن کو اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں تو اُن کو دُور کر کے اجازت دے۔

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے **رسالہ الوصیّۃ** کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ ۲ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں اور ۲ دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(۷) یادر ہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیّت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اُس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیّت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میّت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیّت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔

(۹) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اُس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیّتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اُس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیّتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیّت کر کے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیّت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور ردّ کرنے کے لائق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلّی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(۱۴) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دُور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو ان کی ہدایت کے تابع ہوں۔ اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میّت کو لانا متعذّر ہے تو اُسی جگہ میّت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسوٰیں حصہ کی وصیّت کرے اور اُس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اُس انجمن کا کام ہوگا جو اُس ملک میں ہے اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اُسی ملک کے اغراضِ دینیہ کیلئے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(۱۵) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان طیّار کریں۔

(۱۶) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ دو ممبر ایسے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(۱۷) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو **رسالہ الوصیّة** کی رُو سے وصیّت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیّت پر قائم ہوگا تو اُس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بااین ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وصیّتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو اُن کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

مندرجہ بالا شرائط میں حضورؑ نے انجمن کی ذمہ داریوں کو مذید کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اور انہیں پڑھنے کے بعد یہ بات اور واضع ہو جاتی ہے کہ انجمن کے قیام کا واحد مقصد موصیان اور وصیت کے نتیجہ میں اکھٹی ہونے والی رقوم کا استعمال ہے۔ اور حضورؑ نے یہاں انہیں خلیفہ کا جانشین بھی انہی معنوں میں کہا ہے۔ ان ۲۰ شرائط میں کوئی ایک بھی شرط نہیں ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ یہ انجمن آئندہ خلافت کا بھی انتخاب کرے گی۔ بلکہ حضورؑ تو فرمارہے ہیں۔ کہ اس انجمن کی مدد کے لئے دور دراز کے ملکوں میں ایسی اور انجمنیں بنائی جائیں۔ اس ضمیمہ کے آخر میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

وہ زادجلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ [1] والسّلام علٰی من اتّبع الهُدٰی۔

الراقم خاکسار

میرزا غلام احمدؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود

۶ رجنوری ۱۹۰۶ء

(ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۲۳،۳۲۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی اس انجمن کا ایک اجلاس ہوا۔ اور انجمن نے مندرجہ ذیل اصول وضوابط طے کئے۔

روئیداد اجلاس اوّل مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

منعقدہ ۲۹ رجنوری ۱۹۰۶ء

حاضرین جلسہ

حضرت مولوی نورالدین صاحب پریذیڈنٹ۔ خانصاحب محمد علی خانصاحب۔ صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب۔ مولوی سیّد محمد احسن صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سیکرٹری مجلس۔

چونکہ بعض ضروری ہدایات اور منظوریوں کا دینا اشد ضروری تھا اور احباب بیرونجات کو اطلاع دینے کے لئے کافی وقت نہ تھا۔ اس لئے بہ اجازت حضرت امام علیہ السلام بعد منظوری قواعد یہ جلسہ کیا گیا۔

حسب ذیل معاملات طے ہوئے

(۱) قرار پایا کہ مسودہ وصیّت مجوزہ..................منظور کیا جائے۔

(۲) قرار پایا کہ وصیّت کے مسودہ کی سرِ دست آٹھ سَو کاپیاں چھپوائی جائیں اور نیز الحکم اور بدر میں بھی چھپوایا جائے۔

(۳) قرار پایا کہ وصیّت کنندگان کو ذیل کی ہدایات برائے تعمیل بھیجی جائیں اور یہ ہدایات وصیّت کی فارم کے نیچے چھپوائی جاویں۔

الف۔ اگر ضرورت ہو تو وصیّت کنندگان وصیّت کا مسودہ..........طلب کریں اور اس کی نقل سادہ کاغذ پر از سرِ نو کریں اور جہاں جہاں جگہ چھوڑی گئی ہے وہاں حسب حالات خود خانہ پُری کرلیں۔وصیّت کے لئے کاغذ مضبوط لگاویں۔

ب۔ جہاں تک ممکن ہو وصیّت کی رجسٹری کرائی جائے اور وصیّت نامہ پر حتی الوسع بطور گواہ ورثاء یا شرکائے وصیّت کنندہ کے دستخط ہوں۔اور ساتھ ہی شہر یا گاؤں کے دو معزز گواہ ہوں۔

ج۔ وصیّت کنندہ اور ایسا ہی گواہان خواہ خواندہ ہوں یا ناخواندہ اپنے دستخط یا مواہیر کے علاوہ نشان انگوٹھا ضرور لگاویں۔ اور جو خواندہ ہیں وہ دستخط بھی کریں۔اور مرد بائیں ہاتھ کا اور عورت دائیں ہاتھ کا انگوٹھا لگاوے۔

د۔ اگر وصیّت کنندہ لکھ سکتا ہے تو اپنی وصیّت اپنے ہاتھ سے لکھے۔

ھ۔ وصیّت پر اسٹامپ کی ضرورت نہیں۔

و۔ وصیّت کنندہ کے اگر کوئی خاص حالات ہوں اوراس میں کسی قانونی مشورہ کی ضرورت ہوتو وہ............ جو انجمن کے مشیر قانونی ہیں خط لکھ کر دریافت کرلیں۔

(۴)۔پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں اوراُن کی راہ میں وصیّت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو اُن کے لئے مناسب ہے کہ وہ جس قدر جائیداد کی وصیّت کرنا چاہتے ہیں اسے بجائے وصیّت کے اپنی زندگی میں ہبہ کردیں۔اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثائے بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے اور ہبہ نامہ کی رجسٹری ضروری ہے اور جائیداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین صدرانجمن احمدیہ قادیان کے نام کرائیں لیکن ایسی صورت میں انہیں نئی پیدا کردہ جائیداد کے متعلق ایسا وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔

(۵)۔اگر ہبہ مذکورہ رزولیوشن نمبر۴ میں بھی دقت ہوتو جس قدر جائیداد کی وصیّت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بازاری مقرر کرکے یا اس کو فروخت کرکے قیمت مقرر کردہ یا زرِثمن کو مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے حوالے کریں۔لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائیداد پیدا کریں تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا۔

(۶) جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا کم ازکم $\frac{1}{10}$ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ جو چندے وہ سلسلہ عالیہ کی امداد میں اس وقت دیتے ہیں ان کو اس $\frac{1}{10}$ حصہ میں شامل رہنے دیں یا الگ کر دیں۔اگر وہ اپنے موجودہ چندوں کو اس $\frac{1}{10}$ حصہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو جس طرح وہ چندہ بھیج رہے ہیں بھیجتے رہیں۔البتہ اُن چندوں کو منہا کرکے جو بچے وہ بقیہ رقم فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے نام بھیج دیں۔باقی خط وکتابت اس مجلس کے سیکرٹری سے کریں۔لیکن ان کو وصیّت کرنی ہوگی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے متروکہ کی کم ازکم $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک انجمن ہو۔

نوٹ:۔(۱) جو صاحب مزید واقفیت قانونی دربارہ وصیّت یا ہبہ بہ تعلّق مجلس کارپرداز مصالح قبرستان حاصل کرنا چاہیں وہ وصیّت یا ہبہ لکھنے سے پہلے خط وکتابت کرسکتے ہیں۔

(۶) خاص حالات میں مجلس معتمدین سے بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے۔

(۷) کل روپیہ جو چندہ قبرستان کے متعلق ہو یا جوزیر اشتہار الوصیّت صورتہائے متذکرہ بالا میں بھیجا جائے وہ صرف اس پتہ پر آنا چاہئے ''فنانشل سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان'' اور کسی شخص کے نام یا کسی اور پتہ پر نہیں آنا چاہئے۔

خاکسار محمد علی سیکرٹری ۲۹ر جنوری ۱۹۰۶ء

نورالدین یکم جولائی ۱۹۰۶ء

میرزا غلام احمدؐ

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۳۰تا۳۳۲)

یہ اجلاس حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہوا۔ اس پر مولانا محمد علی صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کے دستخط موجود ہیں۔ پوری کاروائی میں صرف وصیت سے متعلقہ باتوں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوئی۔

اب اس کے بعد یہ کہنا کہ یہ انجمن خلافت کے انتخاب کے لئے بنائی گئی تھی۔ یا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ سے متعلق تمام امور کی انجمن ہی حضورؑ کے بعد آپ کی جانشین ہے سراسر دروغ گوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد جس خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اسے بھی بڑی وضاحت سے اسی رسالہ کے شروع میں بیان کر دیا ہے۔ اس کے انتخاب کا طریقہ بھی بیان کر دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں مجلس انتخاب کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب آرٹیکل نمبر ۱۴ کے صفحہ نمبر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عیدالفطر میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا:۔
''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہیّت (بحثییت۔ ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اِسے اپنا خلیفہ مانو اور اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے ۔ چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔ میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور اِنکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ (خطبات نور۔ صفحہ ۴۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے اپنے اِن الفاظ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا ہے۔ اب بعد ازاں جماعت احمدیہ قائم تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود تھے۔ تبلیغ اسلام کیلئے جماعتی علماء کے علاوہ اشاعت توحید اور اعلائے کلمہ اسلام کیلئے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے جاری کردہ دو اخبارات (الحکم اور البدر) اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) بھی موجود تھے۔ علاوہ ازیں خلیفہ کے چناؤ کیلئے آپؑ نے ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام سے ایک مقتدر ادارہ بھی قائم فرما دیا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ ''صدر انجمن احمدیہ'' کے بالمقابل آپکے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ۱۹۰۹ء میں ''انجمن ارشاد'' اور اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک ''انجمن اَنصار اللہ'' بنانے کی کیا ضرورت تھی یا اِسکے بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلیفہ اوّل تو صدر انجمن احمدیہ اور پوری جماعت کا متفقہ انتخاب تھے۔ اب ''صدر انجمن احمدیہ'' (جس کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں اپنا جانشین قرار دیا اور اِسکے ممبران کو بھی آپ نے بذات خود مقرر فرمایا تھا۔ اور پھر حضورؑ کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی اس صدر انجمن احمدیہ کو ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا تھا) کے ہوتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اپنی الگ انجمنیں کیوں بنانی پڑیں؟ یاد رہے کہ یہی وہ ٹرننگ پوائنٹ (Turning point) تھا جہاں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کیلئے احمدیت کے لبادے میں محمودیت کا آغاز کیا تھا۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی رحلت پر اپنے مذموم ایجنڈے پر کام شروع کر دیا

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا مندرجہ بالا حوالہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں ایک انجمن بنائی تھی۔ جو مجلس انتخاب بھی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی اسی انجمن کو سب کچھ مانتے تھے۔ مگر بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس انجمن کو رد کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

جب کہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ اسی انجمن کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بعد ازاں کچھ اور بھی فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے....... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

(تاریخ احمدیت، جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۰۰)

محترم جنبہ صاحب اور احباب کرام ! ایک خلیفہ راشد نے یہ الفاظ کیوں کہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

صدر انجمن احمدیہ کی حقیقت مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں

محترم جنبہ صاحب نے بارہا اپنے مضامین اور تقاریر میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ اور جماعت کو چیلنج کیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور انتخاب خلافت کیا گیا تھا۔ اس مضمون سے متعلقہ جنبہ صاحب کے حوالے گزشتہ صفحات میں درج کر چکا ہوں۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اس انجمن کے قیام کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

مولوی صاحب نے ایک کتاب حقیقتِ اختلاف تحریر فرمائی تھی اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہے تو کسی ایک شخص کی حلفی شہادت پیش کریں کہ کس نے ایسا کہا تھا۔ جب یہ سوال حضرت مولوی صاحب مرحوم نے میرے پاس بھیجے تو اُن کا جواب حسب ذیل میں نے دیا۔

" انجمن کو حضرت صاحب نے خود ہی اس سلسلہ کے ہر قسم کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت کے لئے اور سلسلہ کے کاروبار کے انتظام کیلئے مقرر فرمایا تھا"۔

جو سوال کئے گئے ہیں ان سب کا جواب میری رائے میں ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جب تک حضرت مولوی صاحب نور الدین خلیفہ ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ان کے بعد سالہا سال تک اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے سر پر سلامت رکھے اور ان کی عمر میں، ان کی صحت میں، ان کے علم و فضل میں بڑی بڑی برکتیں دے) اگر اس قوم کی خوش قسمتی سے ایسا ہی کوئی بے نفس انسان جو اپنے لئے قوم کے ایک پیسہ کو بھی حرام سمجھتا ہو اور جس کی اپنی اغراض اور خواہشات فنا ہو چکی ہوں اور جس کا ہر دم محض اعلائے کلمۃ الحق کی فکر میں گزرتا ہو اور جس نے اپنی روحانی طاقت سے ساری قوم کے دلوں کو مسخر کر لیا ہو۔ ایسا کوئی بے نفس انسان اس قوم کو خلیفہ ہونے کے لیے مل جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ قوم کیوں اپنے ارادوں کو اس کے ماتحت کر کے نہ چلائے گی۔

مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

انجمن کو حضرت صاحب نے خود ہی اس سلسلہ کے ہر قسم کے اموال اور جائیدادوں کی حفاظت کے لئے اور سلسلہ کے کاروبار کے انتظام کے لئے مقرر فرمایا تھا۔

میرا یقین تو یہی ہے کہ حضرت صاحب نے اس سلسلہ کے اموال کی حفاظت میں جو خدشات واقعہ ہو سکتے تھے انہی کو دور کرنے کے لئے اس کام کو ایک رجسٹرڈ انجمن کے سپرد فرمایا تھا۔ اور میں نے جو تخصیص حضرت مولوی نورالدین صاحب کے لئے کی ہے وہ بھی اسی الوصیت کی بنیاد پر ہے جس کی بنیاد پر انجمن مقرر ہوئی تھی کیونکہ میں وہاں بھی اس بے نفس انسان کا نام خصوصیت سے مذکور پاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اموال کے لئے پورا امین ہے سوال کرنے والا اگر دو چار دفعہ الوصیت کو اپنے موجودہ خیالات سے الگ ہو کر پڑھے تو شاید اس کی مشکلات بھی دور ہو جائیں۔"

(حقیقت اختلاف، صفحہ نمبر ۳۸)

پھر لکھتے ہیں: میرا یقین تو یہی ہے کہ حضرت صاحب نے اس سلسلہ کے اموال کی حفاظت میں جو خدشات واقعہ ہو سکتے تھے انہی کو دور کرنے کے لئے اس کام کو ایک رجسٹرڈ انجمن کے سپرد فرمایا تھا۔

جنبہ صاحب! مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ سوال کرنے والا دوچار دفعہ الوصیت کو اپنے موجودہ خیالات سے الگ ہو کر پڑھے تو شاید اس کی مشکلات بھی دور ہو جائیں۔

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تک سب اس بات سے آگاہ تھے کہ انجمن کے قیام کا مقصد صرف مالی معاملات کی دیکھ بھال ہے۔ لیکن بعد میں اس کے اور معنی اور مقاصد بیان کئے جانے لگے۔

خلافت اور جماعت احمدیہ لاہور

جماعت احمدیہ لاہوری گروپ حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کر کے یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد انجمن ہی آپؑ کی جانشین ہے۔ اور جنبہ صاحب بھی اسے اپنی تحریروں میں پیش کرتے ہیں۔ نیز اس حوالہ کو اپنی ویب سائٹ پر بھی آویزاں کر رکھا ہے۔

میری یہ رائے تو پہلے سے ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہئے اور کثرت رائے
انجمن میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہئے اور وہی قطعی ہونا چاہئے لیکن
اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے
متعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف
منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا
اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک
امر میں اجتہاد انجمن کا کافی ہوگا والسلام مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔" والسلام مرزا غلام احمد عفی عنہ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

(نیوز نمبر ۹۱، صفحہ نمبر ۱، ۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سیاق و سباق کے بغیر پیش کی جاتی ہے۔ جس کے باعث اندازہ لگانا مشکل ہے کہ حضورؑ نے یہ ارشاد کیوں اور کس مقصد کے لئے ارشاد فرمایا۔ اگر اس سے مراد یہی تھی کہ انجمن ہی جانشین ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب ذیل میں اس بات کا کیوں اقرار کر رہے ہیں کہ وہ خلافت کو مانتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بطور خلیفہ بیعت کا اقرار کر رہے ہیں۔ انہیں اس وقت یہ تحریر پیش کرنی چاہیئے تھی۔ مولوی محمد علی صاحبؒ اپنی کتاب 'حقیقت اختلاف' میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود کی وفات لاہور میں ہوئی۔ قادیان سے آپ قریباً ایک ماہ پیشتر ہی تشریف لے گئے اور اپنی غیر حاضری میں کاروبار کا انتظام میرے سپرد کر آئے تھے آپ کی نعش مبارک جب قادیان میں پہنچی تو باغ میں خواجہ کمال الدین صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں۔ میں نے کہا بالکل صحیح ہے اور حضرت مولوی صاحب ہی ہر طرح سے اس بات کے اہل ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ سب احمدی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ میں نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیت کا منشاء ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ چونکہ وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور احمدیوں کے حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے کوئی ہرج بھی نہیں۔ تب میں نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ یہی واقعہ ہے

آگے جا کر آپ لکھتے ہیں۔

کفی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع۔ اس میں ایک ذرہ بھر بھی راستی نہیں کہ حضرت مولوی صاحب کو خلیفہ تجویز کرنا مجھے برا معلوم ہوا یا میں نے کبھی انکار کیا۔ حضرت مولوی صاحب وہ انسان نہ تھے جن کے متعلق جماعت میں ایک شخص کو بھی انکار ہوتا۔ بعض لوگوں نے آخر تک بیعت نہیں کی مگر انہیں بھی انکار نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے بیعت کو ضروری نہیں سمجھا اور میرا پہلے دن سے یہی خیال تھا اور اسی پر اب تک قایم ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی جن لوگوں نے بیعت کی ہے انہیں آپ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں اور نہ بیعت لازمی ہے۔ لیکن بایں ہمہ میں نے بیعت کر بھی لی۔ اس لئے کہ اس میں جماعت کا اتحاد تھا۔ سر دست سامان سے واقعی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ بہر حال حضرت مولوی صاحب مرحوم کی خلافت میں مجھے انکار نہیں ہوا شرح صدر سے اسے قبول کیا اور شرح صدر سے آپ کے آخر وقت تک اس پر قایم رہا۔ درمیانی زمانہ میں جو کدورتیں واقعہ ہوئیں ان کا ذکر آگے کرتا ہوں۔ ابتداء میں مولانا مرحوم سے، جیسا کہ آگے دکھاؤں گا۔ حضرت مسیح موعود کی خلافت کا میں صرف جانشینی کے معنی میں قائل تھا۔ اور آیت استخلاف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا ذکر مانتا رہا ہوں یعنی جسمانی طور پر بادشاہ آپ کے خلیفے ہوں گے اور روحانی طور پر مجددین اس آیت کو میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مانتا ہوں لیکن

(حقیقت اختلاف، صفحہ نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳)

مندرجہ بالا تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے دیگر ساتھی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تک (خواہ کسی بھی شکل میں) خلافت کے قائل تھے۔ مگر بعد ازاں خلافت کا انکار کر کے اپنی علیحدہ جماعت بنالی۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو خلافت کا انکار کر دیا اور کہہ دیا کی اب انجمن ہی حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین ہے مگر بعد ازاں خلافت کی جگہ امیر کا لفظ رکھ کر خود اس جماعت کے امیر بن گئے۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بابت خلافت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کے نظام کے حوالے سے مندرجہ ذیل پیشگوئی فرمائی

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا ۔ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَرْفَعَهَا ۔ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا ۔ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا ۔ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ۔ ثم سكت ''

(مسند احمد بن حنبل مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیرؓ و مشکوٰۃ المصابیح باب الانذار و التحذیر)

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوّت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نبوّت کو اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوّت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ خلافت کو اٹھالے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل و غارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور و جبر والی بادشاہت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّت قائم ہوگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کا دورانیہ بھی بیان فرمایا ہے۔

الخلافة ثلاثون عاماً ثم يكون بعد ذلك الملك۔

میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس (۳۰) سال رہے گا اور اس کے بعد ملوکیت قائم ہو جائے گی۔

(مسند احمد)

خلفاء راشدین کا دورِ خلافت

۱۔	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دو ۲ سال اور چھ ۶ ماہ
۲۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	دس ۱۰ سال اور چھ ۶ ماہ
۳۔	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	گیارہ ۱۱ سال گیارہ ۱۱ ماہ اور بائیس ۲۲ دن
۴۔	حضرت علی کرم اللہ وجھہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	چار ۴ سال اور نو ۹ ماہ

چاروں خلفاء راشدین کا دورِ خلافت ساڑھے انیتس سال سے تیس سال کے درمیان بنتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی بھی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ پہلے خلافت چلی جو تقریباً ۳۰ سال جاری رہی۔ اور اس کے بعد ملوکیت یا بادشاہت کا دور شروع ہوا جو حضرت مسیح موعودؑ کے آنے تک جاری رہا۔ یہ خلافت کے نام پر جاری بادشاہت جنگ عظیم اول کے اختتام کے ساتھ ہی ۱۸۔۱۹۱۹ء میں مکمل طور پر ختم ہو گئی اور اس کے بعد ہمارے آقا ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق پھر خلافت منہاج نبوت پر قائم ہوئی جو بفضلِ خدا بڑی شان کے ساتھ آج تک جاری ہے۔

رسول کریم ﷺ کے بعد انتخابِ خلافت کا طریق

خدائی جماعتوں کی شروع سے مخالفت ہوتی آئی ہے اور یہ سنت اب بھی جاری ہے۔ جہاں نظام جماعت پر کچھ اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہاں انتخاب خلافت پر بھی اعتراضات کئے جاتے رہتے ہیں۔ جماعت کے طریق انتخاب خلافت پر بات کرنے سے قبل آیئے دیکھتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کا انتخاب کیسے ہوتا تھا۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد جب خلافت کا سوال پیدا ہوا اور انصار ایک جگہ اکھٹے ہو کر اس کا فیصلہ کرنا چاہ رہے تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ خلیفہ انصار میں سے ہونا چاہیئے۔ بعض کہہ رہے تھے مہاجر اور انصار اپنا اپنا امیر مقرر کر لیں۔ اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے جو تقریر ارشاد فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

پھر انصار کا ایک اور خطیب کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ''اے مہاجرین کی جماعت! رسول کریمؐ کسی بھی مہم کیلئے تمہارے ایک آدمی کے ساتھ ہمارا بھی ایک آدمی چنتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امارت وحکومت ہم دونوں کا حق ہے۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیے۔'' اس پر حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ''رسول اللہؐ مہاجرین میں سے تھے اور ہمارا امام بھی مہاجرین میں سے ہوگا اور ہم اس کے انصار و مددگار ہونگے۔'' حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے میری سوچوں سے کہیں بڑھ کر ایسی شاندار فی البدیہہ تقریر کی کہ مجمع پر ایک سکوت طاری ہو گیا۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز انصار کے فضائل ومناقب سے کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ سب ہمیں تسلیم! مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ تعلق اور دینی و دنیوی وجاہت کے باعث قریش کا عرب میں ایک مقام ہے۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی خدمات کی بہترین جزا دے اور تمہارے اس خطیب زیدؓ بن ثابت کی رائے کو قائم فرماوے۔ اس کے علاوہ کسی رائے پر اکٹھے ہونا ممکن نہیں۔'' اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے دائیں حضرت عمرؓ اور بائیں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ تھے۔ جن کے ہاتھ پکڑ کر انہوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ''اس آخری فقرہ کے علاوہ جو مجھے ناگوار ہوا حضرت ابو بکرؓ کی باقی تقریر انتہائی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اختیار ہو کہ میری گردن کاٹ دی جائے گی یا مجھے ایسے لوگوں کا امیر بنایا جائے گا جس میں حضرت ابو بکرؓ موجود

ہیں تو میں اپنی گردن کٹوادوں لیکن ایسے لوگوں کا امیر بننا گوارا نہ کروں جن میں حضرت ابوبکرؓ جیسا عظیم الشان انسان موجود ہو۔'' (29)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۱)

اس موقع پر حضرت عمرؓ نے انصار کے نیک جذبات کو بہت خوبصورت انداز میں ابھارا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرتؐ نے آخری بیماری میں امام کسے مقرر کیا؟ تم میں سے کون گوارا کرے گا کہ انہیں اس مقام سے ہٹائے جس پر خدا کے رسول نے انہیں کھڑا کیا اور وہ حضرت ابوبکرؓ سے آگے بڑھ کر امامت کرائے۔ انصار میں خدا ترسی تھی انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی بھی ایسا پسند نہیں کرے گا۔ ہم استغفار کرتے اور اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکرؓ سے آگے بڑھیں۔ (30)
اس پر انصار میں سے حضرت زیدؓ بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا لوگو! یہی تمہارے امام ہیں ان کی بیعت کرو۔'' حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا آپ ہاتھ بڑھائیں اور ہماری بیعت لیں۔'' چنانچہ سب مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔ انصار میں حضرت زیدؓ کے علاوہ حضرت بشیرؓ بن سعد اولین بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔ (31)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۱، ۱۲)

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

حضرت ابوبکرؓ نے آخری بیماری میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد فرمایا۔ ان کی سخت طبیعت کی وجہ سے بعض لوگوں کو پریشانی ہوئی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ نے کسے جانشین مقرر کیا ہے۔ فرمایا ''عمرکو'' عرض کیا خدا کے حضور کیا جواب دیں گے فرمایا ''میں عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں خدا کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ میں نے موجود لوگوں میں سے سب سے بہتر کو جانشین مقرر کیا۔'' حضرت ابوبکرؓ کی وفات جمادی الآخر 13ھ میں ہوئی اور حضرت

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۵۰)

حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے انتخاب کے لئے ایک چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی:

حضرت عمرؓ نے اپنے خداداد نور بصیرت سے استحکام خلافت کے سلسلہ میں عظیم الشان کردار ادا کیا اور انتخاب خلافت کا پختہ اصول رائج فرمادیا۔ آپ کی خدمت میں اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس سے پس وپیش کیا پھر ایک روز اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ "میری وفات کے بعد خلافت کا فیصلہ چھ افراد کی یہ کمیٹی کرے گی جن میں علیؓ بن ابی طالب، عثمانؓ بن عفان، طلحہؓ بن عبداللہ، سعدؓ بن مالک ہونگے۔ یہ وہ بزرگ صحابہ ہیں کہ رسول اللہؐ بوقت وفات ان سے راضی تھے۔ اور سنو میں تمہیں حکومت، عدل اور تقسیم مال کے بارے میں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔" حضرت عمرؓ نے اس کمیٹی کو جسے آپ نے شوریٰ قرار دیا۔ ہدایت فرمائی کہ "تم باہم مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کرنا۔ اگر تین طرف دو دو آراء ہو جائیں تو پھر مجلس شوریٰ ہی فیصلہ کرے گی ورنہ کثرت رائے کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اگر دو طرف آراء تین تین ہو جائیں تو عبدالرحمانؓ کی رائے جس طرف ہوگی وہ قبول کرنا۔" اس طرح آپ نے گویا حضرت عبدالرحمانؓ کو کمیٹی کا کنویز مقرر کر کے انہیں حتمی رائے کا حق دیا۔ نیز کمیٹی کو تین دن میں فیصلہ کا پابند کیا۔ انتخاب خلافت کی درمیانی مدّت کے لئے آپ نے حضرت صہیبؓ رومی کو نمازوں کے لئے امام مقرر فرمایا۔ شوریٰ کے آخری فیصلہ کا انکار یا مخالفت کرنے والے کے لئے سخت احکامات جاری فرمائے۔ خلافت کمیٹی کے ارکین قدیم مہاجرین صحابہ تھے۔ اس کے اجلاس کو پُر امن اور یقینی بنانے کے لئے مزید یہ اہتمام فرمایا کہ اپنی وفات سے چند لمحے قبل ایک مخلص اور وفا شعار عاشق رسولؐ انصاری صحابی حضرت ابوطلحہؓ کو جو مدینہ کے سرداروں میں سب سے صاحب اثر وثروت تھے۔ پیغام بھجوایا کہ "اے ابوطلحہؓ! آپ اپنی قوم کے پچاس انصار ساتھیوں کے ساتھ ان اصحاب شوریٰ کے ساتھ حفاظت کی ڈیوٹی دینا اور ان پر تیسرا دن گزرنے نہ دینا یہاں تک کہ وہ ارکان شوریٰ میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ مقرر کرلیں۔" احساس ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ انتظامات کرنے کے بعد پھر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ! اب تو ان پر میری طرف سے جانشین اور نگہبان ہو جا۔" (28)

حضرت عمرؓ نے شوریٰ کمیٹی برائے خلافت میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی رکن نامزد کیا تھا مگر ساتھ ہدایت فرمائی کہ ان کا نام خلافت کے لئے پیش نہ ہو سکے گا۔

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۵۴،۵۵)

24ھ میں حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد خلافت کے انتخاب کے موقع پر شوریٰ کمیٹی کے سربراہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے فیصلہ کے مطابق حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے بیعت کی۔ پھر حضرت علیؓ اور تمام صحابہ نے جوق در جوق بیعت کی۔ اپنی پہلی مختصر تقریر میں فرمایا ''اے لوگو! پہلے پہل جو کام کیا جائے وہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور دن بھی آنے ہیں اگر میں زندہ رہا تو حسب حال وضرورت تقریر کیا کروں گا۔ بے شک مجھے تقریر کا ملکہ نہیں ہے مگر اللہ ہمیں سکھائے گا۔'' (18)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۸۴)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے المناک واقعہ کے بعد موجود اصحاب رسولؐ اور دیگر سب لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت پر اتفاق کا اظہار کیا۔ آپؓ نے فرمایا یہ تمہارا حق نہیں ہے بلکہ بدر میں شامل ہونے والے بزرگ صحابہ کا حق ہے۔ وہ جس شخص کے بارے میں متفق ہونگے وہی خلیفہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ تمام اصحاب بدر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سب آپ کو اس عہدہ کا زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ ہاتھ بڑھائیں اور ہماری بیعت لیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کہاں ہیں؟ چنانچہ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے آپ کی بیعت کی۔ پھر حضرت زبیرؓ اور دیگر اصحاب نے بیعت کی۔ (28)

(سیرت صحابہ رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب، صفحہ نمبر ۱۱۷،۱۱۸)

مندرجہ بالا حوالوں کے پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو صحابہ کی ایک جماعت نے منتخب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی زندگی میں حضرت عمرؓ کو اگلا خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی زندگی میں چھ رکنی خلافت کمیٹی تشکیل دی۔ اور اس کمیٹی نے حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کو جنگِ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ نے متفقہ طور پر اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ چاروں خلفاء کا دورِ خلافت تقریباً ۳۰ سال بنتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن اور انتخابِ خلافتِ ثانیہ

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶ کے صفحہ نمبر ۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن کی بابت تحریر فرماتے ہیں:

﴿۳﴾۔۔ جناب مولانا دین محمد شاہد صاحب۔ آپ جانتے ہونگے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے ادارے کو ۱۹۰۶ء میں قائم فرمایا تھا۔ رسالہ الوصیت کے مطابق ہی آپؑ نے صدر انجمن احمدیہ کو اپنی جانشین قرار دیا تھا۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔۔۔۔ ''چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہیں۔'' (ضمیمہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ۔ ۳۲۵)

حضرت بانئ جماعتؑ نے حضرت مولوی نورالدینؓ کو اپنی قائم کردہ انجمن کا صدر منتخب فرمانے کیساتھ ساتھ اپنے دیگر قریبی چودہ اصحاب کو اسکے ممبران منتخب فرمایا تھا۔ جن کے نام نامی درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ صدر (۲) مولوی محمد علی صاحب۔ سیکرٹری (۳) خواجہ کمال الدین صاحب۔ مشیر قانونی (۴) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۵) صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (۶) نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ (۷) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب۔ مدراس (۸) مولوی غلام حسن خاں صاحب رجسٹرار پشاور (۹) میر حامد شاہ صاحب۔ سیالکوٹ (۱۰) شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مالک انگلش ویرہوس لاہور (۱۱) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ لاہور (۱۲) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ لاہور (۱۳) ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب۔ لاہور (۱۴) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سرجن۔ (مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

جناب مولانا دین محمد شاہد صاحب آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حضرت بانئ جماعت علیہ السلام نے صدر انجمن احمدیہ کے متعلق یہ بھی فرمایا تھا۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔ لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہر گز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ حقیقت اِختلاف مؤلف مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۷۶)

اس حوالہ کی تائید میں محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا بھی ایک حوالہ درج فرما رہے ہیں۔

مولانا صاحب۔آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نورالدینؓ نے صدر انجمن احمدیہ کے متعلق کیا فرمایا تھا؟؟؟ آپؓ مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عیدالفطر میں فرماتے ہیں۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (صدر انجمن احمدیہ۔ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہوگیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اسلئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔'' (خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)

اسی مضمون کے صفحہ ۸ پر محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے موقعہ پر اپنے بزرگ والد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ جس کو آپؑ نے اپنی جانشین قرار دیا تھا کو رد کر کے اپنے مخصوص گروپ میں اپنا نام پیش کروا کر اور خوشامدی حواریوں سے تائید کروا کر اپنی خلافت کی لوگوں سے بیعت لے لی۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ جس کو آپؑ نے اپنی جانشین قرار دینے کے ساتھ اپنی وفات کے بعد اس انجمن احمدیہ کے اکثریتی فیصلہ کو درست اور قطعی قرار دیا تھا۔علاوہ اسکے حضورؑ کے خلیفہ اوّلؓ نے بھی حضورؑ کی قائم کردہ اس انجمن کو مجلس انتخاب قرار دیا تھا۔مولانا صاحب۔یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا اپنے بزرگ والد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبران کو رد کر کے اپنا انتخاب اپنی مجلس انصار اور اپنے حواریوں سے کروانا کیا حضورؑ کی منشاء اور مقصد کے مطابق تھا؟؟؟ ہر نیک دل اور متقی احمدی جواباً کہے گا کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کا ایسا انتخاب

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دیئے گئے حوالوں میں سے مندرجہ ذیل فقروں کو ہائی لائٹ کیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے فقرے یہ ہیں:

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہوجائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اس میں ہوجائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے

اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد ہی کافی ہوگا۔

اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پیش کردہ حوالہ کا مندرجہ ذیل فقرہ ہائی لائٹ کیا ہے۔

واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ انجمن اور آپؑ کے ارشادات کو مانا یا اسے رد کر دیا۔

اس انجمن کے چودہ ارکان کے نام محترم جنبہ صاحب نے اوپر درج فرما دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس انجمن میں دو ممبران کا اور اضافہ کیا۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے۔

اس طرح اس انجمن کے ممبران کی کل تعداد سولہ ہو گئی۔ اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو شامل نہ کیا جائے تو ان ممبران کی تعداد پندرہ رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتقال کے بعد اس انجمن کے افراد دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروپ کی رائے تھی کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں بلکہ انجمن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم مقام ہے۔ اور دوسرے گروپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپؑ کی قائم مقام انجمن نہیں بلکہ خلافت ہے۔ اس انجمن کے پندرہ میں سے آٹھ افراد خلافت کے حق میں تھے اور سات افراد خلافت کے حق میں نہیں تھے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد (میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیئے اور

وہی قطعی ہونا چاہیئے۔) اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد (واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا) انجمن کے اکثریتی فیصلہ کے مطابق انتخاب خلافت عمل میں آیا۔

اس انجمن کے مندرجہ ذیل احباب خلافت کے حق میں تھے۔

۱۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ
۲۔ حضرت نواب محمد علی صاحبؓ
۳۔ حضرت مولوی سید محمد احسن امروہی صاحبؓ
۴۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ
۵۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ
۶۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراس
۷۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ
۸۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے

اور اس انجمن کے مندرجہ ذیل افراد خلافت کے حق میں نہیں تھے۔

۱۔ حضرت مولوی محمد علی صاحبؓ
۲۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؓ
۳۔ حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحبؓ
۴۔ حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ
۵۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ
۶۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ
۷۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ

بعد میں حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اس طرح عملی طور پر اس انجمن کے صرف پانچ ممبرز نے آخری وقت تک خلافت کی مخالفت کی۔ حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحبؓ نے ۱۹۱۶ء کے آخر میں نبوت کے مسئلہ پر اختلاف ہونے کے باعث کچھ عرصہ کے لئے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی مگر بعد میں دوبارہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔

جب خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کی کاروائی شروع ہوئی۔ تو سب سے پہلے اس انجمن کے ایک ممبر حضرت نواب محمد علی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی نصیحت پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد اسی انجمن کے دوسرے ممبر حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحبؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نام بطور خلیفہ ثانی پیش کیا۔ قادیان میں موجود تقریباً دو ہزار افراد نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(خاکسار نے یہاں اختصار سے ذکر کیا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل تاریخ احمدیت، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۲۴ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔)

اس انجمن کی اکثریت نے خلافت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حق میں رائے دی۔ لیکن مولوی محمد علی صاحبؓ نے مخالفت کی۔ اگر محترم جنبہ صاحب کے نزدیک مولوی محمد علیؓ صاحب ہی انجمن تھے اور وہی اکثریت تھے تو پھر محترم جنبہ صاحب یقیناً جانتے ہوں گے کہ اس انجمن کی اکثریت کا ایک اجتہاد یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔ تو پھر کیا ہمیں اس فیصلہ کو بھی مان لینا چاہیئے۔؟ یقیناً ان کا یہ فیصلہ کسی بھی احمدی کو قبول نہیں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ان ممبرانِ انجمن کی بابت کچھ اور بھی ارشاد فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے تحریر خدمت ہے۔

حضرت خلیفہ اول کی جلالی تقریر بہرحال حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا۔ "تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے میرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔ نیز فرمایا۔ میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں انجمن مشیر ہے اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے"۔ اسی طرح فرمایا۔ جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو میں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا۔

لوگوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے جب یہ خیالات معلوم کئے تو گو جماعت کے بہت سے لوگ ان کے ہم خیال بن کر آئے ہوئے تھے مگر ان پر اپنی غلطی واضح ہو گئی اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ اس جلسہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ مجلس اس وقت ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے شیعوں کے مرثیہ کی مجالس ہوتی ہیں اس وقت لوگ اتنے کرب اور

اتنے درد سے رو رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مسجد ماتم کدہ بنی ہوئی ہے اور بعض تو زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملا بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ آپ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کے دل صاف ہو گئے اور ان پر واضح ہو گیا کہ خلیفہ کی کیا اہمیت ہے۔

دوبارہ بیعت کا ارشاد تقریر کے بعد آپ نے خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ وہ دوبارہ بیعت کریں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا۔ میں ان لوگوں کے طریق کو بھی پسند نہیں کرتا جنہوں نے خلافت کے قیام کی تائید میں جلسہ کیا ہے اور فرمایا جب ہم نے لوگوں کو جمع کیا تھا تو ان کا کوئی حق نہ تھا کہ وہ الگ جلسہ کرتے ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا۔ اور پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت دی ہے کہ میں اس فتنہ کو مٹا سکوں تو انہوں نے یہ کام خود بخود کیوں کیا۔ چنانچہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب سے بھی جو اس جلسہ کے بانی تھے .... آپ نے فرمایا۔ کہ آپ دوبارہ بیعت کریں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے دوبارہ بیعت لی گئی۔ حضرت سیدنا محمود نے اس وقت یہ سمجھ کر کہ یہ عام بیعت ہے اپنا ہاتھ بھی بیعت کے لئے بڑھا دیا مگر حضرت خلیفہ اولؓ نے آپ کے ہاتھ کو پرے کر دیا اور فرمایا یہ بات تمہارے متعلق نہیں۔ [۴۷]

(تاریخ احمدیت، جلد ۳، صفحہ نمبر ۲۶۲، ۲۶۳)

مندرجہ بالا خطاب ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء کا ہے۔ بعد ازاں مورخہ ۱۶ جون ۱۹۱۲ء کو لاہور میں آپؓ نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس کا کچھ حصہ پیشِ خدمت ہے۔

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "انی جاعل فی الارض خلیفة"۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور منفسک الدم ہو گا مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا

پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لادم کی طرف لے آئے گی ان کی (داؤدکی۔ ناقل) مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے....... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

(تاریخ احمدیت، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۹۹، ۴۰۰)

میرے خیال میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے مندرجہ بالا ارشادات سے ان ممبران انجمن کے اخلاص کا اندازہ ہو گیا ہو گا۔ وہ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جیسی عظیم ہستی کے خلاف ساز باز سے باز نہیں آئے وہ بعد میں کیسے مخلص ہو سکتے تھے۔ ان احباب کا واحد مقصد اختیارات کا حصول تھا اور اس کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہی انہوں نے کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کا بھی انکار کر دیا۔

محترم جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس انجمن کے متعلق ایک حوالہ بھی دیا ہے۔ جو اوپر درج کر چکا ہوں۔ یہ حوالہ شروع ہی ان الفاظ سے ہو رہا ہے۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص (صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ

محترم جنبہ صاحب جلدی میں حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔ مگر اسے غور سے پڑھتے نہیں۔ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرما رہے ہے۔

'جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا'۔ یہ فقرہ بڑا واضع ہے کہ خلافت کا انتخاب کرنا اس انجمن کی ذمہ داری نہیں تھی۔ بلکہ یہ کام خدا کا تھا۔ پھر حضورؓ فرماتے ہیں کہ 'ان چودہ کے چودہ کو باندہ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے خلیفہ مانو' اس فقرہ کے ذریعے یہ بات بھی واضع فرما دی کہ انجمن خلافت کے طابع کام کرے گی۔ خلافت سے بڑھ کر نہیں ہو گی۔

تمام خلفاء اور ممبران جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ان ارشادات کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور اس پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی احباب جو ان حوالوں کو پیش تو کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے، کو بھی ان ارشادات کی روح کو سمجھنے اور ان پر کامل ایمان کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

یہاں ایک اور بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں اس انتخاب کی بابت یہ فرمایا تھا۔

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں☆۔ (☆: ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تیئں دوسروں کے لئے نمونہ بنا دے۔

(نوٹ: یہاں وضاحت کر دینی چاہتا ہوں کہ میں نے یہاں صرف انتخاب کے حوالہ سے حضورؑ کا حوالہ درج کیا ہے۔ اس لئے اس سے اگلی تحریر جو انتخاب سے متعلق نہیں تھی درج نہیں کی۔)

حضورؑ کے واضع حکم کے بعد کہ جس شخص کا چالیس مومن انتخاب کریں وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا۔ یہ کہنا کہ انجمن انتخاب کی مجاز تھی۔ حضورؑ کے حکم کی خلاف ورزی اور محض شرارت ہے۔ نیز انجمن تو صرف چودہ افراد پر مبنی تھی۔ حضورؑ نے تو اس سے بڑھ کر چالیس افراد کی بات کی ہے۔

اور خدا کی قدرت دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا انتظام فرمایا کہ اس انجمن کی اکثریت نے بھی ایک شخص کا انتخاب کیا اور مومنوں کی کثیر تعداد نے بھی اسی شخص کا انتخاب کیا۔ اس طرح ہر قسم کے اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر دیا۔ اگر یہ ہوتا کہ محض انجمن سے انتخاب یافتہ کو خلیفہ مقرر کر دیا جاتا تو معترضین نے کہنا تھا کہ انتخاب تو چالیس مومنوں نے کرنا تھا مگر یہ ایک سازش کے تحت اس محدود کمیٹی سے انتخاب کروالیا گیا ہے۔ اور اگر محض ممبران جماعت کے ذریعہ انتخاب عمل میں آجاتا تو انہی لوگوں نے کہنا تھا کہ دیکھو انجمن کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دو طریق سے انتخاب کروا کر ان ناقدین کے منہ بند کر دیئے۔ اور یہ خدا اور اس کی جماعت کی سچائی کی نشانی ہے۔ اللہ اکبر۔

جماعتِ احمدیہ میں انتخابِ خلافت کا طریق

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب 'الوصیۃ' میں جہاں اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی وہاں انتخابِ خلافت کے حوالے سے بھی ان الفاظ میں نصیحت فرمائی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں☆ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں

☆ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس[۴۰] مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۶)

بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ حضور نے جس انجمن کا قیام فرمایا تھا وہ دراصل خلافت کے انتخاب کی کمیٹی ہے۔ حضورؑ کا مندرجہ بالا اقتباس اس خیال کی نفی کرتا ہے۔ حضورؑ نے جو انجمن قائم کی تھی اس کے ممبران کی تعداد ۱۴ تھی۔ جبکہ یہاں حضورؑ واضع فرما رہے ہیں کہ جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے وہ اس بات کا اہل ہو گا کہ میرے بعد لوگوں سے بیعت لے۔

اب ہم انتخاب خلافت اولیٰ کے طریق کو دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جب آپؑ کے جسد مبارک کو قادیان میں لایا گیا۔ تو قادیان میں موجود تمام صحابہ نے متفقہ طور پر حضرت حکیم نورالدینؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کی خلافت پر قوم کا اجماع

(۲۷ مئی ۱۹۰۸ء تا ۱۳ دسمبر ۱۹۰۸ء بمطابق جمادی الاولی ۱۳۲۶ھ سے ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ تک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے معاًبعد جماعت کے سامنے سب سے پہلا اور اہم مسئلہ جو پیش آیا وہ آپ کے خلیفہ کا انتخاب تھا۔ پوری جماعت کی نگاہیں خدائی تصرف کے تحت ابتداء ہی سے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی طرف اٹھ رہی تھیں مخالفین تک پہلے ہی سے آپ کو مرزا صاحب کا خلیفہ قرار دیتے تھے۔ مگر ظاہری اور مادی نقطہ نگاہ سے پوری قوم کو خلافت تلے جمع کرنے کی منظم اور جماعتی سطح پر تحریک اٹھانے کا سہرا خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ کے سر ہے جنہوں نے ۲۷/ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی نعش مبارک کے قادیان پہنچتے ہی باغ میں بیعت خلافت کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو تحریک کی۔ اور ذکر کیا کہ یہ تجویز ہوئی ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں"۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ بالکل صحیح ہے اور حضرت مولوی صاحب ہی ہر طرح سے اس بات کے اہل ہیں خواجہ صاحب نے کہا۔ یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ سب احمدی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ "اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیت کا منشاء ہے"۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ "چونکہ وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور احمدیوں کے حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں"۔ اس پر مولوی صاحب بھی بیعت کے لئے رضامند ہو گئے۔

مولوی محمد علی صاحب کو قائل کرنے کے بعد خواجہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے دوسرے اکابر مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو لے کر نواب محمد علی خان صاحبؓ کے پرانے مکان پر پہنچے [۲] اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ذریعہ سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو بھی بلوا بھیجا۔ اور پوچھا کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی تکفین و تدفین سے قبل صحابہ نے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ اسی طرح ہم حضرت مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلیں۔ مولوی صاحب نے اس کی پوری پوری تائید کی۔ نیز مشورہ دیا کہ حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب سے مشورہ کرلینا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب باغ سے بلوائے گئے [۳]۔ آپ نے نہایت کشادہ پیشانی سے اتفاق رائے کرتے ہوئے کہا کہ "حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر کوئی نہیں اور خلیفہ ضرور ہونا چاہئے اور حضرت مولوی صاحب ہی خلیفہ ہونے چاہئیں ورنہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔ اور حضرت اقدس کا الہام ہے کہ اس جماعت کے دو گروہ ہوں گے ایک کی طرف خدا ہوگا اور یہ پھوٹ کا ثمرہ (ہے)" [۴] اس کے بعد یہ حضرات باغ میں پہنچے۔ اور حضرت میر ناصر نواب صاحب سے دریافت کیا۔ انہوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب ہی کی خلافت کی تائید کی۔ ازاں بعد خواجہ کمال الدین صاحب جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب موصوف سے بڑھ کر کون اس کے قابل ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا جانشین ہو۔ [۵] چنانچہ اہل بیت سے مشورہ اور تسلی بخش جواب کے بعد خواجہ صاحب حضور کے دوسرے ساتھیوں کو لے کر حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں گول کمرہ میں حاضر ہوئے۔ اور مناسب رنگ میں بیعت خلافت کے لئے عرضداشت کی۔ آپ نے کچھ تامل کے بعد فرمایا۔ "میں دعا کے بعد جواب دوں گا۔" چنانچہ پانی منگوایا گیا۔ آپ نے وضو کیا اور غربی کوچہ کے متصل دالان میں (اور مفتی صاحب کی روایت کے مطابق) نواب صاحب کے مکان میں جہاں مولوی شیر علی صاحب کے دفتر کا کمرہ تھا۔ [۶] نماز نفل پڑھی اور سجدہ میں گر کر بہت روئے اس عرصہ میں یہ وفد باہر صحن میں انتظار کرتا رہا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلو ہم وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے۔ اور جہاں ہمارے بھائی انتظار میں ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب تمام حاضرین سمیت باغ میں تشریف لے گئے۔ [۷] اس وقت حضور کی نعش مبارک باغ ہی میں رکھی تھی۔ اور سب لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ یہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کھڑے ہو کر تمام جماعت کی طرف سے ایک تحریر پڑھی جس میں آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست تھی

اور اس پر جماعت کے سب ہی اکابر کے دستخط ثبت تھے۔ [۸]

حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ کی پہلی تقریر

احباب جماعت کی درخواست سننے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت واستعاذہ کے بعد آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر پڑھی اور فرمایا۔

"میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب ہو چکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئیں ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے........

اس کے بعد فرمایا:۔

"میری پچھلی زندگی میں غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اس لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ۔ نواب محمد علی خان صاحبؓ۔ ناقل)...... اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں......... پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک

جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال ان ہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال...... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کرکے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے.......

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور و شر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا۔ کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کا زمانہ آگیا اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوۃ کا انتظام کرنے' واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی ہے۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۸۷ تا ۱۹۱)

مندرجہ بالا پوری کاروائی میں کہیں نظر نہیں آتا کہ انجمن نے خلیفہ کا انتخاب کیا۔ ہاں خواجہ کمال الدین صاحبؒ جو انجمن کے سیکرٹری تھے انہوں نے مختلف لوگوں سے رابطہ کر کے حضرت حکیم نور الدینؓ کے نام کی تجویز پیش کی۔ مگر کوئی انجمن کا کوئی ایسا اجلاس نہیں ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ بلکہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر تمام احبابِ جماعت کا تھا۔

اس کے بعد خلافت ثانیہ کے انتخاب کو دیکھتے ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی زندگی میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی بابت تحریری طور پر ایک وصیت لکھ کر کسی کو دی تھی۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد جماعت میں ایک فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس کے نتیجہ میں جماعت دو دھڑوں میں بٹ گئی۔ وہ گروپ جو خلافت کا حامی تھا، انہوں نے متفقہ طور پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۵۷ء میں ایک خلافت کمیٹی قائم فرمائی۔ مجلس شوریٰ نے اس کمیٹی کو منظور فرمایا۔ اس کمیٹی کے ممبران کچھ اس طرح ہیں:

۱۹۵۶ء کے موقعہ پر آئندہ خلافت کے انتخاب کے متعلق یہ بیان فرمایا تھا کہ پہلے یہ قانون تھا کہ مجلس شوریٰ کے ممبران جمع ہو کر خلافت کا انتخاب کریں۔ لیکن آجکل کے فتنہ کے حالات نے اِدھر توجہ دلائی ہے کہ تمام ممبران شوریٰ کا جمع ہونا بڑا لمبا کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر منافق کوفتنہ کھڑا کر دیں۔ اس لیے اب میں یہ تجویز کرتا ہوں جو اسلامی شریعت کے عین مطابق ہے کہ آئندہ خلافت کے انتخاب میں مجلس شوریٰ کے جملہ ممبران کی بجائے صرف ناظران صدر انجمن احمدیہ ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ وکلاء تحریک جدید۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ افراد (جن کی تعداد اس غرض کے لیے اس وقت تین ہے۔ یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب میاں عبداللہ خان صاحب) جامعۃ المبشرین کا پرنسپل۔ جامعہ احمدیہ کا پرنسپل اور مفتی سلسلہ احمدیہ مل کر فیصلہ کیا کریں۔

مجلس انتخاب خلافت کے اراکین میں اضافہ

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علماء سلسلہ اور دیگر بعض صاحبان کے مشورہ کے مطابق مجلس انتخاب خلافت میں مندرجہ ذیل اراکین کا اضافہ فرمایا۔

۱۔ مغربی پاکستان کا امیر۔ اور اگر مغربی پاکستان کا ایک امیر مقرر نہ ہو تو علاقہ جات مغربی پاکستان کے امراء جو اس وقت چار ہیں۔

۲۔ مشرقی پاکستان کا امیر۔ ۳۔ کراچی کا امیر۔ ۴۔ تمام اضلاع کے امراء۔ ۵۔ تمام سابق امراء جو دو دفعہ کسی ضلع کے امیر رہ چکے ہوں۔ گو انتخابِ خلافت کے وقت امیر نہ ہوں۔ (ان کے اسماء کا اعلان صدر انجمن احمدیہ کرے گی)

۶۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ ۷۔ ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۸۔ تمام زندہ رفقاء کرام کو بھی انتخابِ خلافت میں رائے دینے کا حق ہوگا۔ (اس غرض کے لیے رفیق وہ ہوگا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہو اور حضورؑ کی باتیں سنی ہوں اور ۱۹۰۸ء میں حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت اس کی عمر کم از کم بارہ سال کی ہو۔ صدر انجمن احمدیہ تحقیقات کے بعد رفقاء کرام کے لیے سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی اور ان کے ناموں کا اعلان کرے گی)۔

۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین رفقاء میں سے ہر ایک کا بڑا لڑکا انتخاب میں رائے دینے کا حقدار ہوگا بشرطیکہ وہ مبایعین میں شامل ہو۔ اس جگہ رفقاء اوّلین سے مُراد وہ احمدی ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب میں فرمایا ہے (ان کے ناموں کا اعلان بھی صدر انجمن احمدیہ کرے گی)۔

۱۰۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے کم از کم ایک سال بیرونی ممالک میں تبلیغ کا کام کیا ہو اور بعد میں تحریک جدید نے کسی الزام کے ماتحت انہیں فارغ نہ کر دیا ہو۔ (ان کو تحریک جدید سرٹیفیکیٹ دے گی اور اُن کے ناموں کا اعلان کرے گی)۔

۱۱۔ ایسے تمام مبلغین سلسلہ احمدیہ جنہوں نے پاکستان کے کسی صوبہ یا ضلع میں رئیس التبلیغ کے طور پر کم از کم ایک سال کام کیا ہو اور بعد میں ان کو صدر انجمن احمدیہ نے کسی الزام کے ماتحت فارغ نہ کر دیا ہو۔ (انہیں صدر انجمن احمدیہ سرٹیفیکیٹ دے گی اور اُن کے ناموں کا اعلان کرے گی)۔

(تاریخ احمدیت، جلد ۱۸، ایڈیشن ۲۰۰۷، صفحہ نمبر ۱۶۹، ۱۷۰)

اس فارمولا کے مطابق خلافت کمیٹی کے ممبران مندرجہ ذیل احباب ہیں۔

ناظران و ممبران صدر انجمن احمدیہ، وکلا تحریک جدید، پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مفتی سلسلہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے، امراء ممالک، صوبائی، ضلعی، صحابہ کرام نیز ۱۹۰۱ء سے قبل بیعت کرنے والے صحابہ کے بڑے بیٹے۔ اس وقت ان تمام ممبران کی تعداد ۳۷۸ بنتی تھی۔

وقت کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور ان کے بڑے بیٹے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان یعنی بیٹے وفات پاجانے کے باعث اس لسٹ سے نکل گئے۔ لیکن دوسری طرف امراء ممالک واضلاع میں اسی قدر اضافہ ہو گیا۔

احباب کی معلومات کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امراء ممالک و اضلاع کا تقرر انتخاب کے ذریعے ہوتا ہے۔

امیر ضلع کا انتخاب صدران جماعت کرتے ہیں۔ اور صدران جماعت کا انتخاب ممبران جماعت کے ذریعے ہوتا ہے۔ ایسے ہی امیر ملک کا انتخاب ممبران شوریٰ کرتے ہیں۔ اور ممبران شوریٰ کا انتخاب ہر جماعت کے ممبر کرتے ہیں۔ گویا امیر ضلع یا امیر ملک اپنے اپنے ضلع یا ملک کا منتخب شدہ نمائندہ ہوتا ہے۔

ممبران انتخاب کمیٹی کی اکثریت منتخب شدہ ممبران پر مبنی ہوتی ہے۔ اور یہ تعداد سینکڑوں میں ہے۔

وقتاً فوقتاً اس انتخاب کمیٹی پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تنخواہ دار ممبران ہیں یا نامزد کردہ ممبران ہیں۔ یا ان کی تعداد بہت کم ہے۔ وغیرہ وغیرہ

تنخواہ دار یا نامزد شدہ ممبران کی تفصیل اوپر بیان کر چکا ہوں جو منتخب شدہ ممبران کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ لیکن وہ احباب جو یہ شور مچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک انجمن بنائی تھی اور وہی انتخاب خلافت کی مجاز تھی۔ کیا ان کو معلوم ہے کہ وہ تمام ممبران نامزد شدہ تھے۔ نیز ان کی تعداد صرف ۱۴ تھی۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب 'الوصیت' میں ارشاد فرمایا ہے

'ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا'۔(رسالہ الوصیت، صفحہ ۱۱)

جبکہ اس انتخاب کمیٹی کے ممبران کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

میرا ہر ایسے شخص سے جو اس انتخابی کمیٹی پر اعتراض کرتا ہے یہ چیلنج ہے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہ کمیٹی درست نہیں تو وہ اس کے مقابل پر اس سے بہتر کوئی کمیٹی تجویز کرے جو قابل عمل بھی ہو۔ یہ میرا یقین ہے کہ اس سے بہتر قابل عمل کوئی کمیٹی ہو ہی نہیں سکتی۔

انتخاب خلافت کی بجائے نامزدگی

خدائی جماعتوں کی شروع سے مخالفت ہوتی آئی ہے اور یہ سنت اب بھی جاری ہے۔ جہاں نظام جماعت پر کچھ اور اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہاں انتخاب خلافت پر بھی اعتراضات کئے جاتے رہتے ہیں کہ انتخاب کی بجائے نامزدگی کی جاتی ہے۔ یہ الزام بھی دیگر الزامات کی طرح غلط اور بے بنیاد ہے۔ جماعت کے طریق انتخاب خلافت پر بات کرنے سے قبل آیئے دیکھتے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کا انتخاب کیسے ہوتا تھا۔

۶۲۷ — عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَ اَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَ يَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَ يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابوبکر)

حضرت عائشہ رضی بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیماری کے دوران فرمایا۔ اپنے والد ابوبکر اور بھائی کو بلوا لو تاکہ میں انہیں ایک تحریر لکھ دوں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کئی دعویدار اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ کوئی کہے گا کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابوبکر کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہونگے۔

(حقیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۵۹۴،۵۹۵)

"قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ لقد ھممتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّٰی اکتب کتاباً فاعھد ان یتمنّٰی المتمنون و یقول قائل انا اَولٰی ثمّ قلتُ یابی اللّٰہ و یدفع المؤمنون۔" (بخاری) یعنی "حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مرضِ موت میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر کو بُلا کر اُن کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ جاؤں تا کہ میرے بعد دوسرے لوگ خلافت کی تمنا میں کھڑے نہ ہو جائیں۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں مگر پھر میں نے اِس خیال سے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ خدا تعالیٰ ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت قبول کرے گی۔"
(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۱۱۔۱۲)

مندرجہ بالا روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے واقعی اپنی زندگی میں اپنے کسی صحابی کو اپنا جانشین یا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا لیکن پھر بھی اپنی مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی جگہ اِمام الصلوٰۃ مقرر فرما کر ایک طرح اپنی جانشینی کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرما دی تھی۔ مزید برآں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ!
"الخلافۃ ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذٰلک الملک۔" (مسند احمد) یعنی "میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس (۳۰) سال رہے گا اور اسکے بعد ملوکیت قائم ہو جائے گی۔" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کو اپنی جگہ امام الصلوٰۃ مقرر فرما کر ایک طرح اپنی جانشینی کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرما دی تھی۔

گو جماعت میں انتخابِ خلافت کا ایک باقاعدہ طریق ہے جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ اس کے باوجود اگر جنبہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ جماعت میں انتخاب کی بجائے نامزدگی ہوتی ہے۔ تب بھی یہ کوئی وجہ اعتراض نہیں۔ اس طرح کر کے بھی سنتِ رسول ﷺ پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرنا باعثِ ثواب ہے۔

امامت اور اطاعت

اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدانیت کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی اصلاح، رہنمائی اور اسے یکجا رکھنے کا بھی بندوبست فرمایا۔ اور اس کے لئے اپنے نبی مبعوث فرماتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان نبیوں پر ایمان لانے کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ نبی جہاں پر ہماری اصلاح اور رہنمائی فرماتے ہیں۔ وہاں ہمیں اکٹھے رہنے کا درس بھی دیتے ہیں۔ یہ انبیاء ہمارے لئے ایک امام یا امیر کا کام بھی کرتے ہیں۔ جس طرح بغیر گڈریے کے ریوڑ بکھر جاتے ہیں۔ اور جنگلی جانوروں کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ ریوڑ کو اکھٹا رکھنے کے لئے ایک گڈریے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بنی نوح انسان کو دنیاوی مسائل سے بچانے کے لئے یہ انبیاء ایک گڈریا کا کام کرتے ہیں۔ ایک امام یا امیر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں تاکید فرمائی کہ اگر تم کسی سفر کے لئے بھی نکلو تو اپنا ایک امیر مقرر کر لو۔ یہ امام یا امیر کی اہمیت کی طرف توجہ دلانے کے لئے ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

۱۰۳۔ اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾

۱۰۴۔ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

۱۰۶۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو الگ الگ ہو گئے اور انہوں نے اختلاف کیا۔ بعد اس کے کہ اُن کے پاس کھلے کھلے نشانات آ چکے تھے۔ اور یہی ہیں وہ جن کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

(سورۃ الاعمران ۳: ۱۰۴تا۱۰۶)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ تاکید کر رہا ہے کہ اللہ کی رسی کو مظبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کا واحد ایک طریقہ ہے کہ سب ایک امام کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے محض حکم نہیں دیا بلکہ اس کا انتظام بھی فرمایا اور ایک امام کو مامور فرمایا۔ اور پھر اس امام کے طابع ایک خلافت کا نظام قائم فرمایا۔ آج امتِ مسلمہ جن مصائب کا شکار ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خدا کے اس حکم کو بھلا دیا اور فرقوں میں بٹ گئے۔ انہیں اس بات کا احساس بھی ہے۔ اسی لئے مختلف اطراف سے خلافت کے قیام کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے کوششیں بھی کی جاتی ہیں۔ مگر انسان کے قائم کردہ امام اور خدا کے قائم کردہ امام میں بڑا فرق ہے۔ حقیقی امام وہی ہو گا جو خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو گا اور اس کے ساتھ خدا کی تائید ہو گی۔

کسی امام پر ایمان لانے کے بعد اطاعت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر امیر منکے کے سر والا بھی ہو تو اس کی کامل اطاعت کرو۔ اور کامل اطاعت کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایمان لانے کے بعد ہم اس ہستی کی بیعت کرتے ہیں۔ اور بیعت کے معنی ہوتے ہیں بک جانا۔ اس کے بعد ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ جو مالک کہہ رہا ہے وہی درست ہے۔ یہ وحدانیت ہے۔ اور مذہب ہمیں وحدانیت کا سبق دیتا ہے۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک شریعت۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی وحدانیت میں ہماری بقا ہے۔ وہ قومیں، وہ معاشرے اور وہ گھر تباہ ہو جاتے ہیں جو اس فلسفہ کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت اور رہنمائی کے لئے ہمیں دن میں پانچ بار نماز باجماعت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اس نماز باجماعت میں زندگی کا فلسفہ چھپا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کر لو اور پھر اس کے ہر اشارے پر کسی چون وچرا کے بغیر عمل کرو۔ اگر کہیں محسوس کرو کہ شاید امام سے کوئی بھول ہو گئی ہے تو ایک بار 'سبحان اللہ' کہہ کر امام کو توجہ دلا دو۔

توجہ دلانے کا بھی بہترین طریقہ بتایا کہ کہو سبحان اللہ یعنی غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لفظ سبحان اللہ میں مقتدی اور امام دونوں کے لئے ایک سبق ہے۔ نہ مقتدی یہ خیال کرے کہ یہ کیسا امام ہے جو غلطی کرتا ہے۔ اس لفظ کے ذریعے سمجھا دیا کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے اور بشر ہونے کے ناطے امام سے غلطی ہو سکتی ہے اس لئے اسے کسی فتنے کا باعث نہ بناؤ۔ یہ نہیں کہا کہ اگر امام تمہاری بات پر توجہ نہیں دیتا تو اپنی مرضی سے نماز ادا کرنی شروع کر دو یا تم شور مچانا شروع کر دو۔ سبحان اللہ کے تکرار کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ فرمایا ایک بار توجہ دلانے کے بعد مقتدی کا حق ادا ہو گیا۔ اس کی نماز ہو گئی۔ امام کی عزت لازم ہے۔ اور اس کی کامل اطاعت لازم ہے۔ اس میں برکت ہے۔ اور خدا کو یہی بات پسند ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کہہ دیتا کہ امام کو توجہ دلاؤ اگر وہ بات مان لے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اپنی علیحدہ نماز پڑھنی شروع کر دو۔ ایسی کوئی تعلیم نہیں ہے۔

اور اسی لفظ سبحان اللہ کے ذریعے امام کو بھی بتا دیا کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لئے کوئی امام یہ نہ سمجھ لے کہ اس سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی توجہ دلائے تو اس پر غور کر لے اگر سمجھے کہ غلطی ہو گئی ہے تو اصلاح کر لے اور اگر سمجھے کہ غلطی نہیں ہوئی تو نماز کو ویسے ہی جاری رکھے۔ اور ایسا نہ کرے کہ نماز ختم ہونے کے بعد سبحان اللہ کہنے والے پر ناراض ہونا شروع کر دے کہ تم نے ایسی جرات کیوں کی۔

بعض احباب اسے جبر کا نام دیتے ہیں۔ کہ ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں۔ جبکہ یہ جبر نہیں ہے اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا۔ کسی بھی نظام کو کامیابی سے چلانے کے لئے ایک امام اور اس کی کامل اطاعت بہت ضروری ہے۔ دنیاوی معاشرہ تو آپ کو سبحان اللہ کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ میں نے جب عملی زندگی کا آغاز کیا اور پہلے دن اپنے باس کے دفتر میں داخل ہونے لگا تو باس کے دروازے پر ایک سٹکر لگا دیکھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔

THREE RULES OF JOB

Rule # 1: Boss is always right.

Rule # 2: If you feel, he is wrong.

Rule # 3: Follow the rule No.1

اسلام تو بہت پیارا دین ہے۔ یہ ہمیں اپنی بات کہنے کا پورا حق دیتا ہے۔ لیکن ایک طریقہ کے ساتھ۔ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم انتشار پھیلاؤ۔ امام کے مقام کو سمجھتے ہوئے نیک نیتی سے اس کے مقام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احترام کے ساتھ اپنی بات اس تک پہنچا دو۔ اس کے بعد تمہارا حق ادا ہو گیا۔

اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ امام یا یہ نظام درست نہیں تو اسلام زبردستی نہیں روکتا۔ آپ چاہو تو علیحدہ ہو جاؤ۔ لیکن اس نظام کے اندر رہتے ہوئے پھر اس امام اور اس کے قائم کردہ نظام کی کامل اطاعت کا حکم دیتا ہے۔

جماعت اور امام کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ستروں بعدی امورًا)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہیں خدا کے قائم کردہ امام اور پھر اس کی خلافت کی بیعت کی توفیق ملی۔ آج وہ احباب جو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو طرح طرح کے نام دے رہے ہیں۔ جو اس خلافت کو نقصان پہنچانے کے لئے دن رات اپنی ناکام کوششوں میں سرگرم ہیں۔ انہیں ذرا گردن گھما کر اس نعمت سے محروم لوگوں کو دیکھ لینا چاہیئے کہ ان کا کیا حال ہے۔ ان کا کوئی گڈریا نہیں اور ان پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں انہیں بچانے والا کوئی نہیں۔ ہر کوئی اپنی مرضی سے جدھر دل کرتا ہے بھاگ رہا ہے۔ آج وہ سب خلافت کی ضرورت پر چیخ رہے ہیں۔ اور جن کے پاس یہ نعمت ہے وہ اس کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ جو خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ایسے لوگوں کو خدا مقام عبرت بنا دیتا ہے۔

آج دنیا میں خدا اگر کسی کے ساتھ کھڑا نظر آ رہا ہے تو صرف اس جماعت کے ساتھ ہے جس کا ایک امام ہے۔ خدا خلافت کے ساتھ ہے۔ اور اس خلافت کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو کاٹ کر پھینک رہا ہے۔ اس خلافت کی خود حفاظت فرما رہا ہے۔ اور یہ اس خلافت کی سچائی کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔

خلفاء اور نظامِ جماعت

پر کئے گئے اعتراضات

کے جوابات

خلفاء اور نظام جماعت پر کئے گئے اعتراضات کے جواب

محترم جنبہ صاحب اور چند دیگر احباب کی طرف سے خلفاء وقت اور نظام جماعت پر بعض اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ بعض غلطیوں یا نقائص کا ذکر کر کے خلفاء اور نظام جماعت کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب دینے سے پہلے چند باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں انسان کا قائم کردہ کوئی بھی نظام غلطیوں سے پاک نہیں۔ غلطیوں سے پاک صرف خدا کی ذات ہے اور اس کا قائم کردہ نظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ

" خلیفہ بننے سے قبل میں چائنا کا ایک رسالہ منگواتا تھا۔ اس رسالہ میں چین اور وہاں کے نظام کا اس طرح ذکر کیا جاتا تھا کہ وہ ہر قسم کے نقائص سے پاک معاشرہ ہے۔ اس کے بعد مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں بھی خامیاں اور نقائص موجود ہیں۔ واپس آکر میں نے اس رسالہ کے ایڈیٹر کو لکھا کہ جہاں تم اپنی خوبیاں بیان کرتے ہو وہاں اپنے نقائص کا بھی ذکر کیا کرو تا کہ تمہاری باتیں حقیقت پر مبنی معلوم ہوں"

اس کے بعد حضورؒ نے فرمایا۔" ہم بھی اس معاشرہ کا حصہ ہیں۔ ہم میں بھی بشری کمزوریوں کا پایا جانا فطری بات ہے۔ ہمارے ارد گرد کے ماحول کا ہم پر اثر ہوتا ہے۔ مگر تنقید کرنے والوں کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ اس معاشرہ میں رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دوسروں سے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔"

(خاکسار کو اصل حوالہ نہیں مل سکا۔ مگر میری یادداشت کے مطابق آپؒ کے ارشاد کا یہی مفہوم تھا)

اگر ہم تعصب کی عینک کو اتار کر دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت دنیا میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کے احکامات پر سب سے زیادہ عمل پیرا ہے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ اس کے باوجود جب بھی کہیں کوئی خامی یا کمزوری پیدا ہوتی ہے، خلیفہ وقت فوراً اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور اس کو چھپانے کی بجائے ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری جماعت کو متنبہ کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں۔ اور ایسا کوئی سچا ہی کر سکتا ہے۔ اور وہی کر سکتا ہے جسے خدا کی مدد اور تائید حاصل ہو۔

بعض احباب خلفاء کی کہی بعض باتوں پر اعتراض کرتے ہیں اسے غلط کہتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے اور میں خدا کو حاضر جان کر یہ بات کر رہا ہوں اور یہ بات محض اعتقاد کی وجہ سے نہیں کہہ رہا کہ بعض اوقات مجھے بھی خلفاء کی کہی کسی بات کی سمجھ نہیں آتی۔ مگر میرا یہ طریق ہے کہ میں اس کہی گئی بات کو سمجھنے کے لئے تحقیق کرتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔ اور آخر یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو بات خلیفہ وقت نے کہی تھی وہ سو فیصد درست تھی۔

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد اکثر بیان کرتے ہیں **" عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتی"**۔ ہمارا علم بہت محدود ہے۔ ہم چیزوں کو اپنے نظریہ اور اپنی سوچ کے مطابق دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی چیز ہمیں ہمارے نظریہ یا سوچ سے متصادم نظر آتی ہے تو ہم فوراً اسے غلط کہہ دیتے ہیں۔ ہم اپنے نظریہ یا سوچ کو پرکھنے یا بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور دوسروں سے یہ توقع یا ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ وہ اپنی سوچ یا نظریہ کو تبدیل کریں اور ہماری نظر سے دیکھیں۔ جو درست نہیں ہے۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی گہرائی میں جاکر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ کار رائج ہے وہ درست ہے۔ ایسے ہی بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ فلاں بات میں یہ نقص ہے۔ اسے ایسے ہونا چاہیئے۔ اور بعد تحقیق پتہ چلتا ہے کہ وہ بات ویسے ہی ہے جیسے ہمارے ذہن کے مطابق ہونی چاہیئے تھی مگر علم کی کمی کے باعث ہم غلط سمجھ رہے تھے۔

آخر میں ایک اور بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے ایمان کا حصہ ہے کہ نبی جو ڈائریکٹ خدا سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں اجتہادی غلطی کرسکتے ہیں اور اپنی اس اجتہادی غلطی پر قائم رہتے ہوئے وفات پاسکتے ہیں اور اس کے باوجود ان کے مقام اور مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی ان کی سچائی پر کوئی حرف آتا ہے۔ ان کے اس عقیدہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

کہ خلیفہ وقت کیوں غلطی نہیں کرسکتا، اگر خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی صداقت اور مرتبہ کیوں کم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بارہ میں غلیظ زبان کا استعمال کیوں شروع ہو جاتا ہے۔ اسے اجتہادی غلطی سمجھ کر کیوں نظر انداز نہیں کیا جاتا؟

اب جنبہ صاحب اور دیگر احباب کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات یا اعتراضات کے جواب حاضر ہیں۔

خلفاء راشدین یا خاندانی خلیفے

محترم جنبہ صاحب اپنے مضامین میں اور اپنے خطابات میں کثرت سے اس بات کا اظہار فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ خلفاء راشدین ہیں اور پھر حضرت حکیم نورالدینؓ بھی خلیفہ راشد ہیں۔ مگر اس کے بعد والے خلفاء خاندانی خلفاء، انتخابی خلفاء، مفتری اور فراڈئے اور ناجانے کیا کیا ہیں۔ آپ کے اس ضمن میں ارشادات کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

خلیفہ اوّل اور ثانی کو ہم انتخابی خلفاء کہہ سکتے ہیں نہ کہ الہامی۔ ازاں بعد تیسرے اور چوتھے خلفاء کی امثال تو بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلافت کی مثالیں ہیں۔ اور حیرت ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یعنی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا جاتا ہے۔ جھوٹ یہ نہیں ہے کہ یہ خلفاء بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء تھے بلکہ مکر اور بڑا جھوٹ یہ ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا گیا ہے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ خلفاء الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء تھے؟ ہر گز نہیں۔ یہ خلفاء تو انتخابی بھی نہیں تھے چہ جائیکہ الہامی ہوں۔ دنیا میں جمہوری رنگ میں منتخب کردہ حکمرانوں کو ہم ''زبان خلق نقارۂ خدا'' کے مطابق خدا کے مقرر کردہ حکمران کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح مطلق العنان حکمران (dictators) جو بزور طاقت (خواہ یہ طاقت فوجی ہو یا کسی سیاسی اور مذہبی نظام کی ہو) برسر اقتدار آتے ہیں اگر ہم اِنہیں خدا کے بنائے حکمران کہہ سکتے ہیں تو پھر اس رنگ میں جماعت احمدیہ میں ایک منظور نظر ''مجلس انتخاب'' کے بنائے ہوئے خلفاء کو بھی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ خلیفہ ثانی، خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع خلفائے راشدین نہیں تھے بلکہ اموی اور عباسی خلفاء کی طرح ملوک تھے اور اگر اموی اور عباسی خلفاء کو ہم آنحضرت ﷺ کے جانشین کہہ سکتے ہیں تو پھر ان مغلئی خلفاء کو بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین کہا جا سکتا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴، صفحہ نمبر ۳)

طرح بگڑے گی جس طرح اُمت محمدیہ سمیت پہلی اُمتیں بگڑ چکی ہیں۔ آپ کی جماعت پر کچھ دنیادار لوگ کتوں کی طرح مسلط ہو جائیں گے اور وہ ظاہر یہ کریں گے کہ وہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہوگی۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بڑی ہوشیاری اور سوچے سمجھے منصوبہ (scheme) کے تحت افراد جماعت احمدیہ کو ملتِ اسلامیہ سے دور کر کے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں دشمنی ڈال دیں گے۔ ایک غیر اسلامی نظام کیساتھ ایک نام نہاد موروثی خلافت کا طریقہ کار وضع کر کے ایک ہی خاندان سے خلیفے بناتے چلے جائیں گے اور مذہب کے نام پر خوب دنیا کمائیں گے۔ اُنکا طرز عمل یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے نام پر آزادی ضمیر ایسے بنیادی حقوق چھین کر افرادِ جماعت کو گونگے، بہرے اور اندھے بنا دیں گے۔ جماعت کی حالت اس طرح بنا دیں گے کہ وہ ایک سچے اور متقی احمدی کیلئے قید خانہ بن جائے گی۔ وہ بیچارہ نہ پائے رفتن نہ جائے

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۳)

یہ ایک بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ ہمیشہ لوگوں نے خدا کے مامورین کا انکار کیا۔ ان کی مخالفت کی۔ اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ آج جن ہستیوں کو ہم خلفاء راشدین کہہ رہے ہیں۔ ذرا تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ ان کی زندگی میں انہیں کیا کہا گیا اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بنتے ہی ایک کثیر تعداد نے آپ کی خلافت کا انکار کر دیا تھا۔ آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔ شیعہ حضرات اب تک آپ کو جو کہتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کا دور جسے غیر مسلم تک ایک بہترین دور کہتے ہیں۔ تنقید سے نہ بچ سکا۔ آپ پر بھی الزامات لگائے گئے۔ سوالات اٹھائے گئے۔ اور پھر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو تو خود مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے شہید کر دیا۔

آپ حضرت حکیم نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول کو بھی خلیفہ راشد کہتے ہیں۔ کوئی شک نہیں آپ واقعی خلیفہ راشد تھے۔ مگر محترم جنبہ صاحب اس وقت کے لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ وہی احباب جنہیں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منتخب ممبران انجمن کمیٹی کہتے اور ان کی مداع سرائی کرتے نہیں تھکتے۔ انہوں نے آپ کو کیا کیا اذیتیں دیں۔ آپ کو معزول کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ یہ وہی خلیفہ راشد ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے دکھوں کی وجہ سے ایک تاریخی خطاب کیا تھا۔ اور اس میں اظہار کیا کہ تم لوگوں نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ انہیں دوبارہ بیعت کرنے کا حکم دیا۔ مگر ان کی وفات تک ان لوگوں نے اپنے رویوں کو تبدیل نہیں کیا۔

محترم جنبہ صاحب آپ کو ان خلفاء کے ایک ہی خاندان سے ہونے پر بہت اعتراض ہے۔ رسول کریم ﷺ کے خلفاء راشدین کون تھے۔ دو حضرت محمد ﷺ کے سسر تھے اور دو آپؐ کے داماد۔ اور سارے مہاجر اور مکہ مکرمہ سے تھے۔ اگر ایک خاندان سے ہونا اتنا بڑا جرم ہے۔ تو پھر ان خلفاء راشدین کی بابت کیا خیال ہے۔

محترم جنبہ صاحب اگر خلافت کا ایک ہی خاندان سے ہونا اتنا بڑا جرم ہے۔ تو خدا پر بھی اعتراض کریں کیونکہ وہ تو ایک ہی خاندان سے بیٹے کے بعد اگلے بیٹے کو نبی بناتا چلا گیا۔ اور یہ سلسلہ صدیوں چلتا رہا۔ بھائیوں کو نبی بناتا رہا۔

یہ ہی خدا کی سنت ہے۔ اور اسی میں برکت ہے۔ بدقسمت لوگوں کا نبی کے اتنے قریبی لوگوں کے ساتھ اتنا ناروا سلوک ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا بن جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ کہ وہ ناشکرا ہے جو چیز پاس ہوتی ہے اس کی ناشکری کرتا ہے اور جب وہ چیز چھن جاتی ہے تو پھر اس کی تعریفیں کرتا اور آنسو بہاتا ہے۔

اسے ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں   مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

اس کے بعد جنبہ صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

> (۵) کیا مہدی ومسیح موعودؑ صرف ایک خاندان کے نبی تھے؟۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اولاد کی تحریروں کو جب بغور وفکر پڑھا جاتا ہے تو ان سے یہی تأثر ملتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے خاندان کے نبی تھے۔ اُنہوں نے زندگی میں صرف اپنی اولاد کیلئے دعائیں کیں تھیں۔ اب تک جو خلفائے احمدیہ بنے ہیں وہ سوائے حضرت مولوی نورالدینؓ کے سب ماشاءاللہ حضورؑ کی اولاد ہی ہیں۔ اب جب کوئی احمدی ان خاندانی خلفاء کے خطبات یا مجالس عرفان کو بغور سنتا ہے تو ان سے یہی تأثر ملتا ہے کہ اس اُمتی نبی نے اپنی روحانی اولاد یعنی ذریت کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں کی تھی اور نہ ہی ان کیلئے دعائیں کی تھیں۔ صرف اپنی صلبی اولاد کیلئے ساری زندگی دعائیں کرتے رہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نعوذ باللہ آپؑ کی یہی حالت تھی تو پھر تو ہمیں آپ کو صرف مغلیہ خاندان کا نبی ماننا پڑے گا۔ خاکسار یہ کوئی خیالی یا افسانوی بات نہیں کر رہا بلکہ میں افراد جماعت کو اس کا یہ ثبوت دیتا ہوں کہ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے بعد آج تک سوائے چھ (۶) سالہ مختصر خلافت اولیٰ کے کیا حضرت مرزا صاحب کی روحانی اولاد میں سے بھی کسی کو آپکا کوئی فیض یا برکت ملی ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میری اس دلیل کو کون جھٹلا سکتا ہے؟ واضح رہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد نے ایک عظیم الشان اُمتی نبی کو قومیا (nationalise) کر اپنے گھر کا نبی بنا لیا اور ایسا اس لیے کیا گیا تا کہ آپ کے ہر فیض اور برکت کی وارث صرف اور صرف آپکی اولاد ہی بنے۔ روحانی اولاد جائے بھاڑ میں۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے اور حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی اولاد کا ایسا رویہ اختیار کرنا نہ صرف آپؑ پر بلکہ آپکی جماعت پر بھی ظلم تھا اور ہے۔ بلاشبہ حضرت بانئے جماعتؑ نے اپنے ہر اُس پیروکار کیلئے دعائیں کیں تھیں جو آپ پر ایمان لا کر آپکی راہ پر چل پڑا۔ آپؑ نے عالم اسلام اور دین مصطفےٰ ﷺ کیلئے انتہائی درد کیساتھ دعائیں کیں اور انہی مضطربانہ دعاؤں کے نتیجہ میں آپؑ کو دین اسلام کے غلبہ اور فتح کیلئے زکی غلام کی صورت میں ایک نشان رحمت بخشا گیا۔ لیکن اگر جماعت احمدیہ کے حالات کو دیکھا جائے تو وہاں سے یہی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد نے حضورؑ کو اپنے گھر کا نبی بنا کر اُسکے فیوض و برکات کو صرف اپنے خاندان تک محدود کر لیا۔ مثلاً مصلح موعود بھی گھر کا، فخر الرسل بھی گھر کا، قمر الانبیاء بھی گھر کا، نافلہ موعود بھی گھر کا اور قریباً سارے خلفاء بھی گھر کے۔ جو لوگ حضورؑ کی ساری اولاد کو مبشر قرار دیتے ہیں میں اُنہیں بتانا چاہتا ہوں کہ امر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کی دعاؤں کے نتیجہ

(آرٹیکل نمبر ۶۴، صفحہ نمبر ۲۸)

جنبہ صاحب اپنے اس اقتباس میں فرمارہے ہیں۔ کہ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے بعد آج تک سوائے چھ (۶) سالہ مختصر خلافت اولیٰ کے کیا حضرت مرزا صاحب کی روحانی اولاد میں سے بھی کسی کو آپ کا کوئی فیض یا برکت ملی ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میری اس دلیل کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ جنبہ صاحب کے نزدیک یہ فیض یا برکت محض خلافت ہے۔ اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کے بعد چار خلفاء راشد ہوئے۔ چاروں آپ ﷺ کے قریبی عزیز یعنی دو سسر اور دو داماد تھے۔ جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق کیا نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کا فیض اور برکت بھی انہی چار خلفاء تک محدود رہی اور باقی تمام امتِ مسلمہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے فیض سے محروم رہی۔

ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہی نبوت چلتی رہی تو کیا باقی ساری امت آپؑ کے فیض اور برکت سے محروم رہی۔

جنبہ صاحب ! خدا کے فیض، برکت اور روحانیت کے حصول کے لئے خلیفہ ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ خدا کے فیض، برکت اور روحانیت یافتہ لوگوں کو خلافت ملتی ہے۔ یہ خدا کے فضل ہیں اور جو اس کی جستجو کرتا ہے وہ روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور جن کو روحانیت مل جاتی ہے انہیں عہدوں کی طلب نہیں رہتی صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کی طلب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ تو امتِ محمدیہ میں ان فیض یافتہ لوگوں کی کمی رہی ہے اور نہ اب حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں اس کی کمی ہے۔

جنبہ صاحب آپ نے لکھا ہے:

طرح بگڑے گی جس طرح اُمت محمدیہ سمیت پہلی اُمتیں بگڑ چکی ہیں۔ آپ کی جماعت پر کچھ دنیادار لوگ کتوں کی طرح مسلط ہو جائیں گے اور وہ ظاہر یہ کریں گے کہ وہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں جب کہ حقیقت اسکے برعکس ہوگی۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کی خاطر بڑی ہوشیاری اور سوچے سمجھے منصوبہ (scheme) کے تحت افراد جماعت احمدیہ کو ملت

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۳)

آپ نے درست لکھا ہے۔ آج کل واقعی کچھ کتے افراد جماعت پر مسلط ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ خدا نے انہیں اس کام پر معمور کیا ہے۔ بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں۔ جس طرح کتے ہڈی دیکھ کر اس پر جھپٹے ہیں اور اس کے حصول کے لئے آپس میں لڑتے ہیں۔ ایسے ہی یہ کتے بھی عہدوں کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ایک دوسرے پر بھونک رہے ہیں۔ ایسے کتے پہلے بھی بھونکتے رہے ہیں مگر جماعت احمدیہ کبھی بھی ان کتوں سے نہیں گھبرائی۔ کیونکہ ان کتوں کا تو کام ہی بھونکنا ہے۔ اور کتے قافلوں پر بھونکتے رہتے ہیں۔ مگر قافلے کتوں کے بھونکنے سے رکتے نہیں۔ بلکہ آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ ہاں ان کتوں کا بھونکنا قافلے والوں کو چوکنا کر دیتا ہے۔

جنبہ صاحب! کتے تو بہت دیکھے ہیں۔ یہ بہت وفادار ہوتے ہیں۔ مالک کے لئے جان دے دیتے ہیں۔ مگر یہ بے غیرت کتے پہلی بار دیکھے ہیں۔ جن کے کبھی پاؤں چاٹا کرتے تھے۔ جن کے پیچھے دم ہلاتے پھرتے تھے آج انہیں پر بھونک رہے ہیں۔ ایسے کتوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ انہیں زہر دے دیا جاتا ہے اور یہ گند کے ڈھیر پر مرے پڑے ہوتے ہیں۔ انہیں کتے بھی نہیں کھاتے۔

خلافتِ راشدہ کا دورانیہ اور محترم جنبہ صاحب کے ارشادات

محترم عبد الغفار جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر 38 ' **قدرت ثانیہ کی اصل حقیقت اور خلافتِ جوبلی کا ڈرامہ** ' کے صفحہ نمبر 1 پر تحریر فرماتے ہیں:-

''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' (احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر ۵ جلد نمبر ۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

اِس حدیث کا عربی متن اس طرح ہے۔ "ما كانت نبوّة قطّ الّا تا بعتها خلافة وما من خلا فةالّا تبعها مُلك۔" (ابن عساکر) یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔'' (اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

قدرتِ ثانیہ کے اس رُوپ یعنی انتخابی خلافت راشدہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ بڑے واضح ہیں اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت (انتخابي یا مشاورتی) قائم ہوتی ہے اور پھر وقت کیساتھ ساتھ اس خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر اس کی جگہ ملوکیت لے لیتی ہے۔ یہ بھی یادر ہے کہ ملوک اپنے وقت میں اپنے آپ کو کبھی ملوک نہیں کہلواتے بلکہ اپنے آپ کو خلیفہ اور اپنی ملوکیت کا نام ہمیشہ خلافت ہی رکھتے ہیں۔ مثلاً خلافت اُمیہ، خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ وغیرہ۔ ایک اور روایت

اسی آرٹیکل کے صفحہ نمبر 2 پر آپ لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ نے فنافي الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کامل ظل بنایا تھا۔ اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے ان کی جماعتوں میں بھی باہم ظلی مشابہت پیدا کی ہے۔ **یہ بات انتہائی اہم اور یادرکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اس کا تسلسل ہے اور ظل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کرلے**۔ مزید برآں یہ بات بھی یادرکھنے کے لائق ہے کہ انتخابي اور مشاورتی خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد الہامی یا تجدیدی خلافت کا

پھر اسی آرٹیکل کے صفحہ نمبر 3 پر آپ فرماتے ہیں:-

حضرت مہدی ومسیح موعودؑ ایک عام انسان نہیں تھے بلکہ ایک سخت ذہین وفہیم اور صاحب علم اور صاحب الہام انسان تھے۔ میں تو یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں آپؑ کا فہم اور علم اُمت محمدیہ کے مجموعی علم اور فہم سے بھی بڑھ کر تھا۔

☆ آپؑ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد قدرت ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آپؑ یہ بھی بخوبي جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ نے جس رنگ میں اپنے اصحابؓ کی تربیت فرمائی تھی ایسی تربیت اُمت محمدیہ میں کوئی دوسرا انسان اپنے اصحاب کی نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن پھر بھی آنحضور ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کے رنگ میں قدرت ثانیہ کا یہ انتخابي سلسلہ بمشکل تیس (۳۰) سال تک جاری رہ کر بعد ازاں خلافت کے نام پر ملوکیت اور بادشاہت میں بدل گیا تھا۔

صفحہ نمبر 4 پر یوں لکھا ہے:-

دوسری غلطی کی اصلاح:۔ اب میں دوسری غلطی کی طرف آتا ہوں جس کے مطابق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''احمدی انتخابي خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''۔ اِس ضمن میں عرض ہے کہ ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی روحانی وجود نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ کر اور

کوئی متقی ہوسکتا ہے۔ جب آنحضورﷺ کے بعد اِنتخابی خلافتِ راشدہ کا سلسلہ دائمی ثابت نہ ہوا بلکہ آپﷺ کے فرمان کے مطابق تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت کے بعد ملوکیت میں بدل گیا تو پھر آپﷺ کے غلام کی اِنتخابی خلافت راشدہ کس طرح دائمی ہوسکتی ہے؟ ہم سب تاریخ اسلام سے بخوبی واقف ہیں۔ اِس حقیقت کے باوجود آنحضورﷺ کے غلام یعنی حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ دائمی ہوگی اور قیامت تک منقطع نہیں ہوگی ایک بچگانہ بلکہ مجنونانہ خیال ہے۔ ہاں

اسی مضمون کے صفحہ نمبر 6 محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ ایک مسلمّہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرتﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی ۔لیکن آنحضرتﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضورﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرتﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرتﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشدوہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرتﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشدوہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپﷺ کی رحلت کے تیس (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشدوہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلامﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟ ۔ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفٰے کیلئے

اسی صفحہ پر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اِنتخابی خلفائے محمدیہ کے برخلاف اِنتخابی خلفائے احمدیہ قیامت تک رشدوہدایت پر قائم رہیں؟ کیا یہ آنحضرتﷺ اور آپﷺ کے اصحابؓ کی صریح تضحیک نہیں۔؟ ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔ حقائق کو تسلیم کرنا بڑے دِل گردے کا کام ہے۔ یہ کام صرف سچے اور جرأت مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ افسوس ہمیں اِن نام نہاد خلفائے احمدیت نے بحیثیت جماعت سچائی اور اخلاقی جرأت سے بھی محروم کر دیا ہے۔

صفحہ نمبر 8 پر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۳) اس مضمون کے شروع میں آنحضرتﷺ کا ایک مبارک اور حکیمانہ اِرشاد ہے کہ! ''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' اس حدیث میں آنحضرتﷺ نے روحانی سلسلوں کے متعلق ایک قطعی اصول بیان فرمایا ہے اور اس اصول کے مطابق اور اسی کی روشنی میں متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرتﷺ کی خاموشی سے مُراد ہے کہ حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ کے بعد شروع ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی یقیناً تیس (۳۰) سال سے بھی کم عرصہ میں ملوکیت میں بدل جائے گا۔

اسی صفحہ پر جماعت احمدیہ کی خلافتِ راشدہ کا ذکر کرتے ہوئے محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:۔

خلافت کے نام پر قریباً ایک صدی مسلمانوں پر مسلط رہی۔ اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد احمدی خلافت راشدہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مولوی نورالدینؓ پہلے احمدی خلیفہ راشد تھے۔ آپؓ نے اپنے مختصر چھ سالہ دورِ خلافت میں حضورؑ کی بیان فرمودہ ہدایات کی روشنی میں تبلیغِ اسلام کا کام جاری رکھا اور ساتھ قرآن و حدیث کا درس بھی دیتے

اسی مضمون کے صفحہ نمبر 9 پر محترم جنبہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:-

خلیفہ صاحب کے منظور نظر اور مقرر کردہ خوشامدی عہدیدار تھے۔ خلیفہ ثانی صاحب نے آئندہ خلیفہ کے انتخاب کیلئے ایسا طریق کار اختیار کر کے کیا افرادِ جماعت کو عملاً انتخابِ خلیفہ کے جمہوری اور بنیادی حق سے محروم نہیں کر دیا گیا تھا؟ اس طرح غلبہ اسلام کا وہ مشن جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے شروع کیا تھا اُسے اپنے خاندان کے غلبہ کیلئے نہ صرف ایک خاندانی گدی میں بدلا بلکہ اُس انتخابی خلافتِ راشدہ کی صف بھی لپیٹ دی گئی جو حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدینؓ سے شروع ہوئی تھی۔ خلفائے راشدین (حضرت

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ:-

- ہر خلافت کے لئے نبوت کا ہونا ضروری ہے۔
- ہر خلافت کے بعد ملوکیت کا آنا ضروری ہے۔
- غلام کی امت میں خلافتِ راشدہ کا دور آقا کی امت کے خلافتِ راشدہ کے دور سے لازماً کم ہوتا ہے۔
- رسول کریم ﷺ کی خلافت راشدہ 30 سال چلی اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت راشدہ 6 سال چل کر ملوکیت میں بدل گئی۔ اور یہ ۵:۱ کی نسبت بنتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ غلام در غلام یعنی '**محترم عبدالغفار جنبہ صاحب (زکی غلام مسیح الزماں)**' جلسہ سالانہ 2012 کی ایک مجلس سوال و جواب جو مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوئی میں اپنے بعد قائم ہونے والی خلافتِ راشدہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں:-

سوال:- کہ آپ کی نظر میں موجودہ خلافت کا کیا مقام ہے؟ آپ کے بعد خلافت کیسے چلے گی؟

جواب:- ٹھیک ہے طبعی موت ہے میری، جانا ہے میں نے تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے۔ کیونکہ میں خود خدا نے مجھے پیشگوئی مسیح موعود میں شامل کیا ہوا ہے کہ میں اس کا ظل کامل ہوں۔ تو وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے جو میرے خلیفے ہوں گے۔ اور بہت ساری باتیں آپ نے کہی ہیں کہ کیا بنے گا اس خلافت کا۔ اس کا میں نے بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ۱۶ اگست کے لیکچر میں۔ اس کو سنیں تو ٹھیک ہے۔ یہاں پر وقت بچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خلافت چلے گی میرے بعد بھی۔ وہ خلیفۃ المسیح ہونگے اور میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اے خدا جو بیماری امت محمدیہ کو لگی ملوکیت بن گئی بادشاہت بن گئی خلفاء راشدین ختم ہوگئے یا جو بیماری احمدیت میں آگئی۔ وہی آئی۔ میری دعا ہوتی ہے اللہ سے اکثر کہ اے خدا دو ٹرم ہوگئیں ہیں ہم چاہتے ہیں مسلمان کہ تیسری دفعہ یہ بیماری نہ لگے۔ تو ہمیں بچانا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور اللہ تعالیٰ وہ لے کر آئے اور میری

دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اب جو ٹرم چلے گی وہ مسیح ابن مریم کے بعد ہو گی تو ان کو بچانا یہ کام نہ کریں۔ اور میری کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ایسا کچھ ضابطہ دے کر جاؤں اس دنیا میں اور کہہ جاؤں کہ اگر اس ضابطہ کے خلاف میرا جانشین کرے گا تو وہ ہمارا جانشین نہیں ہو گا۔ اور جیسے آپ نے منتخب کرنا ہے ویسے اسے گھر بھیج دینا۔ کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے۔ اگر چلے گا اس پے، صراطِ مستقیم پر چلے گا رشد و ہدائت پر چلے گا تو وہ تمہارا امیر المومنین ہو گا تمہارا خلیفہ ہو گا اس پر عمل کرنا اس کے پیچھے چلنا ہے۔ لیکن جب دیکھو کہ یہ دائیں بائیں جا رہا ہے جیسا کہ پہلے ہوا ہمارے یا یہاں پر ہو رہا ہے۔ یا امت محمدیہ میں ہوا ہے تو پھر وہ خلیفہ نہیں ہو گا۔ وہ ملوک ہو گا بادشاہ ہو گا۔ یا جو بھی مذہبی آمر ہو تو اس کی جگہ خلافت نہیں ہے، میری جانشینی نہیں ہو گی اس کو گھر بھیج دو۔ اور جن لوگوں نے بنایا ہے میں چاہتا ہوں پورے قوائد و ضوابط تحریر کروں لیکن ابھی مجھے ٹائیم نہیں مل رہا۔۔۔۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے بعد آنے والے جو لوگ ہوں گے اللہ انہیں ہدائت بھی بخشے گا اور انہیں خوف بھی ہو گا کہ اگر ہم ایسی حرکت کریں گے تو جن لوگوں نے بنایا ہے وہ گھر بھی بھیج دیں گے۔ جب تک یہ تلوار نہیں لٹکے گی تب تک اس کا حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان ہے بشر ہے اس کے ساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ کتنا بھی کوئی نیک انسان ہو، میں سب کو نہیں کہتا، لیکن بعض لوگ ایسے بھی آجاتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے مگر میں حسن ظن رکھتے ہوئے یہی خیال کرتا ہوں کہ محترم جنبہ صاحب بھول جاتے ہیں کہ پہلے کیا کہا تھا۔ آپ کی یاد دہانی اور احباب کے استفادہ کے لئے محترم جنبہ صاحب کا ایک ارشاد مکرر تحریر خدمت ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی ۔لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد انتخابی خلافت راشدہ کا تیں (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضور ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپ ﷺ کی رحلت کے تیں (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپ ﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلام ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہو رہے؟؟؟ ۔ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفٰے کیلئے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ٦)

اور پھر اسی آرٹیکل کے اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اِنتخابی خلفائے محمدیہ کے برخلاف اِنتخابی خلفائے احمدیہ قیامت تک رشد وہدایت پر قائم رہیں؟ کیا یہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کی صریح تضحیک نہیں۔؟ ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔ حقائق کو تسلیم کرنا بڑے دِل گردے کا کام ہے۔ یہ کام صرف سچے اور جرأت مند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ افسوس ہمیں اِن نام نہاد خلفائے احمدیت نے بحیثیت جماعت سچائی اور اخلاقی جرأت سے بھی محروم کردیا ہے۔

جنبہ صاحب! مندرجہ بالا اپنے ارشادات پر خود ہی غور فرمائیں۔ ’ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی‘

- کیا آپ کی جماعت تقویٰ اور طہارت میں رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے بڑھ جائے گی؟
- کیا آپ اپنی جماعت کی تربیت رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر کریں گے؟

ظالمو! آقا کو آقا اور غلام کو غلام رہنے دو۔ اصل کو اصل اور ظل کو ظل رہنے دو۔ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ظل کو اصل پر فضیلت اور بزرگی دینے کی کوشش مت کرو۔

رسول کریم ﷺ کی خلافتِ راشدہ ۳۰ سال چلی اور آپ کے بقول جماعت احمدیہ میں خلافتِ راشدہ ۶ سال چلی۔ اس حساب سے آپ کی خلافتِ راشدہ صرف ایک سال چلے گی۔ کیوں لوگوں کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

بہت سے دیگر ناقدین کی طرح جنبہ صاحب کو بھی اس فقرہ پر شدید اعتراض ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔اس فقرہ کی بابت جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اس اقتباس میں بھی حضورؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میری ظلیت میں امام بھی ہونگے اور مسیح بھی۔ائمہ یا خلفاء سے مراد تو وہ وجود ہیں جن کا حضورؑ کے بعد لوگ انتخاب کریں گے لیکن مسیح کا انتخاب نہیں ہوگا۔وہ رُوح القدس سے کھڑا ہوگا۔اور یہ وہی مسیح ہے جس کا اِلہامی نام غلام مسیح الزماں ہے۔ایک لمبے عرصے سے افراد جماعت کی اس طرح ذہنی تربیت کی جارہی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا خلیفہ خدا بناتا ہے یا کہ وہ منتخب کیا جاتا ہے؟اگر منتخب ہونے والے خلیفہ کو خدا بناتا ہے تو پھر حضورؑ کے بقول ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو'' سے کیا مراد ہے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں امام یا خلیفہ منتخب کیا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد صرف ایک شخص ہے جسے خدا خلیفہ بنائے گا اور وہ غلام مسیح الزماں ہے۔ہاں عرف عام یا عمومی رنگ میں جس طرح لوگ اپنا راہنما منتخب کرتے ہیں اور وہ راہنما خدا ہی منتخب کرواتا ہے اسی طرح جماعت احمدیہ میں بھی امام یا خلیفہ کو لوگ منتخب کرتے ہیں اور عمومی رنگ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کی رضا کیساتھ ہی ہوا۔اب عرصہ دراز سے نظام جماعت کے تحت تنخواہ دار مولویوں نے ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کی رٹ لگا کر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ منتخب ہوتا ہے،اور وہ جسے خدا نے خلیفہ بنانا تھا یعنی غلام مسیح الزماں اُسے پردہ یا منظر سے غائب کر دیا۔حق اور سچ بات تو یہ تھی کہ لوگوں کو یہ تعلیم دی جاتی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ائمہ یا خلفاء تو منتخب ہوتے ہیں اور غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود جو روح القدس پا کر کھڑا ہوگا اور اُسے خدا تعالیٰ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ خلیفہ بنائے گا۔اب اِس سے بڑا ظلم اور جرم کیا ہوسکتا ہے کہ جس کو تو خدا نے خلیفہ بنانا تھا اُسے تو منظر سے ہی غائب کر دیا گیا اور جنھیں بقول حضرت مسیح موعودؑ لوگوں نے منتخب کرنا تھا اُنکے بارے میں افراد جماعت کے ذہنوں میں یہ بٹھایا گیا کہ اُنہیں خدا نے خلیفہ بنایا ہے؟

(آرٹیکل نمبر ا، صفحہ نمبر ۲)

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۹، ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

اِن خاندانی گدی نشینوں کیلئے ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کے الفاظ اس بے شرمی اور ڈھٹائی اور تواتر سے اِستعمال کیے اور کروائے گئے ہیں کہ اب خدا اور اُسکے بنائے ہوئے خلفاء (الہامی خلفاء) ایک مذاق بن کر رہ گئے ہیں۔یاد رکھیں کہ جو لوگ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوتے ہیں اُنہیں یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی کہ ''خلیفہ خدا بناتا ہے''۔اُنہیں اپنی سچائی پر کامل یقین ہوتا ہے۔کیا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ میں سے بھی کسی نے اپنی زندگی میں یہ شور مچایا تھا کہ اُسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے؟ ہرگز نہیں۔ہاں وہ جو مکر کیساتھ خلیفے بنا کرتے ہیں اُنہیں چونکہ اپنے مکر و فریب کا پتہ ہوتا ہے لہٰذا اپنے مکر کو چھپانے اور لوگوں کی آنکھوں میں دُھول ڈالنے کیلئے وہ ضرور ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں تا کہ لوگوں کو ہوش نہ آجائے۔وہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے دور میں نزولِ قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرتے اور کرواتے رہے جب خود مسند خلافت پر بیٹھے تو (جماعت احمدیہ کو اپنی لونڈی سمجھتے ہوئے) اُنہوں نے اِس انتخابی خلافت کو ہی قدرتِ ثانیہ قرار دے دیا۔حضورؑ کی رحلت کے بعد اِن مظلوم

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب ایک مجلس سوال و جواب جو ۷ ستمبر ۲۰۱۲ کو ہوئی، ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

'کہ چاروں خلفاء نے زندگی میں نہیں کہا تھا کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔یہ بیماری ہمارے خلیفوں کو لگی ہے ۱۹۱۴ء کے بعد'

آیئے دیکھتے ہیں کہ خلافت کے بارہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا کیا ارشاد ہے۔

"قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ لقد ھمّمتُ ان ارسل الی ابی بکر حتّٰی اکتب کتاباً فاعھد ان یتمنّٰی المتمنون و یقول قائل انا اَولٰی ثمّ قلتُ یابی اللّٰہ و یدفع المؤمنون۔" (بخاری) یعنی "حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مرضِ موت میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے اِرادہ کیا تھا کہ ابوبکر کو بُلا کر اُن کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ جاؤں تا کہ میرے بعد دوسرے لوگ خلافت کی تمنا میں کھڑے نہ ہو جائیں۔ اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکر کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں مگر پھر میں نے اِس خیال سے یہ اِرادہ ترک کر دیا کہ خدا تعالیٰ ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت قبول کرے گی۔"
(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۱۱۔۱۲)

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

یہ حدیث خود جنبہ صاحب نے اپنے مضمون میں تحریر کی ہے۔ اب اس میں رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ ابو بکر کے سوا کسی اور شخص پر راضی نہیں ہو گا۔ پیارے جنبہ صاحب اس کا یہی مطلب ہے کہ خدا خلیفہ بنائے گا۔

رسول کریم ﷺ کی ایک اور حدیث درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ

(ترمذی، جلد دوم، حدیث نمبر ۱۶۳۷)

ترجمہ: محمود بن غیلان، حجین بن مثنی، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح، ربیعہ بن یزید، عبداللہ بن عمار، نعمان بن بشیر، حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عثمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض پہنائیں اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو مت اتارنا۔

اور حضرت عثمان غنیؓ اسی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ

سفیان بن وکیع، وکیع، یحیی بن سعید، اسماعیل بن ابی خالد، قیس، حضرت ابو سہلہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ جب گھر میں محصور تھے تو مجھ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا چنانچہ میں اسی پر صبر کرنے والا ہوں۔ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسماعیل بن ابی خالد کی روایت سے جانتے ہیں۔

(ترمذی، جلد دوم، حدیث نمبر ۱۶۴۳)

مندرجہ بالا حدیث اور حضرت عثمانؓ کے ارشاد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ پیش ہے۔

"صوفیاء نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہیں کے دل میں ڈالا۔" الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بھی خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ ذیل میں ان کے چند ارشاد پیش خدمت ہیں۔

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔" انی جاعل فی الارض خلیفۃ"۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور منفک الدم ہو گا مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لادم کی طرف لے آئے گی ان کی (داؤدگی۔ ناقل) مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے .... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ

(تاریخ احمدیت، جلد ۳، صفحہ ۳۹۹، ۴۰۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مذید فرماتے ہیں۔

''لوگوں کو چاہئے کہ صدیق المشرب ہوں۔ بغیر کسی طلب نشان کے ایمان لائیں۔ پھر انہیں اس قدر نشان دیئے جائیں گے کہ وہ حیران رہ جائیں گے۔ صوفیا نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے حق اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے پہلے حق انہی کے دل میں ڈالا ......ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ ''۔ [۴۳]

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸، صفحہ ۲ اور بدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۸) (حیات نور، باب پنجم، صفحہ ۳۵۲)

''خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو۔ ناقل) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا''۔

آگے چل کر حضور فرماتے ہیں:

''پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفے کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی مت کرو''۔

(بدر ۴۔ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

۱- ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا''۔

۲- ''اب کس میں طاقت ہے کہ وہ خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے''۔

۳- ''اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا خلیفہ بنایا''۔

۴- ''ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا''۔

۵- ''جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ بنایا''۔ [۱۸]

(حیات نور، صفحہ نمبر ۳۵۲)

امید ہے مندرجہ بالا حوالوں سے جنبہ صاحب اور دیگر احباب کو تسلی ہو گئی ہو گی کہ 'خلیفہ خدا بناتا ہے' کا نعرہ جماعت کے تنخواہ دار مولویوں نے نہیں لگایا۔ بلکہ سب سے پہلے یہ بات ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ پھر جیسا کہ آپ نے چیلنج کیا ہے کہ کیا یہ نعرہ خلفاء راشدین نے بھی لگایا تو آپ نے دیکھ لیا ہو گا کہ یہ بات حضرت عثمانؓ نے بھی فرمائی۔ اس کے بعد یہی بات حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمائی۔ اور یہ نعرہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی لگایا۔ اور ممبران جماعت وہی نعرہ لگاتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کا نعرہ ہے۔ جو خلفاء راشدین کا نعرہ ہے اور جو حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کا نعرہ ہے۔

جنبہ صاحب آپ فرما رہے ہیں 'کہ چاروں خلفاء نے زندگی میں نہیں کہا تھا کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ بیماری ہمارے خلیفوں کو لگی ہے ۱۹۱۴ء کے بعد'

جنبہ صاحب آپ اسے بیماری کہہ رہے ہیں۔ بات کرنے سے پہلے غور کر لینا چاہیئے کہ بات کہاں تک پہنچے گی۔

آج جنبہ صاحب کہہ رہے ہے کہ تنخواہ دار مولویوں نے یہ نعرہ لگایا ہوا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ جنبہ صاحب یہ نعرہ اپنی ماموریت کے بعد تک آپ بھی لگاتے رہے ہیں۔ آپ کی یاد داشت کو تازہ کرنے کے لئے اور احباب کے استفادہ کے لئے آپ کے چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔

اے میرے سید! میں معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا شعر یقیناً آپ نے نظم کیا ہے کیوں کہ یہ شعر آپکے مبارک منہ سے نکلا ہے۔ نہ ہی نعوذ باللہ من ذالک اس شعر کو ہم شاعرانہ خیال کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام ہیں اور آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات یقیناً اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ہی ہے۔ مزید برآں یہ کہ جب آپ

(خطوط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۹)

ہے۔ میں ایک بہت کمزور انسان ہوں۔ میں مانتا ہوں چلو فرض کے طور پر کہتا ہوں مجھے نعوذ باللہ من ذالک نفسانی وساوس لاحق ہو گئے لیکن اے میرے سید! کیا آپ نے نعوذ باللہ من ذالک ایسے اشعار باندھنے شروع فرما دیئے جن میں میرے ان نفسانی وساوس کی تائید ہونی شروع ہو گئی؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مجھے شک کرنے سے منع فرمایا ہی تھا لیکن وقتاً فوقتاً آپکے ارشادات کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ پیغامات دیئے کہ میں ان باتوں

(خطوط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۰)

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی اِبتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو کہہ رہے ہیں ' آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کر دہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں '

مزید لکھتے ہیں

' جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے '

جماعت احمدیہ بھی انہی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر کو خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کہتے ہیں۔ تو پھر تکلیف کس بات کی ہے۔

دین میں کوئی جبر نہیں

محترم جنبہ صاحب فرماتے ہیں:

> منصب کو اختیار کر لیا۔ باقی تفصیل آپ میرے مضامین نمبر ۳۹ اور ۴۰ میں سے پڑھ سکتے ہیں۔ باقی خاکسار جماعت احمدیہ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔ میرا جماعت احمدیہ قادیان کیساتھ سے دو امور میں بڑا اختلاف ہے (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) خاکسار دین میں جبر کا قائل نہیں (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ۔ ۲۵۷) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں) جب کہ قادیانی گروپ میں جو نظام بنایا گیا ہے اِسکی بنیاد ہی جبر پر ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۳)

یہاں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ خاکسار دین میں جبر کا قائل نہیں جب کہ قادیانی گروپ میں جو نظام بنایا گیا ہے اس کی بنیاد جبر پر ہے۔ اس کے ساتھ جنبہ صاحب قرآن پاک کی آیت (لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں) کو بطور حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ بعض اور احباب بھی اسی آیت کو پیش کر کے جماعت کے نظام میں جبر کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

دنیا میں سب سے آسان کام اعتراض کرنا ہے۔ جنبہ صاحب جو اس صدی کے مجدد اور اب تو نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ان کا فرض بنتا ہے کہ صرف اعتراض نہ کریں بلکہ مسائل کا حل بیان کریں۔ لوگوں کو بتائیں کہ جماعت احمدیہ کے نظام میں یہ یہ چیزیں جبر کی مد میں آتی ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا یہ حل ہے۔ آپ نے بھی ایک جماعت بنائی ہے اس کا بھی کوئی نظام بنایا ہو گا۔ جن جن امور میں جماعت احمدیہ میں جبر ہے آپ کی جماعت میں ان امور کو کیسے حل کیا جائے گا۔ خدا کی طرف سے جو مامور آتے ہیں وہ صرف مسائل کی نشاندہی نہیں کرتے بلکہ درست سمت میں رہنمائی کرتے ہیں۔ لوگوں کی تشنگی میں اضافہ نہیں کرتے بلکہ ان کی پیاس کو بجھاتے ہیں۔

بہر حال یہ کام تو سچے مامورین کے کرنے کے ہیں۔

خاکسار اپنے علم کے مطابق اس مسئلے کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جنبہ صاحب کے اس اعتراض سے دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ قرآنی آیت دین میں کوئی جبر نہیں کے کیا معنی ہیں؟

۲۔ جماعت کے نظام میں جبر کیا ہے؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞

۲۵۷۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲ : ۲۵۷)

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ساتھ معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابلِ شرم الزام ہے اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں کی حقیقت پر مطلع ہو جائیں گے۔ کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظّمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گذر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۵، صفحہ نمبر ۱۱)

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کے معنی یہ فرمارہے ہیں کہ دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس آیت کے یہی معنی کئے ہیں کہ دین یعنی اسلام میں داخل کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں۔ یہ آیت اس الزام کا رد ہے جو اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ دین میں داخل کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں ہے۔

اس لئے اس آیت کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ آپ ایک نظام میں داخل ہوں اور جو چاہے کرتے رہیں اور آپ پر کوئی پوچھ گچھ نہ ہو۔ سراسر غلط عقیدہ ہے۔ اور قرآنی تعلیم کے برعکس ہے۔

قرآن میں ذکر ہے کہ جن صحابہ نے بغیر کسی جواز کے جنگ میں شرکت نہیں کی تھی ان کے ساتھ خدا کے حکم سے مقاطعہ کیا گیا۔ اور ایسے ہی اور احکامات موجود ہیں۔ منافقین کے لئے بہت سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ خدائی احکامات نہ ماننے کی سزائیں ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زکوٰۃ ادانہ کرنے والوں کے خلاف جنگ کی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جو مجھے ماہواری چندہ نہیں بجھوائیں گے میں ان کے نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم کو عقائد میں اختلاف کی بنیاد پر جماعت سے نکال دیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہی اختلافات اور اعتراضات کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب اور دیگر ممبران کو دوبارہ اپنی بیعت کرنے کا حکم دیا تھا۔

جبر کے مضمون کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میں گاڑی چلانی چاہتا ہوں یا نہیں چاہتا۔ مجھے مکمل آزادی ہے۔ میرا فیصلہ ہے۔ کوئی زبردستی نہیں۔ لیکن اگر میں اپنی خوشی سے گاڑی لے کر سڑک پر آجاؤں۔ تو پھر وہاں ٹریفک قوانین کی پابندی کرنی پڑے گی۔ اگر میں کہوں کہ میں سیٹ بیلٹ نہیں باندھنا چاہتا۔ یہ جبر ہے۔ ٹریفک سگنل پر رکنا جبر ہے۔ سپیڈ کا خیال رکھنا یا اس پر عمل کروانا جبر ہے۔ یا کوئی یہ کہے کہ میری مرضی ہے میں شراب پی کر گاڑی چلاؤں گا۔ تو ایسا نہیں ہو گا کیونکہ ان پر عمل نہ کرنا صرف آپ کے لئے نقصان دہ نہیں بلکہ دیگر ڈرائیورز کے لئے نقصان کا موجب ہو سکتا ہے۔ آپ کا ٹریفک قوانین پر عمل نہ کرنا معاشرہ کے لئے مسائل کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر آپ کو نہ روکا جائے تو کوئی دوسرا آپ کو دیکھ کر وہی حرکات کرے گا۔ اور یہ سلسلہ ٹریفک کے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔ اس لئے آپ کی حفاظت کے لئے، دوسروں کی حفاظت کے لئے اور اس نظام کی حفاظت کے لئے آپ کو ٹریفک قوانین پر عمل کرنا پڑے گا۔ آپ سے زبردستی ایسا کروایا جائے گا۔ اور باز نہ آنے کی صورت میں آپ کے گاڑی چلانے پر پابندی لگادی جائے گی۔

نظام میں جبر پر بات کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ نظام کہتے کسے ہیں؟ قوائد و ضوابط کا نام نظام ہے۔ یعنی ایک ایسا معاشرہ یا ادارہ جس کو چلانے کے لئے کچھ قوانین ہوں۔ شرائط ہوں۔

اور ایک اچھے اور کامیاب معاشرے یا نظام کے لئے ضروری ہے کہ ان قوائد و ضوابط یا قوانین پر عمل بھی کیا یا کروایا جائے۔

نظام جماعت بھی یہی چیز ہے۔ آپ کو مکمل اختیار ہے کہ آپ جماعت میں شامل رہنا چاہتے ہیں یا نہیں رہنا چاہتے۔ اس معاملہ میں آپ پر کوئی زبردستی نہیں۔ ہر فرد جماعت آزاد ہے۔ لیکن جب آپ اپنی مرضی سے اس نظام کا حصہ بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو پھر اخلاقی لحاظ سے بھی آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس نظام کا احترام کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا۔

جیسے نماز میں مقتدی کو اجازت ہے کہ اگر وہ کہیں محسوس کرے کہ امام سے کچھ غلطی ہو گئی ہے یا وہ بھول گیا ہے تو سبحان اللہ کہہ کر توجہ دلا دے۔ ایسے ہی جماعت میں آپ کو مکمل آزادی ہے کہ اگر آپ محسوس کریں کہ کہیں کوئی غلطی یا خرابی ہے تو متعلقہ فرد یا خلیفۃ المسیح کو اس کے بارے میں نشاندہی کر دیں۔ اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن اگر آپ اس بات پر بضد ہو جائیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ یا آپ اس کا پروپیگنڈا شروع کر دیں گے۔ تو اس کے نتیجے میں نظام متاثر ہو گا۔ لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گی۔ اس لئے مجبوراً نظام کو قائم رکھنے کی خاطر آپ کو روکا جائے گا۔ اور ایسا کرنا جبر نہیں ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اپنے عقائد لکھ کر بھجوائے۔ تو حضورؒ نے سب سے پہلے وہاں کے ایک مربی سلسلہ کے ذریعے جنبہ صاحب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد آپ کو خط کے ذریعے سمجھایا کہ آپ کے خیالات ہمارے عقائد کے منافی ہیں۔ اور اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ جنبہ صاحب کو اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ ۱۹۹۷ء میں جنبہ صاحب کے خط کے جواب میں نرمی سے آپ کو بات سمجھانے کی کوشش کی۔ آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔ کوئی جبر نہیں کیا۔ جب جنبہ صاحب باز نہیں آئے اور باقاعدہ لوگوں میں اپنے عقائد کا پرچار شروع کر دیا۔ تب ۲۰۰۱ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؒ نے سختی سے متنبہ کیا۔ جنبہ صاحب پھر بھی باز نہیں آئے۔ پھر حضورؒ کو خط لکھا۔ اب کی بار بھی حضورؒ نے کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ اپنے پرائیویٹ سیکریڑی کے ذریعے جواب بھجوایا۔ اور اس جواب میں بھی آپ کو سمجھایا گیا ہے۔

جنبہ صاحب نے ان خطوط کو حضورؒ کی کمزوری خیال کرتے ہوئے ان کی ذات پر حملے کئے۔ اور جب ۲۰۰۴ء میں آپ کو نظام جماعت سے خارج کیا گیا تو جبر کا شور مچانا شروع کر دیا۔

دوسری بات جبر تو یہ ہے کہ آپ کو زبردستی جماعت میں روکا جائے، زبردستی جماعت کے عقائد ماننے پر مجبور کیا جائے۔ مگر جماعت میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ جو شخص بھی سمجھتا ہے کہ جماعت کے عقائد درست نہیں ہیں۔ اسے سمجھایا جاتا ہے۔ اور اگر اس کے باوجود وہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ یہ نظام درست نہیں تو اسے اس نظام سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ جبر کا تو چکر ہی کوئی نہیں آزادی ہے۔ اور پھر ایسی بھی کوئی زبردستی نہیں کہ اب کوئی اپنے آپ کو احمدی نہیں کہہ سکتا۔ ہر شخص کی مرضی ہے وہ اپنے آپ کو جو چاہے کہلوائے۔

اب اگر کسی کے پاس اس سے اچھا نظام موجود ہے تو وہ پیش کرے۔ قرآن و سنت سے اسے ثابت کرے۔ وگرنہ محض اعتراض کرنا تو دنیا کا آسان ترین کام ہے۔

ایک بار ایک مصور نے ایک تصویر بنائی اور اسے ایک چوک پر اس تحریر کے ساتھ آویزاں کر دیا۔ کہ اس میں جہاں جہاں کوئی نقص دیکھیں اس کی نشاندہی کر دیں۔ شام کو جب وہ تصویر دیکھنے آیا تو ساری تصویر پر نشان لگے ہوئے تھے۔ اگلے روز اس نے اسی تصویر کی دوسری کاپی چوک میں آویزاں کی اور ساتھ لکھ کر لگا دیا کہ برائے مہربانی جہاں جہاں کوئی نقص دیکھیں اس کی درستگی فرما دیں۔ اور جب شام کو وہ مصور تصویر لینے آیا تو دیکھا کسی نے اسے چھوا تک نہیں تھا۔

اگر جنبہ صاحب یا کوئی اور شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جماعت کے نظام میں جبر ہے۔ تو وہ ان جبروں کی نشاندہی کرے۔ اور اس کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرے۔

کوئی بھی فرد جماعت کسی بھی مسئلہ کے متعلق جب کسی بھی عہدیدار یا خلیفۃ المسیح کو خط لکھتا ہے۔ تو اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جس بات کی نشاندہی کی گئی ہو اور وہ درست ہو تو اس کی لازماً اصلاح کی جاتی ہے۔ بصورت دیگر سمجھا دیا جاتا ہے۔

جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر آپ کے مریدوں کے لکھے خطوط جن میں خلیفہ کے مرتبہ تک کا خیال نہیں رکھا گیا اور بازاری زبان کا استعمال کیا گیا ہے موجود ہیں۔ اس کے باوجود ان کے مفصل جواب دیئے گئے ہیں اور وہ بھی اسی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

جنبہ صاحب جو نظام میں کسی بھی قسم کے جبر کے شدید خلاف ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر یہ نعرہ لکھا ہوا ہے۔

آزادی سب کے لئے　　غلامی کسی کے لئے نہیں

وہ اپنے آرٹیکل نمبر ۴۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

رہے کہ کسی بھی خلیفہ کو ضرور منکسر المزاج ہونا چاہیے اور اپنے آقا کی اولاد کا احترام بھی کرنا چاہیے لیکن جائز حد تک۔ جب کوئی خلیفہ راشد دیکھے کہ میرے آقا کی اولاد یا بعض دیگر اصحاب کے ہاتھوں جماعت کو نقصان پہنچ سکتا ہے یا پہنچ رہا ہے تو اُسے چاہیے کہ ایسے سب نقصان رساں لوگوں کیساتھ آہنی ہاتھوں سے نپٹے۔ خاکسار یہاں خلیفۃ الرسول حضرت

(آرٹیکل نمبر ۴۶، صفحہ نمبر ۲۵)

جنبہ صاحب خلیفہ وقت نے یہی کیا ہے کہ ایسے اصحاب جن کے ہاتھوں جماعت کو نقصان پہنچ سکتا تھا انہیں پہلے سمجھایا اور باز نہ آنے پر انہیں نظام سے علیحدہ کر دیا۔ اب ناراضگی کس بات کی۔

ایسے احباب جو یہ نعرہ 'آزادی سب کے لئے غلامی کسی کے لئے نہیں' پڑھ کر بہت خوش ہیں وہ جنبہ صاحب کا مندرجہ بالا حوالہ بھی ضرور ملاحظہ فرمالیں۔ جماعت احمدیہ تو نظام کی اطاعت نہ کرنے والوں کو نظام سے آزاد کر دیتی ہے۔ مگر جنبہ صاحب ایسے احباب سے آہنی ہاتھوں سے نپٹیں گے۔

جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۳ میں اپنے پر ہونے والے ایک اور جبر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قواعد وضوابط (جو کہ میرے لیے محل نظر بھی ہیں) کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا ایک مدلل نقطہ نظر پیش کیا ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ۔ چوہدری صاحب۔ مجھ پر مفسدانہ خیالات پھیلانے اور میرے اہل وعیال اور میرے دیگر اصحاب پر مفسدانہ خیالات کی تصدیق اور ہم خیال ہونے کا لزام لگا کر ہم سب کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت احمدیہ سے نہ صرف خارج کیا گیا بلکہ ہمیں شدید قسم کے مقاطعہ کا بھی سامنا ہے۔ برادرم۔ ہماری isolation، suffering اور mental tortures کا یہ حال

(آرٹیکل نمبر ۶۳، صفحہ نمبر ۳)

ایک شخص جو خلیفہ وقت کے بارہ میں انتہائی گندی زبان استعمال کرے اور پھر یہ توقع رکھے کہ اس خلیفہ کو ماننے والے ایسے شخص کے ساتھ اپنے روابط کو قائم رکھیں جہالت کی بدترین مثال ہے۔ خلیفہ وقت کی حیثیت ایک روحانی باپ کی ہوتی ہے۔ جیسے الزامات آپ نے خلفاء پر لگائے ہیں، مقاطعہ تو اس کی کم سے کم سزا ہے ورنہ اسلام میں ایسے لوگوں کے لئے بہت سخت سزا ہے۔ عام دنیا میں عزت دار معاشروں میں بہو بیٹیوں اور اپنے بزرگوں کی عزتوں کو اچھالنے والوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے ہم سب اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ نے نہ صرف خلفاء پر الزام لگائے ہیں بلکہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خواتین پر بہتان لگائے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۵﴾

۵۔ وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں۔ ﴿۵﴾

(سورۃ النور ۲۴)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۲۴﴾

۲۴۔ یقیناً وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر بہتان باندھتے ہیں دنیا میں بھی لعنت کئے گئے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

(سورۃ النور ۲۴)

آپ نے بغیر کسی ثبوت کے مخالفانہ کتب سے ایسے حوالے نکال کر اپنے مضامین میں پیش کئے۔ جن میں نا صرف خلیفۃ المسیح کی ذات پر گندے الزامات لگائے گئے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کی خواتین پر بھی الزام لگائے گئے ہیں۔ آپ کی یہ حرکت قرآنی احکام کی خلاف ورزی ہے۔ اور وہ احباب جو آپ کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

ایسے لوگوں کے بارے میں جو قرآن پاک کے احکامات پر عمل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿۱۴۱﴾

۱۴۱۔اور یقیناً اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اُتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جا رہا ہے تو اُن لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔ضرور ہے کہ اس صورت میں تم معاً اُن جیسے ہی ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ ﴿۱﴾

(سورۃ النساء۴ : ۱۴۱)

دین میں آزادی کا مطلب

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں بیان کیا ہے کہ جنبہ صاحب نے اپنے ایک آرٹیکل میں تحریر فرمایا تھا کہ میرا جماعت سے پیشگوئی مصلح موعود اور دین میں جبر پر اختلاف ہے۔(یہ خط جنبہ صاحب نے مکرم سید مولود احمد صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔اس وقت سید صاحب جنبہ صاحب کی مریدی میں نہیں آئے تھے) جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے نزدیک دین میں آزادی کا کیا مطلب ہے۔ اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

ذیل میں محترم جنبہ صاحب کی اپنی تحریروں کے چند حوالے پیش خدمت ہیں:

۱۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۵۳ صفحہ نمبر ۲۳ میں ایک صاحب کے سوال (جناب جنبہ صاحب! خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں؟) کا یوں جواب دے رہے ہیں۔

اے مردود انسان۔کیا آپ کا فہم قرآن اور فہم اسلام زیادہ ہے یا کہ اُس برگزیدہ انسان کا جس کا اپنے آقا ﷺ کیساتھ قرآن کریم میں بھی نام آیا ہے۔؟ خدا کا خوف کرو آپ لوگوں نے حقیقی اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ میں کیا اُودھم مچا رکھا ہے۔؟ آخر مرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی ان خباثتوں کا کیا جواب دو گے۔؟ یزید جو حضرت بانئے جماعت کے بقول پلید تھا اگر آپ اُسکے وقت میں ہوتے تو آپ ضرور اُسے حضور پُر نور کہہ کر پکارتے اور نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کو یہ نصیحت کرتے "خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟" شرم کرو بلکہ ڈوب کر مرو۔لیکن بقول غالب ۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

۲۔ آرٹیکل نمبر ۸۷ صفحہ نمبر ۴، ۵، ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب--- اے بھاڑے کے ٹٹو انصر رضا

الحمد للہ۔اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کیساتھ عرصہ ۲۱ سال سے تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے نام نہاد قادیانی مولویوں کو چوہوں کی طرح اُنکے بلوں میں دھنسا کر بیٹھا ہوا ہوں۔امسال خاکسار یعنی خدا کے اس شیر نے تیرے جھوٹے علم کا پول کھولنے کیلئے دس (۱۰) خطبات کی شکل میں تیرے گندے سر پر ایک ہزار جوتے مارے ہوئے ہیں۔اگر تو انسان کا بچہ ہوتا اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہوتی تو تم ڈوب کر مر جاتے۔لیکن تو قادیانیوں کا پلا ہے جو ہر گزرنے والے انسان کو کاٹنے کھانے کیلئے دوڑ پڑتا ہے۔اے لعنتی انسان! تیرے نام نہاد مصلح موعود نے بمقام لاہور ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی و غیر احمدی سامعین کے آگے۔۔۔ یہ بھڑک ماری تھی۔

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہو کر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آکر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲؍ مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ ورنہ لعنت علی الکاذبین۔ لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔ خدا کا یہ شیر چند ماہ پہلے بھی خطبہ جمعہ میں تجھے علمی مجادلہ کی دعوت دے چکا ہے۔ اے لعنتی انسان! سب دنیا کو خدا کے اس شیر کے چیلنج کا پتہ ہے۔ اور تیری اُس دن ہی ماں مرگئی تھی۔ اور تیرا کام اور تیری قسمت میں فقط بھونکنا ہے۔ اور تو ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔ جہاں تک قد کے اونچا ہونے کا تعلق ہے۔ خدا نے اپنے پیارے امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اس عاجز کا قد اونچا کیا ہے۔ اور جن لوگوں کے قد خدا اونچے کردے، اُنہیں نہ تیرے ایسے پالتوں مولویوں کیساتھ بیٹھ کر اپنے قد اونچے کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اُنہیں کوئی نیچا کر سکتا ہے۔۔۔ ؎ خس خس جناں قدر نئیں میرا میرے صاحب نوں وَڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

اور میرے آقا محمدی مریم حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تم قادیانیوں کو میرے سامنے ہلاک کر دیا ہے۔ تم چوہڑوں کیساتھ بحث و مباحثہ کر کے اُنکے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔ تم تو حضرت امام مہدی و مسیح موعود پر لعنت ڈالنے والوں کے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔ بلائے دمشق اور اُسکے پالتو مولویوں نے اس خدا کے شیر کا قد کیا اونچا کرنا ہے؟؟؟؟؟ تم تو میرے آگے ذلت اور رسوائی کے بدبودار گھڑے میں پڑے ہوئے ہو۔ جن لوگوں تک میرا یہ مضمون پہنچے۔ میں سب سے کہتا ہوں کہ تم سب اس لعنتی مولوی کو غیرت دلانا اور اسے کہنا کہ اللہ کا شیر عبدالغفار جنبہ لندن اپنے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پر آ رہا ہے اور تجھے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے، اُسکے مقابلہ کیلئے نکل۔ اور اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچا؟؟؟؟؟ اگر تو اپنے اصلی باپ کا تخم ہوا تو تو اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچانے کیلئے خدا کے شیر۔۔۔ ہاں خدا کے شیر کا مقابلہ کرنے کیلئے ضرور نکلے گا۔۔۔ اے لعنتی مولوی۔۔۔ ؎

دیکھنے سے پہلے دھو آنکھوں کی گندی پُتلیاں ورنہ چہرہ ڈھانپ لے گی تجھ سے اچھائی میری

ایسے ہی دو مجدد دین وقت (یعنی محترم عبدالغفار جنبہ صاحب اور محترم ناصر احمد سلطانی صاحب) نے ایک دوسرے کے بارے میں ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہوئے ہیں۔

یہ جنبہ صاحب کی تحریر کا ایک نمونہ ہے۔ ورنہ ایسی گل افشانیوں سے آپ کی ویب سائیٹ بھری پڑی ہے۔ محترم انصر رضا صاحب تو سلسلہ احمدیہ کے ایک خادم ہیں۔ جنبہ صاحب نے تو جماعت احمدیہ کے خلفاء کے بارے میں جو گندی زبان استعمال کی ہے وہ اس سے کم نہیں ہے۔ میں اسے یہاں درج نہیں کر سکتا۔

جنبہ صاحب اسے آزادی رائے سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک ایسی گفتگو کی آزادی ہونی چاہیئے۔ جنبہ صاحب کی ایسی تحریروں کی سمجھ آتی ہے۔ کیونکہ جنبہ صاحب کا تعلق ایسے علاقہ سے ہے جہاں کے لوگوں کو جانگلی کہا جاتا ہے۔ جنبہ صاحب خود بھی بارہا اس بات کا اظہار فرما چکے ہیں کہ ان کی فیملی میں سب ان پڑھ تھے۔ انسان کی تربیت پر ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ پڑھ لکھ جانے سے یہ اثر زائل نہیں ہوتا جب تک خدا کا خاص فضل نہ ہو۔ ایسے علاقوں کے رہنے والے لوگوں کے لئے گالی گلوچ ایک عام سی بات ہے۔ ماں باپ بچوں کو گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں اور بچے بڑوں کو گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں۔

مگر جنبہ صاحب مہذب معاشرہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ بڑوں کا ادب کیا جاتا ہے۔ یہاں لوگ اپنے سے چھوٹوں کی بھی عزت کرتے ہیں۔ انہیں آپ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اور ایسی گفتگو کو آزادی رائے نہیں کہا جاتا بلکہ بدتمیزی اور بدتہذیبی خیال کیا جاتا ہے۔

محترم سید مولود احمد صاحب کا تعلق سید خاندان سے ہے۔ اور خاکسار کا خیال ہے کہ آپ کا تعلق کسی ایسے علاقے سے نہیں ہے جہاں چھوٹوں بڑوں میں تمیز نہیں کی جاتی۔ مگر جماعت کے جبر والے نظام سے آزاد ہونے کے فوراً بعد آزادی رائے کے اظہار کے لئے اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مکرم سید مولود احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ وقت کو ایک خط تحریر فرمایا۔ اس خط میں چھوٹے بڑے کا لحاظ بھول گئے۔ ابھی اپنے خاندان اور جبر والے نظام کا کچھ اثر باقی تھا اس لئے مرشد والے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ لیکن اب آہستہ آہستہ پرانے اثرات ختم ہوتے جارہے ہیں۔

جنبہ صاحب نے اپنے چند دیگر مریدوں کے خطوط کو بھی اپنی ویب سائیٹ پر آویزاں کیا ہے جنہوں نے اپنے مرشد کی تقلید کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ایسے احباب کو اپنی جماعت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز فرمایا ہے۔ تاکہ دوسرے مریدوں کے لئے نمونہ بن سکیں۔ اور یہ فیض عام ہو سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی کا اخراج نہیں کیا

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(ا)۔احمدیت نام ہے آزادی ضمیر کا۔ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔حضورؑ نے اپنی زندگی میں بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی کسی ایسے شخص کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔حضرت مسیح موعودؑ لا اکراہ فی الدین اور آنحضورﷺ کی تعلیم ” اختلاف امتی رحمۃ“ پر چلنے اور چلانے والے تھے۔اور اپنی جماعت کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ ”اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا۔“ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۸۶) جبکہ محمودیت نام ہے جبر کا۔ ایک غیر اسلامی، غیر انسانی اور غیر فطری نظام کا۔اس نظام میں جس کسی نے بھی مرزا محمود سے کسی رنگ میں اختلاف کیا تو اسے حضورؑ کی جماعت سے خارج کر دیا گیا۔گویا اختلاف مرزا محمود سے اور اخراج حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے چہ معنی دارد؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خلیفہ ثانی نے اپنے غلط دعوی مصلح موعود کو منوانے اور پختہ کرنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کو بطور ڈھال استعمال کیا ہے؟ کیا ایسی سختی اور اس طرح کسی مغل کو بھی آج تک جماعت سے خارج کیا گیا؟ ہرگز نہیں۔ یہ ظلم کی تلوار صرف حضورؑ کی روحانی اولاد پر چلی۔

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۴۴)

جنبہ صاحب نے مندرجہ بالا اقتباس میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔

ا۔ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔ حضور نے اپنی زندگی میں بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی کسی ایسے شخص کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ ”لا اکراہ فی الدین“ اور آنحضرت کی تعلیم ”اختلاف امتی رحمۃ“ پر چلنے اور چلانے والے تھے۔

مندرجہ بالا دونوں باتوں کا باری باری جواب پیشِ خدمت ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔ حضورؑ نے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں جماعت سے خارج نہیں کیا۔ یہی طریق آج تک جاری ہے کہ جو شخص بھی حضورؑ کے تمام دعاوی پر مکمل ایمان رکھتا ہے اور انہی کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ انہیں جماعت سے علیحدہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ایسے احباب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

لیکن وہ احباب جنہوں نے حضورؑ کے دعاوی پر ایمان لانے کے بعد ان پر عمل نہیں کیا انہیں حضورؑ نے اور آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جماعت سے خارج کیا اور یہی طریق آج بھی جاری ہے۔ یہاں یہ بات بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کوئی نئی نہیں ہے بلکہ قرآن پاک کے اور پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے ارشادات کے عین مطابق ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ کیا جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔

ا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی امام مہدی ہوں اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔ اور مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ (کتاب کے پہلے حصہ میں یہ تمام دعوے بڑی تفصیل سے درج کر چکا ہوں)۔ آپ نے مذید ارشاد فرمایا ہے کہ جس مسیح کا وعدہ کیا گیا تھا وہ میں ہوں۔ اور اس کے لئے اپنا الہام پیش کیا ہے۔

> اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے **وکان وعد اللّٰہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق۔**

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۴۰۲)

جبکہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعوے کے خلاف یہ دعویٰ کرتے ہیں

ساری رہے گا اور اس میں کوئی تخلف ممکن نہیں۔ (۴) محمدی تجدیدی سلسلے میں عمومی مجددین کے علاوہ دو (۲) مجدد موعود ہیں۔ (۵) دونوں محمدی موعود مجددوں میں سے ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو ایک صدی قبل اُمت محمدیہ میں ظہور فرما چکے ہیں۔ (۶) محمدی سلسلے کا دوسرا موعود مجدد مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس نے اُمت میں ابھی نزول فرمانا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۸۳، صفحہ نمبر ۶)

اور جنبہ صاحب اس بات کے دعویدار ہیں کہ میں وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ (اس موضوع پر بھی پہلے حصہ میں تفصیلی بحث کر چکا ہوں)۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے لیکن خدا اسے غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔ اور جلد تر اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔

بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری روح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

(تبلیغ رسالت ہشتم صفحہ ۶۴-۶۵)

ایسے ہی حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہر گز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔ پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

جبکہ جنبہ صاحب اس کے بر خلاف جگہ جگہ حضورؑ کے ارشادات کو آپ کی اجتہادی غلطیاں قرار دیتے آرہے ہیں۔ اس پر تفصیلی بات پہلے کر چکا ہوں۔ یہاں صرف ایک حوالہ درج کر رہا ہوں۔

(ا) یہ کہ حضور مسیح موعود نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء بسلسلہ مصلح موعود کے اجتہاد کرنے میں غلطی کی تھی۔ ۹ سال کی مدت کا تعین بھی اجتہادی غلطی تھی۔

الجواب۔ جیسا کہ خاکسار آئندہ صفحات میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں ثابت کرے گا کہ مصلح موعود (زکی غلام) حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا اور زکی غلام کو اپنا صلبی بیٹا خیال کرنا کیا حضورؑ کی اجتہادی غلطی نہیں تھی۔؟۔ کیا مضمون نگار زکی غلام کو متذکرہ

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۸)

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں بعض چندوں کا اجراء فرمایا اور احباب کو تاکید فرمائی کہ وہ باقاعدگی سے کچھ نہ کچھ چندہ ضرور ادا کریں۔ اور فرمایا جو ایسا نہیں کرے گا میں اس کا نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔

''سو ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کیساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کیلئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنیوالے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کیلئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین (۳) ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۶۸ تا ۴۶۹)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم کے متعلق اپنے ۱۵ اگست ۲۰۱۲ء کو دیئے گئے ایک لیکچر میں تیس منٹ پر چندوں اور وصیت کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چندوں اور بالخصوص وصیتی چندے کے نام پر لوٹ مار کا فتنہ پڑا ہوا ہے جماعت احمدیہ میں۔ مرزا صاحب علیہ السلام کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا ہے۔

احباب کرام! ایسا شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابل پر خود کو موعود مسیح کہہ رہا ہو۔ جو آپؑ کے ارشادات کو آپؑ کی اجتہادی غلطیاں قرار دے رہا ہو۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ چندہ کو لوٹ مار کا فتنہ کہہ رہا ہو۔ کیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ممبر ہو سکتا ہے؟

بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔

ہر مسلمان جانتاہے۔ کہ پانچ ارکان اسلام ہیں۔ اور اس میں سے ایک نماز ہے۔ قرآن پاک میں شرک کے بعد سب سے زیادہ حکم قیام نماز کا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط یہ ہے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

ایسے ہی حضورؑ کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں "جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔"

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

109 {...} حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ

109: حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور شرک وکفر کے درمیان فرق نماز ترک کرنا ہے۔

(صحیح مسلم، جلد اول، کتاب الایمان، صفحہ نمبر ۷۶)

جنبہ صاحب اپنی نمازوں کی ادائیگی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں۔

میں دکھائیں کیا فضول سوال نہیں ہے؟ باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم ومعرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!!

اس حوالے میں جنبہ صاحب بڑی شان سے فرمارہے ہیں'' یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے''۔ میں نے آج تک جنبہ صاحب کی کوئی ایسی تحریر نہیں دیکھی جس میں آپ نے یہ فرمایاہو کہ اب انہوں نے پانچ نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں۔

احباب کرام! جو شخص اسلام کی بنیاد یعنی نماز کو ہی ادا نہیں کرتا وہ نبی ہونے کا دعویدار ہے۔

نماز اٹھک بیٹھک کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے اسے فرض قرار دیا ہے۔ اس کے بہت سے تربیتی پہلوؤں میں سے ایک پہلو اطاعت ہے۔ آج دنیا جس تباہی کی طرف جارہی ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ اطاعت کی کمی ہے۔ نماز ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اپنا ایک امام مقرر کرو۔ اور پھر اس کی کامل اطاعت کرو۔ اگر کہیں سمجھو کہ امام سے غلطی ہو گئی ہے۔ تو سبحان اللہ کہہ کر توجہ دلادو۔ اپنی بات پر اصرار نہ کرو۔ بس ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ دیا۔ اس کے بعد اگر امام سمجھے تو درستگی کرلے اور اگر وہ سمجھے کہ اس نے غلطی نہیں کی اور اسی طرح نماز جاری رکھے تو مقتدی کو حق نہیں کہ اس سے علیحدہ کوئی حرکت کرے۔ اس پر فرض ہے کہ امام کی پیروی کرے۔ اس پیروی اور کامل اطاعت کے نتیجہ میں اس کی نماز ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت اور یاد دہانی کے لئے نماز کو پانچ وقت ادا کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ ہر وقت اطاعت کی یاددہانی ہوتی رہے۔ مگر یہ یاد دہانی تو اسے ہوگی جو نماز ادا کرے گا۔ اور جو خدا کے حکم کو نہیں مانتا اس نے کسی اور کی کیا اطاعت کرنی ہے۔

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے کسی کو جماعت سے خارج نہیں کیا۔

اس کے جواب میں ایک حوالہ تو اوپر درج کر چکا ہوں ۔ جس میں حضورؑ نے بڑی وضاحت سے ارشاد فرمایا ہے کہ جو چندوں کی باقاعدگی سے ادائیگی نہیں کرے گا میں اس کا نام لسٹ سے کاٹ دوں گا۔ اس لئے وہ لوگ جنہوں نے حضورؑ کے اس ارشاد کو نہیں ماناہو گا۔ ان کو حضورؑ نے جماعت سے خارج کیا ہو گا۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ خدا کا نبی ایک بات کہے اور اس پر عمل نہ کرے۔ (میں خدا کے سچے ماموروں کی بات کر رہا ہوں)۔

اس کے علاوہ حضورؑ کا ایک اور ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ اس میں حضورؑ نے اپنی بیعت کرنے والوں پر واضع فرمادیا کہ کون میری جماعت میں سے ہے اور کون نہیں۔ اس وضاحت کے بعد کسی کو خارج کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

کون میری جماعت میں ہے اور کون نہیں؟

اِن سب باتوں کے بعد پھر مَیں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دِلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو مَیں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سُبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اُس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجُز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جُھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُنیا کے لالچ میں پھنسا ہوُا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدّم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پُورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا اِلتزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بَد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بَد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا، اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہدِ خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو اَدنیٰ اَدنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مَرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(ہماری تعلیم، صفحہ نمبر ۱۱، ۱۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر عبدالحکیم کا اخراج کیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی سے آپ کی خط وکتابت

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی حضرت اقدس کے ایک پرانے مرید تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ حضرت اقدسؑ نے جب ان کی تفسیر کہیں کہیں سے سنی تو فرمایا کہ "اس میں روحانیت نہیں ہے" حضرت مولوی صاحب نے وہ تفسیر دیکھ کر فرمایا کہ "اس میں غلطیاں بہت کثرت سے ہیں"۔ ان دونوں بزرگوں کے اپنی تفسیر کے متعلق خیالات سن کر ڈاکٹر صاحب بگڑ کر واپس چلے گئے اور پھر قادیان میں آمدورفت ترک کر دی۔ اور اپنی قرآن دانی کے گھمنڈ میں آ کر یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ انسان کی نجات کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور قیامت پر ایمان لانا کافی ہے۔ انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رسالہ "الذکر الحکیم" صفحہ ۴ پر لکھا:

> "تمام قرآن مجید حمد الٰہی سے گونج رہا ہے اور توحید اور تزکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمدؐ پر ایمان لانے کو یا مسیحؑ پر"۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عقیدہ کو غلط قرار دیا اور ڈاکٹر صاحب کو نصیحت کی کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کریں۔ مگر انہوں نے اس کے برخلاف امام الزمان حکم وعدل سے بحث شروع کر دی اور بحث میں وہ رنگ اختیار کیا جو ایک گستاخ، سخت دشمن اور کینہ ور انسان ہی اختیار کر سکتا ہے۔ اس پر حضور نے انہیں ایک اعلان کے ذریعہ اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔[۹۴]

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حضرت مولوی صاحبؓ سے خط وکتابت شروع کی اور اپنے مندرجہ بالا عقیدہ کی تائید میں بڑے زور سے دلائل دینے شروع کئے۔ حضرت مولوی صاحب نے ان کے دلائل کا رد قرآن کریم کی متعدد آیات سے ایسا مدلل اور معقول دیا کہ ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔[۹۵]

حضرت مولوی صاحب چونکہ بہت غیور انسان تھے۔ اس لئے آپ نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے جماعت سے خارج کئے جانے کے بعد ان کی تمام کتابیں انہیں واپس کر دیں اور انہیں لکھا:

> "چند اوراق و رسائل و کتابیں آپ کی اگر میرے کتب خانہ میں تھیں تو میں نے باحتیاط آپ کو واپس کر دیں"۔[۹۶]

ایسا ہی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے جو قرآن کریم کی تفسیر لکھی تھی اسے بھی آپ نے اپنی لائبریری سے خارج کروا دیا۔[۹۷]

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے پوتے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کو جماعت سے خارج کرنا

(بوقتِ ظہر)

طلباء کی سٹرائیک

علی گڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سٹرائیک اور اپنے استادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائیک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد دین۔ عبد الغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کے ساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علیگڑھ کالج میں ہے اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کے ساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

عزیز احمد نے اپنے استادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے لہٰذا وہ اس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے لیکن جب وہ شرائط بیعت پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا تھا۔ اس میں خصوصیت نہ تھی اور یہ امر کہ ہمارا وہ

(ملفوظات، جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۱۷۲)

جنبہ صاحب! محمودی نظام بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ہی نظام ہے اور حضورؑ کے ارشادات پر ہی عمل کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو حضورؑ کے ان ارشادات پر عمل نہیں کرتے انہیں پہلے سمجھایا جاتا ہے۔ اور باز نہ آنے پر خارج کر دیا جاتا ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ دلوں کے حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ خدا کو حاضر جان کر آپ اور آپ کے مرید حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات کو پڑھ کر باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ حضورؑ کی جماعت میں ہیں یا نہیں۔

آپ کی دوسری بات کہ حضرت مسیح موعودؑ "لا اکراہ فی الدین" اور آنحضرت کی تعلیم "اختلاف امتی رحمۃ" پر چلنے اور چلانے والے تھے۔ اور محمودی نظام اس کے برعکس کام کر رہا ہے۔ اختلاف کرنے والوں کا جماعت سے اخراج کر دیا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی وضاحت اوپر بیان کر دی ہے۔ کہ "لا اکراہ فی الدین" اور "اختلاف امتی رحمۃ" کے کیا معنی ہیں اور اسلام میں اس کی کس حد تک اجازت ہے۔

جماعت کے اندر اس طرح کے دعوے کرنے والے آپ پہلے وجود نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے بھی لوگ پیدا ہوتے رہے۔ جن کو آج جاننے والا کوئی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دورِ خلافت میں بھی چند ایسے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

حضورؓ نے انہیں کیا ارشاد فرمایا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

جھوٹے مدعیوں کا خروج حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت کی طرح حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں نے جھوٹے دعوے کئے چنانچہ بابو ظہیر الدین اروپی۔ عبداللہ تیماپوری، مولوی یار محمد اور بعض دوسرے نام نہاد احمدی قدرت ثانی، خلیفۃ المسیح، مصلح موعود اور رسول ہونے کا دعویٰ لے کر اٹھے۔

مولوی یار محمد کو تو دماغی خلل تھا مگر مولوی عبداللہ تیماپوری نے ازراہ شرارت اپنے خلیفۃ المسیح ہونے کا ادعا کیا۔ اور اپنی بعض خوابوں پر اس کی بنیاد رکھی حضرت خلیفہ اول نے اسے اپنے خط میں لکھا کہ ایک وقت میں دو خلیفہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اور ابوداؤد کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر بتایا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو دوسرا شخص مدعی خلافت ہو وہ قتل کیا جانا چاہئے۔ [۲۵]

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

حدیث درجِ ذیل ہے۔

۶۳۲ــ عَنْ عَرفَجَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ اَتَاكُمْ وَ اَمْرُكُمْ مُجْتَمِعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ۔

(مسلم باب حکم من فرق امر المسلمین هو مجتمع)

ترجمہ: حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص آئے اور تمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اسے قتل کر دو۔

جنبہ صاحب! خدا کا شکر کریں کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور میں پیدا نہیں ہوئے۔ ورنہ آپ کی خواہش کے مطابق حضورؓ آپ سے یقیناً آہنی ہاتھوں سے نپٹتے۔

جن کا اخراج ہو ان سے رابطہ نہ رکھیں

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

(۲) جناب امام راشد صاحب۔ آپ نے دوران گفتگو فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے کہا تھا کہ پاکستان میں ہر جگہ مولوی حضرات احمدیوں کوواجب القتل قرار دینے کے جگہ جگہ فتوے دیتے پھر رہے ہیں اور ہر گلی میں احمدی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں کے بورڈ آویزاں ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مولویوں کا یہی پروپگینڈا (propaganda) قتل وغارت اور دنگا اور فساد کا موجب بنتا ہے۔ حکومت مولویوں کو اس سے منع کیوں نہیں کرتی۔؟ جناب امام صاحب۔ جماعت احمدیہ میں بھی اختلاف رائے رکھنے والے احمدیوں کیساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ اُنہیں بھی جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ اُن کا سماجی بائیکاٹ بھی ہوتا ہے۔ اور پھر جمعہ کے دن اکثر ایسے اعلان ہوتے ہیں کہ احباب جماعت مخرج کی بری صحبت سے پرہیز کریں۔ اور جماعتی رسائل اور جرائد میں بھی اکثر ایسے ہی اعلان چھاپے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی کمزور احمدی ان ظالمانہ جماعتی سزاؤں کو برداشت نہیں کرسکتا اور وہ بے قصور ہوتے ہوئے معافی مانگ لیتا ہے تو پھر وہ فوراً نہ صرف نیک بن جاتا ہے بلکہ اُسکی بری صحبت بھی نیک ہوجاتی ہے۔ مثلاً۔ جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب ہمبرگ میں اپنے خطبہ ۲ ستمبر ۲۰۰۵ء میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”جماعت کی تعزیر جو ایک معاشرتی دباؤ کیلئے دی جاتی ہے، اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے چاہے ایک دفعہ ہی سہی اگر کسی ایسے سزا یافتہ شخص کیساتھ بیٹھتے ہیں جس کی تعزیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان حال سے یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ سزا تو ہے لیکن کوئی حرج نہیں، ہمارے تمہارے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے تعلقات قائم ہیں۔ سوائے بیوی بچوں یا ماں باپ کے۔ اِنکے تعلقات بھی اس لیے ہوں کہ سزا یافتہ کو سمجھانا ہے۔ اور قریبی ہونے کی وجہ سے ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اس لیے ایک درد سے سمجھانا ہے۔ اِن کیلئے دعائیں کرنی ہیں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی شخص کسی جماعتی تعزیر یافتہ سے تعلق رکھتا ہے تو میرے نزدیک اسے نظام جماعت کا کوئی احساس نہیں ہے۔ اور خاص طور پر عہدیداران کو یہ خاص احتیاط کرنی چاہیے۔“

جناب امام راشد صاحب۔ جماعت احمدیہ میں یہ سزائیں جاری کرنیوالا خود خلیفہ ثانی تھا۔ ایک اسلامی مملکت میں کسی شرعی جرم کی سزا تو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہوئی ہے۔ وہ تو مجرم کو ضرور ملنی چاہیے لیکن فروعی دینی اختلافی امور میں احمدیوں پر غیر انسانی اور غیر اسلامی سزائیں نافذ کرنا کہاں کا اسلام ہے اور وہ بھی حقیقی اسلام کے نام پر؟ جماعت احمدیہ میں ایک طرف یہ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ”محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں“ اور دوسری طرف ادنیٰ ادنیٰ فروعی اختلاف کی بنیاد پر احمدیوں کو اخراج اور مقاطعہ ایسی کڑی سزائیں دی جاتی ہیں کہ الامان۔ ہوسکتا ہے مسرور احمد کی طرح آپ بھی یہ کہیں کہ یہ سزائیں تو اصلاح کیلئے دی جاتی ہیں۔ میرے محترم غیر احمدی مسلمان بھی یہ سزائیں احمدیوں کو اپنے زعم میں اصلاح کیلئے ہی دیتے ہیں۔ اُنہوں نے ایسی سزاؤں کے طریقے جماعت احمدیہ سے ہی سیکھے ہیں۔ اگر غیر احمدی مسلمانوں کی یہ سزائیں غیر انسانی اور غیر اسلامی ہیں اور اِنہیں بند ہونا چاہیے تو پھر جماعت احمدیہ میں فروعی دینی اختلاف کی بنا پر جو سزائیں دی جاتی ہیں ان سزاؤں کا کیا جواز ہے۔؟؟؟

(آرٹیکل نمبر ۵۲، صفحہ نمبر ۳۳، ۳۴)

مندرجہ بالا تحریر میں آپ فرمارہے ہیں کہ فروعی دینی اختلافی امور میں احمدیوں پر غیر انسانی اور غیر اسلامی سزائیں نافذ کرنا کہاں کا اسلام ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کے عقائد فروعی دینی اختلافی مسائل نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے بنیادی عقائد میں بڑا واضع اختلاف ہے۔

جنبہ صاحب کے نزدیک امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ موعود امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

جنبہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہامات کو سمجھنے میں اجتہادی غلطیاں کی ہیں۔ اور اپنی ان غلطیوں پر مرتے وقت تک خدا کے سمجھانے کے باوجود قائم رہے ہیں۔ جنبہ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑا واضع ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے کسی بھی غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ نیز کسی بھی الہام کے جو معنی ملہم کرتا ہے وہی درست ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے کئے گئے معنوں کو آپؑ کی اجتہادی غلطی کہہ رہے ہیں۔

ہم جس وجود کو حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ جنبہ صاحب انہیں انتہائی گندے القابات سے نواز رہے ہیں۔

ہم جنہیں اپنا خلیفہ مانتے ہیں۔ جنبہ صاحب ان کی بابت گندی زبان استعمال کر رہے ہیں۔

اور سب سے بڑھ کر خود مدعی ہیں۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ میں موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں اور نبی ہوں۔

ان عقائد کے ساتھ تو جنبہ صاحب اور ان کے مرید خود بخود جماعت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ کسی کو نکالنے کی ضرورت ہی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنبہ صاحب کو بڑا واضع بتایا تھا کہ آپ کے عقائد جماعت احمدیہ کے عقائد سے متصادم ہیں۔ اور جماعت میں رہتے ہوئے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ کوئی جبر والی بات نہیں تھی۔

اگر آپ سچے ہیں تو اپنی علیحدہ شناخت سے خوف زدہ کیوں ہیں۔

ایسا ہی جنبہ صاحب یہ بھی شکوہ کر رہے ہیں ادنیٰ ادنیٰ فروعی اختلاف کی بنیاد پر اخراج اور مقاطع کی سزائیں دی جاتی ہیں اور یہ نظام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شروع کیا ہے۔ جنبہ صاحب کا ایسا خیال عدم علم کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

[4:141] اور یقیناً اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جارہا ہے تو اُن لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔ ضرور ہے کہ اس صورت میں تم معاً اُن جیسے ہی ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو لوگ خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں یا ان کا تمسخر اڑاتے ہیں تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ جنبہ صاحب اور ان کے مرید خدا کی آیات کا انکار کر رہے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ موعود امام مہدی ہیں اور جنبہ صاحب موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اور ہمارے خلفاء کی نسبت انتہائی گندی زبان استعمال کر رہے ہیں۔ اور کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہم تو خدا کا حکم مان رہے ہیں۔ جنبہ صاحب نے تو قرآن پاک نہیں پڑھا مگر آپ کے مرید تو بہت پڑھے لکھے ہونے کے دعویدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم کسی کے جھوٹے معبودوں کو گالیاں نہ دو۔ اگر جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کے نزدیک ہمارے خلفاء سچے نہیں ہیں تب بھی قرآنی حکم کے مطابق ان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے بارے میں بدزبانی نہ کریں۔ لیکن وہ خدا کے احکامات کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور ایسی نافرمانی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے حضرت خلیفہ ثانیؓ نے نہیں بلکہ خدا نے منع فرمایا ہے۔

جنبہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ مگر شاید ان کی نظر سے نہیں گزرا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مرید ڈاکٹر عبدالحکیم نے بھی جنبہ صاحب کی طرح فروعی اختلافات کئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے اسے سمجھایا تھا اور بعد ازاں اس کا جماعت سے اخراج کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس سے مقاطع کا اشتہار شائع فرمایا تھا۔ وہ اشتہار احباب کے استفادہ کے لئے اگلے صفحہ پر پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے مقاطع کی سزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں منہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نہیں نکل سکتے۔ اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بے جا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندہ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض تکبر کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ پیش گوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں۔ مجھ کو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہاء تک پہنچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں۔ علاوہ اس کے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ کیوں کہ اگر جیسا کہ مجھے اس نے دغاباز، حرام خور، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت ﷺ سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے۔ لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار

دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں۔ اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔

اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمر بن ہشام آنحضرت ﷺ کی عزت اور جان کا دشمن تھا۔ اس لئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کرلیں۔ اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہو گا۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ آمین، آمین، آمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ

از قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

(تاریخ احمدیت۔ جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۶۰، ۴۶۱)

آزادی ضمیر پر پابندی اور مقاطعہ کی سزا

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

بالآخرغالب آجاتے ہیں۔آج بھی مجھ غریب کے مقابل پر جس غلاظت محمودیہ کی آپ بات کررہے ہیں وہ بھی اپنے آپکو کلغی والا سمجھتی ہے۔انشاءاللہ تعالی یہ کلغیاں بکھر جائیں گی اور آخری نتیجہ الٰہی منشا کے موافق نکلے گا۔ جہاں تک متعلقین کو خوشی پہنچانے کا سوال ہے تو میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ میں نے صرف غلام مسیح الزماں ہونے کا اعلان کیا ہے۔اگر انکی نظر میں خاکسار غلطی خوردتھا تو یہ مجھے دلیل کیساتھ سمجھا دیتے۔انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے تو اپنے گھر کا دروازہ کسی کیلئے بند نہیں کیا۔میرا آپ سب سے سوال ہے کہ محترم ابوطالب اپنے محترم بھتیجے آنحضورﷺ کے دعوی پر ایمان نہیں لائے تھے۔لیکن اسکے باوجود چچا نے اپنے بھتیجےﷺ کو کیا چھوڑ دیا تھا؟ حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی زوجہ کی اولاد نے بھی آپؑ کے دعوی کو آپکی زندگی میں نہیں مانا تھا؟ اوراسکے باوجود کیا آپؑ نے اپنی منکر اولاد کو اپنے گھر سے نکال دیا تھا یا ان سے مقاطعہ کرلیا تھا؟ تنکرواو تندمواواتقواالله ولا تغلوا۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ ۶،۷)

میں اس قسم کی گندی زبان کا جواب دینے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ مگر ایسے شخص کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک اولاد اور آپ کی جماعت کو غلاظت کہہ رہا ہو کو آئینہ دکھانا ضروری ہے۔

جنبہ صاحب!

اگر یہ غلاظت ہے تو اس میں شامل ہونے کے لئے اتنے بے قرار کیوں ہیں۔ منتیں کیوں کر رہے ہیں۔ حوالے کیوں دے رہے ہیں۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے اس مقاطعہ پر۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہمیشہ غلاظت کو اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک غلیظ شخص (ڈاکٹر عبدالحکیم) کو اٹھا کر جماعت سے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ان کے جانشینوں نے بھی اسی سنت پر عمل کیا ہے۔ اس نے بھی آپ کی طرح بڑے دعوے کئے تھے۔ جو انجام اس کا ہوا تھا۔ انشاءاللہ وہی انجام آپ کا بھی ہو گا۔

بعض مربیان کرام نے رسول کریم ﷺ کا حوالہ دے دیا تھا تو آپ کو بڑی تکلیف ہوئی تھی۔ بڑی غیرت آئی تھی۔ مگر رسول کریم ﷺ کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے ذرا غیرت نہیں آئی۔ کہاں آقا دو جہاں ﷺ اور کہاں آپ۔ جنبہ صاحب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ پاک اور طیب وجود تھے۔ اس لئے انکے چچا نے انہیں اپنی زینت بنا کر رکھا۔

تیسری چیز آپ کے علم میں اضافہ کے لئے ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا حوالہ دیا ہے کہ آپؑ کی پہلی زوجہ محترمہ اور اس کی اولاد نے آپؑ کو نہیں مانا تھا اس کے باوجود حضورؑ نے ان کا مقاطعہ نہیں کیا تھا۔

آپ نے بار بار اس کا دعویٰ کیا ہے کہ میں نے حضورؑ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر شاید اس مطالعہ میں اپنی مطلب کی چیزیں ہی تلاش کرتے رہے ہیں۔ حضورؑ نے اپنی پہلی بیوی اور بچوں کو عاق کرنے کی بابت باقاعدہ اشتہار شائع کیا تھا۔(اس کی تفصیل کے لئے متعلقہ اشتہار دیکھ سکتے ہیں) ایسے ہی اپنے دوسرے بیٹے فضل احمد کی وفات پر اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔

جنبہ صاحب آپ فرمارہے ہیں کہ اگر میں ان کی نظر میں غلطی خوردہ تھا تو مجھے دلیل کے ساتھ سمجھا دیتے۔ انہیں ایک فرعونی نظام کے کہنے پر مجھ سے مقاطعہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

الجواب! جب آپ نے ۱۹۹۳ء میں پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں خط لکھا اور اس کے ساتھ وہ کتابچہ بھی بھجوایا۔ جس میں آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے تفصیل بیان کی ہے۔ اور اپنے دعوے تحریر کئے ہیں۔ تو سب سے پہلے حضورؒ نے جرمنی میں مقیم مربی سلسلہ کے ذریعے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ اور اٹھ کر چلے آئے۔ اس کے بعد حضورؒ نے آپ کو خط کے ذریعے واضع کیا کہ آپ کی باتیں جماعت کے عقائد کے منافی ہیں۔ یہ شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہے۔ جماعت کے اندر رہتے ہوئے ایسی باتوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آپ کو اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔

آپ نے دوبارہ ۱۹۹۷ء میں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بڑا تفصیلی خط لکھا اور اس کے جواب میں پھر حضور نے آپ کو سمجھایا۔ کہ دعوؤں میں نہ پڑیں۔ عاجزی کا رنگ اختیار کریں۔ آپ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر اور وساوس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آپ کو کسی قسم کی کوئی سزا نہیں دی۔

لیکن جنبہ صاحب آپ حضورؒ کے منع کرنے کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ لوگوں میں غلط عقائد پھیلانے کی کوشش کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ کے موقع پر حضورؒ نے آپ کی بابت سخت الفاظ استعمال کئے۔ لیکن تب بھی آپ کو کوئی سزا نہیں دی۔

اس کے بعد آپ نے مئی ۲۰۰۲ء میں حضورؒ کی اس تقریر کے جواب میں ایک خط تحریر کیا۔ اس کا جواب حضورؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے دیا۔ انہوں نے بھی کوئی سخت بات نہیں کہی بلکہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔

جنبہ صاحب نے اکثر جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات کے حوالے پیش کئے ہیں کہ حضورؒ دوسروں کو آزادی اظہار پر پابندی کے خلاف درس دیتے رہے ہیں۔ اور آپ کے آزادی اظہار پر پابندی لگا دی گئی۔ جو سراسر دروغ گوئی ہے۔ خلیفہ وقت نے یا نظام جماعت نے آپ پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی۔ آپ کو صرف اتنا بتایا گیا کہ آپ کا موقف یا عقائد جماعت کے عقائد سے متصادم ہیں۔ اور نظام میں رہتے ہوئے اس کی اجازت نہین دی جاسکتی۔ آپ کو آزادی دی کہ اگر آپ اپنے موقف پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کرلیں۔ آپ کو جماعت سے علیحدہ نہیں کیا گیا۔

جس طرح جنبہ صاحب کو حق حاصل ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنے موقف اور عقائد کا اظہار کر سکیں۔ اسی طرح خلیفہ وقت اور دیگر احباب کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے موقف اور عقائد کا آزادی کے ساتھ اظہار کر سکیں۔ جس طرح جنبہ صاحب نے خلیفہ وقت کی خدمت میں تحریر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ امام مہدی ہیں اور مسیح عیسیٰ ابن مریم نے ابھی آنا ہے۔ اسی طرح خلیفہ وقت نے بھی اپنا موقف اور جماعت کے عقائد سے جنبہ صاحب کو آگاہ کر دیا۔ اس میں جنبہ صاحب کی آزادی کہاں صلب ہوئی۔

آزادی اظہار پر پابندی تو جنبہ صاحب لگا رہے ہیں۔ اور اس بات پر زور ڈال رہے ہیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں باقی سب بھی وہی بات کہیں۔ اور میری ہاں میں ہاں ملائیں۔

جنبہ صاحب کے نزدیک اگر یہی اظہار کی آزادی ہے۔ تو سب سے پہلے جنبہ صاحب خود اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ میں انہیں لکھ رہا ہوں کہ ان کے تمام عقائد غلط ہیں۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اب اس کے جواب میں جنبہ صاحب مجھے لکھیں کہ ہاں تم درست کہہ رہے ہو۔ میرے تمام عقائد غلط ہیں اور میں غلطی پر ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے تینوں خطوط کے عکس جنبہ صاحب کی یاددہانی اور احباب کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

خط نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
8.6.93

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب "مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت" ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ شیطانی وساوس ہیں اور میرے اور جماعت کے مسلک کے مخالف خیالات ہیں۔ یہ پیغامیوں والا فتنہ ہے جو آپ پیدا کر رہے ہیں۔ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے عزیزم آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔ اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں۔ اللہ آپ کو عقل دے اور ٹھوکر سے بچائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

① نقل مکرم امیر جرمنی
② ۔ دفتر [illegible] لندن

خط نمبر ۲

جواب خط نمبر ۲ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
15.3.97

مکرم عبدالغفار صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تفصیلی خط موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دعاوی میں نہ جائیں اس سے آپ کی نیکی، اخلاص اور روح کو نقصان پہنچے گا۔ عاجزی کا رنگ ہمیشہ کے لیے صرف خدا ہی والی حد تک رکھیں۔ عہدوں اور مناصب کی بجائے عاجزانہ راہوں پر چلنا ہی انسان کو مقبول بنایا کرتا ہے۔ اللہ ہر قسم کے شر اور وسوسوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے ـــ

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

نقل عن دفتر [illegible]

خط نمبر ۳

جواب خط نمبر ۳ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـــــ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن
21.8.02

مکرم عبد الستار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی کتاب اور تفصیلی خط موصول ہوا ہے۔ خاکسار حسب ہدایت
رسید کی اطلاع دے رہا ہے۔ اللہ آپ پر فضل فرمائے آمین۔

والسلام
خاکسار
منیر احمد جاوید

جنبہ

احباب کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے لکھے گئے خطوط کے عکس آپ نے ملاحظہ فرمالئے۔ ان خطوط میں جنبہ صاحب کو ان کے عقائد کے متعلق واضح جوابات دیئے گئے ہیں۔ مگر خلیفہ وقت کے واضح ارشادات اور نصائح کے باوجود آپ کہہ رہے ہیں

کہ اگر میں ان کی نظر میں غلطی خوردہ تھا تو مجھے سمجھاتے۔ ایک متقی انسان کو تو اسی طرح بات سمجھائی جاتی ہے۔ آپ بچے نہیں تھے۔ آپ کو بات کی سمجھ آرہی تھی مگر یہ بات آپ کے مفاد میں نہیں تھی اس لئے آپ اسے سمجھنا نہیں چاہ رہے تھے۔ کیونکہ اسے سمجھ کر آپ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

ایک نظام میں رہتے ہوئے آپ کو اپنے موقف کے اظہار کی اجازت تو دی جاتی ہے مگر اس موقف کے پرچار یا اپنے موقف کے مطابق عمل کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ اس کے باعث ایک انتشار کے پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہی انبیاء کی سنت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار وحدانیت اور ایک امیر کی اطاعت پر زور دیا ہے۔

آپ نے خلیفہ وقت کی بات نہیں مانی۔ جماعت کے اندر رہتے ہوئے خلیفہ وقت کے منع کرنے کے باوجود اپنے عقائد کا پرچار کرتے رہے۔ اس کے بعد بھی نظام جماعت سے آپ کا اخراج نہیں کیا گیا۔

جنوری ۲۰۰۳ء میں آپ نے خود جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا۔ آپ نے خود اس کا اعتراف کیا ہے۔

جب آپ نے دیکھا کہ اس طرح بات نہیں بنتی تو آپ نے دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنی ویب سائٹ بنالی۔ اور اپنے عقائد کا پرچار اس کے ذریعے شروع کر دیا۔ باقائدہ اپنے دعوؤں کی تشہیر شروع کر دی۔ اپنی نئی جماعت بنالی۔ اس کا نیا نام رکھ لیا۔

گونگے اور بہرے ہو جائیں۔ آپ جس جماعتی نظام کے تابع ہیں خاکسار بھی مورخہ ۲۔ جنوری ۲۰۰۳ء تک اس جبری نظام میں شامل تھا۔ واضح رہے کہ قدرت جب کسی شہسوار کو نوازنے کا فیصلہ کرتی ہے تو خوف اُسکے پیکر سے نوچ کر پھینک دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی کرم مجھ پر بھی ہو گیا اور میں نے ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنے مدلل نقطہ نظر کا بذریعہ اپنی ویب سائٹ (alghulam.com) اعلان کر دیا۔ اِسکے بعد آپکے جماعتی نظام نے خاکسار کو بمعہ اہل وعیال اپنے منحوس نظام سے خارج کر دیا۔ میں سمجھتا

(آرٹیکل نمبر ۵۹، صفحہ نمبر ۲)

اس حوالہ میں آپ خود اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی ویب سائٹ بنا کر اس کے ذریعے اپنے عقائد کا پرچار کرنے کے بعد آپ کا جماعت سے اخراج کیا گیا۔

جنبہ صاحب کے اخراج کے خط کا عکس پیش ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
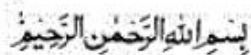
AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT e.V
ZENTRALE FÜR DEUTSCHLAND
GENFER STR. 11, 60437 FRANKFURT /M
Ahmadiyya, Genfer Str. 11, 60437 FFM
TELEFON: 069-50 688-622
TELEFAX: 069-50 688-666

امور عامہ حوالہ نمبر G-2 / 018 تاریخ 07.1.04

مکرم عبد الغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً تحریر ہے کہ آپ کو اپنے مفسدانہ خیالات پھیلانے کی وجہ سے نظام جماعت سے اخراج کی سزا ہوگئی ہے۔

والسلام خاکسار
محمود احمد
سیکرٹری امور عامہ جرمنی

۱۔ نقل بخدمت مکرم ناظر صاحب امور عامہ ربوہ بوساطت مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لنڈن برائے تصدیق منسلک ہے۔
۲۔ -- مکرم جنرل سیکریٹری صاحب جماعت احمدیہ جرمنی
۳۔ -- مکرم ریجنل امیر صاحب Schlewig-Mecklenburg
۴۔ -- مکرم صدر صاحب جماعت Kiel
۵۔ -- ~~مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی~~ / مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی / صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی
۶۔ -- مکرم اسسٹنٹ نیشنل سیکریٹری صاحب امور عامہ جرمنی
۷۔ -- مکرم ریجنل مشنری صاحب

نام۔ مکرم عبد الغفار جنبہ صاحب ولدیت۔ مکرم چوہدری شبیر محمد صاحب	پاکستان کا مکمل ایڈریس۔ مکان نمبر۔ دار الصدر غربی گلی / محلہ۔ شہر کا نام۔ ربوہ
جرمنی کا مکمل ایڈریس۔ سڑک کا نام اور نمبر۔ Gustav Schatzhof 2 شہر کا نام بمع پوسٹ کوڈ۔ 24143 Kiel	سزا کب ہوئی۔ 02.01.04 وجہ سزا۔ مفسدانہ خیالات پھیلانا

احبابِ کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ جنبہ صاحب خود اقرار کر رہے ہیں کہ میں جنوری ۲۰۰۳ء تک اس منحوس نظام کا حصہ تھا۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنی ویب سائٹ بنائی تھی اور آپ نے مندرجہ بالا خط بھی دیکھ لیا جو ۷ جنوری ۲۰۰۴ء کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس خط کے ذریعے جنبہ صاحب کے اخراج کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی جنبہ صاحب کے جماعت سے عملی طور پر علیحدگی کے ایک سال بعد جماعت نے جنبہ صاحب کو اخراج کی سزا دی۔

اب جنبہ صاحب کا جھوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ سے موعود مصلح ہونے کی خبر اور اسکا قطعی اور الہامی ثبوت پا کر سب سے پہلے اور باضابطہ طور پر خلیفہ رابع اور پھر افراد جماعت کے آگے اپنا دعویٰ رکھا۔ اب ایک شخص جو نسل در نسل حسب توفیق اپنی جان، مال اور عزت کی قربانیاں دیتا چلا آ رہا تھا۔ اس نے کوئی اخلاقی جرم نہیں کیا بلکہ جماعت کے آگے صرف ایک اختلافی نظریہ پیش کیا۔ اور اسکی پاداش میں نہ صرف اس پر بلکہ اسکے اہل و عیال پر بھی اخراج اور مقاطع کی چھری چلا کر کیا آزادی ضمیر کی دھجیاں نہیں اڑا دی گئیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالغفار جنبہ

(نیوز نمبر ۴)

اب لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ مجھے اختلافی نظریہ پیش کرنے کے جرم میں جماعت سے نکال دیا۔ اور ساتھ لکھ رہے ہیں نا صرف مجھے بلکہ میرے اہل و عیال پر بھی اخراج اور مقاطع کی چھری چلا کر آزادی ضمیر کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔

اخراج کا خط اوپر موجود ہے۔ جس میں صرف جنبہ صاحب کو اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ ان کے بیوی بچوں کا اس میں ذکر تک نہیں ہے۔ اور یہ شخص جو مصلح اور نبی ہونے کا دعویدار ہے اور اپنی ہی ویب سائٹ پر وہ اخراج کا خط لگا چکا ہے۔ (جس میں صرف ان کے اخراج کا ذکر ہے) کہہ رہا ہے کہ میرے بیوی بچوں کو بھی اخراج کی سزا دی گئی ہے۔

جنبہ صاحب کے مریدوں کے ساتھ بھی نظام جماعت کا یہی طریق رہا ہے کہ جب انہوں نے خود عملاً یا تحریراً جماعت سے لاتعلقی کا اظہار کیا تب نظام جماعت نے ان کے بارہ میں کوئی اعلان کیا۔

اسیر انِ راہِ مولا کون ہیں

محترم جنبہ صاحب نے اپنے آرٹیکل نمبر ۳ کا نام 'اسیر ان راہ مولا کون ہیں' رکھا ہے۔اس میں ممبران جماعت احمدیہ کی بابت اسیری اور رہائی کا ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی اپنے دیگر مضامین میں بھی جنبہ صاحب نے اس مضمون پر کافی طبع آزمائی کی ہے۔

مگر کسی جگہ بھی اسیری اور رہائی کی تعریف بیان نہیں کی۔ جس شخص کو ابھی یہ ہی معلوم نہیں اسیری کیا ہوتی ہے اور رہائی کیا ہوتی ہے تو وہ کسی کی کیا مدد کرے گا۔ کس کو رہائی دلائے گا اور کس کو اسیر کرے گا۔

اگر جنبہ صاحب کے نزدیک جماعت اور نظام جماعت کے اندر رہنا اسیری ہے اور اس سے باہر نکل جانا رہائی یا آزادی ہے۔ تو پھر وہ اور ان کے مرید نظام جماعت سے اخراج پر شور کیوں مچاتے ہیں کہ ہمیں نظام سے نکال دیا گیا ہے۔ آپ کو خوش ہونا چاہیئے۔ نظام جماعت کا شکر گزار ہونا چاہیئے بلکہ قرآن پاک اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم کے مطابق 'کہ جو آپ کے ساتھ نیکی کرے ساری زندگی اس کے احسان مند رہو' آپ تمام احباب کو نظام جماعت کا احسان مند رہنا چاہیئے اور جن میں ذرا سی بھی شرافت ہو وہ اپنے محسن کو کبھی برے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں بدزبانی نہیں کرتے۔

جنبہ صاحب ایسا کیا ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت کی اسیری میں ہیں وہ تو بہت خوش اور مطمعن ہیں۔ اور جن کو اس اسیری سے رہائی ملتی ہے وہ اس اسیری میں آنے کے لئے بے تاب ہیں۔

جنبہ صاحب اسیری کا مطلب ہے کہ آپ کو زبردستی آپ کی خواہش کے خلاف کہیں قید کر کے رکھا جائے۔ آپ کو زبردستی اپنے عقائد پر عمل نہ کرنے دیا جائے۔ جیسے مکہ میں مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کا نام لینے کی اجازت نہیں تھی۔ جیسے پاکستان میں احمدیوں کو اپنے عقائد کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں۔

جماعت احمدیہ میں تو ایسی کوئی پابندی نہیں۔ ہر شخص کو مکمل آزادی حاصل ہے۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اپنے عقائد کے متعلق خط لکھا تو انہوں نے آپ کو یہی بتایا کہ آپ کی باتیں جماعت کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اس نظام میں رہتے ہوئے آپ کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ چاہیں تو جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ انہوں نے آپ سے کوئی زبردستی نہیں کی۔ آپ کو مکمل آزادی دی۔ فیصلے کا اختیار دیا۔

سوائے جنگل کے, ہر معاشرہ کے ہر نظام کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اور اس معاشرہ اور اس نظام کا حصہ رہنے کے لئے ان اصول وضوابط پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسانہ کرنے والے کو اس معاشرہ یانظام سے علیحدہ ہوناپڑتا ہے یا علیحدہ کر دیاجاتا ہے۔ یہ ہی قرآن پاک کی تعلیم ہے۔ اور یہی تعلیم حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے۔ آپ نے تو حضورؑ کی ساری کتب کا مطالعہ کیاہوا ہے۔ آپؑ نے اپنی کتاب ' کشتی نوح' میں اپنی بیعت میں آنے والوں کو مخاطب کر کے بڑی وضاحت سے اپنی جماعت میں رہنے کے اصول و ضوابط سے آگاہ فرمایاہے۔

کیاجرمنی میں سڑک پر کوڑا پھینک سکتے ہیں۔ جہاں چاہے گاڑی پارک کر سکتے ہیں۔ جتنی سپیڈ پر چاہیں گاڑی چلاسکتے ہیں۔

جنبہ صاحب! آپ نے بھی ایک جماعت بنائی ہے۔ اس کے بھی کچھ اصول وضوابط ہوں گے۔ اگر ایک شخص آپ کو کہے کہ میں آپ کی جماعت میں آناچاہتاہوں لیکن میں آپ کو جھوٹا، مفتری، دغاباز، زانی وغیرہ وغیرہ خیال کرتاہوں یا آپ کا ایک مرید آپ کی بابت انہیں خیالات کا اظہار فرمائے۔ تو آپ کا اس کی بابت کیاردِ عمل ہو گا۔ یا آپ کے مریدوں کا ایسے شخص سے کیاسلوک ہو گا۔

ویسے یہ سوال آپ سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ نے تو زاہد خاں صاحب (جس نے رسول کریم ﷺ کی بابت اپنی کتاب میں بدزبانی کی تھی) کے بارہ میں فرمایاہوا ہے کہ کیونکہ اس نے مجھے کچھ نہیں کہا اس لئے میں اس کی بابت بدزبانی کیوں کروں۔

(تفصیل کے لئے خاکسار کا مضمون 'غلام کا عشق رسول' ملاحظہ فرمائیں)

لیکن جنبہ صاحب کوئی بھی غیرت منداپنے مرشد کی بابت ایسی باتیں سن کر اس شخص کے ساتھ کسی قسم کا تعلق قائم نہیں رکھے گا۔ اس کے لئے غیرت مند ہوناشرط ہے۔

جماعت احمدیہ تو بڑے کھلے دل کے ساتھ تنقید برداشت کرتی ہے۔ ایسے احباب کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہے اور اگر کوئی اس نظام کی اطاعت نہ کرناچاہے تو اسے نظام سے آزاد کر دیتی ہے۔ کوئی جبر نہیں اور نہ ہی کوئی زبردستی ہے۔

آپ کی ویب سائٹ پر موجود آپ کے اور آپ کے مریدوں کے خلفاء اور دیگر علماء کو لکھے گئے خطوط اور ان کے جواب میرے دلائل کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ واقعی اسیر انِ راہ مولا ہیں۔ اور ہمیں اپنی اس اسیری پر فخر ہے۔ اور ہم ہر وقت خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس جماعت کا اور اپنے خلیفہ وقت کا سچا اور مخلص اسیر بنائے رکھے۔ جنبہ صاحب یہ اسیری نصیبوں والوں کو ملتی ہے۔ آپ نے شاید یہ محاورہ سنا ہو۔

با ادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب

ہم بفضلِ خدا با ادب ہیں اور بانصیب ہیں۔ اسیر انِ راہ مولا ہیں۔ اور خدا کے اس خاص فضل پر بہت خوش ہیں۔ اور دل کی گہرائیوں سے خدا تعالیٰ کے ان فضلوں پر اس کے شکر گزار ہیں۔ ہم اسیروں کا ایک رکھوالا ہے۔ جو ہر وقت ہمارا خیال رکھتا ہے۔ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ ہمیں دنیا کی آزادیوں سے بچا کر رکھتا ہے۔ یہ اسیری ماں کی گود والی اسیری ہے۔ اور جو بچے اس اسیری سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بہت برا گرتے ہیں اور پھر چیختے ہوئے اس اسیری میں واپس آنے کی جستجو کرتے ہیں۔ بد قسمت ہیں جو اس اسیری سے محروم ہیں۔

آپ کو آزادی مبارک ہو۔ جہاں کوئی آپ کو پوچھنے والا نہیں۔ کوئی رہنما نہیں۔ کوئی روکنے والا نہیں۔ مکمل آزادی ہے مگر پھر بھی ذہنی سکون کیوں نہیں؟

کج رو جماعت

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر مضامین میں اور تقاریر میں جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کو کج رو کہا ہے۔ اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے محترم جنبہ صاحب ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

(۲) ''عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِىْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِىُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّىْ وَلَآ اَنَا مِنْهُمْ۔ رواه رزين۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؒ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔ لیکن اسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۷، صفحہ نمبر ۳)

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد''۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے عہد مبارک میں ہمارے آدم کے ششم ہزار کو ''فیج اعوج'' کا زمانہ قرار دیا تھا۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں آپؑ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق یہ جو فرمایا تھا وہ بلاشبہ اُس وقت تک بالکل درست تھا۔ آج حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کو اللہ تعالیٰ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق جو فہم و فراست عطا فرمائی ہے تو اِس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ''فَيْجٌ'' کے لغوی معانی لوگوں کی جماعت کے ہیں اور ''اَعْوَجُ'' کے معانی کجی کے ہیں۔ لہٰذا ''فیج اعوج'' سے مراد ایک کجرو جماعت کے ہیں۔ اب سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مبارک الفاظ میں کس کو ''فیج اعوج یعنی کجرو جماعت'' قرار دیا تھا۔ جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک صدی قبل اپنے وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی معہود و مسیح موعود مبعوث فرمایا تھا۔ اپنی بعثت سے بھی پہلے آپؑ نے ایک پاک جماعت کی بنیاد رکھی اور اِس کا نام ''جماعت احمدیہ'' تجویز فرمایا۔ حضورؑ کی بعثت سے پہلے عالم اِسلام بہتر (۷۲) گروپوں میں بٹا ہوا تھا۔ یہ سب گروہوں میں بٹے ہوئے فرقے تھے۔ مثلاً۔ اہل سنت۔ اہل حدیث۔ اہل قرآن اور اہل تشیُع وغیرہ وغیرہ۔ خلفائے راشدین کے بعد ان فرقوں میں سے کوئی بھی فرقہ با اِمام نہیں تھا اور جب تک کسی گروہ یا فرقے کا اِمام نہ ہو ہم اُسے جماعت نہیں کہہ سکتے۔ حضورؑ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ آپکی وفات کے چند سال بعد یعنی ۱۹۱۴ء تک تو صراطِ مستقیم پر گامزن رہی لیکن آپکی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنا لیے۔ دونوں گروپوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ قادیانی گروپ کا سربراہ خلیفۃ المسیح کہلوانے لگا جبکہ لاہوری گروپ کے سربراہ نے اپنے لیے امیر جماعت احمدیہ یا امیر المومنین کی اصطلاح پسند فرمائی۔ جب ہم تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جماعت احمدیہ کے اِن دونوں گروپوں کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروپ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ دونوں فریق حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں دخل دے کر نعوذ باللہ اپنے اپنے زعم میں آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرتے رہے۔ اِن دونوں گروپوں کے لیڈران نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہو کر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی

خواہشات سے نجات نہ حاصل کر سکے۔ جماعتی اِفتراق کا آغاز اِس وقت ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے وقت ایک شخص نے حضرت بانئے جماعتؑ کی مقرر کردہ مجلس انتخاب (صدر انجمن احمدیہ) کو یکسر نظر انداز (ignore) کرتے ہوئے نام نہاد اِنتخاب کا ڈرامہ رچا کر نہایت مکاری کیساتھ خلافت کے نام پر جماعتی قیادت پر قبضہ کرلیا۔ اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہوکر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔ بعد ازاں اِن دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئے سلسلہ اور اسلامی عقائد حقہ میں کمی بیشی کرنی شروع کردی۔ یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے جماعت احمدیہ میں پہلے سے ہی ایک مسیحائی نفس وجود کا وعدہ دیا گیا تھا۔ آنحضرتﷺ نے اپنے بعد مہدی معہود اور مسیح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے یہ جو فرمایا تھا کہ اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دینی فہم کے مطابق اس کجرو جماعت سے مراد بگڑی ہوئی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو (۲) دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اِسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہ دونوں گروپ اگرچہ اپنے اپنے رنگ میں اللہ اور اُسکے رسولﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود کا نام لیتے ہیں لیکن عملاً اِنہوں نے دنیا کمانے کیلئے حضورؑ کی جماعت کو اپنی اپنی دکانیں بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی کجرو کہا جاتا ہے جو نام تو اللہ اُسکے رسول اور اُسکے مہدی و مسیح کا لیں لیکن اُنکے اعمال اِلٰہی تعلیم کے برخلاف ہوں تبھی آنحضرتﷺ نے اِنکے متعلق فرمایا ہے کہ اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتی تو اللہ تعالیٰ کو اِسکی اصلاح کیلئے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو ایک مسیحی نفس وجود اور ایک مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی۔؟ اُمید ہے اب آپ کو اس موعود کجرو جماعت کا علم ہو گیا ہوگا۔ وَمَاعَلَیْنَااِلَّاالْبَلٰغُ۔

(آرٹیکل نمبر ۵۷، صفحہ نمبر ۴، ۵)

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر دور میں لازماً ایک ایسی جماعت موجود رہتی ہے جو خدا کی نظر میں ہدایت یافتہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر دور میں ایک ایسی جماعت یا گروہ بھی موجود رہتا ہے جو گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے آکر ایک ہدایت یافتہ جماعت کی بنیاد ڈالی۔ مگر آپ ﷺ کے مبارک دور میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو گمراہی کا شکار تھے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا کہ ہدایت یافتہ جماعت کے مقابل پر ایک کج رو جماعت موجود رہی۔ ان لوگوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندے معبوث فرماتا رہا جو ان کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔ اور آخر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نازل فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد نیک فطرت لوگوں نے آپؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ اور اس بیعت کے نتیجہ میں ایک ہدایت یافتہ جماعت وجود میں آئی۔ اور کچھ لوگوں نے آپ کا انکار کیا۔

ہم سب کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ بھی تھے۔ اور نبی کا انکار کرنے والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۵۱﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۵۳﴾ ع ۲۱/۱۱

۱۵۱۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کر دیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ کی کوئی راہ اختیار کریں۔ ۝

۱۵۲۔ یہی لوگ ہیں جو پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۵۳۔ اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء: ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳)

قرآن پاک کے مندرجہ بالا حکم کے مطابق وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کیا اور اب تک انکار کر رہے ہیں وہ پکے کافر ہیں۔ اور کافر ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے بلکہ کج رو لوگ ہیں۔ جنہیں فیج اعوج بھی کہا گیا ہے۔

اس طرح دو گروہ یا جماعتیں وجود میں آئیں۔ ایک وہ جنہوں نے امامِ وقت کا انکار کیا اور اس کے نتیجہ میں گمراہ، کج رو یا فیج اعوج کہلائے۔ اس کے مدِ مقابل ایک دوسری جماعت وجود میں آئی جس نے امامِ وقت کو پہچانا، اس کی بیعت کی اور ہدایت یافتہ کہلوائے۔ محترم جنبہ صاحب کے ارشاد کے مطابق یہ ہدایت یافتہ جماعت ۱۹۱۴ء میں دو فرقوں میں بٹ گئی۔ اور یہ دونوں گروہ یا جماعتیں گمراہی میں مبتلا ہو گئیں۔ اور جنبہ صاحب کے مطابق ۱۹۱۴ء سے یہ دونوں گروپ بھی کج رو، گمراہ یا فیج اعوج میں شامل ہو گئے۔

اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میرے دینی فہم کے مطابق اس کجرو جماعت سے مراد بگڑی ہوئی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو (۲) دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ یہ دونوں گروپ اگر چہ اپنے اپنے رنگ میں اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعود کا نام لیتے ہیں لیکن عملاً انہوں نے دنیا کمانے کیلئے حضورؑ کی جماعت کو اپنی اپنی دکانیں بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہی کجرو کہا جاتا ہے جو نام تو اللہ اُسکے رسول اور اُسکے مہدی و مسیح کا لیں لیکن اُنکے اعمال الٰہی تعلیم کے برخلاف ہوں تبھی آنحضرت ﷺ نے انکے متعلق فرمایا ہے کہ انکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت احمدیہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتی تو اللہ تعالیٰ کو اسکی اصلاح کیلئے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کو ایک مسیحی نفس وجود اور ایک مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی۔؟ اُمید ہے اب آپ کو اس موعود کجرو جماعت کا علم ہو گیا ہوگا۔ وَمَاعَلَیْنَااِلَّاالْبَلٰغ۔

جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۹۱۴ء سے لیکر ۲۰۰۳ء تک اس دنیا میں کوئی ہدایت یافہ جماعت نہیں تھی۔ سب کے سب کج رو تھے۔

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کا بھی دم بھرتے ہیں۔ اور ان کے بارہ میں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ کی تعلیم اور تربیت اتنی ناقص تھی کہ آپؑ کی وفات کے محض چھ سال بعد ساری کی ساری جماعت گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ کوئی بھی راہ راست پر نہ رہا۔

جنبہ صاحب کے اس الزام کے جواب میں ایک حدیث درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ يَخْذُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ سَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَعِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ

قتیبہ، حماد بن زید، ایوب، ابو قلابۃ، ابو اسماء، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا ڈر ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے انہیں کسی کے اعانت ترک کر دینے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی یہ حدیث صحیح ہے

(ترمذی، جلد دوم، حدیث نمبر ۱۱۰)

ہمارے آقا دو جہاں ﷺ کی کہی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یقیناً آپ ﷺ کے ماننے والوں کی ایک جماعت حق پر قائم رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔ اور وہ جماعت آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد، مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت ہے۔

جنبہ صاحب کے کہنے سے یہ جماعت کج رو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ خدا کی سنت کے خلاف ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا ﷺ کے ارشاد کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ کئے گئے وعدوں کے خلاف ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ قیامت تک حق پر قائم ایک جماعت موجود رہے گی اور دوسری حدیث میں ایک کج رو جماعت کا ذکر فرمارہے ہیں۔

دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ دونوں حدیثیں ایک دوسری کی تائید کر رہی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت کج رو لوگوں کی ہو گی اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ساتھ یہ بھی بشارت دے دی کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد آپؑ کی بیعت کرنے اور کامل اطاعت کرنے والی جماعت حق پر قائم جماعت ہے۔ اور آپؑ کا انکار کرنے والے کج رو جماعت ہیں۔

تحریف کیوں

محترم جنبہ صاحب نے ۱۵ دسمبر ۲۰۰۳ء کو اپنی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۲ کے تحت ایک مضمون تحریر فرمایا ہے جس کا عنوان ہے "تحریف کیوں"۔ اس مضمون میں آپ نے چھ حوالے پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات یا تحریروں میں تبدیلی یا تحریف کر رہی ہے۔ ایسے ہی احادیث کے تراجم بھی غلط کئے جا رہے ہیں۔ اس مضمون کے شروع میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت ڈالی اور ان پر اُس کا غضب بڑھکا کیونکہ وہ ناحق اَنبیاء کو قتل کرتے اور ساتھ ساتھ محرفوں کا کام بھی کرتے تھے۔ توریت کی عبارتوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی اور معنوی تحریف کر لیتے۔ نظام جماعت میں بھی مقتدر لوگوں نے "غلام مسیح الزماں" کا راستہ روکنے کیلئے حضورؑ کے کلام اور الہام میں کمی بیشی اور آنحضرت ﷺ کی احادیث کی معنوی تحریف کی ہے۔ "می تواند شد یہودی می تواند شد مسیح" کے محاورے کے مطابق جب نظام جماعت میں بعض لوگوں نے یہودیوں جیسے کام کرنے شروع کر دیئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو مسیحائی نفس بھی تو بنانا تھا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کلام اور الہام میں کمی بیشی اور احادیث کی معنوی تحریف کا جرم ثابت کرنے کیلئے میں سر دست جماعت کے لٹریچر سے پانچ امثال پیش کرتا ہوں۔

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے پیش کئے گئے چھ حوالوں کے جواب حاضر ہیں۔

(۱) پہلی مثال (معنوی تحریف)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔۔" (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ایک لڑکے اور ایک غلام کی خوشخبریاں دی تھیں۔ الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے متعلق تو وضاحت فرما دی کہ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا" لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نہ اس پیشگوئی میں اور نہ ہی حضورؑ کی وفات تک کسی اور مبشر الہام میں کوئی وضاحت فرمائی کہ وہ کون ہوگا۔؟؟؟ یعنی وہ زکی غلام حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہوگا یا حضورؑ کی صلب میں سے کوئی اور وجود ہوگا یا آپؑ کی جماعت یعنی ذریت میں سے آپؑ کا کوئی روحانی فرزند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی حقیقت کو مکمل طور پر راز میں رکھا اور اس کا ملہم پر انکشاف نہ فرمایا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ شدہ "تذکرہ" (وحی مقدس و رؤیا و کشوف حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) ۱۹۷۶ء میں لندن سے شائع ہوا تھا۔ یہ یاد رہے کہ ۱۹۷۶ء میں شائع شدہ تذکرہ کی یہ کاپی صرف انگریزی ترجمہ پر مشتمل تھی۔ اس میں عربی اور اُردو الہامی عبارات درج نہیں تھیں۔ انگریزی ترجمہ شدہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۸۵ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی درج ہے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کی دوبارہ اشاعت ۲۰۰۴ء میں کی گئی لیکن اس بار انگریزی ترجمہ کو عربی اور اُردو کی اصل الہامی عبارات کے آگے درج کیا گیا ہے اور اس طرح ظاہر ہے کہ کتاب کے صفحات تقریباً دوگنا ہو گئے ہیں۔ الہامی پیشگوئی کی درج بالا عبارت ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ تذکرہ کے صفحہ نمبر ۱۷۸ پر درج ہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کا یہ ترجمہ شدہ ۲۰۰۴ء کا ایڈیشن جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ (Alislam) پر ۲۰۰۹ء سے پہلے

تک موجود رہا ہے۔حضرت چوہدری صاحبؓ کے ترجمہ کا ۲۰۰۴ء کا یہ ایڈیشن اب جماعتی ویب سائٹ پر نہیں ملتا۔ اِسے ہٹا کر ایک اور نظر ثانی شدہ ترجمہ آن ایئر کیا گیا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔اب الہامی پیشگوئی کی متذکرہ بالا عبارت کا چوہدری صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ درج ذیل ہے۔

"Rejoice,therefore,that a handsome and pure boy will be bestowed on thee,thou wilt receive a bright youth who will be of thy seed and will be of thy progeny."(Tadhkirah-p,85-The London Mosque 1976)

ترجمہ۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے، تجھے ایک تابندہ غلام ملے گا جو تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ درج بالا انگریزی ترجمہ اصل الہامی عبارت کے مطابق نہیں ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انگریزی ترجمہ اصل الہامی عبارت کیساتھ میچ (match) نہیں کرتا۔ اب تنقیح طلب امور یہ ہیں کہ اس ترجمہ میں (۱) الہامی لفظ زکی غلام (Pure & Virtuous Youth) سے متعلقہ فقرہ (ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا) کا ترجمہ نہ صرف چھوڑا گیا ہے بلکہ حضورؑ نے بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر زکی غلام کے متعلق جو اپنا اجتہاد فرمایا تھا اس کا بھی ترجمہ میں کوئی ذکر موجود نہیں۔سوال ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟

سوال ہے ایسا کیوں کیا گیا کا آگے چل کر خود ہی جواب بھی دیتے ہیں

بڑھا دی گئی کہ یہ غلام حضورؑ کے تخم اور ذریت و نسل سے ہوگا۔اب سوال ہے کہ اتنی دلیری کیساتھ ایسی معنوی تحریف کیوں کی گئی۔؟ مجھے یقین ہے حضرت چوہدری صاحبؓ نے ترجمہ دیانتداری کیساتھ لفظ بلفظ کیا ہوگا۔لیکن چونکہ اس نظام میں کوئی بھی آزاد نہیں خواہ وہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہی کیوں نہ ہوں لہٰذا جن ارباب و اختیار کی سرپرستی میں یہ انگریزی ترجمہ شائع ہوا وہی اس معنوی تحریف کے ذمہ دار ہیں۔واضح ہو کہ جس زکی غلام کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے ملہم (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کو بھی لاعلم رکھا اُس زکی غلام کو انگریزی ترجمہ میں بڑی دیدہ دلیری کیساتھ حضرت بانئے جماعت کے تخم اور ذریت سے قرار دے دینا کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو پڑھانے والی بات نہیں ہے۔؟اب حضرت چوہدری صاحبؓ کے ترجمہ کی جگہ مرزا مسرور احمد صاحب کی نگرانی میں نظر ثانی شدہ ایڈیشن کو آن ایئر کیا گیا ہے جس میں متعلقہ الہامی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"Rejoice, therefore, that a handsome and pure boy will be bestowed on you; you will receive an unblemished youth who will be of your seed and will be of your progeny."(Tadhkirah-p,176 published by Islam International Publications Ltd Tilford, Surrey UK 2009)

ترجمہ۔سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا؛ تجھے ایک بے داغ غلام ملے گا جو تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔

چوہدری صاحب کے ترجمہ میں پہلے فقرے یعنی ''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا'' کے بعد صرف کاما (،) لگایا گیا تھا۔اب نظر ثانی شدہ ترجمہ میں وقف ناقص (؛) (semicolon) لگا کر آگے زکی کا ترجمہ برائٹ (bright) کی بجائے بے داغ (unblemished) کر کے پھر حسب سابق زکی غلام کے متعلق مس گائیڈ (misguide) کیا گیا ہے کہ وہ (زکی غلام) تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔اس ایڈیشن میں بھی پھر الہامی فقرے ''ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا'' کا ترجمہ سرے سے مفقود ہے۔اب خاکسار ذیل میں پہلے الہامی پیشگوئی کی متعلقہ الہامی عبارت درج کرتا ہے اور پھر اسکے نیچے اس کا ترجمہ لکھتا ہے اور قارئین کو دعوت دیتا ہے کہ وہ خاکسار کے ترجمے اور جماعتی ترجموں کا تقابلی موازنہ کر کے اس بات کا فیصلہ خود کر لیں کہ کونسا ترجمہ درست اور الہامی عبارت کے عین مطابق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔۔۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

"Rejoice,therefore,that a handsome and pure boy will be bestowed on you. You will receive a pure and virtuous youth (boy). That boy will be of thy seed and will be of thy progeny......."

محترم جنبہ صاحب کے اعتراضات کا جواب حاضر ہے:

ا۔ حضرت سر ظفر اللہؓ خاں صاحب نے یہ ترجمہ کیوں کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یا خود حضرت سر ظفر اللہؓ جانتے ہوں گے۔ میں کسی کے بارے میں ایسا بہتان نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے کی مجھ میں تو جرأت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۳﴾

۱۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسّس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا أَن تُصِيبُوا قَوْمًۢا بِجَهَٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ ﴿۷﴾

۷۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ ①

(سورۃ الحجرات ۴۹ : ۱۳،۷)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ

۳۷۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ : ۳۷)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ظن سے بچو، تجسس نہ کیا کرو اور غیبت نہ کرو۔ اگر کوئی خبر آئے تو پہلے اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

۲۔ جو ترجمہ بعد میں لفظ زکی کا کیا گیا اس میں سر ظفر اللہؓ کے ترجمہ Bright کی جگہ Unblemished کر دیا گیا۔ اس کے معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

Unblemished: without blemishes; flawless, smooth, an unblemished reputation

محترم جنبہ صاحب نے اس لفظ زکی کا ترجمہ Pure and Virtuous کر دیا ہے۔ جن کے معنی یہ ہیں۔

Pure: not mixed with anything; genuine

Virtuous: good; moral, righteous

جماعت کے کئے گئے ترجمہ میں کیا غلطی ہے قارئین پر چھوڑ تا ہوں۔ ہر وہ شخص جس کو انگریزی آتی ہے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ لفظ زکی کا کون سا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ تیسری بات جنبہ صاحب یہ کر رہے ہیں کہ ' اس ایڈیشن میں بھی پھر الہامی فقرے [ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا] کا ترجمہ سرے سے مفقود ہے'

جناب you will receive an unblemished youth اسی فقرے کا ترجمہ ہے۔ لفظ (لڑکا) کے بارے میں تو آپ بار بار کہتے ہیں کہ یہ ملہم کا اجتہاد ہے الہام کا حصہ نہیں۔ اس لئے آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ ترجمہ کرتے وقت لفظ لڑکا کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ چوتھا جنبہ صاحب کو لفظ who پر اعتراض ہے کہ اس کے استعمال سے (misguide) کیا گیا ہے کہ وہ (زکی غلام) تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔

جبکہ تھوڑا اوپر جنبہ صاحب خود یہ لکھ چکے ہیں کہ اگرچہ ملہم زکی غلام کے متعلق یہ خیال کرتا رہا کہ یہ کوئی آپ کا جسمانی لڑکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی

تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔

آپؑ مزید ارشاد فرماتے ہیں: کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کرلیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف سے کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس مضمون کی بابت ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اذن کے بغیر لا سکے۔

(سورۃ الرعد ۱۳ : ۳۹)

مندرجہ بالا قرآنی ارشاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضع وضاحت کے بعد ہر احمدی آپؑ کی کہی ہر بات کو سو فیصد سچ اور درست مانتا ہے۔ اس لئے آپؑ کی پیشگوئی کے وہی معنے کئے گئے ہیں جو آپؑ کے نزدیک درست تھے۔ کیونکہ آپؑ خدا کے سچے مامور تھے اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اذن کے بغیر لا سکے۔ ہر احمدی کو خدا کی رضا سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔ کوئی مخالف اس کے کیا معانی کرتا ہے۔ کسی احمدی کو اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہیں۔

۵۔ محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۲ء میں ایک کتاب (Virtue is God) تحریر فرمائی۔ اور آپ کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے۔ بلکہ آپ اپنی اس کتاب کو اپنی سچائی کے لئے بطور نشان یا دلیل پیش کرتے ہیں۔

بعد ازاں آپ نے خود اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اور اس الہامی کتاب میں درج الہامی تحریر کو ہی بدل دیا۔ ایک حصہ بطور مثال پیشِ خدمت ہے۔

V) States of physical Phenomenon

Every physical phenomenon is found in some state. These states are four; (I) Gas (II) Liquid (III) Soliq & (IV) Solid. Gas is the first state of Physical phenomena. Oxygen, hydrogen and the like are instances of this state. In this state, phenomenon does neither maintain its volume nor its shape. Often there is a large distance among the molecules or atoms of gaseous phenomena and these move freely wherever they find vacuum. Due to their independent and irregular motion, the volume and shape of gaseous phenomena always keep on changing.

The second state is liquid. In this state, phenomenon maintains its volume but not its shape. Oil, milk and water are common examples of this state. The third state is soliq. In this state, phenomenon maintains its volume and to some extent its shape.

Sand and all powders are instances of this state. The fourth state is solid. In this state, phenomenon maintains both its shape and volume. Stone, iron and wood are its common examples.

Before closing this topic, let us observe some questions which are common to religion and philosophy.

1. What is the character and general structure of the universe in which we live?
2. Is there a permanent element in the constitution of this universe?
3. How are we related to it?
4. What place do we occupy in it?
5. What is the kind of conduct that befits the place we occupy?

In this current topic, the answers of these questions can be found, except the last one. Briefly, as it has been stated, "Universe is a manifestation of Virtue. It does not exist by itself and therefore is unreal and transitory. The One which has given sign of this universe is Real and Permanent. There is no decay and death for It. Human mind finds Its shining face in disguise of phenomena. Human-beings are related to It because of, being Its manifestation. They are the most developed and the best of all, found in the universe and this is because they have been enriched with the wealth of reason.

(Virtue is God, Page 28)

مندرجہ بالا تحریر کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

(v) مادّی مظاہر کی حالتیں (States of Physical Phenomena)

یہ یادر ہے کہ دورانِ تعلیم خاکسار نے سائنس (Natural Science) پڑھی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ میں ایک عام سا (ordinary) طالبعلم نہیں تھا بلکہ پوزیشن ہولڈر (position holder) رہا ہوں۔ میں نے ''قانون بقائے مادّہ'' اور ''مادّے کی تین حالتیں'' پڑھی تھیں۔ طالب علمی کے زمانہ میں کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ یہ دونوں نظریات غلط ہیں۔ اِمتحان میں اگر اِن نظریات سے متعلق کوئی سوال آیا تو اِسی طرح لکھ دیا جیسا کہ درسی کتب میں لکھا ہوا تھا یا جیسا ہمارے اساتذہ پڑھایا کرتے تھے۔ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ ''نیکی'' اور ''علم'' کی حقیقت جاننے کیلئے جب میں نے ایک مبارک سجدہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی حصولِ علم کے متعلق چند الہامی دعائیں پڑھیں تھیں تو اِن دعاؤں میں ایک دعا یہ تھی کہ ''رَبِّ اَرِنِـیْ اَنْوَارَکَ الْـکُلِّیَّۃَ'' اے میرے ربّ! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیطِ کل ہیں۔ اِسی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا کہ نیکی یعنی علم ''اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر حق'' ہے۔ یہی وہ نور ہے جو محیطِ کل ہے۔ اِسی طرح ایک اور الہامی دعا یہ پڑھی تھی کہ '' رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَاءِ۔ اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔''

جب میں نے ''نیکی اور مظہر'' کے عنوان کے تحت نیکی اور اُسکے اشیاء کیساتھ تعلق کے بارے میں لکھنا شروع کیا تو مجھے متذکرہ بالا دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اِلہاماً بتایا گیا کہ یہ دونوں (قانون بقائے مادّہ اور مادّے کی تین حالتیں) نظریات غلط ہیں۔ اور یہ اِلہام بھی ایسے ہی ہوئے تھے جیسے نیوٹن (Newton) نے جب سیب کو گرتے دیکھا تو اُسکے دل میں غیب سے ڈالا گیا کہ نیوٹن یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ یہ پہلوؤں کی طرف کیوں نہیں گرا یا اُوپر کی طرف کیوں نہیں گیا۔؟ بظاہر یہ اِشارہ (hint) بہت معمولی تھا لیکن ازاں بعد یہی اِشارہ ''قانون کششِ ثقل'' کی دریافت کی وجہ بنا۔ دراصل نیوٹن کے وقت یعنی سترھویں صدی عیسوی کے وسط تک علم کی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی اور ثقل (gravity) کی یہ قوت اِنسانوں کی نظروں سے اوجھل تھی۔ شروع میں جب نیوٹن نے اپنا زمین کی کشش ثقل کا یہ نظریہ (theory of gravitational force) لوگوں کے آگے بیان کیا ہوگا تو عین ممکن ہے اُسکے بعض ساتھی اور دوسرے لوگ اُس پر ہنسے ہوں کہ نیوٹن عجیب باتیں کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ہوسکتا ہے کسی نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ نیوٹن تم پاگل ہوگئے ہو۔ جب کوئی چیز زمین پر گرتی ہے تو اِس عمل میں زمین کی کشش کہاں سے آگئی؟ چیزوں نے تو

ہمیشہ اوپر سے زمین کی طرف ہی گرنا ہے۔ یہ آسمان کی طرف تو نہیں اُڑ سکتیں۔ یہ ایک عام فہم سا واقعہ ہے۔ اِس میں نیا پن کیا ہے؟ لیکن علیم وخبیر ہستی نے نیوٹن کو عظمت دینے کیلئے اُسکی توجہ کو سیب کے زمین پر گرنے کے واقعہ کی طرف مبذول کروا کر اُس پر اپنی ایک پوشیدہ ثقل کی قوت(gravitational force) کا بھید ظاہر فرما دیا اور اس طرح سیب کے زمین کی طرف گرنے کے بظاہر ایک معمولی سے واقعہ نے نیوٹن کو جدید سائنس کا اِمام بنا دیا۔ آگے دوسرے باب میں علم کے ذرائع(sources of knowledge) کے عنوان کے تحت میں نے لکھا ہے کہ عقل اگرچہ انسانوں کو اشرف المخلوقات بناتی ہے لیکن علم میں آگے بڑھنے کیلئے اِسے حواس (senses) کی مدد درکار ہے۔ بالکل اسی طرح مابعد الطبیعیاتی (metaphsical) حقائق کی دریافت کیلئے عقل کو وحی کی روشنی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ وحی کی روشنی اپنے چنیدہ بندوں پر اسی طرح اشاروں کے رنگ میں نازل فرماتا ہے۔

ہر مادّی مظہر کسی نہ کسی حالت میں پایا جاتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں خاکسار مادّے کی حالتوں کے متعلق پڑھتا رہا کہ یہ تین ہیں لیکن جب میں الٰہی نظریہ(نیکی خدا ہے) لکھتے لکھتے مادّے کی حالتوں کے متعلق لکھنے لگا تو مجھے بھی یہ اِشارہ (hint) دیا گیا کہ عبدالغفار مادّے کی اِن حالتوں پر غور کر۔ مادّے کی یہ حالتیں تین نہیں بلکہ چار ہیں۔ اِسی اشارے کے نتیجہ میں خاکسار نے از سرِ نو مادّے کی حالتوں کا جائزہ لیا تو ثابت ہوا کہ یہ حالتیں واقعتاً تین کی بجائے چار ہیں۔ (۱) ٹھوس (solid) (۲) ٹھائع (soliq) (۳) مائع (liquid) اور (۴) گیس (gas)۔ مادّے کی پہلی حالت ٹھوس (solid) کی تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ جو شئے اپنی شکل اور حجم (ضخامت) برقرار رکھتی ہے وہ ٹھوس ہے مثلاً پتھر، میز اور قلم وغیرہ۔ اسی طرح جو شئے اپنا حجم تو برقرار رکھتی ہے لیکن اپنی شکل نہیں وہ مائع کہلاتی ہے مثلاً پانی، دودھ اور تیل وغیرہ۔ مادّے کی تیسری حالت گیس ہے۔ اس حالت میں مادّہ نہ اپنی شکل برقرار رکھتا ہے اور نہ ہی حجم مثلاً۔ ہوا، آکسیجن یا ہائیڈروجن وغیرہ۔ مادّے کی ایک حالت ایسی بھی ہے جو ٹھوس اور مائع کی تعریف پر پوری نہیں اُترتی مثلاً ریت یا کوئی بھی سفوف وغیرہ۔ لیکن ان چیزوں کو ہم ٹھوس کی حالت (state) میں شامل کر دیتے ہیں جو کہ علمی طور پر غلط ہے۔ ان اشیاء کی اپنی ایک چوتھی حالت ہے یعنی ٹھائع (soliq)۔ یہ چیزیں اپنا حجم تو برقرار رکھتی ہیں لیکن شکل کسی حد تک۔ بظاہر علمی دنیا میں یہ ایک معمولی سی غلطی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح موعود کو جس زکی غلام کی

بشارت بخشی تھی اُس کی علامتوں میں سے ایک علامت اس نے یہ مقرر فرمائی ہوئی تھی" اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا"۔ اس طرح کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سچے غلام مسیح الزماں کی پہچان اور اُسکی سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے علمی دنیا کی اس غلطی کا اُس پر انکشاف فرما کر اُسے تین کو چار کرنیوالا بنا دیتا۔؟

اِس موضوع کو بند کرنے سے پہلے آئیں مذہب اور فلسفہ کے چند عمومی سوالات کا جائزہ لیں۔

(۱) کائنات جس میں ہم رہتے ہیں اسکی امتیازی خصوصیات اور عمومی ڈھانچہ کیا ہے؟

(۲) اِس کائنات کی ساخت میں کوئی مستقل عنصر ہے؟

(۳) اِس (عنصر) کیساتھ ہمارا کیا تعلق ہے؟

(۴) اِس (کائنات) میں ہمارا کونسا مقام ہے؟

(۵) ہمارے مقام کو کونسا طرزِ عمل موزوں ہے؟

اس جاری موضوع میں ان سوالات کے جوابات سوائے آخری کے ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ مختصراً جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کائنات "نیکی" کا ظہور ہے۔ یہ خود بخود موجود نہیں اور اس طرح غیر حقیقی اور تغیر پذیر ہے۔ وہ ذات یا ہستی جس نے کائنات کو ظہور دیا حقیقی اور مستقل ہے۔ اُس کیلئے فنا اور موت نہیں۔ انسانی شعور مظاہر کے بھیس میں اس کا روشن چہرہ ہر جگہ دیکھتا ہے۔ نوع انسان اس کا ظہور ہیں اور یہی اُنکا اس سے تعلق ہے۔ کائنات میں پائے جانیوالے عام مادّی مظاہر میں وہ بہترین اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ وہ عقل کی دولت سے مالا مال ہیں۔

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۷۰ تا ۲۷۳)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگا رہے ہیں۔ جبکہ انہوں نے خود اپنے ہی الہامی کلام کو بالکل بدل ڈالا۔

(۲) دوسری مثال (عبارت میں کمی بیشی)

حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔

’’اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶)

اس پیراگراف میں حضورؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد اور میرے نام پر لوگوں سے بیعت لینا اور جماعت کی عمومی نگرانی کرنا۔ حضورؑ نے اپنے کلام کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ میں اپنا مدعا اور خلاصہ کلام بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ جماعت کی عمومی نگرانی اس وقت تک کرنا جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہیں ہوتا۔ اب نظام جماعت کے تحت ایک کتاب بعنوان ’’ایک مرد خدا‘‘ ۱۹۹۶ء میں برطانیہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضورؑ کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ کے اس حصہ کو کہ ’’اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘‘ حذف کر دیا گیا ہے۔ دراصل اس فقرہ میں حضورؑ نے اپنے موعود ذکی غلام کی بعثت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ روح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔ حضور علیہ السلام کی عبارت کے آخری فقرہ کے آخری حصہ کو جس میں آپؑ نے پیراگراف کا خلاصہ بیان کیا ہے، کو حذف کر دینا کیا سنگین جرم نہیں ہے۔؟ ؎ کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

الجواب:

۱۔ ایک انگریز مصنف نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام تھا ”A Man of God“ ۔ بعد ازاں چوہدری محمد علی صاحب نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا اور اس کتاب کا نام ’ایک مرد خدا‘ رکھا۔ دوران ترجمہ اس کتاب میں وہی لکھا گیا جو کہ مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا تھا۔ اس لئے یہ سوال اصل مصنف سے کیا جانا چاہیئے کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’الوصیت‘ میں سے کون سا حصہ کیوں شامل کیا ہے اور کون سا حصہ کیوں شامل نہیں کیا۔ انگریزی کتاب جماعت کے نظام کے تحت نہیں چھپی تھی۔ ترجمہ چھپا ہے۔

۲۔ یہ کتاب جماعت احمدیہ کے عقائد یا جماعت احمدیہ کی تاریخ کی بابت نہیں تھی۔ نہ ہی یہ کتاب حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پر کسی قسم کی ریسرچ پر مبنی تھی۔ بلکہ یہ کتاب خصوصیت سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی پر مبنی ایک کتاب ہے۔ اور اس میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح آپ کی ذات سے متعلقہ ہیں۔ اور جو فقرہ یہاں نہیں لکھا گیا اس کا آپ کی ذات سے کوئی براہ راست تعلق نہیں تھا۔ اس لئے اسے درج نہیں کیا گیا۔

یہاں احباب کے استفادہ کے لئے جنبہ صاحب کی ایک تحریر پیشِ خدمت ہے۔

’’آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کریگا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۷)

اب ذیل میں اس حاشیہ کی اصل تحریر پیش ہے۔

سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ **لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ** خدا تعالےٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پزیر ہو گا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عز و جل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

جنبہ صاحب تحریف کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں۔

تحت ایک کتاب بعنوان ’’ایک مرد خدا‘‘ ۱۹۹۶ء میں برطانیہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضورؑ کے اس پیراگراف کے آخری فقرہ کے اس حصہ کو کہ ’’اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘‘ حذف کر دیا گیا ہے۔ دراصل اس فقرہ میں حضورؑ نے اپنے موعود زکی غلام کی بعثت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ روح القدس پاکر کھڑا ہوگا۔ حضور علیہ السلام کی عبارت کے آخری فقرہ کے آخری حصہ کو جس میں آپؑ نے پیراگراف کا خلاصہ بیان کیا ہے، کو حذف کر دینا کیا سنگین جرم نہیں ہے۔؟ ؎ کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

میرا ابھی جنبہ صاحب سے مودبانہ سوال ہے کہ مندرجہ بالا پیراگراف سے یہ فقرہ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عز و جل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔ جو کہ اس مضمون کی اصل روح ہے کو شامل نہ کرنا سنگین جرم نہیں ہے؟

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔۔۔ دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال

(۳) تیسری مثال (عبارت میں کمی بیشی) حضور علیہ السلام اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی تھی۔ و بشرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اسکے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرك بغلامٍ نافلةً لك نافلةً من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

اس اقتباس میں حضورؑ نے نافلہ غلام کو اپنا پوتا قیاس کیا اور اس طرح اس پیشگوئی کو اپنے پوتے یعنی مرزا محمود احمد کے لڑکے نصیر احمد پر چسپاں کیا۔ لیکن آپ کا یہ پوتا خرد سالی میں وفات پا گیا۔ اب نظام جماعت کے تحت ایک کتاب بعنوان ''حیات ناصر'' شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۱۰ پر حضورؑ کی کتاب کا متذکرہ بالا اقتباس نقل کیا گیا ہے اور اقتباس کی قریباً آخری تین سطور ''چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار سال کے بعد پوری ہوئی۔'' حذف کر دی گئی ہیں۔ دراصل حضورؑ کا لفظ نافلہ کے متعلق اپنا یہ اجتہاد تھا۔ لیکن نصیر احمد کی وفات نے ثابت کر دیا کہ یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔ لفظ نافلہ ذو معنی ہے اور پوتا کی بجائے بمعنی ''زائد انعام'' نازل ہوا اور یہ وہی ''موعود غلام مسیح الزماں'' ہے جس کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔

الجواب:

۱۔ اس اعتراض کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ تو حضورؑ کے اپنی اولاد کے متعلق کسی بھی الہام کو ان معنوں میں نہیں مانتے جو معنی حضورؑ نے ان الہامات کے لئے ہیں۔ بلکہ آپ کے مضامین اس بات سے بھرے پڑے ہیں کہ یہ سب حضورؑ کا اجتہاد تھا۔ کوئی بیٹا بھی ان الہامات کا مصداق نہیں۔ ایسے ہی نافلہ کے آپ معنی پوتا کے کرتے ہی نہیں۔ بلکہ آپ اسے بھی حضورؑ کی اجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں۔ سب سے بڑی تحریف تو آپ کر رہے ہیں کہ حضورؑ اپنے الہام کے جو معنی کر رہے ہیں آپ اسی کا انکار کر رہے ہیں۔ پھر آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ کہیں کہ حضورؑ کی فلاں تحریر میں سے یہ تین سطور حذف کر دی گئی ہیں۔

۲۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتلا دیا تھا 'پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔

اور پھر اس پوتے کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور الہام کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

۱۹۰۷ء اور پھر فرمایا: "مَیں تیری نسل کو بُجز سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ خدائے کریم واپس دے گا۔" (اشتہارہ ۔ نومبر ۱۹۰۷ء)

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ نمبر ۶۲۴)

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کھویا ہے وہ خدائے کریم واپس دے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے پوتے کے بدلے پوتا عطا فرما کر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ جو کسی طرح بھی وجہ اعتراض نہیں۔ اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کا پوتا کہنا کیسے تحریف کے زمرہ میں آسکتا ہے۔ حضورؑ نے نافلہ کے معنی پوتے کے کئے ہیں اور ہم سب اسی معنی کو مانتے ہیں۔ آپ نافلہ کے معنی بدل کر اور خود پر چسپاں کر کے تحریف کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

۳۔ آپ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کا نام 'حیات ناصر' تحریر کیا ہے۔ جو کتاب مجھے جماعت کی ویب سائٹ سے ملی ہے اس کا نام 'حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ' ہے۔ یہ کتاب آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر نے تحریر فرمائی ہے اور اسے شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے شائع فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۱۰ پر درج یہ حوالہ احباب کے استفادہ کے لئے درج کر رہا ہوں۔

امام وقت مسیح الزمان سیدنا حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار الٰہی خبروں میں عظیم بشارتیں آپ کے ہاں ہونے والی اولاد کے متعلق دیں۔ آپ کا ہر بچہ مبشّر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان تھا۔ اولاد کے متعلق ان ہی عظیم بشارتوں میں آپ کو ایک پانچویں بیٹے کی بشارت بطور "نافلہ" دی گئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ کتاب مواہب الرحمٰن کے ص۱۳۹ میں اس طرح یہ پیشگوئی ہے :۔

"وَبَشَّرَنِیْ بِخَامِسٍ فِیْ حِیْنٍ مِّنَ الْاَحْیَانِ"۔

یعنی پانچواں لڑکا جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس

کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا۔ اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار الحکم اور البدر میں مدّت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ :۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ ۔ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ ۔

یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ وہ نافلہ ہوگا۔ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۸ تا ص۲۱۹)

اس موعود بچے کی ولادت کی بشارت اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کو بھی عطا فرمائی چنانچہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کے ایک مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا :۔

"مجھے بھی خدا نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پہ کمربستہ ہوگا۔"

سو ان بشارتوں کے عین مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود کے ہاں حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ (اُمّ ناصر) کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جن کا نام مرزا ناصر احمد رکھا گیا۔ آپ حضرت مصلح موعود کے فرزند اکبر تھے۔ ؎

مرا ناصر مرا فرزندِ اکبر ؛ ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

(کلام محمود)

(۴) چوتھی مثال (حدیث کی معنوی تحریف کی)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام سے ثابت ہے کہ آپکے بعد بھی آپکی غلامی میں ایک شخص رُوح القدس پا کر کھڑا ہوگا اور وہ مسیحائی نفس ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مثیل مسیح کا رتبہ رکھتا ہوگا۔ مزید برآں یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں مثیل مسیح ایک سے زیادہ انسان ہیں۔ ایک مسیح تو حضرت مہدیؑ تھے اور دوسرا مسیح درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔" (صحیح مسلم باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۶۲ و صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم صفحہ ۳۵۴) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب ابن مریم نازل ہوگا تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا ترجمہ میرے جیسا عربی سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے۔ اب جماعتی علماء کی چالاکی دیکھیں۔ حدیقۃ الصالحین جماعت کی ایک مشہور احادیث کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۸۹۸ پر آنحضرت ﷺ کی یہی حدیث درج کی گئی ہے اور اس حدیث کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔'' اس حدیث کے ترجمہ میں ''وَ'' کا ترجمہ ''جو'' کرکے امامت کو نازل ہونے والے کی طرف پھیر کر حدیث کی معنوی تحریف کردی گئی ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابن مریم کے نزول کے وقت اُمت محمدیہ میں امام زمین پر موجود ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث کی معنوی تحریف کرنا کیا جرم نہیں ہے؟

ایک اور جماعتی کتاب بعنوان ''ابن مریم'' مؤلف ہادی علی چوہدری اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر یہی حدیث درج کرکے اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا۔ تم کس قدر خوش قسمت ہوگے جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا۔'' اب اس کتاب میں بھی ''وَ'' کا معنی ''اور وہ'' کرکے امامت کو نازل ہونے والے کی طرف پھیر دیا گیا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ابن مریم کے نزول کے وقت کوئی امام زمین پر موجود ہوگا۔ (نوٹ۔ امام کے ہوتے ہوئے کسی غلام کی کیا ضرورت تھی تو اس سوال کا جواب میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے صفحہ نمبر ۱۵۸ پر موجود ہے) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے کلام کی معنوی تحریف کرنا کیا یہودیانہ فعل نہیں ہے؟

الجواب:

۱۔ محترم جنبہ صاحب نے صرف 'وَ' کے معنوں پر غور کیا ہے۔ پوری حدیث کے جو معنے کئے ہیں وہ نہیں پڑھے۔ جنبہ صاحب حدیقۃ الصالحین نیز محترم ہادی علی چوہدری صاحب کی کتاب 'ابن مریم' میں درج معنی اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ لفظی معنی نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کی وضاحت ہیں۔ میں دونوں حوالے دوبارہ لکھتا ہوں۔ امید ہے بات کی سمجھ آجائے گی۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔"

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب ابن مریم نازل ہوگا تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حوالہ از حدیقۃ الصالحین:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا۔ جو تمہارا امام اور تم میں سے ہو گا۔

حوالہ از کتاب ابن مریم:۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا۔ تم کس قدر خوش قسمت ہوگے جب تم میں مسیح ابن مریم نازل ہو گا۔ اور وہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہو گا۔

اگر حدیث کے لفظی معنوں کو لیا جائے تو سرخ رنگ سے لکھے گئے تمام الفاظ زائد ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ حدیث کے لفظی معنی نہیں کئے گئے بلکہ وضاحت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور یہ وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اور آپؑ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

ان معنوں کے ذریعے مسلمانوں کے اس غلط عقیدے کی نفی کی گئی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی دوبارہ نازل ہونگے۔ یہاں بتلایا گیا ہے کہ آنے والا مسیح ابن مریم تم میں سے ہو گا آسمان سے نہیں آئے گا۔

اگر آپ کے نزدیک یہ معنی درست نہیں تو کیا آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں اور آسمان سے وہی نازل ہونگے؟

اگر ایسا ہے تو پھر آپ کس طرح مسیح ابن مریم ہونے کے دعویدار بنے بیٹھے ہیں؟

۲۔ محترم جنبہ صاحب حدیث کے معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرما رہے ہیں۔

'حالانکہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابن مریم کے نزول کے وقت امت محمدیہ میں امام زمین پر موجود ہو گا'

نیز جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

'حالانکہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق ابن مریم کے نزول کے وقت امام زمین پر موجود ہو گا'۔

اگر آپ کی وضاحت کو درست مان لیا جائے تو کیا آپ بتائیں گے کہ اس وقت جب کہ آپ ابن مریم کے دعویدار ہیں وہ امام جو نزول مسیح کے وقت زمین پر موجود ہو گا۔ وہ زمین پر کہاں موجود ہے اور کون ہے؟

نیز دوسری احادیث کے مطابق آنے والے مسیح ابن مریم کو اسی امام کے پیچھے نماز ادا کرنی پڑے گی اور اسی کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ مسیح اپنی کوئی جماعت نہیں بنائے گا۔ ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... فینزل عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فیقول امیرھم تعال فصلِّ فیقول لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔ (مسلم، بیان نزول عیسیٰ ابن مریم۔ مُسند احمد بسلسلہ مرویات جابرؓ بن عبداللہ)	حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ... پھر عیسیٰ ابنِ مریم نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ آئیے، آپ نماز پڑھائیے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ وہ اُس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس اُمّت کو دی ہے۔"

مولانا مودودی صاحب نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ایک ضمیمہ ختم نبوت لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے اس حدیث کو درج فرمایا ہے۔ استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ۔ مسلم، بیان نزول عیسیٰ۔ مسند احمد، مرویات ابی ہریرہؓ)	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہو گے تم جبکہ تمہارے درمیان ابنِ مریم اُتریں گے اور تمہارا امام اُس وقت خود تم میں سے ہوگا۔"[۳]

---

[۳] یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ امامت نہیں کرائیں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

(ضمیمہ ختم نبوت، صفحہ نمبر ۱۵۶،۱۵۵)

ویسے محترم جنبہ صاحب! مولانا مودودی صاحب بھی اس حدیث کے معنی کرتے ہوئے تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ایک مضمون ان پر بھی بنتا ہے۔ نیز شاید ابھی تک آپ نے قرآن پاک کے کئے گئے مختلف تراجم پر غور نہیں کیا۔ وہاں جگہ جگہ 'وَ' کے معنی جو کے کئے گئے ہیں۔ اور 'جو' لکھے بغیر فقرے کے معنی واضع ہی نہیں ہوتے۔

(۵) پانچویں مثال (حدیث کی معنوی تحریف کی)

حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ سے مجددین سے متعلق ایک حدیث مشکوٰۃ شریف میں روایت کی ہے۔ یہ حدیث اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَة مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد) ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہا جو میں جانتا ہوں رسول ﷺ سے کہ فرمایا اللہ عزّ وجل اس امت کیلئے ہر سو برس بعد ایک آدمی بھیجتا ہے جو اس کیلئے اس کا دین تازہ کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے۔'' (مشکوٰۃ شریف جلد اصفحہ ۷۱۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اسی حدیث کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔''قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنت من یحدد لها دینها ۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس امت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اِس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۰)

اب مجددین سے متعلق اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے جماعت کے ایک حافظ قرآن مولوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰم قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَة مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔'' (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئة) ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کی تجدید کرتے رہیں گے۔'' (مسیح اور مہدیؑ، حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں صفحہ ۴۵۔ مصنف حافظ مظفر احمد۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

اب رسول ﷺ کی اِس حدیث کا جو ترجمہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے کیا ہے وہی ترجمہ غیر از جماعت علماء بھی کر رہے ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے درج بالا ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور ان دونوں ترجموں میں صیغہ واحد استعمال ہوا ہے۔ یعنی یہ کہ ''ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک آدمی یا ایک شخص تجدید دین کیلئے کھڑا کرے گا''۔ لیکن جماعتی تنخواہ دار مولویوں نے اس حدیث کے ترجمہ میں معنوی تحریف کرتے ہوئے اس کا ترجمہ صیغہ واحد کی بجائے صیغہ جمع میں کیا ہے۔ یعنی یہ کہ ''اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کی تجدید کرتے رہیں گے۔'' اب سوال یہ ہے کہ احمدی انتخابی خلفاء نے نظام جماعت کے مولویوں سے جو ترجمہ اس حدیث کا کروایا ہے وہ ٹھیک ہے یا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ترجمہ ٹھیک ہے۔ میرا ہر احمدی سے یہ سوال ہے کہ کیا اب جماعتی خلفاء نے اپنے تنخواہ دار مولویوں سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ترجمہ کی نعوذ باللہ تصحیح کروائی ہے یا کہ اپنی نام نہاد خلافت کو سہارا دینے اور اِسے پختہ کرنے اور اِسے اہم بنانے کیلئے حدیث کی معنوی تحریف کروائی ہے؟ احباب جماعت خود فیصلہ کریں۔

الجواب:۔

محترم جنبہ صاحب نے یہی الزام بعد کے مضامین اور اپنی تقاریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر کے حوالے سے بھی کیا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں اس حدیث کے معنی کرتے ہوئے لفظ مَن کے معنی ایک سے زائد کے کئے ہیں۔ حافظ مظفر احمد صاحب کی کتاب اس تقریر کے بعد کی ہے۔ اس لئے دونوں کا جواب یہیں دے دیتا ہوں۔

۱۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ حوالہ جو اوپر درج کیا گیا ہے ذیل میں مکمل درج کر رہا ہوں۔

> **۱۔ پہلا نشان۔** قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ مائۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا ۔رواہ ابو دا ؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اس صدی کا

چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متّفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مَری پڑ رہی ہے زلزلے آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اِس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور مَیں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھاوے گا۔
عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۲۰۰ تا ۲۰۲)

اگر اس مضمون کو نیک نیتی سے پڑھا جائے تو سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔ ' اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آرہی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعوی کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا ابتلاوے ماسوا اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے۔'

اگر یہ نام صرف بارہ ہی ہوتے تو جواب دینا اتنا مشکل کام نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؑ نے بے شمار اسلامی کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا۔ اور خصوصیت سے آپ کے دور کے نواب محمد صدیق حسن خان صاحب کی کتاب 'حجج الکرامہ' جس کا آپؑ نے بعض جگہ ذکر بھی کیا ہے یقیناً پڑھی ہوگی اور اس میں ۱۲ صدیوں کے مجددین کی لسٹ موجود ہے۔ مگر خدا کے سچے مامورین کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کا کلام حکمت سے پر ہوتا ہے۔ اب اسی تحریر میں حضورؑ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کی سب مجددین نے خود دعوے نہیں کئے بلکہ بعض کو دوسروں نے مجدد کہا ہے۔ اور اس کی کافی تفصیل میں اپنے مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں بیان کر چکا ہوں۔ وہاں میں نے مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں کی تیار کردہ مجددین کی لسٹیں درج کی ہیں۔ وہ تمام نام بہت بڑے بڑے بزرگوں کے ہیں۔ ہم سب ان کا احترام کرتے ہیں۔ اسلام کے لئے ان کی خدمات کو سراہتے ہیں۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے یہ مجدد ہے اور یہ نہیں۔ کیونکہ دعوے تو صرف چند احباب کے موجود ہیں۔ باقی صدیوں میں کیا کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اسی کتاب 'حقیقۃ الوحی' میں اپنے ہی وقت میں دو اور مجد دین کے دعویداروں کا ذکر کیا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجد د ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پا لے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۶۲)

نوٹ: یہاں حضورؑ نے نواب صدیق صاحب کے اس حوالہ کا ذکر کیا ہے کہ سچا صدی کا چہارم حصہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس معیار پر بھی پورا فرمایا۔ مگر میں یہاں یہ وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ نواب صدیق صاحب کا خود ساختہ معیار تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے ایسا کوئی معیار بیان نہیں فرمایا۔

تمام امتِ مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سب سے پہلے مجدد ہیں۔ اور آپ کے مجدد ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۱ھ میں فوت ہو گئے۔ اگر مندرجہ بالا معیار درست ہے تو آپ اس پر پورا نہیں اترتے۔ ایسے ہی الفضل میں شائع شدہ لسٹ مجددین کے مطابق دیگر کئی صدیوں کے مجددین اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔

میں نے اپنے اسی مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں ایک مکتبہ فکر کی طرف سے پیش کردہ ایک اور معیار بھی درج کیا ہے۔ جو یہ ہے۔

But a Mujaddid of a century is known to be the one who is born in the previous century but his Tajdid (revival) occurs in the next century.

یعنی کسی صدی کے مجدد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پچھلی صدی میں پیدا ہوا اور اگلی صدی کا مجدد ہو۔

خود حضورؑ نے بھی ایک جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ اس معیار پر بھی پورا اترتے ہیں۔ مگر یہ معیار بھی خود ساختہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مجدد کے لئے یہ معیار بھی بیان نہیں فرمایا۔

اگر اس معیار پر سابقہ مجددین کو پرکھا جائے تو الفضل کی لسٹ کے مطابق حضرت سید احمد شہید بریلویؒ جو تیرھوں صدی کے مجدد تھے اور ان کا بھی اپنا دعوی مجددیت موجود ہے ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۶ھ میں شہید ہو گئے۔ اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔

حضرت مسیح موعودؑ صرف مجدد نہیں تھے بلکہ امام مہدی اور موعود مسیح تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے ان تمام خود ساختہ معیاروں پر بھی آپؑ کو پورا کر کے اتمام حجت فرما دی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کسی جگہ نواب صدیق حسن خان صاحب اور مولوی عبدالحیی لکھوی صاحب کے دعویٰ کو نہیں جھٹلایا۔ بلکہ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جب نواب صدیق صاحب نے آپؑ سے دعا کی درخواست کی۔ تو آپؑ نے ان کے لئے دعا کی اور پیشگی خدا سے خبر پاکر ان کی کامیابی کی اطلاع بھی انہیں دی۔

۲۔ محترم جنبہ صاحب کے اس الزام کا دوسرا جواب فعلی شہادت ہے۔ میں نے اپنے مضمون 'امتِ مسلمہ میں مجددین اور ان کا مختصر تعارف' میں مختلف مکتبہ فکر کی طرف سے پیش کردہ مجددین کی لسٹیں درج کی ہیں۔ اگر ہر صدی میں صرف ایک ہی مجدد آسکتا ہے۔ تو ان لسٹوں میں سے ہر صدی کے لئے ایک نام نکال کر دکھائیں۔ اور ثابت کریں کہ یہی نام درست ہے دوسرے غلط ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لئے ایک طریق ان کے اپنے دعوے ہیں جو سوائے چند ایک کے کسی کے موجود نہیں۔ اور ان ناموں میں کوئی بھی ایسا نہیں جس کی اسلام کے لئے خدمات نہ ہوں۔ محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں اور تقاریر میں الفضل میں شائع شدہ لسٹ کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ جب کہ اس لسٹ کے سب سے اوپر لکھا ہوا موجود ہے۔

> اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)
>
> **معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات**
>
> پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

عبدالسمیع خان

سب سے پہلے تو یہاں بھی حدیث کا وہی ترجمہ کیا گیا ہے۔ جس پر جنبہ صاحب کو اعتراض ہے۔ دوسرا یہاں لکھا ہوا ہے۔ 'ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے'۔ اس لسٹ نے دوسرے دعویداروں کی تردید نہیں کی ہے۔ بلکہ بہت سے دعویداروں میں سے ایک ایک کا نام درج کر دیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صرف چند نبیوں کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی کتاب وفاتِ مسیح موعود کے صفحہ نمبر ۵ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہمارے ملک میں یا ہمارے ملک میں سے سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، الشیخ المجدد الالف الثانی، شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی یہ لوگ ہیں جنہوں نے دعاوی مجددیت کے کیے اور لوگوں نے بھی انکو مجدد مانا۔ انکے کارنامے بحمد اللہ ہم سے مخفی نہیں مگر جو کچھ اس شخص مغفور نے کر کے دکھایا اس کا مقابلہ سوائے عقلمندوں کے کون کرے؟ اللہ تعالیٰ کو توفیق ہے کہ آنکھیں کھولدے۔

اب اگر حدیث کے مطابق ایک صدی میں صرف ایک مجدد ہی آ سکتا ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو مجددین کے نام بیان فرمائے ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ انہوں نے دعوے بھی کئے اور لوگوں نے انہیں مجدد مانا۔ انہیں کیا کریں گے۔ کس کس صدی میں فٹ کریں گے اور وہاں سے کس نام کو کاٹیں گے۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں۔ اس لئے امید ہے ان کے ارشاد کو بھی مانتے ہوں گے۔

جنبہ صاحب آپ ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء کے الفضل میں شائع شدہ لسٹ مجددین کو مانتے ہیں۔ بطور ثبوت اپنے مضامین میں اس کا حوالہ دے چکے ہیں۔ اس لسٹ کے مطابق حضرت مجدد الف الثانی، حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت سید احمد شہید گیارویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ مگر پوری لسٹ میں سید محمد جونپوری، علی متقی شیخ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے نام شامل نہیں ہیں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمارہے ہیں کہ ان سب نے مجدد ہونے کے دعوے کئے اور لوگوں نے بھی ان تمام کو مجدد تسلیم کیا۔ اب اگر یہ تمام بزرگ مجدد تھے تو یقیناً اس صدی میں ایک سے زائد مجدد ہوئے ہوں گے۔

دوسروں کے لئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے کسی بھی ارشاد سے انکار کرنا ممکن نہیں۔ لیکن آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ آپ کہہ دیں کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اجتہاد ہے۔ اور آپؓ سے اجتہادی غلطی ہوگئی ہے۔

۴۔ جیسا کہ حضورؓ نے فرمایا ہے کہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ مجدد کی ضرورت تو ہر علاقہ میں بسنے والے مسلمان کو ہوگی۔ اور اس وقت آمد ورفعت اور رابطوں کی سہولتیں موجود نہیں تھیں۔ ایک علاقہ کا مجدد دوسرے علاقہ کے مسائل کو کیسے حل کر سکتا تھا۔ نیز ہر علاقہ میں اپنے مسائل ہونگے۔ جیسے حضرت سید احمد شہیدؒ ہندوستان میں سکھوں سے لڑتے رہے کیونکہ یہاں مسلمانوں کو سکھوں کے ہاتھوں مشکلات کا سامنا تھا۔ مگر یہ مسائل دوسرے علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے نہیں ہونگے۔ میں بار بار تحریر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مجدد نہیں تھے۔ آپؑ کا مقام اور مرتبہ مختلف ہے۔

۵۔ محترم جنبہ صاحب کے اس الزام کا پانچواں جواب یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ لغت میں لفظ 'من' کے کیا معانی بیان ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر جو آپ نے ۱۹۷۷ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کی (اور اس میں 'من' کے معنی ایک سے زائد کے بھی کئے اور جنبہ صاحب نے اسے تحریف کہا ہے) میں لغت اور قرآن سے ثابت کیا ہے کہ لفظ 'من' کے معنی ایک، دو یا اس سے بھی زیادہ کے ہو سکتے ہیں۔ تقریر کا وہ حصہ درج ذیل ہے۔

لسان العرب عربی لغت کی ایک مشہور کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ مَن کا لفظ **تکون للواحد والاثنین والجمع** کہ یہ لفظ واحد کے لئے بھی دو کے لئے بھی اور جمع کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن کریم کی لغت ''مفردات امام راغبؒ'' میں ہے کہ **یعبر بہ من الواحد والجمع والمذکر والمونث** کہ اس سے واحد بھی مراد لی جاتی ہے اور جمع بھی مراد لی جاتی ہے۔ مذکر بھی مراد لیا جاتا اور مونث بھی مراد لی جاتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے مرد بھی ہوں گے نیز خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچی ہوئی ایسی مستورات بھی ہوں گی۔ یعنی مرد بھی خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے اور مستورات بھی۔ جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''من'' کا لفظ واحد بھی استعمال ہوا ہے اور جمع میں بھی استعمال ہوا ہے۔ سورہ بقرہ میں **بلیٰ من اسلم وجھہ للہ و ھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ** ۔ کہ جو شخص بھی اپنی توجہ اور اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور جو شرائط عبادات ہیں ان کو پوری طرح بجالائے تو **فلہ اجرہ عند ربہ** تو ایسے ہر شخص کے لئے خدا کے نزدیک اجر ہے۔ اور پھر فرمایا **و لا خوف علیھم** اور یہاں من کے متعلق جمع کا صیغہ آگیا کہ یہ لوگ نہ خوفزدہ ہوتے ہیں کسی چیز سے اور حزن کرتے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا **ومنھم من یستمعون الیک** ۔ یستمعون عربی زبان میں جمع کا صیغہ ہے۔ اس جگہ من کے معنی بہت سے ایسے لوگوں کے ہیں جو بظاہر تیری طرف کان لگاتے ہیں اور سنتے ہیں لیکن وہ سن نہیں رہے ہوتے اور پھر سورہ تغابن میں ہے۔ **ومن یومن باللہ و یعمل صالحا یکفّر عنہ سیاتہ و یدخلہ جنّٰت تجری من تحتھا الا نھٰر خلدین فیھا** ۔ کہ جو کوئی بھی اللہ پر ایمان لائے گا عمل صالح کرے اللہ تعالیٰ کے فضل اس پر نازل ہوں گے اور جنات میں ان کو داخل کیا جائے گا۔ **خلدین فیھا ابدا** ۔ اور وہ سارے کے سارے ان جنتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ من کا مفہوم خلدین میں بیان کر دیا۔

جب ہم پہلے بزرگ محققین اور اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی من کے وہی معنے کئے ہیں جو میں اوپر بتا چکا ہوں۔ **من یجدد** کے متعلق امام المناوی فرماتے ہیں کہ اس میں ''من'' سے مراد ایک یا ایک سے زیادہ آدمی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ اس حدیث سے اس کا امام ہی مراد ہے لیکن ظاہر بات یہی ہے کہ اس کو ہر ایک گروہ کے علماء پر چسپاں کیا جانا چاہیے۔ اور **علقمی** کہتے ہیں کہ تجدید سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی جن باتوں پر عمل مٹ گیا ہے ان کو وہ از سر نو زندہ کرے اور وہ کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو مجدد کوئی دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا علم لوگوں کو بعض قرائن اور حالات اور ان کی خدمات سے ہوتا ہے جو وہ اسلام کی کرتا ہے۔ شیخ محمد طاہر گجراتیؒ (۱۵۰۹ـ۱۵۷۸) جو سولھویں صدی میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس حدیث پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس کے مفہوم کے متعلق اتفاق ہی نہیں۔

(مشعل راہ، جلد دوئم، صفحہ نمبر ۴۵۵،۴۵۶)

۶۔ چھٹا ثبوت خود جنبہ صاحب کی تحریریں ہیں۔ دراصل جنبہ صاحب بھول جاتے ہیں کہ پہلے کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ کے دو حوالے پیشِ خدمت ہیں جن میں جنبہ صاحب خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ایک صدی میں ایک سے زائد مجدد آسکتے ہیں۔

دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں:

’اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔‘

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں

بعد ایک وقت میں کئی کئی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا سلسلہ قریباً قریباً اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک صدی قبل تک جب دنیا میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کے نئے اور جدید ترین ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اُس وقت تک تو ممکن تھا کہ اگر مثلاً کسی ایک براعظم میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے کسی مومن کو بطور مجدد کھڑا کیا ہے تو کسی دوسرے براعظم میں اُمت کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے کسی اور مومن کو بطور مجدد کھڑا کر دیا ہوگا۔ لیکن گذشتہ صدی

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۳)

جنبہ صاحب یہی معنی جماعت کے علماء نے کئے ہیں اور یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہ مَن سے مراد ایک کے بھی ہیں اور زیادہ کے بھی ہیں۔ اگر ایک صدی میں مختلف براعظموں میں مختلف مجدد آئیں گے تو وہ ایک سے زیادہ ہی ہوں گے۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ایک براِعظم میں ایک مجدد آئے گا۔

(۶) چھٹی مثال (حوالے میں کمی بیشی)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں، وہ کٹ جائیں گے۔ اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کیساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہونگے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔'' (تذکرہ صفحہ ۶۷۹ بحوالہ تذکرۃ المہدی صفحہ ۲۷۴)

اب نظام جماعت کے تحت ایک سابق مبلغ فضل الٰہی صاحب انوری نے ایک کتابچہ بعنوان ''عالمی تغیرات'' قادیان سے شائع کروایا ہے۔ اس کتابچہ کے صفحہ ۳۹ پر آپ لکھتے ہیں۔

''یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تیسری جنگ کی ایک اور بہت بڑی علامت حضرت بانئ سلسلہؑ نے یہ بیان فرمائی کہ اس کا مرکز ملک شام ہوگا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ۔۔۔۔۔دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا''

اب یہ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب کی کتاب ''تذکرۃ المہدی'' کا وہی حوالہ ہے جس کا اندراج درج بالا سطور میں ہو چکا ہے اور جس کے آخر میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمان کا جولب لباب تھا یعنی ''صاحبزادہ صاحب! اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کیساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی۔ اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہونگے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔'' اِسے حذف کر دیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے حذف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بزور طاقت بننے والا جماعتی مصلح موعود تو ۱۹۶۵ء میں وفات پا کر اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اور اُسکے ۵۲ سالہ دور اقتدار میں نہ تو کوئی ایسی عالمی جنگ ہوئی جس کا مرکز ملک شام ہو اور نہ ہی کوئی بادشاہ اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس پیمانہ کے مطابق بھی خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھے۔ اب ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو جائے اور اس کا مرکز بھی ملک شام بن جائے۔ اس طرح اس وقت جو بھی مصلح موعود کا دعویدار ہوگا وہی حضورؑ کا فرزند قرار پائے گا۔ تاریخی عبارات میں کمی بیشی کرنا کیا یہ یہودیانہ افعال نہیں ہیں۔؟ اور ان جرائم اور مظالم کا سلسلہ جماعت احمدیہ میں ہنوز جاری ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

الجواب:

۱۔ اس وقت جماعت کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اس میں صاحبِ علم لوگوں کی بھی کمی نہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے ذوق کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کی تاویلیں کرتا ہے۔ جس کا نظامِ جماعت سے تعلق نہیں۔

ہر کسی کی کہی بات کو جماعت کے نظام سے جوڑ دینا یا یہ کہنا کہ یہ میری وجہ سے کہا یا لکھا گیا ہے۔ چور کی داڑھی میں تنکے کے مترادف ہے۔ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ یہ میری سوچ ہے۔ یہ درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اب اگر آپ اسے اٹھا کر یہ کہہ دیں کہ نظام جماعت نے یہ کہا ہے تو اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اگر جماعت کو کچھ ایسا کرنا ہوتا تو تذکرہ میں اس پیش گوئی کو شامل ہی نہ کرتے۔

۲۔ لکھی گئی کتاب کے نام 'عالمی تغیرات' سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ دنیا میں پیش آنے والے آئندہ کے حالات کی بابت لکھی گئی ہے۔ اور اس میں ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ان واقعات کی بابت قبل از وقت کی گئی ہیں۔ یہ کتاب کسی موعود وجود کی بابت نہیں لکھی گئی۔ اس لئے پیشگوئی کا صرف متعلقہ حصہ درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ اس پیشگوئی کا ایک بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ ان کے دور میں جماعت میں سب سے بڑے فتنے کی کوشش کی گئی۔ آپ کے دور میں دو جنگیں ہو چکیں۔ اور اگر حضورؓ کی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں تو آپؓ نے فرمایا ہے 'وہ اول الحشر ہو گا'۔ اس سے مراد جنگ عظیم اول ہی ہو سکتی ہے۔ تیسری جنگ کو اول الحشر نہیں کہیں گے۔ ان جنگوں کے بعد جماعت کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوئی۔ اور ایسے ہی بعض سلاطین کو جماعت میں شامل ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ملک شام کی پیشگوئی ظاہری اور لفظی معنوں میں پوری ہوتی نظر نہیں آئی۔ ان الفاظ میں کیا حکمت ہے خدا بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے بعض پیشگوئیوں کو ٹال بھی سکتا ہے اور انہیں کسی اور معنوں میں بھی پورا کر سکتا ہے۔ علماء کرام آج تک دمشق کے مشرق میں سفید مینارے پر دو زرد چادروں میں فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اترنے والے مسیح کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ کب وہ آئے اور ہم سیڑھی لگا کر اسے نیچے اتاریں۔ اور وہ مسیح کب کا قادیان میں آ بھی چکا ہے۔ اس لئے آپ فکر مند نہ ہوں۔ اس پیشگوئی میں آپ والے فتنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ وہ فتنہ ۱۹۱۴ء میں برپا ہو چکا اور اپنے انجام کو بھی پہنچ چکا۔

۴۔ پیارے آقا رسول کریم ﷺ کی سنت اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کے طریق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوح انسان اور خصوصیت سے تمام مسلمانوں کو ہر شر، آزمائش اور نقصان سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ انہیں عقل دے، شعور دے اور توفیق دے کہ وہ حق کو پہچان سکیں اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ لیکن اگر یہ ہونا مقدر ہے تب بھی قبل از وقت خوش فہمیوں میں مبتلا ہونا مناسب نہیں۔ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔

۴۔ اگر آپ کو اتنا یقین ہے کہ یہ پیشگوئی آپ کی بابت ہے۔ تو دعویٰ کریں کہ یہ میری بابت ہے اور یہ ایسے ایسے اتنے عرصہ میں پوری ہو گی۔ پوری ہونے کے بعد تو کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ میرے متعلق ہے۔ میں تو گزشتہ ۵۰ سال سے سن رہا ہوں کہ جنگ ہونے والی ہے جس کا مرکز ملک شام ہو گا۔ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں' اب ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو جائے اور اس کا مرکز بھی ملک شام بن جائے۔ اس طرح اس وقت جو بھی مصلح موعود کا دعویدار ہو گا

وہی حضورؑ کا فرزند قرار پائے گا‘۔ کیا آپ کو ابھی اتنا بھی یقین نہیں کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ پہلے اس بات کا تعین کر لیں کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں یا وہ کوئی اور ہے۔ تب اس طرح کے بیان دیں۔ اپنے مضامین میں آپ بر ملا اظہار فرما چکے ہیں کہ مصلح موعود تین نہیں ایک ہی وجود ہے۔

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۱۰)

ایسے نہ کریں کہ پہلے انتظار کرتے رہیں اور جب نومبر ۲۰۰۳ میں چاند سورج گرہن لگ جائے تو دسمبر ۲۰۰۳ میں دعویٰ کر دیں کہ میں موعود زکی غلام ہوں اور یہ نشان میرے لئے لگا ہے۔ نشانوں کے لئے قبل از وقت پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ خدا اپنے سچوں کو قبل از وقت غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور یہ خدا کے سچے مرسل کی سچائی کا سب سے بڑا نشان ہے۔

محترم جنبہ صاحب نے اس کے علاوہ بھی جماعت پر اسی قسم کے الزامات لگائے ہیں۔ مضمون کی مناسبت سے ان کا بھی یہیں ذکر کر دینا زیادہ مناسب ہے۔

حدیقۃ الصالحین میں سے اس حدیث کو نکال دیا گیا ہے

(۲)”عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ مَرْفُوْ عًا قَالَ لَنْ تَهْلُكَ اُمَّةٌ“ اَنَا فِيْ اَوَّ لِهَا وَ عِيْسیٰ بْنُ مَرْيَم فِيْ اٰخِرِهَا وَ الْمَهْدِیُ وَسَطِهَا۔“(کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہر گز ہلاک نہیں ہوسکتی جسکے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

یہ حدیث حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں موجود تھی لیکن آجکل کے ایڈیشنوں میں یہ حدیث حذف کر دی گئی ہے۔ بظاہر اس حدیث کو حذف کرنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے کرتا دھرتا اور خدا کے بنائے ہوئے خلفاء نے سوچا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی کے بعد جس مسیح کی خبر دی ہے اگر وہ آ گیا تو پھر ہم کدھر جائیں گے۔ یہ لوگ کسی نئے آنیوالے کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مانا ہوا ہے۔ بہر حال اس حدیث کا حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں شامل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ مزید برآں واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس بیان فرمودہ مسیح موعود کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت

(آرٹیکل نمبر ۶۲، صفحہ نمبر ۲)

الجواب:

اس کے علاوہ بھی محترم جنبہ صاحب نے اپنے مختلف مضامین اور اپنی تقاریر میں مندرجہ بالا حوالہ کا ذکر کیا ہے۔

ا۔ میں نے ہر بات کا جواب دینے سے قبل کوشش کی ہے کہ متعلقہ مضمون کو خود پڑھوں اور پھر اس کا جواب دوں۔ مندرجہ بالا الزام کے سلسلہ میں بھی میں نے پوری کوشش کی کہ حدیقۃ الصالحین کا پہلا ایڈیشن کہیں سے حاصل کر سکوں اور اس حدیث کو پہلے وہاں سے خود دیکھوں۔ مگر مجھے پہلا ایڈیشن نہیں مل سکا۔ میں نے جنبہ صاحب کے ایک مرید سے بھی درخواست کی کہ مجھے یہ حوالہ مہیا فرما کر ممنون فرمائیں۔ مگر انہیں بھی نہیں مل سکا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ جنبہ صاحب جو فرما رہے ہیں وہ درست ہے۔ یہ حدیث پہلے ایڈیشن میں شامل کی گئی ہو گی۔ میں نے چیک کیا ہے اب یہ حدیث اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ پر حدیقہ الصالحین کا تیسرا ایڈیشن موجود ہے۔ جو ۲۰۰۳ء میں نظارت نشرواشاعت قادیان کے زیر اہتمام چھپا ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۶۷ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) جو اس وقت ناظر ارشاد وقف جدید تھے کی ہدایت پر تیار کی گئی۔

آپ اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرماتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کی ضرورت پر ان الفاظ میں اظہار فرماتے ہیں:

اس نئے انتخاب کی ضرورت اوّلاً معلّمینِ وقفِ جدید کی سالانہ تعلیمی کلاس کا نصاب تجویز کرتے وقت محسوس کی گئی تھی چونکہ وقفِ جدید کا تربیتی حلقہ دیہاتی علاقوں تک محدود ہے اس لئے ضروری تھا کہ احادیثِ نبویؐ کا ایک ایسا سادہ اور عام فہم مجموعہ منتخب یا تیار کیا جاتا جو ایک طرف تو اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے عوامی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں مفید ثابت ہوتا اور دوسری طرف روزمرّہ کے فقہی مسائل اور عقائد سے متعلق اہم امور پر بھی مشتمل ہوتا۔ گویا ایک مختصر کتاب کی صورت میں اسلامی تعلیم کے مختلف پہلو یکجا ہوجاتے۔ ایسا انتخاب صرف معلّمین کو تعلیم دینے کیلئے ہی درکار نہ تھا۔ بلکہ ضرورت تھی کہ معلّمین آئندہ دیہاتی عوام کی تعلیم وتربیت کے دوران اسی مجموعے کو استعمال کریں۔ ان امور کو مدّنظر رکھتے ہوئے

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسے معلمین اور دیہاتی عوام کی تعلیم وتربیت کو مدِ نظر رکھ کر تیار کیا گیا تھا۔ اس پہلے ایڈیشن میں ۶۱۱ احادیث شامل کی گئیں۔ اس کی وضاحت آپ یوں فرماتے ہیں۔

۱۔ منتخب احادیث کی کل تعداد ۶۱۱ ہے جن میں سے تقریباً ۴۵۰ ریاض الصالحین سے اخذ کی گئی ہیں اور بقیہ دیگر کتب احادیث مثلاً صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ مسند احمد۔ دارقطنی کنز العمال وغیرہ سے براہ راست لی گئی ہیں۔

اسی پیش لفظ میں آگے جا کر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

۳۔ انتخاب میں بالخصوص ایسے مسائل سے متعلق مختلف احادیث جو مسلمانوں میں مابہ النزاع ہیں اکٹھی کر دی گئی ہیں تاکہ ان کے مختلف پہلوؤں پر یکجائی نظر ڈالتے ہوئے قارئین کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو۔

پہلے ایڈیشن میں ۶۱۱ احادیث تھیں اور موجودہ ایڈیشن میں احادیث کی تعداد ۱۰۰۰ ہے۔

اس حدیث کو حدیقۃ الصالحین میں سے نکال دینے کی مندرجہ ذیل وجوہات ذہن میں آتیں ہیں۔ باقی غیب کا علم تو صرف خدا کو ہے۔

۱۔ چونکہ یہ کتاب معلمین کے تعلیمی سلیبس اور دیہاتی موحول کو مدِ نظر رکھ کر تیار کی گئی تھی اور یہ حدیث دوسری احادیث جن میں بڑا واضع کہا گیا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں نیز حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے واضع دعویٰ کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں کے متضاد تھی۔ اس لئے بعد ازاں نظر ثانی کے دوران اسے نکال دیا گیا ہو گا۔

۲۔ اگر آپ احادیث کا مطالعہ کریں تو مہدی کی جائے پیدائش کے حوالے سے مختلف احادیث ہیں۔ مگر اس کتاب میں ان سب کو شامل نہیں کیا گیا۔ ایسے ہی مہدی کے نام کے حوالے سے بھی متضاد احادیث ہیں جو شامل نہیں کی گئیں۔ مسیح کے مقام نزول کے حوالے سے بھی مختلف احادیث ہیں۔ جو یہاں درج نہیں ہیں۔ اس لئے ایسی احادیث کو جو دیہاتی لوگوں کے لئے ایک ابتلا کی صورت پیدا ہونے کا باعث بنتیں بعد ازاں اس کتاب سے نکال دیا گیا ہو گا۔

۳۔ اکثر نصابی کتب میں نظر ثانی کے دوران ضروری تبدیلی کر لی جاتی ہے۔ یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔

اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی ہر احمدی کا یہی ایمان تھا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہی امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ اور آپؑ وہی مسیح موعود ہیں جس کے آنے کا وعدہ رسول کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ کر رکھا تھا۔ اور اب کسی اور مسیح نے نہیں آنا۔ اور اس حدیث کو نکال دینے سے بھی کسی احمدی کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

آپ اس حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ’ بہر حال اس حدیث کا حدیقۃ الصالحین کے ابتدائی ایڈیشن میں شامل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔‘ جواباً عرض ہے کہ اب اس حدیث کو حدیقۃ الصالحین سے نکال دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس حدیث کی صحت پر شک ہے۔

اگر نظر ثانی کے دوران کسی کتاب میں کمی بیشی کرنا اتنا ہی برا فعل ہے تو اس کے مرتکب تو محترم جنبہ صاحب آپ بھی ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھے گئے پہلے خط اور اس کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۹۹۳ء میں اپنی کتاب ’غلام مسیح الزماں کے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجربہ اور اس کی حقیقت‘ بھی خط کے ساتھ بھجوائی تھی۔ اس کتاب کو آپ نے بعد ازاں اپنی کتاب ’غلام مسیح الزماں‘ کا حصہ بنا دیا ہے۔ اب یہ حصہ بالکل وہی ہے جو آپ نے حضور کو بھجوایا تھا یا تبدیل ہو گیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے اپنی کتاب ’غلام مسیح الزماں‘ پہلے ۲۰۰۲ء میں شائع کروائی اور بعد ازاں ۲۰۱۰ء میں دوسرا ایڈیشن شائع فرمایا۔ اور اس پر لکھا ہوا ہے ’نظر ثانی کے بعد‘۔ اس لفظ نظر ثانی سے یہی مراد ہوتی ہے کہ یا کچھ اضافہ کیا گیا ہے یا کچھ کمی کی گئی ہے۔ چونکہ میرے پاس آپ کی پہلی کتاب موجود نہیں اس لئے آپ نے اس میں کیا نظر ثانی فرمائی ہے کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی آپ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ مگر بہر حال کچھ نہ کچھ کیا ضرور ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی کتاب Virtue is God کے پہلے ایڈیشن میں بہت کچھ لکھا تھا جسے بعد کے ایڈیشنوں میں سے نکال دیا ہے۔ اس کی تفصیل میرے مضمون (کتاب ”Virtue is God“ اور تحریف کے ریکارڈ) میں موجود ہے۔ یہاں ایک مثال پیش ہے۔ پہلے ایڈیشن میں جنبہ صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہوئی ہے۔ اور بعد کے ایڈیشن میں سے اسے نکال دیا گیا ہے۔

There are prophecies attributed to the Holy prophet of the advent of a Mahdi and a Messiah, in the latter days . The Holy Prophet specified that these prophecies would be fulfilled in the appearance of the same person who would be both Mahdi and Messiah and thus there was no doubt left that the spiritual second advent of the Holy Prophet indicated in 62:4 would be fulfilled in that person. The Holy prophet indicated that he would be of Persian descent.

رسالہ الوصیت میں تحریف

محترم جنبہ صاحب نے اپنی نیوز نمبر ۷۸ میں رسالہ 'الوصیت' کی دو جلدیں شائع فرمائی ہیں۔ اور اس کے ساتھ تحریر فرمایا ہے:۔

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود تو کر ہی لیا تھا لیکن بعد ازاں وہ اور اُسکے جانشین جماعت احمدیہ قادیان میں اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے اور دوام دینے کیساتھ ساتھ موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا راستہ روکنے کیلئے یہودیوں کی طرح بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام میں تحریف اور کتر و بیونت کرتے رہے۔ خاکسار نے قادیانی خلیفوں اور علماء کی اس تحریف وتبدل کی چند مثالیں پہلے ہی اپنے مضمون نمبر ۲ (تحریف کیوں۔؟) میں درج کی ہوئی ہیں۔ اسی ضمن میں قادیانی جماعت کے ایک نئے اور تازہ کارنامہ سے آپ سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے کچھ عرصہ قبل ایک خطبہ جمعہ میں آپ سب کو قادیانی جماعت کا مارچ ۲۰۰۵ء میں قادیان دارالامان سے شائع شدہ ایک رسالہ الوصیت دکھایا تھا۔ اور کہا تھا کہ حضورؑ کے اس رسالہ میں سے ایک آدھ سطر کی بجائے پورے کا پورا ایک حاشیہ حذف کر دیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ قادیانی خلیفے اور علماء اپنی تحریروں اور تقریروں میں الوصیت کے ایک اقتباس کے آخری فقرہ (جس میں اقتباس کا لب لباب درج ہے) کو جان بوجھ کر نہ شائع کرتے تھے اور نہ ہی پڑھا کرتے تھے﴿ یہ فقرہ ہے۔۔ اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو ﴾ اب کی دفعہ کمال یہ کیا ہے کہ رسالہ الوصیت میں سے ایک پورے کا پورا حاشیہ اُڑا دیا گیا ہے۔ میں نے خطبہ جمعہ میں وعدہ کیا تھا کہ میں آپ سب کے مشاہدہ اور تسلی کیلئے تحریف شدہ رسالہ الوصیت (alghulam.com) پر لگادونگا لیکن خاکسار کی دیگر مصروفیت نے اس عاجز کو یہ کام کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ اب یہ تحریف شدہ رسالہ الوصیت اور اصل رسالہ الوصیت دونوں آپکے سامنے ہیں اور آپ دونوں رسالوں کا باہم تقابل کر کے دیکھ لیں کہ کس صفائی کیساتھ درج ذیل حاشیہ کو رسالہ سے حذف کیا گیا ہے۔ حضورؑ اس حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

(ژ) ''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس (۴۰) مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحات ۳۰۶، حاشیہ)

حضورؑ نے اپنی کتاب نورالحق (روحانی خزائن جلد۸صفحہ۹۷) میں اسی قسم کی کاروائیوں کو دجالی کاروائیاں قرار دیا ہے۔ میں جماعت احمدیہ قادیان کے ارباب واختیار سے گذارش کرونگا کہ وہ اس قسم کے دجالی کارنامے سرانجام دے کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو مزید نہ بھڑکائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے آمین۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو! ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اُس کی کیا دکھلائے گی خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن

والسلام۔ خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

موعودزکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۲۶رفروری ۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆

محترم جنبہ صاحب کا یہ الزام سو فیصد درست ہے۔ واقعی رسالہ 'الوصیت' جو مارچ ۲۰۰۵ء میں قادیان سے شائع ہوا اس میں سے مندرجہ بالا حاشیہ غائب ہے۔

مگر دیکھنے اور سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا یہ کام نظام جماعت نے خود کروایا ہے یا کہ یہ جماعت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ جماعت کی گزشتہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب میں ایک زیر زبر کا بھی اضافہ یا کمی نہیں کی گئی۔ اگر کسی جگہ کتابت کی غلطی سے یا کسی اور وجہ سے کوئی غلطی پائی گئی تو نیچے حاشیہ میں اس کی نشاندہی یا وضاحت کر دی گئی ہے۔ مگر اصل تحریر کو ویسے ہی رہنے دیا گیا ہے۔ بلکہ اب تو یہاں تک احتیاط کی جارہی ہے کہ پہلے چھپی ہوئی کتب اور نئی چھپنے والی کتب کے صفحہ نمبر بھی تبدیل نہ ہونے پائیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعض تحریروں پر مخالفین نے بہت اعتراض کئے ہیں۔ مگر وہ آج تک ویسے ہی موجود ہیں۔ ہاں ان اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

۳۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا سیٹ تقریباً ہر گھر میں موجود ہے۔ جماعت کی ویب سائیٹ پر بھی آپؑ کی تمام کتب موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اکثر مخالفین جماعت کے پاس بھی یہ کتب موجود ہیں۔ ایسی صورت میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ حضورؑ کی کسی کتاب میں کوئی تبدیلی کی جاسکے۔

۴۔ مندرجہ بالا تمام ثبوتوں کے باوجود چونکہ یہ واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس کا طریق یہ ہونا چاہیئے کہ نظام جماعت سے اس کے بارہ میں پوچھا جائے کہ ان کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ اس یقین کے باوجود کہ کوئی بھی احمدی اس قسم کی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتا، خاکسار نے ذاتی طور پر جماعت کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے اس سلسلہ میں بات کی۔ انہوں نے بھی اس بات پر انتہائی دکھ کا اظہار فرمایا۔ اور یہ یقین دلایا کہ کوئی کمزور سے کمزور احمدی بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے ساتھ اس طرح کا گھناؤنا مذاق کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ کسی مخالف کی انتہائی گھٹیا شرارت ہے۔ جس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ جماعت اس بارہ میں تحقیق کر رہی ہے۔

۶۔ دنیا کی عدالتوں کا یہ طریق ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی جرم میں گرفتار کیا جائے۔ لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو تو اس شخص کی سابقہ ہسٹری کو دیکھتے ہوئے شک کا فائدہ دیتے ہوئے اسے بری کر دیا جاتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں ہمیں اسی بات کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ⑦

۷۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ ۞

(سورۃ الحجرات ۴۹:۷)

تحریف کا اشو (تصویر کا دوسرا رخ)

محترم جنبہ صاحب کی طرف سے جماعت پر تحریف کے حوالہ سے لگائے گئے الزامات کا گزشتہ صفحات پر کافی تفصیل سے جواب دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٣

۳۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُوا۟ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٤

۴۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱ : ۳،۴)

اپنے ایک آرٹیکل میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ ''ایک مردخدا'' کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہو اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

”وانت تعلم ان حقیقة الظلم وضع الشیٔ فی غیر موضعه عمداو بالارادة لینتقب وجه المهجة ویسدّ طریق الاستفادة و یلتبس الامر علی السالکین ۔فالظالم هوالذی یحلّ محلّ المحرفین ویبدل العبارات کالخائنین و یجترء علے الزیادة فی موضع التقلیل والتقلیل فی موضع الزیادة کیفاو کمااوینقل الکلمات من معنی الی معنے ظلمًاوزورًا من غیر وجود قرینة صارفةٍ الیه ثم یاخذید عوالناس الی مفتریانه کالخادعین۔ومامعنے الدجل والدجالة الاهذا فلیفکرمن کان من المفکرین۔ اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔ تا راہ چھپ جاوے۔ اور اِستفادہ کا طریق بند ہو جاوے ۔اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔ پس ظالم اُسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔ کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کیمیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔ حالانکہ اُسکے فعل کے لیے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔ اور پھر اِس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اِسکے کچھ نہیں۔ پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔'' (نورالحق حصہ اول (عربی) اشاعت فروری ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۷۹)

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۱۰،۱۱)

آیئے اب دیکھتے ہیں جنبہ صاحب خود اپنے اس ارشاد پر کس قدر عمل کرتے ہیں۔

تحریف نمبر۱

محترم جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائیٹ کے پہلے صفحہ پر حضرت مسیح موعودؑ کے دو الہامات درج فرما کر ان کا خود پر اطلاق فرمایا ہے۔

---

(۱) ۱۵۔نومبر ۱۸۹۸ء

''اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔مَالَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔اِنِّیْ مَعَکُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ ''ترجمہ۔میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔پس تم صبر کرو اِس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔اور ان لوگوں پر ذلّت طاری ہوگی۔اللہ (کے عذاب) سے اُنہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔پس تم صبر کرو اُس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔یقیناً میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔(تذکرہ صفحہ ۲۶۹ ایڈیشن چہارم۔بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

(۲) دسمبر ۱۹۰۷ء

''اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ''۔تم دونوں کی دُعا قبول کی گئی۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۳۰ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴۔دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

نوٹ:۔لفظ''دونوں'' میں ایک تو بذات خود مُلہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرا کون ہے؟ دوسرا حضورؑ کا موعود ''زکی غلام'' ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں ویب سائٹ کے (Letters) عنوان کے تحت خط نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴ (خواب نمبر ۱)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب نے پہلا الہام تو پورا درج کر دیا۔ لیکن دوسرا الہام جس میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا کہ دوسرا کون ہے۔اس کا صرف ایک حصہ درج کیا اور باقی سارا الہام رہنے دیا۔ دوسرا مکمل الہام اس طرح ہے۔

دسمبر ۱۹۰۷ء ''(۱) اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔اَحْمِلُ اَوْزَارَکَ (۲) مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں (۳) اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ (۴) وَقَعَ دَاتِعٌ وَّ ھَلَکَ ھَالِکٌ (۵) وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ اَقْدَامِکَ (۶) وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۷) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکَ (۸) سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی

الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (۹) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
(۱۰) اِنِّیْ مَعَكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ (۱۱) اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ الْاَعْلٰی (۱۲) اِخْتَرْتُ لَكَ مَا اخْتَرْتَ
(۱۳) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید (۱۴) ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰهُ
خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱۶) بَعْدَ سَنَةٍ وَّاحِدَةٍ (۱۷) صَلٰوتُكَ خَیْرٌ
وَّ اَبْقٰی۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (۱۸) دَخَلْتُمُ الْجَنَّةَ وَمَا عَلِمْتُمْ مَا الْجَنَّةُ ذٰلِكَ
الْیَوْمُ الْاٰخِرُ" (بدر جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ و ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ: (۱) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا(۳) اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں(۴) ایک واقع وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہوگا(۵) ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھ دیا(۶) ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا(۷) تیری دعا قبول کی گئی(۸) عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے۔ گردونواع میں اور خود ان میں (۹) تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے (۱۰) میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم (۱۱) میں تیرا رب اعلیٰ ہوں(۱۲) میں نے تیرے لئے وہ امر پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا(۱۳) خوشی وخرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آگیا(۱۴) ستائیس کو ایک واقع (ہمارے متعلق) اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے(۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱۶) ایک سال کے بعد (۱۷) تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ تیری دعا ان کے لئے آرام کا موجب ہے(۱۸) تم داخل ہو گے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت، یہ آخری دن ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ۶۳۰)

مندرجہ بالا الہام کا مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہو سکتے ہیں۔ جنبہ صاحب نہیں ہو سکتے۔ مگر جنبہ صاحب نے اس الہام کے متعلقہ حصہ کو اپنی ویب سائیٹ پر ڈالا ہی نہیں۔ اور وہ حصہ جو انہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا اس کو لکھ کر خود پر چسپاں کر لیا۔

تحریف نمبر ۲

محترم جنبہ صاحب نے اپنے اکثر آرٹیکلز میں حضرت مسیح موعودؑ کی چند پیشگوئیوں کو اکٹھا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں مصلح موعود کے متعلق ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی اس طرح نقل کرتے ہیں۔

(۸) ۱۹۰۶ء۔

"انا نبشرك بغلام مظهر الحق و العلا۔ كان الله نزل من السماء۔" ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

(آرٹیکل نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۹)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس الہام کی حقیقت کیا ہے۔

یہ الہام جسے جنبہ صاحب نے نمبر ۸ پر درج کیا ہے۔ یہ روحانی خزائن جلد ۲۲ کے صفحہ نمبر ۹۸ تا ۹۹ پر ہے نیز تذکرہ کے صفحہ ۵۵۴ پر ہے۔ دراصل حضورؑ نے یہاں بہت سارے الہامات کو اکھٹا درج فرمایا ہے اور انہیں درج کرنے سے پہلے حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

اب چند الہامِ الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں ☆ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جس کو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مَیں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اِس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مُرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے۔

اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ **یہ ہیں**:-

---

☆ اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد سَو سَو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے ان کی قراءت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ان کی قراءت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منه

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۷۲)

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ واضع ہو جاتا ہے کہ یہ الہامات نئے نہیں ہیں بلکہ پرانے ہیں۔ یہاں درج الہامات کو پڑھ کر میری بات کی مذید تصدیق ہو جاتی ہے۔ یہ الہامات صفحہ نمبر ۷۳ سے لے کر صفحہ نمبر ۱۱۱ تک درج ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ تذکرہ میں ان الہامات کو درج کرتے وقت ۱۹۰۶ء کا سن کیوں لکھا گیا تو اس کی وضاحت تذکرہ میں کر دی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔

؎ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۶ مشمولہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۰۲
میں اِس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ "۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء" تحریر فرمائی ہے اِس لئے اِسے یہاں
درج کیا گیا۔ (مرتّب)

(تذکرہ، صفحہ نمبر ۵۳۸)

نیز جنبہ صاحب نے یہاں صرف اپنے مطلب کا حصہ درج کیا ہے۔ اب وہ الہام سیاق وسباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

نزلت الرحمة علٰی ثلاث العین وعلی الاُخریین ۔ تردّ الیک
میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔ اور جوانی کے نور
انوار الشباب ۔ تریٰ نسلاً بعیدا ۔ انّا نبشّرک بغلام مظهر
تیری طرف عود کریں گے۔ اور تُو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ
الحق والعلٰی . کَاَنّ اللّٰہَ نزل من السّمآء ۔ انّا نُبشّرُکَ بغلامٍ
حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں
نافلةً لک ۔ سبّحک اللّٰہ ورافاک . وعلّمک مالم تعلم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۲، صفحہ نمبر ۹۸، ۹۹)

اگر اسے نیا الہام مانا جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تو اپنی دور کی نسل کو دیکھے گا اور آخر میں فرما رہا ہے ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔

جنبہ صاحب نے اس الہام میں سے اپنی مرضی کا حصہ لے لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ جنبہ صاحب آپ کا ارشاد آپ کو یاد دلا دیتا ہوں۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ "ایک مرد خدا" کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہو اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

تحریف نمبر ۳

محترم جنبہ صاحب کی ویب سائیٹ پر نیوز نمبر ۱ اور ۲ آپ کا وہ انٹرویو ہے جو آپ نے ahmadi.org کے نمائندہ شیخ راحیل احمد صاحب نے لیا تھا۔ یہ انٹرویو ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ کو لیا گیا۔ اس انٹرویو کے دوسرے حصہ یعنی نیوز نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۷ پر ایک سوال جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جس زکی غلام کی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو خبر دی تھی اور جسکو انہوں نے مصلح موعود کہا ہے، دراصل مصلح اور مجدد میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت کی حدیث کے مطابق ہر ۱۰۰ سال کے بعد مجدد تو آتا ہے، اور مجدد حضرت مرزا صاحب سے پہلے بھی آتے رہے اور حضرت مرزا صاحب بھی چودھویں صدی کے مجدد تھے، اسکا تفصیلی جواب میرے ایک مضمون ''ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم؟'' میں ہے، جو کہ میری سائٹ www.alghulam.com پر لگا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس غلام کی خبر دی تھی اس نے چودھویں صدی کے آخر میں یا پندھرویں صدی کے شروع میں ظاہر ہونا تھا۔

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ میری ویب سائیٹ www.alghulam.com پر میرا ایک مضمون لگا ہوا ہے 'ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم'

احباب غور فرمائیں کہ جنبہ صاحب نے یہ انٹرویو ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ کو دیا تھا۔

یہ انٹرویو مورخہ ۱۵ اور ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو مکرم شیخ راحیل احمد صاحب نے www.Ahmedi.org کے نمائندہ کی حیثیت سے کیا تھا۔ ہم (احمدی ڈاٹ آرگ) کی اجازت اور شکریہ کیسا تھ اس انٹرویو کو اپنی ویب سائٹ پر بھی پیش کر رہے ہیں

(نیوز نمبر ۲)

اب دیکھتے ہیں کہ جنبہ صاحب کی ویب سائیٹ پر یہ مضمون کس تاریخ میں لگایا جاتا ہے۔ ذیل میں ویب سائیٹ کا مین صفحہ پیش ہے۔

نشانِ صداقت	Article 15	25.07.04
آیت استخلاف کی حقیقت	Article 14	25.05.04
غلام مسیح الزماں کی الہامی تصویر	Article 13	24.04.04
خروج دجال اور نزول مسیح ابن مریم	Article 12	10.04.04
حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت	Article 11	31.03.04
ختم نبوت کے بعد کیا مجددیت بھی ختم؟	Article 10	06.03.04
غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد	Article 09	23.01.04
موعود لڑکا اور موعود غلام	Article 08	20.01.04
نبی اور اجتہادی غلطی	Article 07	15.01.04
آب آمد، تیمم برخاست	Article 06	12.01.04

احباب ملاحظہ فرمائیں ویب سائیٹ پر ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء تک اس موضوع کا کوئی مضمون موجود نہیں۔ بلکہ یہ مضمون ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو ویب سائیٹ پر لگایا گیا۔

بات ابھی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ مضمون لکھا کس تاریخ کو گیا۔

روحانی فرزند کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) نے روح القدس کیساتھ کھڑے ہو کر آپؑ کی روحانی ذریت کو محمودی چنگل سے چھڑوانا اور از سر نو خلافت احمدیہ کو جاری کرنا ہے۔ آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ نظام جماعت جس میں بعض بندے خدا کی مرضی کے مالک بن جائیں اور خدا کے بندوں کو اپنے بندے بنانا شروع کر دیں کیا روحانی کہلانے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خلافت کے نام پر ایسا نظام یقیناً کوئی تاغوتی نظام ہے جس میں بعض مخصوص افراد کے مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ جب تک ہم ایسے نظام کو تنقیدی نقطہ نظر سے نہیں دیکھیں گے اور اِسکے جھوٹے تقدس کو پارہ پارہ نہیں کریں گے تو اس وقت تک افراد جماعت کس طرح آزاد ہو سکتے ہیں؟ اور جب کچھ لوگ کسی جماعت یا قوم کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر کسی برائی یا مصیبت میں مبتلا کر دیں تو اس برائی یا مصیبت سے نکلنے کیلئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

عبدالغفار جنبہ

مورخہ ۳۱۔ مارچ ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

دوسروں پر تحریف کے الزام لگانے والے ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کے انٹرویو میں کہہ رہے ہیں کہ میری ویب سائیٹ پر یہ مضمون لگا ہوا ہے۔ جبکہ وہ مضمون ویب سائیٹ پر لگا رہے ہیں ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو اور مضمون لکھ رہے ہیں ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو۔

تحریف نمبر ۴

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار کا حوالہ درج کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دعویٰ مصلح موعود کو رد فرما رہے ہیں: جنبہ صاحب لکھتے ہیں

مرزا بشیر الدین محمود احمد کے "زکی غلام یا مصلح موعود" نہ ہونے کی وجوہات

(ا) پہلی وجہ یہ کہ یہ بات درست ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں فرمایا تھا کہ "اور اسکے بعد کی عبارت (اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا) دوسرے بشیر کی نسبت ہے" لیکن جب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے دن یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوا تو حضورؑ نے ایک اشتہار بعنوان "تکمیل تبلیغ" شائع کیا۔ آپؑ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

☆ آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ ☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

جنبہ صاحب نے آدھا حوالہ درج کر دیا مگر اس حوالہ کی جو اصل روح والا حصہ تھا وہ درج نہیں کیا۔ یہ جو حضورؑ نے فرمایا ہے کہ 'اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر ہو گا' اس کے ساتھ ہی حضور نے دوسرے وقت کا تعین بھی ان الفاظ میں کیا ہے۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔

اور اس مدت کی بابت حضور بار بار ذکر کر چکے ہیں کہ وہ ۹ سالہ معیاد ہے۔ اور جنبہ صاحب اسے بھی حضور کی اجتہادی غلطی کہتے ہیں۔

دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی ضرور جھانکنا چاہیئے۔ صرف یاد دہانی کے لئے آپ کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ "ایک مرد خدا" کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔ حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہوا اپنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

تحریف نمبر ۴

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

☆ بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ☆(حُجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی اس اَمر کی تصدیق فرما رہے ہیں کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جب کہ اس وقت آپکے تینوں لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ ہاں آپؑ نے محض تفاؤل کے طور پر انکے نام ضرور رکھے تھے۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۲)

جنبہ صاحب دوسروں پر تحریف کے الزام لگاتے ہیں۔ اور خود وہی کام کرتے ہیں۔ یہ حوالہ پیش کرکے جنبہ صاحب ثابت کر رہے ہیں کہ حضور نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق 'مولود موعود' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ مندرجہ بالا حوالہ کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ جسے پڑھنے کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے۔ کہ حضورؑ نے یہ فقرہ کس کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

> پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء میں اشتہار دیا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ یعنی بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اے نادانو! دل کے اندھو! میں کب تک تمہیں سمجھاؤں گا۔ مجھے وہ اشتہار ۱۸۸۶ء دکھلاؤ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اسی سال میں لڑکا پیدا ہونا ضروری ہے۔ پھر یہی شخص لکھتا ہے کہ ''تمہیں اپنے جھوٹے الہام پر ذرہ شرم نہ آئی''۔ پر میں کہتا ہوں کہ اے سیاہ دل! الہام جھوٹا نہیں تھا۔ تجھ میں خود الٰہی کلام کے سمجھنے کا مادہ نہیں۔ الہام میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا کہ اس حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ اب بجز اس کے میں کیا کہوں کہ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین** بیشک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔ ہاں دوسرے حمل میں جیسا کہ پہلے سے مجھے ایک اور لڑکے کی بشارت ملی تھی لڑکا پیدا ہوا۔ سو یہ بجائے خود ایک مستقل پیشگوئی تھی جو پوری ہوگئی۔ جس کا ہمارے مخالفوں کو صاف اقرار ہے۔ ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام میں نے لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ الہام نے اسی کو موعود لڑکا قرار دیا تھا تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو کیا یہ لعنت تم پر ہے یا کسی اور پر۔ اور یہ کہنا کہ اس لڑکے کو بھی

مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ وہ خدا کا الہام کون سا ہے کہ میں نے ظاہر کیا تھا کہ پہلے حمل میں ہی لڑکا پیدا ہو جائے گا یا جو دوسرے میں پیدا ہوگا۔ وہ درحقیقت وہی موعود لڑکا ہوگا۔ اور وہ الہام پورا نہ ہوا۔ اگر ایسا الہام میرا تمہارے پاس موجود ہے تو تم پر لعنت ہے اگر وہ الہام شائع نہ کرو!

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۵۷، ۱۵۸)

اس پورے حوالے کو پڑھنے کے بعد ہر وہ شخص جس میں ذرا سی بھی شرافت اور خدا کا خوف ہے وہ جان جائے گا کہ حضورؑ یہاں بشیر اول کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور مخالفین نے اس کی وفات پر جو اعتراضاف کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے اسے مولود مسعود کہا تھا۔ جس کا مطلب موعود تھا اور وہ فوت ہو گیا۔ اس پوری تحریر سے کہیں عیاں نہیں ہوتا کہ حضور نے اپنے باقی لڑکوں کا بھی اس میں ذکر کیا ہے۔

یہ صرف چند حوالے ہیں وگرنہ جنبہ صاحب کے مضامین ایسی تحریفات سے پر ہیں۔ جنبہ صاحب کے مرید بھی اپنے مرشد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بلکہ دو قدم آگے ہیں۔ ان کے بھی چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

خلفاء پر تحریف کا الزام لگانے والوں کے چند اپنے نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ (اصلاح پسند) کینیڈا اپنی ایک ای میل [جو آپ نے ندیم صاحب کو لکھی اور جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر نیوز نمبر 97 پر موجود ہے] میں تحریر فرماتے ہیں۔

I can not understand how you can call them Khulfa of Hazrat Imam Mehdi (as)or Qudrat-e-Sania. I can count more than 24 very serious and anti Maseh-e-Maod (as) beliefs and statements by these Khulfa and we were sleeping under their "ATAAT".

Just very few example for you:

اور پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

Mirza Masoor Ahmad sahib has done this job a step further and said that Mujadideen are not mentioned in any Hadith and Quran at all. (Khutba June 10, 2011 on 35 to 37 minutes). I requested him to correct his absolutely wrong statement (see my letter #22 to him in alghulam.com in letters section but he never said anything on this);

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے اس خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ذیل میں درج ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدیدِ دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔ (سنن أبي داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر في قرن المئۃ حدیث 4291) اور وہاں جو الفاظ ہیں اُس میں

(الفضل انٹرنیشنل، یکم جولائی ۲۰۱۱ء، صفحہ نمبر ۶)

اس پورے خطبہ میں پانچ چھ بار آپ نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس الزام کا تفصیلی جواب مضمون "حضرت خلیفۃ المسیح الخامسؒ کے خطبات پر اعتراضات کے جواب" میں دیا ہے۔ اس لئے یہاں مذید وضاحت نہیں کر رہا۔

اسی ای میل میں محترم سید صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابت لکھتے ہیں:۔

Then Janab Khalifa Salis Sahib said that there is hardly any Hadith about Mujadideen in this Umma and even one Hadith has very poor ravi (he was referring Hadith Mujadideen in his address in 1977.

اسی طرح جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۳ کے موقع پر ایک صاحب نے 'راہ ہدیٰ' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور ان صاحب نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہی الزام لگایا۔

ذیل میں ان صاحب کی تقریر کا وہ حصہ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر میں سے وہ اقتباس پیش خدمت ہے:

ان صاحب نے اپنی تقریر کو قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت سے شروع کیا:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

۴۳۔ اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔

(سورۃ البقرہ ۲ :۴۳)

اس تقریر میں آئندہ زمانہ میں مجددین کے آنے کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر جو آپ نے ۱۹۷۷ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے آخری دن کی۔ اس کا ایک حوالہ پڑھ کر سنایا۔ موصوف اپنی اس تقریر کے 11:12 منٹ سے لیکر 11:55 منٹ میں یہ حوالہ پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے تو یہ قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیئے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ یہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ اور پھر کہتے ہیں تو پھر ہم اس کو یہ کہیں گے۔ اس کی تشریح وہ اس طرح کرتے ہیں تو پھر ہم اس کو یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھالی اور آگے بیان کر دی'۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا اصل متن درج ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک بنیادی اصول بتایا ہے اور وہ یہ کہ حدیث یعنی وہ ارشاد جو نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلا اور پھر اسے روایۃً محفوظ کیا گیا۔ وہ ذرہ بھر بھی نہ قرآن پر کوئی چیز زائد کرتا ہے اور نہ کم کرتا ہے۔ اس اصول کو تم اچھی طرح سے سمجھ لو اور ذہن میں رکھو۔ اب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس کے شروع سے آخر تک گویا سارے قرآن میں تجدید دین یا مجدد کا کوئی لفظ نہیں ملتا۔ تب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دوسری بات بتائی اس کے مطابق غور کرنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو بھی

فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محمد ﷺ کا بڑا ارفع اور بلند مقام تھا۔ خدا تعالیٰ سے آپ علم سیکھتے تھے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کر جائیں کہ عام آدمی کے دماغ کو اس کے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور ہے یہ درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہونی چاہیے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) تو پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھالی اور آگے بیان کر دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ جس آیت کی تفسیر ہے وہ آیت استخلاف ہے جس کی ابھی قاری صاحب نے تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(مشعل راہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۴۵۷،۴۵۸) یا (محترم جنبہ صاحب کی ویب سائٹ، نیوز نمبر 66)

محترم مقرر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا ہے:۔

'میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا کہ یہ کسی آیت کی تفسیر ہے'

جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر کے اصل الفاظ یوں ہیں:۔

'میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے'

میں اور تو کچھ نہیں کہتا۔ ہاں قرآن پاک کی وہی آیت جو محترم مقرر صاحب نے شروع میں تلاوت کی تھی ذیل میں دوبارہ درج کر دیتا ہوں۔ (سورۃ البقرہ ۲ : ۴۳)

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾

۴۳۔ اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔

سید مولود احمد صاحب کے چند اعتراضات

محترم سید مولود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ کینیڈا (اصلاح پسند) تحریر فرماتے ہیں:

(۱) **خلافت احمدیہ کو دائمی قدرت ثانیہ کہنا**۔ اس سے پہلے کہ خاکسار کچھ قدرت ثانیہ کے بارے میں لکھے میں آپ سے ایک دو سوال جو کہ بے حد آسان ہیں اور آپ کو زیادہ سوچ بچار کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی (جیسے کہ خاکسار نے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ مضمون مختصر اور عام فہم الفاظ میں پیش کرونگا) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی ذہانت، فراست اور دیانتداری پر کسی کو کوئی شک ہوسکتا ہے؟ کیا آپ کو حضرت مہدیؑ نے خدا سے خبر پا کر اپنا بازو اور اعلیٰ متقی اور مکالمہ و مخاطبہ کا حامل نہیں ٹھہرایا تھا؟ کیا آپ میں سے کوئی (خواہ لاہوری احمدی بھائی یا بہن کیوں نہ ہو) حضرت خلیفہ اولؓ کی اِن خداداد خوبیوں اور صلاحیتوں کا منکر ہے؟ میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنی آخری سانس تک اپنے پیارے میرزا سے جو عہد کیا تھا اُسے بخوبی نبھایا اور ایک ذرہ برابر بھی اس میں کوتاہی نہ کی۔ اور کبھی زندگی بھر ایسا نہیں کیا کہ حضورؑ کی تعلیمات اور نصائح میں ذرّہ بھر بھی ادل بدل کیا ہو۔ اگر یہ سب سچ ہے تو پھر آپ سب لوگ درج ذیل حضورؑ کے حکم کے بارے میں کیا کہیں گے۔ یہاں صرف تقویٰ کی ضرورت ہے!

"**قدرتِ ثانیہ کیلئے اجتماعی دعا**:۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اولؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اجتماعی دعا کراتے رہے۔" (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اب اے میرے بھائیو اور بہنو۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ خلیفہ اولؓ جیسا شخص جس کو ہر دم یہ فکر بھی لگی ہوئی تھی کہ کہیں کوئی غلط رسم یا حضورؑ کے بتائے ہوئے احکامات سے ہٹ کر کچھ جماعت کے عقائد میں شامل نہ ہو جائے۔ اس وقت حضرت میر صاحبؓ کو فوراً یہ کیوں نہ کہا کہ میر صاحب آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟ میں آپکے سامنے اُس قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر کھڑا ہوں۔ آپ کس غلطی سے یہ دعائیں کرا رہے ہیں بلکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور آپ خود قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے اور کراتے رہے۔ اور یہاں تک کہ اپنے اجتہاد سے یہ بھی کہہ دیا کہ "**تیس برس کے بعد اِنشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔**" (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

امر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ انتخابی خلافت احمدیہ کی بجائے آئندہ ظاہر ہونیوالے موعودز کی غلام مسیح الزماں کو ہی قدرت ثانیہ کا مظہر سمجھتے تھے۔ تبھی آپؓ نے قدرت ثانیہ کے اس موعود مظہر کے ظہور کیلئے اجتہادی رنگ میں وقت کا تعین بھی فرمایا تھا۔ اب حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے بعد ہوا کیا کہ وہ جو آپؓ کے دورِ خلافت میں قدرت ثانیہ کیلئے دعائیں منگواتے رہے تھے خلیفہ بننے کے بعد خود ہی قدرت ثانیہ کے مظہر بھی بن بیٹھے اور مصلح موعود بھی۔ {دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com} حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد انتخابی خلافت کو قدرت ثانیہ بنانے کیلئے **مزید ایک پختہ کام یہ کیا کہ جس جگہ پر حضرت مولوی نور الدینؓ کا انتخاب بطور خلیفہ اوّل ہوا تھا وہاں "مقام قدرت ثانیہ" کے نام سے ایک سائن بورڈ (sign Board) لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سائن بورڈ مزید غلط فہمی پیدا کرنے میں معاون بن رہا ہے۔** خدا کرے کہ آپ کو میری یہ گزارش سمجھ آسکے کہ اس قدرت ثانیہ نے تو موعود غلام مسیح الزماں کی شکل میں ظہور پذیر ہونا تھا نہ کہ خلافت احمدیہ کی شکل میں! خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (ال عمران۔ ۵۵) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

(نیوز نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۱، ۲)

محترم سید صاحب کی مندرجہ بالا تحریر قابل غور ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں جو لکھا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ اور آپؓ کے بارے میں سید صاحب کی رائے قابلِ تحسین ہے۔

قدرت ثانیہ کیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نزدیک قدرت ثانیہ کیا تھی۔ اس کا بڑی تفصیل سے گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکا ہوں۔ طوالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ ساری تفصیل یہاں دوبارہ نہیں لکھ رہا۔ وہاں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ محترم سید صاحب سے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں بھی خلافت ہی قدرتِ ثانیہ تھی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں خلافت ہی قدرتِ ثانیہ تھی تو حضرت میر صاحبؓ کے کہنے پر آپ قدرتِ ثانیہ کے لئے دعا کیوں کرواتے رہے۔ جواباً عرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اپنے مرشد حضرت مسیح موعودؑ سے عشق تھا اور آپؑ کی کہی ہر بات پر عمل کرنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ انہوں نے کبھی یہ تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اپنے مرشد کی کسی بات کو اجتہادی غلطی کہہ کر ٹال دیں یا اس کے اپنی مرضی کے معنی کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے جب آپؓ کے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے دعا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تو آپؓ نے اس دعا کو جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ آج بھی ہر احمدی اس قدرتِ ثانیہ کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ تمام والدین اولاد کے ظہور کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ تو کیا اولاد ہو جانے کے بعد ان کے لئے دعائیں بند کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اولاد کے ہو جانے کے بعد ان کے لئے پہلے سے بڑھ کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ ایسے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس خلافت کے قیام کے لئے دعاؤں کی تحریک کی۔ اور بعد ازاں بھی ہر خلیفہ وقت نے خلافت کے استحکام کے لئے دعاؤں کی تحریک کی ہے۔

اس کے بعد محترم سید صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے۔

"تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔"

اس کے جواب میں تین باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ آپ کے مرشد محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو حسبِ عادت اجتہادی غلطی قرار دے چکے ہیں۔ ان کے کامل مرید ہونے کے باوجود کیا آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو درست تسلیم کرتے ہیں؟

""تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔"" (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت راشدہ کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن الہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرتِ ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے مظہر اوّل زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

سید صاحب! آپ کے مرشد کے بقول نزول کے وقت کا تعین حضورؓ کا اجتہاد تھا تو باقی ارشاد کو کیوں کہیں کہ وہ آپؓ کا اجتہاد نہیں تھا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ یا تو ساری بات مانو یا ساری کا انکار کرو۔

۲۔ آپ کے مرشد اور آپ کا ایمان اور یقین ہے کہ صدی میں ایک مجدد آتا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ پہلے مجدد یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے تیس سال بعد ہی دوسرے مجدد کی پیشگوئی کر رہے ہیں۔ اور ایک اور جگہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت خلیفہ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

(۱) "اللہ تعالیٰ خود اس دین کی نصرت اور تائید اور حفاظت فرماتا اور اپنے مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقات الٰہیہ میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان کیونکر خدا تعالیٰ کو اپنا بنالیتا ہے۔ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے جو ایک خاص جماعت قائم کرتا ہے۔ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر 45،50 اور سو برس پر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کوثر ہو گا!" (خطبات نور صفحہ ۱۳۸)

سید صاحب! یہاں بھی حضورؓ فرما رہے ہیں کہ میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہر ۵۰،۴۵ اور سو برس پر آتا ہے۔ کیا آپ حضورؓ کے اس ارشاد کو مانیں گے یا اپنے مرشد کی طرح اسے بھی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دیں گے۔

آپ کے پیش کردہ ارشاد میں سے تیس سال بھی آپ کے مرشد نے اجتہاد کہہ کر رد کر دیا۔ ۴۵،۵۰ سال کے بعد مجدد کے آنے کو بھی آپ نہیں مانتے۔ تو اس ارشاد میں باقی کیا بچا جسے آپ مانتے ہیں؟

حوالے تو پیش کر دیتے ہیں۔ انہیں مانا بھی کریں۔

۳۔ اب بات کرتے ہیں اس موعود مصلح کی۔ جس کے بارے میں آپ اور آپ کے مرشد کا خیال ہے کہ وہ ہی قدرتِ ثانیہ کا مظہر ہو گا۔ اور خلافت احمدیہ قدرتِ ثانیہ نہیں ہے۔ ہم تو ماننے والے ہیں ہر بات مان لیں گے۔ سید صاحب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ ان کے ارشادات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے خاکسار ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک اور ارشاد پیش کرتا ہے۔ امید ہے جنبہ صاحب اور ان کے اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد کو بھی اسی قدر و قعت اور اہمیت دیں گے۔ اور اپنی رائے پر قائم رہیں گے۔

اسی طرح حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس عقیدہ و مسلک کا برملا اظہار فرمایا کہ پسر موعود میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد) ہی ہیں چنانچہ پیر منظور محمد صاحبؓ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفہ اولؓ سے عرض کیا کہ "مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں" اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:-

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"

حضرت پیر صاحب موصوفؓ نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا:-

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں
نورالدین ۱۰ ستمبر ۱۳ء

یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں

نورالدین ۱۰ستمبر ۱۳ء

(تاریخ احمدیت، جلد ۸، صفحہ نمبر ۴۸۵)

سید صاحب! اگر قدرتِ ثانیہ سے مراد وہ موعود مصلح ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو ہی پسرِ موعود قرار دے رہے ہیں۔ کیا آپ حضورؓ کی یہ بات مانتے ہیں یا اسے بھی ان کا اجتہاد قرار دے کر انکار کر دیں گے؟

یہاں ایک بات ضمناً عرض کرنی چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے اس ارشاد "تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجد دیعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہو گا" کو پڑھنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس فقرہ میں لفظ قدرتِ ثانیہ حضورؓ کا نہیں ہے بلکہ نوٹ لکھنے والے نے اسے اپنے پاس سے نوٹ کیا ہے۔ وہ نوٹ جن سے یہ فقرہ لیا گیا ہے ان کا عکس تاریخ احمدیت میں شائع کیا گیا ہے۔

یہ عکس مندرجہ ذیل ہے۔ انہیں پڑھنے سے آپ دیکھیں گے کہ نوٹ لینے والے نے تمام عبارت میں صرف لفظ "قدرتِ ثانیہ" کے گرد بریکٹ ڈالی ہے۔ جس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نہیں ہیں۔ بلکہ نوٹ لینے والے صاحب نے انہیں اپنے خیال کے مطابق یہاں نوٹ کر دیا ہے۔ اور ان کے گرد بریکٹ ڈال کر حضورؓ کی اصل تحریر سے اسے علیحدہ کر دیا ہے تاکہ آئندہ پڑھنے والوں کو غلطی نہ لگے۔ حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اگر حضورؓ نے یہ الفاظ کہے بھی ہیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ دوسری جگہ آپ نے اس وجود کی نشاندہی بھی فرما دی ہے۔

محترم سید صاحب نے اسی مضمون میں ایک اور حوالہ بھی دیا ہے جو قابل قدر اور قابل غور ہے۔

اول ؓ کی دی ہوئی ہدایات سے بھی باہر ہیں۔خلیفہ اول ؓ کی وفات کے بعد جماعت کے چوٹی کے عالم اور فاضل جنہیں حضرت مہدیؑ نے حضرت مولوی نورالدین ؓ کی طرح اپنا بازو قرار دیا تھا اور اُنکے بارے میں حضرت ؑ کو کم وبیش دو دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِلہام بھی ہوا تھا اور حضورؑ اسے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۳ پر اپنی صداقت کے نشانوں میں نشان نمبر ۱۴۸ کے طور پر درج بھی کر چکے ہیں۔حضور علیہ السلام کا الہامی شعر بغرض اختصار درج کر دیتا ہوں اور قارئین سے سید محمد احسن امروہی ؓ کے بارے میں حضورؑ کی تحریر (جس کا حوالہ خاکسار نے اوپر دے دیا ہے) پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔حضورؑ فرماتے ہیں کہ مجھے اِلہام ہوا ؎ از پئے آں محمد احسن را تارک روزگار می بینم سید محمد احسن صاحب امروہی ؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی اِن غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی مگر اِن میں سے بعض کو نعوذ باللہ پاگل کہا گیا اور بعض کو دینا کا کیڑا یا پیغامی فتنہ کہہ کر لوگوں کو اُن کیساتھ ملنے سے بھی منع کیا گیا۔اِن غلط فہمیوں میں سے کچھ خلیفہ اول ؓ کی وفات کے فوراً بعد پیدا ہو گئیں

(نیوز نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۱)

محترم سید صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کا کیا مقام اور مرتبہ ہے۔ اس لئے یقیناً سید محمد احسن امروہیؓ صاحب کے ارشادات کی بھی سید صاحب کے دل میں قدر ہو گی۔ اور آپ اسے تسلیم فرمائیں گے۔

حضرت سید محمد احسن امروہیؓ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کے رکن تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد جب خلافتِ ثانیہ کا انتخاب عمل میں آیا تو آپؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا نام بطور خلیفۃ المسیح الثانی پیش کیا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس انتخاب خلافت کے وقت آپؓ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ نہیں تھے۔

بعد ازاں آپؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بعض عقائد سے اختلاف ہو گیا اور آپؓ نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہوری گروپ میں شامل ہو گئے۔

میں نے چند احباب کے سامنے یہ بات بیان کی کہ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نام بطور خلیفہ پیش کیا تھا۔ اور تاریخ احمدیت میں اس کا ذکر ہے تو انہوں نے اس بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ کس طرح مان لیا جائے کہ تاریخِ احمدیت میں لکھی یہ بات درست ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ جب تک اس کے بر عکس کسی اور بات کا ثبوت نہیں مل جاتا، تاریخ احمدیت کی بات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال میں نے اس کی مذید تحقیق کی اور لاہوری گروپ کی ویب سائٹ پر سید محمد احسن امروہیؓ صاحب کی اپنی ایک تحریر مل گئی۔ جو درج ذیل ہے۔

١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضروری اعلان

ایھاالاحباب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ سب صاحبان کو علم ہے کہ سنہ ۱۹۱۴ء کے اوائل میں حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات پر ہماری جماعت میں ایک اختلاف نمودار ہوا۔ اس وقت میں نے محض اتحاد جماعت قائم رکھنے کی خاطر یہی مناسب سمجھا۔ کہ ہم سب لوگ صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی بیعت کرلیں۔ تاکہ وحدت قومی قائم رہے۔ مجھے اس وقت تک علم نہ تھا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہوچکا ہے۔ اسلئے میں خود اسبات کا مجوز تھا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جاوے۔ اس وقت جو کچھ اختلاف عقائد کا چرچا تھا اس کو میں نے اس وجہ سے کہ صاحبزادہ صاحب کے مضامین تشحیذ الاذہان وغیرہ میری نظر سے نہ گذرے تھے۔ ایک معمولی امر سمجھا۔ بعد میں جب اس اختلاف نے ترقی کی۔ اور طرفین نے ایک دوسرے کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ تو اس میں میری تحریروں کا حوالہ بھی دیا گیا۔ یعنی ہمارے احباب لاہور نے اس بات کو پیش کیا کہ میری تحریروں مثل ستہ ضروریہ وغیرہ میں جو بعد وفات حضرت مسیح موعود لکھی گئی تھی انہی عقائد کا اظہار ہے جو وہ رکھتے ہیں۔ اس پر مجھے قادیان سے ایک خط اکمل صاحب کا آیا جس میں اسی امر کی طرف توجہ دلاکر آخر پر یہ لکھا گیا تھا۔ کہ تم اپنے عقائد کو تبدیل کرو۔ اس پر مجھے بہت فکر

(ضروری اعلان، صفحہ نمبر ۱)

محترم سید صاحب! اس تحریر میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ خود تحریر کر رہے ہیں " اس لئے میں خود اس بات کا مجوز تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جاوے۔ "اب سید صاحب آپ کی اگلی بات کو لیتے ہیں۔

سید محمد احسن صاحب امروہیؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے بعض کو نعوذ باللہ پاگل کہا گیا اور بعض کو دینا کا کیڑا یا پیغامی فتنہ کہہ کر لوگوں کو اُن کیساتھ ملنے سے بھی منع کیا گیا۔ ان غلط فہمیوں میں سے کچھ خلیفہ اولؓ کی وفات کے فوراً بعد پیدا ہو گئیں

آپ تحریر فرما رہے ہیں کہ سید محمد احسن امروہیؓ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ان غلط فہمیوں کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے اسی اعلان میں ان غلط عقائد کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے یہ غلط عقائد ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ سب اہلِ قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔

۳۔ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی جناب میرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے نہیں۔

الجواب:

پہلی بات کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سب اہلِ قبلہ کلمہ گو کو کافر اور خارج از اسلام کہا ہے۔ (سید صاحب آپ نے بھی نیوز نمبر ۹۷ میں اسی بات کو بیان کیا ہے۔) اس کا تفصیلی جواب خاکسار نے اپنے مضمون "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے" دے دیا ہے۔ اس لئے دوبارہ یہاں اس کی وضاحت نہیں کر رہا۔ وہاں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

دوسری دونوں باتوں کے حوالے سے خاکسار کا خیال ہے کہ تا حال جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور جنبہ صاحب نے سلطانی صاحب کو اس حوالے سے جواب بھی دیئے ہیں۔ اس لئے میں یہاں ان کی وضاحت نہیں کر رہا۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے مندرجہ بالا تین عقائد بیان کرنے میں کچھ سچائی کو چھپایا ہے۔ بات کو اس طرح بیان کرنے سے اس کا مفہوم بالکل بدل گیا ہے۔ سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کے بیان میں بہت جارحانہ پن پایا جاتا ہے۔ اور

اسے پڑھ کر یہ عقائد بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ باتیں اس انداز اور اس طرح بیان نہیں کیں۔ نیز کوئی ایسی بات نہیں کی جو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپؑ کے ارشادات سے ہٹ کر ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان اعتراضات کے بڑے مفصل جوابات دیئے ہیں۔ اس کے لئے آپ کی کتب "القول الفصل" اور "حقیقۃ النبوۃ" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اس کتاب "حقیقۃ النبوۃ" سے صرف ایک حوالہ نقل کر رہا ہوں۔

> جن لوگوں نے میرا رسالہ القول الفصل پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کیسے صاف لفظوں میں مَیں نے حضرت مرزا صاحب کے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے معنی ہی یہ کئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے۔ تو اب بتاؤ کہ باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے عامل بہ شریعتِ اسلام ہونے کے اور باوجود خود میرے دعوائے اسلام کے میں حضرت مرزا صاحب کو نئی شریعت لانے والا کیونکر کہہ سکتا ہوں میں نے خواجہ صاحب کو اس رسالہ میں چیلنج دیا ہے کہ وہ میری کسی تحریر سے یہ ثابت کریں کہ میں نے مرزا صاحب کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی کہا ہو اور اس میں اس اعلان کا بھی ذکر کیا ہے جس میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اپنے اس قول کو ثابت کریں کہ میں (یعنی مرزا محمود احمد) حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی خیال کرتا ہوں اور خواجہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہی اب مرزا صاحب کو اس اعلان کے جواب پر آمادہ کریں اور صاف لکھا ہے کہ:
> "حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبی کے خود یہ معنی فرمائے ہیں کہ جو نئی شریعت لائے۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے" (القول الفصل صفحہ ۱۲) اس تحریر کے باوجود پھر

(حقیقۃ النبوۃ، انوار العلوم، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳۴۵،۳۴۶)

میں یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیک فطرت ہوتے ہیں، نیک سیرت ہوتے ہیں اور حق کے طالب ہوتے ہیں وہ ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیتے۔ حق آشکار ہو جانے پر اسے کھلے دل کے ساتھ مان لیتے ہیں۔ ایسے ہی سید محمد احسن امروہی صاحبؓ پر بھی جب حق آشکار ہو گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دوبارہ بیعت کر لی تھی۔ سید صاحب آپ سید محمد

احسن امروہی صاحبؓ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امید ہے ان کے اس فیصلہ کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور اسے بھی قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر حق کے طالبوں کو حق کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

نمبر	نام	رائے	کیفیت
۱۔	حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	خلافت کے حق میں	
۲۔	حضرت نواب محمد علی خاں صاحب	خلافت کے حق میں	
۳۔	حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحبؓ امروہی	خلافت کے حق میں	یہ بزرگ شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت میں داخل ہوئے مگر بعد میں منکرین خلافت کے اثر سے بعض امور میں خلاف ہو گئے مگر وفات کے قریب پھر مائل ہو گئے تھے۔

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۱۲۳، ۱۲۴) محترم سید صاحب! آپ کے دل میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کی بڑی قدر ہے۔ آپ کے استفادہ کے لئے ان کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ شاید کے اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

حدیث دوئم

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ فی باب اشراط الساعۃ ورواہ الحاکم ایضاً۔ حضرت ابی سعیدؓ سے روائیت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مہدی موعود مجھ سے ہی ہے روشن پیشانی والا اونچی ناک والا بھر دیگا زمین کو انصاف اور عدل سے جیسا کہ وہ پُر ہو گئے تھے ظلم اور جور سے مغلبہ بطور ملکیت کے رہیگا اوسکو سات برس تک یعنے اوسکی حجت و برہان تمام دنیا میں سات برس تک رہیگی ایسی ہی ہے مشکوٰۃ شریف میں قیامت کے علامات کے بیان میں اور روائیت کیا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی **ف** چونکہ یہ مہدی صدی چہاردہم کا مصداق

(۵)

لامهدی الا عیسے کا ہے لہذا حلیہ مہدی کا جو اس حدیثیں مذکور ہے وُہ بھی اسمیں موجُود ہے یعنی روشن پیشانی اونچی ناک اور بسیط الارض کا پُر ہو جانا ظلم سے بھی اسوقت میں ظاہر ہے کہ صلیب پرستی مذہب تثلیث کی تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شرک سے بڑہ کر کونسا ظلم ہوگا کہ اِنَّ الشرك لظلم عظیم بتحقیق شرک البتہ بڑا ہی ظلم ہے۔ اور سات برس تک غلبہ اسلام و توحید کامل کا دُنیا میں ہونا متوقع بہ توقع یقینی ہے۔ کیونکہ الہامات مندرجہ براہین وغیرہ میں یہ غلبہ و فتح اسلام مذکور ہو چکا ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ اسطرحکا غلبہ کامل سات برس تک رہے۔ کیونکہ جب اکثر اجزا پیشین گوئی مندرجہ حدیث بالا کے واقع ہو چکے تو پھر بقیہ ایک جزو کا واقع ہونا بھی بتیقین ہو گیا پس یہ زمانہ غلبہ اسلام کا ہے ساتھ حجت کے نہ ساتھ

(مسک العارف، صفحہ نمبر ۴،۵)

اس کتاب میں سید محمد احسن امروہیؓ صاحب حضرت مسیح موعود کو مہدی اور مسیح کہہ رہے ہیں۔ اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ حدیث پیش کر رہے ہیں لا مہدی الا عیسیٰ۔ جبکہ جنبہ صاحب مہدی اور مسیح کو دو علیحدہ علیحدہ وجود قرار دے رہے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کو امام مہدی اور خود کو وہ موعود مسیح قرار دیتے ہیں۔

سید صاحب! سید محمد احسن امروہی صاحبؓ جن کی آپ نے اتنی تعریف کی ہے۔ جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالے آپ نے پیش کئے ہیں۔ ان کے مندرجہ بالا ارشاد پر بھی غور فرمائیں۔

آپ کے مرشد جنبہ صاحب اس حدیث اور سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کے ارشاد کے بالکل الٹ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح ابن مریم دو الگ الگ وجود ہیں۔

آپ کے دل میں سید محمد احسن امروہی صاحبؓ کی بہت عزت ہے۔ ان کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بہت اچھا لکھا ہے۔ اس لئے امید ہے ان کے اس ارشاد کو بھی آپ مانیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق جنبہ صاحب کی تحریرات

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے متعلق بھی بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ آپ پر بھی الزامات لگائے ہیں۔ آپ کا مذاق اڑایا ہے۔

یہ وہ ہستی تھی کہ جس کے بارے میں ایک غیر مسلم نے کتاب لکھی اور اس کا نام 'A MAN OF GOD' رکھا۔ یہ محض فرضی نام نہیں تھا۔ ایک حقیقت تھی۔ ہم میں سے ہر کوئی اس کا گواہ ہے۔ آپ خدا کے بندے تھے اور خدا کے شیر تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے جنبہ صاحب کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اور جب وہ وفات پا گئے۔ تو ان کی بابت انتہائی گندی زبان کا استعمال شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں منافق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمات

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۚ﴿۲﴾

۲۔ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔ ﴿۲﴾

(سورۃ المنافقون ۶۳: ۲)

اس منافقت کے چند نمونے تحریر خدمت ہیں۔

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی ابتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

احباب کرام! محترم جنبہ صاحب اس خط میں حضورؒ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

احباب کی یاد دہانی کے لئے عرض ہے کہ جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یہ سب کچھ اس خط کے جواب میں لکھ رہے ہیں۔ جس میں حضورؒ نے سختی سے جنبہ صاحب کو متنبہ کیا تھا۔ کہ آپ کے یہ خیالات شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی میں انہیں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور جب وہ وفات پا گئے۔ تو اسی خدا کی طرف سے مقرر کردہ مومنوں کے امیر کے بارہ میں بدزبانی شروع کر دی۔ پہلے جسے کہتے تھے کہ میں خدائی انکشاف کے باعث خود کو آپ کا غلام کہتا ہوں۔ اور آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد وہ خدائی انکشاف بھی بھول گیا۔ خدا کے مقرر کردہ اسی خلیفہ کو اب فراڈیا، خاندانی خلیفہ، جھوٹا کہا جارہا ہے۔

اگر اخلاقی جرات ہوتی تو وہ مضمون جو اس خط نمبر ا کے آگے آج لگایا ہوا ہے۔ اور جو کچھ ان کے بارے میں آج لکھا جارہا ہے۔ اسے حضور کی زندگی میں انہیں بجھواتے۔ مگر ایسی ہمت کہاں سے لاتے۔ کچھ لکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ جنبہ صاحب اپنے دوسرے خط میں حضورؒ سے درخواست کر رہے ہیں۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کر دیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے

آگے لکھتے ہیں:

لیکن اسکے باوجود تیری مہربانیوں اور احسانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اے میرے سید! ایک التجا آپ سے یہ بھی کرتا ہوں کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ لوگوں نے پہلے ہی بہت ساری زیادتیاں اور رسوائی کے سامان میرے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُنکا میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کرتا۔ میری التجا

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

احباب کرام! یہاں جنبہ صاحب حضورؒ سے التجا کر رہے ہیں۔ کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔

حضور نے جنبہ صاحب کو کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ دوسرے خط کے جواب میں نہایت نرمی سے سمجھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
15.3.97

مکرم عبدالغفار صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تفصیلی خط موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دعاوی میں نہ جائیں اس سے آپ کی نیکی، اخلاص اور روح کو نقصان پہنچے گا۔ عاجزی کا رنگ ہمیشہ رکھیں اور صرف عبدیت والی حد تک رہیں۔ عہدوں اور مناصب کی بجائے عاجزانہ راہوں پر چلنا ہی انسان کو مقبول بنایا کرتا ہے۔ اللہ ہر قسم کے شر اور وسوسوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۲)

جنبہ صاحب کے پہلے خط کے جواب میں حضورؒ نے تنبیہ فرمائی کہ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہرگز آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔ اور اس کے جواب میں لکھے گئے خط میں جنبہ صاحب وعدہ کر رہے ہیں۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کردیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کرسکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے

جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں ' ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کرسکتا'۔

جنبہ صاحب اپنے تیسرے خط کے شروع میں حضورؒ کو لکھتے ہیں:

امید ہے آپ اَیدہ اللہ تعالیٰ بفضل اللہ تعالیٰ بخریت ہونگے آمین۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے میرے خط کا جواب عنایت فرمایا۔ آپکا جواب جیسا بھی تھا میں نے اسے من و عن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱)

حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ جنبہ صاحب نے خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اپنے خیالات کا پرچار جاری رکھا۔ بعض لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ جنبہ صاحب نے ۲۰۰۲ء میں اپنی کتاب 'غلام مسیح الزماں' شائع کی۔ اس کی اشاعت کا خرچہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور ان کی فیملی نے ادا کیا۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ

مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور اُس کا خاندان بڑا متقی اور دین دار گھرانہ ہے۔
اور جن لوگوں کے اندر سچائی اور تقویٰ ہوتا ہے انہیں سچائی کو پہچاننے کیلئے زیادہ
تگ ودو کرنے یا نشان دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ بقول حضرت مہدی
ومسیح موعودؑ

صاف دِل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں۔ اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار

کتاب ہٰذا کی اشاعت کی چونکہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اور اُس کی فیملی کو توفیق مل
رہی ہے لہٰذا میری ان سب کیلئے دِلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِنہیں اِس قربانی کی دنیا
اور آخرت میں عظیم جزاء عطا فرمائے آمین۔ عبدالغفار جنبہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔غلام مسیح الزماں
زیر اہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر عبدالغنی اینڈ فیملی
تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰۰ ہزار
مقام اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔لندن
مطبع
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اشاعت اوّل۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰۲ء
اشاعت دوم (نظر ثانی کے بعد)۔۔۔۔ ۲۰۱۰ء

(کتاب مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۱،۲)

اگر جنبہ صاحب نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی تو اس فیملی کو آپ کا کیسے علم ہو گیا اور وہ جنبہ صاحب کی جماعت میں کیسے شامل ہو گئی۔ یہ پوری کتاب کیسے تیار ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقع پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آپؒ کی تقریر کے الفاظ جنبہ صاحب اپنے خط نمبر ۳ میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

عن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔ بالآخر انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر آپ نے افتتاحی تقریر جو کہ خطبہ جمعہ پر مشتمل تھی، آپ نے اپنی خاموشی کو توڑا۔ آپ نے فرمایا ''کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بے چارہ دماغی فتور میں مبتلاء ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔ حالانکہ اُسکے چار مرید بھی نہیں۔ دو چار ایجنٹ ہونگے باتیں کرنیوالے۔ جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اُسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ وغیرہ''

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱)

جنبہ صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ان کے ۱۹۹۷ء میں لکھے گئے خط کے بعد حضورؒ نے کسی قسم کی کوئی کاروائی نہیں کی۔ اور خاموش رہے۔ اس کی وجہ جنبہ صاحب آپ کا وعدہ تھا اور آپ کی التجا تھی۔

اے میرے سید! اگر آپ چاہیں تو ان گذارشات کو قبول فرمالیں اور اگر چاہیں تو ان کو رد کر دیں۔ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکر گزار ہوں۔ آمین۔ ہر حال میں آپ کی پیروی مجھ پر فرض ہے اور میں اپنے اس فرض سے کبھی بھی کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی عہدے یا کسی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میرا ربّ میرے لیے

لیکن اسکے باوجود تیری مہربانیوں اور احسانوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اے میرے سید! ایک التجا آپ سے یہ بھی کرتا ہوں کہ اس خط کی وجہ سے آپ جو سلوک بھی مجھ سے کرنا چاہیں کریں لیکن مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ لوگوں نے پہلے ہی بہت ساری زیادتیاں اور رسوائی کے سامان میرے لیے پیدا کیے ہیں۔ اُنکا میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کرتا۔ میری التجا

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

لیکن آپ نے اپنے وعدہ کا خیال نہ رکھا۔ آپ کے اس تیسرے لکھے گئے خط کے جواب میں بھی حضورؒ نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔ اور درگزر فرمائی۔ آپؒ کی وفات کے بعد ان کی اس درگزر کو آپ نے ان کی کمزوری ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔ وہ شیر خدا کہ جب وہ بولتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ خدا بول رہا ہے ان کی بابت آپ کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ وہی خلیفہ جسے اس کی زندگی میں کہتے تھے کہ آپ کو خدا نے مقرر فرمایا ہے۔ اسے محمودی خلیفہ کہہ کر پکارنے لگے۔ جس کی زندگی میں اس کی غلامی کا دم بھرتے تھے۔ اب انہیں نام کا خلیفہ کہہ رہے ہیں۔

(ثانیاً) جس قسم کی جماعت کی حالت بنادی گئی ہے اِس میں خلیفہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ نام ہی کا خلیفہ کیوں نہ ہو خاکسار اذنِ الٰہی کے بغیر اپنے مقدمہ کو عام پبلک میں ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اِذن الٰہی کے بعد میں نے اپنا مفصل تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء کو خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھیجا تھا اور ساتھ ہی اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ بیشک میرے دعویٰ کو افرادِ جماعت پر ظاہر کر دیں۔ ڈر جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ سچے کو۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب نے نہ صرف اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک میرے دعویٰ غلامِ مسیح الزماں کو عام احمدیوں سے چھپائے رکھا بلکہ در پردہ مختلف طریقوں سے اپنی خاندانی گدی کی حفاظت کیلئے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ بنانے کی سازشوں میں بھی مصروف رہے۔ میرا تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں موصول ہونے کے تین ہفتہ بعد یہ محمودی خلیفہ میری سچائی کی تاب نہ لا کر بالآخر ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ڈائس پر گر پڑا۔ میں اس واقعہ کو اپنی سچائی کا ایک نشان سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو جماعتی تاریخ میں بذریعہ ایم ٹی اے ہمیشہ ہمیش کیلئے ریکارڈ کروا دیا ہے۔ میں یہ جو بتا رہا ہوں اگر کسی احمدی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ میرے سارے خطوط اور خلیفۃ المسیح الرابع کے جوابات میری ویب سائٹ پر پڑھ سکتا ہے اور اگر میں نے اپنی خط و کتابت میں کسی بات کو چھپایا ہو تو بیشک جماعت احمدیہ قادیان گروپ اپنی ویب سائٹ www.alislam.com پر اِس کو ظاہر کر دے۔

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۳)

جس ہستی سے اس کی زندگی میں التجا کر رہے تھے کہ میرے ساتھ جو مرضی سلوک کر لینا مگر مجھے لوگوں کے حوالے نہ کرنا۔ اب جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو چھپائے رکھا۔

جنبہ صاحب مزید لکھتے ہیں۔

یہ سوال ہے کہ چوتھے خلیفہؒ نے ان اشعار کی میری تشریح کو قبول نہیں کیا تو یہ بات درست نہیں۔ ۱۹۹۳ء میں میرا مقدمہ ادھورا تھا اور میں نے بالواسطہ اشارے کیساتھ بات کی تھی۔ پھر ۱۹۹۷ء میں اپنے مقدمہ کی زیادہ تشریح کی اور اُسکے ساتھ ہی چوتھے خلیفہؒ کے دوسرے جوابی خط میں اُنکے موقف میں تبدیلی آ گئی۔ اور جب میں نے ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء میں اپنا مقدمہ مکمل اور پورے طور پر کتاب کی شکل میں آپکے آگے رکھا تو آپ بالکل خاموش اور ساکت ہو گئے۔ اور یہ بات بھی اُنکے تیسرے جوابی خط سے ظاہر ہے۔ اس طرح آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپؒ نے اپنے اشعار کی میری تشریح کو قبول نہیں کیا؟ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپکی یہی ذمہ داری تھی کہ آپ اس گم شدہ غلام کی آمد کی خبر اپنے اشعار میں دے دیتے اور یہ ذمہ داری آپ بخوبی پوری کر گئے۔ مزید آپکے اشعار کو حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین کی حیثیت کے ساتھ دیکھا جائے گا۔ آپ نے یہ اشعار ایک عام شاعر کی طرح

(آرٹیکل نمبر ۶، صفحہ نمبر ۳)

احباب کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جیسے شفیق وجود کی نرمی پر ان کا شکر گزار ہونے کی بجائے جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ خاموش اور ساکت ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو سختی سے اور نرمی سے سمجھایا۔ لیکن جب آپ باز نہیں آئے تو آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا۔ آپ نے اپنی اصلاح کی بجائے اس نرمی کو اپنی فتح سمجھا۔ اور جب بعد میں آپ کو جماعت سے نکال دیا گیا تو اب اسے جبر کہہ رہے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔ اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔ میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔ اب کیا کیا جائے۔؟ بعد ازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؒ کی نسل میں سے ہی ہو گا۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟ پھر ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔ (افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کر دیا۔ مطلب یہ کہ اگر میرا والد مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو پھر مجھ پر آ رکنا۔ اللہ اللہ۔ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔) اس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳)

مندرجہ بالا حوالہ میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارہ میں اپنے بغض کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں جو ان کے اصل خیالات ہیں۔ وہ بھی جانے انجانے میں تحریر کر گئے۔ جنبہ صاحب تحریر کر

رہے ہیں۔ ’یہ تو اس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔‘

اس فقرہ کو تحریر کر کے جنبہ صاحب یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ جس شخص کی بابت رسول کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایمان کو ثریا ستارے سے واپس لے آئے گا وہ اپنی اولاد کی ایمان کی حالت درست نہ کر سکا۔ جنبہ صاحب نے بہت کوشش کی ہے کہ اپنی اصلیت کو لوگوں پر عیاں نہ کروں۔ مگر سچ کبھی چھپ نہیں سکتا۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا۔ کہ لوگوں کا خیال ہے کہ جنبہ صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود یا خلفاء کے بعض ارشادات سے اختلاف ہے، درست نہیں ہے بلکہ وہ ان چیزوں کی آڑ لے کر دراصل حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اس کے بہت سے نمونے گزشتہ مضامین میں پیش کئے ہیں۔ یہ تو ایک معمولی جھلک ہے۔

یہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حوالے سے ہے۔ اس لئے اصل مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بات اپنی اس بدزبانی کا اس طرح دفاع کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب خلیفہ رابع صاحب نے خاکسار پر دیدہ ودانستہ یا لاعلمی میں شیطانی اور پیغامی ہونے کا جھوٹا اور ناپاک الزام لگا کر اپنی نفرت کا سب سے پہلے اظہار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا (النساء۔ ۱۴۹) اللہ بُری بات کے مشہور کرنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۲۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۹۹۳ء میں جنبہ صاحب کو جو خط لکھا تھا اس میں آپ کی تحریر کو شیطانی وساوس اور پیغامی کہا تھا۔ اس وقت جنبہ صاحب کو قرآن پاک کی یہ آیت نظر نہیں آئی۔ اور ان الفاظ کے باوجود ان کی غلامی کا دم بھرتے رہے۔ یا سید، یا سید کہہ کر پکارتے رہے۔ اور جب حضورؒ وفات پا گئے تو یہ آیت یاد آ گئی۔ اگر اخلاقی جرات ہوتی تو یہ سب کچھ انہیں لکھتے۔

ایسے منافقین کی بابت اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۲﴾

۲۔ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔ ﴿۱﴾

اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳﴾

۳۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پس وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ یقیناً بہت بُرا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۴﴾

۴۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر انکار کر دیا تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ پس وہ سمجھ نہیں رہے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵﴾

۵۔ اور جب تو انہیں دیکھتا ہے تو ان کے جسم تیرا دل لبھاتے ہیں اور اگر وہ کچھ بولیں تو تُو اُن کی بات سنتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسے ایک دوسرے کے سہارے چنی ہوئی خشک لکڑیاں۔ وہ بجلی کے ہر کڑکے کو اپنے ہی اوپر (کڑکتا ہوا) سمجھتے ہیں۔ وہی دشمن ہیں پس اُن (کے شر) سے بچ۔ اللہ کی اُن پر لعنت ہو۔ وہ کہاں اُلٹے پھرائے جاتے ہیں۔

﴿۱﴾ باوجود اس کے کہ منہ سے بعض لوگ تصدیق کرتے ہیں جو واقعۃً درست ہوتی ہے مگر ان کے دل میں تکذیب ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مطلع فرما دیا کہ بات سچی کر رہے ہیں لیکن ان کا دل جھٹلا رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جنبہ صاحب کے مصدق اور ارہاص تھے؟

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ میرے مصدق اور ارہاص تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

ثبوت نہیں ہوگا؟؟ جناب خلیفہ رابع صاحب کے مندرج ذیل شعر کا مضمون خاکسار کے وجود میں پورا ہونا کیا اس حقیقت کا قطعی اور منہ بولتا ثبوت نہیں ہوگا کہ جناب خلیفہ رابع صاحب خاکسار (موعودز کی غلام مسیح الزماں) کے لاشعوری رنگ میں مصدق اور اَرہاص تھے؟؟؟ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدہا آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اور کیا جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ اور آپکی پیروی میں خاکسار کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھانے کا ذکر نہیں فرمایا تھا؟؟؟؟ ؎

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جرمنی

موعودز کی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۸ر فروری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆☆☆

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۳۷،۳۸)

اسی سلسلہ میں مذید تحریر فرماتے ہیں۔

(۱۲) اَرہاص۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے ارہاص حضرت یحیٰؑ تھے جو ایلیا بن کر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی راہ صاف کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے ''جو لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا (یحیٰ) کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں ہ تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔ میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔'' (لوقا:۳۔۱۵،۱۶)

اسی طرح غلام مسیح الزماں کے اَرہاص حضرت خلیفہ الرابع تھے اور انہوں نے اپنے خطبات اور منظوم کلام میں آنیوالے کی لاشعوری طور پر راہ ہموار کی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت خلیفہ المسیح لرابع غلام مسیح الزماں کے اَرہاص تھے تو انہوں نے اعلانیہ طور پر اسکی سچائی کا اعلان کیوں نہیں کیا۔؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ اگر وہ میری سچائی کا اعلان کر جاتے تو پھر جماعت کا ہر فرد مجھے فوراً قبول کر لیتا اور درمیان سے اِبتلاء یا آزمائش ختم ہو جاتی۔ لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا

اگرچہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کوئی خبر نہیں دی تھی بلکہ صرف لاشعوری طور پر وہ کارنامے سرانجام دیئے جن سے حضرت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کیلئے راہ ہموار ہوگئی اور اس طرح آپؒ حضرت مہدیؑ کے ارہاص بن گئے۔ تو پھر خلیفہ رابع غلام مسیح الزماں کے ارہاص کیوں نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے بھی تو لاشعوری طور پر وہی کام کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

اسی طرح ایک اور جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

تو اس غلام مسیح الزماں سے مراد کوئی عام احمدی نہیں لیا جا سکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود "زکی غلام" ہی ہے جسکا وعدہ مسیح الزمانؑ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔ رانا صاحب! شعر کا پہلا مصرعہ خبر دے رہا ہے کہ "بیمار زمانے کی لادوا مرض" کی شفایابی کیلئے کسی غلام مسیح الزماں نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے ہیں نہ کہ کسی جیل میں مقید چند قیدیوں کی رہائی کیلئے۔ یہ الگ بات ہے کہ "غلام مسیح الزماں" کی دُعا کے نتیجہ میں اسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال کو بھی موت سے چھٹکارا مل گیا ہو کیونکہ ان معصوم احمدیوں کو ناعاقبت اندیش بیمار زمانے نے ہی کال کوٹھڑی میں پہنچایا تھا۔

مدعی سُست گواہ چُست۔

جناب رانا صاحب! خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا اشعار کی جو تشریح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی تھی۔ خاکسار نے اِسکی تفصیل شروع اپریل ۱۹۹۳ء میں ایک کتابچے "غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت" میں لکھ کر خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیج دی تھی اور ساتھ ہی انتہائی ادب کیساتھ خلیفہ صاحب کو ایک خط بھی لکھا تھا کہ جناب اِس معاملہ میں میری راہنمائی فرمائی جائے۔ رانا صاحب! آپ سے زیادہ اِس نظم کا لکھنے والا یعنی خلیفہ رابع زیادہ بہتر جانتا تھا کہ اُنہوں نے یہ نظم کس کیلئے اور کس پس منظر میں لکھی ہے۔؟ خلیفہ رابع کا نہ صرف یہ اخلاقی فرض تھا بلکہ اُنکے منصب کا بھی یہ تقاضا تھا کہ اگر اُنہوں نے یہ اشعار بقول آپکے "ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ" کیلئے لکھے تھے تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دیتے کہ عزیزم عبدالغفار! میرے اشعار کی جو آپ نے تشریح کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ میں نے تو یہ اشعار "ساہیوال کے اسرانِ راہِ مولیٰ" کیلئے لکھے تھے۔ ساتھ ہی جماعت کی معلومات اور راہنمائی کیلئے ایک آدھ خطبہ جمعہ بھی دے دیتے اور اِس میں خوب کھول کر ان اشعار کی وضاحت کر دیتے۔ لیکن خلیفہ صاحب نے اپنے اشعار کے متعلق نہ مجھے کچھ بتایا اور نہ ہی کسی خطبہ جمعہ میں اِن کا ذکر کیا۔ میرے کتابچے اور میرا خط وصول کرنے کے بعد محض کاروائی کی خاطر اس مغل شہزادے نے نہ صرف مجھے ڈرانے کیلئے ایک خطبہ جمعہ دیا بلکہ ایک دھمکی آمیز جوابی خط بھی مجھے لکھا۔ چار (۴) سال کے بعد فروری ۱۹۹۷ء کے آخر میں اس عاجز نے پھر ایک مفصل خط خلیفہ صاحب کو لکھا اور اِس میں ایک بار

(آرٹیکل نمبر ۱۴، صفحہ نمبر ۳۴)

ان تحریروں کے پڑھنے کے بعد مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔

ایک صاحب اپنے گاؤں کے چوہدری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چوہدری صاحب سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ چوہدری صاحب نے اپنے ملازمین کو اشارہ کیا۔ ملازمین ان صاحب کو پکڑ کر باہر لے گئے اور اس کی خوب پٹائی کی۔ اچھی خاصی تسلی کرنے کے بعد انہوں نے ان صاحب کو چھوڑ دیا۔

وہ صاحب اٹھے۔ اپنے کپڑے وغیرہ جھاڑے اور چوہدری صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر کہنے لگے۔

چوہدری صاحب! تو پھر میں اسے آپ کی طرف سے انکار ہی سمجھوں۔

مندرجہ بالا تحریروں میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ میرے مصدق اور ارہاص تھے۔ اور حضورؒ کے مختلف اشعار کو تحریر کرکے اپنے سے منصوب کرتے ہیں۔ پھر اس کی دلیل دیتے ہیں کہ مینے جب یہ اشعار لکھ کر حضورؒ کو بجھوائے تو انہوں نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ اشعار تمہارے متعلق نہیں ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اشعار میرے ہی متعلق ہیں۔ جنبہ صاحب کی ہی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ جب جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضورؒ کو ایک خط تحریر کیا تو اس کے جواب میں حضورؒ نے جنبہ صاحب کو لکھا کہ یہ شیطانی وساوس ہیں۔ اس کے بعد بھی جنبہ صاحب یہی خیال کرتے رہے کہ حضورؒ میرے مصدق ہیں۔ تب حضورؒ نے ۲۰۰۱ء میں جنبہ صاحب کی بابت فرمایا کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بیچارہ دماغی فتور میں مبتلا ہے۔

ویسے جنبہ صاحب غلط بھی نہیں کہتے۔ مصدق کے معنی ہوتے ہیں تصدیق کرنے والا۔ خواہ وہ کسی کی سچائی کی تصدیق کرے یا اس کے کذب کی تصدیق کرے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جنبہ صاحب کے کذب کی بڑے واضع انداز میں تصدیق کر دی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جنبہ صاحب ابھی بھی پوچھ رہے ہیں کہ ”میں اسے آپ کی طرف سے انکار ہی سمجھوں“

دوسری بات یہ کہ جنبہ صاحب کے کذب کی تصدیق کرنے کے لئے کسی اور مصدق کی ضرورت ہی نہیں جنبہ صاحب کی اپنی تحریریں ہی ان کے کذب کی مصدق ہیں۔

مثال کے لئے ایک ہی موضوع پر جنبہ صاحب کے مختلف تبصرے پیشِ خدمت ہیں۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح لرابع غلام مسیح الزماں کے اَرہاص تھے تو انہوں نے اعلانیہ طور پر اسکی سچائی کا اعلان کیوں نہیں کیا۔؟ لیکن لوگوں کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کیونکہ اگر وہ میری سچائی کا اعلان کر جاتے تو پھر جماعت کا ہر فرد مجھے فوراً قبول کر لیتا اور درمیان سے ابتلاء یا آزمائش ختم ہو جاتی۔ لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

اس تحریر میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ حضورؒ نے اس لئے اعلانیہ طور پر میری تصدیق نہیں کی تھی کیونکہ ایسا کرنے سے درمیان میں سے ابتلاء اور آزمائش اٹھ جانی تھی۔ لیکن پیشگوئیوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہوا کرتا۔

مگر اس کے بعد فرماتے ہیں۔

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔ اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہو گئے۔ میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہو گیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔ اب کیا کیا جائے۔؟ بعدازاں پہلے

اسی جگہ مذید لکھتے ہیں۔

مجھ پر آ رکنا۔ اللہ اللہ۔ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسان کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔) اس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳)

اس تحریر میں ارشاد فرمارہے ہیں کہ جب میں اپنا مقدمہ ان کی اس گواہی کے ساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اس وقت ان پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے۔

پھر کہتے ہیں کہ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لئے اپنے تئیں یہ اللہ کا'' خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔

یہ جنبہ صاحب کی اکثر تحریروں میں سے ایک جھلک ہے۔ ایسی تحریروں کے ہوتے ہوئے کسی اور مصدق کی کہاں ضرورت رہتی ہے۔

جنبہ صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱۲) اَرہاص۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے ارہاص حضرت یحییٰؑ تھے جو اِلیاس بن کر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی راہ صاف کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے ''جو لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا (یحییٰ) کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں o تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔ میں اسکی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔'' (لوقا:۳۔۱۵،۱۶)

اسی طرح غلام مسیح الزماں کے اَرہاص حضرت خلیفہ الرابع تھے اور انہوں نے اپنے خطبات اور منظوم کلام میں آنیوالے کی لاشعوری طور پر راہ ہموار کی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

پھر اسی آرٹیکل میں مذید لکھتے ہیں۔

اگر چہ حضرت سید احمد شہیدؒ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کوئی خبر نہیں دی تھی بلکہ صرف لاشعوری طور پر وہ کارنامے سرانجام دیئے جن سے حضرت مہدیؑ کے ظاہر ہونے کیلئے راہ ہموار ہوگئی اور اس طرح آپؒ حضرت مہدیؑ کے ارہاص بن گئے۔تو پھر خلیفہ رابع غلام مسیح الزماں کے ارہاص کیوں نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے بھی تو لاشعوری طور پر وہی کام کیا ہے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۶)

حضرت یحیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت کی۔ اور آپ کی نبوت کو تسلیم کیا۔ ایسا ہی حضرت سید احمد شہیدؒ تیرہویں صدی کے مجدد تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے تسلیم کیا۔

اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ جنبہ صاحب کے ارہاص ہیں۔ تو سب سے پہلے جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں کو حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کو خدا کا برگزیدہ بندہ ماننا پڑے گا۔ اور آپ کے ارشادات کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اپنی تمام تر بد زبانیوں کی توبہ کرنی پڑے گی۔

کیا درجات میں بلندی کے لئے دعا کرنا گناہ ہے

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رابع کو میرا مصدق یعنی میری سچائی کا گواہ بنایا تھا۔ اور جب میں اپنا مقدمہ اُنکی اس گواہی کیساتھ انہیں کی عدالت میں لے کر گیا تو وہ چکرا گئے۔ اُس وقت اُن پر فرض تھا کہ قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت کے مطابق سچ کی گواہی دیتے لیکن وہ زمین پر گر پڑے اور اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود اور اپنی خاندانی گدی کو بچانے میں مصروف ہوگئے۔ میرے مدلل دعویٰ کے بعد اُنکو یہ ادراک ہوگیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی اور ساتھ ہی ہماری دوکانداریاں بھی۔ اب کیا کیا جائے۔؟ بعدازاں پہلے تو جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہوگا۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور اگر جماعت میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو میں اُسے منہ مانگا انعام دوں گا۔؟ پھر ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔ (افرادِ جماعت کے آگے صاف بات نہیں کی کہ میرا والد بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود نہیں تھا بلکہ اشاروں کنایوں میں بات کر کے اس پیشگوئی کیلئے ''کورنگ کینڈیڈیٹ covering candidate'' کے طور پر اپنے آپکو پیش کر دیا۔ مطلب یہ کہ اگر میرا والد مصلح موعود ثابت نہ ہو سکے تو پھر مجھ پر آ رکنا۔ اللہ اللہ۔ الٰہی تقدیر کو روکنے اور ٹالنے کے لیے اپنے تئیں یہ اللہ کا ''خلیفہ'' کیسی کیسی منصوبہ بندیاں کرتا رہا۔؟ یہ تو اُس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اُسے وہاں سے بھی زمین پر لے آئے گا۔) اس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ اس دعا نے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کیساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۳، ۲۴)

اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل جنبہ صاحب کے کہے ایک فقرے کی طرف احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔ ''یہ تو اس عظیم انسانؑ کی اولاد کے ایمان کا حال تھا جسکے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا تو وہ اسے وہاں سے زمین پر لے آئے گا''۔ اس فقرہ کے ذریعے جنبہ صاحب کیا بتانا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی میں کوئی نقص ہے۔ یا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت میں کوئی شک ہے۔

اب اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ جنبہ صاحب مندرجہ بالا تحریر میں فرمارہے ہیں کہ میرے دعویٰ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یہ ادراک ہوگیا تھا کہ میرے باپ کی مصلح موعودی تو گئی۔ اس لئے اسے اور اپنی گدی اور دوکانداری کو بچانے کے لئے مصروف ہوگئے۔ ۶ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ میں خود کو اس پیشگوئی کے لئے پیش کر دیا۔ اس کے ثبوت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبہ کا یہ اقتباس تحریر کر رہے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنادے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ اس دعا نے مجھے بہت دردناک کردیا ہے اور میں اسی درد کیساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (الفضل انٹرنیشنل ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

جنبہ صاحب کے تبصرہ کے بارہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ اس پر گزشتہ صفحات پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ میں یہاں اس دعا کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں حضورؒ نے ممبرانِ جماعت کو تحریک کی۔ حضورؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ وجود بنادے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور ایسی دعا کرنا یا اس دعا کے لئے تحریک کرنا خدا تعالیٰ کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

سورۃ الفاتحہ جسے ہم ہر نماز میں کئی بار پڑھتے ہیں۔ اس میں ہم یہ دعا کرتے ہیں۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝	۵۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝	۶۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	۷۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔

ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

چار مراتب کمال ہیں جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے اور جو شخص ان سے بکلی محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کے لیے یہی دعا مقرر کی ہے کہ وہ ان ہر چہار کمالات کو طلب کرتے رہیں اور وہ دعا یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور قرآن شریف کے دوسرے مقام میں اس آیت کی تشریح کی گئی ہے اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہم سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں۔ اور انسان کامل ان ہر چہار کمالات کا مجموعہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۲۵)

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراطِ مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۔یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے اور تعویذ کی طرح مدنظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کریگا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا جو اس کو دی گئی ہیں۔

اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے بس اس جگہ جو یہ فرمایا۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہدا اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کے لیے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

(الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۶-۵)

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۲۴۳، ۲۴۴)

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ارشادات کے بعد کسی بھی احمدی کا ان درجات کے لئے دعا کرنا اور دعا کی درخواست کرنا قطعاً قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا) کا ممبران جماعت کو اس دعا کی تحریک کرنا کس طرح قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جو نماز کو سمجھ کر ادا کرتا ہے وہ اس قسم کے اعتراض نہیں کر سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کی صداقت

محترم جنبہ صاحب نے ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ایک خط مع اپنے دعوؤں کے ارسال کیا۔ اس خط کے جواب میں حضورؒ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

لندن
8.6.93

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب "مقدم مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت" ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ شیطانی وساوس ہیں اور میرے اور جماعت کے مسلک کے مخالف خیالات ہیں۔ یہ پیغامیوں والا فتنہ ہے جو آپ پیدا کر رہے ہیں۔ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہرگز آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔ اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں۔ اللہ آپ کو عقل دے اور ٹھوکر سے بچائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

(1) نقل مکرم امیر جرمنی
(2) " دفتر [illegible]

(خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ا، صفحہ نمبر ۲)

جب تک حضورؓ زندہ رہے جنبہ صاحب کو اس بات کا خیال نہ آیا کہ حضورؓ نے جنبہ صاحب کی تحریر کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ کہا ہے۔ لیکن آپؓ کی وفات کے بعد جنبہ صاحب کو اس کا ادراک ہوا تو آپ نے اس پر کافی احتجاج کیا اور شور مچایا۔ لیکن خدا کے سچے بندوں کی کہی باتیں بھی لازماً سچی ہوتی ہیں۔ میں نے جب جنبہ صاحب کی تحریروں اور تقریروں کو چیک کیا تو یہ ثابت ہوا کہ جنبہ صاحب کی کہی باتیں واقعی شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ ہیں۔

احباب کے استفادہ کے لئے اس کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

شیطانی وساوس

۱۔ جنبہ صاحب نے جگہ جگہ اس بات کو پیش کیا ہے کہ انبیاء سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ اور وہ اپنی وفات تک ان اجتہادی غلطیوں پر قائم رہ سکتے ہیں۔ (حوالہ کے لئے میرا مضمون حضرت مسیح موعودؑ کی اجتہادی غلطیاں ملاحظہ فرمائیں)

یہ ایک ایسا شیطانی فتنہ ہے کہ اس پر یقین کرنے کے بعد انبیاء علیہ السلام کی کہی ہر بات مشکوک ہو جاتی ہے۔ جنبہ صاحب اور ان کے ساتھی اس خیال کو پیش کر کے صرف حضرت مسیح موعودؑ پر حملہ نہیں کر رہے۔ بلکہ اس فتنہ کے ذریعے رسول کریم ﷺ کی کہی ہر بات کو بھی مشکوک کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جس کے ذریعے ہر وہ بات جو ان کے مفاد میں نہ ہو اسے یہ کہہ کر رد کر دیں گے کہ یہ اجتہادی غلطی ہے۔ اور جنبہ صاحب نے اس فتنہ کو اپنی تحریروں میں بار بار استعمال کیا ہے۔

۲۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے احادیث اور حضورؑ کی تحریروں کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد دو موعود وجودوں کی پیشگوئی کی تھی۔ ایک امام مہدی اور دوسرے مسیح عیسیٰ ابن مریم۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ صرف امام مہدی ہیں مگر وہ موعود مسیح موعود نہیں ہیں۔ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم میں ہوں۔ جبکہ حضورؑ خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ خدا نے مجھے الہاماً بتایا ہے وہ موعود مسیح میں ہوں۔ حضورؑ وضاحت فرما رہے ہیں کہ مسیح اور مہدی ایک وجود کے دو نام ہیں اور اس کے لئے حدیث لا مہدی الا عیسیٰ پیش کرتے ہیں۔ جنبہ صاحب لوگوں کے سامنے فلحال یہ تو نہیں کہہ رہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی ہے۔ بلکہ ایک اور جھوٹ

بول رہے ہیں کہ یہ بات (یعنی حضورؓ ہی مسیح اور مہدی ہیں) مولویوں نے جماعت میں پھیلائی ہے۔ ایک طرف خود کو حضورؓ کا غلام لکھا جارہا ہے اور دوسری طرف آپؓ کو بڑے طریقے سے جھوٹا ثابت کیا جارہا ہے۔ (اس کی تفصیل میرے مضمون مسیح اور مہدی ایک یا دو وجود ؟ میں ملاحظہ فرمائیں)

لوگوں کو دکھانے کو ایک نورا کشتی کھیلی جارہی ہے۔ نصیر سلطانی صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضورؓ امام مہدی اور مسیح موعود تو ہیں مگر نبی نہیں ہیں۔ جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپؓ نبی ہیں۔ بھئی اگر آپؓ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں تو نبی کیسے ہو گئے۔ رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نبی اللہ کہا ہے امام مہدی کو کہیں نبی نہیں کہا۔ دونوں کا آپس میں مباہلہ ہو رہا ہے۔ لیکن ساتھ جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں میں نے سلطانی صاحب پر لعنت نہیں بھیجی۔ اس پر لعنت کیسے بھیجتے جب خود اس سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ وہ کم از کم حضورؓ کو مسیح موعود تو مانتے ہیں۔

۳۔ جنبہ صاحب نے اپنی من گھڑت باتوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک پر بھی شدید حملے کئے ہیں۔

جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کردار پر جب گندے الزامات لگائے تو لوگوں نے توجہ دلائی کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق موعود بیٹے ہیں۔ جسے خدا نے نور اللہ کہا ہے۔ اور خدا اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ تو جواباً جنبہ صاحب حضرت نوحؑ کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ حضرت نوح کا بیٹا بھی موعود تھا۔ مگر وہ بھی نافرمان نکلا اور غرق کر دیا گیا۔ اور نتیجہ نکال رہے ہیں کہ ضروری نہیں کہ خدا اپنے وعودؤں کو بالکل ویسے ہی پورا کر دے۔ اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ خود کہتے ہیں کہ آپ نمازوں وغیرہ میں کافی کمزور تھے تو پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ نبی تو دوسروں کے لئے بطور نمونہ ہوتے ہیں۔ تو جواباً تحریر کرتے ہیں۔ اگر ایک قاتل (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو خدا نبی بنا سکتا ہے تو میں نبی کیوں نہیں بن سکتا۔ (ان الزامات کی تفصیل اور جواب میرے مضمون ہستی باری تعالیٰ پر الزام اور ان کا رد میں ملاحظہ فرمائیں)

ان دونوں الزامات کے ذریعے خدا تعالیٰ کے سارے نظام اور خدا کے وعدوں پر سے لوگوں کو بدگمان کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پیغامیوں والا فتنہ

۱۔ جنبہ صاحب نعرہ لگاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن ہی حضورؑ کی قائم مقام ہے۔ اور یہی بات لاہوری فرقہ کہتا ہے۔

۲۔ خلافت پر اعتراضات، طریقہ انتخاب پر اعتراضات جنبہ صاحب بھی کر رہے ہیں اور ان سے پہلے یہی اعتراضات لاہوری فرقہ کرتا چلا آیا ہے۔

۳۔ قدرتِ ثانیہ کا اشو بھی لاہوری فرقہ کی پیداوار ہے اور جنبہ صاحب اسے دوبارہ ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۴۔ سلسلہ مجددین کا جو موقف جنبہ صاحب کا ہے یہی موقف لاہوری جماعت کا ہے۔

۵۔ لاہوری گروپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود نہیں مانتی اور یہی کام جنبہ صاحب کر رہے ہیں۔

۶۔ سب سے پہلے لاہوری فرقے نے یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہ کرنے والے کو کافر کہا ہے اور آج یہی اعتراض جنبہ صاحب اور ان کے مرید کر رہے ہیں۔

۷۔ لاہوری گروپ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی تھی اور آج یہی کام جنبہ صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔

غرض کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں جو لاہوری فرقے نے کی ہو اور وہ بات جنبہ صاحب نہ کر رہے ہوں۔ سوائے اس کے کہ لاہوری گروپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی نہیں مانتے۔ جنبہ صاحب حضورؑ کو نبی تو مانتے ہیں مگر مسیح موعود نہیں مانتے۔

جنبہ صاحب نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ خدا کے بندے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ”شیطانی وساوس ہیں اور پیغامیوں والا فتنہ ہے“ وہ سو فیصد سچ تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کو سچ ثابت کرنے پر جنبہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وحی، الہام، کشوف اور رویا

۱۔ اس باب میں قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں وحی، الہام، کشوف اور رویا کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

۲۔ قرآن پاک سے چند مثالیں

۳۔ محترم جنبہ صاحب کی وحی اور الہام کے بارہ میں پیش کی گئی تاویلیں اور ان کا جواب دیا گیا ہے۔

وحی، الہام، کشوف اور رویا کی حقیت

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس سے چاہے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ہمکلام ہونے کو مذہب کی دنیا میں وحی، الہام کا نام دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ وحی کے حوالے سے قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾

۵۲۔ اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ ۴۲ : ۵۲)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان تین طریقوں کا بتلایا ہے جن کے ذریعے وہ اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۱۔ بلاواسطہ ڈائریکٹ ہمکلام ہونا۔

۲۔ پردے کے پیچھے سے ہمکلام ہونا جیسے خواب وغیرہ۔ دل میں کوئی بات ڈالنا

۳۔ کسی پیغام رساں یعنی فرشتوں کے ذریعے۔

اللہ تعالیٰ ہر بندے کی استعداد اور قابلیت کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ بعض کو کشف دیکھنے کا اتفاق نصیب ہو جاتا ہے۔ اور بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ یا فرشتوں کے ذریعے بھی ہمکلام ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ان تینوں طریق سے خدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

انسان تو انسان اللہ تعالیٰ اپنی دوسری مخلوق کے ساتھ بھی وحی اور الہام کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ مگر عام لوگوں اور انبیاء سے ہمکلام ہونے کے طریق میں بڑا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۚ‏

۱۶۴۔ہم نے یقیناً تیری طرف ویسے ہی وحی کی جیسا نوح کی طرف وحی کی تھی اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف۔ اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی طرف اور (اس کی) ذرّیت کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

(سورۃ النساء ۴ : ۱۶۴)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَۙ‏

۴۴۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مَردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

(سورۃ النحل ۱۶ : ۴۴)

خدا کے برگزیدہ انبیاء کو سچی خوابیں بھی آتی ہیں، کشف بھی ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ان سے بلاواسطہ یا اپنے فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور سچے مامور من اللہ ان تمام طریق کے ذریعے خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو کی جانے والی اپنی وحی کی مزید وضاحت فرمادی۔ کہ اے محمد ﷺ میں نے تم سے ویسے ہی وحی کی جیسے پہلے نبیوں کو وحی کی۔ اور قرآن پاک اس سے بھرا پڑا ہے کہ ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے یا بلاواسطہ ڈائریکٹ کلام کیا۔ رسول کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت احادیث میں یوں بیان ہوئی ہے:-

٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الوَحْيُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِي مَا يَقُوْلُ)). قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِيْ الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.
[أطرافه في : ٣٢١٥].

(۲) ہم کو عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی' ان کو مالک نے ہشام بن عروہ کی روایت سے خبر دی' انہوں نے اپنے والد سے نقل کی' انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حارث بن ہشام نامی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا تھا کہ حضور آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر (اس فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس میں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپؐ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

(بخاری شریف، جلد ۱، باب وحی کے بیان میں، صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے الہام کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: -

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خداتعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہٰذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔

(۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

(۳) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آ جاتا ہے۔

(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

(۹) سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۸۹، ۴۹۰)

تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں☆ اور وہ کلام لذیذ اور با شوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے حدیث النفس نہیں ہوتا۔ حدیث النفس کا کلام آہستہ ہوتا ہے جیسا کہ ایک مخنث یا بیمار بولتا ہے مگر خدا کا کلام پر شوکت ہوتا ہے اور اکثر عربی زبان میں ہوتا ہے بلکہ اکثر آیات قرآنی میں ہوتا ہے اور جو کچھ ہمارے تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ اوّل دل پر اس کی سخت ضرب محسوس ہوتی

ہے اور اس ضرب کے ساتھ ایک گونج پیدا ہوتی ہے اور پھر پھول کی طرح وہ شگفتہ ہو جاتا ہے اور اس سے پاک اور لذیذ کلام نکلتا ہے اور وہ کلام اکثر امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک شوکت اور طاقت اور تاثیر رکھتا ہے اور ایک آہنی میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور خدا کی خوشبو اُس سے آتی ہے یہ تمام لوازم اس لئے اُس کے ساتھ لگائے گئے ہیں کہ بعض ناپاک طبع انسان شیطانی الہام بھی پاتے ہیں یا حدیث النفس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ اس لئے خدا نے اپنے کلام کے ساتھ چمکتے ہوئے انوار رکھے ہیں تا دونوں میں فرق ظاہر ہو۔

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ خدا کے کلام کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ زبردست معجزات پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ معجزات کیا باعتبار کثرت اور کیا باعتبار کیفیت اپنے اندر ما بہ الامتیاز رکھتے ہیں یعنی کثرت مقدار اور صفائی کیفیت کی وجہ سے کوئی دوسرا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جس طرح خدا کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو سکتا اُسی طرح خدا کے کلام کے ساتھ کوئی دوسرا کلام شریک نہیں اور جس پر وہ کلام نازل ہوتا ہے اُس کو ایک خاص نصرت اور حمایتِ الٰہی ملتی ہے اور اس میں اور اس کے غیر میں ایک فرق رکھا جاتا ہے☆ جیسا کہ خدا میں اور اس کے غیر میں فرق ہے۔

☆ اس راہ میں یعنی الہام کے بارے میں ہمارا تجربہ ہے کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر اور بعض اوقات بغیر غنودگی کے خدا کا کلام ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر زبان پر جاری ہوتا ہے جب ایک ٹکڑہ ختم ہو چکتا ہے تو حالت غنودگی جاتی رہتی ہے پھر ملہم کے کسی سوال سے یا خود بخود خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسرا ٹکڑہ الہام ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑی غنودگی وارد ہو کر زبان پر جاری ہو جاتا ہے اسی طرح بسا اوقات ایک ہی وقت میں تسبیح کے دانوں کی طرح نہایت بلیغ فصیح لذیذ فقرے غنودگی کی حالت میں زبان پر جاری ہوتے جاتے ہیں اور ہر ایک فقرہ کے بعد غنودگی دُور ہو جاتی ہے اور وہ فقرے یا تو قرآن شریف کی بعض آیات ہوتی ہیں یا اُن کے مشابہ ہوتے ہیں۔ اور اکثر علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک شوکت ہوتی ہے اور دل پر اثر کرتے ہیں اور ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ اس وقت دل نور میں غرق ہوتا ہے۔ گویا خدا اُس میں نازل ہے۔ اور دراصل اس کو الہام نہیں کہنا چاہئے بلکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ منہ

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۵،۳۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہام کی بابت مزید تحریر فرماتے ہیں: -

الہام سے کیا مراد ہے؟

لیکن اس جگہ یادر ہے کہ الہام کے لفظ سے اس جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے۔ سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت کے موافق اپنی فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے۔ جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بری باتوں کے لئے فکر کرتا ہے اس کی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اس کے دل میں پڑ جاتی ہے۔ ایک شخص مثلاً نیک اور راستباز آدمی ہے جو سچائی کی حمایت میں چند شعر بناتا ہے اور دوسرا شخص جو ایک گندہ اور پلید آدمی ہے اپنے شعروں میں جھوٹ کی حمایت کرتا ہے اور راستبازوں کو گالیاں نکالتا ہے تو بلا شبہ یہ دونوں کچھ نہ کچھ شعر بنالیں گے بلکہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ راستبازوں کا دشمن جو جھوٹ کی حمایت کرتا ہے بباعث دائمی مشق کے اس کا شعر عمدہ ہو۔ سو اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہے تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راست بازی اور راست بازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قلم اٹھاتا اور افتراؤں سے کام لیتا ہے، خدا کا ملہم کہلائے گا۔ دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ اس طرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دلوں میں پڑتے ہیں۔ پس کیا ہم ان کو الہام کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جن کو اب تک اس سچے خدا کی خبر نہیں جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے۔

الہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ

اور مخاطبہ ہے۔ سو جب یہ مکالمہ اور مخاطبہ کافی اور تسلی بخش سلسلہ کے ساتھ شروع ہو جائے اور اس میں خیالات فاسدہ کی تاریکی نہ ہو اور نہ غیر ملتفی اور چند بے سروپا لفظ ہوں اور کلام لذیذ اور پُرحکمت اور پُرشوکت ہو تو وہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنے بندے کو تسلی دینا چاہتا ہے اور اپنے تئیں اس پر ظاہر کرتا ہے۔ ہاں کبھی ایک کلام محض امتحان کے طور پر ہوتا ہے اور پورا اور بابرکت سامان ساتھ نہیں رکھتا۔ اس میں خداتعالیٰ کے بندہ کو اس کی ابتدائی حالت میں آزمایا جاتا ہے تا وہ ایک ذرہ الہام کا مزہ چکھ کر پھر واقعی طور پر اپنا حال وقال سچے ملہموں کی طرح بناوے یا ٹھوکر کھاوے۔ پس اگر وہ حقیقی راستبازی صدیقوں کی طرح اختیار نہیں کرتا تو اس نعمت کے کمال سے محروم رہ جاتا ہے اور صرف بیہودہ لاف زنی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ کروڑہا نیک بندوں کو الہام ہوتا رہا ہے مگر انکا مرتبہ خدا کے نزدیک ایک درجہ کا نہیں بلکہ خدا کے پاک نبی جو پہلے درجہ پر کمال صفائی سے خدا کا الہام پانے والے ہیں وہ بھی مرتبہ میں برابر نہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

یعنی بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام محض فضل ہے اور فضیلت کے وجود میں اس کو دخل نہیں بلکہ فضیلت اس صدق اور اخلاص اور وفاداری کی قدر پر ہے جس کو خدا جانتا ہے۔ ہاں الہام بھی اگر اپنی بابرکت شرائط کے ساتھ ہو تو وہ بھی ان کا ایک پھل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نور الہام میں پایا جاوے اور علوم غیب یا معارف صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ

جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہم کلام ہوتا ہے۔ اسی طرح رب اور اس کے بندے میں ہم کلامی واقع ہو اور جب کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سنے۔ جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔ مگر یہ درجہ جو الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سلسلہ ایسے خدا سے بندہ کو حاصل ہو اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ہو۔ یہ کسی کو نہیں ملتا۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صالحہ میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ سچا اور پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکھلاتا ہے۔ بارہا ایک نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے اور ساتھ اس کے پرشوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ ملہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے۔ مگر اس ہمارے بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جو کسی کی زبان پر بے ٹھکانہ کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو اور ساتھ اس کے کوئی مکالمہ اور مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے۔ کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے اور وہ شخص اندھے کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی۔ خدا سے یا شیطان سے۔ سو ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے لیکن اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن، لذیذ، پُر معنی، پُر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اس کو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اس کو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو۔ اس

لے ایڈیشن اول اور روحانی خزائن میں خط کشیدہ الفاظ سہو کتابت سے ”ایسے بندہ سے خدا کو حاصل ہو“ لکھے گئے ہیں۔ جبکہ مسودہ میں درست الفاظ لکھے گئے ہیں۔ (ناشر)

نے سوال کیا اور خدا نے جواب دیا۔ پھر اسی وقت عین بیداری میں اس نے کوئی اور عرض کی اور خدا نے اس کا بھی جواب دیا۔ پھر گذارش عاجزانہ کی، خدا نے اس کا بھی جواب عطا فرمایا۔ ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں۔ عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو۔ آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے برہنہ مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اس کو مشرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہئے کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اسے چن لیا اور ان صدیقوں کا اس کو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور قسمت[1] کی بات ہے جس کو ملی۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۴۴۳ تا ۴۴۱)

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ اُمت کے تمام اکابر اِس عقیدہ پر متفق ہیں پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں جب تک کہ اس میں الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں جو اسی شخص کے منہ سے نکلے ہوں۔ اور با ایں ہمہ یہ شرط بھی ہوگی کہ اس مجلس کے انعقاد سے

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۱۷۰، ۱۷۱)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوابوں کے ذریعے بھی بشارتیں دیتا ہے۔ اور ایسی مبشر خوابوں کے آنے کے لئے مامور ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ فرعون مصر کو بھی سچی خواب آئی۔

سادہ الفاظ میں اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مختلف طریق پر تعلق قائم کرتا ہے۔ اس کے بعض فضل ہر قسم کی قوم و نسل یا مذہب و ملت سے ہٹ کر اپنی تمام مخلوق کے لئے ہوتے ہیں۔ جو بھی سچے دل سے کسی بات کی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ مذہبی لوگ ایسے موقع پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی۔ وہ لوگ جو مذہب سے آزاد ہیں وہ اسی بات کو یوں بیان کر دیتے ہیں کہ میں نے سوچا اور میری چھٹی حس نے مجھے یہ بتایا یا اچانک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ وہ لوگ جو بتوں کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں بھی قبول کر لیتا ہے۔ ایسے ہی سچے خواب ہیں۔ اس کے لئے بھی کوئی تفریق نہیں بلکہ وہ لوگ جو خدا کو نہیں مانتے انہیں بھی سچے خواب نظر آتے ہیں۔ جو نیک فطرت ہوتے ہیں وہ ان سے اصلاح پا جاتے ہیں۔ ایسے ہی قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مامور لوگوں سے بھی الہام کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی بات دل میں ڈل جانے سے، یا سچے خواب آجانے سے یا اگر کسی کو کبھی کوئی الہام ہو جائے تو ایسی صورت میں کسی غلط فہمی میں پڑنے کی بجائے خدا کے فضلوں کا شکر کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضلوں کا وارث بنا اور مجھے ان کو جذب کرنے کی بھی توفیق عطا فرما۔

جو خدا کے مامور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عمومی سنت کے تحت ان کے دل میں بھی بات ڈالی جاتی ہے۔ انہیں بھی اشارے ہوتے ہیں۔ انہیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ مگر جو چیز انہیں دوسروں سے الگ اور نمایاں کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ان سے براہ راست ہمکلام ہونا ہے۔ اور کثرت کے ساتھ امور غیبیہ کی اطلاع پانا ہے۔ فرشتوں کا نزول کثرت کے ساتھ ہونا ہے۔

مکالمہ و مخاطبہ کا دعویٰ مگر بتانے سے انکار

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین میں بڑا کھل کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ ہے۔

جیسا کہ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ٦٨ کے صفحہ نمبر ۴ پر لکھتے ہیں:

کی مخالفت میں کھڑے ہوگئے جیسا کہ آپکے دوست شیخ احمد کریم صاحب کی مثال آپکے کینیڈا میں موجود ہے جو کہ اصحاب احمد کی اولاد ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایک ہی خلیفہ سے دو احمدیوں کو دکھ پہنچا لیکن اس دکھ کے نتیجے میں ایک کیساتھ اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا مکالمہ و مخاطبہ شروع ہوگیا اور دوسرا اِنتہائی منفی راستوں چل پڑا۔ ایسا کیوں؟ شاید یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہو۔ اب جو لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ کذاب، مفتری اور نہ جانے کیا کیا القاب دے رہے ہیں۔ آپ اُنکے ساتھ علمی مناظرہ کرتے ہیں اور دوران مناظرہ اُنہیں دوست اور بھائی بھی کہتے ہیں۔ برخلاف اِسکے خاکسار حضورؑ پر درود اور سلامتی بھیجتا ہے اور یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ

جماعت احمدیہ میں ایک ہی خلیفہ سے دو احمدیوں کو دکھ پہنچا لیکن اس دکھ کے نتیجے میں ایک کیساتھ اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا مکالمہ و مخاطبہ شروع ہوگیا۔ اور دوسرا انتہائی منفی راستوں پر چل پڑا۔

یہ پڑھنے کے بعد ہر ایک کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جیسا حضرت مسیح موعودؑ اپنے تمام الہامات کو فوراً زبانی اور تحریری شکل میں تمام احباب تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جنبہ صاحب بھی اپنے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونے والے مکالمہ و مخاطبہ سے احباب کو مطلع فرمائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے مامورین کو غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور سچے مامورین قبل از وقت لوگوں کو اس سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور جب وہ خبریں پوری ہوتی ہیں تو لوگوں کے ایمان میں تقویت کا باعث بنتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں جہاں کوئی دعویٰ کیا اس کے ساتھ لوگوں کی ڈیمانڈ کے بغیر خدا کی طرف سے ہونے والا وہ الہام بھی پیش کیا۔ تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ بات یا یہ دعویٰ اپنے پاس سے کیا جا رہا ہے۔

جنبہ صاحب نے دعوے تو بہت کئے۔ مگر احباب کی ڈیمانڈ کے باوجود کوئی ایسا الہام پیش نہیں کر سکے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ میں تمہیں اس کے لئے مامور کرتا ہوں۔ نہ ہی آج تک کوئی ایسی پیش خبری بتا سکے ہیں جس کا آپ نے قبل از وقت اعلان کیا ہو اور جو پوری ہوئی ہو۔ بلکہ وقوع پذیر ہو چکے ایک دو واقعات پیش کر کے انہیں اپنی سچائی کا نشان ثابت کرتے ہیں۔

ایسی ڈیمانڈ کرنے والے احباب کو مختلف تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ جن کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

الہام کی بابت جنبہ صاحب کا فلسفہ

اِلہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کرسکتا ہے۔مثلاً۔پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔اب یہ ایک دعویٰ ہے۔یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔اِن میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کردیئے جاتے ہیں۔برادرم چوہدری صاحب۔آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے اِلہامات اور اِلہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔حالانکہ اِلہامات تو محض اِلہامات ہوتے ہیں۔اِن کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔اُسکے علم وعرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔مدعی کے اِلہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔قرآن کریم ایسے عظیم الشان اِلہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے اِلہامات۔جو دعویٰ کسی اِلہام کی بنیاد پر کیا جائے اُسے ہم زیادہ سے زیادہ اِلہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔مثلاً حضرت بانئے جماعت ۱۸۹۴ء میں اپنی کتاب ''اتمام الحجۃ'' میں فرماتے ہیں:۔"وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ۔۔۔۔۔۔"اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَالَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَالَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہ ھُوَاَنْتَ۔نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَالْمُمْتَرِیْنَ۔" (تذکرہ صفحہ ۲۰۹۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ۔خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں اِلہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود اِن اِلہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمت محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔مثلاً۔آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرمادیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف اِلہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۴۶)

نشانات کی فلاسفی

عزیز من! آپ نے جو خاص چیز یا نشان کی بات کی ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔اور جب وہ چاہتا ہے نشانات نازل کیا کرتا ہے۔دراصل انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہوتے ہیں اور اپنے وجود میں قوت فیصلہ بھی رکھتے ہیں۔وہ تو اس روشنی کی بدولت جو اِنکے اندر ہوتی ہے سچائی کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بُو اپنے اندر رکھتا ہے وہ بھی اِن کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔اِیسے لوگوں کو نشانوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوا کرتی۔کیا کبار صحابہ کرامؓ نے نشانات دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو قبول کیا تھا۔؟ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ سے کوئی نشان ظہور میں نہیں آیا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ سے

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب نے خدا، اس کے قوانین، مذہب اور اس کے برگزیدہ بندوں کا بڑی بے رحمی کے ساتھ مذاق اڑایا ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے، پھر فرماتے ہیں اصل چیز نشان ہیں اور جب کوئی نشان پوچھ لے تو اسے کہتے ہیں نشان کوئی چیز نہیں۔ غیب پر ایمان لانا اصل چیز ہے۔ وہ شخص جس کا ابھی اپنا ایمان ہی کلیئر نہیں وہ کسی دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں۔" اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے الہامات۔ جو دعویٰ کسی الہام کی بنیاد پر کیا جائے اسے ہم زیادہ سے زیادہ الہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔"

جنبہ صاحب اگر ایک پولیس آفیسر کسی کے گھر آئے اور گھر کی تلاشی لینا چاہے۔ یا آپ کی کسی اور بات پر انکوائری کرنا چاہے۔ تو آپ کا حق ہے کہ اس سے کہیں کہ مجھے بتاؤ کہ تم پولیس والے ہو اور تمہارے پاس میرے گھر کی تلاشی کا وارنٹ ہے۔ وہ قانونی طور پر آپ کو اپنی شناخت دکھانے اور تلاشی کا وارنٹ دکھانے کا پابند ہے۔

آپ کسی سے کہیں مجھ سے ایم اے سوشل سائنس کے بارے میں جو چاہے سوال کر لو مجھے سب آتا ہے۔ اس لئے مجھے ایم اے سوشل سائنس مانو تو کوئی نہیں مانے گا۔ ہر کوئی آپ سے ایم اے کی ڈگری دکھانے کا مطالبہ کرے گا۔ اگر آپ کے پاس ایم اے کی ڈگری نہیں اور آپ ایم اے ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ تو یہ جرم ہے۔ ڈگری دیکھنے کے بعد اس کے سچا اور جھوٹا ہونا ثابت کرنے کے لئے دلائل اور نشانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

آپ سڑک پر گاڑی چلا رہے ہیں ایک پولیس آفیسر آپ کو روک کر آپ سے ڈرائیونگ لائیسنس مانگتا ہے۔ اور آپ اسے کہتے ہیں کہ مجھ سے ڈرائیونگ کے سارے قانون پوچھ لو۔ مجھ سے گاڑی چلوا کر دیکھ لو۔ مجھ سے لائیسنس نہ مانگو۔ تو وہ آپ کی یہ بات نہیں مانے گا۔ بلکہ بغیر لائیسنس گاڑی چلانے کا آپ پر کیس کر دے گا۔ اگر آپ کے پاس لائیسنس ہے تو وہ اسے دیکھنے کے بعد یہ چیک کر سکتا ہے کہ یہ اصلی ہے یا نقلی ہے۔ یا آپ کو قوانین کا پتہ ہے یا نہیں ہے۔

اگر ایک شخص آکر یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں تو لوگوں کا حق ہے کہ اس سے پوچھیں کہ وہ کیا الہام ہے جس کی بنا پر تم کہہ رہے ہو کہ تم کو خدا نے مقرر کیا ہے۔ وہ الہام جاننے کے بعد لوگ اس الہام کی سچائی میں دلائل کو پوچھ سکتے ہیں۔ مگر جس کے پاس ایسا کوئی الہام ہی نہیں ہے کہ واقعی خدا نے اسے مامور کیا ہے۔ تو اس کے دلائل کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ وہ سچائی کا نشان ہیں۔ اگر آپ نے قرآن پاک پڑھا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ تمام انبیاء نے آکر سب سے پہلے اعلان ہی یہ کیا ہے کہ خدا نے ہمیں معمور کیا ہے۔ اور خدا کا وہ کلام لوگوں کو سنایا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے سچائی کے دلائل اور نشان مانگے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ

نے جہاں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح ابن مریم مقرر فرمایا ہے۔ وہاں وہ الہام درج فرمایا ہے۔ کسی بھی معمور کے دعویٰ کی بنیاد ہی الہام ہوتا ہے۔ وفات مسیح کی بابت تو بہت لوگوں نے لکھا ہوا تھا۔ سر سید احمد خاں صاحب نے قرآنی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا تھا۔ تو کیا اس دلیل کی بنیاد پر وہ سب لوگ بھی نبی ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جو بھی دعویٰ کیا وہ الہام کی بنیاد پر کیا۔ یہ نہیں کہہ دیا کہ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں۔ اس لئے میں مسیح ابن مریم ہوں مجھ پر ایمان لاؤ۔ یا رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا۔ میں نے براہین احمدیہ لکھی ہے۔ جس کی بابت سب نے بہت تعریف کی ہے۔ کہ ۱۴۰۰ سال میں اسلام کی ایسی خدمت کسی اور نے نہیں کی۔ اس لئے اس دلیل کی بنیاد پر مجھے مجدد مانو۔ یا میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے کہ ختم نبوت سے یہ مراد نہیں کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا بلکہ اس سے مراد شریعی نبوت ہے۔ امتی نبی آسکتے ہیں۔ اس لئے اس دلیل کی بنیاد پر مجھے امتی نبی مانو۔ میرے دلائل دیکھو مجھ سے الہام نہ پوچھو۔

اگر الہام اور نشان کوئی چیز نہیں محض دلیل اور غیب پر ایمان ہی شرط ہے۔ تو اس وقت درجنوں کے حساب سے دعویدار موجود ہیں۔ کسی کے پیچھے بھی پولیس نہیں لگی ہوئی۔ ان کا کس بنیاد پر انکار کیا جائے اور صرف آپ کو ہی کیوں سچا مانا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ سچے مامور کی نشانی ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کثرت سے امور غیبیہ کی اطلاع بذریعہ الہام دیتا ہے۔ اور یہی بات گذشتہ انبیاء نے بیان فرمائی ہے اور یہی بات قرآن پاک میں درج ہے۔

دوسرا جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ الہام کا فائدہ صرف مدعی کو ہوتا ہے اس کے علم و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے الہامات دوسروں کے لئے حجت اور ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو توریت نازل ہوئی کیا وہ صرف حضرت موسیٰ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھی۔ قرآن پاک جو رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا کیا وہ صرف رسول کریم ﷺ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھا۔ باقی بنی نوح انسان کے فائدہ کے لئے نہیں تھا۔ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کیا وہ صرف آپؑ کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے تھا۔ محترم جنبہ

صاحب خدا کے معمور بنی نوح انسان کے علم و معرفت میں اضافہ کے لئے آتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں الہاماً بتاتا ہے کہ تم کو اس امت کے لئے معمور کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان مامورین کے ذریعے اپنے بندوں تک اپنی تعلیم پہنچاتا ہے۔ تاکہ ان کے علم و معرفت میں اضافہ ہو۔ مدعی کے الہامات دراصل دوسروں کے لئے ہی حجت اور ثبوت ہوتے ہیں۔ خدا ان معمورین کے ذریعہ اپنی تعلیم اور اپنے پیغامات اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے۔

ورنہ خدا تو اپنے بے شمار بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور وہ ہمکلام ہونا ان کی اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ خدا کے دوست ہوتے ہیں۔ وہ خدا سے باتیں کرتے ہیں اور خدا ان سے باتیں کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو اپنے مامورین سے ہمکلام ہوتا ہے اور جو باتیں اسے بتاتا ہے وہ ہوتی ہی اس قوم کے لئے ہیں جن کی طرف وہ مامور کیا جاتا ہے۔ مامورین خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پل کا کام کرتے ہیں۔ خدا اپنی تعلیم ان مامورین کے ذریعہ لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٧﴾	۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٨﴾	۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲ : ۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو غیب پر غلبہ عطا کرتا ہے۔ یعنی بکثرت غیب کا علم عطا کرتا ہے۔

<u>حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔</u>

۱۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کہ طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔

۲۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

۳۔ جس کے ہاتھ اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فلا یظہر علٰی غیبیہ (الجن:۲۷) کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالٰی کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ اور ۳۰۸)

۴۔ پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۹۵)

۵۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ ۳۱۱)

۶۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسٰی اسی امت میں سے ہو گا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ

ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۳۰۶،۳۰۵)

۷۔ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔

۸۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔

۹۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے **لکل ان یصطلح** سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۸۹، ۳۴۱)

۱۰۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۵۰۳)

۱۱۔ اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوح کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی عشق ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ایسے لوگوں کو اصلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۲۲۵)

۱۲۔ عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے۔

(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۱۳۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۴۱۲)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[1]

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن کے دلوں پر سے پردہ اُٹھاوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دُھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اسکے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن **خدا تعالیٰ** اس کو مخاطب کر کے **انا الموجود** کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّ شانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دُوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُنکی دُعائیں جو ظاہری اُمیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے انکو اطلاع دے دیتا ہے تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دُعائیں سُنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبّہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے

[1] الشمس:۱۰

مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دُعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کیساتھ اس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی رُوح اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبول دُعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو محدث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقّیت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں ۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا[1] سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے ۔ اور ہماری یہ بحث جو ڈاکٹر کلارک صاحب سے ہے اس غرض اور اسی شرط سے ہے کہ اگر وہ اس مقابلہ سے انکار کریں تو یقیناً سمجھو کہ عیسائی مذہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سُوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے ۔

والسلام علی من اتبع الهدی .

۵ مئی ۱۸۹۳ء

خـــــاکســـــار

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

[1] حٰمٓ السجدۃ:۳۱

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ کہ لغت عرب اور قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق رسول اور نبی وہی ہوتے ہیں جو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائیں اور مہتم بالشان تغیرات کی جو قوموں کی تباہی اور ان کی ترقی کے متعلق ہوں خبردیں اور خدا تعالیٰ ان کا نام نبی رکھے اور جس انسان میں یہ بات پائی جائے وہ نبی ہے اور کوئی چیز اس کے نبی ہونے میں روک نہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ، انوارالعلوم جلد ۲، صفحہ ۴۰۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

(حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ جلد ۲۲، صفحہ ۴۹۵)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰

۱۰۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۱

۱۱۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

(سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰، ۱۱)

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

الہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً۔ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے۔ یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کردیئے جاتے ہیں۔ برادرم چوہدری صاحب۔ آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے الہامات اور الہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ الہامات تو محض الہامات ہوتے ہیں۔ ان کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔ اُسکے علم وعرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے الہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم ایسے عظیم الشان الہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔ اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے الہامات۔ جو دعویٰ کسی الہام کی بنیاد پر کیا جائے

الہام کے متعلق سوال کرنے والے کو جنبہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ دعویٰ کی سچائی کا ثبوت دلیل ہوتی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنی کتاب نیکی خدا ہے میں ایک یہ دعویٰ کیا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا کا مصداق ہوں۔ اور اس کے لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ مادہ کی تین نہیں چار حالتیں ہوتی ہیں۔ یعنی ٹھوس، مائع، ٹھائع، گیس۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ اس وقت مادہ کی چار معلوم حالتیں ہیں۔ ٹھوس، مائع، گیس اور پلازمہ۔ اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔

اس کا جنبہ صاحب کیا جواب دے رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

لہٰذا عزیزم۔ آپ کا خاکسار کے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں کی سچائی کو پرکھنے کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کی ایک ہی علامت پر زور دینا درست نہیں ہے۔ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ میں نے پلازمہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ خاکسار نے میٹرک سائنس کیساتھ کیا تھا۔ بعدازاں میں نے سائنس چھوڑ دی اور پولیٹیکل سائنس میں ماسٹر کیا ہے۔ ظاہر ہے میٹرک تک کسی طالب علم کو سائنس کی چند بنیادی باتوں کا ہی علم ملتا ہے۔ سائنس کا اعلیٰ اور گہرا علم آگے بڑی کلاسوں میں مل سکتا ہے لہٰذا اس وجہ سے میں کوئی مستند (authentic) سائنسدان نہیں ہوں۔ جب میں نے ۱۹۷۱ء میں میٹرک کیا تھا تو اُس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں میٹرک کے سائنس کے نصاب (curriculum) میں پلازمہ نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ ہاں مادّے کی تین حالتوں ایسے سائنس کے چند بنیادی نظریات سے خاکسار ضرور واقف ہوگیا تھا۔ بعدازاں میرے گھریلو حالات کچھ ایسے تھے کہ میں باقاعدہ داخل ہوکر اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔ تب میں نے پرائیوٹ طور پر F A اور B A کے امتحانات پاس کرکے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کرنے کیلئے ۱۹۸۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہوا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ داخل ہوکر تعلیم جاری نہ رکھنے کیساتھ ساتھ میری زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا رہا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء اور ارادے کے تحت ہوتا رہا ہے۔ اب آپ کو واضح رہے کہ میں نے پلازمہ کے متعلق اس لیئے نہیں لکھا تھا کیونکہ میں نے اپنی تعلیم کے دوران سائنس کا کوئی اعلیٰ علم حاصل نہیں کیا تھا۔ اور مجھے پلازمہ تھیوری کا کوئی علم نہیں تھا۔

میٹرک میں خاکسار نے مادّے کی تین حالتوں کے متعلق ضرور پڑھا تھا۔ جب میں الٰہی نظریہ(Virtue is God) لکھتے لکھتے نیکی اور مظہر کے موضوع پر پہنچا تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری ایسی باتوں کا علم دیا جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ مثلاً۔ میں نے میٹرک میں قانون بقائے مادّہ(Law of conservation of matter) کے متعلق بھی پڑھا ہوا تھا لیکن اس وقت مجھے بتایا گیا کہ قانون بقائے مادّہ غلط ہے کیونکہ مادّے کو بقا حاصل نہیں۔ بقا صرف نیکی کو حاصل ہے۔ یہیں پر مجھے بتایا گیا کہ مادّے کی حالتیں تین کی بجائے چار ہیں۔ جب میں نے الہامی روشنی میں مادّے کی حالتوں پر غور کیا تو مجھے پتہ چلا کہ مادّے کی حالتیں واقعی تین کی بجائے چار ہیں۔ ٹھوس اور مائع کے درمیان ایک اور حالت ہے جس کو ہم ٹھوس اور مائع کی تعریفوں کے مطابق نہ ٹھوس کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی مائع۔ چونکہ یہ حالت ٹھوس اور مائع کی ایک ملی جلی (mixed) حالت ہے لہٰذا میں نے اسے ٹھائع کا نام دے دیا۔ اُمید ہے اب آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا کہ میں نے پلازمہ کے متعلق کیوں نہیں لکھا تھا؟ میں پلازمہ کے متعلق تو تب لکھتا جب اسکے متعلق مجھے کوئی جانکاری ہوتی۔ اب

(آرٹیکل نمبر ۸۶، صفحہ نمبر ۲)

پہلے جنبہ صاحب کا یہ فلسفہ تھا کہ الہام کسی کی صداقت کا ثبوت نہیں بلکہ دعویٰ کی صداقت دلیل پر ہے۔ اب یہاں جب کسی نے آپ سے تین کو چار کرنے والا ہونے کے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت مانگا تو اسے کہہ رہے ہیں کہ میں نے میٹرک میں مادہ کی تین حالتوں کے بارہ میں پڑھا تھا۔ اس لئے پلازمہ کا علم نہیں۔ ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ علم مجھے خدا نے دیا ہے۔ گویا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو بھی پلازمہ کے بارہ میں علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا علم بھی میٹرک تک ہی ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ باتیں نقل کرتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔ مگر جنبہ صاحب کو کوئی خوف نہیں۔ وہ نہیں سوچتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کس کی بابت کہہ رہے ہیں۔

اس تحریر کو پڑھ کر با آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ "تین کو چار کرنے ولا فلسفہ" جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی اختراء ہے یا یہ الہامی پیشگوئی ہے۔

اس موضوع پر تفصیلی بات میں نے آگے اپنے مضمون " وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا کی حقیقت" میں کی ہے۔ میں یہاں احباب کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب اپنے ہی دیئے گئے بیانات کو کس تیزی کے ساتھ تبدیل کرتے ہیں۔ اور ہر سوال پر ایک نیا فلسفہ بیان کر دیتے ہیں۔ آپ کی ہر بات میں تضاد ہے۔ اسی لئے بعض دانشور آپ کے مرید ہیں۔

الہام کی بابت جنبہ صاحب کا ایک اور فلسفہ

جب لوگ جنبہ صاحب سے الہام یا وحی کی بابت تقاضہ کرتے ہیں تو اس کے جواب میں جنبہ صاحب مختلف حیلے بہانے کرتے ہیں۔

یہاں محترم جنبہ صاحب وحی والہام کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وحی والہام کیا ہے؟ عام طور پر وحی اور الہام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآنی وحی کی طرح لکھی ہوئی کوئی تحریر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر نازل فرما دیتا ہے۔ وحی اور الہام کے متعلق ایسا فہم اگرچہ درست ہے لیکن کچھ تشریح طلب ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کی وحی کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی وحی متلو ہے جس کو صرف اور صرف آنحضور ﷺ کے عظیم اور پاک دل نے برداشت کیا۔ ایسی وحی کی مثال نہ تو قرآن کریم کے نزول سے پہلے کی وحیوں میں سے دی جا سکتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایسا عظیم الشان کلام کسی پر نازل ہو سکتا ہے۔ یہ نزول وحی کا ایک انفرادی واقعہ تھا۔ نہ حضرت محمد ﷺ ایسا انسان دوبارہ دنیا میں پیدا ہوا اور نہ ہی ایسی عظیم الشان وحی کسی انسان پر نازل ہو۔ وحی والہام کا سلسلہ تو ہمیشہ جاری وساری ہے۔ یہ سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ ''جیسی رُوح ویسے فرشتے'' اسی طرح جیسا کسی کا کوئی روحانی مقام ہوگا اُسی کے مطابق اللہ تعالیٰ اُس سے کلام بھی فرمائے گا۔ جہاں تک وحی والہام کے معنی کا تعلق ہے تو ان کے لغوی معانی فقط کسی کو کوئی چیز سمجھانا، خفیہ اشارہ کرنا، دل میں ڈالنا اور حکم دینا کے ہیں اور اس کی لامحدود اقسام ہیں۔ مثلاً وحی متلو اور وحی غیر متلو، وحی جلی اور وحی خفی، وحی تسخیر، کشف اور خواب وغیرہ۔ چند وحی کی مثالیں قرآن مجید سے دیتا ہوں۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۴)

اس تحریر میں جنبہ صاحب تین باتیں بیان فرما رہے ہیں۔

نمبر ا

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ عام طور پر وحی اور الہام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآنی وحی کی طرح لکھی ہوئی کوئی تحریر ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر نازل فرما دیتا ہے۔ وحی اور الہام کے متعلق ایسا فہم اگرچہ درست ہے لیکن کچھ تشریح طلب ہے۔

الجواب:

وہ احباب جن کا مذہب سے تعلق ہے ان کا ایسا کوئی خیال نہیں ہے کہ وحی یا الہام کسی تحریر کی شکل میں ہوتا ہے۔ نہ ہی خدا تعالیٰ یا آپ کے کسی معمور نے یہ فلسفہ پیش کیا ہے۔ اور نہ ہی قرآن پاک کسی تحریر کی شکل میں نازل ہوا تھا۔ یہ فہم کسی فلاسفر کا ہی ہو سکتا ہے۔ ہر ذی شعور کو اس کا علم ہے کہ قرآن پاک وہ کلام اللہ ہے جو یا تو حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوا یا خدا تعالیٰ نے براہ راست آنحضرت ﷺ پر نازل فرمایا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جب بھی قرآن پاک کا کوئی حصہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا تو آپؐ صحابہ کو یہ کلام سناتے۔ اور بعض صحابہ انہیں مختلف چیزوں پر تحریر کر لیتے۔ قرآن پاک کا کوئی ایک لفظ بھی تحریری شکل میں نازل

نہیں ہوا۔ ہر شخص جس نے اسلام کے متعلق تھوڑا سا بھی پڑھا ہے اس علم ہے کہ قرآن پاک کو رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کتابی یا تحریر کی شکل میں اکٹھا کیا گیا۔ اور اس کے بعد اس پر اعراب لگائی گئیں۔

البتہ توریت اور قرآن پاک سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کچھ احکامات تختیوں پر تحریری شکل میں نازل فرمائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾

۱۴۵۔ اس نے کہا اے موسیٰ! یقیناً میں نے تجھے اپنے پیغامات اور کلام کے ذریعہ سب لوگوں پر فوقیت بخشی ہے۔ پس اُسے پکڑے رکھ جو میں نے تجھے دیا اور شکر گزاروں میں سے ہو جا۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٦﴾

۱۴۶۔ اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ہر چیز لکھ رکھی تھی (جو) بطور نصیحت تھی اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے والی تھی۔ پس مضبوطی سے اسے پکڑ لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس تعلیم کے بہترین پہلوؤں کو تھامے رکھیں۔ میں عنقریب تمہیں فاسقوں کا گھر بھی دکھا دوں گا۔

(سورۃ الاعراف ۷: ۱۴۵، ۱۴۶)

نمبر ۲

جنبہ صاحب لکھتے ہیں: جہاں تک قرآن کریم کی وحی کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی وحی متلو ہے جس کو صرف اور صرف آنحضور ﷺ کے عظیم اور پاک دل نے برداشت کیا۔ ایسی وحی کی مثال نہ تو قرآن کریم کے نزول سے پہلے کی وحیوں میں سے دی جاسکتی ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے نزول کے بعد ایسا عظیم الشان کلام کسی پر نازل ہو سکتا ہے۔ یہ نزول وحی کا ایک انفرادی واقعہ تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک ایک عظیم الشان خدائی کلام ہے۔ اس کی نذیر پہلے کلاموں میں نہیں ملتی۔ لیکن یہ وحی کی وہی قسم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے انبیاء سے کلام کیا۔ اور یہ نزول وحی کا انفرادی واقعہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ کَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَاَوۡحَیۡنَآ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِیۡسٰی وَاَیُّوۡبَ وَیُوۡنُسَ وَہٰرُوۡنَ وَسُلَیۡمٰنَ ۚ وَاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۴﴾

۱۶۴۔ ہم نے یقیناً تیری طرف ویسے ہی وحی کی جیسا نوح کی طرف وحی کی تھی اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف۔ اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی طرف اور (اس کی) ذریّت کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

(سورۃ النساء۴: ۱۶۴)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

۴۴۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مَردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

(سورۃ النحل۱۶: ۴۴)

ہم سے پہلی قوموں نے اپنے انبیاء کو بشر سے خدا بنا دیا۔ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کی نسبت سے ایسی ایسی باتیں منسوب کر دیں کہ وہ بشر نہیں نور ہیں۔ آپؐ کا سایہ نہیں تھا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار فرمارہا ہے کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو ہونے والی وحی انفرادی نوعیت رکھتی ہے۔ ایسی باتوں سے آہستہ آہستہ بعض ایسے عقائد پیدا ہو جاتے ہیں جو حقائق سے دور لے جاتے ہیں اور بعض اوقات ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔

نمبر۳

جنبہ صاحب تحریر کرتے ہیں: جہاں تک وحی والہام کے معنی کا تعلق ہے تو ان کے لغوی معانی فقط کسی کو کوئی چیز سمجھانا، خفیہ اشارہ کرنا، دل میں ڈالنا اور حکم دینا کے ہیں اور اس کی لامحدود اقسام ہیں۔

مذہب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا اپنی تخلیق سے ہمکلام ہونے کو وحی یا الہام کا نام دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے ہمکلام ہونے کو وحی یا الہام کا نام نہیں دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وحی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾

۵۲۔ اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ ۴۲ : ۵۲)

دنیا میں بسنے والے تقریباً ہر شخص کے ساتھ اس کی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے بیان کردہ وحی کے کسی نا کسی طریق سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن اپنے معمورین کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان تینوں طریقوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ اور ان میں سے سب سے مقبول طریقہ براہ راست ہمکلام ہونا اور اپنے فرشتوں کے ذریعہ ہمکلام ہونا ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے واضع کر دی۔

حضرت مسیح موعودؑ پر ہونے والے الہامات اس بات کی سچائی کا ثبوت ہیں۔

چونکہ جنبہ صاحب اللہ تعالیٰ کے ہمکلام ہونے کے صرف ایک طریقہ سے واقف ہیں۔ اس لئے وہ اسے ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور خود کو سچا ثابت کرنے کے چکر میں مختلف حیلوں کا سہارہ لینے کو کوشش کرتے ہیں۔ اور بات بننے کی بجائے اور بگڑ جاتی ہے۔

الہامات کی بابت جنبہ صاحب کا تیسرا فلسفہ

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۵۰ جو آپ نے محترم غلام احمد صاحب (محمود ثانی) کے ایک مضمون 'سیدنا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت' کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور اِلہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور اِلہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی اِلہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی اِلہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا اِلہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کس دلیل کی بنیاد پر بعض لوگوں یا بعض مسلمانوں نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی (مسیح و مہدی) کو قبول کیا تھا۔؟ مسیح موعود کے دعویٰ کیلئے دلیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر انکشاف فرمادیا کہ لوگوں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے کہ دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے موسوی مریم کا فرزند حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری صلیب سے بچ کر یا زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور اب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانہ میں اُسی اسرائیلی مسیح ابن مریم نے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نزول فرما کر اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے۔ یہ ایک غلط عقیدہ ہے۔ یہ صرف لوگوں کا اپنا خیال ہے۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ کوئی آسمان پر نہ گیا ہے اور نہ ہی جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی نے آسمان سے نازل ہونا ہے اور قرآن کریم اس خود تراشیدہ خیال کو جھٹلاتا ہے۔ اب جب مسلمانوں میں صدیوں سے رائج آسمان سے نزول مسیح ابن مریم کے متعلق متفقہ عقیدے کا باطل ہونا از روئے قرآن کریم ثابت ہو گیا۔ تو اس ثبوت کیساتھ ہی جس برگزیدہ بندے پر اللہ تعالیٰ نے وفات مسیح ابن مریم کی حقیقت کا اِنکشاف فرمایا تھا آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُس کا دعویٰ مسیح موعود نہ صرف قابل غور ہو گیا بلکہ یہ اُسکی صداقت پر ایک دلیل بھی تھی۔ اسی طرح حضورؑ کے مہدی معہود کے دعویٰ کے بعد جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ماہِ صیام میں مقررہ تواریخ میں خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہو گیا تو یہ واقعہ مدعی مہدویت کی صداقت پر ایک دلیل تھا۔

الجواب:

آپ کے ارشاد کے مطابق اگر خواب، کشوف اور الہامات کسی کی سچائی کی دلیل نہیں ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آکر پہلے کس کی بابت کوئی دعویٰ پیش کیا تھا۔ جس کو سچا ثابت کرنے کے بعد آپ کی سچائی ثابت ہوئی تھی۔ اور ایسے ہی جو بقیہ انبیاء کرام آئے ہیں انہوں نے پہلے کون سی بات بتلائی تھی۔ سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے کس کی بابت پہلے بتلایا تھا اور اور اس دعویٰ کے سچا ثابت ہو جانے کے بعد لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ مدینہ کے لوگ جو حج کی غرض سے مکہ آئے تھے وہ تو آپ ﷺ کو جانتے تک نہیں تھے۔ آپ نے ان کے سامنے گزشتہ انبیاء کی پیشگوئیاں اور اپنے الہامات ہی رکھے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں بیعت لی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہو جانے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا۔ اس پہلی بیعت میں شامل ہونے والے کون سے آپ کے دوست تھے۔ یہ تمام وہ لوگ تھے جو آپکو حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی احادیث اور آپ کے دعووں میں سچا مانتے تھے اور آپ کی مریدی میں داخل تھے اور بارہا اسرار کر چکے تھے کہ ہماری بیعت لیں۔

خسوف وکسوف کا واقع منکرین کے لئے اتمام حجت کے لئے تھا۔ کیونکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ نشان دیکھ کر سوائے متقیوں کے کبھی کوئی ایمان نہیں لاتا۔

ہاں البتہ جھوٹے دعویداروں کو ماننے والے ان کے ہم خیال ایک مخصوص ٹولے کے سوا اور کوئی نہیں ہوتے۔ میری اس بات کے ثبوت کے لئے ریکارڈ میں موجود جھوٹے دعویداروں کے حالات پڑھ کر دیکھ لیں۔

محترم جنبہ صاحب اپنے مندرجہ بالا دعویٰ کی اسی مضمون کے صفحہ نمبر ۷ پر خود ہی نفی فرمارہے ہیں۔ اور وہی فرمارہے ہیں جو خاکسار اوپر درج کر آیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

آگے مضمون نگار لکھتے ہیں۔" تاہم حتمی طور پران مرسلین کیلئے بھی معیارِ صداقت وہی رہتا ہے جوکہ عمومی طور پر دوسرے عام مرسلین کیلئے ہے۔"

الجواب۔قرآن کریم کے نزول سے پہلے جتنے بھی مرسل دنیا میں آئے تھے۔اِن سب کا قرآن کریم مصدق ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کی پیشگوئی جو توریت (استثناباب ۱۸ آیت نمبر ۱۸۔ میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وہ اُن سے کہے گا) میں موجود ہے۔اِسی پیشگوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ کی صداقت کا معیار بھی قرآن کریم (سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۶۔إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً) میں موجود ہے۔اسی طرح اُمت محمدیہ میں آنحضرت کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہونیوالے مہدی ومسیح موعودؑ کے صدق کے معیار بھی قرآن کریم میں موجود ہیں اور اِنکی روشنی میں ہی مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو بطور مہدی ومسیح موعود قبول فرمایا تھا۔خاکسار اِن کا ذکر پہلے کر چکا ہے۔سو واضح ہو کہ جماعت احمدیہ میں نزول فرمانے والے زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا معیار بھی قرآن کریم اور وہ مبشر الہامات ہیں جن میں اُسکی بشارات دی گئی ہیں۔علاوہ اِسکے دیگر خود ساختہ معیاروں کی نہ کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی کوئی قدر و قیمت۔اب سوال ہے کہ کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ ثانی) کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں سچا ثابت کیا جاسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔مضمون نگار صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں۔

دوسروں سے الہام کی ڈیمانڈ

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چلا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔کیا آپکو الہام ہوا تھا۔اور اگر آپ کو الہام ہوا تھا تو وہ الہام جماعت کے لوگوں کو کیوں نہیں بتایا اور دکھایا گیا؟۔اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپ یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟
(۲) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چلا کہ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں دعوی کی ضرورت نہیں؟ اور اگر آپ کو اس بات کا الہام نہیں ہوا تھا تو پھر آپکے بقول آپکی اس پیشگوئی میں عدم دلچسپی کے باوجود آپ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۳)

الجواب۔کون کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر صاحب نافلہ موعود تھے۔؟ کیا مرزا ناصر صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا الہام ہوا تھا۔؟ اگر ہوا تھا تو وہ الہام کہاں ہے۔؟ کیا مرزا ناصر نے نافلہ موعود ہونے کا کوئی دعویٰ کیا تھا۔؟ اگر انہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا تھا تو پھر کہاں ہے وہ دعویٰ۔؟ خاکسار آپ سب کو کھلم کھلا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نافلہ یعنی پوتے کی بشارت نہیں بخشی تھی۔خاکسار موعود نافلہ غلام کی گذشتہ صفحات میں کافی تشریح کر چکا ہے۔آپ لوگ عقل سے کام لو اور خدائی کاموں میں دخل اندازی چھوڑ دو۔اناں وڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۲۴)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔

’کیا مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا الہام ہوا تھا؟ اگر ہوا تھا تو وہ الہام کہاں ہے؟‘

محترم جنبہ صاحب ! دوسروں کی فکر بعد میں کریں پہلے اپنی منجی تھلے سوٹا پھیر لو۔ہم بھی آپ سے یہی پوچھتے ہیں۔

1. آپ نے دعویٰ مجددیت کیا ہے۔آپ کو اس کے لئے کون سا الہام ہوا ہے؟
2. آپ نے جو یہ دعویٰ غلام مسیح الزماں ہونے کا کیا ہے۔اس کے لئے آپ کو کون سا الہام ہوا تھا؟
3. آپ نے موعود زکی غلام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اس کے لئے آپ کو کون سا الہام ہوا ہے؟
4. آپ نے مسیح ابنِ مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔آپ کو اس کا کون سا الہام ہوا ہے؟
5. اب تو آپ نے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا ہے۔اس کے لئے کون سا الہام ہوا ہے؟

اور اگر کوئی آپ سے الہام کا پوچھ بیٹھے تو اسے کیا جواب دیتے ہیں۔

خان صاحب! آپ میرے الہام اور اسکے گواہ کے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپکو کبھی کوئی الہام ہوا ہے؟ کیا آپ وحی والہام میں صاحب تجربہ ہیں؟ میرے خیال میں آپ صاحب تجربہ نہیں۔ جب آپ وحی والہام کے میدان میں صاحب تجربہ ہی نہیں تو پھر خاکسار بھینس کے آگے کیا بین بجائے؟ میں آپکو بتاتا چلوں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو اچانک لمحہ بھر میں اسکو خبر دے دیتا ہے اور اس طرح اس عبداللہ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ہ (یٰسین۔۸۳) ترجمہ۔ اس کا معاملہ تو یوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے وہ اس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اس طرح ہو جائے اور وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔
سچےخواب بھی وحی والہام کی ایک قسم ہے۔ میرے دعوی غلام مسیح الزماں کی بنیاد بھی ایک سچی خواب پر ہی ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل دو باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۱۰)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کے بارہ میں غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بقول شاعر

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو   دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممبران جماعت احمدیہ کی ایک بڑی تعداد وحی والہام کے تجربے سے آشنا ہے۔ اور جو بد قسمتی سے اس گھوڑی پر چڑھے نہیں انہوں نے گھوڑی پر چڑھنے والوں کو دیکھا ضرور ہوا ہے۔ ہمیں اگر الہام نہیں ہوتے تو ہم نے الہام ہونے والے لوگوں کو دیکھا اور سنا تو ہے۔ ہم بفضل خدا حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والے ہیں۔ اور آپؑ نے ہمیں علم اور شعور دیا ہے۔ اس لئے ایسے جواب دے کر جان نہ چھڑائیں۔ جو الہامات خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایک شوکت اور عظمت رکھتے ہیں۔

ویسے جن باتوں کو آپ نے الہام کا نام دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی باتوں اور تجربوں سے ہر احمدی لازماً گزرا ہوا ہے۔ سچے احمدی کے لئے ان تجربات سے گزرنا معمولی بات ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ اسی لئے تشریف لائے تھے کہ لوگوں کا خدا سے ایک زندہ تعلق قائم کر دیں۔ اور زندہ تعلق تب ہی ممکن ہے جب بندہ اپنے خدا سے اور خدا اپنے بندہ سے ہمکلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں اسی دعا کے کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ ہمیں ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔

خدا کے یہ ولی اعلیٰ ظرف کے مالک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو لوگوں کے آگے بیان کرتے نہیں پھرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد پیش خدمت ہے۔

نبی اور ولی کی عبادت میں فرق

۱۵ر نومبر ۱۹۰۰ء

نبی اور ولی کی عبادات میں فرق

خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ اُن کی رفتار بہت ہی سُست اور دھیمی ہے۔ اگر کسی زاہد کو فاسق کہہ دیا جاوے تو اُسے ایک لذت آجائے گی اس واسطے کہ وُہ راز جو اُس کے اور اُس کے محبُوب و مَولیٰ کے درمیان ہے وُہ مخفی معلوم دے گا۔ صُوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ عَین عبادت میں مصروف ہو اور وُہ اپنے آپ کو پوشیدہ کرکے کسی حجُرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کرکے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جاوے تو وُہ ایسی طرح شرمندہ ہو جائے گا، جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے۔ جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذّت آتی ہے۔ اسی طرح دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں! انبیاءؑ میں ایک قسم کا اِستثنا ہوتا ہے، کیونکہ اگر وُہ اپنی عبادت اور افعال کو چھپائیں، تو دُنیا ہلاک ہو جاوے۔ مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو اور کوئی کہے کہ دیکھو۔ اس نے نماز نہیں پڑھی، تو اُس کو چُپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اور اُسے کو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ مَیں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس لیے کہ اگر وُہ نہ کہے، دُوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حِصّہ ظاہر طور پر کریں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصُود ہوتا ہے تاکہ ان کو سکھا دیں۔ یہ ریا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ خضرؑ نے ایسے کام کیوں کئے جن میں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنّہ تھا، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ خضرؑ صاحبِ شریعت نہ تھا، ولی تھا۔

انبیاء علیہم السلام کے لیے دونوں حِصّے ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن کو سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً نیکی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔“

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ ۳۹۸)

محترم جنبہ صاحب! مامورین اسی لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو جن باتوں کا علم نہ ہو، انہیں اس کا علم دیں۔ ہمیں بتائیں کہ الہام اس طرح ہوتے ہیں۔ گزشتہ صفحات پر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات درج کئے ہیں۔ آپؑ کیونکہ صاحب تجربہ تھے۔ اس لئے آپؑ نے وحی والہام کی حقیقت کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

دوسروں سے لڑنے کی بجائے آپ کو چاہیئے کہ اگر آپ واقعی خدا کی طرف سے ہیں اور اپنے دعوؤں میں سچے ہیں تو اس کے لئے خدائی تصدیق سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

گیاہے۔ سو یادرکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ یا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق وباطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

(ملفوظات، جلد۵، صفحہ ۵۵۴)

جنبہ صاحب پر ہونے والے الہامات کی نوعیت

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے تین طریقوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔

۱۔ پردے کے پیچھے سے ہمکلام ہونا جیسے خواب وغیرہ۔ دل میں کوئی بات ڈالنا۔

۲۔ بلاواسطہ ڈائریکٹ ہمکلام ہونا۔

۳۔ کسی پیغام رساں یعنی فرشتوں کے ذریعے۔

جنبہ صاحب خود پر ہونے والے الہام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> جب میں نے ''نیکی اور مظہر'' کے عنوان کے تحت نیکی اور اُسکے اشیاء کیساتھ تعلق کے بارے میں لکھنا شروع کیا تو مجھے متذکرہ بالا دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اِلہاماً بتایا گیا کہ یہ دونوں (قانون بقائے مادّہ اور مادّے کی تین حالتیں) نظریات غلط ہیں۔ اور یہ الہام بھی ایسے ہی ہوئے تھے جیسے نیوٹن (Newton) نے جب سیب کو گرتے دیکھا تو اُسکے دل میں غیب سے ڈالا گیا کہ نیوٹن یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ یہ پہلوؤں کی طرف کیوں نہیں گرا یا اُوپر کی طرف کیوں نہیں گیا۔؟ بظاہر یہ اشارہ (hint) بہت معمولی تھا لیکن ازاں بعد

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۷۱)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ انہیں بھی ایسے ہی الہام ہوئے تھے جیسے الہام نیوٹن کو ہوا تھا۔ نیوٹن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ یہ سیب سیدھا زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ اور اس سوچ کے نتیجہ میں نیوٹن نے Gravitational Force کا فارمولا ایجاد کیا۔ یہ واقع صرف نیوٹن کے ساتھ ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ہر سائنسدان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کے دل میں بات ڈالی۔ اور اس کے نتیجہ میں کوئی چیز ایجاد ہوگئی۔ مگر یہ وحی وحی نبوت یا معموریت نہیں ہے۔

الہام کی یہ وہ قسم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہر کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ہر جستجو کرنے والے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور صاحبِ شعور لوگوں نے خدا کی طرف سے ہونے والی اس رہنمائی کے نتیجہ میں کبھی معموریت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس طرح رہنمائی کر کے ایک تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مدد کرتا ہے جو کسی بھی چیز کی سچے دل سے جستجو کرتا ہے۔ نیز اس طریق سے وہ اپنے ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ آج وہ لوگ جو خدا کو سائنس کی بنیادوں پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے لئے سائنس دانوں کے یہ واقعات ہستی باری تعالیٰ کے ہونے کے ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

میری لکھی گئی یہ کتاب بھی ایسے ہی خدا کے فضلوں کی بدولت ہے۔ میرا اتنا علم نہیں۔ مگر جب جب میں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور مدد چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بات کا جواب سمجھا دیا۔ حوالوں کو ڈھونڈنے میں غیب سے مدد فرمائی۔ ایسی ایسی باتیں بتائیں جن کا مجھے پہلے علم نہیں تھا۔ بہت سے حوالے میں نے زندگی میں پہلی بار پڑھے اور دیکھے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے معمورین سے ہمکلام ہونے کا طریق اس سے مختلف ہے۔ وہ ان کے ساتھ فرشتوں کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے یا بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سچے الہامات کی بابت ارشاد فرماتے ہیں۔

> یہ جھوٹا ہے۔ سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔ اے صوفیو!!! اور اس ہوس کے گرفتارو۔ ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے:۔
>
> (۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہٰذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔
>
> (۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نا معلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

(۳) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آ جاتا ہے۔

(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

(۹) سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۴۹۰، ۴۸۸)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور جنبہ صاحب

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف الہامات کو بیان کر کے ان کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ ایسے ہی بعض الہامات پیش کر کے ان کے اپنی مرضی کے معنی پیش کئے ہیں۔ ان پر بات کرنے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے بارے میں جنبہ صاحب کی ایک رائے پیش خدمت ہے۔

اِنّی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ

الجواب۔ عرض ہے کہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے بعد اور ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء سے پہلے دسمبر کی کسی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر اٹھارہ (۱۸) الہامات نازل فرمائے تھے۔ اور یہ الہامات تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۳۰ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس الہام اِنّـی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ کے متعلق خاکسار نے ایم ٹی اے پر مولوی دوست محمد شاہد صاحب کے ایک انٹرویو (Interview) میں سُنا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے کچھ اس طرح بیان کیا تھا کہ ایک رات کو میرے ذہن میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا یہ الہا م اِنّـی مَعَكَ یَا مَسْـرُوْ آیا تو اگلے دن میں نے اس الہام کو دربارِ خلافت میں بذریعہ ای میل پیش کر دیا وغیرہ۔ بعد ازاں نظام جماعت نے حضورؒ کے اس الہام کی خوب تشہیر کی۔ اب سوال یہ ہے کہ مورخِ احمدیت کا اس الہام کو دربارِ خلافت میں پیش کرنے کا مقصد کیا تھا؟ پہلا مقصد تو غالباً اُن کا یہ ہوگا کہ وہ خلیفہ خامس کو دکھا سکیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام میں آپ کا نام یعنی مسرور موجود ہے اور اس طرح افرادِ جماعت کو قائل کیا جا سکے گا کہ آپ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ دوسرا مقصد غالباً ان کا اپنے دنیاوی مفادات کا تحفظ کرنا اور اپنے اور اپنے خاندان کو دربارِ خلافت میں منظورِ نظر بنانا ہوگا۔

اس عاجز کے خیال میں اس الہام میں مرزا مسرور صاحب کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ہی مسرور کہا ہے اور اس نام سے آپؑ کو ہی پکارا ہے۔ یاد رہے کہ صرف نام کی مماثلت سے کوئی احمدی کسی الہام کا مصداق نہیں بن سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی احمدی کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کسی الہام کا مصداق بنانا ہوتا ہے تو وہ باقاعدہ دلیل کیساتھ بناتا ہے۔ اگر مورخِ احمدیت نے اس الہام کو دربارِ خلافت میں اس غرض سے پیش کیا تھا کہ اس میں مرزا مسرور صاحب کے نام کا ذکر ہے اور وہ اس الہام کے مصداق ہیں تو وہ اس کی دلیل بھی پیش کرتے؟ یا اگر مرزا مسرور احمد صاحب سمجھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام میں اُن کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر اس کا انکشاف فرمایا ہے کہ وہ اس الہام کے مصداق ہیں تو وہ بھی اپنے کسی خطبہ میں اسکی دلیل پیش کرتے؟ لیکن آج تک نہ مورخِ احمدیت نے اسکی کوئی دلیل پیش کی ہے اور نہ ہی مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنے کسی خطبہ میں اس کا اعلان کیا ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ مورخِ احمدیت کا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اس الہام کو دربارِ خلافت میں پیش کرنے اور نظامِ

(آرٹیکل نمبر ۳۶، صفحہ نمبر ۴)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔ ”اس عاجز کے خیال میں اس الہام میں مرزا مسرور صاحب کا ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ہی مسرور کہاہے اور اس نام سے آپؑ کو ہی پکارا ہے۔ یاد رہے کہ صرف نام کی مماثلت سے کوئی احمدی کسی الہام کا مصداق نہیں بن سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی احمدی کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے کسی الہام کا مصداق بنانا ہوتا ہے تو وہ باقاعدہ دلیل کیساتھ بناتا ہے۔“

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ جنبہ صاحب اپنی کہی اس بات پر خود کتنا عمل کرتے ہیں۔

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل الہامات کو اپنی ویب سائٹ کے مین پیج پر لگا کر ان کا خود پر اطلاق کیا ہے

حوالہ نمبرا:-

(ا) ۱۵۔نومبر ۱۸۹۸ء

"اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔مَالَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ اِنِّیْ مَعَکُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔اِنِّیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ "ترجمہ۔میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔پس تم صبر کرو اِس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔اور ان لوگوں پر ذلّت طاری ہوگی۔اللہ(کے عذاب) سے اُنہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔پس تم صبر کرو اُس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔یقیناً میں تم دونوں کیساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔(تذکرہ صفحہ ۲۶۹ ایڈیشن چہارم۔بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

(۲) دسمبر ۱۹۰۷ء

"اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔تم دونوں کی دُعا قبول کی گئی۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۳۰ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴۔دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

نوٹ:۔لفظ "دونوں" میں ایک تو بذات خود ملہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرا کون ہے؟ دوسرا حضورؑ کا موعود "زکی غلام" ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں ویب سائٹ کے (Letters) عنوان کے تحت خط نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴ (خواب نمبرا)

محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دو الہامات کو پیش کر کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان الہامات میں جو دو کا لفظ ہے اس سے مراد ایک تو حضرت مسیح موعودؑ ہیں اور دوسرا میں (جنبہ صاحب) ہوں۔اپنے اس دعویٰ کی بنیاد اپنے ایک خواب کو بناتے ہیں کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے جنبہ صاحب کو اپنے ساتھ دعا کرنے کا کہا تھا۔اس لئے جنبہ صاحب کا خیال ہے کہ اس الہام میں دوسرا شخص میں ہوں۔

جنبہ صاحب نے پہلا الہام تو پورا درج کر دیا۔لیکن دوسرا الہام جس میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا کہ دوسرا کون ہے۔اس کا صرف ایک حصہ درج کیا اور باقی سارا الہام رہنے دیا۔ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَبِبَعْضٍ فَمَا جَزَاء مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلاَّ خِزْيٌفِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِوَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

پس کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو ایسا کرے اس کی جزا دنیا کی زندگی میں سخت ذلت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ سخت ترعذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ البقرۃ ۲: ۸٦)

جنبہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ مکمل الہام یہ ہے۔

دسمبر ۱۹۰۷ء "(۱) اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔ اَحْمِلُ اَوْزَارَكَ (۲) میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں (۳) اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ (۴) وَقَعَ وَاقِعٌ وَّ هَلَكَ هَالِكٌ (۵) وَضَعْنَا النَّاسَ تَحْتَ اَقْدَامِكَ (٦) وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۷) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُكَ (۸) سَنُرِیْهِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (۹) اُجِیْبَتْ دَعْوَتُكُمَا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (۱۰) اِنِّیْ مَعَكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ (۱۱) اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ الْاَعْلٰی (۱۲) اِخْتَرْتُ لَكَ مَا اخْتَرْتَ (۱۳) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید (۱۴) ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱٦) بَعْدَ سَنَةٍ وَّاحِدَةٍ (۱۷) صَلٰوتُكَ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (۱۸) دَخَلْتُمُ الْجَنَّةَ وَمَا عَلِمْتُمْ مَا الْجَنَّةُ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْاٰخِرُ" (بدر جلد ٦ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴، ۵۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴٦ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

ترجمہ: (۱) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا(۳) اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں(۴) ایک واقع وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گا (۵) ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھ دیا(٦) ہم نے تجھ سے وہ بوجھ اٹھا دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اور تیرے ذکر کو بلند کیا(۷) تیری دعا قبول کی گئی(۸) عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے۔ گردونواع میں اور خود ان میں (۹) تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے (۱۰) میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم (۱۱) میں تیرا رب اعلیٰ ہوں(۱۲) میں نے تیرے لئے وہ امر پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا(۱۳) خوشی وخرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آ گیا(۱۴) ستائیس کو ایک واقع (ہمارے متعلق) اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے(۱۵) خوشیاں منائیں گے (۱٦) ایک سال کے بعد (۱۷) تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ تیری دعا ان کے لئے آرام کا موجب ہے(۱۸) تم داخل ہو گے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت، یہ آخری دن ہے۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ ٦۳۰)

مندرجہ بالا الہام کا مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہو سکتے ہیں۔ جنبہ صاحب نہیں ہو سکتے۔ مگر جنبہ صاحب نے اس الہام کے متعلقہ حصہ کو اپنی ویب سائیٹ پر ڈالا ہی نہیں۔ اور وہ حصہ جو انہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا اس کو لکھ کر خود پر چسپاں کر لیا۔ یہاں پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں" اور اس کے ساتھ ہی اگلا فقرہ ہے " ایک واقع وقوع میں آئے گا اور ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گا"۔ یہ فقرہ قابل غور ہے۔ جو انشاء اللہ جلد بڑی شان سے پورا ہو گا۔

حوالہ نمبر ۲:-

(۴) ۲۔اکتوبر ۱۹۰۵ء

"دیکھا کہ ایک مکان ہے۔ اُس پر چڑھنے کیلئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں۔ اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اِس زینہ پر چڑھتا ہوں مگر چڑھ نہیں سکتا۔ اِتنے میں اُوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہنچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ دور ہے۔ کوئی دو تین سَو گز کا فاصلہ ہے۔ پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔ میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔" (تذکرہ صفحہ ۴۸۳۔ بحوالہ بدر جلد ۱ نمبر ۲۷ مورخہ ۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)

اس الہام میں جس غفار خدمتگار کا ذکر ہے۔ اسے جنبہ صاحب خود سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر واقعی یہاں جنبہ صاحب آپ کا ہی ذکر ہے تو اس الہام کو دوبارہ غور سے پڑھیں اور حضورؑ نے آپ کو جو ارشاد فرمایا ہے اس پر عمل کریں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔ 'میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل'۔ حضور نے یہ الفاظ غفار کو کہے ہیں لیکن جو دوسرا سوار ہے اور آگے آگے جا رہا ہے اسے منع نہیں فرمایا۔ اس میں بھی آپ کے لئے سبق ہے۔ وہ سوار خلیفہ وقت ہے۔ جو آج حضورؑ اور حضورؑ کی جماعت کی حفاظت کر رہا ہے۔

جنبہ صاحب اس حکم پر عمل کریں اور آگے نکلنے کی بجائے جماعت کے ساتھ ساتھ چلیں۔ آپ نے تو حضورؑ کے دعوؤں کا انکار کر کے خود کو مسیح عیسیٰ ابن مریم بنا لیا ہے۔ اور نبوت کے دعویدار بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضورؑ کی نصیحت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ نمبر۳:-

محترم جنبہ صاحب نے اپنے بعض مضامین میں اور اپنے پروگراموں میں سٹیج کے پیچھے حضورؑ کا یہ الہام لکھا ہوتا ہے۔ اس الہام کا خود پر اطلاق کرتے ہیں۔ "لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی"

(روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۴۲۹)

جنبہ صاحب! شیر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوسروں کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ خود شکار کرتا ہے۔ پھر کھاتا ہے اور جو بچ جاتا ہے وہ دوسرے جانور کھاتے ہیں۔ مگر آپ کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو اٹھا کر اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اشعار کر خود پر لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر آپ شیر ہیں تو شیروں والے کام بھی کریں۔ کچھ اپنا پیش کریں۔

حوالہ نمبر۴:-

(۳) ۱۶۔ نومبر ۱۸۹۸ء

"اِنِّیْ مَعَ الْغَفَّارِ۔ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔" ترجمہ۔ میں غفار کے ساتھ ہوں۔ تیرے پاس اچانک آؤں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۶۹۔ بحوالہ تحریر حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رجسٹر محاورات العرب اور یہ رجسٹر خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے)

تذکرہ میں اس الہام کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے۔ " میں خدائے غفار کے ساتھ ہوں تیرے پاس اچانک آؤں گا"۔ اور یہی ترجمہ درست ہے۔ غفار اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ اگر صرف " غفار" لکھا ہو تو اس سے کسی انسان کا نام مراد لیا جا سکتا ہے۔ جیسے انگریزی زبان میں THE لگا کر اس چیز کو مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی عربی میں ال لگا کر اس چیز کو مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر غفار کے ساتھ ال بھی لگا ہو یعنی "الغفار" لکھا ہو تو اس سے مراد صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات مراد ہے۔ اس لئے اسے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی نسبت استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے الرحمٰن، الرحیم، الغفور، المصور وغیرہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

اس لئے اس الہام کے جو معنی جنبہ صاحب کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ بھی جنبہ صاحب نے اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کو درج فرما کر ان کے اپنی مرضی کے معنی کئے ہیں اور اپنی مرضی کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی کھلی منافی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ہے۔

میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پا کر اس کے معنے کرتا ہے۔-------------------

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ارشاد

جنبہ صاحب نے قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور الہامات کے اپنی مرضی کے ترجمے کر کے ان کا بڑی بے دردی سے اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کے ترجمے کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

جلسہ مذاہب میں شمولیت ۲-۳-۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء

دسمبر ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتے میں آریہ سماج وچھووالی لاہور نے "جلسہ مذاہب" کے نام پر ایک عام جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا اور مضمون یہ مقرر کیا کہ "الہامی کتاب کونسی ہو سکتی ہے؟" آریہ صاحبان نے جہاں دیگر تمام مذہبی لیڈروں کو اس جلسہ میں مضمون سنانے کے لئے مدعو کیا۔ وہاں حضرت اقدس کی خدمت میں بھی درخواست کی کہ حضور بھی اس جلسہ کے لئے مضمون تیار فرماویں۔ حضور نے آریوں کے اخلاق اور عادات کا خیال کر کے پہلے تو اعراض کرنا چاہا مگر ان کے اصرار اور اس یقین دہانی پر کہ دیگر مذاہب کے بانیان کی عزت و احترام کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا اور کسی گروہ کی دلآزاری نہیں کی جائے گی، مضمون لکھنے کا وعدہ فرمالیا۔ آریوں نے جلسہ کے لئے ۲-۳-۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی تاریخیں مقرر کی تھیں اور سامعین کے لئے چار چار آنہ فی کس ٹکٹ بھی مقرر کیا۔ قادیان سے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کی قیادت میں ایک وفد اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے گیا۔ اور دور نزدیک سے بھی کافی احمدی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ حضور کے مضمون کا پہلا حصہ حضرت مولوی صاحبؓ نے اور دوسرا حصہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مضمون کیا تھا۔ اس کا حظ وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں جو اس کا مطالعہ کریں۔ حضرت اقدس کی مشہور کتاب "چشمہ معرفت" کے آخر میں چھپا ہوا موجود ہے۔

حضور کا یہ مضمون ۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو شام کے اجلاس میں جو ۶ر بجے شروع ہو کر دس بجے ختم ہوا۔ سنایا گیا۔ مضمون کے آخری حصہ میں چونکہ حضرت اقدس کے بعض الہامات درج تھے۔ اس لئے سامعین نے خواہش کی کہ حضرت مولوی صاحبؓ ان الہامات کا ترجمہ بیان فرمائیں۔ آپ نے اپنے امام کا انتہائی ادب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں۔ لیکن حاضرین کی خواہش پر میں اپنی سمجھ کے مطابق ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہوسکتا ہے۔ اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کرے گا''۔[۲۱۱]

یہ الفاظ جہاں اس ادب کو ظاہر کرتے ہیں جو آپ کے قلب مطہر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پایا جاتا تھا۔ وہاں آپ کے کمال انکسار پر بھی شاہد ہیں کہ باوجود ترجمہ کرنے کے آپ نے فرمایا کہ اصل ترجمہ وہی ہوگا جو ہمارا امام خود پیش کرے گا۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد

(حیات نور، باب چہارم، صفحہ نمبر ۳۰۶،۳۰۷)

مباہلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا مولوی الیاس ستار صاحب سے مباہلہ

محترم جنبہ صاحب نے پہلے محترم منیر احمد عظیم صاحب سے مباہلہ کیا اس کے بعد محترم ناصر احمد سلطانی صاحب سے مباہلہ کیا۔ یہ دونوں مباہلے اپنی مقررہ مدت پوری کر چکے اور ختم ہو گئے۔ اس پر بعض احمدی احباب نے جنبہ صاحب سے ان مباہلوں کے حوالے سے خط و کتابت کی۔ جنبہ صاحب نے اپنے خطبات میں بھی اس کا ذکر کیا۔

جنبہ صاحب کے ایک بہت ہی قریبی مرید محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب نے لوگوں کے استفسار کے نتیجے میں مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء کو ایک ویڈیو بعنوان " خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبد الستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ " اپنی ویب سائٹ پر ڈالی ہے۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ

مورخہ ۳/جون ۱۹۹۹ء کو کراچی کے ایک مربی جناب عثمان صاحب اور کراچی کے ایک غیر احمدی رہائشی مولانا الیاس ستار کے درمیان ملاقات کے وقت جناب الیاس ستار صاحب کے سوال [Can Ahmadies answer?] کے حوالہ سے قادیانی مربی صاحب نے جناب خلیفہ رابع صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اُنکا ۱۹۸۸ء کا مطبوعہ مباہلہ کا چیلنج (نظر ثانی شدہ ۱۹۹۸ء) جناب الیاس ستار صاحب کو دے دیا۔ مولانا نے مباہلہ کا یہ چیلنج فوراً قبول کر لیا۔ لیکن برخلاف اسکے جناب مرزا طاہر احمد صاحب کہتے ہیں کہ جناب الیاس ستار صاحب نے مباحثہ کے دوران پہلے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اب قطع نظر اسکے کہ مباہلہ کا چیلنج پہلے کس نے کس کو دیا، دونوں اطراف کی طرف سے مباہلہ کا یہ چیلنج منظور کر لیا گیا تھا۔

(۲) دونوں باہم مخالف اطراف کی طرف سے مباہلہ کی شرائط پر تحریری طور پر گواہوں کی موجودگی میں دستخط کر دیئے گئے تھے۔

(۳) جناب الیاس ستار صاحب کی طرف سے کراچی میں مباہلہ کی وسیع پیمانہ پر تشہیر کی گئی اور جماعت احمدیہ قادیان نے انگلستان میں وسیع پیمانے پر مباہلہ کی تشہیر کی تھی۔

(۴) جولائی ۱۹۹۹ء میں Surrey انگلستان اسلام آباد میں جماعت احمدیہ قادیان کا چونتیسواں (۳۴) جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں جناب مرزا طاہر احمد صاحب نے جلسہ کے ۱۸ ہزار (18000) شرکاء کیساتھ جناب الیاس ستار صاحب پر اللہ کی لعنت بھیجی تھی۔

(۵) مباہلہ کے چند ہفتوں کے بعد ہی مرزا طاہر احمد صاحب مباہلہ کی لعنت کی لپیٹ میں آنا شروع ہو گئے۔ وہ بچوں کی اُردو کلاس کیساتھ ناروے کا تفریحی سفر کر رہے تھے۔ بروز جمعہ اُس کا خطبہ جمعہ اچانک نا قابل فہم ہونا شروع ہو گیا۔ وہ فوراً لندن پہنچے اور ایک مہینہ بغرض علاج communicado میں رہے۔

(۶) اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی سے گذارش ہے کہ تم ناصر سلطانی اور قمر لانبیاء فخر الرسل حضرت عبدالغفار جنبہؑ دونوں کو جھوٹے سمجھتے ہو لہٰذا اُنکے درمیان مباہلہ کے نتیجہ پر سوالات کرنے کی بجائے کیا یہ مناسب اور بہتر نہیں ہوگا کہ تم دوسروں کے مباہلوں پر تبصرے کرنے سے پہلے اپنے مرحوم خلیفہ رابع کے مباہلہ کے حوالہ سے بھی جانکاری حاصل کرلو کہ اُنکے مولانا الیاس ستار کیساتھ کیے ہوئے مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ خلیفہ رابع صاحب کو تم سب خدا کا بنایا ہوا سچا سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے مولانا الیاس ستار سے مباہلہ کیا۔ اور اس مباہلہ کا دورانیہ آخر جولائی ۱۹۹۹ء سے آخر جولائی ۲۰۰۰ء تک ایک سال تھا۔

(۷) خالد واسطی اینڈ کمپنی سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ پھر آپکے خدا کے بنائے ہوئے سچے خلیفہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟؟؟

اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب:۔ مرزا طاہر احمد صاحب اپنی کذبانیوں کی وجہ سے اور مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ کیا جھوٹا بنا کر نہیں گئے ہیں؟؟؟ اِنا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دیکھو جو مجھے تو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

(۸)اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب۔۔۔سے گذارش ہے کہ وہ لوگوں کے مباہلوں پر تبصرہ کرنے سے پہلے اپنے مرحوم شیر خلیفے کے مباہلہ کا حال معلوم کر کے اُسکے نتیجہ سے لوگوں کو بھی آگاہ کریں اور اگر آپ میں کوئی غیرت اور شرم وحیا ہے تو پھر چلو بھر پانی میں ڈوب بھی مریں؟؟؟

خاکسار

ڈاکٹر محمد عامر

جماعت احمدیہ اصلاح پسند

((مورخہ ۲۲/اپریل ۲۰۱۵ء))

نوٹ:۔ مندرجہ بالا تحریر کے عنوان میں مولوی عبدلستار لکھا گیا ہے۔ لیکن نیچے مولانا الیاس ستار تحریر کیا گیا ہے۔ اصل نام مولانا الیاس ستار ہی ہے۔ شاید جلدی میں غلط نام لکھا گیا ہے۔

اس ویڈیو پر بات کرنے سے قبل ایک دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

ا۔ ہم روز ٹی وی ٹاک شوز میں دیکھتے ہیں کہ ایک سیاستدان دوسرے سیاستدان پر الزام لگاتا ہے کہ اس نے اتنی رقم کی کرپشن کی ہے۔ جواب میں وہ سیاستدان یہ نہیں کہتا کہ تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے میں نے کرپشن نہیں کی۔ بلکہ جواباً کہتا ہے تم نے پچھلے سال اتنی کرپشن کی تھی۔ یہ جواب اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ ہاں میں نے بھی کرپشن کی ہے مگر تم نے بھی تو کی تھی۔ یا اگر کوئی بچہ کسی دوسرے بچے سے پوچھے "کیا تم امتحان میں فیل ہو گئے ہو؟" اور دوسرا بچہ جواباً کہے "تم بھی تو پچھلے سال فیل ہو گئے تھے"۔ اس جواب سے یہی نتیجہ نکلے گا کہ وہ اپنے فیل ہونے کا اقرار کر رہا ہے ساتھ شرمندگی مٹانے کو دوسرے کو بھی اس کی ناکامی یاد دلا رہا ہے۔

یہی کام ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے۔ اپنی ناکامی کا جواب دینے کی بجائے احمدیوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ تمہارے خلیفہ بھی تو ناکام ہوئے تھے۔ چلو کسی طریقہ سے سہی ڈاکٹر صاحب نے اپنی شکست تو تسلیم کی۔

ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور شرم ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

ڈاکٹر صاحب آپ لوگوں کے بقول ہم تو اب ہدایت یافتہ نہیں رہے۔ مگر آپ لوگ تو بالکل نئے نئے ہدایت یافتہ ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کو اپنا عملی نمونہ دکھانا چاہیئے۔ مولانا الیاس ستار صاحب کے چیلنج کا یا تو جواب دینا چاہیئے اور یا اس کی فتح پر غیرت اور شرم کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ایسے الفاظ نہیں لکھنا چاہتا۔ آپ خود سمجھ دار ہیں۔

مولانا الیاس ستار صاحب اور ان جیسے دیگر مخالفین احمدیت کا جواب دینا سچے غلام مسیح الزماں اور مجددین کا کام ہے۔

۲۔ مولانا الیاس ستار صاحب کے ساتھیوں کی طرف سے شائع شدہ مباہلہ کی تحریر میں یہ شرائط درج ہیں۔

- ❖ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غلط ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک سال کے اندر اندر سزا دے اور ساری جماعت احمدیہ اس عرصہ یعنی ایک سال میں خدا تعالیٰ کی سزا کا نشانہ بنے۔
- ❖ اگر الیاس ستار صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق اپنے خیالات میں غلط ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی خدا کی طرف سے ہیں تو اللہ تعالیٰ الیاس ستار صاحب کو ایک سال کے اندر اندر عبرت ناک سزا کا نشانہ بنائے۔

ڈاکٹر صاحب یہ مباہلہ اس بات پر تھا کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ سچے ہیں یا نعوذ باللہ جھوٹے۔ آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تمہارے خدا کے بنائے خلیفہ کو اس مباہلہ میں شکست ہوئی۔

میرا ڈاکٹر صاحب سے سوال ہے

۱۔ اگر اس مباہلہ میں ہمارے خلیفہ کو شکست ہوئی اور الیاس ستار صاحب کی جیت تو نتیجہ کیا نکلا؟

۲۔ کیا آپ بھی اس نتیجہ سے اتفاق کرتے ہیں اور ان کی خود ساختہ جیت پر مطمعن اور خوش ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے دشمنوں کی خبریں بڑے فخر سے اپنی ویب سائٹ پر ڈالنا اور ساتھ تائیدی تبصرے اس بات کا ثبوت ہیں کہ مقاصد ایک ہیں۔

اس ویڈیو کو دیکھنے کے بعد خاکسار نے محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب کو مورخہ ۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء کو ای میل کے ذریعے کچھ سوالات لکھ کر بھجوائے۔ چند دن انتظار کے بعد ای میل کے ذریعے یاد دہانی کروائی۔ اور مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۱۵ء کو آپ کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ بعد ازاں میرے خط اور اس کے جواب کو اپنی ویب سائٹ پر بھی نیوز نمبر ۱۰۶ کے عنوان سے آویزاں کر دیا گیا۔

محترم ڈاکٹر محمد عامر صاحب کا وہ جواب مندرجہ ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب سید سلیم احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے۔آپ نے جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے حوالہ سے ایک ویڈیو کے بارے میں چند سوالات پوچھے ہیں۔آپکے سوالوں کے جوابات دینے سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے نتیجہ سے متعلقہ ویڈیو الغلام ڈاٹ کم پر کیوں لگانی پڑی؟

اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ آپ کو علم ہوگا کہ گذشتہ سال مارچ ۲۰۱۴ء کے آغاز میں مولوی ناصر احمد سلطانی نے ہمارے حضور قمر الانبیاء فخر الرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ موعود زکی غلام مسیح الزماں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔چونکہ حضورؑ پیشگوئی مصلح موعود اور بانئے جماعت حضرت مرزا غلام احمدؑ کے مقام ومرتبہ کے سلسلہ میں ناصر احمد سلطانی پر اتمام حجت پہلے ہی کر چکے تھے لہٰذا آپؑ نے ناصر احمد سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج کو فوراً قبول کرلیا۔اس طرح جماعت احمدیہ اصلاح پسند اور جماعت احمدیہ حقیقی دونوں جماعتیں مورخہ ۱۳/مارچ ۲۰۱۴ء سے ایک سالہ جماعتی مباہلہ میں داخل ہوگئیں۔دونوں فریقوں کا ایک سالہ جماعتی مباہلہ مورخہ ۱۳/مارچ ۲۰۱۵ء کو اختتام پذیر ہو گیا۔مباہلہ کے دوران دونوں جماعتوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ظاہر ہوا اس سے قطعی طور پر لوگوں کو علم ہو گیا ہوگا کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت حق پر ہے اور کس جماعت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہے۔لیکن قادیانی جماعت کے ایک صاحب اکرم محمود عرف خالد واسطی نے ای میل فورم پر مباہلہ کرنیوالی دونوں جماعتوں کے بارے میں آئے دن سب وشتم کرنا اور غیر مہذبانہ انداز میں واویلا کرنا شروع کر دیا۔قمر الانبیاء فخر الرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ نے اپنے خطبات میں خالد واسطی کے قریباً سارے سوالوں کے جوابات بھی دے دیئے لیکن سمجھانے کے باوجود یہ شخص حضورؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید سے باز نہ آیا۔پھر خالد واسطی صاحب کو آئینہ دکھانے اور لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے کے مترادف ہمیں مجبوراً مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر مختصراً تبصرہ کرکے اسے الغلام ڈاٹ کم پر لگانا پڑا۔اگر خالد واسطی اینڈ کمپنی مباہلہ کے حوالہ سے قمر الانبیاء فخر الرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید اور بدزبانی نہ کرتے تو ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم مولوی عبدالستار صاحب کی طرف سے تیار کردہ مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر تبصرہ کرکے اسے اپنی ویب سائٹ پر لگاتے۔اب میں آپکے خط کی طرف آتا ہوں۔آپ آغاز میں لکھتے ہیں:۔"آج آپکی ویب سائٹ پر آپکی طرف سے تیار کردہ ایک ویڈیو دیکھی"۔

☆☆☆ اس سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ جس ویڈیو کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔یہ ویڈیو نہ ہماری ہے اور نہ ہی ہم نے تیار کی ہے۔یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کرکے کافی عرصہ سے یوٹیوب چینل پر لگائی ہوئی ہے۔اس ویڈیو کے نیچے جو تبصرہ بعنوان [[خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ]] کیا گیا ہے۔یہ تبصرہ ہمارا ہے۔اب میں

آ پکے دیگر سوالوں کی طرف آتا ہوں۔

سوال نمبر ا:۔۔۔" آپ نے مربیان کرام اور مولانا صاحب کے مابین ہونے والے مباہلہ کو شروع میں شائع کیا ہے۔ چھوٹا ہونے کے باعث خاکسار اِس کو پڑھ نہیں پا رہا۔ اگر ممکن ہو تو اِسکی کاپی (pdf) بھجوا کر ممنون فرمائیں۔"

الجواب:۔۔۔ پہلے سوال کے جواب میں گذارش ہے اور جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ ویڈیو ہم نے تیار نہیں کی۔ یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے کسی ساتھی نے تیار کر کے یوٹیوب پر کافی عرصہ سے لگائی ہوئی ہے۔ اس ویڈیو میں جو باریک تحریر ہے وہ یقیناً وہی تحریر ہوگی جو دونوں فریقوں نے باہمی رضامندی سے تیار کی ہوگی۔ اس تحریر کو آپ مباہلہ کے دونوں فریقوں میں سے کسی فریق سے حاصل کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۲:۔۔۔" آپ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نے ۱۹۸۸ء میں جو مباہلہ کیا تھا اِس کا نظر ثانی شدہ مباہلہ کا چیلنج مولانا صاحب کو دیا گیا۔ کیا پہلے مباہلہ کے چیلنج میں کچھ تبدیلی کی گئی تھی۔ میں نے اُسے نہیں پڑھا۔ اگر آپکے پاس ہوں تو دونوں خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔"

الجواب:۔۔۔ دوسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ یہ بات ویڈیو تیار کرنیوالوں نے ویڈیو کے اندر لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے تبصرہ میں اس کا صرف حوالہ دیا ہے۔ آپ اپنے سوال کا جواب یا تو جماعت احمدیہ قادیان سے اور یا پھر مخالف فریق جنہوں نے یہ ویڈیو تیار کی ہے اُن سے پوچھیں۔

سوال نمبر ۳:۔۔۔" اِس مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا۔ خاکسار کو علم نہیں۔ اِس پر بھی ضرور روشنی ڈالیں۔ کیا مولانا صاحب جیت گئے تھے؟ (یعنی مولانا صاحب پر اس کا کچھ اثر ہوا تھا یا نہیں)۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ثبوت ہو تو ضرور بھجوائیں۔"

الجواب:۔۔۔ تیسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ ہمیں نہ تو اس ویڈیو سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے کوئی دلچسپی تھی۔ اس ویڈیو میں مباہلہ کا جو نتیجہ دکھایا گیا ہے۔ ہم نے مجبوراً اس پر صرف تبصرہ کیا ہے۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

سوال نمبر ۴۔۔۔" آخر میں آپ نے ایک تصویر ڈالی ہوئی ہے۔ ایک بزرگ اور ایک نوجوان۔ یہ کس کی تصویر ہے؟"

الجواب:۔۔۔ پھر گذارش ہے کہ ہم نے تو یہ ویڈیو تیار نہیں کی۔ مولوی عبدالستار صاحب کی پارٹی کی طرف سے یہ ویڈیو تیار کر کے یوٹیوب پر لگائی گئی ہوگی۔ آخر پر جو تصویر ہے۔ اس میں مولوی عبدالستار صاحب اور اُس کیساتھ کوئی نوجوان اُس کا کوئی ساتھی ہوگا۔ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔

سوال نمبر ۵:۔۔۔" کچھ عرصہ قبل میں نے آپکی ایک ویڈیو دیکھی تھی۔ اس میں آپ نے ذکر کیا تھا کہ آپ کچھ عرصہ قائد ضلع بھی رہے ہیں۔ خاکسار بھی ۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۳ء تک قائد ضلع منڈی بہاؤ الدین رہا ہے۔ آپ کس عرصہ میں قائد ضلع رہے اور کس ضلع کے رہے ہیں؟"

الجواب:۔۔۔ خاکسار ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۵ء تک چک نمبر ۷۰ ایم ایل کا قائد جماعت اور ضلع بھکر کا نائب قائد خدام الاحمدیہ رہا ہے۔ علاوہ اسکے ربوہ میں محلہ دار الفتوح میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۲ء تک نائب زعیم خدام الاحمدیہ رہا ہوں۔ اُمید ہے آپکے سوالوں کے جوابات

٣

آپ کومل گئے ہونگے۔ والسلام

خاکسار

ہومیوڈاکٹر محمد عامر

مورخہ ۱۰/مئی ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ: نیوز نمبر ۱۰۶ کے چوتھے صفحہ پر میرا اصل خط بھی شائع کیا گیا ہے۔ چونکہ میرے سوال مندرجہ بالا جواب میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے وہ خط دوبارہ یہاں شامل نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر صاحب کی دونوں تحریریں (ویڈیو میں درج مختصر تبصرہ اور میرے خط کا جواب) بڑی دلچسپ ہیں۔ باری باری ان کا جواب حاضر ہے۔

نمبر ۱: میرے خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

طرف آتا ہوں۔ آپ آغاز میں لکھتے ہیں:۔" آج آپکی ویب سائٹ پر آپکی طرف سے تیارکردہ ایک ویڈیو دیکھی۔"
☆☆☆اس سلسلہ میں جواباً گذارش ہے کہ جس ویڈیو کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ ویڈیو نہ ہماری ہے اور نہ ہی ہم نے تیار کی ہے۔ یہ ویڈیو مولوی عبدالستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کر کے کافی عرصہ سے یوٹیوب چینل پر لگائی ہوئی ہے۔ اس ویڈیو کے نیچے جو تبصرہ بعنوان[[خلیفہ رابع صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ]] کیا گیا ہے۔ یہ تبصرہ ہمارا ہے۔ اب میں

الجواب:

- میں نے یہ ویڈیو پہلی بار الغلام کی ویب سائٹ پر ہی دیکھی تھی۔ نیز ڈاکٹر صاحب نے کہیں وضاحت نہیں کی تھی کہ یہ ویڈیو ان کی طرف سے تیار نہیں ہوئی۔ اس لئے میں نے یہ لکھ دیا کہ آپ کی طرف سے تیار کردہ ویڈیو دیکھی۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے کہ یہ ویڈیو مولوی الیاس ستار صاحب کے گروپ کی طرف سے کسی نے تیار کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بتانے پر میں نے یوٹیوب پر اس ویڈیو کو تلاش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اس مباہلہ کی مدت

جولائی ۲۰۰۰ء میں ختم ہو گئی تھی۔ حضورؒ اپریل ۲۰۰۳ء میں وفات پا چکے۔ مباہلہ کے چودہ سال بعد یوٹیوب پر یہ ویڈیو جنوری ۲۰۱۴ء میں ڈالی گئی۔ اتنے عرصہ کے بعد کیا ضرورت پیش آئی؟ بقول شاعر (کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے)

نمبر ۲: میرے خط میں ایک سوال یہ تھا

سوال نمبر ۳:۔۔۔''اس مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا۔ خاکسار کو علم نہیں۔ اس پر بھی ضرور روشنی ڈالیں۔ کیا مولانا صاحب جیت گئے تھے؟ (یعنی مولانا صاحب پر اس کا کچھ اثر ہوا تھا یا نہیں)۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ثبوت ہو تو ضرور بھجوائیں۔''

الجواب:۔۔۔ تیسرے سوال کے جواب میں گذارش ہے کہ ہمیں نہ تو اس ویڈیو سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی عبدالستار صاحب کے درمیان مباہلہ سے کوئی دلچسپی تھی۔ اس ویڈیو میں مباہلہ کا جو نتیجہ دکھایا گیا ہے۔ ہم نے مجبوراً اس پر صرف تبصرہ کیا ہے۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

ڈاکٹر صاحب تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں؟

الجواب:

- ڈاکٹر صاحب کو اگر یہی نہیں معلوم کہ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا تو اس ویڈیو کو کس مقصد کے لئے اپنی ویب سائٹ پر آویزاں کیا ہے۔ اور یہ تبصرہ کس بنیاد پر فرما رہے ہیں۔

(۷) خالد واسطی اینڈ کمپنی سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ پھر آپکے خدا کے بنائے ہوئے سچے خلیفہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟؟؟

اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب:۔ مرزا طاہر احمد صاحب اپنی کذبانیوں کی وجہ سے اور مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ کیا جھوٹا بنا کر نہیں گئے ہیں؟؟؟ اِنا للہ وانا الیہ راجعون ؎ دیکھو جو مجھے تو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

(۸) اکرم محمود عرف خالد واسطی اینڈ کمپنی صاحب۔۔۔ سے گذارش ہے کہ وہ لوگوں کے مباہلوں پر تبصرہ کرنے سے پہلے اپنے مرحوم شیر خلیفے کے مباہلہ کا حال معلوم کر کے اُسکے نتیجہ سے لوگوں کو بھی آگاہ کریں اور اگر آپ میں کوئی غیرت اور شرم وحیا ہے تو پھر چلو بھر پانی میں ڈوب بھی مریں؟؟؟

ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہیں کہ مباہلہ کا کیا نتیجہ نکلا تھا مگر اس کے باوجود کہہ رہے ہیں کہ " مباہلہ میں شکست کھا کر دنیا میں ایک صادق امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی نعوذ باللہ جھوٹا بنا کر نہیں گئے۔" اور ساتھ غیرت اور شرم وحیا کے نام پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مشورہ بھی دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۞

۷۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ ۞

(سورۃ الحجرات ۴۹)

- ڈاکٹر صاحب خاکسار کو مشورہ دے رہے ہیں " اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ آپ اس حوالہ سے سوالات متعلقہ فریقوں سے پوچھیں۔"

۱۔ اس مشورہ کا شکریہ مگر مجھے کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ممبران جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اپنے تمام دعوؤں میں سچا مانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے۔" کہ میں اس کی اہانت کروں گا جو تمہاری اہانت کا ارادہ کرے گا۔" حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مابین مباہلہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے متعلق تھا اس لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پر مہر ثبت کرے۔ یہ ہر احمدی کا یقین ہے۔

۲۔ اس مباہلہ میں کون جیتا اور کون ہارا؟ اس سوال کا جواب اسی ویڈیو میں موجود ہے۔ تھوڑا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مباہلہ کا وہ معاہدہ جو ویڈیو میں دکھایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔ یہ ایک ہاتھ سے لکھی گئی تحریر ہے۔ جس پر مربی عثمان صاحب اور مولوی الیاس ستار صاحب کے علاوہ چند گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

اس تحریر میں لکھا گیا ہے کہ مربی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مباہلہ کے چیلنج کا پمفلٹ مولوی الیاس ستار صاحب کو پیش کیا۔ یہی بات ویڈیو میں انگریزی میں تحریر ہے اور اسی بات کو ڈاکٹر صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے۔

Mr. Usman presented to Illias Suttar the printed challenge of Mubahila by Mirza Tahir (of 1988 and renewed in 1998).

Mr Illias Suttar immediately accepted the challenge.....

The conditions were duly written down and signed by both sides in the presence of witnesses

اس تحریر میں پہلی شرط یہ ہے۔
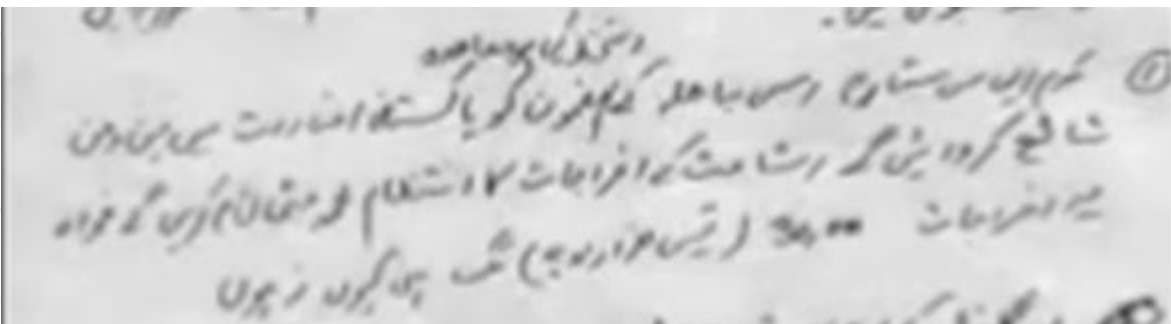
مکرم الیاس ستار صاحب اس مباہلہ کے مضمون کو پاکستانی اخبارات میں من و عن شائع کروائیں گے۔

ویڈیو میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔

The mubahila was printed and widely circulated by Illias Suttar in Pakistan, And The Ahmadiyya Jamaat in UK...

مگر اس مباہلہ کی پہلی شرط کو ہی پورا نہیں کیا گیا۔ صرف مباہلہ کی شرائط پر مبنی تحریر کو (جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ والا مباہلہ کا چیلنج نہیں ہے) شائع کیا گیا اور ویڈیو تیار کرتے وقت بھی ہاتھ سے لکھی تحریر کو تو شائع کر دیا گیا مگر مباہلہ کی اصل تحریر کو شامل نہیں کیا گیا۔

مباہلہ کی شرائط میں سے پہلی شرط پر ہی عمل نہ کر کے عملی طور پر اس معاہدہ کو ختم کر دیا گیا۔

اس مباہلہ کے حوالہ سے جلسہ سالانہ برطانیہ جولائی ۱۹۹۹ء میں حضورؒ کی تقریر کے چند حصے اس ویڈیو میں پیش کئے گئے ہیں۔ مگر مباہلہ کے متعلق اصل ارشادات کو شامل نہیں کیا گیا۔ یہ خطاب یوٹیوب پر موجود ہے۔

https://www.youtube.com/watch?v=WeTH0Z1Zz_Q

حضورؒ نے اس خطاب میں مباہلہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں۔

جماعت احمدیہ کے معاندین یہ کہتے ہیں کہ ''جماعت احمدیہ یہ عقائد رکھتی ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی خدا تھے۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن ۔ (حضور انور نے حاضرین کو فرمایا کہ آپ سب بھی کہیں لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن ۔ جس پر حاضرین نے لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن کہا۔) حضور انور نے فرمایا کہ آج ایک کروڑ داخل ہونے والوں کے

علاوہ جب سے جماعت بنی ہے کروڑہا احمدیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو خدا کہتا ہو یا خدا تسلیم کرتا ہو۔

دوسرا دعویٰ: ''وہ خدا کا بیٹا تھے۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اور پھر یہ دعویٰ ایک دوسرے کو بھی جھٹلا رہے ہیں۔ خدا تھے تو خدا کا بیٹا کیسے ہو گئے؟ یہ مولویوں کا پاگل پن ہے یعنی پاگل پنوں میں سے ایک پاگل پن ہے۔

ایک اور دعویٰ: ''خدا کا باپ بھی تھے۔'' اس پہ تو لعنت سے زیادہ اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔

پھر یہ خوفناک دعویٰ کہ ''تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ افضل و برتر تھے۔'' کوئی احمدی ساری دنیا میں اس دعوے کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔

پھر کہتے ہیں کہ ان کی وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفیٰ ﷺ کی کوئی حیثیت نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک، لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

''ان کی عبادت کی جگہ عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔'' یعنی ہر احمدی مسجد خانہ کعبہ کے برابر ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن یا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔

''قادیان کی سرزمین مکہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔''

''قادیان سال میں ایک دفعہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔'' ہمارا تو دعویٰ یہ ہے کہ دنیا میں کسی مقدس مقام پر جانا بخشش کا موجب نہیں بنا کرتا۔ تقویٰ ہے جو بخشش کا موجب بنتا ہے اگر تقویٰ لے کر جاؤ گے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دے گا اگر تقویٰ کے بغیر جاؤ گے تو پھر اس کی مرضی ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے۔

میں نے ان کو یہ چیلنج دیا کہ بتاؤ یہ کہاں سے سچ ثابت کیا ہے تم نے اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن

ان الزامات کے علاوہ حسب ذیل نہایت مکروہ الزامات بھی جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں۔

''احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔'' لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن، لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ۔

''جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے

کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمدؐ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔'' لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡن
''احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کا خدا ہے۔'' لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡن، ایک ہی خدا ہے سب کا وہی خدا ہے۔
''قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ وہ ملائک نہیں جن کا قرآن اور سنت میں ذکر ہے۔'' لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡن
''قادیانیوں کے رسول بھی مختلف، ان کی عبادت بھی اسلام سے مختلف، ان کا حج بھی مختلف غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنت سے جدا اور الگ ہیں۔''
ان سارے الزامات کا ذکر کر کے میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے ہیں، کھلم کھلا افتراء ہیں ان میں ایک بھی سچا نہیں اور لَعۡنَتُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡن آخر پر میں خدا کی لعنت ان جھوٹوں پر ڈالتا ہوں۔

میں نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر یہ باتیں جھوٹ ہیں جیسا کہ جھوٹ ہیں تو پھر اے خدا! جماعت احمدیہ پر رحمتیں نازل فرما۔ لعنتیں ان پر پڑیں اور رحمتیں جماعت پر اور اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کردے۔

پس آج ساری دنیا سے آنے والے گواہ ہیں کہ خدا کی قسم جماعت احمدیہ کی سچائی سب دنیا پر روشن ہوچکی ہے۔ تا کہ دنیا دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور پشت پناہی میں کھڑا ہے اور اگر دشمن کے الزامات سچے ہیں تو ہم پر ہر سال اپنا غضب نازل فرما اور ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے اپنے عذاب کی چکی میں پیس تا کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندوں کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ ہے۔ یہ سب عجائب کام ہیں جو تو دکھلاتا ہے۔

اس ضمنی ذکر کے بعد جو مجھ پر ٹھونسا تو گیا مگر میں نے قبول کرلیا تھا۔ میں اب آپ کے سامنے یہ بات کھول رہا ہوں کہ صرف یہ ایک سال اس مباہلہ کرنے والے کو جھوٹا ثابت کردے گا کیونکہ اس سال جماعت کو مٹنا چاہئے تھا بجائے مٹنے کے یہ اور بھی زندہ ہوگئی، زندہ سے زندہ تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ پس ان سب کی تعلّیات الٹی ان پر پڑتی ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں آئندہ

احباب کرام! یہ ہے وہ مباہلہ کا چیلنج جسے شائع نہ کرکے مولوی الیاس صاحب اور ان کے ساتھی اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ یہی بات حضور نے جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۹ء کے افتتاحی خطاب کے شروع میں بیان فرمائی ہے۔

> ہوں اور اس پہلو سے میں اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کر چکا ہوں۔ اب میں وہ مباہلہ جس پر دستخط ہوئے ہیں اس کے بعض ضروری الفاظ آپ کے سامنے سناتا ہوں تا کہ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مباہلہ کرنے والا دراصل اسی مباہلہ کے دوران ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ الفاظ جو پیش کئے گئے وہ یہ ہیں۔ میں نے بڑے واشگاف الفاظ میں احمدیت کے دعاوی دشمن کے سامنے رکھے تھے جن کے متعلق یہ کہا تھا کہ ایک ایک کے متعلق یہ اعلان کرو کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔ اس نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور جو الفاظ ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اس ویڈیو میں ایک بات اور تحریر کی گئی ہے۔

Jamaat Ahmadiyya had maintained a total silence on this issue of Mubahila of Illias Suttar.

جواباً عرض ہے۔

۱۔ اس مباہلہ کا ایک جواب تو اوپر درج ہے۔

۲۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا ہے۔ اور یہ ایک سچی جماعت ہے۔ دنیا بھر میں جماعت کو ملنے والی فتوحات سے سب آگاہ ہیں۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسی خطاب میں مباہلوں کے متعلق جماعت کو ہدایت فرمادی تھی۔

> اس ضمنی ذکر کے بعد جو مجھ پر ٹھونسا تو گیا مگر میں نے قبول کر لیا تھا۔ میں اب آپ کے سامنے یہ بات کھول رہا ہوں کہ صرف یہ ایک سال اس مباہلہ کرنے والے کو جھوٹا ثابت کر دے گا کیونکہ اس سال جماعت کو مٹنا چاہئے تھا بجائے مٹنے کے یہ اور بھی زندہ ہوگئی، زندہ سے زندہ تر ہوتی

چلی جارہی ہے۔پس ان سب کی تعلّیات الٹی ان پر پڑتی ہیں ۔ہمیں اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں آئندہ
کے لئے میری نصیحت یہ ہے کہ اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیں ۔آپ دیکھیں گے کہ دن بدن جماعت
ترقی پرترقی کرتی چلی جائے گی اور ہر سال خواہ کوئی مباہلہ قبول کرے یا نہ کرے اس کے اوپر ہماری
طرف سے یہ لعنت کا انبار بڑھتا ہی چلا جائے گا۔اللہ کرے گا تو ایسا ہی ہوگا اور ہم میں سے جو زندہ
رہیں گے وہ سب اس کو دیکھیں گے ۔

اس ویڈیو میں ویڈیو تیار کرنے والوں اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے تبصرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مباہلہ کے چیلنج کے حوالے سے لکھاہے کہ چیلنج کے چند دن بعد آپؒ شدید بیمار ہوگئے اور اس طرح انہیں شکست ہوئی۔اس کے جواب میں عرض ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۲۰ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعہ المبارک ناروے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس کے بعد آپؒ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔مگر اللہ تعالیٰ نے صرف ۲۰ دن میں آپ کو اس شدید بیماری سے شفاء عطا فرمائی۔اور ۱۰ ستمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک اپنے الہام" Friday the 10th " کے مطابق MTA پر لائیو آپ نے دوبارہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اور دشمنوں کو شرمناک شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔اگر بیماری مباہلہ میں ناکامی کا ثبوت ہے تو حضرت مسیح موعودؑ تو اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔

نیز اگر بیماری مباہلہ میں ناکامی کا ثبوت ہے تو اتنی شدید بیماری سے اتنی جلدی شفاء پانا مباہلہ میں عظیم الشان فتح کا ایک نشان ہے۔اس مباہلہ کی مدت ایک سال مقرر ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس شدید بیماری سے آپؒ کو شفا دی بلکہ اس مباہلہ کے بعد آپؒ تقریباً چار سال زندہ رہے۔اپنی وفات سے ایک دن قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔شام کو MTA پر نشر ہونے والے ملاقات پروگرام میں شرکت کی۔اگلے دن صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن پاک کی اور روزانہ کی طرح تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔اور اپنے پیارے خدا کے حضور پیش ہوگئے۔اپنی بیماری میں بھی جماعتی کاموں میں مشغول رہے۔آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنی ذات میں ایک نشان ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر ہے۔اور دشمنوں کے منہ پر طمانچہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جون ۱۹۸۸ء میں خدائی منشاء کے مطابق مخالفینِ احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔اس چیلنج کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار نشانوں کے ساتھ آپ کی تائید فرمائی۔ان میں سے چند نشان درجِ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پر پاکستان میں مولوی اسلم قریشی کے اغوا اور قتل کا مقدمہ درج تھا۔ اس مباہلہ کے چیلنج کے چند دن کے بعد مولوی اسلم قریشی ٹی وی پر آیا اور اس نے یہ بیان دیا کہ مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا بلکہ میں اپنی مرضی سے روزگار کی تلاش میں کسی دوسرے ملک میں گیا ہوا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے آپ کی بریت فرمائی۔

۲۔ اگست ۱۹۸۸ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بدترین دشمن کو اس کے انجام تک پہنچایا۔

۳۔ اس مباہلہ کی صداقت کے نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا۔ اور رسول کریم ﷺ کی وہ پیشگوئی پوری شان سے پوری ہوئی کہ ”جب امام مہدی آئے گا تو وہ ایک جگہ سے تقریر کرے گا۔ اس کی آواز دنیا کے کناروں تک ان لوگوں کی زبان میں سنی جائے گی۔“

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ذریعے اپنے اس وعدہ کو عملی شکل میں پورا فرمایا کہ ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

۵۔ آپؒ کے دور خلافت میں یہ وعدہ بھی بڑی شان سے ساتھ پورا ہوا ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

۶۔ ۱۹۴۷ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان مہیا کئے کہ ۱۹۹۱ء میں آپؒ بطور خلیفۃ المسیح قادیان تشریف لے کر گئے۔

۷۔ دعوت الی اللہ کی مبارک تحریک بھی اسی مباہلہ کا ایک نشان ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے ان اسیران کی رہائی کے سامان کئے جنہیں سزائے موت سنائی جاچکی تھی۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اندر موجود گندی بھیڑوں کو جماعت سے نکال باہر کیا۔

۱۰۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے عشق کرنے والے، آپ پر جان نثار کرنے والے تو کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر مولوی الیاس ستار کو شاید کوئی جانتا بھی نہ ہو۔

ڈاکٹر صاحب اس مباہلہ کی صداقت کے نشان تو بہت ہیں۔ مگر اس کے لئے روحانی بصیرت کی ضرورت ہے۔۔

نمبر ۳: اس ویڈیو کو اپنی ویب سائٹ پر ڈالنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

درمیان مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر مختصراً تبصرہ کر کے اسے العلام ڈاٹ کم پر لگانا پڑا۔ اگر خالد واسطی اینڈ کمپنی مباہلہ کے حوالہ سے قمرالانبیاء فخرالرسل حضرت عبدالغفار جنبہ صاحبؑ اور جماعت احمدیہ اصلاح پسند پر منفی تنقید اور بدزبانی نہ کرتے تو ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم مولوی عبدالستار صاحب کی طرف سے تیار کردہ مباہلہ سے متعلقہ ویڈیو پر تبصرہ کر کے اسے اپنی ویب سائٹ پر لگاتے۔ اب میں آپکے خط کی

الجواب:

خاکسار ڈاکٹر صاحب کی اپنے مرشد کے حوالے سے اس غیرت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر خاکسار " الغلام ویب سائٹ" پر ہمارے آقا آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ایسی ہی کسی غیرت کے نمونے کو تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ دشمنانِ اسلام نے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کے متعلق بے ہودہ فلمیں بنائیں، خاکے بنائے اور کیا کچھ نہیں کیا۔ مگر پندرویں صدی کے کسی مجدد کو غیرت نہیں آئی کہ ان کے مقابل پر کھڑا ہوتا۔ ان کو کوئی جواب دیتا۔ یہ غیرت صرف خلیفۃ المسیح کو آئی کہ ہر فورم پر اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اور پوری دنیا میں سیرت النبی ﷺ کے پروگرام کئے گئے۔ دنیا کو آپ ﷺ کی سیرت سے آگاہ کیا گیا۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں گند بکنے والوں کو جواب دینے کی بجائے ان کی فتح کے جشن منائے جارہے ہیں۔ اور ان دشمنان کے مقابلہ پر آنے والوں کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔

سچے مامور اپنے سے پہلے مامورین کے مصدق ہوتے ہیں۔ یہ پندرویں صدی کے مجددین کی ذمہ داری تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اٹھائے گئے ہر سوال کا جواب دیتے۔ ان دشمنوں کا منہ بند کرتے۔ مگر یہ تو عہدوں کی بندر بانٹ میں ایک دوسرے کو مباہلے کے چیلنج دینے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت بھی صرف اور صرف حضرت مسیح موعودؑ کے سچے جانشینوں کے حصے میں آئی ہے۔

اس ویڈیو کے آخر میں ویڈیو تیار کرنے والوں نے تحریر کیا ہے۔

Ilyas Suttar still lives....
his article remains unanswered...
He entitles himself as the "Mubahila Winner"

محترم ڈاکٹر صاحب کو اسے اپنے جواب کے ساتھ شائع کرتے وقت ذرا خیال نہیں آیا کہ غلام مسیح الزماں، زکی غلام، مجد دپندرویں صدی، مسیح موعود، قمر الانبیاء اور فخر الرسل کے ہوتے ہوئے بھی مولانا الیاس ستار کو اس کے سوال کا جواب نہیں مل سکا۔ خود بھی غیرت کا مظاہرہ کریں اور اپنے آقا کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ صرف عہدے نہ سنبھالیں بلکہ کام بھی کریں۔ مصلح موعود ہونے کے دعوے کرنے کی بجائے اپنے عمل سے ثابت کریں۔ احمدیوں کو چھوڑیں حضرت مسیح موعودؑ کے دشمنوں کو للکاریں ان کے سوالوں کے جواب دیں ان کو مباہلے کے چیلنج دیں۔ اگر مجد دین پندرویں صدی کے ہوتے ہوئے مولانا الیاس ستار صاحب اور ان جیسے اور دشمنان احمدیت زندہ ہیں تو یہ جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کے لئے شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کیونکہ ہم تو آپ لوگوں کے بقول کج رو جماعت کا حصہ ہیں۔ اور گمراہ لوگ ہیں۔

جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے درمیان مباہلہ کے متعلق ویڈیو تیار کرنے والوں نے اس ویڈیو کے اندر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھی پیش کیا ہوا ہے۔

اس حوالہ کو پیش کرنے کے بعد ویڈیو تیار کرنے والے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۲۰۰۳ء میں فوت ہو گئے جبکہ مولوی الیاس ستار صاحب ابھی تک زندہ ہیں۔ اور اس طرح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اس مباہلہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

الجواب:

شروع میں ایک درستگی کرنی چاہتا ہوں کہ مندرجہ بالا تحریر روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ نمبر ۴۴۰ پر موجود نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اصل ارشاد درجِ ذیل ہے۔

حضرت اقدسؑ کی طرف سے ایک غلطی کا ازالہ

مسودہ مباہلہ کی اشاعت کے چند ماہ بعد کسی غیر احمدی کا سوال حضورؑ کی خدمت میں پیش ہوا کہ "آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ درست نہیں کیوں کہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کے بعد فوت ہوا تھا" حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔

صرف جھوٹا نہیں بلکہ جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے

"یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو وہ کون سی کتاب ہے جس میں ہم

نے ایسا لکھا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ بھی رہا تو ہلاک کیا جائے گا سو ویسا ہی ظہور میں آیا۔ مسیلمہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیش گوئی پوری ہوئی۔ یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے یہ بالکل غلط ہے....ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کا حال ہو رہا ہے"۔ ۳۷

(تاریخ احمدیت، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۹۱)،(الحکم، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء، صفحہ نمبر ۹، کالم ۱ تا ۳)(ملفوظات، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۲۷)

اس پر مزید بات کرنے سے پہلے آیئے وہ تحریر دیکھتے ہیں جس کی نسبت یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔

صادق کی خدا آپ حفاظت کرتا ہے اور اس کی جان اور آبرو کے بچانے کے لئے آسمانی نشان دکھلاتا ہے اور وہ صادق کیلئے حصنِ حصین ہے اور صادق اس کی گود میں محفوظ ہے جیسا کہ مادہ شیر کا بچہ اُس کے پنجہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجّال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذّب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو مَیں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابوجہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اِسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔ سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دُعا مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے

میری مقابل پر کی تھی جس کے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ پھر بعد اس کے وہ دونوں مولوی
☆
صاحبان فوت ہو گئے۔نذیر حسین دہلوی جو محدّث کہلاتا ہے مَیں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی
دُعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار
کے قریب لوگ جمع ہوں گے جبکہ اس نے انکار کیا۔اسی وجہ سے ابتک زندہ رہا۔اب ہم اس رسالہ

(اربعین ۴ نمبر، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۴۴۰، ۴۴۱)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر بڑی واضع ہے۔" کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مر جاؤں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔"

پھر حضورؑ مثالیں پیش کرتے ہیں کہ ابو جہل، مولوی اسماعیل علی گڑھ والے اور مولوی غلام دستگیر قصوری اسی دعا کے نتیجے میں مارے گئے۔

اس کے علاوہ حضور مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ " نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے میں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اسی دعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔ اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہوں گے جبکہ اس نے انکار کیا۔ اسی وجہ سے ابتک زندہ رہا۔" یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے جلسہ سالانہ کے خطاب میں بیان فرمائی تھی۔

ہوں اور اس پہلو سے میں اس مباہلے کے چیلنج کو قبول کر چکا ہوں۔ اب میں وہ مباہلہ جس پر دستخط
ہوئے ہیں اس کے بعض ضروری الفاظ آپ کے سامنے سناتا ہوں تاکہ آپ اچھی طرح ذہن نشین
کر لیں کہ مباہلہ کرنے والا دراصل اسی مباہلہ کے دوران ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ الفاظ جو پیش
کئے گئے وہ یہ ہیں۔ میں نے بڑے واشگاف الفاظ میں احمدیت کے دعاوی دشمن کے سامنے رکھے
تھے جن کے متعلق یہ کہا تھا کہ ایک ایک کے متعلق یہ اعلان کرو کہ یہ جھوٹا دعویٰ ہے، یہ جھوٹا دعویٰ ہے،
یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔ اس نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور جو الفاظ ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مباہلہ کے حوالے سے اور شرائط بھی بیان کی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ نے دلائل بینہ سے بخوبی عیسائیوں کو سمجھا دیا کہ عیسیٰ بن مریم میں کوئی خدائی کا نشان نہیں۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو پھر مباہلہ کے لئے درخواست کی۔ اور نیز آیات موصوفہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں۔ اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی تو اس کے اول مستحق نبی ﷺ تھے۔ (تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ نمبر ۵،۶)

یہی بات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں بیان فرمائی تھی۔ آپؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

”کیونکہ میں نے تو اس کو کوئی چیلنج نہیں دیا تھا۔ مجھ پر ہرگز لازم نہیں تھا کہ اس کے چیلنج کو من و عن قبول کرتا۔ اگر کرنا بھی تھا تو اس سے شرطیں لگائی جاتیں کہ تم اپنے پیچھے قوم کے رہنما بتاؤ۔ کون تمہاری تائید میں ہیں؟ کون تسلیم کرتا ہے کہ ہاں اگر تم ہار گئے تو پھر ہم احمدیت کی فتح کو قبول کر لیں گے“

حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ ارشادات کی روشنی میں یہ مباہلہ کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کا ایک نامکمل حوالہ پیش کر کے اپنی فتح ثابت کرنا سوائے جہالت کے اور کچھ نہیں۔

مباہلہ کے لئے خدائی اذن کا ہونا ضروری ہوتا ہے

مباہلہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ کہ جو چاہے جس کو چاہے مباہلہ کا چیلنج دے دے۔ بلکہ اس کے لئے خدائی اذن کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی رضا کسی فعل میں شامل ہوتی ہے تو پھر اس کا نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ بصورت دیگر وہی ہوتا ہے جو اب ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد نہیں ہوا آپ نے عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے مخالفین کو اس وقت مباہلہ کا چیلنج دیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک مرید حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے **مسیح موعود** ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ قیل وقال سے فیصلہ نہیں ہوسکتا مباہلہ کیلئے اب طیار ہونا چاہیئے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے۔

(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جلّ شانہٗ نے اجازت دیدی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپ کے ارادہ کا توارد ہے کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۳۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی خدائی اذن سے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے نتیجہ میں اس وقت کے فرعون کا حال بھی سب کے سامنے ہے۔

مگر بد قسمتی سے آج کل مباہلہ کا مذاق بنالیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مباہلہ کے متعلق ایک ویڈیو کے جواب میں خاکسار نے ایک مضمون ڈاکٹر محمد عامر صاحب کو بھجوایا تھا۔ میرے اٹھائے گئے سوالات کے جواب دینے کی بجائے اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

سلیم احمد صاحب! خاکسار(۱) پیشگوئی مصلح موعود(۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت(۳) خلافت کی حقیقت(۴) آنحضرت ﷺ کی ثُمَّ سَکَتَ سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر مناظرہ اور مباہلہ کیلئے آپ کو میدان میں بلاتا ہے۔آپ اپنے خلیفہ صاحب کو یا خلیفہ صاحب کی نمائندگی میں علماء کی ایک ٹیم کیساتھ علمی گفتگو کیلئے میدان میں تشریف لائیں تا کہ مذکورہ بالا چاروں اختلافی موضوعات میں ہمارا اور آپکا حق اور سچ کے مطابق فیصلہ ہوجائے۔۔۔

(نیوز نمبر ۱۰۷، صفحہ نمبر ۱۴)

اسی خط میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

نوٹ:۔آپ نے جو ۲۰ صفحاتی مضمون لکھ کر میری طرف ارسال کیا ہے۔یہ سارا آپکی جہالت اور تعصب پر مبنی ہے۔آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اپنا یہ مضمون اپنے قادیانی ویب سائٹ الاسلام (Alislam) پر آویزں بھی کرتے اور ساتھ ہی میری طرف بھی بھیج دیتے۔لیکن آپ نے اپنا مضمون الاسلام پر لگانے کی بجائے خاکسار سے درخواست کی ہے کہ آپکا مضمون بھی ہماری ویب ساٹ پر آویزاں ہو۔لہٰذا آپکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم آپکے مضمون کو بھی اپنی ویب سائٹ پر آن ایئر کررہے ہیں۔۔۔والسلام

آپکے جواب کا منتظر

ڈاکٹر محمد عامر (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اصلاح پسند جرمنی)

مورخہ ۷ رجون ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆☆☆

جواباً عرض ہے کہ الاسلام ویب سائٹ پر جہالت اور تعصب پر مبنی مواد نہیں ڈالا جاتا۔چونکہ آپ کی ویب سائٹ پر یہ سہولت موجود ہے۔اس لئے آپ سے درخواست کی تھی۔درخواست منظور کرنے پر بندہ شکر گزار ہے۔

جہاں تک مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دی ہے۔اگر کبھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قابل سمجھا اور حکم دیا تو انشاء اللہ بندہ ضرور مباہلہ کا چیلنج قبول کرے گا۔

جہاں تک تحریری جواب کا تعلق ہے تو انشاء اللہ بندہ اس میں آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔اس کے لئے مجھے کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔قرآنی تعلیم کے مطابق میں اپنے اعمال کا آپ ذمہ دار اور خدا کو جواب دہ ہوں۔

مباہلے اور جنبہ صاحب

جیسا کہ احباب جانتے ہیں اس وقت کافی احباب مختلف قسم کے دعوؤں کے ساتھ اپنے سچے ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ نیز تمام دعویداراپنے علاوہ دوسرے تمام دعویداروں کو جھوٹا اور مفتری کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف تقاریر اور مضامین کے ذریعے گندی زبان کا استعمال کیا جارہا ہے۔

ان احباب نے ایک دوسرے کے ساتھ مباہلے بھی کئے ہیں۔ جو مقررہ مدت کے بعد بے نتیجہ ختم ہو گئے۔ مگر ہر دو فریق اسے اپنی فتح قرار دے رہے ہیں۔

ان دعویداروں میں ایک محترم عبد الغفار جنبہ صاحب ہیں۔ دوسرے دعویدار محترم منیر احمد اعظم صاحب ہیں اور تیسرے محترم ناصر احمد سلطانی صاحب ہیں۔

سب سے پہلے محترم منیر احمد اعظم صاحب اور محترم عبد الغفار جنبہ صاحب کے مابین مورخہ فروری ۲۰۱۲ء کو مباہلہ کا چیلنج سائن کیا گیا۔ اس کی مدت دو سال تھی۔ یہ چیلنج محترم منیر احمد اعظم صاحب نے کیا تھا اور یہ مباہلہ دو سال بعد فروری ۲۰۱۴ء کو بغیر کسی رزلٹ کے ختم ہو گیا۔ دونوں فریقوں نے اسے اپنی فتح قرار دیا۔

اس کے بعد دوسرا مباہلہ محترم ناصر احمد سلطانی صاحب اور محترم عبد الغفار جنبہ صاحب کے مابین ۱۳ مارچ ۲۰۱۴ء کو ایک سال کے لئے سائن کیا گیا۔ یہ چیلنج محترم ناصر احمد سلطانی صاحب کی طرف سے تھا۔ یہ مباہلہ بھی بلا نتیجہ ختم ہو چکا ہے۔

دوسرا مقابلہ جو محترم سلطانی صاحب اور محترم جنبہ صاحب کے مابین تھا اس حوالہ سے کافی دلچسپ رہا کہ ہر دو احباب نے دل کھول کر ایک دوسرے کے بارے میں دعوے کئے اور خوب بدزبانی کی۔

خاکسار نے ۲۱ مئی ۲۰۱۴ء کر جنبہ صاحب کو بذریعہ ای میل ان مباہلوں کے حوالے سے سوال کیا۔ اور اس کا جواب وہ اس طرح دیتے ہیں،

(۵)**سوال**۔۔۔اس وقت معروف تین دعویدار ہیں۔جن کا آپ نے کثرت سے ذکر کیا ہے۔آپ خود،منیر احمد اعظم صاحب اور سلطانی صاحب۔آپکا منیر اعظم صاحب سے مباہلہ کا چیلنج بغیر نتیجہ کے ختم ہو چکا ہے۔اب سلطانی صاحب سے یہ چیلنج جاری ہے۔اگر یہ بھی بے نتیجہ رہا۔تو کیا پھر آپ تینوں سچے ثابت ہونگے یا تینوں جھوٹے؟ہم لوگ کیسے فیصلہ کریں گے؟

الجواب۔۔۔آپکے اس سوال کے سلسلہ میں خاکسار کی اولین گذارش تو یہ ہے کہ آپ کو واضح رہے کہ مباہلہ کے یہ چیلنج مجھے دیئے گئے ہیں۔میں نے نہ منیر اعظم کو اور نہ ہی کذابِ سلطانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔اصولاً تو آپ کو یہ سوال اُن مدعیوں سے کرنا چاہیے جنہوں نے خاکسار کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے ہیں نہ کہ خاکسار سے جس کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے گئے ہیں۔جہاں تک منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں جواباً گذارش ہے کہ مجھے علم ہوا تھا کہ وہ دیگر دعاوی کیساتھ اپنا یہ دعویٰ بھی رکھتے ہیں کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصلح موعود اوّل تھے اور میں (منیر اعظم) مصلح موعود ثانی ہوں۔(ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں مضمون نمبر ۳۴ میں سوال نمبر ۶)

شروع جنوری ۲۰۱۱ء میں ایک ہندوستانی احمدی شاہیب حنیف صاحب نے خاکسار سے منیر احمد اعظم صاحب کے دعویٰ کے سلسلہ میں پوچھا تھا۔میں نے اُنہیں جواباً لکھا تھا کہ اگر منیر احمد اعظم صاحب مصلح موعود ثانی ہیں تو اُنہیں پہلے مصلح موعود اوّل یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنا چاہیے تا کہ بعدازاں لوگ پھر اُنکے دعویٰ مصلح موعود ثانی پر بھی غور وفکر کر سکیں۔سوال کنندہ نے خاکسار سے اجازت لیے بغیر میرا یہ جواب منیر احمد اعظم صاحب کی طرف بھیج دیا۔منیر احمد اعظم صاحب میرا جواب پڑھ کر ناراض ہو گئے اور اُنہوں نے میرے متعلق اپنے خطبات میں بدزبانی شروع کر دی۔میں نے جب اُنکی بدزبانی کا کوئی نوٹس نہ لیا تو پھر اُنہوں نے اپنے خطبات میں مجھے مباہلہ کے چیلنج دینے شروع کر دیئے۔خاکسار اس پر بھی خاموش رہا اور میں نے اسکے مباہلہ کے چیلنجوں کا بھی نوٹس نہ لیا۔

تب اچانک مورخہ ۲۴ نومبر ۲۰۱۱ء کو مجھے منیر احمد اعظم صاحب کا بمعہ مہر دستخط شدہ تحریری مباہلے کا چیلنج موصول ہوا(نیوز۔۵۷)۔

منیر احمد اعظم صاحب کا مباہلہ کا یہ چیلنج قبول کرنے سے پہلے میں نے اپنے آقا حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اُسے ایک بار پھر سمجھایا اور اُسے بتایا کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک غلط دعویٰ تھا کیونکہ مصلح موعود(زکی غلام) تو حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔جب مصلح موعود حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر آپکا کوئی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے؟؟(مضمون نمبر ۶۹)۔

خاکسار کی طرف سے سمجھانے اور مدلل اتمام حجت کے بعد بھی منیر اعظم صاحب اپنے مباہلہ کے چیلنج پر اَڑا رہا۔بالآخر کراہت کیساتھ میں نے ایک کلمہ گو کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کیا۔میں نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے اپنے مدمقابل پر لعنت بھی نہ ڈالی بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ۔۔۔ رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَ كَاذِبٍ اَنْتَ تَرَى كُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ اے میرے رَبّ!صادق اور کاذِب میں فرق کر کے دکھلا۔تو جانتا ہے کہ مصلح اور صادق کون ہے(نیوز نمبر ۵۸)۔

منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلے کا نتیجہ۔۔۔(۱) جہاں تک مباہلے کے نتیجے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں واضح رہے کہ یہ مباہلہ بے نتیجہ نہیں رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں میں سے سچے اور جھوٹے میں بخوبی فرق کر کے دکھلا دیا ہے۔ اپنے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجے میں منیر احمد اعظم صاحب ناکام و نامراد ہوتا چلا گیا اور خاکسار اور میری جماعت پھیلتی اور پھولتی چلی گئی۔ اسکی تفصیل جاننے کیلئے آپ خاکسار کے مورخہ ۷ اور ۱۴ / مارچ ۲۰۱۴ء کے خطبات جمعہ سن کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے جلسہ سالانہ یو کے (UK) مجلس سوال و جواب حصہ دوئم۔ ۴۳ منٹ ۴۵ سیکنڈ پر بھی اس مباہلہ کی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۲) مباہلے کا چیلنج منیر احمد اعظم صاحب نے مجھے دیا تھا اور ظاہر ہے اُس نے خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر دیا اور مجھ پر لعنت ڈالی تھی۔ میں نے اُس پر لعنت نہیں ڈالی اور نہ ہی اُس کی ہلاکت کیلئے کوئی بد دعا کی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے صرف صادق اور کاذبؔ میں فرق ظاہر کرنے کیلئے دعا کی تھی۔ اب سوال ہے کہ اگر خاکسار اپنے دعویٰ میں کاذبؔ ہوتا تو منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجے میں میرا ضرور قلع قمع ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن مباہلہ کے بعد میں نہ صرف زندہ ہوں بلکہ میرا سلسلہ بھی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو کئی ممالک میں پھیلا کر کئی گناہ بڑھا دیا ہے۔ منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کے دوران اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرما کر اور میرے سلسلہ کو ہر لحاظ سے ترقی دے کر نہ صرف منیر احمد اعظم صاحب کو ناکام و نامراد کیا بلکہ اُسکے کاذبؔ ہونے پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ عزیزم احمد صاحب۔ تو پھر منیر احمد اعظم صاحب اور خاکسار کے درمیان مباہلہ کا چیلنج بے نتیجہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟ منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجے میں اگر خاکسار ہلاک نہیں ہوا تو پھر آپ کو یہ سوال منیر احمد اعظم صاحب سے پوچھنا چاہیے تھا کہ تم نے عبدالغفار جنبہ کو نعوذ باللہ کاذبؔ سمجھ کر اُسے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اُس پر لعنت ڈالی تھی۔ اگر عبدالغفار جنبہ نعوذ باللہ کاذبؔ تھا تو پھر تمہارے مباہلے کے نتیجے میں اور تمہارے اُس پر لعنت ڈالنے کے باوجود وہ ہلاک کیوں نہیں ہوا؟؟ اور پھر تیرے مقابلہ پر اُس کا سلسلہ کیوں ترقی کرتا چلا جا رہا ہے؟؟؟ عزیزم احمد صاحب۔ منیر احمد اعظم اور خاکسار کے درمیان مباہلے کا

اگر آپ از روئے انصاف تجزیہ کریں گے تو پھر یہ مباہلہ آپ کو بے نتیجہ دکھائی نہیں دے گا بلکہ خاکسار کی دعا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صادق اور کاذبؔ میں بخوبی فرق کر کے دکھلا دیا ہے۔ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(۲) کذابؔ ناصر احمد سلطانی کا مباہلہ کا چیلنج۔۔۔ جہاں تک کذابؔ ناصر سلطانی کے مباہلہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گذارش ہے کہ کذابؔ سلطانی نے ۲۴ / فروری ۲۰۱۲ء کو نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے سلسلہ میں خاکسار کو تحریری مناظرے کا چیلنج دیدیا۔ خاکسار نے مذکورہ دونوں موضوعات پر کذابؔ سلطانی کے تحریری مناظرہ کے چیلنج کو قبول کر کے ان میں نہ صرف اُسے شکست فاش دی بلکہ یہ کذابؔ میدان سے بھی بھاگ کھڑا ہوا (مضامین نمبر ۷۰، ۷۱، ۷۲)۔

بعدازاں اس کذابؔ نے اپنے خطبات میں خاکسار کے متعلق گھٹیااور غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے بدزبانی شروع کردی۔ ہمارے تحریری مناظرہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُسکے قریباً سارے مرید اُ سے چھوڑ گئے۔ کچھ میری جماعت میں آ شامل ہوئے اور کچھ شامل ہونے کیلئے تیاری کررہے ہیں۔ اس کذابؔ نے بوکھلاہٹ میں امسال شروع مارچ ۲۰۱۴ء میں خاکسار کو جماعتی مباہلے کا چیلنج دے دیا۔ چونکہ نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار نے اس کذابؔ کے مؤقف کو بذریعہ دلائل پہلے ہی جھٹلا کر اور اسکی خاصی خاطر تواضع کرکے اس پر اتمام حجت کی ہوئی تھی۔ لہٰذا میں نے اس کذابؔ کا جماعتی مباہلے کا چیلنج فوراً قبول کرلیا۔ کذابؔ ناصر سلطانی کا یہ مباہلہ ہم دونوں کے درمیان ۱۳ ؍مارچ ۲۰۱۴ء سے شروع ہو چکا ہے اور اسکی مدت اس کذابؔ نے خود ایک سال مقرر کی ہے۔ خاکسار اپنے ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں اس کذابؔ کو مخاطب کرکے بتا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہوئی ہے۔ خاکسار نے سال ۲۰۱۳ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر اپنے سوال وجواب کے سیشن میں بھی اس بشارت کا ذکر کیا تھا اور امسال جلسہ سالانہ یوکے(UK) ۲۰۱۴ء پر سوال وجواب کے سیشن میں بھی اللہ تعالیٰ کی اس بشارت کا ذکر کر چکا ہوں۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ خاکسار سے مفوضہ کاموں کی تکمیل کروا کر اپنے وعدہ کے مطابق اس عاجز کو اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اُٹھائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔

اس سال جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ انگلستان (UK) کے موقعہ پر میرے ایک پیروکار جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب (جو کچھ عرصہ کذابؔ سلطانی کے مرید بھی رہ چکے ہیں) سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ناصر سلطانی سے پوچھا ہے کہ آپکے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں اگر عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے جواب میں کہا کہ وہ میرے مباہلہ کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے دوبارہ یہی جواب دیا کہ وہ میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سہ بارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی کہنے لگا کہ اگر میرے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ایک سال کے عرصہ میں ہلاک نہ ہوا تو پھر میں یعنی ناصر سلطانی جھوٹا ہوگا۔ میرے محترم پیروکار ڈاکٹر عبدالغنی صاحب زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں مزید نیک، پاک اور نافع الناس زندگی عطا فرمائے۔ مجھے اُمید ہے پوچھنے پر وہ اپنے اس بیان کی ضرور تصدیق فرمائیں گے۔

عزیزم احمد صاحب۔ جیسا کہ میں وضاحت کر چکا ہوں کہ کذابؔ سلطانی اور خاکسار کے درمیان سچ اور جھوٹ کا عملاً فیصلہ تو ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے تحریری مجادلہ میں ہی کردیا تھا۔ باقی اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہے تو وہ انشاءاللہ تعالیٰ کذابؔ سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج میں پوری ہوجائے گی۔ خاکسار نے آپ کیساتھ اپنے وعدہ کے مطابق آپکے سوالوں کے جوابات دے دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آپ

(آرٹیکل نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱۲ تا ۱۵)

محترم جنبہ صاحب کے مندرجہ بالا جواب پر کسی تبصرے سے پہلے یہاں خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ جنبہ صاحب کے اس جواب کے بعد میں نے محترم منیر احمد عظیم صاحب سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی ہدیہ قارئین ہے۔

May Guide you always on the right path through His Mercy. Ameen.

Muhyiuddin Azim (muhyiuddin@jamaat-ul-sahih-al-islam.com)
Add to contacts
8/9/2014

To: Talash-e-

My dear brother Syed Ahmed,
Assalamoualaikum Warahmatullah Wabarakaatuhu.

First of all I humbly present my apologies for the late reply to your several emails and request, as I have been immerged in several Deen works by the grace of Allah for the past few days. *Alhamdulillah, Summa Alhamdulillah*, seekers of truth like your good humble self are also in contact and manifesting their interest to know more about the Jamaat Ul Sahih Al Islam, the Divine Manifestation and this humble self the Khalifatullah of the age.

پھر آگے جا کر جنبہ صاحب کے متعلق میرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

On the subject of Janbah Sahib, let me make one thing clear to you my dear brother. I have replied him on the question in my Friday Sermons. If you study the Mubahila Challenge very well, you shall see that in the common prayer that we had to make to Allah, it was only question about Allah bringing to destruction, in Jamaat matters and progress/regression of the liar in His eyes. There was no question of actual death of the opposition. We all proclaim ourselves to be the true one, and we all form part of Islam, but the differences is that I accept and confirm all my predecessors the prophets and reformers of Allah whereas he rejects (at least) one of them, the biological and spiritual son of the Promised Messiah (as), Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad (as). He rejects the Musleh Maud to superpose his own claim on this claim of Musleh Maud, whereas Allah informed me that I was also a Musleh Maud, but not that I deny the biological and spiritual son of the Messiah (as) to hold my claim in place of his claim! I had never uttered a word against Janbah Sahib until he himself officially proclaimed this humble self as liar in all my claims.

Therefore how can Janbah Sahib proclaim victory, when there was a large commotion within his own Jamaat during that 2-year time limit, and as his disciple Mansoor Ahmed signed him also on the Mubahila along with his Imam, afterwards the world got to witness how Janbah Sahib's disciple and who is also the father of Mansoor Ahmed Sahib left Janbah Sahib Jamaat to join Nasir Ahmad Sultani and his Jamaat.

As for this humble self, by the grace of Allah, Allah opened the door of His mercy and grace whereby He enabled me to go abroad to several countries to establish the Jamaat Ul Sahih Al Islam, and invite the people of these countries (all nations and religions) to Allah, to Islam, the perfect religion.

As for Janbah Sahib, he acted in dishonesty whereby he did not dated the Mubahila Challenge when he signed on the document, whereas I and my disciple (**and Jamaat - with the Seal of my Jamaat**) signed and dated the document clearly. As published on our official website, I stated since the beginning of the

Mubahila *(when Janbah Sahib sent his signature after so many hide and seek when he did not want to sign, and afterwards he left the date to be vague when he only signed and did not date the document)* that there were some anomalies in this regard, where Janbah Sahib did not respect the rules of the Mubahila Challenge as I precise in the document. Still the years have gone by, and now ironically Janbah Sahib is now claiming victory for himself. But verily the affair is still in the hands of Allah and Allah shall deal with him in a way that he shall be utterly baffled. Verily, had Allah the Great and Mighty seized Janbah Sahib like he deserves, he would not have been able to remain on the surface of the earth for a single moment, but Allah Ta'ala has given him a respite till his determined, fixed moment, and when that time come, nobody in the power of man will be able to save him. You shall never see a deviation in the promise of Allah. Tell him, wait and I am waiting along with him.

As a truth seeker my dear brother, read what I have already given for online publishing (the Jamaat Ul Sahih Al Islam official website) and then ponder over the progress of Janbah Sahib compared to my own success (my Jamaat – only by the immense help of Allah). Verily, all victory is because of Allah, not through my own efforts. Without the help and mercy of Allah, I would have been ruined. Nothing is achieved without the help and reassurance from Allah, through His solid and pure promise. Therefore, it is now for you with prayers and help from Allah to witness and state who has really progressed under the shadow and protection of Allah. Insha-Allah, may Allah enable you to see the light of His Manifestation in this matter of high importance. *Ameen.*
And may Allah bless you my dear brother, as well as your family members and keep you all under His Shadow. *Ameen.*

Wassalaamoualaikum Warahmatullah Wabarakaatuhu.

Munir A. Azim
The Messenger of Allah
Jamaat Ul Sahih Al Islam

ایسے ہی خاکسار نے ای میل کے ذریعے محترم ناصر احمد سلطانی صاحب سے بھی ان کے مباہلہ کے متعلق سوال کیا۔ مگر سلطانی صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔

دونوں احباب (جنبہ صاحب اور منیر عظیم صاحب) کے جوابوں سے مندرجہ ذیل سوال ذہن میں آتے ہیں۔

مباہلہ کیا ہے؟ کیا کلمہ گو سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے؟ مباہلہ کی کامیابی کا کیسے علم ہو گا؟

مباہلہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ اس کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں

مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ (اربعین نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۹ حاشیہ)

یہ ایک قرآنی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ وہ عیسائی جو آپؐ کو سچا نہیں مانتے انکو مباہلہ کی دعوت دو۔ اس دعا کے ذریعے جھوٹے پر خدا کی لعنت ڈالی جاتی ہے۔ نیز جھوٹے کے لئے موت کی دعا ہے۔ مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر لینے کے بعد یہ سوال ختم ہو جاتا ہے کہ کس نے چیلنج کیا تھا۔ کشتی کے لئے جب دو پہلوان اکھاڑے میں اترتے ہیں تو یقیناً ان میں سے ایک

نے پہلے چیلنج کیاہو تاہے اور جواباً دوسرے نے اسے قبول کیاہو تاہے۔اس کے بعد دونوں باہمی رضامندی سے مقابلہ کے لئے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ اب ایک پہلوان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے تو چیلنج نہیں کیا تھا اس لئے مقابلہ کا کیا نتیجہ رہا مجھ سے نہ پوچھو چیلنج کرنے والے سے پوچھو۔ جب دونوں نے چیلنج کو قبول کر لیا تو اس کا اطلاق دونوں پر برابر ہو تا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے پتہ چلتاہے کہ بعض احباب نے آپ کی نسبت یک طرفہ مباہلہ کی دعا کی اور وہ مارے گئے۔

جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں

الجواب۔۔۔آپکے اس سوال کے سلسلہ میں خاکسار کی اولین گذارش تو یہ ہے کہ آپ کو واضح رہے کہ مباہلہ کے یہ چیلنج مجھے دیئے گئے ہیں۔ میں نے نہ منیر اعظم کو اور نہ ہی کذابِ سلطانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اصولاً تو آپ کو یہ سوال اُن مدعیوں سے کرنا چاہیے جنہوں نے خاکسار کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے ہیں نہ کہ خاکسار سے جس کو مباہلہ کے یہ چیلنج دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کا

آیئے دیکھتے ہیں کہ کس نے پہلے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ جنبہ صاحب مورخہ ۱۰ اگست ۲۰۱۲ء کو نیوز نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۱،۲ پر لکھتے فرماتے ہیں۔

واضح رہے کہ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خاکسار یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کسی بھی رنگ میں ماننے والے کسی احمدی پر لعنت ڈالے لیکن درج بالا ای میل (E-mail) نے اللہ کے شیر کو پنجرے سے نکال دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعض شکست خوردہ اور بے چین رُوحوں نے اپنی جھوٹی اَنا کی تسکین کیلئے درج بالا ای میل (e.mail) میں ایک جھوٹا مضمون پھیلایا ہے کہ خاکسار نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ یہ سراسر مجھ پر جھوٹا بہتان ہے کیونکہ آج تک سلطانی صاحب نے مجھے کوئی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ اگر سلطانی صاحب نے اس عاجز کو کوئی مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو وہ اس کا ثبوت پیش کرے وگرنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

اس کے بعد مورخہ ۲۲ مارچ ۲۰۱۴ء کو نیوز نمبر ۹۶ کے صفحہ نمبر ۱ پر تحریر فرماتے ہی۔

ہے) میں سے بھی ہوا نکل گئی (ملاحظہ فرمائیں۔ مضامین نمبر ۷۰ اور ۷۲)۔ خاکسار کے جوابی مضامین کے بعد کذاب سلطانی نہ صرف بے بس ہوا بلکہ خاموش بھی ہو گیا۔ نبوت اور پیشگوئی مصلح موعود میں کذاب سلطانی کے دانت کھٹے کرنے اور اس پر اتمام حجت کرنے کے بعد خاکسار نے ایک کاذب ڈاکٹر راشد جہانگیری کے ایک جھوٹے الزام کا جواب دیتے ہوئے (نیوز نمبر ۶۸) کذاب سلطانی کو مباہلہ کیلئے بلایا لیکن اس مفتری علی اللہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ کیلئے میدان مباہلہ میں آتا۔ جب منیر احمد اعظم اور خاکسار کے مباہلہ کو ایک

مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کس نے کس کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔

جیسا کہ میں نے اوپر حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ (اربعین نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۹ حاشیہ)

اس لئے جنبہ صاحب یا منیر عظیم صاحب کا یہ کہنا کہ ہم نے کسی کے لئے بد دعا نہیں کی مباہلہ کی روح کے ہی خلاف ہے۔ مباہلہ ہے ہی بد دعا۔ اگر دعا ہی کرنی ہے تو مباہلہ کی کیا ضرورت ہے۔

جنبہ صاحب کو مباہلہ کی اس تعریف کا علم ہے اور وہ اسے مانتے ہیں۔ (مگر مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کے بعد اس کی اور تشریحات کر رہے ہیں۔) جیسا کہ میرے خط کے جواب میں آپ فرما رہے ہیں کہ

پر اتمام حجت کی ہوئی تھی۔ لہٰذا میں نے اس کذاب کا جماعتی مباہلے کا چیلنج فوراً قبول کر لیا۔ کذاب ناصر سلطانی کا یہ مباہلہ ہم دونوں کے درمیان ۱۳/ مارچ ۲۰۱۴ء سے شروع ہو چکا ہے اور اسکی مدت اس کذاب نے خود ایک سال مقرر کی ہے۔ خاکسار اپنے ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں اس کذاب کو مخاطب کر کے بتا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہوئی ہے۔ خاکسار نے

اس تحریر سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جنبہ صاحب کے نزدیک جھوٹے کی ایک سال کے اندر موت ہو جانی چاہیئے۔ جنبہ صاحب اپنے اطمینان کا اظہار فرما رہے ہیں کہ مجھے تو ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت مل چکی ہے۔ ایسے ہی اسی تحریر میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

اس سال جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ انگلستان (UK) کے موقعہ پر میرے ایک پیروکار جناب ڈاکٹر عبدالغنی صاحب (جو کچھ عرصہ کذاب سلطانی کے مرید بھی رہ چکے ہیں) سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ناصر سلطانی سے پوچھا ہے کہ آپکے مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں اگر عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے جواب میں کہا کہ وہ میرے مباہلہ کے نتیجہ میں ایک سال کے اندر ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی نے دوبارہ یہی جواب دیا کہ وہ میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں ضرور ہلاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سہ بارہ اُس سے یہی سوال کیا کہ اگر آپکے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ہلاک نہ ہوا تو پھر؟؟؟ سلطانی کہنے لگا کہ اگر میرے مباہلہ کے نتیجہ میں عبدالغفار جنبہ ایک سال کے عرصہ میں ہلاک نہ ہوا تو پھر میں یعنی ناصر سلطانی جھوٹا ہوگا۔ میرے محترم پیروکار ڈاکٹر عبدالغنی صاحب زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید نیک، پاک اور نافع الناس زندگی عطا فرمائے۔ مجھے اُمید ہے پوچھنے پر وہ اپنے اس بیان کی ضرور تصدیق فرمائیں گے۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں

(۲) ۲۳/نومبر ۲۰۱۱ء کو جناب منیر احمد اعظم صاحب نے خاکسار کی طرف جو مباہلہ کا چیلنج بھیجا تھا۔ اپنے مباہلہ کے چیلنج میں اُس نے دو (۲) سال کی معیاد مقرر کی تھی۔ میں نے بغیر کسی اعتراض کے اس مقرر کردہ مدت کو قبول کر لیا تھا۔ لیکن ناصر سلطانی صاحب گاہے بگاہے اپنے خطبات جمعہ اور اپنے مضامین میں مباہلہ کی اس دو (۲) سالہ مدت پر اعتراض اور نکتہ چینی کرتے رہتے تھے کہ مباہلہ کی مدت ایک سال ہوا کرتی ہے اور منیر احمد اعظم صاحب نے جو دو (۲) سالہ مدت مقرر کی ہے۔ وہ غلط ہے۔ اب ناصر احمد سلطانی صاحب نے جو مباہلہ کا چیلنج خاکسار کی طرف بھیجا ہے۔ اس میں وہ اپنے ہی موقف یعنی مباہلہ کی ایک سالہ مدت کے برخلاف لکھتا ہے کہ۔ ”ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اُسے خدا دوسرے کی زندگی میں عبرتناک موت دیدے۔“

ناصر احمد سلطانی صاحب۔ آپکے علم اور آپکے موقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔ اب آپ اپنے ہی موقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد، غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی کے متعلق کبھی بھی لوگوں کو کچھ نہیں بتایا ہے۔ اب آپ جس طرح خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں۔ ایسی ہی کیفیت کے متعلق ایک عظیم اور زندہ جاوید شاعر جناب مرزا اسداللہ خاں غالب صاحب نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا تھا کہ ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

ہم دونوں کی زندگیوں کے خاتمے کا لوگ کہاں تک انتظار کرتے رہیں گے۔ لہٰذا سلطانی صاحب کو اپنے مباہلہ کے چیلنج میں بمعہ تاریخ ایک سال کی مدت کا اندراج کر کے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو عوام الناس کیلئے با مقصد اور نفع بخش بنانا چاہیے تاکہ جماعت احمدیہ اور عالم اسلام ڈھیر سارے ماموروں کی گومگو اور پریشانی (confusion) سے باہر آسکیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ آپ جس تاریخ سے بھی مباہلہ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ خاکسار اُسی تاریخ سے آپکے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر لے گا۔

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱، ۲)

مندرجہ بالا تحریروں سے بات مذید صاف ہو جاتی ہے کہ جنبہ صاحب اور سلطانی صاحب کے نزدیک ایک سال (یعنی مقررہ میعاد) کے اندر جھوٹے کی موت ہونی یقینی اور ضروری ہے۔ اس لئے مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کے بعد اور توجیہات بیان کرنا محض افتراء ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو گمراہ کرنے کی ایک اور کوشش ہے۔

کیا کلمہ گو سے مباہلہ کیا جا سکتا ہے؟ جنبہ صاحب اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ میں کلمہ گو سے مباہلہ کرنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ جواباً عرض ہے کہ دو کلمہ گو کے درمیان تو مباہلے کی نوبت ہی نہیں آسکتی۔ کلمہ محض لا الہ الا اللہ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ

اس پر کامل ایمان ہونا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ وہ شخص جو خدا سے افتراء منسوب کر رہا ہے کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں تو وہ کلمہ گو کیسے ہو گیا۔ یا جو خدا کے بھجوائے ہوئے پر لعنت ڈال رہا ہے وہ کلمہ گو کیسے ہو گا۔ یہ محض فرار کے بہانے ہیں۔ وہ شخص جسے اپنی سچائی اور دوسرے کے کذب پر سو فیصد یقین ہو وہ ایسے بہانے نہیں بناتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی عام مسلمان پر لعنت بھیجنے میں پہل نہیں کی۔ لیکن جس نے پہل کی اسے جواب بھی دیا اور اس نے اس کا نتیجہ بھی بھگتا۔

مباہلہ کی کامیابی کا کیسے علم ہو گا؟ اس کا ایک فوری نتیجہ تو اس کی ناکامیوں اور ذلت کا شروع ہونا ہی ہے۔ مگر قرآن پاک کی تعلیم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آپؑ سے مباہلہ کرنے والوں کے نتائج سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ کا اصل فیصلہ جھوٹے کی موت (مقررہ معیاد کے اندر اور معیاد مقرر نہ ہونے کی صورت میں سچے کی زندگی میں) سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب اربعین ۴ نمبر، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحہ نمبر ۴۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اُس کے پنجہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجّال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذّب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو مَیں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابوجہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اِسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔ سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دُعا مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے

خاکسار کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۲) مباہلے کا چیلنج منیر احمد اعظم صاحب نے مجھے دیا تھا اور ظاہر ہے اُس نے خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج نعوذ باللہ جھوٹا سمجھ کر دیا اور مجھ پر لعنت ڈالی تھی۔ میں نے اُس پر لعنت نہیں ڈالی اور نہ ہی اُس کی ہلاکت کیلئے کوئی بددعا کی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے صرف صادق اور کاذب میں فرق ظاہر کرنے کیلئے دعا کی تھی۔ اب سوال ہے کہ اگر خاکسار اپنے دعویٰ میں کاذب ہوتا تو منیر احمد اعظم صاحب کے مباہلہ کے نتیجہ میں میرا ضرور قلع قمع ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن مباہلہ کے بعد میں نہ صرف زندہ ہوں بلکہ میرا سلسلہ بھی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا

یہاں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے لعنت نہیں ڈالی۔ حسن ظن رکھتے ہوئے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ جنبہ صاحب نے دستخط کرنے سے قبل اس تحریر کا بغور مطالعہ نہیں کیا۔ وہ تحریر جس پر جنبہ صاحب نے دستخط کئے وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

In the Name of Allah, the Gracious, the Merciful

INVITATION TO DUEL OF PRAYER (CHALLENGE OF MUBAHILA) TO ABDUL GHAFFAR JANBAH SAHIB, MANSOOR AHMED SAHIB & THEIR GROUP

As Almighty Allah said in the Holy Quran (Al-Imran Chapter 3 Verse 62):

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○

"If anyone argues with you, despite the knowledge you have received, then say, "Let us summon our children and your children, our women and your women, ourselves and yourselves, then let us invoke Allah's curse upon the liars."

اور پھر آگے چل کر یہ تحریر ہے۔

Therefore, let them come forward to accept this challenge which I am inviting Janbah Sahib for a second time, with their signatures (alongside the curses they make), and announce and spread this publicly to as many people as they can:

"O Almighty Allah! O Omniscient God! You, the Witness over everything! You who know the *Ghayb* (Invisible)! We swear by Your Glory, Your Greatness, Your Prestige and Majesty; we supplicate You to descend Your blessings, be it in this world and the Hereafter upon either of our two groups who is truthful, who is set on the straight path and remove every evil and calamity from him (the truthful claimant and group); make shine his veracity in the four corners of the universe. Bless him like You know best how to bless, protect him from all discords and all disputes. Give to all those who are with him, forming part of his group, young and old, men and women to walk on the right path. Give him true *Taqwa* as befit Your chosen one, Your elect and beloved whom You preserve from all sorts of calamities, be it mundane or spiritual. Let him come nearest to You, by day as well as by night so that nobody can have the least doubt that You are with them, that You are their Protector, their Supporter, their Refuge, that You approve of their deeds, their behaviour, their activities and their morals. Make it so that we may know that they belong solely to Your Community *(Hizb'Allah)*, and not the one of Satan and of his acolytes *(Hizbush'Shaytane)*.

O Allah! Descend Your malediction (curse) in the time period of two years upon either one of the two groups who is liar and deceitful in Your Sight. Cover him with disgrace, abase him and make him the manifestation of Your wrath and of Your chastisement. Punish him, seize him, and try him in such a way

that the world may come to know that his (the accursed group) misfortunes do not come from the hands of men, but from Your All-Powerful Hand and that the world may know that all these manifestations are the result of Your jealousy and Self-Respect with which You protect Your most beloved ones.

Therefore, O Allah, punish the liars in such a way that we attribute this punishment only from You. Make it so that the distinction between Truth and Falsehood become manifest, and that we may recognise the persecutors from their victims.

May the one who possess in him even little as a grain of *Taqwa* (fear of Allah, piety), who seeks the truth, and who is perspicacious, that he may have no doubt where Truth and Justice is found. *Ameen, Ya Rabbul Aalameen!* (*O Lord of the Worlds*)

M. Azim

Abdul Ghaffar Janbah
Gustav-Schatz-Hof 2
24143 Kiel, Germany

Mansoor Ahmed
53 Fonde Avenue
Bromley, BR1 3EU

Signed on one hand, in the capacity of the Khalifatullah of the Jamaat Ul Sahih Al Islam International, Munir Ahmed Azim, as well as in the name of all members of the Jamaat Ul Sahih Al Islam, men, women, and children, adults and children, young and old.

Signed knowingly on one hand, by Abdul Ghaffaar Janbah Sahib and Mansoor Ahmed Sahib, fully aware of what might ensue, without hesitation, dispute the claims of the other group, and agree to become involved in this spiritual battle.

MAURITIUS
JAMAAT UL SAHIH AL ISLAM

16/2/2012
FAZIL JAMAL, DELHI, INDIA

Monday 21 November 2011 – For more information, please contact this humble self on my email: muhyiuddin@jamaat-ul-sahih-al-islam.com

Page 68 of 68

(نیوز نمبر ۵۸)

یہ مباہلہ کا چیلنج بڑا واضح ہے۔اس پر جنبہ صاحب اور آپ کے ایک مرید کے دستخط موجود ہیں۔اس میں درج ہے کہ

O Allah! Descend Your malediction (curse) in the time period of two years upon either one of the two groups who is liar and deceitful in Your Sight. Cover him with disgrace, abase him and make him the manifestation of Your wrath and of Your chastisement. Punish him, seize him, and try him in such a way

یعنی اے اللہ جھوٹے پر دو سال کے اندر لعنت ڈال۔ اور باقی الفاظ بھی عزت افزائی کے نہیں ہیں۔ اس پر دستخط کرنے کے بعد جنبہ صاحب کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے کسی پر لعنت نہیں بھیجی۔

جنبہ صاحب اور سلطانی صاحب کے مابین ہونے والے مباہلے میں جنبہ صاحب نے اپنی مباہلہ والی تحریر ان الفاظ سے شروع کی ہے

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ
وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ (ال عمران۔ ۶۲)

پس جو تجھ سے اس بارے میں اِسکے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے لوگوں کو اور تمہارے لوگوں کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

کذاب سلطانی کے مباہلہ کے چیلنج کی۔۔۔**قبولیت**

ایسے ہی سلطانی صاحب نے بھی بڑی فراخی سے کثرت کے ساتھ جھوٹے پر لعنت ڈالی ہے۔

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Statement of the representing members of Jama'at e Ahmadiiyyah (Haqiqi) for the Jama'ati Mubaahila between
Dr. Nasir Ahmad Sultani (Sri Lanka) and Abdul Ghaffar Janbah (Germany)

We all believe that our Imaam and Mujaddid Hadharat Dr. Nasir Ahmad Sultani Mudda Zillu Hul Aali is appointed with Wahi o Ilhaam by Allah Almighty and our Jama'at, Jama'at e Ahmadiyyah (Haqiqi) is established with the support of Allah. Alhamdu Lillah Rabbil Alameen.
We all believe that Abdul Ghaffar Janbah is a liar, impostor and a false claimant in his claims that he is appointed by Allah Almighty as Zaki Ghulam, Musleh Maud, etc.

We all pray that Allah Almighty may descend His Curse in the time period of one year upon the liars.
We all believe that after accepting of this Mubaahilah, Allah Almighty will seize them and punish them in such a way that the world will come to know that their punishment is not from the hands of people.

لعنة اللہ علی الکاذبین ۔ لعنة اللہ علی الکاذبین ۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ آمین یارب العالمین

	Name	Father's/Husband's Name	CNIC/ Passport #	Age	Nationality	Signature
1	Nasir Ahmad Sultani	Sultan Ahmad	SA1151221	48 y	Pakistani	Nasir A. 13.03.14
2	Aziz Ahmad	Muhammad Afzal Qaisar	33201-291 8169-1	28 y	Pakistani	[illegible]

یہ وہ ثبوت ہیں جو جنبہ صاحب کی اپنی ویب سائٹ پر موجود ہیں اور اس کے باوجود کس دلیری سے جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ میں نے کسی پر لعنت نہیں ڈالی۔ ان لوگوں کو خدا بھول گیا ہے۔ اس کا خوف ختم ہو گیا ہے۔ اپنا نہیں تو کم از کم ان رتبوں کا ہی لحاظ کر لیں جن کے یہ لوگ دعویدار ہیں۔ کیوں لوگوں کو خدا سے اس کے قانون قدرت سے اور نبیوں سے اور ان کے مقام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایسے ہی محترم جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

مباہلہ کے چیلنج کا مطالعہ (صفحات نمبر ا تا ٦٨) فرما سکتے ہیں۔ خاکسار نے جو حقائق پیش کیے ہیں اعظم صاحب کی طرف سے انہیں بغیر کسی دلیل کے جھٹلانے کے بعد خاکسار کا سنت اللہ جو قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے (ال عمران ۔٦٠ تا ٦٢) کے مطابق حق تھا کہ میں اُسے مباہلہ کی دعوت دیتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں کسی کلمہ گو احمدی پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں۔ خاکسار اپنے آقا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ اور اپنی روحانی ماں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں اپنے فروعی اختلافات کا فیصلہ مباہلوں کی بجائے فرمان باری تعالیٰ (النساء ۔٦٠) کی روشنی میں طے کرنا بہتر سمجھتا ہے۔

(نیوز نمبر ۵۸، صفحہ نمبر ۲)

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ”میں اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی میں کسی کلمہ گو احمدی پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں“۔

جنبہ صاحب اپنی بات میں کس قدر سچے ہیں۔ ذیل میں کلمہ گو احمدیوں پر لعنت بھیجنے کے چند نمونے پیشِ خدمت ہیں۔

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہو کر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آ کر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲/ مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ ورنہ لعنت علی الکاذبین۔ لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔ خدا کا یہ شیر

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۵)

واضح رہے کہ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خاکسار یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کسی بھی رنگ میں ماننے والے کسی احمدی پر لعنت ڈالے لیکن درج بالا ای میل (E-mail) نے اللہ کے شیر کو پنجرے سے نکال دیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعض شکست خوردہ اور بے چین رُوحوں نے اپنی جھوٹی اَنا کی تسکین کیلئے درج بالا ای میل (e.mail) میں ایک جھوٹا مضمون پھیلایا ہے کہ خاکسار نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ یہ سراسر مجھ پر جھوٹا بہتان ہے کیونکہ آج تک سلطانی صاحب نے مجھے کوئی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا۔ اگر سلطانی صاحب نے اس عاجز کو کوئی مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو وہ اس کا ثبوت پیش کرے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(نیوز نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۲)

(۲) لاہوری حضرات حضرت مرزا غلام احمدؑ کی طرف یہ جھوٹ منسوب کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور آپؑ اُمتی نبی نہیں تھے۔ خاکسار حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت کے سلسلہ میں اپنے مضامین نمبر ۳۹ اور ۴۰ کے ذریعہ ان پر کامل طور پر اتمام حجت کر چکا ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مہدی و مسیح موعود اور مجدد اَلف آخر ہونے کے علاوہ اُمتی نبی بھی تھے۔ خاکسار کے دعویٰ اور اُسکے قطعی، علمی اور اِلہامی ثبوت پر مشتمل میری کتاب (غلام مسیح الزماں) عرصہ دراز سے ویب سائٹ پر موجود ہے اور اُمید ہے کہ لاہوری جماعت کے اَمیر اور دیگر کرتا دھرتا حضرات نے اس کا مطالعہ ضرور کر لیا ہوگا۔ خاکسار پختہ ایمان رکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اُمتی نبی تھے اور لاہوری حضرات آپکی نبوت کے سلسلہ میں سخت غلطی خوردہ ہیں ثانیاً۔ لاہوری حضرات اس عاجز کو بھی اپنے دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) میں نعوذ باللہ کاذبؔ اور فریبی خیال کرتے ہیں۔ اگر لاہوری حضرات حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت اور اس عاجز کے دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کی سچائی کے سلسلہ میں مباہلہ کرنے کا شوق رکھتے ہوں تو میں اِنہیں بھی ویل کم کرتا ہوں۔ لاہوری حضرات اپنے امیر جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب پاشا سے کہیں کہ وہ مذکورہ بالا دونوں موضوعات کے سلسلہ میں منیر احمد اعظم کی طرح اپنا مباہلہ کا چیلنج اپنی مہر (امیر جماعت احمدیہ لاہور) کیساتھ سائن کر کے میری طرف بھیج دیں۔ خاکسار بھی جواب میں اُنکا مباہلہ کا چیلنج اپنی مہر (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کیساتھ سائن کر کے واپس اُنکی طرف بھی بھیج دے گا اور اِسے اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا دے گا۔ مجھے اُمید ہے لاہوری جماعت کے اَمیر لوگوں کو مایوس نہیں کریں گے اور مباہلہ کیلئے میدان میں ضرور نکلیں گے۔

قادیانی جیالے اور خصوصاً جناب انصر رضا صاحب اور دیگر افراد جماعت اگر سمجھتے ہیں کہ خاکسار کی بیان کردہ درج بالا دس (۱۰) باتیں نہ صرف غلط اور بے بنیاد ہیں بلکہ یہ قادیانی خلفاء، علماء اور اَرباب واختیار پر جھوٹے الزامات ہیں۔ اگر قادیانی جیالے اور خصوصاً جناب انصر رضا صاحب میری بیان کردہ درج بالا دس باتوں اور میرے دعویٰ کے سلسلہ میں اس عاجز کیساتھ مباہلہ کرنا چاہیں تو میں آپ سب کو بھی ویل کم (welcome) کرتا ہوں۔ آپ سب اپنے خلیفہ خامس صاحب سے کہیں کہ وہ درج بالا دس باتوں اور میرے دعویٰ کے سلسلہ میں منیر احمد اعظم کی طرح اپنی مہر (خلیفۃ المسیح الخامس) کیساتھ مباہلہ کا چیلنج سائن کر کے میری طرف بھیج دیں۔ خاکسار بھی جواباً مباہلہ کے اس چیلنج کو اپنی مہر (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کیساتھ سائن کر کے نہ صرف خلیفہ خامس صاحب کی طرف بھیجے گا بلکہ اس چیلنج کو اپنی ویب سائٹ پر بھی لگا دے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ احمدی جیالے، خصوصاً جناب انصر رضا صاحب اور اِنکا خلیفہ خامس لوگوں کو مایوس نہیں کریں گے اور میرے مقابلہ کیلئے مباہلہ کے چیلنج کیساتھ میدان میں ضرور اُتریں گے۔؟؟؟

(نیوز نمبر ۶۸، صفحہ نمبر ۲، ۳)

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ جنبہ صاحب نے صرف مباہلہ کی تحریروں میں ہی کسی پر لعنت نہیں بھیجی بلکہ دوسری جگہوں پر بھی لعنت بھیجنے میں کمی نہیں کی۔ اس لئے یہ کہنا کہ میں نے مباہلہ میں کسی پر لعنت اس لئے نہیں بھیجی کہ میں کسی کلمہ گو پر لعنت بھیجنے میں کراہت محسوس کرتا ہوں جنبہ صاحب کی ایک اور دروغ گوئی ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

جنبہ صاحب نے سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنے اور اپنے مریدوں کے دستخطوں کے ساتھ جو تحریر شائع فرمائی اس میں سلطانی صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بلایا لیکن اس مفتری علی اللہ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ کیلئے میدان مباہلہ میں آتا۔ جب منیر احمد اعظم اور خاکسار کے مباہلہ کو ایک سال گزر گیا تو اس بدبخت نے اپنے کسی خطبہ جمعہ میں ہم دونوں پر ہرزہ سرائی کرتے ہوئے بڑے تمسخرانہ انداز میں کہا کہ۔۔۔ ''سَپ نوں سَپ لڑے تے وِس کِنوں چڑھے''۔۔ یعنی اگر سانپ کو سانپ کاٹ لے تو زہر کا اثر کس پر ہو۔ اِس طرح اس کذاب نے مباہلہ کے حوالہ سے ہم دونوں پر بدزبانی اور گندہ دہنی کے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ خاکسار اور منیر احمد اعظم کے مباہلہ کے بعد اب لوگوں نے

وقت نے ثابت کر دیا کہ سلطانی صاحب نے یہ بات درست کہی تھی '' سپ نوں سپ لڑے تے وِس کنوں چڑھے''۔ اور اب تو سلطانی صاحب خود بھی اسی کہاوت کے زمرے میں آ گئے ہیں۔

خاکسار نے جنبہ صاحب سے سوال کیا تھا کہ ان مباہلوں کے بے نتیجہ رہنے کی صورت میں کیا نتیجہ اخذ کیا جائے کہ آپ تینوں سچے ہیں یا تینوں جھوٹے؟

خدا کی سنت سے ثابت ہے کہ یہ تینوں سچے تو نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر یہ سچے ہوتے تو کبھی بھی ایک دوسرے پر لعنت نہ ڈالتے۔ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ خدا ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ انہیں اپنے پیاروں کی نسبت خود بتا دیتا ہے۔ اور خدا کے پیارے ایک دوسرے کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں۔ ان پر لعنت نہیں ڈالتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں وہ بزرگ ہستیاں جن کا خدا سے سچا تعلق تھا انہوں نے حضورؑ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اس وقت کے تمام بڑے بڑے گدی نشینوں اور علماء کو اپنے مقابلہ پر بلایا۔ تو حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے جواباً اس بات کی تصدیق کی کہ آپؑ اپنے دعوؤں میں سچے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کو بھی حضورؑ کی صداقت سے آگاہ فرمایا۔

خدا کی سنت نے ان مباہلوں کے نتیجوں سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی سچا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی سچا ہوتا تو خدا کی غیرت کبھی گوارا نہ کرتی کہ اس کے سچے پر کوئی لعنت بھیجے اور وہ بچ جائے۔

اس لئے وہی کہاوت درست ہے

"سپ نوں سپ لڑے تے وِس کنوں چڑھے"

مباہلہ کے حوالے سے ذیل میں قرآنی آیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے والوں کی لسٹ مع ان کے انجام بھی شامل ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا اپنے پیاروں کی عزت اور حرمت کا بہت خیال رکھتا ہے۔ اور خدا کا اپنے پیارے سے کیا وعدہ بڑی شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

جو تیری ذلت چاہے گا میں اسے ذلیل کروں گا

مباہلہ کی تعریف

قرآن پاک میں مباہلہ کے حوالے سے دو آیات پائی جاتیں ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے متعلق رسول کریم ﷺ کو مخاطب کرکے یوں فرماتا ہے۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

۶۲۔ پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(سورۃ الاعمران ۳: ۶۲)

اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾

۷۔ تو کہہ دے کہ اے لوگو جو یہودی ہوئے ہو! اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ سب لوگوں کے سوا ایک تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۸﴾

۸۔ اور وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے بسبب اس کے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۶۲: ۷،۸)

حضرت مسیح موعودؑ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مباہلہ کے معنے لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ (اربعین نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۹ حاشیہ)

میرے نزدیک مباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے۔ (تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۱۱۲)

صلحا کی سنت قدیمہ سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی غایت میعاد ایک سال تک ہوتی ہے سو ہم بدیہی ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں کہ جن برکات کو ہم نے اپنی نسبت لکھا ہے وہ ایک سال کے اندر ہی ہم پر وارد ہوئیں۔ (انوار الاسلام، صفحہ نمبر ۳۲، حاشیہ)

اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ فقل تعالوا میں تعالوا کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔ سو اس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کے لئے بلایا ہے نہ شخص واحد کو بلکہ من حا جک کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دے کر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اس کو کہہ دو کہ ایک جماعت بن کر مباہلہ کے لئے آویں۔ سو اسی بنا پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے۔ جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔ مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ نمبر ۳۵، ۳۶)

اب اس تمام بیان سے بوضاحت کھل گیا کہ مسنون طریق مباہلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مباہلہ کی درخواست کرے۔ اس کے دعوے کی بنا ایسے یقین پر ہو جس یقین کی وجہ سے وہ اپنے فریق مقابل کو قطعی طور پر مفتری اور کاذب خیال کرے اور اس یقین کا اس کی طرف سے بصراحت اظہار چاہیئے۔ کہ میں اس شخص کو مفتری جانتا ہوں۔ نہ صرف ظن اور شک کے طور سے بلکہ کامل یقین سے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ظاہر فرمایا ہے۔ پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ نے دلائل بینہ سے بخوبی عیسائیوں کو سمجھا دیا کہ عیسیٰ بن مریم میں کوئی خدائی کا نشان نہیں۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو پھر مباہلہ کے لئے درخواست کی۔ اور نیز آیات موصوفہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں۔ اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی تو اس کے اول مستحق نبی ﷺ تھے۔

(تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ نمبر ۵، ۶)

حضرت مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرنے والوں کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو قرآنی حکم کے مطابق سچے اور جھوٹے کا فیصلہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ کے صفحہ نمبر ۷۱،۷۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے اور ایک مکار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اس کو میرا افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ اس کا افترا ہے اور میں اس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذاب اور دجال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین

ذیل میں چند مخالفین کا ذکر بڑے اختصار کے ساتھ کر رہا ہوں جنھوں نے کسی بھی طریقہ سے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی آپ کی بابت بدزبانی کی اور ان کا کیا انجام ہوا۔ ساتھ حوالہ درج ہے وہاں سے پورا واقعہ پڑھا جاسکتا ہے۔

براہین احمدیہ صفحہ نمبر تا	صفحہ نمبر از	جلد نمبر	نام کتاب	نام	حوالہ	نمبر شمار
	71	22	حقیقۃ الوحی	مولوی غلام دستگیر	مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فیضِ رحمانی میں مباہلہ کا چیلنج دیا اور چند روز بعد مر گیا	1
	236	22	حقیقۃ الوحی	مولوی رسل بابا	مولوی رسل بابا، باشندہ امرتسر نے کتاب حیاتِ المسیح میرے رد میں لکھی، بہت بدزبانی کی، خدائی الہام کے تحت جمعہ سے قبل ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء مر گیا	2

	236	22	حقیقة الوحی	چراغ دین	چراغ دین ساکن جموں رسول ہونے کا دعویدار، مجھے دجال کہتا تھا، موافق پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۶ء مع دو بیٹوں کے طاعون سے مر گیا	3
	236	22	حقیقة الوحی	محمد بخش	محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ، میرا مخالف تھا۔ طاعون سے مر گیا	4
	237	22	حقیقة الوحی	نور احمد	میرے لئے بد دعا کی۔ خود طاعون سے مر گیا۔	5
238	237	22	حقیقة الوحی	مولوی زین العابدین	مباہلہ کے نتیجے میں مع بیوی اور سترہ دیگر اہل خانہ کے طاعون سے مر گیا۔	6
238	237	22	حقیقة الوحی	کریم بخش، لاہور	انتہائی بد زبانی کرتا تھا۔ جوانی میں ہی مر گیا	7
238	237	22	حقیقة الوحی	حافظ سلطان سیالکوٹی	شدید مخالف تھا۔ مع ۹ افراد خانہ کے طاعون سے مر گیا	8
238	237	22	حقیقة الوحی	حکیم محمد شفیع، سیالکوٹ	پہلے بیعت کی پھر شدید مخالف ہو گیا مع بیوی، والدہ اور بھائی طاعون سے مر گیا	9
238	237	22	حقیقة الوحی	مرزا سردار بیگ سیالکوٹی	نہایت گندی زبان استعمال کرتا تھا۔ طاعون سے مر گیا۔	10
	239	22	حقیقة الوحی	مولوی رشید احمد گنگوہی	مخالفانہ اشتہار لکھا اور اندھا ہوا پھر سانپ کے کاٹے سے مر گیا	11
	239	22	حقیقة الوحی	مولوی شاہ دین	شدید مخالف تھا پیشگوئی کے مطابق مر گیا	12
	239	22	حقیقة الوحی	مولوی عبد العزیز	مولوی عبد العزیز نے میری مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	13
	239	22	حقیقة الوحی	مولوی محمد	مولوی محمد نے میری مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	14
	239	22	حقیقة الوحی	مولوی عبد اللہ	مولوی عبد اللہ لودھانوی نے مخالفت میں گندے اشتہار لکھے اور مر گیا۔	15

16	عبد الرحمٰن محی الدین لکھو کے نے مجھے فرعون کہا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا	عبد الرحمٰن محی الدین	حقیقۃ الوحی	22	239	
17	مولوی محمد حسن بھیں والا نے جھوٹے پر لعنت بھیجی اور مر گیا	مولوی محمد حسن	حقیقۃ الوحی	22	307	308
18	پہلے بیعت کی پھر شدید مخالف ہو گیا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا	میر عباس علی	حقیقۃ الوحی	22	307	308
19	اسلام کا شدید مخالف تھا۔ خدا نے کشف میں اس کی موت کی خبر دی اور وہ مر گیا۔	سہج رام	حقیقۃ الوحی	22	309	
20	مولوی اسمٰعیل آف علی گڑھ، شدید مخالف تھا۔ پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔	مولوی اسمٰعیل	حقیقۃ الوحی	22	242	243
21	میرے لئے بد دعا کی۔ خود مر گیا۔	مولوی نور احمد	حقیقۃ الوحی	22	375	
22	میرے بارے میں پیشگوئی کی اور اسی کے مطابق خود مر گیا۔	مرزا فقیر	حقیقۃ الوحی	22	380	384
23	عبد القادر ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور، طبیب کے نام سے مشہور، بد زبان، دعوت مباہلہ، طاعون سے مر گیا	عبد القادر	حقیقۃ الوحی	22	482	484
24	حکیم حافظ محمد دین، موضع ننکر، مباہلہ، مر گیا	حکیم حافظ محمد دین	حقیقۃ الوحی	22	484	
25	پادری عبد اللہ آتھم، پہلے مسلمان تھا۔ مباہلہ ہوا اور پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔	پادری عبد اللہ آتھم	انجام آتھم	22	66	
26	پنڈت لیکھرام اسلام کا شدید مخالف اور بد زبان تھا۔ پیشگوئی کے مطابق ۶ سال کے اندر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا۔	پنڈت لیکھرام	سراج منیر	12	11	28
27	پادری جان الیگزینڈر ڈوئی نبوت کا دعویدار، پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۷ء میں انتہائی رسوائی کی موت مر گیا	پادری جان الیگزینڈر ڈوئی	حقیقۃ الوحی	22	504	516

590	533	22	حقیقۃ الوحی	بابو الٰہی بخش	بابو الٰہی بخش، پہلے عقیدت مندوں میں سے تھا، پھر شیطانی الہاموں کے باعث خود کو موسیٰ کہتا تھا۔ طاعون سے مر گیا	28
	597	22	حقیقۃ الوحی	مولوی عبد المجید	مولوی عبد المجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیان للناس میں میری بابت مباہلہ کے طور بد دعا کی اور ناگہانی موت مر گیا۔	29
	598	22	حقیقۃ الوحی	مولوی ابو الحسن	مولوی ابو الحسن (اصل نام محمد جان) نے اپنی کتاب بجلی آسمانی بر سرِ دجال قادیانی میں بد دعا کی اور طاعون سے مر گیا	30
	598	22	حقیقۃ الوحی	ابو الحسن عبد الکریم	ایک اور شخص ابو الحسن عبد الکریم نے دوبارہ یہ کتاب چھاپی اور وہ بھی طاعون سے مر گیا	31
595	590	22	حقیقۃ الوحی	سوم راج	قادیان میں ہندوؤں نے میرے خلاف ایک اخبار شبھ چنتک نکالا، بہت بد زبانی کرتے تھے۔ موافق پیشگوئی مع اپنے خاندان کے طاعون سے مر گئے۔	32
				اچھر چند		33
				بھگت رام		34
	599	22	حقیقۃ الوحی	امداد علی	امداد علی نے درہ محمدی رسالہ لکھا اور میری بابت بد دعا کی اور طاعون سے مر گیا	35
	604	22	حقیقۃ الوحی	فیض اللہ خان	فیض اللہ خان بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے جماعت کے ممبر منشی مہتاب علی صاحب سے ۱۲ جون ۱۹۰۶ء کو مباہلہ کیا اور ۱۳ اپریل ۱۹۰۷ طاعون سے ہلاک ہو گیا۔	36
	604	22	حقیقۃ الوحی	ظفر الدین	فیض اللہ خان کے باپ ظفر الدین نے بھی ہماری مخالفت میں ایک نظم لکھی تھی مگر شائع کروانے سے قبل خود مر گیا تھا۔	37
	535	18	نزول المسیح	اصغر علی	شدید مخالف تھا ایک آنکھ سے اندھا ہو گیا	38
	524	18	نزول المسیح	شاہ دین لدھیانوی	شدید مخالف تھا دیوانہ ہو گیا۔	39

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ڈاکٹر عامر صاحب

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضلِ خدا آپ بخیریت ہونگے۔ خاکسار نے آپ کو آپ کی ایک ویڈیو جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مباہلہ کے حوالہ سے تیار کر کے اپنی ویب سائٹ پر ڈالی تھی کے سلسلہ میں ایک خط لکھا تھا۔ ساتھ درخواست کی تھی کہ میرے پہلے خط کی طرح اس خط کو بھی اپنی ویب سائٹ پر آویزاں کریں۔ میری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے آپ نے اپنے جواب کے ہمراہ میرے خط کو اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۰۷ کی صورت ڈال دیا ہے۔ خاکسار نے اسی روز ای میل کے ذریعے آپ کا شکریہ ادا کر دیا تھا۔ اس خط کے ذریعے دوبارہ شکر گزار ہوں۔

ویب سائٹ پر ڈالنے سے پہلے آپ نے اس جواب کو بذریعہ ای میل مجھے بجھوادیا تھا۔ آپ کے اس جواب میں میرے واسطے کچھ سوالات بھی تھے۔ میں نے بذریعہ ای میل آپ سے وعدہ کیا تھا کہ انشاءاللہ اپنی عقل اور فہم کے مطابق ان سوالات کے جواب جلد ارسال کروں گا۔ میں اس پر کام کر رہا ہوں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد جواب دوں گا۔ مگر اس سلسلہ میں چند گزارشات ہیں۔

آپ نے میرے جواب کے لئے چند شرائط بھی لگائی ہیں۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) یہ علمی بحث ومباحثہ بند کمرے (indoor) میں نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک کھلا (open) بحث ومباحثہ ہوگا اور عام احمدیوں کو اس علمی بحث ومباحثہ کے سننے کا حق ہوگا۔

(۲) جماعت احمدیہ قادیان کا ایم ٹی اے چینل کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔ یہ احمدیوں کے چندوں پر چلایا جارہا ہے۔ لہٰذا تمام احمدیوں کا حق ہے کہ اس علمی بحث ومباحثہ کو براہِ راست ایم ٹی اے پر دکھایا جائے تاکہ انہیں سچ اور جھوٹ کا علم ہوجائے۔

(۳) کامل فتح اور شکست تک یہ بحث ومباحثہ جاری رہے گا اور جو فریق بھی درمیان میں بھاگے گا۔ اس کا بھاگنا اسکی شکست تصور ہوگا۔

(۴) دونوں فریقوں کی باہمی مشاورت سے ایک متفقہ جیوری (jury) کو تشکیل دیا جائے گا جو پانچ یا سات منصفین (judges) پر مشتمل ہوگی۔

(۵) جیوری کے فیصلے کے مطابق جو فریق مذکورہ موضوعات میں شکست کھا گیا تو اسکی یہ شکست اسکی جماعت کی شکست ہوگی۔

خاکسار آپ کی مندرجہ بالا شرائط سے اتفاق نہیں کرتا۔ خاکسار نے آپ کو جو خط لکھا تھا وہ اپنی انفرادی حیثیت میں لکھا تھا۔ خاکسار کو جماعت احمدیہ کی طرف سے نمائندہ مقرر نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا آپ ذمہ دار ہے۔ اس لئے میں اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوں۔ میرے کسی بھی قول و فعل کی جماعت احمدیہ ذمہ دار نہیں۔ یہ میری ذاتی آراء ہیں جس سے کسی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ اگر آپ میری انفرادی حیثیت سے مجھ سے بات جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ مجھے منع فرما سکتے ہیں۔

اس کے برعکس آپ تو اپنی جماعت کے اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ اس لئے میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ میں جو جواب آپ کو بھجواؤں گا کیا آپ اسے اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں گے؟

یہ ہار اور جیت کا مقابلہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسرے سے نیک نیتی، ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ حق سے آگاہی کی کوشش ہے۔ جب ہار اور جیت کا مقابلہ شروع ہو جائے تو پھر کوئی بھی بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مرسلین کو صرف پیغام پہنچا دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ہار اور جیت کا فیصلہ خدا کرتا ہے۔

ایسے ہی آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

سلیم احمد صاحب! خاکسار (۱) پیشگوئی مصلح موعود (۲) قدرت ثانیہ کی حقیقت (۳) خلافت کی حقیقت (۴) آنحضرت ﷺ کی ختمِ نبوت سے کیا مراد تھی؟ کے چار موضوعات پر مناظرہ اور مباہلہ کیلئے آپ کو میدان میں بلاتا ہے۔ آپ اپنے خلیفہ صاحب کو یا خلیفہ صاحب کی نمائندگی میں علماء کی ایک ٹیم کیساتھ علمی گفتگو کیلئے میدان میں تشریف لائیں تاکہ مذکورہ بالا چاروں اختلافی موضوعات میں ہمارا اور آپکا حق اور سچ کے مطابق فیصلہ ہو جائے۔۔۔

مباہلہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ کہ جو چاہے جس کو چاہے مباہلہ کا چیلنج دے دے۔ بلکہ اس کے لئے خدائی اذن کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی رضا کسی فعل میں شامل ہوتی ہے تو پھر اس کا نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ بصورت دیگر وہی ہوتا ہے جو اب ہو رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد نہیں ہوا آپ نے عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے مخالفین کو اس وقت مباہلہ کا چیلنج دیا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک مرید حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے **مسیح موعود** ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ قیل وقال سے فیصلہ نہیں ہوسکتا مباہلہ کیلئے اب طیار رہنا چاہیئے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہیئے۔
(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جلّ شانہٗ نے اجازت دیدی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپ کے ارادہ کا توارد ہے کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۲۳۱)

اس لئے جہاں تک مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دی ہے۔ اگر کبھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قابل سمجھا اور حکم دیا تو انشاء اللہ بندہ ضرور مباہلہ کا چیلنج قبول کرے گا۔ جہاں تک تحریری جواب کا تعلق ہے تو انشاء اللہ بندہ اس میں آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔ اس کے لئے مجھے کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے کہ تیرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے بھی اپنے اس وعدہ کے موافق سلوک کرے گا۔

- اپنے علم میں اضافہ کے لئے اتنا جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کسی کو پہلے مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا تو کیا اب آپ نے اپنے اس دعویٰ میں تبدیلی کر دی ہے؟
- نیز آپ نے صرف چار موضوعات کے بارہ میں لکھا ہے۔ جبکہ جنبہ صاحب نے اس کے علاوہ بھی کئی موضوعات پر چیلنج کیا ہوا ہے۔ کیا وہ موضوعات حل ہو گئے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب! آپ نے مجھ سے میری اس بات کا بھی گلہ کیا ہے۔ کہ میں نے تحریر کیا تھا۔

''حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے دشمنوں کی خبریں بڑے فخر سے اپنی ویب سائٹ پر ڈالنا اور ساتھ تائیدی تبصرے اس بات کا ثبوت ہیں کہ مقاصد ایک ہی ہیں۔''

میں تماش بین نہیں ہوں اور ہر شخص کی عزت اور احترام کرتا ہوں۔ میں نے یہ بات محض آپ کا مذاق اڑانے کے لئے نہیں لکھی تھی۔ بلکہ ایک حقیقت بیان کی تھی۔ آپ نے اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۰۲ میں ایک سابقہ مربی محمد نواز کا اخبار میں چھپنے والا انٹرویو شائع کیا ہے۔ ان صاحب کو خلیفہ وقت سے یا نظام جماعت سے اختلاف ہو سکتا ہے اس کے نتیجہ میں وہ نظام جماعت سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ صاحب اپنے انٹرویو کے آخر میں لکھتے ہیں۔

یہ سوچتا ہوں کہ میں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اسلام سے کفر کی طرف دھکیلا تو طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے لیکن میں اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ میرا عزم ہے کہ میں بہت جلد ان تمام علاقوں کا دورہ کروں گا، جہاں بطور مربی کام کرتا رہا اور وہاں لوگوں کو یہ بتاؤں گا کہ حضور ﷺ کے بعد اللہ نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اب جو بھی نبوت کا دعویدار سامنے آئے گا وہ کذاب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان میں سے ایک ہے۔ میری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے استقامت دے اور جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے تا کہ میں بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکوں۔"

آپ اس شخص کو جناب محمد نذیر صاحب کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ اور لکھ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ قادیان میں سچ بولنے اور حق کیلئے آواز اٹھانے کے جرم میں احمدیوں کیساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟؟ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے آپ ایک سابقہ قادیانی مربی جناب محمد نذیر صاحب کی دل دہلا دینے والی کہانی سماعت فرمائیں۔ وہ قادیانی حضرات جو خلافت کی برکتوں اور اپنی نام نہاد خلافت کے گیت گاتے نہیں تھکتے انہیں چاہیے کہ وہ اپنے جماعتی عہدیداروں کی اصل حقیقت اور انکے کرتوتوں سے آگاہ ہونے کیلئے اس مظلوم قادیانی مربی کی عبرت ناک داستان کو ضرور بغور وفکر پڑھیں۔ والسلام

ویب ماسٹر

الغلام ڈاٹ کم

مورخہ ۱۰ دسمبر ۲۰۱۲ء

آپ خود فیصلہ کرلیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کذاب کہنے والے کا دورر کھنے والوں کے متعلق میری کیا رائے ہونی چاہیے؟

آپ کے علم میں ہو گا کہ عبداللہ آتھم عیسائی نے آنحضرت رسول کریم ﷺ کے حوالہ سے بدتمیزی کی تھی اور اس وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے اسے للکارا تھا اور اس کے بابت پیشگوئی کی تھی۔ اور جب وہ پیشگوئی چند وجوہات کی بنا پر وقت مقررہ پر پوری نہ

ہوئی تو غیر احمدی علماء کرام محض حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں شور کرنے لگے کہ حضورؑ ہار گئے۔ وہ بھول گئے کہ اگر واقعی حضورؑ ہار گئے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔ شاید آپ نے پڑھا ہو۔

جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور دیگر خلفاء کے حوالہ سے بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ مگر یہ ویڈیو جو آپ نے اپنی ویب سائٹ پر ڈالی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے حوالے سے ہونے والے ایک مباہلہ کے متعلق ہے۔ اگر اس مباہلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہار گئے تھے تو نتیجہ کیا نکلا۔

جب آپ اس طرح کے مضامین اور ویڈیو اپنی ویب سائٹ پر ڈالیں گے تو یہی نتیجہ نکلے گا جو میں نے لکھا تھا۔

ڈاکٹر صاحب! غیر از جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ سے کتنی بد تمیزی کرتے ہیں۔ تو کیا جو با جماعت کو رسول کریم ﷺ کے حوالے سے بننے والی ویڈیوز اپنی ویب سائٹ پر ڈال دینی چاہیے۔ کوئی غیرت مند احمدی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی عزت اور عظمت ہمیں اپنی جان سے بھی پیاری ہے۔ ایسے ہی اگر آپ لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی عزت اور عظمت ہوتی تو کبھی بھی ایسے مواد کو اپنی ویب سائٹ پر شائع نہ کرتے۔

صرف دو مثالیں دی ہیں ۔ ویب سائٹ پر اور مثالیں بھی موجود ہیں۔

خلفاء اور نظام جماعت سے دشمنی نکالنے کے اور کئی طریقے ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! اگر پاکستان میں آپ کو تبلیغ کا موقع ملا ہو تو آپ جانتے ہوں گے کہ جب بھی غیر احمدی احباب سے کسی مسئلہ پر بات کی جاتی تھی اور ان کے پاس اس کا جواب نہیں ہوتا تھا تو وہ ایک نیا سوال کر دیتے تھے۔ آپ اس کا جواب دینا شروع کرتے تھے تو وہ ایک نیا سوال داغ دیتے تھے اور آخر میں نعرے بلند کرتے تھے کہ ہم جیت گئے۔ احمدیوں کو ہمارے سوالوں کے جواب نہیں آئے۔ میری اور آپ کی بات اس ویڈیو کے حوالے سے ہو رہی تھی جو آپ نے اپنی ویب سائٹ پر ڈالی تھی۔ میں نے اسی ویڈیو سے متعلقہ چند سوال آپ سے کئے تھے اور آپ نے اس کا جواب کیا دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

خلیفہ ثانی صاحب اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق مفتری علی اللہ ثابت ہو گئے ہیں!!!

سید سلیم احمد صاحب

میرے اور آپ کے درمیان ہونے والی ویڈیو کے متعلق بات میں خلیفہ ثانی کہاں سے آگئے؟ معاف کریں شاید آپ بھول گئے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مولوی الیاس ستار صاحب کے مابین وہ مباہلہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے متعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سچائی کے متعلق نہیں تھا۔ اسی لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ میرے اس خط کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیں تا کہ ذی شعور احباب کو نتیجہ اخذ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ میری اس درخواست پر آپ نے تحریر کیا ہے۔

نوٹ:۔ آپ نے جو ۲۰ صفحاتی مضمون لکھ کر میری طرف ارسال کیا ہے۔ یہ سارا آپکی جہالت اور تعصب پر مبنی ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اپنا یہ مضمون اپنے قادیانی ویب سائٹ الاسلام (Alislam) پر آویزاں بھی کرتے اور ساتھ ہی میری طرف بھی بھیج دیتے۔ لیکن آپ نے اپنا مضمون الاسلام پر لگانے کی بجائے خاکسار سے درخواست کی ہے کہ آپکا مضمون بھی ہماری ویب سائٹ پر آویزاں ہو۔ لہذا آپکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم آپکے مضمون کو بھی اپنی ویب سائٹ پر آن ایئر کر رہے ہیں۔۔۔۔ والسلام

آپکے جواب کا منتظر

ڈاکٹر محمد عامر (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اصلاح پسند جرمنی)

مورخہ ۷/جون ۲۰۱۵ء

جواباً عرض ہے کہ الاسلام ویب سائٹ پر جہالت اور تعصب پر مبنی مواد شائع نہیں کیا جاتا۔ چونکہ آپ کی ویب سائٹ پر یہ سہولت موجود ہے اس لئے آپ سے درخواست کی تھی۔ درخواست منظور کرنے کا شکریہ۔ خاکسار امید رکھتا ہے کہ بندہ سے یہ شفقت کا سلوک آئندہ بھی جاری رہے گا۔

ایک بات کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جنبہ صاحب اور آپ نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے بعض حوالے درج کئے ہیں۔ کہ آپؑ نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں یہ یہ لکھا ہے۔ جماعت مخالفین لوگوں کا یہ طریق ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی تحریرات کو بغیر سیاق و سباق کے پیش کر کے لوگوں کو حضورؑ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ کسی احمدی سے جس کے دل میں حضورؑ کی ذرا سی بھی محبت ہو ایسی حرکت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریریں خود پڑھی ہوں تو آپ کو معلوم ہو

گا کہ عیسائی پادریوں نے آنحضرت ﷺ کے بارہ میں بہت گستاخیوں پر مبنی کتب شائع کیں۔ کسی مسلمان کو ان کا جواب دینے کی توفیق نہ ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا کی غیرت میں ان پادریوں کا منہ بند کرنے کے لئے ان کی مقدس کتاب بائیبل سے نکال کر حوالے پیش کئے کہ تمہاری کتاب میں حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں یہ یہ لکھا ہوا ہے۔ مگر ہر جگہ ساتھ یہ وضاحت فرمائی۔

''سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔''

(اشتہار ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۵ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ جدید ایڈیشن)

''اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی **حضرت محمد** مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا **قرآن** میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو **بٹمار** وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرمادیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہئے .... پڑھنے والوں کو چاہئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اُس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۱۱ جدید ایڈیشن)

''موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود
ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص
جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔''
(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸،۱۷)

خاکسار کے خیال میں اگر حضرت مسیح موعودؑ کے ایسے حوالے دینے ضروری ہوں تو ہر احمدی کو ساتھ یہ وضاحت بھی ضرور دینی چاہیئے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو اور کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔

آپ نے مولوی الیاس ستار صاحب کے نام کے ساتھ مرحوم بھی لکھا ہے۔ اُس ویڈیو میں تو وہ زندہ تھے۔ آپ کب فوت ہوئے؟ مولانا صاحب کے حوالے سے آپ کی معلومات قابلِ تحسین ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا جواب آنے کے بعد آپ کے اٹھائے ہوئے سوالات کے جواب ارسال کروں گا۔

خاکسار

سید سلیم احمد

Dated: 20 June 2015

متفرق مضامین

رسول ہمیشہ اعلیٰ خاندان سے آتے ہیں

محترم جنبہ صاحب انبیاء کے چناؤ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

بعثت کے وقت انبیاءؑ کا معمولی ہونا۔

انبیاءؑ کا اپنی بعثت کے وقت معمولی ہونا بھی اُنکی تکذیب اور مخالفت کا سب سے زیادہ سبب بنا تھا۔ اگر بوقت بعثت یہ انبیاءؑ اپنے قبیلوں یا شہروں کے سردار یا بڑے مشہور آدمی ہوتے تو ہرگز اُنکی مخالفت نہ ہوتی۔ مثلاً۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ناصریؑ سے متعلق بائبل کی پیشگوئی کسی یہودی خلیفہ کے وجود میں پوری فرما دیتا تو کوئی بھی یہودی اُس کا انکار نہ کرتا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے متعلقہ توریت کی پیشگوئی مکہ کے کسی بڑے سردار یعنی عمر بن ہشام (ابو جہل) یا عمر بن خطاب یا ابوسفیان یا ابولہب کے وجود میں پوری فرماتا تو مکہ کا کوئی بھی شخص اُن کا انکار نہ کرتا۔ ایک صدی قبل اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی ہندوستان کے کسی نامی گرامی مولوی مثلاً سید نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل) کے وجود میں پوری فرما دیتا تو کوئی بھی ہندوستانی مسلمان اُسکی مخالفت نہ کرتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کا بطور مسیح موعود انتخاب فرمایا وہ لکھتے ہیں:۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی مخالفت نہ ہونے کی بھی دو وجوہات تھیں۔ (ا) آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ (اا) آپ جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر متذکرہ بالا انبیاءؑ کو اللہ تعالیٰ اسی طرح مبعوث فرماتا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کیا تھی۔؟ اس میں لوگوں کی آزمائش کیا تھی۔؟ کچھ بھی نہیں تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ظاہر کرنے کیلئے تو انبیاءؑ کا معمولی انسانوں میں سے انتخاب کرتا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کو ایک ایسے انسان میں پوری فرمایا ہے کہ جس کے متعلق کوئی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہے۔؟ ۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ۔ اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(آرٹیکل نمبر ۳۳، صفحہ نمبر ۲۲)

جس طرح پہلے نبی اور رسول غریبوں اور مسکینوں میں سے کھڑے کیے گئے تھے اسی طرح موعود مصلح بھی غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا۔ چونکہ وہ مسیحائی نفس ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا مثیل ہے لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ اُسے اِس روحانی مقام و مرتبہ کیلئے غیر موزوں قرار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔ " اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ ط (الانعام: ۱۲۵) اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔؟ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنے رسالہ "الوصیت" میں فرمایا ہے:۔ "اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۰)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُن کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لے کر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اِس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا ان کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا جُــوَا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو ان کو اس سعادت عظمٰی سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اِس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دِلی نفرت کے ساتھ اِس بات سے کراہت کریں کہ اس کے تابعدار بنیں اور اس کو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۷۹)

محترم جنبہ صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مریمؑ کا قبیلہ عمران ایک معزز قبیلہ تھا۔ قرآن پاک میں الاعمران نام کی سورۃ ہے۔ نیز حضرت مریمؑ نے حضرت زکریاؑ کے گھر میں پرورش پائی۔ آپ کسی طور بھی کسی معمولی خاندان سے نہیں تھے۔

ایسے ہی اگر جنبہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے آقا کا تعلق عرب کے ایک انتہائی باعزت قبیلہ سے تھا۔ آپ ﷺ کے دادا خانہ کعبہ کے متولی اور عرب کے ممتاز اور بااثر فرد تھے۔ آپ ﷺ کی شادی عرب کی ایک معزز اور امیر خاتون سے ہوئی۔ ابوجہل اور ابولہب آپ ﷺ کے قبیلہ سے تھے اور آپ ﷺ کے چچا تھے۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ بھی کسی غیر معروف خاندان سے نہیں تھے۔ اور نہ ہی علم و حکمت میں آپؑ کسی سے کم تھے۔ جنبہ صاحب نے مولوی نذیر حسین دہلوی کا ذکر کیا ہے۔ یہ تمام حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدین میں سے تھے۔ مگر آپؑ کے دعویٰ کے بعد آپ کے مخالف ہو گئے۔

جنبہ صاحب کو اس بات کی بھی تکلیف ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے اور خلیفہ تھے۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ پہلے نبیوں کی اولاد بھی نبی ہوتی تھی۔ اور یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہتا تھا۔ نبی وقت کے بادشاہ ہوتے تھے اور ان کے بیٹے بھی بادشاہ ہوتے تھے اور نبی بھی ہوتے تھے۔

یہی خدا کی سنت ہے۔ اور خدا اپنی سنت تبدیل نہیں کرتا۔

رسول کا ہر برائی سے پاک ہونا ضروری ہے

محترم جنبہ صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

میں دکھائیں کیا فضول سوال نہیں ہے؟ باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!!

جنبہ صاحب لکھتے ہیں۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کے لئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اسکی فکر کرتے۔

جنبہ صاحب کی بات میں وزن ہے۔ لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کرتا ہے؟ کیونکہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو میرے اور میرے رسول کی کامل اطاعت کرے گا میں اسے انعامات سے نوازوں گا۔ اور ہم اس کے اس وعدہ پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ جو اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے وہ خدا کی پکڑ میں آئیں گے۔

قرآن پاک میں نماز کی ادائیگی کی طرف سب سے زیادہ بار توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں جو پنج وقتہ نمازوں کی پابندی نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں سے ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اسے ہی اس جماعت کی تربیت کے لئے مقرر کر دیا۔

واقعی سوچنے کا مقام ہے۔ کہ جنبہ صاحب درست کہہ رہے ہیں یا خدا اور اس کا رسول درست کہہ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ مامورین کے لئے شرائط بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اور دوسری خوبی جو شرط کے طور پر مامورین کے لئے ضروری ہے وہ نیک چال چلن ہے کیونکہ بدچال چلن سے بھی دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ خوبی بھی بدیہی طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ [1] یعنی ان کفار کو کہہ دے کہ اِس سے پہلے میں نے ایک عمر تم میں ہی بسر کی ہے پس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس درجہ کا امین اور راستباز ہوں۔ اب دیکھو کہ یہ دونوں صفتیں جو مرتبہ نبوت اور ماموریت کے لئے ضروری ہیں یعنی بزرگ خاندان میں سے ہونا اور اپنی ذات میں امین اور راستباز اور خدا ترس اور نیک چلن ہونا قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کمال درجہ پر ثابت کی ہیں اور آپ کی اعلیٰ چال چلن اور اعلیٰ خاندان پر خود گواہی دی ہے۔ اور اِس جگہ میں اِس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ جس طرح خدا تعالیٰ

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ نمبر ۲۸۱، ۲۸۲)

جنبہ صاحب ہم نے تو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہوئی ہے اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپؑ نے جو فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور آپؑ کا ارشاد اوپر درج کر دیا ہے۔ آپ نے معمورین کی ایک شرط راست باز ہونا بیان فرمائی ہے۔ اور نماز کی ادائیگی بھی راست بازی میں آتی ہے۔ اس لئے اب آپ اور آپ کے مرید غور فرمائیں کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔

نبوت خدا کا فضل ہے۔ جسے چاہے دیتا ہے۔

اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے خاکسار ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہے۔

ایک ادارے کو اپنے لئے ایک جنرل مینجر کی ضرورت ہے۔ وہ اس کے لئے ایک اشتہار دیتے ہیں۔ اس میں وہ مطلوبہ کوالیفکیشن بھی نوٹ کرتے ہیں۔ کہ امیدوار کی اتنی تعلیم ہونی چاہیئے۔ اس فیلڈ میں اس کا اتنا تجربہ ہونا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کافی درخواستیں آتی ہیں۔ اس بھرتی کے لئے ادارے کی انتظامیہ اہل لوگوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مرضی سے ایک کم تعلیم یافتہ ناتجربہ کار امیدوار کو یہ کہہ کر بھرتی کر لیتی ہے۔ کہ ہمارا ادارہ ہے۔ ہمارا حق ہے جسے چاہیں بھرتی کریں۔

دانشمند احباب اس بھرتی کو دھاندلی، ناانصافی کا نام دیتے ہیں۔ مذہبی احباب ایسی بھرتی پر قرآنی آیات اور حوالے پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حق دار کو حق دینے کا حکم دیا ہے۔ ناانصافی سے منع کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۹﴾

۵۹۔ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

(سورۃ النساء۴: ۵۹)

یقیناً وہ لوگ جو حق دار کو حق نہیں دیتے وہ خدا تعالیٰ کے واضع حکم کی حکم عدولی کرتے ہیں۔ اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایسے ادارے تباہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارا وطن عزیز اس کی ایک مثال ہے۔

اب میں موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔ اس وقت مختلف احباب ماموریت کے دعویدار ہیں۔ جو ساری زندگی خدا تعالیٰ کے واضع حکموں کی نافرمانی کرتے رہے۔ لوگوں کے استفسار پر وہ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت کو پیش کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

۵۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۶۲: ۵)

یہ حوالہ پیش کرتے وقت وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس حوالہ کے ذریعے وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ قرآنی تعلیم میں تضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے ایک معیار مقرر کرتا ہے اور اپنے عمل سے ایک اور معیار ثابت کر رہا ہے۔ وہ لوگ جو خدا یا اس کے نظام پر اعتراضات کرتے ہیں ان کے سامنے ایسی باتیں پیش کر کے ان کے اعتراضات کو تقویت دیتے ہیں۔ مذہب کے نام پر مذہب کا خون کرتے ہیں۔

بد قسمتی سے یہ وہ لوگ ہیں جو بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک کو نہیں پڑھا۔ انہیں قرآنی تعلیم کا علم نہیں۔ مگر اس کے باوجود قرآنی آیات کے اپنی مرضی کے ترجمے اور تفسیریں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر خدائی احکامات پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں۔ اپنی بات کے ثبوت میں ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

میں دکھائیں کیا فضول سوال نہیں ہے؟ باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!! ؎

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

ہم سب کا یقین ہے کہ قرآن پاک ایک مکمل شریعی کتاب ہے۔ اب قیامت تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۷۰﴾

۷۰۔ اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ﴿۱﴾

(سورۃ النساء ۴ : ۷۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مناسبِ حال چار انعامات میں سے کسی کا وارث بنائے گا۔ان انعامات کا وارث بننے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنے احکامات کا کھول کھول کر ذکر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے بار بار تلقین فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان قرآنی احکامات کو اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو ان پر عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اور اس میں نماز کا قیام اول درجہ پر ہے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٦﴾

۵۶۔تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ ۝

(سورۃ النور ۲۴ : ۵۶)

یہاں بھی وہی شرط ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے انہیں اللہ تعالیٰ زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ ساتھ اللہ تعالیٰ مثال دے رہا ہے کہ جیسے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ پہلے لوگوں میں سے حضرت مسیح موعودؑ ایک بالکل تازہ مثال ہیں اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ آپؑ کو بچپن سے اپنے خدا اور پیارے آقا ﷺ سے عشق تھا۔ ماموریت سے بہت پہلے سے وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفین سے جہاد کر رہے تھے۔ اور آپؑ کے اس سچے عشق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے انعامات کا وارث بنایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝۴۴

پس تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵ : ۴۴)

اس لئے لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیئے کہ وہ جانے انجانے میں اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا الزام لگا رہے ہیں۔

اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ " یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے " کے کیا معانی ہیں۔

اس سمجھانے کے لئے میں پھر مضمون کے شروع والی مثال کی طرف جاتا ہوں۔

کہ جب وہ ادارہ جنرل مینجر کی پوسٹ کے لئے اشتہار دیتا ہے۔ امیدوار اپنی درخواستیں بھجواتے ہیں۔ ان کا انٹرویو کیا جاتا ہے۔ اور اہل امیدواروں کی ایک لسٹ بنا کر ادارے کے ہیڈ کو دے دی جاتی ہے۔ کہ یہ چار، پانچ امیدوار ہماری مطلوبہ کوالیفکیشن پر پورا اترتے ہیں۔ اب جنرل مینجر تو ایک ہی رکھنا ہے تو یہاں پر ادارے کا ہیڈ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ان میں سے کسی بہتر امیدوار کو اس پوسٹ کے لئے رکھ لیتا ہے۔ اور یہ کسی طور بھی قابلِ اعتراض بات نہیں ہوتی۔

کامیاب بزنس مین کبھی بھی اپنے بچوں کو ڈائریکٹ اپنے بزنس کا ہیڈ مقرر نہیں کرتے بلکہ ان کی ٹریننگ کے لئے انہیں آہستہ آہستہ اوپر لے کر آتے ہیں۔ تاکہ وہ تمام امور کا اچھی طرح واقف ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی یہی طریق ہے۔ کہ جن کو اس نے اپنی قوم کا نگران بنانا ہوتا ہے ان کی بچپن سے تربیت کرتا ہے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کے کسی پہلو پر بھی کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ مگر یہ لوگ اپنی انکساری کی وجہ سے خود کو دوسروں پر نمایاں نہیں کرتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے تو بعض لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو اس سے بہتر ہیں۔ ہمارے پاس اس سے زیادہ علم ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو سمجھانے اور ٹھوکر سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ یہ مضمون بیان فرماتا ہے " کہ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں "۔ یہ کسی کا حق نہیں ہے۔

آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد پیش ہے۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا نے قدیم سے اور جب سے کہ انسان کو پیدا کیا ہے یہ سنت جاری کی ہے کہ وہ پہلے اپنے فضل عظیم سے جس کو چاہتا ہے اس پر روح القدس ڈالتا ہے اور پھر روح القدس کی مدد سے اس کے اندر اپنی محبت پیدا کرتا ہے اور صدق و ثبات بخشتا ہے اور بہت سے نشانوں سے اس کی معرفت کو قوی کر دیتا ہے اور اس کی کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سچ مچ اس کی راہ میں جان دینے کو تیار ہوتا ہے... اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے کہ اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اس کو ایسا تعلق ہوتا ہے جو انکی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے جیساکہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے۔ یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرّف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالیٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں"
(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۲ - ۲۳، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

ہر مجدد نبی نہیں ہوتا

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید مکرم سید مولود احمد صاحب اپنے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ ہر مجدد رسول ہوتا ہے۔اس کے لئے سید صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے پیش کرتے ہیں۔سید صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۝۸ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (ال عمران آیات ۔۸۲/۸۳)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دُوں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں ،فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اب جو اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

ان آیتِ کریمہ میں اللہ جلّ شانہٗ مومنوں سے ایک ایسا پختہ عہد لیتا ہے کہ جب بھی میں کوئی اپنا نمائندہ رسول یا کسی اور نام سے بھیجوں خواہ محدث یا مجدد ہی ہو تم نہ صرف اسے مان لینا بلکہ اُسکی مدد بھی کرنا۔اب مدد کئی طرح سے ہوسکتی ہے۔مال سے وقت سے تبلیغ سے وغیرہ۔یہ تمام مدد کی قسمیں ہوسکتی ہیں۔یاد رکھیں اگر تمام لوگ آنحضرتؐ کو یا حضرت مہدیؑ کو صرف مان لیتے مگر کسی طرح سے بھی مدد نہ کرتے اور خاموشی سے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تو اسلام کی ترقی اور اسلام کا پھیلنا ممکن نہ تھا یا انتہائی مشکل کام تھا۔اس لئے ان آیاتِ کریمہ میں جو دو بڑی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ان دونوں کو سمجھنا اور پھر ان پر عمل کرنا اشد ضروری ہے۔اب بعض کم فہم لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آیات تو رسول کے بارے میں ہیں نہ کہ مجدد کے بارے میں۔میرا ان لوگوں کو جواب ہے کہ حضورؑ جو حکم و عدل ہیں فرماتے ہیں:۔

﴿اے نادانوں! بھلا بتاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اِس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اِس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔﴾(سراج منیر۔روحانی خزائن جلد۱۲صفحہ۵)

اب ان لوگوں کو جو اس عاجز کے ساتھ دن رات جنگ ای میلوں پر اور آمنے سامنے کررہے تھے حضورؑ کا اقتباس بار بار پڑھنا چاہئے۔میرے یہ ناسمجھ دوست مجھے کہہ کررہے تھے کہ میں غفار صاحب کو میسنجر (Messenger) یعنی رسول بنا رہا ہوں۔اے عزیزو یہ تمام مجدد دین خدا کے مامور ہی تو ہوتے ہیں اور مامورین کو مرسل کہنا کونسا گناہ ہے۔اگر حضورؑ نے مرسل کہا ہے تو ہمیں کہنے میں کیا مسئلہ درپیش ہے۔اسی طرح قرآن کی درج بالا دونوں آیات بھی حضورؑ کی تحریر کی تصدیق کررہی ہیں۔

اِس معاملہ میں ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضورؑ نے حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے تمام نبیوں اور رسولوں کو موسوی مجدد کہہ کر پکارا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کے مجددین کو خدا نے رسولوں کا مقام بخشا تھا تو اب کیا ہم نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ کے سلسلہ میں آنے والے مجددین کو مرسل یعنی خدا کے رسول کہتے ہوئے کیوں شرمارہے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو خدا کا مامور ہوگا وہ خدا کا رسول ہی تو ہوگا۔ مگر لوگ فوراً اُسے آنحضرتؐ کے آخری نبی ہونے پر حملہ خیال کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ مجدد یا مرسل اُس نبیوں کے سردار کے غلام اور خادم ہیں جو

(نیوز نمبر ۷۵، صفحہ نمبر ۶)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب اور آپ کے مرید ہر صدی میں ایک مجدد کے آنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس طرح رسول کریم ﷺ سے لے کر حضرت مسیح موعودؑ تک بارہ مجددین آئے۔ محترم سید صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرمارہے ہیں کہ ہر مجدد رسول ہوتا ہے۔ اس طرح سید صاحب کے فرمان کے مطابق رسول کریم ﷺ سے لیکر حضرت مسیح موعودؑ تک تیرہ رسول مبعوث ہو چکے۔

محترم سید صاحب کے اس فرمان کے بعد کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے آنے والے مجددین نے اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے سے پہلے آنے والے مجددین کو رسول کہا ہے؟

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے سے پہلے آنے والے کس کس مجدد پر بطور رسول ایمان لے کر آئے؟

۴۔ حضرت مسیح موعودؑ سے قبل بارہ رسول آئے مگر کسی نے ختم نبوت کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ یہ مسئلہ آخر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر ہی کیوں پیدا ہوا؟

۵۔ محترم جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان آنے والے کتنے مرسلوں پر ایمان رکھتے ہیں نیز سید صاحب کتنے مجددین پر بطور رسول ایمان لاتے ہیں؟

۶۔ محترم جنبہ صاحب نے ناصر سلطانی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کے حوالے سے جو کچھ لکھا اس میں یہ بات بیان کرنا کیوں بھول گئے کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے مرسل کے دعویدار نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے تمام مجددین بھی رسول تھے؟

سید صاحب! اگر پہلے مجددین بھی رسول تھے تو حضرت مسیح موعودؑ کو مسئلہ ختم نبوت حل کرنے کے لئے اتنی محنت کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہوتا کہ مجھ سے پہلے تمام مجدد بھی تو رسول تھے۔ ان پر تم ایمان رکھتے ہو۔ تو اب میری باری کیا تکلیف ہے۔ حوالوں کو پیش کرتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

اب حضرت مسیح موعودؑ کا وہ حوالہ دیکھتے ہیں جو محترم سید صاحب نے اوپر بیان کیا ہے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

”جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیاقراءت ولا محدث کی یاد نہیں رہی۔ پھر کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اے نادانوں! بھلا بتلاؤ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۵)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمت

مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۸، صفحہ نمبر ۲۳۹)

مندرجہ بالا دونوں تحریروں میں حضرت مسیح موعودؑ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ جسے امور غیبیہ سے مطلع کیا جائے اسے نبی کہا جاتا ہے۔

۲۔ جب تک کہ خدا کسی کو نبی اور رسول کا مرتبہ نہ دے۔ وہ نبی نہیں بن سکتا۔

دنیا میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں دیتا ہے مگر وہ نبی نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے صحابہ ایسے تھے جنہیں الہامات بھی ہوتے تھے اور انہیں غیب کی خبریں بھی دی جاتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت غلام رسول راجیکیؓ صاحب اس کی مثال ہیں۔

اس کے ساتھ سید صاحب ایک اور حوالہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِس معاملہ میں ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضورؑ نے حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے تمام نبیوں اور رسولوں کو موسوی مجدد کہہ کر پکارا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ کے مجددین کو خدا نے رسولوں کا مقام بخشا تھا تو اب کیا ہم نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ کے سلسلہ میں آنے والے مجددین کو مرسل یعنی خدا کے رسول کہتے ہوئے کیوں شرما رہے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ جو خدا کا مامور ہوگا وہ خدا کا رسول ہی تو ہوگا۔ مگر لوگ فوراً اُسے آنحضرتؐ کے آخری نبی ہونے پر حملہ خیال کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ مجدد یا مرسل اُس نبیوں کے سردار کے غلام اور خادم ہیں جو

اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ کائینات میں موجود ہر شے خدائی حکم سے کسی نہ کسی کام پر مامور ہے۔ مگر اس ماموریت کے باوجود وہ رسالت یا نبوت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہے۔ میں اپنی بات کو ایک مثال سے بیان کرتا ہوں۔

میڈیکل کے شعبہ میں ایک نرس ہے، فزیشن ہے اور ایک سرجن ہے۔ ایک سرجن فزیشن بھی ہو گا اور نرس کا کام بھی جانتا ہو گا۔ لیکن ایک نرس نہ ہی فزیشن کہلائے گا اور نہ ہی سرجن۔

ایسے ہی خدا کی طرف سے مامور ایک نبی مجدد بھی ہو گا، امام بھی ہو گا اور مہدی بھی ہو گا۔ مگر ایک مجدد (جب تک کہ خدا اسے نبی نہ کہے) نبی نہیں ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے امت موسوی کے نبیوں کو اگر مجدد کہا ہے تو اسی لئے کہا ہے کہ نبی مجدد بھی ہوتا ہے۔ مگر اسے بنیاد بنا کر مجدد کو نبی نہیں کہا جا سکتا جب تک خدا اسے نبی یا مرسل کے طور پر مامور نہ کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اس نے موسوی شریعت کے طابع مجددین کو نبی کا خطاب دیا۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو نبی کہنا نہیں شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے خود کو اس لئے نبی نہیں کہا کہ آپؑ مجدد تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامات میں بکثرت آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا۔

اولاد اور ذریت میں فرق

محترم جنبہ صاحب اولاد اور ذریت میں فرق ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اولاد اور ذریت میں فرق

یہ محمودی تنخواہ دار مولوی حضرات افرادِ جماعت کو یہ دھوکہ بھی دیتے ہیں کہ ''ذریت'' سے مراد حضورؑ کی صلبی اولاد ہے۔ حالانکہ یہ قطعی جھوٹ ہے۔ ذریت سے مراد حضورؑ کی جماعت یعنی پیروکار ہیں۔ تمام عالم اسلام جس میں ہم احمدی بھی شامل ہیں کیا حضورﷺ کی ذریت نہیں ہیں؟ یقیناً ہم سب آپﷺ کی ذریت ہیں۔ اگر ذریت کے معانی صرف صلبی اولاد لیے جائیں تو معاذ اللہ آنحضورﷺ تو بقول مشرکین مکہ ابتر ثابت ہو جائیں گے کیونکہ آپکی تو کوئی صلبی اولاد نہیں تھی؟ یہ مولوی اتنے بدبخت ہو چکے ہیں کہ اپنے خودساختہ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضرتﷺ کو ابتر ثابت کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے؟ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ذریت سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اس سلسلہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(الف) ''اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنی اسکا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اول وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اسکے متبعین کو کہ جو اسکی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔ سو تمام مرسل روحانی آدم ہیں اور ان کی امت کے نیک لوگ انکی روحانی نسلیں ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۵۵ بحوالہ براہین احمدیہ)

(ب) ''مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للّٰہ تقسیم کرتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۶۹)

ان دونوں حوالہ جات میں حضورؑ نے ذریت و نسل کے الفاظ روحانی معانی میں استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح درج ذیل الفاظ میں آپؑ نے صلبی نسل کیلئے اولاد کے الفاظ جبکہ روحانی نسل یعنی پیروکاروں کیلئے ذریت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(ج) ''اور ایسا ہی اس جگہ بھی جب خداتعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرے۔ اور بہت سی اولاد اور ذریت مجھ سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اسکے اس الہام میں ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ حاشیہ بحوالہ تریاق القلوب)

خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا ۔ سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

مصلح موعود کا حضورؑ کی ذریت سے ظہور

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے یہ بہانگ دہل فرمایا ہے کہ وہ موعود ''زکی غلام'' میری ذریت یعنی جماعت میں سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''خداتعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور انکو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ بحوالہ ازالہ اوہام)

(۲) ''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ بحوالہ الوصیت)

ساجد نسیم صاحب! آپکے پیش کردہ تریاق القلوب، سراج منیر میں مرزا محمود کی نو (۹) سالہ اور حقیقۃ الوحی میں اسکی سترہ (۱۷) سالہ عمر کے حوالوں کی حقیقت خوب واضح ہوگئی ہے۔ دورانِ گفتگو آپ نے یہ جو فرمایا تھا کہ ''غفار چونکہ حضورؑ کی صلب میں سے نہیں ہیں لہٰذا وہ اس پیشگوئی کے دائرہ میں نہیں آتے'' جھوٹ ثابت ہوگیا ہے کیونکہ زکی غلام نے تو حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے ۶، ۷ رنومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور عبدالغفار جنبہ بھی آپکی ذریت میں شامل ہے۔ اسی طرح نو (۹) سالہ میعاد کی حقیقت بھی واضح ہوگئی

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۳، ۱۴)

الجواب:

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دو حوالے پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اولاد اور ذریت میں فرق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لفظ" ذریت" روحانی اولاد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ لفظ "ذریت" جسمانی اولاد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں یہ لفظ بارہا استعمال ہوا ہے۔ اور بعض آیات میں اس لفظ کے سوائے جسمانی اولاد کے اور کوئی مراد نہیں لی جاسکتی۔

ہم سب روزانہ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾	۴۱۔ اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۲﴾	۴۲۔ اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

(سورۃ ابراہیم: ۴۱۔۴۲)

اگر ذریت سے مراد صرف روحانی اولاد ہی ہے تو ہم اپنی کون سی روحانی اولاد کے لئے دعا مانگتے ہیں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۹﴾	۱۲۹۔ اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کر دے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ ۲: ۱۲۹)

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اس دعا کے نتیجہ میں کون سی ذریت مراد تھی؟ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آپ دونوں کی جسمانی اولاد کو اپنے فضلوں کا وارث بنایا۔

رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۙ﴿۹﴾

۹۔ اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کردے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

(سورۃ المومن ۴۰: ۹)

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّیَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۹﴾

۳۹۔ اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیّت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدّر وقت کے لئے ایک نوشتۂ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳: ۳۹)

مندرجہ بالا دونوں آیات میں بھی ذریت سے مراد جسمانی اولاد ہی ہے۔

نیز انبیاء کی جسمانی اولاد جو ان پر ایمان لاتی ہے وہ جسمانی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں ذریت کے معنی صرف روحانی اولاد ہے سراسر غلط ہیں۔

جنبہ صاحب لفظ " ذریت " کے جو بھی معنی کریں حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد کو ان کی ذریت سے باہر نہیں نکال سکتے۔

امام وقت کے منکر کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جاسکتی

جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے جلسہ سالانہ ۲۰۱۱ء کی مجلس سوال وجواب میں ایک خاتون نے جنبہ صاحب سے سوال کیا۔

میں نے ملفوظات میں پڑھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ کسی نے آپؑ سے سوال کیا کہ اگر میں کسی گاؤں میں جاؤں اور وہاں کے امام کو آپ کے دعوے کا علم نہ ہو تو کیا میں اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں۔ تو حضورؑ نے فرمایا اسے میرے دعویٰ کے بارہ میں بتاؤ اگر وہ مان لے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ خاتون نے جنبہ صاحب سے اس بارہ میں رائے دریافت کی۔

جنبہ صاحب نے اس کے تین جواب دیئے۔

۱۔ میں نے حضورؑ کی کتب تو ساری پڑھی ہیں مگر ملفوظات کی ساری کتب نہیں پڑھ سکا۔ اس لئے مجھے اس کا درست علم نہیں ہے۔ آپ مجھے حوالہ دے دیں۔ میں دیکھ لوں گا۔ (یہ جواب نہایت مناسب تھا۔)

۲۔ میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ حج وغیرہ پر جاؤ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ تم حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

۳۔ دراصل یہ ان لوگوں نے اپنی طرف سے مرزا صاحب کی تعلیم میں اضافہ کر لیا ہے۔ یہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں نے ایجاد کیا ہوا ہے۔ یہ اپنا قیدی بنانا چاہتے ہیں۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ اب تم فری ہو۔

(نوٹ): یہ الفاظ میرے ہیں۔ مگر مفہوم یہی ہے۔ مذید تفصیل کے لئے اصل ویڈیو سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

خاکسار احباب کے علم میں اضافہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پیش کر دیتا ہے۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ کیا حضورؑ نے منع فرمایا ہے۔ یا یہ بعد میں اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲۳) غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی سخت تاکید

مورخہ ۲۶/جولائی ۱۹۰۲ء کو اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتر اور نیکی اسی میں ہے۔ اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا دار روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم اگر رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت اگر الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔

(الحکم ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

مورخہ ۱۰/ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب کو جاتا ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا۔ پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ فرمایا۔ تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ **تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے۔** کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ **امامکم منکم** یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسروں فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جاویں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ جو شخص

مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جان لو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔

(اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۴ حاشیہ)

مورخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خاں صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں۔ فرمایا۔ اوّل تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو ان کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا۔ اگر تصدیق کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں۔ اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔

(الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۱ء، بدر ۳؍فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۱، بدر ۲۰؍فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳)

(۲۶) غیر احمدی کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی

کسی کے سوال پر فرمایا:۔

مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی۔ پرہیز گار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے۔ اس کا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دے گا۔ (الحکم ۲۱؍جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

سوال: ایسے لوگوں کی نسبت سوال ہوا جو نہ مکفر ہے، نہ مکذب اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔

جواب: فرمایا۔ اگر وہ منافقانہ رنگ میں ایسا نہیں کرتے جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ''با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام'' تو وہ اشتہار دے دیں کہ ہم نہ مکذب ہیں، نہ مکفر بلکہ بزرگ، نیک ولی اللہ سمجھتے ہیں اور مکفرین کو اس لئے کہ وہ ایک مومن کو کافر کہتے ہیں۔ کافر

جانتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ ورنہ ہم ان کا کیسے اعتبار کر سکتے ہیں اور کیونکر ان کے پیچھے نماز کا حکم دے سکتے ہیں۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی نرمی کے موقع پر نرمی اور سختی کے موقع پر سختی کرنی چاہئے۔ فرعون میں ایک قسم کا رُشد تھا اور اسی رُشد کا نتیجہ تھا کہ اس کے منہ سے وہ کلمہ نکلا جو صدہا ڈوبنے والے کفار کے منہ سے نہیں نکلا۔ یعنی **امنت بالذی لا الہ الاھو** اس کے ساتھ نرمی کا حکم ہو۔ **قولاً لہ قولاً لینا** اور دوسری طرف نبی کریم کو فرمایا۔ **واغلظ علیھم**۔ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں میں بالکل رُشد نہ تھا۔ پس ایسے معترضین کے ساتھ صاف صاف بات کرنی چاہئے تا کہ ان کے دل میں جو گند وخبث پوشیدہ ہے نکل آئے اور رنگ جماعت نہ ہوں۔

(البدر ۲۳ / اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲)

احباب کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیاہو گا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کتنی سختی سے اور بار بار غیر از جماعت کے پیچھے نماز کی ادائیگی سے منع فرمایاہے۔ یہ حوالے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے بھی ہیں۔ جنہیں جنبہ صاحب نے پڑھاہوا ہے۔

مگر جنبہ صاحب نے بدظنی سے کام لیتے ہوئے یہ الزام لگادیا کہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم میں اضافہ کر لیاہے۔ اپنا قیدی بنانا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تعلیم کے بر عکس کہہ رہے ہیں کہ میں تمہیں اجازت دیتاہوں کہ تم ان کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہو۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں (سورۃ الحجرات ۴۹ : ۱۳) ارشاد فرماتاہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۳﴾

۱۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسّس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وہ شخص جو بغیر تحقیق کے دوسروں پر بدزنی کرتا ہے کیاوہ مصلح موعود ہو سکتا ہے۔جو حضرت مسیح موعودؑ کے واضح ارشاد کے خلاف اپنا فتویٰ دیتا ہے کیاوہ غلام مسیح الزماں ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں

مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جان لو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔
(اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۴ حاشیہ)

خلافت کی عمر (ثُمَّ سَکَت سے کیا مراد ہے)

خلافت علیٰ منہاج نبوت کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی (ثُمَّ سَکَت) سے مراد؟؟؟

"عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَااِذَاشَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْ فَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْ فَعَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّةً فَتَکُوْنُ مَا شَآ ءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْ فَعُھَا اِذَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَرْ فَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَکَتَ۔" ("مسیح اور مہدی حضرت محمد رسول اللہ کی نظر میں" صفحہ۵۱ مُرتبہ حافظ مظفر احمد۔ بحوالہ مسند احمد جلد٤ صفحہ۲۷۳ دارالفکر بیروت و مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اُسے اُٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت بھی اُٹھا لے گا پھر ایک طاقتور بادشاہت کا دور آئے گا جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گی پھر اُسے بھی اُٹھا لے گا اور ظالم و جابر حکومت کا زمانہ آئے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی اُس کے بعد حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۷)

مندرجہ بالا حوالہ پیش کرنے کے بعد جنبہ صاحب یہ فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی اِس مبارک حدیث کی یہ جوتشریح کی جاتی ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہونے کے بعد چونکہ آنحضور ﷺ خاموش ہوگئے ہیں لہٰذا آنحضور ﷺ کی اِس خاموشی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی اِنتخابی خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اُس میں کوئی رخنہ پیدا نہیں ہوگا اور وہ اِنتخابی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے جماعت کے مولوی صاحبان اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور اُن کا منظورِ نظر بننے کیلئے جو یہ توجیہہ نکالتے ہیں کہ "حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی اِنتخابی خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گی" کیا یہ توجیہ درست بھی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاموشی کی ایسی توجیہہ نکالنا نہ صرف غلط بلکہ عقل، فرمودات نبوی اور واقعات کے بھی خلاف ہے اور اِسکی درجِ ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) اگر کسی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے سلسلہ کا تا قیامت جاری رہنا ممکن ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ہی قیامت تک جاری رہتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو آنحضرت ﷺ ایسا کوئی مقدس اور مطہر وجود ہوسکتا ہے اور نہ آپکے اصحابؓ کی طرح کسی اور روحانی وجود کے اصحاب ایسے برگزیدہ ہوسکتے ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی طرح کوئی اور روحانی وجود اپنی جماعت کی ایسی روحانی تربیت فرما سکتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا عرصہ صرف تیس (۳۰) سال بتا کر نہ صرف اِسکے منقطع ہونے کی خبر دی بلکہ ساتھ ہی ایک دوسرے الہامی اور تجدیدی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دائمی سلسلے کا ذکر بھی فرما دیا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ تو اِس حقیقت کے باوجود متذکرہ بالا حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے نظام جماعت کے خلفاء اور علماء کا یہ مراد لینا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اِنتخابی خلافتِ راشدہ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا جھوٹ اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۸)

الجواب:

نمبر ا: آنحضرت ﷺ کی جو حدیث اوپر بیان کی گئی ہے اس میں آپ ﷺ نے نہ تو اپنی خلافت کا دورانیہ بیان فرمایا ہے اور نہ ہی اپنے بعد شروع ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دورانیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں اپنے بعد بھی نبوت کے اجراء کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور اس کے بعد آپؐ خاموش ہو گئے۔

بعد میں شروع ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے بارہ میں بعد میں آنے والے نبی حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی فرمائی۔ جو درجِ ذیل ہے۔

اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

مندرجہ بالا تحریر میں حضورؑ نے حضرت ابو بکرؓ کا ذکر کر کے واضع کر دیا کہ خلافت قدرتِ ثانیہ ہے۔ اس کے بعد اس کی مذید وضاحت فرماتے ہیں۔

کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

یہاں اس وہم کارد فرمادیا کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ مجددیت ہی قدرت ثانیہ ہے۔ اگر سلسلہ مجددیت قدرتِ ثانیہ ہے تب وہ تو ۱۵۰۰ سال سے جاری ہے۔ حضورؑ فرمارہے ہیں کہ جب میں جاؤں گا تو خدا دوسری قدرت کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ وہ دائمی ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحہ نمبر ۳۰۴ تا ۳۰۷)

یہاں یہ پیشگوئی بھی فرمادی کہ قدرتِ ثانیہ ایک وجود نہیں ہے بلکہ کئی وجود ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا ارشاد بڑا واضع ہے۔ مگر جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں

اِنتخابی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے جماعت کے مولوی صاحبان اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور اُن کا منظورِ نظر بننے کیلئے جو یہ توجیہہ نکالتے ہیں کہ "حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جو احمدی اِنتخابی خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گی" کیا یہ توجیہ درست بھی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خاموشی کی ایسی توجیہہ نکالنا نہ صرف غلط بلکہ عقل، فرمودات نبوی اور واقعات کے بھی خلاف ہے اور اِسکی درجِ ذیل وجوہات ہیں۔

جنبہ صاحب کا یہ بیان سوائے دروغ گوئی کے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مولوی صاحبان اور ممبران جماعت احمدیہ وہی کہہ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور ہر احمدی کا یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو فرمایا ہے خدائی اذن سے فرمایا ہے۔ اپنے پاس سے کچھ نہیں فرمایا۔ کیونکہ خدا کے سچے مرسلین اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جتنا بتلاتا ہے وہ آگے بتلا دیتے ہیں اور جو خدا نہیں بتاتا وہاں خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

نمبر ۲:

جنبہ صاحب اپنی دلیل کی صداقت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

اِس حدیث کا عربی متن اِس طرح ہے۔"ما کانت نبوّة قطّ اِلّا تبعتها خلافة و ما من خلافة اِلّا تبعها مُلك۔" (اِبن عساکر) یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔"

(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

(آرٹیکل نمبر ۷۶، صفحہ نمبر ۹)

جنبہ صاحب اسی سلسلہ میں مذید تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کامل ظل بنایا تھا۔اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے ان کی جماعتوں میں بھی باہم ظلی مشابہت پیدا کی ہے۔ یہ بات اِنتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اِس کا تسلسل ہے اور ظل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کر لے۔ مزید برآں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اِنتخابی اور مشاورتی خلافت راشدہ کے اِختتام کے بعد اِلہامی یا تجدیدی خلافت کا

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

دوسری غلطی کی اصلاح:۔ اب میں دوسری غلطی کی طرف آتا ہوں جس کے مطابق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ’’احمدی انتخابی خلفاء کا سلسلہ ہی دائمی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا‘‘۔ اِس ضمن میں عرض ہے کہ ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی روحانی وجود نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اصحاب محمد ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی متقی ہوسکتا ہے۔ جب آنحضور ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافتِ راشدہ کا سلسلہ دائمی ثابت نہ ہوا بلکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق تمیں (۳۰) سال کی مختصر مدت کے بعد ملوکیت میں بدل گیا تو پھر آپ ﷺ کے غلام کی اِنتخابی خلافت راشدہ کس طرح دائمی ہوسکتی ہے؟ ہم سب تاریخ اسلام سے بخوبی واقف ہیں۔ اِس حقیقت کے باوجود آنحضور ﷺ کے غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ دائمی ہوگی اور قیامت تک منقطع نہیں ہوگی ایک بچگانہ بلکہ مجنونانہ خیال ہے۔ ہاں

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۴)

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد کم از کم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی ۔لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تمیں (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعد ازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضور ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد و ہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد و ہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپ ﷺ کی رحلت کے تمیں (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپ ﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد و ہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانئے اِسلام ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہورہے؟؟؟ ؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدّ الخلق مصطفٰے کیلئے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ٦)

(۳) اس مضمون کے شروع میں آنحضرت ﷺ کا ایک مبارک اور حکیمانہ اِرشاد ہے کہ! ’’ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔‘‘اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے روحانی سلسلوں کے متعلق ایک قطعی اصول بیان فرمایا ہے اور اِس اصول کے مطابق اور اِسی کی روشنی میں متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے مُراد ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد شروع ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی یقیناً تمیں (۳۰) سال سے بھی کم عرصہ میں ملوکیت میں بدل جائے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۸)

مندرجہ بالا تحریرات میں جنبہ صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کا دورانیہ ۳۰سال ہے۔ تو آپ ﷺ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کا دورانیہ آقاؐ کی خلافت کے دورانیہ سے کیسے زیادہ ہو سکتا ہے۔ اسے بنیاد بنا کر جنبہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا دورِ خلافت خلافت راشدہ کا دور تھا اور آپؓ کی وفات کے بعد کی خلافت ملوکیت اور محمودیت میں تبدیل ہو گئی۔

اس فارمولا کے مطابق آنحضرت ﷺ کی خلافت راشدہ کا دورانیہ ۳۰ سال اور حضرت مسیح موعودؑ کی خلافتِ راشدہ کا دورانیہ ٦ سال بنتا ہے۔ جو ۵:۱ کی نسبت بنتی ہے۔ جنبہ صاحب یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ غلام مسیح الزماں ہیں۔ جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق کیسے ممکن ہے کہ جنبہ صاحب کے بعد ان کی خلافتِ راشدہ کا دورانیہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلافتِ راشدہ سے زیادہ ہو۔ اگر ۵:۱ کی نسبت کو دیکھا جائے تو جنبہ صاحب کے بعد ان کی خلافت کا دورانیہ ایک سال دو ماہ اور چند دن بنتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ غلام در غلام یعنی '**محترم عبدالغفار جنبہ صاحب (زکی غلام مسیح الزماں)**' جلسہ سالانہ 2012 کی ایک مجلس سوال و جواب جو مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوئی میں اپنے بعد قائم ہونے والی خلافتِ راشدہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ کہ آپ کی نظر میں موجودہ خلافت کا کیا مقام ہے؟ آپ کے بعد خلافت کیسے چلے گی؟

جواب:۔ ٹھیک ہے طبعی موت ہے میری، جانا ہے میں نے تو اس کے بعد جو خلافت کا سلسلہ شروع ہو گا وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے۔ کیونکہ میں خود خدا نے مجھے پیشگوئی مسیح موعود میں شامل کیا ہوا ہے کہ میں اس کا ظل کامل ہوں۔ تو وہ خلیفۃ المسیح ہوں گے جو میرے خلیفے ہوں گے۔ اور بہت ساری باتیں آپ نے کہی ہیں کہ کیا بنے گا اس خلافت کا۔ اس کا میں نے بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ۱٦ اگست کے لیکچر میں۔ اس کو سنیں تو ٹھیک ہے۔ یہاں پر وقت بچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خلافت چلے گی میرے بعد بھی۔ وہ خلیفۃ المسیح ہونگے اور میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اے خدا جو بیماری امت محمدیہ کو لگی ملوکیت بن گئی بادشاہت بن گئی خلفاء راشدین ختم ہو گئے یا جو بیماری احمدیت میں آ گئی۔ وہی آئی۔ میری دعا ہوتی ہے اللہ سے اکثر کہ اے خدا دو ٹرم ہو گئیں ہیں ہم چاہتے ہیں مسلمان کہ تیسری دفعہ یہ بیماری نہ لگے۔ تو ہمیں بچانا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور اللہ تعالیٰ وہ لے کر آئے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اب جو ٹرم چلے گی وہ مسیح ابن مریم کے بعد ہو گی تو ان کو بچانا یہ کام نہ کریں۔ اور میری کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں ایسا کچھ ضابطہ دے کر جاؤں اس دنیا میں اور کہہ

جاؤں کہ اگر اس ضابطہ کے خلاف میرا جانشین کرے گا تو وہ ہمارا جانشین نہیں ہو گا۔ اور جیسے آپ نے منتخب کرنا ہے ویسے اسے گھر بھیج دینا۔ کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے۔ اگر چلے گا اس پے، صراطِ مستقیم پر چلے گا رشد وہدائت پر چلے گا تو وہ تمہارا امیر المومنین ہو گا تمہارا خلیفہ ہو گا اس پر عمل کرنا اس کے پیچھے چلنا ہے۔ لیکن جب دیکھو کہ یہ دائیں بائیں جارہا ہے جیسا کہ پہلے ہوا ہمارے یا یہاں پر ہورہا ہے۔ یا امت محمدیہ میں ہوا ہے تو پھر وہ خلیفہ نہیں ہو گا۔ وہ ملوک ہو گا بادشاہ ہو گا۔ یا جو بھی مذہبی آمر ہو تو اس کی جگہ خلافت نہیں ہے، میری جانشینی نہیں ہو گی اس کو گھر بھیج دو۔ اور جن لوگوں نے بنایا ہے میں چاہتا ہوں پورے قوائد وضوابط تحریر کروں لیکن ابھی مجھے ٹائیم نہیں مل رہا۔۔۔۔۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے بعد آنے والے جو لوگ ہوں گے اللہ انہیں ہدائت بھی بخشے گا اور انہیں خوف بھی ہو گا کہ اگر ہم ایسی حرکت کریں گے تو جن لوگوں نے بنایا ہے وہ گھر بھی بھیج دیں گے۔ جب تک یہ تلوار نہیں لٹکے گی تب تک اس کا حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان ہے بشر ہے اس کے ساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ کتنا بھی کوئی نیک انسان ہو، میں سب کو نہیں کہتا، لیکن بعض لوگ ایسے بھی آجاتے ہیں۔

میرا ابھی جنبہ صاحب سے یہی سوال ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ منتخب یا نامزد خلفاء کا سلسلہ دیر تک راشد نہیں رہ سکتا۔ اور اگر رہ سکتا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بعد کم ازکم ایک صدی تک تو خلافت راشدہ ضرور قائم رہتی ۔لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد اِنتخابی خلافت راشدہ کا تیس (۳۰) سال کی مختصر مدت تک جاری رہ کر پہلے ملوکیت اور بعدازاں بادشاہت میں بدل جانا کیا اس حقیقت کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ اِنتخابی خلافت راشدہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی؟ جب آنحضور ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے اِنتخابی رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت راشدہ کا یہ حال ہوا تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آپکے اِنتخابی خلفاء کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کی اُمت سے بھی تقویٰ اور طہارت میں بڑھ گئی ہے؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت اور اپنے اصحاب کی آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ کر تربیت کی تھی جو آپکے بعد اِنتخابی خلفاء رشد وہدایت سے نہیں بھٹکیں گے؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ سے روحانی فیض اور برکت پانیوالے تو ایک صدی تک بھی رشد وہدایت پر قائم نہ رہ سکے اور آپ ﷺ کی رحلت کے تیس (۳۰) سال بعد ہی اُنہوں نے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن آپ ﷺ کے موعود غلام یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی ایسی شاندار تربیت فرمائی کہ وہ قیامت تک رشد وہدایت پر قائم رہیں گے؟ کیا اِس مفروضہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور ایسا اندازِ فکر اپنانے والے کیا حضرت بانیٔ اِسلام ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی سخت توہین کے مُرتکب نہیں ہورہے؟؟؟ ۔ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیدُ الخلق مصطفٰے کیلئے

کیا آپ نے آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اور حضرت مسیح موعودؑ سے بڑھ کر اپنی امت کی تربیت کی ہے؟

نمبر۳: جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کامل ظل بنایا تھا۔ اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظلی مشابہت پیدا کی تھی اسی طرح اُس نے اِن کی جماعتوں میں بھی باہم ظلی مشابہت پیدا کی ہے۔ یہ بات اِنتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اِس کا تسلسل ہے اور ظل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کر لے۔ مزید برآں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اِنتخابی اور مشاورتی خلافت راشدہ کے اِختتام کے بعد الہامی یا تجدیدی خلافت کا

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں "یہ بات انتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظل اور اس کا تسلسل ہے اور ظل کے لئے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کرلے"

میرا جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس فارمولا کا اطلاق صرف خلافت پر ہوتا ہے۔ ظل کو تو کسی طور بھی اصل پر برتری حاصل نہیں ہونی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور آپ آنحضرت ﷺ سے لمبی عمر پانے کے دعویدار ہیں۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ کا دور نبوت ۲۳ سال تھا اور آپ ۴۵ سالہ پروگرام پیش کر رہے ہیں۔ کیا آپ کا ایسا کہنا توہین کے زمرے میں نہیں آتا؟

جنبہ صاحب

اور

آپ کی تحریریں

جنبہ صاحب اپنی تحریرات کی روشنی میں

محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء احمدیت، نظامِ جماعت اور ممبرانِ جماعت کے حوالہ سے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ اس کے لئے جماعت کے مخالفین کے لٹریچر سے استفادہ بھی کیا ہے اور ان کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ جن کا ذکر اور ان کے جواب گزشتہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔

جنبہ صاحب نے یہ سب کچھ لکھنے کے لئے بہت محنت کی اس لئے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ کچھ ان کے حوالے سے بھی لکھا جائے۔ اس کے لئے میں نے جنبہ صاحب کے مخالفین کی طرف سے لکھے گئے مواد سے حوالے لینے کی بجائے جنبہ صاحب کی ہی تحریروں سے استفادہ کیا ہے اور انہی کے حوالے سے بات کی ہے۔

❖ جنبہ صاحب اپنے خاندانی حالات اور بچپن کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

جواب۔ جنبہ میری ذات (cast) اور جاٹوں کی ایک ذیلی شاخ ہے۔ میرے محترم والد چوہدری شیر محمد صاحب (مرحوم) مشرقی پنجاب ضلع لدھیانہ میں ایک چک بنام ''چک لوہٹ'' کے رہنے والے تھے۔ اس چک میں جاٹوں کی دو ذیلی شاخیں جنبہ اور لوہٹ آباد تھیں اور اِنکی آپس میں باہمی رشتہ داریاں بھی تھیں۔ مثلاً۔ میری محترمہ والدہ غلام فاطمہ صاحبہ لوہٹ تھیں اور میرے محترم والد صاحب کا تعلق جنبہ قوم سے تھا۔ ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ پورا چک لوہٹ احمدی ہو گیا تھا۔ تقسیم ہند کے وقت سارا چک ہجرت کر کے پاکستان آ گیا اور مختلف اضلاع میں آباد ہو گیا۔ میرے والد صاحب تین بھائیوں کی اکیلی نرینہ اولاد تھے۔ اگرچہ کافی جائداد کے مالک تھے لیکن اِسکے باوجود درویش مزاج اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ ہجرت کے بعد پاکستان آ کر بھی آپ کی یہی خواہش تھی کہ میں مرکز کے قریب رہوں۔ ہندوستان کی زمین کے بدلے میرے والد صاحب کو ربوہ سے مغرب میں پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ڈاور نامی گاؤں میں ایک مربع زمین الاٹ (allot) ہوئی تھی۔ ہمارے ڈیرے کا نام ''وکیل والا'' تھا اور یہیں ایک کچے مکان میں مارچ ۱۹۵۴ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو بوقت فجر خاکسار کی پیدائش ہوئی تھی۔ ''وکیل والا'' ڈیرے میں خاکسار کو پیدا کرنے میں شاید یہ حکمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم، محکوم اور مجبور احمدیوں کی رہائی کا مقدمہ لڑنے کیلئے مجھے ''وکیل'' بنانا تھا۔ میری پیدائش کے قریباً چھ ماہ بعد میرے والد صاحب اپنے یتیم بچے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ میری ماں اور میرے بھائیوں نے غربت میں مجھے پڑھایا اور لکھایا۔ ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جب میرا دعویٰ ''غلام مسیح الزماں'' منظر عام پر آیا تو میری ماں نے میرے دعویٰ کی تصدیق کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے دعویٰ کے اگلے سال ۱۱۔ جولائی ۲۰۰۴ء کو میری والدہ صاحبہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے بعمر بیاسی (۸۲) سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

(۱) ابتدائی زندگی کا مختصر تعارف۔ خاکسار پیدائشی احمدی ہے۔ میری مرحوم والدہ صاحبہ کے بقول خاکسار مارچ ۱۹۵۴ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو موضع ڈاور میں پیدا ہوا تھا۔ میری والدہ اس عاجز کو بتایا کرتی تھی کہ جب اس عاجز کا والد محترم چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب فوت ہوئے تھے تو اس وقت میں چھ ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔ میرے محترم والد چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب ۱۹ ستمبر ۱۹۵۴ء کو دو (۲) ماہ علیل رہ کر فوت ہو گئے تھے اور وفات سے پہلے آپ ربوہ کے قریب جماعت احمدیہ ڈاور کے سیکرٹری مال تھے۔ آپ انتہائی نیک اور دعا گو انسان تھے۔ محترمہ والدہ صاحبہ اور محترم والد صاحب دونوں موصی تھے اور ربوہ کے پرانے بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ہم پانچ بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ مرحوم والد صاحب کا تیئیس (۲۳) ایکڑ زرعی رقبہ تھا لیکن ہماری زمین کیلئے نہری پانی بہت کم تھا لہٰذا والد صاحب کی وفات کے بعد ہم نے بڑی غربت میں زندگی

گزاری ہے۔خاکسار کی پیدائش زمین پر اپنے ڈیرے پر ہی ہوئی تھی اور میرا بچپن وہیں پر گزرا ہے۔زمین پر مجھے پڑھانے والا کوئی نہ تھا لہٰذا میں کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا۔ہوسکتا ہے میری یتیمی اور میرے دینی لحاظ سے اُمّی رہنے میں بھی بزرگ و برتر ربّ کا کوئی بھید پوشیدہ ہو۔میری والدہ نے ۱۹۶۱ء کے شروع میں مجھے گورنمنٹ پرائمری سکول ڈاور میں داخل کروایا تھا اور پھر دنیاوی تعلیم میں ایم اے تک خاکسار کا ریکارڈ (record) الحمدللہ بہت اچھا رہا ہے ۔ اپنا خاندانی پس منظر(family

(آرٹیکل نمبر۷۳، صفحہ نمبر۱۴)

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں ایک ان پڑھ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں ،میرے بھائیوں نے میرے دل میں ڈالا کہ تو چھوٹا ہے دل لگا کر پڑھ،تا کہ ہمارے خاندان میں بھی کچھ نہ کچھ تعلیم آجائے۔تو بچپن سے ہی میرے دل میں علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوگئی۔میں پڑھتا رہا اور آگرا یم اے کرلیا اور آگے اعلیٰ تعلیم کے لئے

(نیوز نمبر ا، صفحہ نمبر ۴)

میرے والد صاحب ایک معزز صاحب جائداد زمیندار تھے۔ہمارا تعلق جاٹوں کی ایک شاخ جنبہ سے ہے۔ایک متوسط اور دیانتدار زمیندار کی زندگی ہمیشہ غربت میں گزرتی ہے۔ یہی حال ہمارا تھا۔والد صاحب کی ناگہانی موت کے ساتھ ہی ہم پر اقتصادی اور سماجی دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ہماری برادری نے ہمارا جینا دوبھر کردیا۔ہمارے منہ کا آخری لقمہ تک چھیننے کی کوشش کی گئی۔ہم پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور ہمیں ڈرایا اور دھمکایا جاتا تھا۔لیکن ہماری ماں اپنے یتیم اور بظاہر بے سہارا بچوں کو اپنے بازوؤں میں لیکر بیٹھ گئی اور برادری کے ہر دکھ اور ہر اذیت کا مقابلہ کرتی رہی۔میری ماں مرحومہ (اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار رحمتیں اس پر نازل فرمائے) ان پڑھ تھی اور تھوڑا بہت قرآن مجید ناظرہ جانتی تھی۔ ان تکلیف دہ اور مشکل حالات میں خاکسار قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا اور نہ میری کوئی دینی تعلیم و تربیت ہوسکی۔اسکی دو وجوہات تھیں۔پہلی وجہ یہ کہ اس ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور دوسری یہ کہ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہ تھا۔وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔
میرا اس ان پڑھ ماحول میں پیدا ہوکر اعلیٰ نمبروں میں ایم اے کرلینا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت ہوا۔میرے خاندان میں نہ مجھ سے پہلے اور نہ بعد میں آج تک کوئی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرسکا۔خاکسار بلاشبہ اپنی کلاس کا ذہین اور خاموش ترین طالب علم تھا۔دنیاوی علوم میں کافی اچھا تھا لیکن دینیات میں صفر تھا۔میں دینی علم میں اپنی قابلیت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جو اب تک مجھے یاد ہے۔خاکسار ۱۹۷۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دہم ڈی کا طالب علم تھا۔ہمارے دینیات کے استاد تھے محترم محمد اسماعیل صاحب۔میرے استاد صاحب بھی اور میں بھی جانتا تھا کہ مجھے دینیات نہیں آتی۔لیکن چونکہ میں باقی مضامین میں کافی ہوشیار تھا اور ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔اس لیے ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے تھے۔ایک دن میں لاپرواہی میں کسی دوسرے ہم جماعت سے بات کررہا تھا کہ اوپر سے اچانک مولوی محمد اسماعیل صاحب آگئے۔ انہوں نے مجھے کھڑا کردیا اور مجھ سے پوچھا کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ مجھے علم نہیں تھا اور میں خاموش کھڑا رہا۔آخر ماسٹر صاحب نے مجھے شرمندہ کرکے بٹھادیا۔میں یہ واقعہ اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ لوگ میرے دینی علم کا اندازہ کرلیں کہ میں کیا تھا؟ ساری زندگی رٹ رٹا کر قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب نے اپنے خاندانی حالات بیان فرمائے ہیں۔اپنے والدین کے دین دار ہونے کا ذکر کیا ہے۔اپنی مالی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ان مالی مشکلات کے باوجود آپ کے بھائیوں کا آپ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دلانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ان تمام تر مالی مشکلات کے باوجود اپنی ایم اے تک کی تعلیم کا بھی ذکر کیا ہے۔مگر ایک اور دلچسپ بات بھی بیان فرمائی ہے۔جس کی نظیر کسی اسلامی معاشرہ یا کم از کم جماعت احمدیہ میں نہیں ملتی۔آپ فرماتے ہیں۔

ان تکلیف دہ اور مشکل حالات میں خاکسار قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا اور نہ میری کوئی دینی تعلیم و تربیت ہو سکی۔ اسکی دو وجوہات تھیں۔ پہلی وجہ یہ کہ اس ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا اور دوسری یہ کہ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہ تھا۔ وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مالی مشکلات کے باعث دنیاوی تعلیم (جس میں مال کی ضرورت ہوتی ہے) حاصل نہ کر سکنا سمجھ میں آتا ہے۔ مگر مالی مشکلات کے باعث قرآن پاک اور دینی تعلیم و تربیت کا حاصل نہ کر سکنا سمجھ سے باہر ہے۔ آپ اس کی دو وجوہات بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ ویران ماحول میں مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں تھا۔

مذہبی گھرانوں میں اولاً تو گھر کا کوئی نہ کوئی فرد خود بچوں کو قرآن پاک اور ابتدائی دینی تعلیم دیتا ہے۔ بصورت دیگر ہمارے معاشرہ میں ہر جگہ ایسے احباب کثرت سے موجود ہوتے ہیں جو بچوں کو مفت قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں تو باقاعدہ اس کا انتظام موجود ہے۔ جنبہ صاحب اوپر ذکر فرما چکے ہیں کہ ان کے والد صاحب ڈاور جماعت کے سیکریڑی مال تھے۔ اس کا مطلب ہے وہاں پر باقاعدہ جماعت تھی۔ اگر ڈاور دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے جایا جا سکتا تھا تو قرآن پاک پڑھنے کے واسطے بھی جایا جا سکتا تھا۔ اپنے دوسرے مضامین میں جنبہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ محترم نصیر احمد صاحب جو اس وقت الفضل انٹر نیشنل کے ایڈیٹر ہیں کا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے اور وہ جنبہ صاحب کے کلاس فیلو بھی ہیں۔ اگر انہیں وہاں رہتے ہوئے قرآن پاک اور دوسری دینی تعلیم میسر آگئی تھی تو جنبہ صاحب اس سے کیوں محروم رہے۔

۲۔ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہیں تھا۔ وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔

جنبہ صاحب کے اس جواز میں بھی کوئی وزن نہیں ہے۔ کیونکہ جنبہ صاحب خود اس بات کا اقرار کر چکے ہیں۔

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں ایک ان پڑھ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، میرے بھائیوں نے میرے دل میں ڈالا کہ تو چھوٹا ہے دل لگا کر پڑھ، تاکہ ہمارے خاندان میں بھی کچھ نہ کچھ تعلیم آجائے۔ تو بچپن سے ہی میرے دل میں علم حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو گئی۔ میں پڑھتا رہا اور آگرا یم اے کر لیا اور آگے اعلیٰ تعلیم کے لئے

اگر بقا کی جنگ لڑ رہے ہوتے تو دنیاوی تعلیم جاری رکھنے کی طرف کیوں توجہ دلاتے جس پر مال بھی خرچ ہوتا ہے۔ جنبہ صاحب کو اپنے ساتھ بقا کی جنگ میں شامل کرتے۔

اس کے بعد جنبہ صاحب اپنے دین سے وابستگی کا ایک اور واقعہ درج فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میٹرک میں ہونے کے باوجود "توحید" کے معنی نہیں آتے تھے۔ اب اس کا غربت سے کیا تعلق ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ احمد نگر میں کافی تعداد میں احمدی گھرانے آباد ہیں۔ وہاں پر جماعت کی مساجد موجود ہیں۔ جنبہ صاحب نے چھٹی سے مڈل تک کی تعلیم احمد نگر میں حاصل کی۔ اگر آپ کی جماعت سے کوئی وابستگی ہوتی۔ یا آپ جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے تو لازماً دینی علوم حاصل کر لیتے۔ جنبہ صاحب نے نویں اور دسویں کلاس ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے پاس کی۔ ۱۹۷۴ء سے قبل سکول میں باقاعدہ دینی تعلیم دینے کا نظام موجود تھا۔ اور اگر کوئی طالب علم جو باقی مضمونوں میں تو بہت لائق ہو اور اسے دینیات نہ آتی ہو یا اسے توحید کے معنی نہ آتے ہوں تو اس کی وجہ غربت نہیں بلکہ دین سے لاتعلقی ہے۔

جنبہ صاحب انہی دنوں کی ایک اور دلچسپ بات بیان کرتے ہیں۔

والا ہے۔ ایک دفعہ اوائل جوانی میں میں نے اپنی بزرگ والدہ سے کہا تھا کہ اے میری ماں! آپ نے مجھے ضرور جنا ہے لیکن میں آپکا بیٹا نہیں۔ دوسرے دو بیٹے ضرور تیرے ہیں۔ میری ماں یہ سن کر کچھ پریشان ہوگئی کیونکہ وہ میری بات سمجھ نہ سکی۔ پھر میں نے اپنی ماں کو پریشان دیکھ کر کہا کہ اے میری ماں میں دنیا کیلئے نہیں بنایا گیا۔ میرے اندر دین اسلام کا جوش ہے اور اسے ٹھنڈا کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ آخر چلتے چلتے میری زندگی میں وہ مبارک لمحہ آ گیا کہ ایک سجدہ کی حالت میں میرا رب مجھ پر ظاہر ہوا۔ اور میں نے اسکے حکم پر اسکی نوکری اختیار کر لی۔

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۲)

یہاں جنبہ صاحب تحریر فرما رہے ہیں کہ اوائل جوانی میں ہی میرے اندر دین اسلام کا جوش تھا۔ جسے ٹھنڈا کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ اوائل جوانی سولہ سترہ سال کی عمر کو ہی کہتے ہیں۔ اور اس عمر میں آپ میٹرک کے طالب علم تھے۔ اور دین اسلام کے جوش کی انتہا یہ تھی کہ توحید کیا ہے اس کا علم نہیں تھا۔

دین اسلام کیا ہے اور اس کے لئے جوش کیا ہے۔

ہر مسلمان بچہ جانتا ہے کہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں۔

۱۔ کلمہ ۲۔ نماز ۳۔ روزہ ۴۔ زکوٰۃ ۵۔ حج

کلمہ کے بعد ارکانِ اسلام میں دوسرا نمبر نماز کا ہے۔ قرآن پاک میں شرک کے بعد غالباً سب سے زیادہ زور نماز کی ادائیگی پر دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت میں پنج وقت نماز کی ادائیگی کی شرط شامل ہے۔

دینِ اسلام کا جوش رکھنے کے باوجود جنبہ صاحب کی نمازوں کی حالت کیا تھی۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

میں دکھائیں کیا فضول سوال نہیں ہے؟ باقی رہا آپ کا یہ تمسخر کہ خاکسار نے آپکے اور آپکے دوست مجید احمد صاحب کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ مجھ میں نمازوں کی سستی رہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اقرار خاکسار اب بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی نمازوں اور نیکی اور پاکیزگی کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اور میں نے اِن باتوں کا اپنی کتب اور مضامین میں بغیر کسی لگی لپٹی کے کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!! ۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

جنبہ صاحب کے جوش کو پڑھ کر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔

ایک خان صاحب نے ایک غیر مسلم کو پکڑ کر زمین پر گرا لیا۔ اور کہا کہ اوئے خوچہ کلمہ پڑھو ورنہ ابھی تمہارا کام تمام کر دوں گا۔ غیر مسلم نے ڈرتے ہوئے خان صاحب سے کہا کہ ٹھیک ہے۔ پڑھاؤ کلمہ۔

یہ سن کر خان صاحب نے اسے چھوڑ دیا اور بولے اوئے کافر کے بچے آج تو بچ گیا کلمہ تو مجھے بھی نہیں آتا۔

مندرجہ بالا تحریر میں جنبہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

کھل کر ذکر کیا ہے۔ عزیزان من۔ یہ عاجز جو نمازوں میں بھی کمزور تھا اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم پا کر آج جماعت احمدیہ پر غالب ہے۔ اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت پا کر اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دیا ہے۔ یہ بات آپ ایسے نمازیوں کیلئے کیا لمحہ فکریہ نہیں ہے۔؟ ایک نمازوں میں کمزور شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کیلئے چن لیا لیکن آپ ایسے (مجید احمد صاحب اور مبشر احمد صاحب اور اوپر سے سید بھی) کی نمازوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپکی نمازوں میں وہ کیا کمی تھی۔؟ زیادہ مناسب تھا کہ آپ مجھ پر اعتراض کرنے کی بجائے اِسکی فکر کرتے۔ خاکسار لوگوں سے بھی اور اللہ تعالیٰ سے بھی ہمیشہ یہی اِلتجا کیا کرتا ہے کہ!!! ۔

جنبہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریر واقعی لمحہ فکریہ ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

۵۶۔تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور ۲۴ : ۵۶)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے میں انہیں زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ نماز ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

۲۔ یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

۳۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

۱۰۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

۱۱۔ یہی ہیں وہ جو وارث بننے والے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

۱۲۔ (یعنی) وہ جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(سورۃ المومنون ۲۳)

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿۱۶﴾

۱۶۔ یقیناً ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن (آیات) کے ذریعہ انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۷﴾

۱۷۔ اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

۱۸۔ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چُھپا کر رکھا گیا ہے۔ اُس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۹﴾

۱۹۔ پس کیا جو مومن ہو اُس جیسا ہوسکتا ہے جو فاسق ہو؟ وہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

(سورۃ السجدہ ۳۲)

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ بے نمازیوں کے بارہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۳﴾

۴۳۔ تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴۴﴾

۴۴۔ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔

(سورۃ المدثر ۷۴: ۴۳،۴۴)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۵﴾

۵۔ پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ﴿۶﴾

۶۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

(سورۃ الماعون ۱۰۷: ۵،۶)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿٤٤﴾

پس تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵ : ۴۴)

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿٣٦﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

(سورۃ الاعمران ۳ : ۱۰)

ہمیں تو اللہ تعالیٰ کے تمام ارشادات پر کامل اعتماد اور یقین ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ بے نمازیوں کو وقت کا امام مقرر کر دے۔ جنبہ صاحب کی بات ماننے کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور کوئی بھی غیرت مند احمدی ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

❖ بیرون ملک آنے کے حوالہ سے جنبہ صاحب کے ارشادات

ذیل کے حوالہ میں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ وہ تو بیرون ملک آنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں زبردستی باہر لایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ مندرجہ بالا تحریروں میں اپنی غربت کی باتیں کر رہے تھے اور اب اپنی امارت کا بتلا رہے ہیں۔

بھائیوں، غرباء ومساکین اور دیگر سوالیوں وغیرہ کی جہاں تک میرے لیے ممکن ہوا خدمت ضرور کی ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ میں نہ تو کسی بھکاری اور نہ ہی کسی چندہ خور خاندان میں پیدا ہوا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک معزز اور صاحب جائداد زمیندار خاندان میں پیدا کیا ہے۔ مجھے دس لاکھ روپے پس انداز کرنے کیلئے جرمنی آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خاکسار تو پاکستان چھوڑ کر دیارِ غیر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے تحت ہوا ہے۔ یہاں مناسب نہیں کہ میں اپنے خاندانی پس منظر کا ذکر چھیڑوں۔

(آرٹیکل نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۵)

پڑھیں۔ مدعی ''غلام مسیح الزماں'' کا والد بوقت وفات اپنے چھوٹے یتیم بچے کیلئے اتنا ترکہ ضرور چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ بچہ اپنے حصہ کے ترکہ میں سے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کو دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ بطور انعام دے سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس مدعی کے پاس دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ اپنے باپ کا ترکہ موجود ہو تو کیا

(آرٹیکل نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۵)

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔

مدد کیلئے درخواست۔ میں نے خلیفہ ثالث کے بہت سارے خطبات سنے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے خطبات میں بہت دفعہ کہا تھا کہ کوئی بھی ذہین احمدی بچہ مالی مشکلات کی وجہ سے ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اِس مشکل وقت میں مجھے مرزا طاہر احمد صاحب کا وہ وعدہ یاد آ گیا جو آپ نے کسی زمانے میں میرے ساتھ کیا تھا۔ اس وعدہ کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں موجود ہے۔ اس وقت مرزا طاہر احمد صاحب صرف مرزا طاہر احمد نہیں تھے بلکہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ رابع بھی تھے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے شروع میں خاکسار نے ایک خط لکھ کر اُنہیں ان کا وعدہ یاد دلایا۔ میں نے اپنی تعلیم کی تکمیل کیلئے اُنہیں وظیفہ کیلئے درخواست کی تھی۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر مجھے وظیفہ دینا جماعت کیلئے ممکن نہ ہو تو مجھے قرض حسنہ دیدیا جائے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد میرے لیے جتنی جلدی ممکن ہوا میں یہ قرض حسنہ واپس کر دونگا۔ خلیفہ رابع صاحب نے میرے خط کا جو جواب دیا وہ میرے لیے کافی عجیب اور مایوس کن تھا۔ اُنہوں نے میری درخواست کو نہ ہی منظور کیا اور نہ ہی رڈ کیا۔ بڑا سیاسی قسم کا جواب تھا۔ اُنہوں نے مجھے لکھا کہ اگر ناظر تعلیم (Minister of education) آپ کو وظیفہ دے دیں تو میں اس میں مداخلت نہیں کروں گا۔ اس طرح خلیفہ رابع صاحب نے اپنا وعدہ پورا کرنے کی بجائے ٹال مٹول کر کے مجھے ناظر تعلیم صاحب کے پاس بھیج دیا۔ بعدازاں جب میں ناظر تعلیم صاحب سے ملا اور خلیفہ رابع صاحب کا جوابی خط اُنکے آگے رکھا تو اُنہوں نے فوراً کسی مدد سے انکار کر دیا۔ بہر حال خلیفہ رابع صاحب کے جواب نے مجھے انتہائی مایوس اور افسردہ کر دیا۔ مجھ پر غموں اور مایوسیوں کا پہاڑ آن گرا۔ میرا دل ٹوٹ گیا اور وہ وعدہ جسے میں عرصہ سے بت بنا

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۸)

یقیناً جنبہ صاحب کا چندہ خور خاندان سے تعلق نہیں تھا۔ مگر چندہ خور ہونے کی خواہش ضرور تھی۔ اسی لئے جماعت سے قرض مانگ رہے تھے۔ اوپر تحریر فرمارہے ہیں کہ میرا بیرون ملک آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ زبردستی باہر لایا ہے۔ اصل حقیقت کیا تھی ملاحظہ فرمائیں۔

ذہن میں رکھا اور دل میں ٹھان لی کہ جب کبھی کچھ وقت میسر آیا تو اِس سقراطی تصور نیکی علم ہے پر ضرور غور وفکر کر کے اِسکی ماہیت جاننے کی کوشش کرونگا۔ ستمبر ۱۹۸۳ء میں خاکسار ایم اے کے امتحانات سے فارغ ہو چکا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں بہت اچھے نمبروں میں کامیاب ہونگا۔ میں نے مزید اعلیٰ تعلیم کیلئے چند غیر ملکی یونیورسٹیوں کو لکھا اور جواباً انہوں نے مجھے اپنے کیفیت نامے (prospectus) بھیجے۔ ہر یونیورسٹی کا پیشگی دس ہزار ڈالر (10000$) کا مطالبہ تھا جس میں سالانہ فیس کے علاوہ دیگر اخراجات شامل تھے۔ اس وقت میرے پاس فروخت کرنے کیلئے سوائے اپنے والد صاحب کے ربوہ کے مکان کے اور کچھ نہیں تھا۔ لیکن میرا یہ مکان بھی میرے بھائیوں کے قبضہ میں تھا۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اِس وقت میں تو اپنی دنیوی تعلیم کی تکمیل کیلئے فکرمند تھا لیکن تقدیر نے میرے لیے کوئی اور فیصلہ کر رکھا تھا۔۔۔ من در چہ خیالم وفلک در چہ خیال

(آرٹیکل نمبر ۷۳، صفحہ نمبر ۱۸)

اپنی دینی تعلیم کو ختم کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ اس دس سال کے زمانے کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جب میں سجدے سے اٹھا تو میں نے نیکی کے متعلق لکھنا شروع کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھی دے دی گئی کہ اب تیری دنیاوی تعلیم یعنی ایم فل یا پی ایچ ڈی کا جو پروگرام ہے ختم کر دے۔ تو میں نے دل ودماغ میں وہ ختم کر دیا کہ اب جو اللہ کی رضا ہو گی اس کے مطابق عمل کرونگا۔ میں نے اللہ کی رضا کے مطابق بستر باندھا اور صندوق اٹھایا اور لاہور سے ربوہ اپنے گھر میں چلا آیا۔ اور اس کے بعد نیکی کے بارے میں وہ علم جو خدا کی طرف سے ملنا شروع ہوا اس

(نیوز نمبر ۱، صفحہ نمبر ۶)

ان دنوں یعنی وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد مجھ پر یہ راز کھلا کہ پہلی خواب جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے اپنی دعا میں شامل فرماتے ہیں۔حضور علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں عاجز پر یہ فضل اور احسان ہوا ہے اور آپ علیہ السلام کی غلامی مجھے بخشی گئی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔اس وقت بہت ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائیں اور میری ماضی کی زندگی میرے آگے کھول کر رکھ دی۔ میں نے بچپن سے ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا لیکن اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اب مزید دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کا خیال ترک کردوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کروں۔مزید یہ بھی دل میں ڈالا گیا کہ تجھے اب علم کے لیے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔"ہم تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتے ہیں اور تجھے ہم خاص علم دیں گے اور اس میں تو ہمیشہ غالب رہے گا وغیرہ وغیرہ۔"اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ علم کس قسم کا ہوگا۔ بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی جناب سے علم بخشنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے جس علم کا وعدہ بخشا تھا اس سے مراد غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا علم تھا۔

(خطوط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اب دنیاوی تعلیم کے حصول کا خیال دل سے نکال دوں۔ تجھے علم کے لئے اب کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے دل و دماغ سے دنیاوی تعلیم کا خیال نکال دیا۔ مگر جرمنی پہنچنے کے بعد یہ خدائی حکم بھول گیا۔ اور مذید تعلیم کے حصول کے لئے جرمنی کی یونیورسٹیوں میں داخلے کی کوشش کرتے رہے۔

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک جلسہ سالانہ کی سوال وجواب کی محفل میں اپنے مندرجہ بالا ارشادات کو بھول گئے۔ اور بڑی ترنگ میں احباب کو بتایا کہ یہاں آکر مذید تعلیم کے لئے داخلے کی کوشش کی تھی مگر داخلہ نہیں ملا۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ خدا کے ارشادات کی جنبہ صاحب کے دل میں کیا اہمیت تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خواب میں آنا

جنبہ صاحب اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جنبہ صاحب کی خواب میں آئے۔ اور نماز کی طرف توجہ دلائی۔

منظوم دعائیہ اشعار سے متعلقہ واقعہ کے چند ماہ بعد میں ایک خواب دیکھتا ہوں۔ ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی تھی جو اب خشک ہو چکی ہے۔ دریائے چناب میں جب بھی اونچے درجے کا سیلاب آتا تھا تو سیلابی پانی سے یہ ندی بھی بھر جاتی تھی۔"خواب میں دیکھتا ہوں کہ اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے رُوبرُو کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔"غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دُعا کرو"۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دُعا کیلئے اُٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور درج بالا منظوم دُعائیہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔"

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۱۷)

جنبہ صاحب خوابوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔

”رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کو کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔“

(روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۵۴)

(لیٹر نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴)

اب دیکھتے ہیں اس خواب نے جنبہ صاحب پر کیا اثر کیا۔

جب میں نے ان خوابوں کو دیکھا تھا بہت خوشی ہوئی تھی۔ دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ بلاشبہ یہ مبارک خوابیں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھنا ہی بڑی خوش نصیبی ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے ان خوابوں کو اپنے اوپر سوار نہ کیا۔ خواب دیکھی اور خوشی ہوئی کہ مبارک خواب ہے اور بات ختم ہوگئی۔ جب میں نے یہ رؤیا دیکھے تھے تو اس وقت مجھے

(لیٹر نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴)

اس فقرہ سے جنبہ صاحب کی امام وقت کے ساتھ وابستگی، محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ نمازوں میں سستی قائم رہی۔

قرآن پاک پڑھنا اور اس کا علم ہونا

اپنے قرآن پاک پڑھنے اور اس کا علم ہونے کے حوالے سے جنبہ صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عربی زبان کا علم اور قرآن کریم کا علم دو مختلف باتیں ہیں۔ کسی بھی مصلح موعود کیلئے عربی کا جاننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ اُس کیلئے قرآن کریم کا علم جاننا ضروری ہے۔ فرض کریں ایک شخص زید عربی بالکل نہیں جانتا۔ کیا ایسے کسی شخص کو جو عربی زبان سے نابلد ہو زکی غلام بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی روک ہوسکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر ایسے کسی انسان سے اصلاح وارشاد کا کام لینا چاہے تو اُسے زکی غلام (مصلح موعود) بنا کر اُس سے لے سکتا ہے۔ عربی زبان سے ناواقف ایسے کسی بھی انسان کو پھر اللہ تعالیٰ بطور خاص قرآن کریم کا علم ضرور دے گا اور یہی قرآنی علم اُس انسان کے صادق ہونے اور خدا رسیدہ ہونے کی اصل نشانی ہوگی۔ اپنی بات کی وضاحت کیلئے خاکسار یہاں حضرت مرزا

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱)

یہاں کہہ رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے اصلاح وارشاد کا کام لینا چاہے تو عربی زبان سے ناواقف ایسے کسی بھی انسان کو پھر اللہ تعالیٰ بطور خاص قرآن کریم کا علم ضرور دے گا۔ اور یہی قرآنی علم اس انسان کے صادق ہونے کی نشانی ہوگی۔

اور ایک دوست کے قرآنی علم کے حوالے سے سوال کرنے پر تحریر فرماتے ہیں۔

جناب سید مولود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔ مورخہ ۱۴۔ دسمبر ۲۰۱۰ء کو آپکی ایک ای میل موصول ہوئی تھی۔ دو دن بعد یعنی ۱۶۔ دسمبر ۲۰۱۰ء کو چند کتب کے سلسلہ میں آپکی دوسری ای میل موصول ہوئی۔ مطلوبہ کتب آپ کو اگلے دن یعنی ۱۷۔ دسمبر بروز جمعہ کو پوسٹ کردی گئی تھیں۔ میرے ساتھ بذریعہ ٹیلی فون بات کرنے کی آپکی خواہش تھی۔ آپکی اِس خواہش کے مطابق مورخہ ۱۹۔ دسمبر بروز اتوار ہماری ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی۔ اِتفاقاً آپکے ایک دوست مکرم مجید احمد صاحب اور آپ کا چھوٹا بھائی مکرم سید مبشر احمد صاحب بھی ہماری اس گفتگو میں شامل ہوگئے جو کہ کم وبیش ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی تھی۔ شروع میں خاکسار نے آپکے سوال کے جواب میں آپ کو اپنے روحانی واقعہ اور دعویٰ کے متعلق چند باتیں بتائیں تھیں۔ اس دوران آپکے دوست جناب مجید احمد صاحب نے کافی جذباتی انداز میں مجھ سے قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ پوچھا۔ خاکسار نے اِسکے جواب میں بڑی صاف گوئی اور دیانتداری کیساتھ اُنہیں کہا تھا کہ میں تو عجمی ہوں اور میں نے کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہیں پڑھا ہے۔ لیکن آپ کا دوست مناظرانہ رنگ میں بے جا اس بات پر اَڑا رہا کہ کسی مصلح موعود کیلئے قرآن کریم کا ترجمہ جاننا بہت ضروری ہے وغیرہ۔ خاکسار نے ٹیلی فون پر بھی کہا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ کسی کے مصلح موعود بننے کیلئے اُس کا عربی زبان کو جاننا ضروری نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتخاب ہے کہ اُس نے اپنے کس بندے کو جماعت احمدیہ میں موعودزکی غلام (مصلح موعود) بنانا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن۔۱۶) (وہ) اونچے درجوں والا (اور) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل فرماتا ہے تاکہ (وہ) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱)

اگلے صفحات پر جنبہ صاحب کی ایسی ہی تحریروں کے چند اور نمونے پیش خدمت ہیں۔

جنبہ صاحب اور ان کی تحریریں

محترم جنبہ صاحب اپنے اکثر مضامین میں اس بات کا اظہار یا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ ان کی تحریروں کو غور سے پڑھا نہیں جاتا۔ میری اس کتاب کو پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب کو یہ بات ماننا پڑے گی کہ میں نے ان کی ایک ایک تحریر کو بڑے غور سے پڑھا ہے۔ جنبہ صاحب کی تحریروں کے پڑھنے کے بعد مجھے بھی اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ جنبہ صاحب درست شکوہ کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو جنبہ صاحب کو سچا نہیں مانتے انکا آپ کی تحریروں کا نہ پڑھنا سمجھ میں آتا ہے۔ مگر مجھے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ جنبہ صاحب کے مرید بھی آپ کی تحریروں کو یا تو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو سنجیدگی اور غور سے نہیں پڑھتے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اس پر تعجب ہوا کہ جنبہ صاحب نے خود بھی کبھی اپنے لکھے مضامین کو دوبارہ نہیں دیکھا۔

اب جنبہ صاحب یا ان کے مرید اس بات پر ناراض ہوں گے کہ میں غلط بیانی کر رہا ہوں۔ میں نے جو بات کی ہے وہ دلیل اور ثبوت کے ساتھ کی ہے۔ اور اپنی اس بات کا بھی ثبوت دوں گا۔

نیوز نمبر ۲ جو جنبہ صاحب کا انٹرویو ہے اور دوسری جگہ سے کاپی پیسٹ کرتے وقت صفحات آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ اگر کسی نے اس نیوز کو پڑھا ہوتا تو یقیناً جنبہ صاحب کو توجہ دلاتا اور اس کی درستگی کر دی جاتی۔

نمائندہ سائٹ:۔ لیکن آگے تشریحات ہیں مرزا صاحب کی، مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دانستہ مشتبہ قسم کی پیشگوئیاں کیں، تا کہ بوقت ضرورت ان کو من مانے معنی پہنائے جا سکیں، ان کی تاویل کی جا سکے، آپ نے تو کہا ہے کہ خدا اس طرح بھی الہام کر سکتا ہے، لیکن مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو بھی پیشگوئیاں کیں اسی طرح گول مول بیان کیں تا کہ بعد میں جیسے چاہیں ربڑ کی طرح کھینچ کر معنی پہنا سکیں، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں قطعاً نہیں مانتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس رنگ میں پیشگوئیاں کیں تا وقت ضرورت ان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا سکے، میں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ پیشگوئیاں ایسی چیز ہوتی ہیں،

اس سے اس غلام کی پیشگوئی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا، یہ ایک لمبی پیشگوئی ہے اس میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں، کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ جب کوئی مدعی ظاہر ہو جائے تو ساری چیزیں ایک ہی وقت میں پوری ہو جائیں کیونکہ اگر اس طرح ہو جائے تو سب سے پہلے محمد عربی ﷺ کا حق تھا کہ ان کے بارے میں جو توریت میں پیشگوئی کی گئی تھی ہو بہو انہی لفظوں میں پوری ہوتی تا کہ یہودی اور عیسائی گناہگار نہ ٹھہرتے، جب وہ شخص جو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ان کے بارے میں بھی پیشگوئی الفاظ کی مطابقت سے پوری نہیں ہوئی تو ان کے بعد حضرت مرزا صاحب یا کسی دوسرے انسان کی حیثیت کیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ اس سب تفصیل کی ایک ایک بات پر نہ جائیں بلکہ جو اسکی روحانی اور علمی تصویر ہے اسکو پیش نظر رکھیں کہ یہ روحانی تصویر کوئی بھی انسان اپنی طاقتوں سے نہیں لے سکتا، کیونکہ اللہ تعالے سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے کہ وہ اپنی ذات کا علم جس کو جتنا چاہے دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ دوسری صفات جیسے ذہین و فہیم، دل کا حلیم وغیرہ پر ممکن ہے کوئی اختلاف کر سکے مگر علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا کا

یہ انٹرویو نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۳ اور ۴ ہیں۔ اور جو صفحہ نمبر ۴ پر لکھا گیا ہے وہ صفحہ نمبر ۳ کے مضمون سے نہیں ملتا۔ دراصل یہ صفحہ نمبر ۵ تھا اور صفحہ نمبر ۴ کاپی پیسٹ کرتے وقت صفحہ نمبر ۵ کی جگہ چلا گیا ہے۔

میں دوبارہ پہلے صفحہ نمبر ۳ کا آخری حصہ پیسٹ کرتا ہوں اور پھر موجودہ صفحہ نمبر ۵ کا شروع کا حصہ پیسٹ کرتا ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ صفحہ نمبر ۵ دراصل صفحہ نمبر ۴ تھا۔ مگر ۱۰ سال گزر جانے کے باوجود کسی نے اسے نہیں پڑھا اور نہ درستگی کروائی۔

نمائندہ سائٹ:۔ لیکن آگے تشریحات ہیں مرزا صاحب کی، مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دانستہ مشتبہ قسم کی پیشگوئیاں کیں، تا کہ بوقت ضرورت ان کو من مانے معنی پہنائے جا سکیں، ان کی تاویل کی جا سکے، آپ نے تو کہا ہے کہ خدا اس طرح بھی الہام کر سکتا ہے، لیکن مرزا صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو بھی پیشگوئیاں کیں اسی طرح گول مول بیان کیں تا کہ بعد میں جیسے چاہیں ربڑ کی طرح کھینچ کر معنی پہنا سکیں، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میں قطعاً نہیں مانتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس رنگ میں پیشگوئیاں کیں تا وقت ضرورت ان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا سکے، میں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ پیشگوئیاں ایسی چیز ہوتی ہیں،

جس میں کسی بھی بندے کی یا جو گروپ ہوتا ہے جماعت ہوتی ہے یا اس کی امت ہوتی ہے اس میں بعض لوگوں کا ٹیسٹ ہوتا ہے روحانی آزمائش ہوتی ہے۔ تو وہ پیشگوئیاں جو ہوتی ہیں اس میں ایک آزمائش ہوتی ہے لوگوں کی تو یہ سب پیشگوئیاں واضح نہیں ہوتیں، اللہ تعالیٰ دیدہ ودانستہ بعض پیشگوئیوں کو مبہم رکھتا ہے، جیسا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی بھی ایک مبہم پیشگوئی ہے، کیونکہ اس پیشگوئی کے نازل ہونے کے بعد، جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی ابتلاء شروع ہو گیا۔ یہ آپ جانتے ہیں، دوسری بات میں یہ عرض کرونگا کہ میں اتفاق کرتا ہوں اس بات سے کہ حضرت مسیح موعود آخری وقت تک اس موعود غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے رہے۔ لیکن جب حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات ہوئی اور آپ علیہ السلام کو انا نبشرک بغلام حلیم' میں یہ نزل منزل مبارک کا جو الہام ہوا، یہ قطعی الہام تھا کہ وہ موعود غلام اگر حضرت مسیح موعود کا جسمانی بیٹا تھا بھی تو بھی وہ جسمانی بیٹے سے روحانی بیٹے کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اور اسی لئے ۶۔ ۷ نومبر کو پھر وہی پیشگوئی کہ ''ایک زکی غلام تجھے ملیگا'' وغیرہ وغیرہ، میرا یہ بات کہنے کا مطلب ہے کہ جو پیشگوئی ۲۰ فوری ۱۸۸۶ء کو شروع ہوئی، اس غلام کی بشارت ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔

اسی انٹرویو میں جنبہ صاحب نے اپنے ایک مضمون 'ختم نبوت کے بعد مجددیت بھی ختم' کا حوالہ دیا ہے کہ میری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جنبہ صاحب کا یہ انٹرویو ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کا ہے۔ جبکہ اس وقت وہ مضمون آپ کی ویب سائٹ پر تھا ہی نہیں۔ آپ نے اسے اپنی ویب سائٹ پر آرٹیکل کی لسٹ میں ۶ مارچ ۲۰۰۴ء کو شو کیا ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ اس وقت تک یہ مضمون لکھا ہی نہیں گیا تھا۔ وہ مضمون ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسی تحریریں ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہیں۔ چند ایک کا ذکر میں نے اگلے صفحات پر کیا ہے۔ آپ جنبہ صاحب کے ذاتی حالات پڑھ لیں تو ہر مضمون میں پہلے سے مختلف بات پائی جاتی ہے۔

خواب، کشوف یا الہام کی بنیاد پر سچائی ثابت نہیں ہوتی

محترم جنبہ صاحب خواب، کشوف یا الہامات کی بابت ارشاد فرماتے ہیں:

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔ حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔ اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور الہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔ کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی الہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔ لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا الہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

اوپر جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

اور نیچے اس کے برعکس ارشاد فرمارہے ہیں

یاد رکھنا کہ میں نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کسی اندازہ یا قیاس (Guess) کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے بذریعہ الہام بخشا ہے۔

خلیفہ رابع) نے پوری کردی۔ میں یہاں افرادِ جماعت کو چیلنج پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کوئی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں دو (۲) وجودوں (ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کے علاوہ کوئی تیسرا موعود وجود ثابت کردے تو میں اُسے نہ صرف یہ کہ اپنے دائرہ استطاعت میں رہتے ہوئے منہ مانگا انعام دوں گا بلکہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آئے۔؟ یاد رکھنا کہ میں نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کسی اندازہ یا قیاس (Guess) کی بنا پر نہیں کیا ہے بلکہ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے بذریعہ الہام بخشا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۴۳، ص ۱۴)

ایک طرف فرمارہے ہیں کہ یہ بات ہر گز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے الہامات بھی اسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ اور دوسری طرف الہامات کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چلا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔ کیا آپکو الہام ہوا تھا۔ اور اگر آپ کو الہام ہوا تھا تو وہ الہام جماعت کے لوگوں کو کیوں نہیں بتایا اور دکھایا گیا؟۔ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپ یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟
(۲) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چلا کہ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں دعوی کی ضرورت نہیں؟ اور اگر آپ کو اس بات کا الہام نہیں ہوا تھا تو پھر آپکے بقول آپکی اس پیشگوئی میں عدم دلچسپی کے باوجود آپ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(آرٹیکل نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۳)

الجواب۔ کون کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر صاحب نافلہ موعود تھے۔؟ کیا مرزا ناصر صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا اِلہام ہوا تھا۔؟ اگر ہوا تھا تو وہ اِلہام کہاں ہے۔؟ کیا مرزا ناصر نے نافلہ موعود ہونے کا کوئی دعویٰ کیا تھا۔؟ اگر اُنہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا تھا تو پھر کہاں ہے وہ دعویٰ۔؟ خاکسار آپ سب کو کھلم کھلا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نافلہ یعنی پوتے کی بشارت نہیں بخشی تھی۔ خاکسار موعود نافلہ غلام کی گذشتہ صفحات میں کافی تشریح کر چکا ہے۔ آپ لوگ عقل سے کام لو اور خدائی کاموں میں دخل اندازی چھوڑ دو۔ اناں وڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۲۴)

ایک چیلنج اور پھر اس کا انکار

چیلنج

اورمحمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی‘‘۔ جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب! اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی بھی فرد ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد مرزا بشیرالدین محمود احمد کے متعلق حضورؑ کا کسی اشتہار یا کسی کتاب میں لکھا ہوا یہ فرمان دِکھادیں (یادرہے کہ میں خالی لڑکے کی پیدائش کی پیشگوئی کی بات نہیں کررہا کیونکہ حضورؑ نے اپنے سب لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئیوں کو اپنی کتب میں بار بار دہرایا ہے) کہ میرا یہ لڑکا موعود یا مولود مسعود یا مصلح موعودؑ‘‘ ہے تو میں اپنے دعویٰ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود پر از سرِنو غور کرنے کیلئے تیار ہوں۔لیکن آپ کو حضورؑ کا کوئی ایسا فرمان نہیں ملے گا۔

(آرٹیکل نمبر ۷،۴، صفحہ نمبر ۸)

اگر کوئی دکھادے تب بھی انکار

جیسا کہ پچھلے صفحات میں سبز اِشتہار کے دونوں حوالوں میں حضور نے دوسرے بشیر کے متعلق نہ صرف یہ فرمایا تھا کہ ’’اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے‘‘ بلکہ مصلح موعود کے دیگر صفاتی ناموں یعنی فضل محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر کا ذکر فرما کر اور پھر اِنکے مطابق آئندہ ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام بطور تفاؤل بھی رکھا تھا۔میرا یہاں سوال ہے کہ اگر حضورؑ بغیر کسی تفاؤل کے نام رکھنے کے صاف صاف ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونیوالے لڑکے کے متعلق یہ فرمادیتے کہ ’’میرا یہ لڑکا بشیرالدین محمود احمد مصلح موعود ہے‘‘ تو کیا اِس سے مرزا بشیرالدین محمود احمد مصلح موعود بن جاتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔خاکسار اِس سوال کے جواب میں!

(اولاً)۔ یہ عرض کرتا ہے کہ حضورؑ جب تک اللہ تعالیٰ آپؑ پر کسی لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ ظاہر نہ فرمادیتا کہ یہ تیرا لڑکا مصلح موعود ہے اُس وقت تک کسی لڑکے کے متعلق ایسا نہ فرماتے کیونکہ آپ (افرادِ جماعت کے برخلاف) جانتے تھے کہ تفاؤل کے طور پر نام رکھے جانے سے کوئی لڑکا مصلح موعود نہیں بن سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اُسے نہ بنائے۔

(ثانیاً)۔ اگر بالفرض محال حضورؑ بشیر احمد اول اور مبارک احمد کی طرح مرزا بشیرالدین محمود احمد کے متعلق ایسا فرما بھی دیتے تب بھی جب اللہ تعالیٰ نے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کے بعد زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق مبشر الہامات نازل فرما کر اِس لڑکے کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر نکال دیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اِلہام کے مقابلہ میں حضورؑ کے کسی اِجتہادی قول کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۷،۴، صفحہ نمبر ۸)

(۱) یہ خدا کا عجیب سلوک تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے جس جسمانی بیٹے کو بھی واضح رنگ میں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا، وہی لڑکا فوت ہوگیا۔اور وہ لڑکے جنکے نام تفاؤل کے طور پر رکھتے رہے وہ زندہ رہے۔

(۲) بافرض محال اگر حضرت مسیح موعودؑ اپنے کسی اشتہار یا اپنی کسی دوسری تحریر میں قطعی طور پر یہ اعلان بھی فرمادیتے کہ مرزا محمود احمد مصلح موعود ہے۔تب بھی آپ مصلح موعود نہیں بن سکتے تھے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام اللہ اور کلام ملہم کے درمیان تضاد کی صورت میں کلام ملہم کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔بیشک ایسا ملہم نبی ہی کیوں نہ ہو؟ اگر ایسی صورت پیدا ہوجائے تو کلام ملہم کو اجتہادی غلطی سمجھ کر چھوڑ دینا اور کلام اللہ کی پیروی کرنا ہی دانشمندی ہے۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۱۴)

احباب کرام! آپ نے دیکھا کہ پہلے جنبہ صاحب یہ چیلنج کر رہے ہیں کہ کہیں لکھا دکھادیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے بارہ میں موعود کہا ہو۔ پھر خود رد کر دیا کہ اگر لکھا دکھا بھی دو تب بھی وہ درست نہیں۔ اور پھر خود ہی حضورؑ کا فرمان بھی لکھ دیا اور ساتھ کہہ دیا کہ یہ حضورؑ کی اجتہادی غلطی تھی۔

(۵) ایک اشتہار میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔ ''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔ اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔''
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا پہلا حصہ یعنی ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلق پیشگوئی کا مصداق حضورؑ بشیر احمد (اول) کو سمجھتے تھے اور دوسرا حصہ پیشگوئی کا جو ''زکی غلام'' کے متعلق ہے حضورؑ اس کا مصداق دوسرے بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد کو خیال کرتے تھے۔ یہ درست ہے کہ آپکا یہی خیال تھا اور یہ آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ الہامی۔ میں یہاں اس شبہ کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ''زکی غلام'' سے متعلق مبشر الہامات آپ کی وفات تک نازل فرما کر آپکے اس اجتہادی خیال یا قیاس کو دور فرما دیا۔ یہ بھی درست ہے کہ حضورؑ زکی غلام یعنی مصلح موعود کو اپنی صلبی اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔ یہ آپکی خواہش تھی اس سے انکار نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کچھ اور تھی۔ اللہ تعالیٰ

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۱۴)

احباب کرام: فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ جنبہ صاحب کی کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ۔ کیونکہ

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

کیا ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد مبعوث ہو سکتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مسجد اقصیٰ میں مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۷ء کو ایک تقریر فرمائی تھی۔ اس میں مجددین کے حوالہ سے آپ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے "مَن" کھڑے کرے گا (مَن پر میں خاص زور دے رہا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کئی لوگ ایسے پیدا کرے گا جو دین کی تجدید کریں گے اور اس کی رونق کو بڑھانے والے ہوں گے اور اگر بدعتیں بیچ میں داخل ہوگئی ہوں گی تو وہ ان کو نکالیں گے اور اسلام کا نہایت صاف اور خوبصورت چہرہ

(مشعل راہ جلد دوئم، صفحہ ۴۵۴)

محترم جنبہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ مئی ۲۰۱۴ء میں اس تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کے حوالے سے فرما رہے ہیں۔

اے میرے بھائیو! حضور علیہ السلام نے حدیث مجددین میں 'مَن' کے معنی اپنی تالیفات اور ملفوظات میں کبھی بھی کثرت کے نہیں کئے ہیں۔ میرا یہ چیلنج ہے جماعت احمدیہ کے مولویوں کو خلیفوں کو۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درجنوں بیسیوں نہیں سینکڑوں دفعہ استعمال فرمایا ہے اور جس جگہ بھی حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو استعمال فرمایا ہے اس کا ترجمہ کیا ہے صرف ایک شخص کا کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر تجدد دین کے لئے ایک شخص کو کھڑا کرے گا۔ اور یہ کثرت بنا رہے ہیں یہاں پر۔ (۲۱:۰۵منٹ تا ۲۱:۴۲منٹ)

جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پر تو یہ الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ لفظ 'مَن' سے مراد ایک سے زائد کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے منافی ہے۔ مگر بھول گئے کہ کچھ عرصہ قبل خود بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ جنبہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ احباب اور خود جنبہ صاحب کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی۔؟اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرما سکتا ہے۔لیکن اس طرح نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی گھر ایک ہی شہر ایک ہی علاقہ ایک ہی جماعت ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی میں دو مجدد مبعوث ہو جائیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الٰہی وعدہ میں کوئی تخلف ہو۔؟

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۴)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں:

'اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہوسکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی میں کسی ملک میں کوئی مجدد مبعوث کرتا ہے تو اسی صدی میں وہ کسی اور براعظم میں دوسرا مجدد مبعوث فرماسکتا ہے۔'

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں

بعد ایک وقت میں کئی کئی نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا سلسلہ قریباً قریباً اختتام پذیر ہو چکا ہے۔آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ جاری ہے۔ایک صدی قبل تک جب دنیا میں رسل و رسائل اور آمدورفت کے نئے اور جدید ترین ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے۔اُس وقت تک تو ممکن تھا کہ اگر مثلاً کسی ایک براعظم میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی اصلاح کیلئے کسی مومن کو بطور مجدد کھڑا کیا ہے تو کسی دوسرے براعظم میں اُمت کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے کسی اور مومن کو بطور مجدد کھڑا کر دیا ہوگا۔لیکن گذشتہ صدی

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۳)

ایمان لانے کے متضاد اصول

جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب سے ان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے کوئی نشان مانگا تو اسے جنبہ صاحب جواب دے رہے ہیں۔

نشانات کی فلاسفی

عزیزمن! آپ نے جوخاص چیز یا نشان کی بات کی ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔اور جب وہ چاہتا ہے نشانات نازل کیا کرتا ہے۔دراصل انسان دوقسم کے ہوتے ہیں۔اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہوتے ہیں اور اپنے وجود میں قوت فیصلہ بھی رکھتے ہیں۔وہ تو اس روشنی کی بدولت جو اِنکے اندر ہوتی ہے سچائی کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بُو اپنے اندر رکھتا ہے وہ بھی اِن کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔اِیسے لوگوں کو نشانوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوا کرتی۔کیا کِبار صحابہ کرامؓ نے نشانات دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو قبول کیا تھا۔؟ لیکن اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ سے کوئی نشان ظہور میں نہیں آیا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؑ سے

آگے چل کر فرماتے ہیں

دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذِب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔یہ تو ایمان کی حد ہے۔لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ''اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ'' وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلِیۃً مکشوف نہیں ہوتی۔اور ایسے ایمان سے اجر وثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ ہم نے اس کو دیکھا نہیں۔اسی طرح ملائک اور جنت ودوزخ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ بھی ہماری نظروں سے غائب ہیں۔لیکن ہم محض حسن ظنی سے مان لیتے ہیں۔اور یہی ایمان بالغیب ہماری نجات کا موجب بن جاتا ہے۔سورج، چاند، زمین، پہاڑ، جانور اور درخت بھی، ملائک اور جنت ودوزخ کی طرح اسی خدا کی مخلوق ہیں لیکن ان پر ایمان لانے سے ہمیں کوئی ثواب نہیں ملتا۔وجہ یہ ہے کہ ملائک اور جنت ودوزخ ابھی پردہ غیب میں ہیں۔اور دوسری مادّی مخلوق جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، ہماری نظروں کے سامنے ہے۔تو ایمان لانا اس طرزِ قبول سے مراد ہے کہ جب کسی حقیقت کے بعض گوشے ابھی مخفی ہوں اور نظرِ دقیق اور دیگر قرائن سے محض حسن ظنی کی بدولت اسے قبول کر لیا جاوے اور یہی ایمان بالغیب موجب ثواب ہوا کرتا ہے۔خدا تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی اَمر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشانات دیکھنے سے قبل ایمان لایا جاوے۔حق وباطل

(آرٹیکل نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۳،۲)

اور جب کسی نے یہ پوچھ لیا کہ آپ نے دعویٰ کس الہام کی بنیاد پر کیا ہے تو اسے جنبہ صاحب جواب دے رہے ہیں۔

یہ بات ہرگز نہ بھولیں کہ کسی کی خوابیں یا الہامات کسی دوسرے انسان کے دعویٰ کیلئے ثبوت نہیں ہوا کرتے۔حتیٰ کہ کسی مدعی کی محض اپنی خوابیں یا اپنے اِلہامات بھی اُسکے دعویٰ کا ہرگز ثبوت نہیں ہوا کرتے۔

خاکسار وضاحت کیلئے اپنے آقا حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کی یہاں مثال پیش کرتا ہے۔حضورؑ نے ۱۸۹۱ء میں پہلے مسیح اور بعد ازاں مہدی ہونے کے دعاوی کیے تھے۔اب اگر حضورؑ اپنے خوابوں، کشوف اور اِلہامات کا کوئی مجموعہ (تذکرہ) یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کا کوئی مجموعہ اپنے دعاوی کے ثبوت کے طور پر لوگوں کے آگے پیش کر دیتے تو کیا لوگ آپکے خواب، کشوف اور الہامات یا آنحضرت ﷺ کی احادیث کی بنیاد پر آپ کو مسیح اور مہدی قبول کر لیتے۔؟ ہرگز نہیں۔اِسکی وجہ یہ ہے کہ خواب یا کشف یا کوئی الہام یا کوئی حدیث کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہوا کرتا۔کسی مدعی کے کسی خواب یا کشف یا اُس کے کسی اِلہام پر مبنی دعویٰ کو اُس کے دوست احباب تو اُس سے محبت یا حسن ظنی کی وجہ سے قبول کر لیں گے۔لیکن عامۃ الناس یا مخالفین وغیرہ تو خواب یا کشوف یا اِلہامات کو قبول نہیں کیا کرتے بلکہ آجکل کے زمانہ میں تو لوگ مدلل دعویٰ کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۵۰، صفحہ نمبر ۶)

الہام اور دلیل میں فرق اور دلیل کی اہمیت۔ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تو یہ ایک بیان (statement) ہوتا ہے جو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً۔ پانی ہائیڈ روجن اور آکسیجن کا مرکب ہے۔ اب یہ ایک دعویٰ ہے۔ یہ علمی دعویٰ تجربے کے بعد سچا بھیثابت ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ دلیل کسی دعویٰ کا ثبوت ہوتی ہے۔ مذہبی دنیا میں بھی لوگ دعاوی کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض سچے ہوتے ہیں اور بعض کسی غلط فہمی کی بنیاد پر کر دیئے جاتے ہیں۔ برادرم چوہدری صاحب۔ آپ نے اپنی ای میلز (e-mails) میں میرے الہامات اور الہامی الفاظ پر بہت زور دیا ہے۔ حالانکہ الہامات تو محض الہامات ہوتے ہیں۔ ان کا اگر کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف مدعی کو ہوتا ہے۔ اُسکے علم وعرفان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ مدعی کے الہامات لوگوں کیلئے کوئی حجت یا ثبوت نہیں ہوا کرتے۔ قرآن کریم ایسے عظیم الشان الہام کو بھی مکہ کے لوگوں نے محمد (ﷺ) کی پریشان خوابیں قرار دیا تھا۔ اصل اہمیت یا وہ شئے جو کسی دعویٰ کے سلسلہ میں فیصلہ کن اور لوگوں کو فائدہ دے سکتی ہے وہ دعویٰ کا ثبوت ہوا کرتا ہے نہ کہ مدعی کے الہامات۔ جو دعویٰ کسی الہام کی بنیاد پر کیا جائے اُسے ہم زیادہ سے زیادہ الہامی دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت بانئے جماعت ۱۸۹۴ء میں اپنی کتاب ''اتمام الحجۃ'' میں فرماتے ہیں:۔ "وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ ------ "اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَالَّذِیْ یَرْقُبُوْنَه وَالْمَهْدِیَّ الْمَسْعُوْدَالَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَه هُوَاَنْتَ۔ نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَالْمُمْتَرِیْنَ۔" (تذکرہ صفحہ ۲۰۹۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ۔ خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں الہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود ان الہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔ اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمت محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔ مثلاً۔ آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرمادیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف الہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۶، صفحہ نمبر ۴۶)

الہام مانگنے والے سے کہتے ہیں نشان دیکھ کر ایمان لاؤ

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضورؑ کے یہ دونوں الہامی دعاوی سچے تھے لیکن اس کے باوجود ان الہامات کا فائدہ اکثر لوگوں کو نہ ہوا اور نہ ہی یہ عامۃ الناس اور خاص کر مخالفین کیلئے حجت تھے۔ اسکے برخلاف آپؑ نے اپنے دعاوی کے جو ثبوت اُمت محمدیہ کے آگے رکھے وہ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے قطعی حجت تھے۔ مثلاً۔ آپکے مہدی معہود کے دعویٰ کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کا بیان فرمودہ خسوف وکسوف کا نشان ظاہر فرمادیا اور آپکے مسیح موعود کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوگیا ہے اور میرے کلام (قرآن کریم) سے اُسکی وفات ثابت ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے پاس یہ دونوں ثبوت (خسوف وکسوف کا نشان اور وفات مسیح کے سلسلہ میں تیس آیاتِ قرآنی) نہ ہوتے اور صرف الہامات کی کتاب ہوتی تو کس نے آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لانا تھا۔؟

نشان مانگنے والے سے کہتے ہیں غیب پر ایمان لاؤ

دراصل تمام ثواب کا دارومدار ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو بعض قرائن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے کہ قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تو ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ''اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ'' وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز پردہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر کُلّیۃً مکشوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر وثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں

لفظ علیہ السلام کا استعمال

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ میں ایک صاحب کو مخاطب کر کے دریافت فرماتے ہیں:

یہاں پر میرا سوال کنندہ یعنی مجھ سے وضاحتیں طلب کرنیوالے سے سوال ہے کہ میں یہ بات بھی تسلیم کر لیتا ہوں کہ زاہد خان کے علاوہ دیگر مدعیان میں سے کسی کے بارے میں ابھی آپ کو انشراح صدر نہیں ہوا ہو گا۔ اور ان میں سے جب کسی کا نام لکھتے ہیں تو احتراماً اسکے نام کیساتھ علیہ السلام لکھ دیتے ہیں۔ یہاں ایک اور سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ علیہ السلام کا ٹائٹل مدعیان کے نام کے ساتھ مذاقاً لکھتے ہیں یا دل سے یعنی اس یقین کیساتھ لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مدعی سچا ہو؟ دلوں کے بھید اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ میں حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے یہ بھی تسلیم کر لیتا ہوں کہ آپ مدعیان کے ناموں کیساتھ علیہ السلام کا ٹائٹل نیک نیتی کیساتھ لکھتے ہونگے۔

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں

جناب عزت مآب ملک منور صاحب! اللہ تعالیٰ تو ہم مومنوں کو آنحضرت ﷺ پر درود اور سلامتی کی دعا بھیجنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اگر آپکا اسلام اور احمدیت سے کوئی تعلق ہوتا اور آپ آنحضرت ﷺ کے مومن ہوتے تو آپ ((ایک ایسے مدعی نبوت جو کہ نہ صرف دین اسلام کا کھلا منکر ہے بلکہ قرآن کریم کو بھی ایک منسوخ شدہ کتاب سمجھتا ہے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے برخلاف حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر یہ ایک بہتان بھی لگاتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت زکریا علیہ السلام کی ناجائز اولاد تھے اور آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ ایک مجرم گردانتا ہے)) کے نام کیساتھ کبھی بھی علیہ السلام کا ٹائٹل نہ لگاتے۔ آپ تو انبیاء کے ناموں کیساتھ پڑھے اور لکھے جانیوالے دعائیہ الفاظ کی توہین کے مرتکب ہیں۔ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اور ہاں آپکا یہ رویہ بتا رہا ہے کہ آپ ایک پکے محمودی ضرور ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۷،۸)

جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ’آپ تو انبیاء کے ناموں کیساتھ پڑھے اور لکھے جانیوالے دعائیہ الفاظ کی توہین کے مرتکب ہیں۔ کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے‘۔

محترم جنبہ صاحب علیہ السلام کے لفظ کو انبیاء کے ساتھ پڑھے جانے والے دعائیہ الفاظ قرار دے رہے ہیں۔ اور کسی دوسرے عام انسان کے ساتھ اس کے استعمال پر ناراضگی کا اظہار فرمارہے ہیں۔ مگر بھول گئے کہ اسی آرٹیکل کے شروع میں انھی احباب کو جن کے بارہ میں اظہار فرمارہے ہیں کہ آپ کا اسلام اور احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں کے لئے رحمتہ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔

استفادہ عام کے لئے حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے !!!

جلیل القدر اور نامی گرامی بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ

عزت مآب حضرت منور احمد ملک حسینیؒ و حضرت مقبول احمدؒ

و حضرت محمود احمدؒ و حضرت ندیم احمدؒ صاحبان وغیرہ وغیرہ

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۱)

ویسے جنبہ صاحب یہ وہی زاہد خان صاحب ہیں جن کے بارہ میں آپ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

صاحب کے نعوذ باللہ عیسیٰ ابن زکریا کے عقیدے کو از روئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔ لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔ اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔ کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔ اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟ جہاں تک میرے پیروکار کا تعلق ہے جس کا آپ

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۱۰)

زکی غلام ایک مگر مسیح دو

محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

زکی غلام تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے اور وہی مصلح موعود ہے

جناب رانا صاحب! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) ☆میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا --

سو تجھے بشارت ہو---------------------------کہ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا---

--وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔☆(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۲) اِسی زکی غلام کی پیدائش (بشارت ہمیشہ پیدائش سے پہلے ہوا کرتی ہے نہ کہ پیدائش کے بعد۔ ناقل) کی دوبارہ بشارت اپریل ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ جیسا کہ درج ذیل الہام سے ظاہر ہے:۔ ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔☆ اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔☆یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

اِس الہام میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے مہدی اور مسیح کو اور آپ کی معرفت آپ کی جماعت کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ابھی وہ ''زکی غلام'' (مصلح موعود) پیدا نہیں ہوا اور اے میرے بندے تو تھوڑا عرصہ صبر کر میں اِس ''زکی غلام'' کو تجھے ضرور عطا کرونگا۔ رانا صاحب! کیا یہ الہام اس حقیقت پر دال نہیں ہے کہ اپریل ۱۸۹۹ء تک مصلح موعود پیدا نہیں ہوا تھا۔؟

(۳) پھر اسی زکی غلام کی آخری اور سہ بارہ پیدائش کی بشارت ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ جیسا کہ درج ذیل الہام سے ثابت ہے:۔

۶/۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء۔☆سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ ☆(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

رانا صاحب! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو جو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف ''زکی غلام'' تھے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی ''زکی'' کیساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اُس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔ اور ایسے حکیمانہ

(آرٹیکل نمبر ۴۱، صفحہ نمبر ۱۰، ۱۱)

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ پر مختلف اوقات میں ہونے والے تین الہامات درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں ' اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی جو مختلف اوقات میں تین دفعہ اپنے برگزیدہ بندے کو بشارتیں عطا فرمائیں تو کیا اس سے یہ مراد تھا کہ یہ تین مختلف 'زکی غلام' تھے؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے

بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی 'زکی' کے ساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔

اور دوسری جگہ مسیح ابن مریم کے بارے میں تین احادیث پیش کر کے جنبہ صاحب فرمارہے ہیں۔

خاکسار جواباً گذارش کرتا ہے کہ صحیح مسلم میں مندرج حدیثوں کے مطابق آنحضرت ﷺ نے ایک ہی سوال کے تین مختلف قسم کے حکیمانہ جوابات اِرشادفرمائے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔(۱) "عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَ لَابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُم فَاَمَّکُمْ۔ (صحیح مسلم جلد ا باب نزول عیسیٰ کا بیان صفحہ ۲۵۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کریں گے؟؟؟

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ابن مریم جب نزول فرمائیں گے تو وہ فَاَمَّکُمْ یعنی وہ تمہاری امامت کریں گے یعنی بوقت نزول وہ صاحب امام ہونگے۔ اُس کا نزول امام کی حیثیت میں ہوگا۔

(۲) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَ لَابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُم فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ۔ (ایضاً) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم نازل ہونگے تم میں، پس وہ تمہاری اِمامت کرینگے تم ہی میں سے؟؟

اس دوسری حدیث میں بھی سوال وہی ہے لیکن آپ ﷺ نے اس کا جواب تھوڑا سا مختلف اِرشادفرمایا ہے۔ اس دفعہ جواب میں آپ ﷺ نے فَاَمَّکُمْ کیساتھ لفظ مِنْکُمْ کے الفاظ بڑھادیئے ہیں۔ اُمت کو یہ بتانے کیلئے کہ وہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نزول نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ میری اُمت میں سے ہی ایک اُمتی فرد ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے آئندہ زمانے میں اُمت محمدیہ میں پیشگوئی نزول مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام کے آسمان پر زندہ بجسم عنصری اُٹھائے جانے اور پھر آخری زمانے میں زندہ بجسم عنصری آسمان سے نزول فرمانے کی مِنْکُمْ فرما کرنفی فرمادی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی اُمت کو بشارت دے رہا ہوں وہ اسرائیلی مسیح عیسیٰ ابن مریم نہیں ہوگا بلکہ حالات اور واقعات کے لحاظ سے اُس سے ملتا جلتا کوئی میری اُمت کا فرد ہوگا۔

(۳) "عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَ لَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔" (ایضاً۔ متفق علیہ)

یہ متفق علیہ حدیث ہے یعنی یہ احادیث کی صحیح ترین کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اپنے سابقہ سوال (تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے؟) کا تھوڑا سا اور مختلف جواب دیا ہے، یہ فرما کر کہ جب ابن مریم نزول فرمائیں گے تو اُس وقت میری اُمت بے امام نہیں گی بلکہ زمین پر ایک امام موجود ہوگا؟؟؟

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مذکورہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ میں بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمانے والے دو مختلف اُمتی وجود ہونگے ۔ایک کا نزول بحیثیت امام ہوگا جس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **فَاَمَّکُمْ** اور دوسرے کے نزول کے وقت زمین پر اُمت کا کوئی امام ہوگا جیسا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ**۔اس حدیث کے مضمون کی تصدیق صحیح مسلم کی ایک اور حدیث بھی کرتی ہے ۔(۴) ''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ۔'' (صحیح مسلم جلد ۱ باب نزول عیسیٰؑ کا بیان صفحہ ۲۶۴) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اُس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔اس اُمت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۹،۸)

احباب کرام ! محترم جنبہ صاحب زکی غلام کی بابت تو یہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کا ایک ہی بندے کو تین مختلف غلاموں کے بارے میں ایک ہی صفاتی نام یعنی 'زکی' کے ساتھ بشارتیں دینا تو ویسے ہی غیر معقول اور مضحکہ خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی غیر معقول اور مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ وہ حکیم ہے اور اس کا کلام بھی حکیمانہ ہوتا ہے۔'' اور پھر آنحضرت ﷺ کی تین احادیث پیش کر کے کہہ رہے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

شرفاء کا اندازِ تخاطب

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۷۸ میں محترم نصیر احمد سلطانی صاحب کے ایک خطبہ کا حوالہ پیش کرنے کے بعد سلطانی صاحب کے مرید سے سوال کر رہے ہیں ' کیا کسی سچے صاحب وحی و الہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان اتنی غلیظ بھی ہو سکتی ہے '

حوالہ پیشِ خدمت ہے

دُکھتی رگ کو چھیڑ دیا ہے۔تب ہی وہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق کوئی علمی بات بتانے کی بجائے اس عاجز پر برس پڑا۔جیسا کہ وہ اپنے خطبہ جمعہ میں ۱۶ منٹ اور ۳۲ سیکنڈ پر اس عاجز کے متعلق کہتا ہے۔۔۔''ایسی خباثت حکم وعدل اور امام مہدی علیہ السلام کے اوپر ایسا الزام اور ایسے جو ہے تعلقات کی خرابی ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ کہ خدا تعالیٰ یہاں تک سزا دے رہا ہے، کہ بچوں کو مار رہا ہے، پھر بھی بندہ نہیں سمجھ رہا کہ میں غلطی کر رہا ہوں ۔نعوذ باللہ من ھذا لخرافات ۔عبدالغفار جنبہ۔الخبیث ۔کیسا گندہ انسان ہے،بھئی بات کو سمجھو۔ایک طریقہ کار ہوتا ہے ۔مصلح موعود جب پیدا ہو جاتا تو پھر حضرت صاحب بتاتے یہ ہو گیا ہے۔''
عزیزم۔خاکسار آپ سے پوچھتا ہے کہ کسی سچے صاحب وحی والہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان کیا اتنی غلیظ بھی ہو سکتی ہے؟ ؟؟؟ ہرگز نہیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ قادیانی جماعت سے اخراج کے بعد امسال ۲۴ رجنوری ۲۰۱۳ء کو آپ سلطانی صاحب کو مجدد قبول کر کے

(آرٹیکل ۷۸، صفحہ ۲)

ذیل میں محترم جنبہ صاحب کی اپنی تحریروں کے چند حوالے پیش خدمت ہیں:

۱۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۵۳ صفحہ نمبر ۲۳ میں ایک صاحب کے سوال (جناب جنبہ صاحب! خلیفہ کی مخالفت ازروئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں؟) کا یوں جواب دے رہے ہیں۔

اے مردود انسان۔کیا آپ کا فہم قرآن اور فہم اسلام زیادہ ہے یا کہ اُس برگزیدہ انسان کا جس کا اپنے آقا ﷺ کیساتھ قرآن کریم میں بھی نام آیا ہے۔؟ خدا کا خوف کرو آپ لوگوں نے حقیقی اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ میں کیا اُودھم مچا رکھا ہے۔؟ آخر مرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی ان خباثتوں کا کیا جواب دو گے۔؟ یزید جو حضرت بانئے جماعت کے بقول پلید تھا اگر آپ اُسکے وقت میں ہوتے تو آپ ضرور اُسے حضور پُرنور کہہ کر پکارتے اور نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کو یہ نصیحت کرتے ''خلیفہ کی مخالفت ازروئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔ براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟'' شرم کرو بلکہ ڈوب کر مرو۔لیکن بقول غالب ۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

۲۔ آرٹیکل نمبر ۷۸ صفحہ نمبر ۴، ۵، ۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کا جناب مقبول احمد اور ملک منور احمد حسینی صاحب کو مذکورہ جواب بذریعہ ای میل بھیجنے کے قریباً بیس منٹ کے بعد قادیانی جماعت کا ایک بھاڑے کا ٹٹو انصر رضا خاکسار کے مندرجہ بالا جواب کے سلسلہ میں جواباً لکھتا ہے۔

اقول۔۔۔ ''ھونّق مخبوط الحواس جنیے تو تو ایک ادنیٰ خادمِ سلسلہ کے سامنے نہیں ٹھہر سکا تو تیری کیا اوقات ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بڑے بڑے علماء تیرے ساتھ بیٹھ کر تجھ سے بات کریں۔ اس طرح تو اپنا قد اونچا کرنا چاہتا ہے لیکن چوہوں کے مجدّ دسلطانی کی طرح تیرا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح اکیلا ہی کیمرے کے سامنے خالی کمرے میں سر ہلا ہلا کر تقریریں کرتا رہ۔ تیری قسمت میں یہی کچھ ہے۔''

الجواب۔۔۔ **اے بھاڑے کے ٹٹو انصر رضا**

الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کیساتھ عرصہ ۲۱ سال سے تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے نام نہاد قادیانی مولویوں کو چوہوں کی طرح اُنکے بلوں میں دھنسا کر بیٹھا ہوا ہوں۔ امسال خاکسار یعنی خدا کے اس شیر نے تیرے جھوٹے علم کا پول کھولنے کیلئے دس (۱۰) خطبات کی شکل میں تیرے گندے سر پر ایک ہزار جوتے مارے ہوئے ہیں۔ اگر تو انسان کا بچہ ہوتا اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہوتی تو تم ڈوب کر مر جاتے۔ لیکن تو قادیانیوں کا پلا ہے جو ہر گزرنے والے انسان کو کاٹنے کھانے کیلئے دوڑ پڑتا ہے۔ اے لعنتی انسان! تیرے نام نہاد مصلح موعود نے بمقام لاہور ۱۲ / مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی وغیر احمدی سامعین کے آگے۔۔۔۔ یہ بھڑک ماری تھی۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آگئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا۔۔۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲ / مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

اے لعنتی مولوی!!! تیرے نام نہاد خلیفے اور تیرے زعم کے مطابق تیرے بڑے قد کاٹھ والے مولوی اس عاجز یعنی اس اللہ تعالیٰ کے شیر کے آگے ذلیل اور رُسوا ہوکر اپنے اپنے سوراخوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ اگر تو انسان کا بچہ ہے اور اگر تیرے میں تھوڑی سی بھی شرم اور غیرت ہے تو پھر میرے مقابلہ کیلئے میدان میں آکر اپنے نام نہاد مصلح موعود کی ۱۲ / مارچ ۱۹۴۴ء کی بھڑک کو سچا ثابت کر کے دکھا۔ ورنہ **لعنت علی**

الکاذبین۔لیکن مجھے یقین ہے تو ہمیشہ اسی طرح بھونکتا رہے گا اور اس خدا کے شیر کے مقابلہ کیلئے کبھی میدان میں نہیں نکلے گا۔خدا کا یہ شیر چند ماہ پہلے بھی خطبہ جمعہ میں تجھے علمی مجادلہ کی دعوت دے چکا ہے۔اے لعنتی انسان! سب دنیا کو خدا کے اس شیر کے چیلنج کا پتہ ہے۔اور تیری اُس دن ہی ماں مرگئی تھی۔اور تیرا کام اور تیری قسمت میں فقط بھونکنا ہے۔اور تو ہمیشہ بھونکتا رہے گا۔جہاں تک قد کے اونچا ہونے کا تعلق ہے۔خدا نے اپنے پیارے امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اس عاجز کا قد اونچا کیا ہے۔اور جن لوگوں کے قد خدا اونچے کردے،اُنہیں نہ تیرے ایسے پالتوں مولویوں کیساتھ بیٹھ کر اپنے قد اونچے کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور نہ ہی اُنہیں کوئی نیچا کرسکتا ہے۔۔۔؎ خس خس جناں قدر نئیں میرا میرے صاحب نوں وَڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

اور میرے آقا محمدی مریم حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے تم قادیانیوں کو میرے سامنے ہلاک کردیا ہے۔تم چوہڑوں کیساتھ بحث و مباحثہ کرکے اُنکے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔تم تو حضرت امام مہدی و مسیح موعود پر لعنت ڈالنے والوں کے قد اُونچے کرتے پھر رہے ہو۔بلائے دمشق اور اُسکے پالتو مولویوں نے اس خدا کے شیر کا قد کیا اونچا کرنا ہے؟؟؟؟؟تم تو میرے آگے ذلت اور رسوائی کے بدبودار گھڑے میں پڑے ہوئے ہو۔جن لوگوں تک میرا یہ مضمون پہنچے۔میں سب سے کہتا ہوں کہ تم سب اس لعنتی مولوی کو غیرت دلانا اور اسے کہنا کہ اللہ کا شیر عبدالغفار جنبہ لندن اپنے جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پر آرہا ہے اور تجھے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے،اُسکے مقابلہ کیلئے نکل۔اور اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچا؟؟؟؟؟اگر تو اپنے اصلی باپ کا تخم ہوا تو تو اپنے نام نہاد مصلح موعود کو مفتری ہونے سے بچانے کیلئے خدا کے شیر۔۔۔ہاں خدا کے شیر کا مقابلہ کرنے کیلئے ضرور نکلے گا۔۔۔اے لعنتی مولوی۔۔۔؎

دیکھنے سے پہلے دھو آنکھوں کی گندی پوتلیاں ورنہ چہرہ ڈھانپ لے گی تجھ سے اچھائی میری

مندرجہ بالا حوالوں کے جواب میں معذرت کے ساتھ چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جنبہ صاحب نے بالکل صحیح سوال کیا ہے ’کیا کسی سچے صاحب وحی والہام اور اللہ تعالیٰ کے فضل یافتہ انسان کی زبان اتنی غلیظ بھی ہوسکتی ہے‘۔

جواباً عرض ہے ہرگز نہیں ہوسکتی۔صاحب وحی والہام تو دور کی بات کسی بھی شریف انسان کی یہ زبان نہیں ہوسکتی۔

صاحب وحی والہام کی زبان

احباب کے استفادہ کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا گیا ایک خط اور اس کا جواب پیشِ خدمت کرتا ہوں۔

شیخ محمد حسین بٹالوی

۱۹/اپریل ۱۸۹۳ء

تمہارے چند اوراق کتاب وساوس کے ہمدست عزیزم مرزا خدابخش اور دو رجسٹرڈ خط وصول ہوئے (۱) میں تمہاری اس کتاب کا جواب لکھنے میں مصروف تھا۔ اس لئے تمہارے خطوط کے جواب میں توقف ہوا۔ اب اس سے فارغ ہوا ہوں تو جواب لکھتا ہوں (۲) میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کیلئے مستعد ہوں۔

(۱) مباہلہ کیلئے طیار رہوں۔

(۲) بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو بھی حاضر ہوں۔ میری نسبت جو تم کو منذر الہام ہوا ہے اس کی اشاعت کی اجازت دینے کو بھی مستعد ہوں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب واجابت رسالہ میں چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو انہیں باقی ماندہ ایام اپریل میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۳) تمہارا سابق تحریرات میں یہ قید لگانا کہ دو ہفتہ میں جواب آوے اور آخری خط میں یہ لکھنا کہ ۲۰/اپریل تک جواب ملے ورنہ گریز مشتہر کیا جائے گا۔ کمال درجہ کی خفت ووقاحت ہے۔ اگر بعد اشتہار انکار ادھر سے اجابت کا اشتہار ہوا تو پھر کون شرمندہ ہوگا؟ (۴) ہماری طرف سے جو جواب خط نمبری ۲۱۔ مؤرخہ ۹/جنوری ۱۸۹۳ء کیلئے ایک ماہ کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ اس کا لحاظ تم نے یہ کیا کہ تیسرے مہینے کے اخیر میں جواب دیا۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکومت کہ جواب دو ہفتہ یا ۲۰/اپریل تک آوے۔ کیوں موجب شرم نہ ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہے؟ اور اس حکومت کی کیا وجہ ہے۔ جن پر تم حکومت کرتے ہو۔ وہ تم کو دجال، کذّاب، کافر و زندیق سمجھتے ہیں پھر وہ ایسی حکومتوں کو کیونکر تسلیم کریں۔ کیا تم نے سب کو اپنا مرید ہی سمجھ رکھا ہے؟ ذرا عقل سے کام لو۔ کچھ تو شرم کرو۔ دین سے تعلق نہیں رہا تو کیا دنیا سے بھی بے تعلق ہو؟ اس خط کی رسید ڈاکخانہ سے لی گئی ہے۔ وصولی سے انکار کرو گے تو وہ رسید تمہاری مکذّب ہوگی۔

ابوسعید محمد حسین عفا اللہ عنہ

ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

آپ کا خط دوسری شوال ۱۳۱۰ھ کو مجھ کو ملا۔ الحمد للہ والمنتہ کہ آپ نے میرے اشتہار مؤرخہ ۳۰ / مارچ ۱۸۹۳ء کے جواب میں بذریعہ اپنے خط ۱۸/اپریل ۱۸۹۳ء کے مجھ کو مطلع کیا کہ میں بالمقابلہ عربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو حاضر ہوں۔ خاص کر مجھے اس سے بہت ہی خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خط کی دفعہ ۲ میں صاف لکھ دیا کہ میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں۔ سو اس اشتہار کے متعلق باتیں جن کو آپ نے قبول کرلیا۔ صرف تین ہی ہیں زیادہ نہیں۔

اوّل یہ کہ ایک مجلس قرار پا کر قرعہ اندازی کے ذریعہ سے قرآن کریم کی ایک سورۃ جس کی آیتیں اسّی سے کم نہ ہوں، تفسیر کرنے کے لئے قرار پاوے۔ اور ایسا ہی قرعہ اندازی کی رُو سے قصیدہ کا بحر تجویز کیا جائے۔

دوسری یہ کہ وہ تفسیر قرآن کریم کے ایسے حقائق و معارف پر مشتمل ہو جو جدید ہوں اور منقولات کی مد میں داخل نہ ہوسکیں۔ اور بایں ہمہ عقیدہ متفق علیہا اہل سنت والجماعت سے مخالف بھی نہ ہو۔ اور یہ تفسیر عربی بلیغ فصیح اور مقفّٰی عبارت میں ہو۔ اور ساتھ اس کے ۱۰۰ شعر عربی بطور قصیدہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ہو۔

تیسری یہ کہ فریقین کے لئے چالیس دن کی مہلت ہو۔ اس مہلت میں جو کچھ لکھ سکتے ہیں لکھیں اور پھر ایک مجلس میں سناویں۔

پس جبکہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کیلئے مستعد ہوں تو صاف طور پر کھل گیا کہ آپ نے یہ تینوں باتیں مان لیں۔ اَب انشاء اللہ القدیر اسی پر سب فیصلہ ہو جائے گا۔ آج اگرچہ روزِ عید سے دوسرا دن ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کے مان لینے اور قبول کرنے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میں آج کے دن کو بھی عید کا ہی دن سمجھتا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اب ایک کھلے کھلے فیصلہ کے لئے بات قائم ہوگئی۔ اب لوگ اس بات کو بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کو بقول آپ کے کافر اور کذّاب ثابت کرتا ہے یا وہ امر ظاہر کرتا ہے جو صادقین کی تائید کے لئے اس کی عادت ہے۔ اگرچہ دل میں اس وقت یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ

خدا تعالیٰ اس عاجز کو بقول آپ کے کافر اور کذّاب ثابت کرتا ہے یا وہ امر ظاہر کرتا ہے جو صادقین کی تائید کے لئے اس کی عادت ہے۔ اگرچہ دل میں اس وقت یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اس صاف اقرار کے بعد رسالہ میں کچھ اور کا اور لکھ ماریں، لیکن پھر اس بات سے تسلی ہوتی ہے کہ ایسے صاف اور کھلے کھلے اقرار کے بعد کہ میں نے آپ کی ہر ایک بات مان لی ہے۔ ہرگز ممکن نہیں کہ آپ گریز کی طرف رُخ کریں اور اب آپ کے لئے یہ امر ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ ان شرائط پیش کردہ کو بغیر اس عذر کے کہ ان کی انجام دہی کی مجھ میں لیاقت نہیں اور کسی صورت سے چھوڑ نہیں سکتے اور خود جیسا کہ آپ اپنے اس خط میں قبول کر چکے ہیں کہ میں نے ہر ایک بات مان لی تو پھر ماننے کے بعد انکار کرنا خلاف وعدہ ہے۔

مجھے اس بات سے بھی خوشی ہوئی کہ میری تحریر کے موافق آپ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں اور اپنی ذات کی نسبت کوئی نشان بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ! اب تو آپ کچھ رخ پر آ گئے۔ اگر رسالہ میں کچھ نئے پتھر نہ ڈال دیں مگر کیوں کر ڈال سکتے ہیں۔ آپ کا یہ فقرہ کہ میں آپ کی ہر ایک بات کی اجابت کے لئے مستعد ہوں۔ طیار ہوں۔ حاضر ہوں۔ صاف خوشخبری دے رہا ہے کہ آپ نے میری ہر ایک بات اور ہر ایک شرط کو سچے دل سے مان لیا ہے۔ اب میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو چھپایا نہ جائے بلکہ چھپوایا جائے۔ اس لئے معہ آپ کے خط کے اس خط کو چھاپ کر آپ کی خدمت میں نذر کرتا ہوں اور ایفاء وعدہ کا منتظر ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔☆

الراقم

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

۱۹/اپریل ۱۸۹۳ء

☆ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳

(مکتوبات احمد، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۶۳ تا ۳۶۵)

جنبہ صاحب کی حقیقت

جنبہ صاحب کی تحریروں کو پڑھنے کے بعد میں اس کھوج میں تھا کہ جنبہ صاحب کے پیچھے کون سا ہاتھ ہے۔ سب سے پہلے تو جب آپ کا وہ انٹرویو پڑھا جو آپ نے جماعت مخالف ویب سائٹ (ahmadi.org) کو دیا تھا تو کچھ کچھ اندازہ ہوا۔ یہ وہ ویب سائٹ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر گند اچھالتی ہے اور جس کے خالق کا تعلق جماعت کے انتہائی مخالف گروہ سے ہے۔ اور کوئی بھی غیرت مند ایسے لوگوں سے رابطہ نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے آقا حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا جو آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ کسی بھی احمدی کی غیرت کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے انتہائی معاند کے ساتھ بات کرے۔ بات ہی نہیں بلکہ اپنا انٹرویو دے۔

پھر بات کی کچھ کچھ اور سمجھ آنی شروع ہوئی جب جنبہ صاحب کا ایک مضمون پڑھا۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک بہت ہی پیارے دوست ملک منور صاحب کا ذکر کیا ہوا ہے کہ دارالحمد، لاہور میں وہ آپ کا روم میٹ تھا۔ جنبہ صاحب نے اُس کے اخلاص کی بہت تعریف کی ہوئی ہے۔ جنبہ صاحب نے اپنے مضمون میں اس شخص کو پڑھنے کے لئے باقاعدہ لنک بھی دیئے ہوئے ہیں۔ میں نے اس مخلص شخص ملک منور صاحب کے انٹرویو پڑھے اور سنے جن میں وہ حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں نکال رہا ہے۔ تو بات کی مذید سمجھ آنی شروع ہوئی۔ اگر کسی کو نظام جماعت سے تکلیف ہو تو ایسا شخص زیادہ سے زیادہ نظام کے خلاف بات کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں انتہائی گندی زبان استعمال کرتا ہو۔ وہ جنبہ صاحب کا ہی مخلص دوست ہو سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اپنے مضامین میں جماعت مخالف ویب سائٹ کے ایڈریس بھی بتاتے ہیں۔ جماعت مخالف رسائل اور اخبارات میں شائع ہونے والے جماعت مخالف مضامین کو اپنی ویب سائٹ کی زینت بناتے ہیں۔ اور اب جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۰۲ کے تحت ایک شخص محمد نواز جو خود کو سابقہ مربی کہتا ہے کا انٹرویو شائع کیا ہے۔ یہ انٹرویو پڑھنے والا ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب کی اصلیت اور کھل کر سامنے آتی ہے۔

اس انٹرویو کے شروع میں جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

افراد جماعت احمدیہ قادیان

اور دیگر معزز قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

جماعت احمدیہ قادیان میں سچ بولنے اور حق کیلئے آواز اُٹھانے کے جرم میں احمدیوں کیساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟؟ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے آپ ایک سابقہ قادیانی مربی جناب محمد نذیر صاحب کی دِل دہلا دینے والی کہانی سماعت فرمائیں۔ وہ قادیانی حضرات جو خلافت کی برکتوں اور اپنی نام نہاد خلافت کے گیت گاتے نہیں تھکتے اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنے جماعتی عہدیداروں کی اصل حقیقت اور انکے کرتوتوں سے آگاہ ہونے کیلئے اس مظلوم قادیانی مربی کی عبرت ناک داستان کو ضرور بغور وفکر پڑھیں۔ والسلام

ویب ماسٹر

الغلام ڈاٹ کم

مورخہ ۱۰/دسمبر ۲۰۱۴ء

چلتے ہیں دبے پاؤں کوئی جاگ نہ جائے　　غلامی کے اَسیروں کی یہی خاص اَدا ہے

ہوتی نہیں جو قوم حق بات پہ یکجا　　اس قوم کا حاکم ہی فقط اس کی سزا ہے

اس انٹرویو کے آخر میں **حق اور سچ بولنے والے مربی صاحب فرماتے ہیں۔ جو شاید جنبہ صاحب کے دل کی آواز ہے۔ جس کی بدولت یہ انٹرویو اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا ہے۔**

یہ سوچتا ہوں کہ میں نے سیکڑوں مسلمانوں کو اسلام سے کفر کی طرف دھکیلا تو طبیعت بہت بے چین ہو جاتی ہے لیکن میں اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔ میرا عزم ہے کہ میں بہت جلد ان تمام علاقوں کا دورہ کروں گا، جہاں بطور مربی کام کرتا رہا اور وہاں لوگوں کو یہ بتاؤں گا کہ حضور ﷺ کے بعد اللہ نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اب جو بھی نبوت کا دعویدار سامنے آئے گا وہ کذاب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان میں سے ایک ہے۔ میری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے استقامت دے اور جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے تا کہ میں بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکوں۔"

جنبہ صاحب کو ان رسائل میں چھپنے والا یہ مضمون نظر آیا مگر انہی رسائل اور اخبارات میں چھپنے والے وہ مضامین نظر نہیں آئے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں گندی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ جنبہ صاحب جو غلام مسیح الزماں ہونے کے دعوے دار ہیں۔ جو زمانے کے مصلح موعود ہیں۔ جو موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ انہیں خدا کے نبی کے بارے میں لکھی گندی تحریریں نظر نہیں آتیں۔ کبھی توفیق نہیں ملتی کہ اس کے خلاف بھی آواز اٹھائیں۔

انہیں آقا دو جہان آنحضرت ﷺ کے بارے میں بننے والی گندی فلموں کا بھی علم نہیں ہوتا۔ انہیں رسول کریم ﷺ کے کارٹونوں کا بھی علم نہیں ہو سکا۔ جس کی مخالفت میں عیسائیوں کے پوپ تک نے آواز اٹھائی۔ مگر جنبہ صاحب کو اس بارے میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

ہمت ہوتی بھی کیسے۔ جنبہ صاحب تو معمور کسی اور کام کے لئے ہوئے ہیں۔ اپنے ہی آقاؤں کے خلاف کیسے بول سکتے ہیں۔ کبھی داخلے کے لئے پیسے نہیں تھے اور اب ان خدمات کی وجہ سے ملین امریکی ڈالروں کے مالک ہیں۔ لگی روزی پر کون لات مارتا ہے۔ ان کے مخلص مرید جو خلفاء وقت کے بارے میں گندی زبان استعمال کرنے کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں انہیں بھی ان موضوعات پر کچھ لکھنے یا کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ظاہر ہے جس کی بیعت کی ہے اسی کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔

یہ جنبہ صاحب اسلام کی خدمت کے لئے معمور کئے گئے ہیں۔ اسی لئے اسلام کے بانی کے خلاف بننے والی فلموں اور خاکوں پر خاموش ہیں۔ یہ جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں۔ آپؑ پر ہونے والے اعتراضات کے جواب دینے کی توفیق نہیں۔

جنبہ صاحب کو راہ ہدیٰ پروگرام میں کہی گئی باتوں پر اعتراض ہے۔ مگر دوسرے چیلنوں پر جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کے بارہ میں کہا جاتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

کیونکہ جنبہ صاحب غلام مسیح الزماں ہیں، مصلح موعود ہیں، مجدد وقت ہیں، موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں، قمر الانبیاء ہیں۔

حلف کا مطالبہ اور جنبہ صاحب کا جواب

ساجد نسیم کا خاکسار سے حلف کا مطالبہ

ساجد نسیم صاحب! آپ نے مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا ہے یعنی خاکسار حلفاً اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرے۔ جواباً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاءٔ کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ گلیوں اور بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنی سچائی کیلئے قسمیں کھاتے پھریں۔ ہاں یہ ان کا فرض اور ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خوب کھول کر اپنا دعویٰ اور اسکے دلائل لوگوں کے آگے بیان کردیں۔ اس سے بڑھ کر نہ انکی ذمہ داری ہوتی ہے اور نہ اُن کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ میں تو ہوں ہی غلام مسیح الزماں۔ باقی کسی کو ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱۷)

اسی سلسلہ میں اپنے ایک دوسرے آرٹیکل میں تحریر فرماتے ہیں:

''رہی بات حلف کی تو میں پوری جماعت سے انتہائی سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان الہامی، علمی اور قطعی معجزے کے آگے عاجز ہونے کے باوجود اگر آپکے دل اطمینان نہیں پکڑتے اور آپ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں کہ میں آپکے اطمینان کی خاطر اپنے غلام مسیح الزماں ہونے کا حلف اُٹھاؤں۔ تو بھی میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ افراد کیساتھ کسی مقررہ جگہ پر آجائیں۔ میں بھی اپنے چند ساتھیوں کیساتھ اس جگہ پر آجاؤں گا۔ وہاں میں آپکے سامنے اپنی سچائی کے دلائل پیش کرونگا۔ اگر آپ نے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رد نہ کرسکنے کے باوجود مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا تو میں اس شرط پر حلف اُٹھاؤں گا کہ میرے حلف اُٹھانے کے بعد آپ سب کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر بغیر کسی چوں چرا کے ایمان لانا ہوگا۔''

(آرٹیکل نمبر ۴۱، ص ۱۷)

احباب کے استفادہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ درج ذیل ہے:

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔ کیا آپ وہی مسیح ہیں جنکی نسبت رسول کریم ﷺ نے احادیث میں خبر دی ہے۔ خدا کی قسم کھا کر آپ اسکا جواب لکھیں۔ شام کی نماز کے بعد دوات اور کاغذ حضرت کے آگے رکھا گیا۔ حضور نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں:

'میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی رسول کریم ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری و مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔' **(الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹، فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۱۹)**

جنہیں یقین ہو کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں وہ لوگوں کی تسلی کے لئے حلف اٹھانے سے کبھی گریزاں نہیں ہوتے۔ نہ بے تکی شرائط لگاتے ہیں۔ بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ ہر وہ طریق استعمال کریں جس سے لوگ حق کو جان سکیں۔ اور ٹھوکر سے بچ جائیں۔

محترم جنبہ صاحب کا حلفیہ بیان

جنبہ صاحب نے حلفیہ بیان سے بچنے کی بہت کوشش کی۔ مگر جب لوگوں نے پہلے موعود وجودوں کے حوالے پیش کئے تو جنبہ صاحب کو بھی مجبوراً حلفیہ بیان دینا پڑا۔ اپنے آرٹیکل نمبر ۳۷ کے صفحہ نمبر ۳۱ پر اپنے موعود زکی غلام اور موعود مسیح ابن مریم ہونے کے لئے حلفیہ بیان تحریر فرماتے ہیں: اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلفیہ بیان پیشِ خدمت ہے۔ اسے بھی جنبہ صاحب نے اپنے اسی آرٹیکل کے اسی صفحہ پر درج فرمایا ہے۔

(۱۶) **حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کا اپنے دعویٰ کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان**

حضورؑ فرماتے ہیں: ''میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کیساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وَ کَفٰی بِا اللّٰہِ شَھِیدًا۔ الراقم۔ مرزا غلام احمدؑ عفا اللہ عنہ وایدٗ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء'' (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۷)

خاکسار کا اپنے دعاوی موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان

''خاکسار اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی موعود زکی غلام ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مہدی ومسیح موعودؑ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دی تھی اور میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی آنحضرت ﷺ نے اُن احادیث صحیحہ میں خبر دی ہوئی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہیں وَ کَفٰی بِا اللّٰہِ شَھِیدًا۔ الراقم۔ عبد الغفار جنبہ عفا اللہ عنہ وایدٗ مورخہ ۳۰ رستمبر ۲۰۱۲ء۔''

اپنے آقا حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عاجز بھی کہتا ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود زکی غلام ہے جس کی تو نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ہوشیار پور میں چلہ کشی کے دوران اُسے بشارت ہوئی تھی اور پھر آپؑ نے اس بشارت کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ کے اشتہار میں شائع کیا تھا۔ بعد ازاں آپؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں اسی موعود زکی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجز وہی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی تیرے پیارے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بشارت دی تھی۔

اے میرے خدا! اگر تو نے اس عاجز کو موعود زکی غلام نہیں بنایا ہے اور یہ جو میں اپنے موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم بنائے جانے کا تیری طرف منسوب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں جھوٹے طور پر شہرت اور عزت پانے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دیتا پھر رہا ہوں۔ اے میرے خدا! اگر یہ سب اس عاجز کا بنایا ہوا جھوٹ ہے تو پھر مجھ جھوٹے انسان کو موت دیدے تاکہ دنیا میرے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اور اے میرے خدا! اگر میں تیری نظر میں صادق ہوں۔ میں جو لوگوں سے کہتا ہوں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق میں وہی موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ یہ سب تیری طرف سے سچ ہے تو پھر اپنے مہدی ومسیح موعود اور اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس عاجز کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نواز تاکہ تیرے برگزیدہ مہدی ومسیح موعود کی جماعت نہ صرف گمراہی کی دلدل سے باہر نکل آئے بلکہ تیرے پیارے دین اسلام کو غلبہ بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

(آرٹیکل نمبر ۳۷، صفحہ نمبر ۳۱)

جنبہ صاحب نے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا حلفیہ بیان نقل کیا ہے جس میں حضورؑ حلفاً ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے اپنی احادیث میں کی تھی۔ اور نیچے جنبہ صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں کہ میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے اپنی احادیث میں کی تھی۔

جس ہستی کی غلامی کا دم بھرتے نظر آتے ہیں یہاں اسی کے دعوے کارد کرتے ہوئے اپنا دعویٰ پیش کر رہے ہیں۔ ہر احمدی یہ جانتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد صرف ایک مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کے آنے کی پیش خبری دی تھی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے خدا کی قسم کھا کر یہ حلفیہ بیان دیا تھا کہ وہ مسیح موعود میں ہوں۔ میں ہی مہدی ہوں اور میں ہی مسیح ہوں۔ اور مسیح اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

نوٹ: اس پر تفصیلی مضمون گزشتہ صفحات پر درج کر چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد تر اپنا فیصلہ فرمائے تا حق اور سچ سب پر عیاں ہو سکے۔ ہر شخص کو ہر قسم کی آزمائش اور ٹھوکر سے بچائے۔ ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مامور کی سچائی کو پرکھنے کا فارمولا

محترم جنبہ صاحب کسی بھی مامور کی سچائی کو پرکھنے کا ایک اچھوتا فارمولا بیان فرمارہے ہیں:

(۲) ثانیاً۔خاکسار گذارش کرتا ہے کہ جب کوئی مدعی (Complainant) اِستغاثہ یعنی شکایت (Complaint) دائر کرتا ہے تو عدالتوں کا بالعموم یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ وہ مدعا علیہ (Defendant) کو اُس پر لگے ہوئے اِلزام کی بریت کا پورا موقعہ دیتی ہیں اور اُس کے وکلاء (Lawyers) اُس کی بریت یا بے گناہی کے ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔اِسی طرح مدعی کے وکلاء مدعا اِلیہ پر اِلزام ثابت کرنے کیلئے مختلف ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔فیصلہ کرنے کیلئے منصف (Judge or arbitrator) مدعی اور مدعا اِلیہ دونوں کی طرف سے پیش کردہ ثبوتوں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر جس کے ثبوت میں زیادہ وزن ہوتا ہے اُسکے حق میں فیصلہ یا ڈگری جاری کردیتا ہے۔بعض اوقات جرائم کی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعا اِلیہ اپنے جرم کا یہ کہہ کر کہ ''میں نے فلاں جرم کیا ہے'' بذاتِ خود اِقرار کرلیتا ہے۔ایسی حالت میں فیصلہ کرنے کے لیے پھر منصف کو کسی قسم کی دِقت نہیں رہتی کیونکہ کسی مجرم کا ''اِقرار جرم'' کرلینا ہی اُس کا اپنے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اِس پر منصف اُسکے خلاف بغیر کسی تردّد اور ہچکچاہٹ کے ڈگری جاری کردیتا ہے۔خلیفہ رابع صاحب نے بھی اپنے کسی خطاب میں ''اِقرار جرم'' کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا تھا کہ کسی مجرم کا اپنا اِقرار جرم کرلینا ہی اُس کا اپنے جرم کے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اِس ''اِقرار جرم'' کے بعد کسی مجرم کے مجرم ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔مذہبی دنیا میں بھی ہم دلیل کے اِسی طریق کار کا اِطلاق کرسکتے ہیں۔اگر کسی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار ہوں اور اِن دونوں میں سے ایک مدعی کسی وقت یہ تحریری اِقرار کرچکا ہو کہ میں اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں اور یہ کہ اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔بعدازاں حالات کے موافق (Favourable) ہونے پر وہ اِس اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بذاتِ خود دعویٰ کردے تو پھر ایسے مدعی مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کیلئے اُس کا اپنا ذاتی اِقرار نامہ (written bond) ہی کافی ہے اور یہ اُسکے جھوٹے ہونے کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید (Undeniable) ثبوت ہوگا۔اب خلیفہ ثانی صاحب ۲۰۔فروری ۱۹۴۴ء کو حلفاً دعویٰ مصلح موعود کرتے ہیں جبکہ

(آرٹیکل نمبر ۴۳، صفحہ نمبر ۱۹)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں: بعض اوقات جرائم کی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعا الیہ اپنے جرم کا یہ کہہ کر کہ 'میں نے فلاں جرم کیا ہے' بذات خود اقرار کرلیتا ہے۔ایسی حالت میں فیصلہ کرنے کے لئے پھر منصف کو کسی قسم کی دقت نہیں رہتی کیونکہ کسی مجرم کا 'اقرار جرم' اس کا اپنے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے۔اوراس پر منصف اسکے خلاف بغیر کسی تردد اور ہچکچاہٹ کے ڈگری جاری کردیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مذہبی دنیا میں بھی ہم دلیل کے اسی طریق کار کا اطلاق کرسکتے ہیں۔اگر کسی الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار ہوں اور ان دونوں میں سے ایک مدعی کسی وقت یہ تحریری اقرار کرچکا ہو کہ میں اس الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں اور یہ کہ اس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔بعد ازاں حالات کے موافق (Favourable) ہونے پر وہ اس الہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بذاتِ خود دعویٰ کردے تو پھر ایسے مدعی مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کیلئے اس کا اپنا ذاتی اقرار نامہ (written bond) ہی کافی ہے۔

الجواب: نمبر (۱)

۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں جنبہ صاحب اپنے مجدد ہونے کی بابت فرماتے ہیں۔

نمائندہ سائٹ:۔ معذرت سے، آپ غلام مسیح الزماں کو اور مصلح موعود کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور اب آپ اسی مصلح موعود کو بالواسطہ مجدد بھی قرار دے رہے ہیں، آپ مجدد ہیں یا نہیں، جس پوزیشن کا آپکا دعویٰ ہے اسکے مطابق ایک واضح اور دوٹوک جواب چاہیے میرے محترم، آپ کا دعویٰ مجدد کا بھی ہے یا نہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ یہ میرا حق ہے کہ میں اپنا دعویٰ بتاؤ ں، میں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں غلام مسیح الزماں لکھا ہے مجدد الزماں نہیں لکھا یا مصلح الزماں نہیں کہا۔ آپ اس

(نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

۳۱ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ کیا آپ کو ایسا مجدد ہونے کا دعویٰ ہے جو بمطابق حدیث نبوی ﷺ ہر صدی کے سر پر اصلاحِ مسلمین اور تجدید دین کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔؟

جواب۔ جناب چوہدری صاحب! جیسا کہ خاکسار درجِ بالا سطور میں یہ بیان کر چکا ہے کہ احمدیت، محمدیت ہی کا تسلسل ہے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق محمدیت میں شروع ہونے والا مجددین کا سلسلہ بھی احمدیت سے وابستہ ہو گیا تھا۔ بانئے سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق پندرھویں صدی ہجری میں احمدیت میں ظاہر ہونے والا ''مصلح موعود'' محمدی سلسلے کا چودھواں مجدد اور سلسلہ احمدیہ کا پہلا موعود مجدد ہے اور خاکسار کا یہی دعویٰ ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰)

محترم جنبہ صاحب ۲۰۰۴ء میں مجدد ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور ۲۰۰۷ء میں مجدد ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ جنبہ صاحب کے مقابل پر دوسرے مجدد کے دعویدار بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے پہلے اپنے مجدد ہونے سے انکار نہیں کیا۔ تو کیا جنبہ صاحب آپ اپنے بتائے ہوئے مندرجہ بالا فارمولا کے مطابق سچے ہیں یا جھوٹے؟ فیصلہ آپ پر چھوڑ تا ہوں۔

ایسے ہی نبوت کی بابت جنبہ صاحب فرمارہے ہیں

میں نبی نہیں ہوں بلکہ ایک نبی کا موعود غلام ہوں۔ آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں اور آپؑ کے تمام الہامی کلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کلام سچا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں ایک غلام کی بشارت دی کہ وہ تیرے بعد آئے گا اور تیری سچائی کی گواہی دے گا۔ اگر وہ غلام اپنی نشانی کیساتھ آ جائے تو کیا افراد جماعت پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس موعود غلام کو بھی تسلیم کریں کیونکہ وہ اس الہامی پیشگوئی کو پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں جس میں اُسکی بشارت موجود ہے۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ نبی کو ماننا ضروری ہے اور غیر نبی کو نہیں۔ یہ سب نفس کے دھوکے ہیں اور سچائی سے جان چھڑانے کے بہانے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے (خاکسار کے) پیغام میں صرف دو باتیں ہیں۔ (۱) (عاجز) غلام اور مصلح موعود ہے (۲) اور یہ کہ نظام غلط ہے۔

۔آپ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ نہ ملاؤ۔ وہ نبی اللہ تھے اور میں آپکا موعود غلام ہوں۔ نبی اور غلام نبی کے فرق کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ میں

(آرٹیکل نمبر۶، صفحہ نمبر۳)

الہامی پیشگوئی کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی ہے۔اور میرا دعویٰ بھی موعود غلام مسیح الزماں ہونے کا ہے نہ کہ کسی نبوت کا جو مجھ سے نبیوں جیسے نشان طلب کیے جائیں۔ہاں آپ لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے کونسے قرائن موجود ہیں۔تو عرض ہے کہ ان قرائن کی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں کافی موجود ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(آرٹیکل نمبر۲۴، صفحہ نمبر۴)

مندرجہ بالا حوالوں میں جنبہ صاحب واضع فرمارہے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ لیکن بعد ازاں اپنی نبوت کا یوں دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲۸) صفحہ نمبر۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔"مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔زکی غلام۔زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا"

الجواب۔زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرتﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحیٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا۔؟

(آرٹیکل نمبر۵۳، صفحہ نمبر۳۱)

میثاق النبیین میں صرف رسول کی آمد کا ذکر ہے ہر قسم کے مصلح کا نہیں۔سوال۔"میثاق النبیین والی آیت سے عبدالغفار جنبہ صاحب نے قطعی طور پر غلط استنباط کیا ہے کہ اس سے مراد ہر قسم کا مصلح ہے۔اس آیت میں واضح طور پر رسول کے آنے کا ذکر ہے جو اس کتاب اور حکمت کی تصدیق کرتا ہے جو لوگوں کے پاس پہلے سے موجود ہوتی ہے۔کیا عبدالغفار جنبہ صاحب کا دعویٰ رسول اللہ ہونے کا ہے؟ اگر نہیں تو وہ ہرگز اس آیت کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ وہ اس قدرتِ ثانیہ کے مخالف ہیں جس کے ظہور کی خبر خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی بلکہ ان کی قائم کردہ جماعت کے اولین گروہ یعنی صحابہ کرامؓ کو غلطی خوردہ اور ایک خطرناک فعل کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔"

الجواب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰﷺ سب نبی بھی تھے اور رسول بھی۔ اسی طرح ہمارے مسلمان بھائی اور لاہوری بھائی مانیں یا نہ مانیں لیکن جماعت احمدیہ قادیان حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ضرور نبی اور رسول مانتی ہے۔ جب پہلے انبیاء علیھم السلام کو میثاق النبیین کے مطابق اُنکے بعد آنیوالے رسولوں کی خبر دی گئی تھی تو پھر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نبیوں والے اس میثاق (covenant) سے علیحدہ کس طرح رہ سکتے تھے؟ آپؑ کو بھی آپکے بعد جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی وہ بھی نہ صرف پہلے سے موجود کتاب اور حکمت کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اسی میثاق کے مطابق ایک رسول ہے۔ آپ سب زکی غلام سے متعلقہ سارے مبشر کلام الٰہی کو پڑھیں تو

(آرٹیکل نمبر۶۷، صفحہ نمبر۱۶)

جنبہ صاحب کے فارمولا کے مطابق چونکہ انہوں نے پہلے اپنے مجدد ہونے اور نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔اس لئے نہ ہی وہ مجدد ہیں اور نہ ہی رسول ہیں۔

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

محترم جنبہ صاحب اپنے ایک مضمون میں خلفاءِ راشدین کے چند واقعات یوں درج فرمارہے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ

''میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹنیوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرا انتقال ہوتے ہی یہ امانت عمرؓ کو دے دی جائے۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے چھ ماہ بعد صحابہ کرامؓ نے بڑے اصرار کیساتھ آپؓ کا ڈیڑھ ہزار روپے سالانہ وظیفہ مقرر کرایا تھا۔ اِسکے متعلق فرمایا کہ

''میری فلاں زمین بیچ کر وہ ساری رقم بھی عمرؓ کو واپس کر دی جائے، جو آج تک میں نے وصول کی ہے۔'' (ایضاً)

اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق اپنی بیٹی عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔

''اس وقت جو کپڑا میرے بدن پر ہے، اِسکے علاوہ دو کپڑے اور لے کر دھولینا۔ یہ تین کپڑے ہو جائیں گے، جو میرے کفن کیلئے مناسب رہیں گے۔'' (ایضاً)

آپؓ کی صاحبزادیؓ نے کہا۔ ''یہ تو پرانے کپڑے ہونگے۔ میں نئے کپڑے دے دونگی۔'' (ایضاً صفحہ ۱۰۴)

آپؓ نے جواب میں عائشہؓ سے فرمایا۔ ''نئے کپڑوں کے تو زندہ زیادہ مستحق ہیں۔ تمہارے باپ کیلئے یہی پھٹی پرانی چادریں کافی ہیں۔'' (ایضاً)

حضرت عمر فاروقؓ

اپنی مشہور زمانہ کتاب ''طبقات'' میں ابن سعدؒ لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے بہت کم گزارہ لیتے تھے اور حالات یہ تھے کہ جب کپڑے گرمیوں میں بناتے تھے تو یہ کپڑے اس وقت تک استعمال میں رکھتے تھے جب تک وہ بوسیدہ ہو کر پاش پاش نہیں ہو جاتے تھے۔ جب کبھی موسم بدلتا تو آپؓ کو سخت اذیت پہنچتی۔ آپؓ کی غذا جو کی روٹی اور زیتون کا سالن تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ آپکی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارا نام نہ لینا اور ہماری نمایندگی کرتے ہوئے اپنے باپ سے کہیں کہ جو وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے گزارہ لیتے ہیں۔ اس سے تو بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا کچھ اضافہ کر لیجیے۔ حضرت ام المومنینؓ نے اپنے باپ سے یہ کہا تو فرمانے لگے۔ ''وہ کون لوگ ہیں جو اس کام کی ترغیب دے رہے ہیں؟ میں ضرور اُنکی خبر لوں گا۔'' حضرت حفصہؓ نے عرض کیا۔ ''میں نے وعدہ کیا ہے کہ نام نہیں بتاؤنگی۔'' فرمایا ''اچھا، تم میرے اور ان لوگوں کے درمیان ہو بتاؤ، کیا رسول اللہ ﷺ نے فاقے نہیں کیے تھے؟ پیوند لگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے؟ پھر جب آپ ﷺ نے دنیا کی طرف توجہ نہیں کی تو مجھے ایسے مشورے کیوں دیے جارہے ہیں؟''

حضرت عمرؓ کی نظر میں عدل وانصاف حدودِ خلافت کے چپہ چپہ پر بلا تاخیر، بروقت اور بلا تمیز محل اور جھونپڑی یکساں پہنچنا چاہیے تھا۔ کسی صوبے کا گورنر ہو یا ایک عام شہری آپکی نظر میں برابر تھے۔ ایک مرتبہ آپکے کان میں آواز آئی۔ ''مصر کے عامل عیاض تو باریک کرتا پہنتے اور دروازے پر دربان رکھتے ہیں۔'' فوراً لوٹ آئے اور ابن مسلمہ کو حکم دیا کہ مصر پہنچو اور عیاض کو جس حالت میں وہ ہو، اپنے ساتھ مدینہ لے آؤ۔ جب ابن مسلمہ وہاں پہنچے تو اُنہوں نے دروازہ پر ملازم کو موجود پایا۔ عیاض نے بھی باریک کرتہ (جو عام طور پر لوگوں کو میسر نہیں تھا) پہن رکھا تھا۔ اُنکی پیشی ہوئی تو آپؓ نے اس کا کرتہ اتروا کر سب کے سامنے کمبل کی قمیض اُسے پہنائی۔ اِسکے بعد بکریوں کا ریوڑ منگا کر حکم دیا کہ صحرا میں لے جاؤ اور شام تک چراؤ۔ اسی طرح حضرت سعدؓ ابن وقاص نے کوفہ شہر میں رہنے کیلئے ایک مکان بنوایا۔ مکان کا دروازہ دوہرا تھا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا۔ ''ایسے دروازے سے اہل حاجت کی آواز پہنچنے میں روکاوٹ ہوگی۔'' حکم دیا۔ ''دروازے کو آگ لگادو۔''

مندرجہ بالا حوالے درج کرنے کے بعد محترم جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

کیا۔ حالانکہ درحقیقت وہ ظالم اور جابر بادشاہ تھے۔ یہ تھا خلافت محمدیہ کا اجمالی خاکہ اور جہاں تک خلافت احمدیہ کا تعلق ہے تو اس میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کی خلافت ،خلافت راشدہ کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ بعدازاں اموی اور عباسیوں کی طرح مغلئ خلافت (خلیفہ خدا بناتا ہے) کے جھوٹ کے سہارے چل رہی ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کا قصروں سے کیا جوڑ؟ وہ تو خاک نشین ہوا کرتے ہیں۔ کیا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ راشد نے بھی کروڑوں روپے کے قصر بنوائے ،نذرانے قبول کیے اور اپنے ہاتھ چومائے وغیرہ۔ ہرگز نہیں۔ خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے یہ سب دھندے کیے اور ان کو رواج دیا اور پھر اسکے باوجود ’’وہ سب خدا کے بنائے ہوئے خلیفے‘‘ تھے؟ اے احمدی حضرات! تم کب تک اس قدرت ثانیہ کے فریب کے پیچھے چلتے رہو گے؟ اور کب تک محمودی غلامی کا جوا اُٹھائے رکھو گے؟ یاد رکھنا ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

(آرٹیکل نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۲۰، ۲۱ اور ۲۳)

احباب کرام! یہ باتیں کہنے اور لکھنے میں کتنی اچھی لگتی ہیں۔ دوسروں پر اعتراض کرنا بھی کتنا آسان ہے۔ مگر اس پر عمل کرنا کتنا مشکل ہے۔ محترم جنبہ صاحب انہی چیزوں کی اصلاح کے لئے معمور ہوئے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش کریں۔

ہمارے پیارے آقا ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ آپؐ نے نماز پڑھائی اور تیزی کے ساتھ اٹھ کر اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے اور صحابہ کے پوچھنے پر بتلایا کہ کچھ مال غنیمت آیا تھا۔ سارا تقسیم کر دیا تھا مگر ایک سکہ رہ گیا تھا ابھی نماز کے دوران مجھے اس سکہ کی نسبت یاد آیا تو میں فوراً اندر گیا اور اسے بھی تقسیم کر دیا۔

اور جنبہ صاحب کی حالت اس کے الٹ ہے۔ ۱۹۸۲ء میں آپ کے پاس بیرون ملک داخلے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ آپ قرض مانگ رہے تھے۔ ۱۹۹۲ء میں جب آپ نے کتاب Virtue is God لکھی تو اس میں اعلان کیا کہ میری تمام جائیداد دو لاکھ روپے ہے اور جو میری اس تحقیق کو جھٹلا دے میں اسے یہ رقم بطور انعام دوں گا۔ اور اب یہ رقم بڑھ کر ملین ڈالرز ہو چکی ہے۔ یہ رقم کہاں سے آ رہی ہے نیز آپ اسے کیوں جمع کر رہے ہیں۔ خدا کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسے حق داروں میں تقسیم کریں۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ زندگی گزارتے تھے ویسی زندگی گزاریں۔ اور پھر ہمیں اس طرح زندگی گزارنے کی تلقین فرمائیں اور دوسروں پر تنقید کریں۔

خلفاء راشدین کی طرح زمین پر بیٹھا کریں۔ کیا وہ صوفوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ کیا ان کے پاس ملین ڈالرز تھے جو آپ نے رکھے ہوئے ہیں۔ جس بات پر خود عمل نہیں کرتے اس کا پرچار بھی نہ کریں۔

محترم جنبہ صاحب کا انکار کفر ہے

محترم جنبہ صاحب کے ایک مرید حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

Aanhazrat (sw) said that they are all in the circle of Islaam by reciting Kalima and offering prayer facing Kabba and eating from our given (as hallal). Hazoor (as) called them Muslims as well but Khalifa Sani Sahib is saying that the people who did not accept Imam Mehdi (as) even they did not know that he (as) has come as prophesied, are Kafir and are out of circle of Islaam, (is this Khalifa of Ghulam of Aanhazrat (sw) should do????

(نیوز نمبر ۹۷، صفحہ نمبر ۲)

موصوف کے پیر و مرشد محترم جنبہ صاحب اپنی بابت تحریر فرماتے ہیں۔

(۲۸) صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔ ''مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔ زکی غلام۔ زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔ جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔''

الجواب۔ زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔ یوسف، یحيٰ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔ اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا۔؟

(آرٹیکل نمبر ۵۳، صفحہ نمبر ۳۱)

سیاسی پناہ

خلافت احمدیہ پر حملہ کرتے ہوئے جنبہ صاحب لکھتے ہیں

جس خلافت احمدیہ بلکہ اصلاً محمودی مافیا کی آپ بات کررہے ہیں میں اسکی حقیقت اوپر بیان کرآیا ہوں۔اس غلاظت نے دنیا کی حکومتوں اور بادشاہوں کو کیاملیا میٹ کرنا ہے یہ تو خود حکومت برطانیہ سے پناہ کی بھیک مانگتی پھر رہی ہے۔یادرکھنا سچ ہمیشہ کمزوری کی حالت میں ظاہر ہوااوراسکے مقابل پر جھوٹ کلغی والا ہوتا ہے۔حضرت مرزاصاحبؑ فرماتے ہیں۔

(آرٹکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۸)

جنبہ صاحب!

اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھ لیں۔ جس خلافت پر بھیک مانگنے کا الزام لگارہے ہیں اسی خلافت سے آپ نے بھیک مانگی تھی۔ اور جب بھیک نہیں ملی تو اس کے خلاف ہوگئے۔

کیا آپ کو جرمنی کی حکومت نے دعوت نامہ بھجوایا تھایا درخواست کرکے بلایا تھا۔ آپ بھی جرمنی میں سیاسی پناہ کی بھیک مانگتے ہوئے آئے تھے۔ اور اسی جماعت کے توسط سے جرمنی میں سیاسی پناہ کی بھیک ملی تھی اور آج تک مل رہی ہے۔ اتنے غیرت مند ہیں تو اس بھیک میں ملی پناہ کو ترک کرکے واپس پاکستان تشریف لے جائیں۔

یہاں سے ملی بھیک سے لاکھوں پونڈ کی جائیداد بنائی ہوئی ہے۔ اور اپنے مضامین میں بڑے فخر سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور لوگوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ جھوٹا ثابت کرنے والوں کو یہ جائیداد انعام میں دوں گا۔ انعام میں تو وہ چیز دیتے ہیں جو اپنی ہو۔ بھیک میں اکھٹی کی ہوئی دولت کا کیا انعام دیں گے۔

دوسرے آپ کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو کسی ملک سے پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں حکومتیں اپنے ملک میں آنے کی دعوت دیتی ہیں۔ ان کا آنا اپنے لئے باعث عزت خیال کرتی ہیں۔ ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ ملکوں کے حکمران اپنے ملک کی چابیاں پیش کرتے ہیں۔

جنبہ صاحب کے بعد کون آئے گا

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔(ال عمران آیت۔۸۲)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ایک پختہ عہد لیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنے والے مصلح کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ہر نبی نے حکم الٰہی کے مطابق اس بشارت کو اپنے پیروکاروں کے آگے خوب کھول کر بیان فرما دیا اور ساتھ ہی انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جب وہ موعود نشانات کیساتھ آئے تو اسے مان لینا اور اسکی مدد کرنا۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہر نبی کی قوم کے اکثر افراد نے اپنے گذشتہ نبی کی اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور بعد میں آنیوالے اس موعود کا دلیری سے انکار کر دیا اور اس طرح نہ صرف اس کی تکذیب کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ فاسق بن کر ایمان کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَايَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْابِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ۔(سورۃ یٰسین۔۳۱) ترجمہ۔ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح اور مہدی ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور امتی نبی بھی تھے۔ نبی ہونے کی حیثیت میں یہ بات لازمی تھی کہ بزرگ و برتر ربّ اپنے میثاق النبیین کے مطابق آپ سے بھی کوئی پختہ عہد لیتا۔ باالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی آپکے بعد آنیوالے مصلح موعود کی بشارت بخشی ہوگی۔حضورؑ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ رسول اور امتی نبی تھے۔اللہ تعالیٰ نے نبیوں والا عہد یقیناً آپؑ سے بھی لیا تھا۔آپ کو بھی آئندہ آنیوالے مصلح موعود کی بشارت عطا فرمائی اور اِسکی علامتیں بھی خوب کھول کر بتائی تھیں۔جیسا کہ درج ذیل الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(آرٹیکل نمبر ۳۰، صفحہ نمبر ۱، ۲)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب فرماتے ہیں کہ 'نبی ہونے کی حیثیت میں یہ بات لازمی تھی کہ بزرگ و برتر رب اپنے میثاق النبیین کے مطابق آپ (حضرت مسیح موعودؑ) سے بھی کوئی پختہ عہد لیتا۔' پھر جنبہ صاحب اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں کہ آئندہ آنے والے مصلح موعود کی بشارت دے کر خدا تعالیٰ نے آپؑ سے نبیوں والا عہد لیا تھا۔

اب جب کہ جنبہ صاحب بھی دعویدار ہیں کہ آپ بھی نبی ہیں۔اس لئے یقیناً اللہ تعالیٰ نے جنبہ صاحب سے بھی نبیوں والا عہد لیا ہو گا۔ہم جنبہ صاحب سے درخواست گزار ہیں کہ اپنے بعد آنے والے کے بارہ میں خدائی پیشگوئی سے مطلع فرمائیں۔

جاہل عہدیدار

جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اسی طویل تعارف میں آپ نے اپنے لائق فرزند جناب محمد رفیق سابق صدر جماعت کیل کا بھی حوالہ دیا ہے۔محمودی نظام کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے اور صاحب شعور افراد جماعت سے خوف کھاتا ہے اور چُن چُن کر جاہل اور ان پڑھ افراد ان پر مسلط کرتا ہے۔ یہ جاہل لوگ محمودی مفادات کا خوب تحفظ کرتے ہیں۔ اپنے پلے تو کچھ ہوتا نہیں۔ عہدہ دار بن کر پڑھے لکھے افراد کی خوب کھال ادھیڑتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کیل میں اس وقت گریجوایٹ، لاء گریجوایٹ حتی کہ پوسٹ گریجوایٹ بھی موجود ہیں۔لیکن محمودی نظام کو ان پر بھروسہ نہیں۔ آجکل بھی چُن کر ایک ان پڑھ انگوٹھا چھاپ ان پر صدر مقرر کیا ہوا ہے۔ اس صدر کو نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی وہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔مکمل طور پر جاہل۔ جیسے سربراہ ویسے عہدیدار۔ چوہدری صاحب! آپ ہی بتائیں اس محمودی نظام نے کیا خاک غلبۂ اسلام کرنا ہے؟ کیا یہی حقیقی اسلام ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایم اے اردو ہیں۔ آپ سے

(آرٹیکل نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۸)

یہاں جنبہ صاحب نے بڑے پتے کی بات کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں: **محمودی نظام کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے اور صاحب شعور افراد جماعت سے خوف کھاتا ہے اور چن چن کر جاہل اور ان پڑھ افراد ان پر مسلط کرتا ہے۔**

اور پھر اسی مضمون کے اسی صفحہ پر نیچے جاکر تحریر کرتے ہیں:

جناب چوہدری صاحب! عرصہ انیس سال سے جرمنی میں مقیم ہوں اور جماعت احمدیہ کیل کا صدر اور قائد بھی رہا ہوں۔ اسکے علاوہ بھی اپنے مناسب حال جماعتی خدمات بجالاتا رہا ہوں۔

میں نے کچھ نہیں کہا آپ نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ کیل جماعت شروع سے ہی ایسے عہدیدار چن رہی ہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں:

بھروسہ نہیں۔ آجکل بھی چُن کر ایک ان پڑھ انگوٹھا چھاپ ان پر صدر مقرر کیا ہوا ہے۔ اس صدر کو نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی وہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔مکمل طور پر جاہل۔ جیسے سربراہ ویسے عہدیدار۔ چوہدری صاحب! آپ ہی بتائیں اس محمودی نظام نے کیا خاک غلبۂ اسلام کرنا ہے؟ کیا یہی حقیقی اسلام ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایم اے اردو ہیں۔ آپ سے

مجھے آپ کی اس بات سے بھی اتفاق ہے۔ **اس صدر کو نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی قرآن پڑھ سکتا ہے۔ مکمل طور پر جاہل۔ جیسے سربراہ ویسے عہدیدار۔** ویسے جنبہ صاحب اگر قرآن پاک سے نابلد، توحید کے معنی نہ جاننے والا، اور نمازیں نا پڑھنے والا مجدد، مصلح موعود اور نبی ہو سکتا ہے تو صدر کیوں نہیں ہو سکتا؟

جنبہ صاحب کے خطابات

جنبہ صاحب کے ایک مرید حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲۱ جون ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریمؑ -
وعلی عبدہ المسیح الموعودؑ -

(Page 1 of 5)

محترم جناب مرزا مسرور احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے - آپ اپنے ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کے خطبہ جمعہ
میں اس قدر غلطیاں کر چکے ہیں کہ مخالفین احمدیت کو ان غلط اور غیر
شرعی بیانات کی درستگی کے لئے حقیقی احمدی بھائیوں کو جو آنحضرتؐ قرآن کریم
تمام گزشتہ انبیاء اور مجدد دین اور پیارے مہدیؑ پر مکمل طور پر ایمان لاتے ہیں
آپکے کہے ہوئے فقرات کی درستگی میں کافی زیادہ وقت درکار ہوگا -
مجھے ڈر ہے حضرت مسیح و مہدیؑ کے اصل سلسلہ اور تعلیمات جن کو لوگوں
میں پہنچانے میں ہمارے بزرگوں نے دن رات ایک کیا ہوا تھا اور جاہل مردہ
لوگوں کو پھر سے زندہ کیا تھا آپکا یہ خطبہ اُن سب کوششوں کے سامنے کہیں کانٹے
نہ بن جائے - مجھے یقین ہے کہ جس نے آپکو یہ خطبہ لکھ کر دیا ہوگا وہ بھی
دل میں روتا ہوگا کیونکہ آپ نے جو چند فقرات اپنے فہم سے بولے وہ اور
بھی خطرناک ثابت ہوئے - شاید اگر آپ لکھ کر دیئے ہوئے کو ہی پڑھ
دیتے (جیسا آپ اکثر کرتے ہیں) تو یہ مظالم جو آپ سے ہوئے ہیں نہ ہوتے یا
کم از کم اتنا نمایاں ظلم نہ سننے میں آتا - خیر آپ تو اپنا کام کر چکے مگر اب وہ
لوگ جو حضرت مہدیؑ کا پیغام لوگوں کو دے رہے ہیں - اب ایسے
لوگوں سے جن کو وہ تبلیغ کر رہے تھے اور وہ آپکے خطبہ کو سن چکے ہیں کافی حیرانگی اور
پریشانی کا سامنا کر رہے ہوں گے کہ یہ اُنکے حضور نے کیا کہہ دیا ہے -
اللہ کرے نقصان کم ترین ہو کیونکہ مجھے حضرت مسیحؑ کی تعلیمات میں ایسا کچھ بھی

(خطوط بنام خلیفۃ المسیح الخامس، خط نمبر ۴)

اس کا جواب گزشتہ صفحات پر دے چکا ہوں۔ مگر یہاں احباب کے استفادہ کے لئے یہ بتانا مقصود ہے کہ جنبہ صاحب کے مریدوں نے اپنے آقا کے خطابات کے ساتھ کیا سلوک کر رکھا ہے۔ محاورہ مشہور ہے کہ چور کو سارے چور نظر آتے ہیں۔

جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر باقاعدگی کے ساتھ ہر ہفتہ کا خطبہ جمعہ آویزاں کیا جاتا ہے۔ خاکسار نے اسے ہفتہ کا خطبہ جمعہ اس لئے لکھا ہے کیونکہ یہ خطبہ اکثر ہفتہ والے دن سننے کے لئے میسر ہوتا ہے۔

جنبہ صاحب کو سٹیج پر کوئی بھی بات زبانی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سوال و جواب کی محافل میں بھی انہیں لکھ کر جواب دیئے جاتے ہیں جو وہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ یہی صورتحال جنبہ صاحب کے خطبات جمعہ کی ہے۔

ویسے تو یہ خطابات پہلے سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان خطابات کو ریکارڈ کرنے کے بعد اس کی آڈیٹنگ کی جاتی ہے۔ کاٹ چھانٹ کے بعد اسے ویب سائٹ پر ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام بڑے ہنر سے کرنے کے باوجود کہیں کہیں ایسی کمی رہ جاتی ہے جسے غور سے سننے والے نوٹ کر سکتے ہیں۔ یہ کانٹ چھانٹ کرتے وقت جنبہ صاحب کی تصویر کی جگہ یہ لوگو لگا دیا جاتا ہے۔

۲۲ مئی ۲۰۱۵ء کے خطاب میں ۳۲ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ پر اسے سنا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔

جنبہ صاحب کے خطبات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ انہیں کسی نماز سنٹر میں دیا گیا ہے یا کسی سٹوڈیو میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔ تقریباً ہر بار بیک پر نئی تصویر آویزاں ہوتی ہے۔ تھوڑے سے تھوڑے علم والا مسلمان بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی جگہ نماز کی ادائیگی سے منع فرمایا ہے جہاں سامنے کوئی تصویر آویزاں ہو۔

یہاں اس بات کی بھی وضاحت کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تصاویر ان کے کسی جلسہ وغیرہ کی نہیں ہیں جہاں سٹیج تیار کیا گیا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تمام تصاویر خطبات جمعہ کی ہیں۔

Friday Sermon 09.01.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah - Urdu

Friday Sermon 20.02.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah - Urdu

Friday Sermon 01.05.2015 - Hadhrat Abdul Ghaffar Janbah – Urdu

قرآنی تعلیم

اور

محترم جنبہ صاحب

قرآن پاک کی روشنی میں فیصلہ کرلیں

محترم جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس بات کا اظہار اور اصرار کیا ہے کہ باہم پیدا ہونے والے مسائل کو خدا اور رسول کے ارشادات کی روشنی میں حل کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

چہ دِلاوراست دُزدے کہ بکف چراغ دارد

(وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو)

(چوری اور سینہ زوری)

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔'' (النساء:۶۰) اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو، پھر اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

''اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کے لیے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں ہم مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی اختلاف پیدا ہو جائے تو اسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ رانا صاحب! مخالفین تو ہم کو غیر مُسلم قرار دے رہے ہیں لیکن ہم صمیم قلب سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اُس عظیم الشان قرآن کے پیرو کار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صافی قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار آیت مندرجہ بالا کے مطابق آپ کو اور جماعت احمدیہ کو پیشگوئی مصلح موعود کے تنازعہ کے فیصلہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی طرف بُلاتا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اس درخواست پر غور فرماؤ گے۔؟

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۳)

ایسے ہی جنبہ صاحب مذید تحریر فرماتے ہیں:

اور جماعت احمدیہ قادیان بھی خاکسار کو اپنے دعویٰ موعود کی غلام مسیح الزماں میں غلطی خوردہ سمجھتے ہیں۔ خاکسار کی آپ سب احباب سے درخواست ہے کہ اگر ایسا ہی ہے اور نعوذ باللہ خاکسار کسی غلطی میں مبتلا ہے تو پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلاً۔'' (النساء:۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے

(آرٹیکل نمبر ۷۸، صفحہ نمبر ۳)

اسی سلسلہ میں جنبہ صاحب مذید فرماتے ہیں۔

عزیزم مبشر احمد صاحب۔ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ۔ (لوگو!) میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں۔ کہ اگر اِسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ اِس کتاب کے متعلق فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (بقرہ۔۳) یہی کامل کتاب ہے اِس میں کوئی شک نہیں، متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

عزیزم مبشر احمد صاحب۔ ہوسکتا ہے آپ یا کوئی اور احمدی خیال کرے کہ یہ عبدالغفار جنبہ کیا کہہ رہا ہے کہ ہم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ ہم تو دِل کی گہرائیوں سے حضورؑ پر ایمان رکھتے ہیں۔؟ یاد رکھیں خالی زبان سے کسی پر ایمان لے آنا کافی نہیں جب تک اُسکی تعلیم پر دل کی گہرائیوں سے عمل نہ کیا جائے۔ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چھوٹا سا کتابچہ کشتی نوح جس میں آپؑ نے ''ہماری تعلیم'' کا ذکر فرما کر اپنے پیروکاروں کو اِس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ایک بار یہ رسالہ پڑھ کر اپنا جائزہ لے لیں کہ آپ کس حد تک حضورؑ کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مناظر خود ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں جبکہ دوسرے متقی لوگوں کو اس سے فائدہ ہوجاتا ہے۔ وہ اس لیے کہ ایسے لوگ ان بحثوں میں پارٹی نہیں بنتے اور پھر اُنکا تقویٰ اُنہیں ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔ تقویٰ پر مبنی وہ علمی گفتگو سودمند اور بار آور ہوتی ہے جس کا محرک ہار جیت کی بجائے صدق دل سے سچائی کی تلاش ہو۔ کسی نئے نقطۂ نظر کو جاننے اور سمجھنے کیلئے اُسے کس طرح پرکھا جائے اس ضمن میں حضورؑ نصیحت فرماتے ہیں۔

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۲)

جنبہ صاحب کی بہت مناسب اور معقول تجویز ہے۔ اور جنبہ صاحب یہ بات دعویٰ کی حد تک تو ضرور کرتے ہیں۔ لیکن جب قرآن کی تعلیم کے مطابق ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے تو وہ الہام پیش کریں۔ کیونکہ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ اپنے سچے نبی کے متعلق کہتا ہے کہ میں اس سے کثرت کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔
تو جواباً جنبہ صاحب کہتے ہیں۔ الہام کوئی چیز نہیں اصل چیز دلیل ہے۔ یا سوال کرنے والے سے پوچھتے ہیں کیا تجھے کبھی الہام ہوا ہے۔ اگر تجھے الہام نہیں ہوا تو تجھے بتانے کا کیا فائدہ۔ غرض طرح طرح کے بہانے کر کے بات کو ٹال دیتے ہیں۔

ایسے ہی اگر کسی مسئلہ پر خدا کے رسول کا کوئی حوالہ پیش کیا جائے اور وہ جنبہ صاحب کے خیالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو اسے بڑے آرام سے اجتہادی غلطی کا نام دے کر رد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہیں ایسا نہیں کہا کہ جو بات دل کو نہ لگے اسے نبی کی اجتہادی غلطی کہہ کر ٹال دو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بڑا واضع ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝۳۹

۳۹۔اور ہم نے یقیناً تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لئے بیویاں بنائیں اور ذرّیت بھی۔ اور کسی رسول کے لئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور ہر مقدّر وقت کے لئے ایک نوشتۂ تحریر ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہاہے کہ کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ کوئی ایک آیت بھی اللہ کے اِذن کے بغیر لا سکے۔ اور جنبہ صاحب نبی کی ہر وہ بات جو ان کے مفاد میں نہیں اسے اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

تو جنبہ صاحب آپ کس قرآن اور کس رسول کو مانتے ہیں۔ آپ تو رسول کریم ﷺ کی احادیث کے بارہ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ ان کا (نعوذ باللہ) سہو ہے۔

ہم احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن پاک، رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کہی ہر بات کو سچ اور حق مانتے ہیں اور ان ارشادات پر عمل کرنا ضروری اور ایمان کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں۔ ہم تصور بھی نہیں کرسکتے کہ نبی کی کہی کسی بات کو اجتہادی غلطی یا سہو کہہ کر رد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی حق اور سچ کو جاننے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد، صفحہ نمبر)

جنبہ صاحب کی خواہش کے احترام میں آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا جنبہ صاحب قرآنی تعلیم کی روشنی میں صادق ثابت ہوتے ہیں

سچے مامور صادق اور امین ہوتے ہیں

سچے مامورین کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

۱۷۔ تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا۔ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے؟ ﴿۱۷﴾

(سورۃ یونس۱۰ : ۱۷)

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارہ میں مکہ کے لوگوں کی رائے تھی کہ آپ صادق اور امین ہیں۔ چند حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

آپؐ کے اخلاق و عادات

یہ بتایا جا چکا ہے کہ بعثت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے اندر امین کے لقب سے مشہور تھے جو آپؐ کی امانت و دیانت اور اخلاق فاضلہ کا بیّن ثبوت ہے آپؐ کی راست گفتاری کا یہ حال تھا کہ ابو جہل جیسا معاند جو آپؐ کے خون کا پیاسا تھا ایک دفعہ زمانۂ نبوّت میں آپؐ کو مخاطب ہو کر کہنے لگا :

اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ

"اے محمدؐ! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں جو تُو لایا ہے"

ابو سفیان ہرقل شہنشاہ روم کے سامنے پیش ہوا۔ تو ہرقل نے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پُوچھا :

هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ ؟

"کیا تم نے اس دعویٰ سے پہلے کبھی اس شخص کا کوئی جھوٹ دیکھا ؟"

ابو سفیان اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار تھا۔ لیکن اس سوال کے جواب میں اُسے بھی بجز لا یعنی "نہیں" کے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ امیّہ بن خلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا۔ لیکن جب حضرت سعد بن معاذ نے اس کو یہ خبر سنائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری موت کی پیشگوئی کی ہے تو اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور اس نے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ ذکر کیا اور کہا :

وَاللّٰہِ مَا یَکْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ

"خدا کی قسم۔ محمدؐ جب کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا"

پھر النضر بن الحارث اشد ترین معاندینِ اسلام میں سے تھا۔ لیکن جب اس نے کسی شخص سے یہ کہتے سنا کہ نعوذ باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹا ہے تو بے اختیار ہو کر بولا:

قَدْ کَانَ مُحَمَّدٌ فِیْکُمْ غُلَامًا حَدَثًا اَرْضَاکُمْ فِیْکُمْ وَ اَصْدَقُکُمْ حَدِیْثًا وَ اَعْظَمُکُمْ اَمَانَۃً حَتّٰی اِذَا رَأَیْتُمْ فِیْ صُدْغَیْہِ الشَّیْبَ وَ جَاءَکُمْ بِمَا جَاءَکُمْ بِہٖ قُلْتُمْ سَاحِرٌ وَ اللّٰہِ مَا ھُوَ بِسَاحِرٍ

"یعنی محمدؐ تم میں ہی ایک چھوٹا سا بچہ ہوتا تھا اور وہ تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا اور سب سے زیادہ راست گو تھا اور سب سے زیادہ امین تھا اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے رہی۔ حتیّٰ کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی اور وہ بڑھاپے کو پہنچا اور وہ تمہارے پاس وہ کچھ لایا جو کہ وہ لایا تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے اور جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم وہ جھوٹا اور ساحر تو ہرگز نہیں"

اس سے النضر بن الحارث کی بھی وہی مراد تھی جو ابوجہل نے کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اُس کے لائے ہوئے دین کو جھوٹا کہتے ہیں۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام شروع کی۔ اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر قریش کو جمع کیا۔ اور اُن سے کہا کہ "اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟" تو باوجود اس کے کہ بظاہر یہ بات بالکل بعید از امکان تھی۔ سب نے کہا:

نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا

"ہاں! ہم مانیں گے کیونکہ ہم نے تجھ کو ہمیشہ صادق پایا ہے"

(سیرت النبی ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے، صفحہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶)

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد نمبر ۲۳، صفحہ نمبر ۲۳۱)

جنبہ صاحب کی پہلی زندگی کا تو پتہ نہیں کیونکہ آپ کوئی معروف شخصیت نہیں تھے۔ لیکن دعویٰ کے بعد جنبہ صاحب نے اتنے جھوٹ بولے ہیں کہ ان کا اندراج کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ بعض جھوٹوں کا ذکر گزشتہ مضامین میں کر چکا ہوں۔ احباب کے استفادہ کے لئے جنبہ صاحب کے چند اور جھوٹ یہاں درج کر رہا ہوں۔

جھوٹ نمبر ۱:

اپنے دعویٰ کے حوالہ سے جنبہ صاحب فرماتے ہیں۔

(1)When he (Ghufar sahib)claimed?

اُس (غفار صاحب) نے دعویٰ کب کیا۔؟

الجواب۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس عاجز کو عالم بیداری میں Virtue is God کا اِلہام ہوا تھا۔ میں نے اُسی وقت اپنا یہ الہام لکھ کر اپنے دوست احباب کو بتا دیا تھا۔ خاکسار نے اپنا بالواسطہ دعویٰ خلیفہ رابع صاحب کے آگے مارچ ۱۹۹۳ء میں رکھ دیا تھا۔ بعد ازاں ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع صاحب کو سب کچھ کھول کر بتا دیا۔ اور پھر مورخہ ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو میں نے ایک مفصل خط کے ذریعے اپنا موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ باضابطہ طور پر خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھ دیا تھا۔ یہ سب کچھ آپ میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے خلیفہ رابع صاحب اپنے منصبی فرض سے کوتاہی کرتے ہوئے اپنے آخری سانس تک میرے دعویٰ کو افراد جماعت سے چھپا کر در پردہ خلافت کے نام پر اپنی مذہبی گدی کے تحفظ کیلئے جوڑ توڑ میں مصروف رہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۳)

اپنے اس دینی علم کے پس منظر میں اگر اپنے متعلق میں یہ کہوں کہ علم لدُنی سے پہلے خاکسار دینی لحاظ سے اُمی تھا تو یہ قطعاً غلط نہیں ہوگا۔ اس اُمی انسان نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر الٰہی نظریہ (Virtue is God) جس کا دوسرا نام "اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت" بھی ہے لکھ کر ۱۹۸۵ء سے ابتک افراد جماعت اور علمائے جماعت کے آگے رکھا ہوا ہے۔ خاکسار الٰہی علم کی روشنی میں یہ کہتا ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو جس "رحمت کے نشان" کا وعدہ بخشا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نشان رحمت کی یہ چادر اس عاجز پر لپیٹی ہے۔ خاکسار ۱۹۸۵ء سے بالواسطہ اور ۱۹۹۳ء سے اعلانیہ جماعت احمدیہ کو اس حقیقت سے آگاہ بھی کر رہا ہے اور اس موضوع پر بات چیت کیلئے بھی بلا رہا ہے۔ جناب مولود احمد صاحب۔ جماعت احمدیہ اگر مجھے میرے دعویٰ میں غلطی خوردہ سمجھتی ہے تو ان کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے سچے مصلح موعود کے دفاع میں

(آرٹیکل نمبر ۵۵، صفحہ نمبر ۱۲)

مندرجہ بالا تحریروں میں فرمارہے ہیں کہ میں نے اپنا دعویٰ ۱۹۸۵ء سے بالواسطہ اور ۱۹۹۳ء سے اعلانیہ جماعت احمدیہ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور مندرجہ ذیل حوالوں میں فرمارہے ہیں۔ اپنا دعویٰ ۲۰۰۳ء تک چھپائے رکھا۔

ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر مجھے بطور غلام مسیح الزماں ایک روحانی اور اِصلاحی مشن پر مامور فرمادیا۔ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک میں نے اِس حقیقت کو سوائے اپنے چند قریبی اور ذمہ دار افراد کے کسی کو نہ بتایا۔ مارچ ۱۹۹۳ء کے بعد میں نے اپنا یہ مقدمہ (دعویٰ) بالواسطہ خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد کے آگے رکھا۔ خلیفہ رابع صاحب میرے مدلل دعویٰ کو پڑھ کر بہت طیش میں آگئے اور اُنہوں نے پریشانی میں مجھ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کردیئے۔ اگر کوئی فردِ جماعت اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق خلیفۃ المسیح سے کوئی مدلل سوال پوچھے تو جواب میں بغیر کسی دلیل کے اُسکے سوال کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دینا چہ معنی دارد۔؟ خلیفہ صاحب میرا مدلل دعویٰ تو جھٹلا نہ سکے لیکن مجھے ڈرانے اور دبانے کی کوشش شروع کردی۔ اِس محمودی خلیفہ کو شاید یہ نہیں پتہ تھا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کسی کام کیلئے مامور فرمادے تو وہ مذہبی آمروں اور دوکانداروں سے ڈرا نہیں کرتے۔ مرزا طاہر احمد کو اپنی زندگی میں میری سچائی کا اِدراک ہو چکا تھا لیکن اُس بیچارے کیلئے مسئلہ یہ تھا کہ اُسکے والد نے خلافت کے نام پر جو گدی قائم کی تھی وہ اُس گدی سے کیسے دستبردار ہوتا؟ میں نے دس سال (۱۹۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۳ء) تک اپنا مقدمہ افرادِ جماعت سے دو (۲) وجوہات کی بنا پر چھپائے رکھا۔

(آرٹیکل نمبر ۶۱، صفحہ نمبر ۱۳)

بہن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ میری ماں اور میرے بھائیوں نے غربت میں مجھے پڑھایا اور لکھایا۔ ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جب میرا دعویٰ "غلام مسیح الزماں" منظرِ عام پر آیا تو میری ماں نے میرے دعویٰ کی تصدیق کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے دعویٰ کے اگلے سال ۱۱۔ جولائی ۲۰۰۴ء کو میری والدہ صاحبہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے بعمر بیاسی (۸۲) سال اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

(آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰،۱۱)

نمائندہ سائٹ:۔ ۲۰ فروری والی پیش گوئی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے مسیحی نفس سے دوسروں کو پاک کرے گا اور بیماروں کو تندرست کریگا، آپ نے کتنوں کو پاک اور تندرست کیا؟
عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے، آپ انتظار کریں، اور رہی بیماروں کو تندرست کرنے کی بات تو یہ روحانی بیماروں کے بارے میں ہے۔ اور سب باتیں اپنے وقت پر پوری ہوں گی

(نیوز نمبر ۱، صفحہ نمبر ۸)

جھوٹ نمبر ۲:

محترم جنبہ صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ فروری ۲۰۱۵ء میں ۲۱ منٹ اور ۱۰ سیکنڈ پر فرماتے ہیں:

حالانکہ مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراۃ المستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔ کہاں خلیفے ہیں یہ۔ خلیفہ کا لفظ مقدس ہے۔ اپنے لئے استعمال کرتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے۔ کہاں خلیفے ہیں۔ ہیں ہی نہیں خلیفے۔ اس کے باوجود بھی میں نے اس کو بار بار خلیفہ کہا اپنے خطوط میں۔

یہاں جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ”مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراۃ المستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔“

اپنے اس علم کے باوجود ۱۹۹۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھے گئے خط میں تحریر کرتے ہیں۔

اے میرے سید! آپ نے پرزور دعائیں کیں اور گیت گائے۔ میں تو صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ اور آپکے گیتوں کی بازگشت ہوں۔ دعائیں آپ نے کیں۔ گیت آپ نے گائے میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں تو شرمندگی کے آنسوں لیکر پھر رہا ہوں۔ اے میرے سید! آپ یقین کریں میں اس واقعہ کو کسی کو بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ کیونکہ عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ کامل یقین رکھتا ہوں کہ آپ سچائی کا کسی قیمت پر خون نہیں ہونے دیں گے۔ اے میرے سید! آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کی حقیقت آپ پر بھی کھولے اور میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے اور کسی ابتلاء میں نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسا بوجھ مجھ پر نہ ڈالے جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔

محترم جنبہ صاحب اس خط میں حضورؒ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔

احباب کرام! دونوں باتوں میں سے یعنی ”مجھے پتہ تھا کہ یہ گمراہ اور صراۃ المستقیم سے بھٹکے ہوئے خلیفے ہیں۔“ اور ”آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ نیز کہتے ہیں جب میں اپنے آپ کو آپ کا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لئے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔“ کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ۔ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

بات بات پر جھوٹ بولنے والا شخص اللہ کا مرسل کیسے ہو سکتا ہے۔ مرسل تو دور کی بات ہے حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد، صفحہ نمبر)

اور قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ⑩

۱۰۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑪

۱۱۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

(سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۰، ۱۱)

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ⑭⑨

۴۹۔ یقیناً ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے اور اُلٹا پھر جاتا ہے اس پر عذاب ہوگا۔

(سورۃ طٰہٰ ۲۰ : ۴۹)

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ ⑧

۸۔ ہلاکت ہو ہر سخت افترا کرنے والے اور بڑے جھوٹے پر۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ㉘

۲۸۔ اور اللہ ہی کی ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ اور جس دن قیامت ہوگی اس دن جھوٹ بولنے والے نقصان اُٹھائیں گے۔

(سورۃ الجاثیہ ۴۵ : ۸، ۲۸)

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑲

۱۹۔ جس دن اللہ ان کو اکٹھا اُٹھائے گا تو وہ اُس کے سامنے بھی اُسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور گمان کریں گے کہ وہ کسی موقف پر (قائم) ہیں۔ خبردار! یہی ہیں جو جھوٹے ہیں۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑳

۲۰۔ شیطان ان پر غالب آ گیا۔ پس اُس نے اُنہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا۔ یہی شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار! شیطان ہی کا گروہ ہے جو ضرور نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

(سورۃ المجادلۃ ۵۸ : ۱۹، ۲۰)

سچے مامور اپنے سے پہلے مامورین کے مصدق ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ سچے مامور کی ایک نشانی یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے مامورین کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۲﴾

۸۲۔اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ ﴿۸۲﴾

(سورۃ الا عمران ۳ : ۸۲)

جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۶۸ کے صفحہ نمبر ۱۸ پر اپنی صداقت کو از قرآن پاک ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

(۳) ایسے لوگ پہلے بزرگوں اور مامورین کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (البقرہ۔۴۲) اور اس پر ایمان لاؤ جو میں نے اُتارا ہے (اور) جو اس کلام کو جو تمہارے پاس ہے سچا کرنیوالا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

> جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہوسکتا تھا اور نہ ہوگا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آ جاتا ہے۔ میں نے

(سراج المنیر، روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۲۶)

محترم جنبہ صاحب قرآن پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم پر بھی پورے نہیں اترتے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتب میں بار بار یہ فرماتے ہیں۔ اپنے الہامات کو درج فرماتے ہیں۔

کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں۔ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دونام ہیں۔

اور جنبہ صاحب اس کے مقابل پر یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ

مسیح اور مہدی دو وجود ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ وہ موعود مہدی ہیں اور میں وہ موعود مسیح ہوں۔

ایسے ہی جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے اکثر ارشادات کو آپ کی اجتہادی غلطی قرار دے کر رد کر رہے ہیں۔

پس وہ شخص جو اپنے سے پہلے مامور کی تصدیق کی بجائے اس کی تکذیب کر رہا ہو۔ اپنے سے پہلے مامور کے ارشادات کو اس کی اجتہادی غلطی کہہ کر رد کر رہا ہو۔ قرآنی تعلیم کی رو سے وہ کیسے سچا مامور ہو سکتا ہے۔

نوٹ: اس موضوع پر گزشتہ مضامین میں حوالوں کے ساتھ بات ہو چکی ہے۔ اس لئے یہاں حوالے دوبارہ درج نہیں کر رہا۔

سچے مامورین کو اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب کی خبریں دیتا ہے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٧﴾

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٨﴾

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

(سورۃ الجن ۷۲: ۲۸،۲۷)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں:

پر جاری ہے کہ جو خدا کی طرف سے رسول آتے ہیں اُن کو خدا ایسے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے جن کا علم انسانی طاقتوں سے برتر ہوتا ہے پس جب اُن کی پیشگوئیاں بکثرت پوری ہو جاتی ہیں جو دُنیا کی حالات کے متعلق ہیں تو وہی پیشگوئیاں اُن خبروں کے لئے معیار ہو جاتی ہیں جو برگزیدہ لوگ مبدء اور معاد اور اپنی رسالت کی نسبت دیتے ہیں لیکن افسوس کہ موجودہ وید

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ نمبر ۳۱۹)

لوگوں کے بار بار اسرار کے باوجود جنبہ صاحب کوئی ایسی پیش خبریاں پیش نہیں کر سکے۔

سچے مامورین ہمیشہ غالب آتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا اور اس کے مامور ہی غالب آتے ہیں:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝١٧٢

۱۷۲۔اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝١٧٣

۱۷۳۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُونَ ۝١٧٤

۱۷۴۔اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

(سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷)

كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝٢٢

۲۲۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

(سورۃ المجادلۃ ۵۸)

اس موضوع پر کسی بات کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے بارہ میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اس نے اِنسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پُوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راست بازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ (الوصیّت صفحہ ۴)

خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اُس کی طرف سے آتے ہیں وہ فریقِ مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۵)

مقابلہ کے وقت خدا صادق کی مدد کرتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۹ مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰)

سچا خدا جس سے پیار کرتا ہے اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱ر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۷)

سچے مامور بشیر اور نذیر ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٧﴾

۵۷۔ اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کا سہارا لے کر جھگڑتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ حق کو جھٹلا دیں۔ اور انہوں نے میرے نشانات کو اور ان باتوں کو جن سے وہ ڈرائے گئے مذاق کا نشانہ بنالیا۔

(سورۃ الکہف ۱۸)

خدا اپنے مامورین کو بھیجتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے ذریعے وہ لوگوں کو بشارتیں دے اور بد اعمال کرنے والوں کو ڈرائے۔ مگر جنبہ صاحب کے پاس نہ ہی کوئی خدائی بشارت ہے اور نہ ہی کوئی وارننگ۔ ہاں گالیاں ہیں۔ جو وہ بڑی فراخی سے بانٹتے نظر آتے ہیں۔

مومن اللہ اور رسول کے فیصلہ سے آگے نہیں بڑھتا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مومن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶

۳۷۔ اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اپنے معاملہ میں اُن کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ بہت کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب ۳۳)

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی بابت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

۲۸۔ وہ قول میں اُس سے آگے نہیں بڑھتے اور وہ اُسی کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

(سورۃ الانبیاء: ۲۸)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۷

۲۷۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝۲۸

۲۸۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝۲۹

۲۹۔ تا کہ وہ معلوم کر لے کہ وہ اپنے ربّ کے پیغامات خوب وضاحت کے ساتھ پہنچا چکے ہیں۔ اور وہ اُس کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو اُن کے پاس ہے اور اُس نے ہر چیز کا گنتی کے لحاظ سے شمار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الجن: ۲۷ تا ۲۹)

رسول کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ لَایُلْدَغُ الْمُومِنُ مِنْ جُحرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (بخاری)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ مومن ایک سوراخ سے دودفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کوئی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

(تبلیغ رسالت ہشتم صفحہ ۶۴-۶۵)

مگر محترم جنبہ صاحب قرآن پاک، رسول کریم ﷺ کی حدیث پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے واضع ارشادات کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابت تحریر فرماتے ہیں

الجواب۔۔۔ جہاں تک اجتہادی غلطی کا تعلق ہے تو جس طرح حضورؑ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر یہ اجتہاد فرمایا تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے۔ واضح رہے کہ اگر یہ موعود زکی غلام حضورؑ کا لڑکا ہوتا تو پھر نہ بشیر احمد اوّل فوت ہوتا اور نہ ہی بعد ازاں صاحبزادہ مبارک احمد فوت ہوتا۔ اور اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق یہ موعود زکی غلام بشیر ثانی یا مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوتا تو پھر آپکی پیدائش ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے سلسلہ میں الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اگر حضورؑ کے اجتہاد کے مطابق نافلہ موعود آپکا کوئی پوتا ہوتا تو پھر جب حضورؑ نے اس نافلہ موعود کی بشارت کو اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تھا تو پھر یہ پوتا بھی کبھی فوت نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) کو فوت کرکے آپؑ پر اور آپکے توسط سے آپکی جماعت پر یہ واضح کر دیا تھا کہ موعود زکی غلام یا بالفاظ دیگر مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہ آپکا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ

ہی یہ آپکا کوئی پوتا تھا۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آئندہ زمانے میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کی آزمائش کیلئے موعودز کی غلام (مصلح موعود) کی حقیقت کو آپؑ پر مشتبہ رکھا تھا۔ حضورؑ نے موعودز کی غلام کے بارے میں جو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا تھا۔ یہ آپؑ کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ موعودز کی غلام حضورؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا لہٰذا آپؑ نے جتنی دفعہ اس موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو اپنے کسی جسمانی لڑکے پر چسپاں کیا تھا تو یہ آپؑ کی اجتہادی غلطی بن گئی۔ اگر آپؑ موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی کیونکہ یہ موعودز کی غلام علم الٰہی میں آپؑ کا

(آرٹیکل نمبر ۸۵، صفحہ نمبر ۲۸)

قرآن پاک گواہی دے رہا ہے کہ خدا کے سچے نبی صرف وہی کہتے ہیں جو خدا انہیں کہتا ہے۔ اور خدا اس بات کی حفاظت کرتا ہے کہ وہ (رسول) وہی بات کہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ خدا مجھے کبھی کسی غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔

مگر اس کے برعکس جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ حضورؑ نے پہلی بار اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے اس لڑکے کو مار دیا۔ آپؑ نے پھر اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے دوسرے لڑکے کو مار دیا۔ آپؑ نے پھر اجتہادی غلطی کی اور اللہ نے آپ کے پوتے کو بھی مار دیا۔ جنبہ صاحب اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ لکھتے ہیں ' اگر آپؑ موعودز کی غلام کی پیشگوئی کو پچاس (۵۰) دفعہ اپنے جسمانی لڑکوں پر چسپاں کرتے تب پچاس (۵۰) دفعہ بھی یہ آپ کی اجتہادی غلطی ہی ہوتی۔

احباب خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بات درست ہے یا نہیں۔ کیا رسول کریم ﷺ کا فرمان سچا ہے یا نہیں اور کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور ہیں یا نہیں۔ اور اگر خدا اور اس کے رسول سچے ہیں تو جنبہ صاحب جو خدا کے واضح احکامات کا انکار کر رہے ہیں کیا ہیں؟

سچا مامور منافق اور جھوٹا نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں منافق کی تعریف یوں بیان فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ

۲۔ جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ضرور تُو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تُو یقیناً اس کا رسول ہے۔ پھر بھی اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں۔ ①

(سورۃ المنٰفقون ۶۳ : ۲)

محترم جنبہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو مخاطب کر کے تحریر کرتے ہیں۔

ذریعے دوہرا کر مجھ تک پہنچایا اور اس طرح میرے لیے شک کی کوئی گنجائش نہ چھوڑی۔ اے میرے سید! جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کوئی پیغام دے اور پھر اس پیغام کو دہرا کر اپنے مقرر کردہ کسی خلیفہ کے ذریعے اُس تک پہنچائے۔ تو پھر ایسے پیغام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی شک ہی نہیں رہتا بلکہ وہ تو پھر پتھر پر لکیر کی طرح یقینی ہے۔

اے میرے سید! میں معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا شعر یقیناً آپ نے نظم کیا ہے کیوں کہ یہ شعر آپکے مبارک منہ سے نکلا ہے۔ نہ ہی نعوذ باللہ من ذالک اس شعر کو ہم شاعرانہ خیال کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام ہیں اور آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات یقیناً اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ہی ہے۔ مزید برآں یہ کہ جب آپ

ہے۔ میں ایک بہت کمزور انسان ہوں۔ میں مانتا ہوں چلو فرض کے طور پر کہتا ہوں مجھے نعوذ باللہ من ذالک نفسانی وساوس لاحق ہو گئے لیکن اے میرے سید! کیا آپ نے نعوذ باللہ من ذالک ایسے اشعار باندھنے شروع فرما دیئے جن میں میرے ان نفسانی وساوس کی تائید ہونی شروع ہو گئی؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مجھے شک کرنے سے منع فرمایا ہی تھا لیکن وقتاً فوقتاً آپکے ارشادات کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ پیغامات دیئے کہ میں ان باتوں

اے میرے سید! ایک طرف تو آپ خدا تعالیٰ کی باتوں کا انکار نہ کر سکیں، دوسری طرف جماعت کی حالت یہ ہو کہ خلیفہ وقت ایسی بات سننے کے لیے بھی تیار نہ ہوں۔ ایسی حالت میں اے میرے سید! آپ کیا کرتے؟ اے میرے سید! مجھے معلوم نہیں آپ کیا کرتے لیکن میرا خیال ہے کہ اس حالت میں انسان کو چاہیے کہ وہ بڑے ادب اور احترام کیساتھ ہر ایک بات خوب کھول کر خلیفہ وقت کے آگے رکھ دے اور پھر خلیفہ وقت جو ارشاد فرمائیں اسکی پیروی کرے۔

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۹)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ منافق جب خدا کے رسول کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں "کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے"۔ جنبہ صاحب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو مخاطب کر کے بار بار کہہ رہے ہیں کہ " آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور مومنوں کے امیر ہیں"۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں۔

عام لوگوں کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف آپکا تعلق ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مومنوں کے امیر ہیں۔ میری حیثیت تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔ جب میں اپنے آپ کو آپکا غلام کہتا ہوں تو یہ بھی اس لیے کہتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس بات کا مجھ پر انکشاف فرمایا ہے۔ آقا کے آگے غلام کی کیا حیثیت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن میں یہ

(خطوط بنام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، خط نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۱)

اور دوسری طرف خدا کے قائم کردہ خلفاء کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

(۲) ۱۹۱۴ء کے بعد آنیوالے خلفاء جو اپنے آپ کو قدرتِ ثانیہ کے مظاہر قرار دیتے نہیں تھکتے اِن کو کسی اِسلامی تاریخ یا عیسائی تاریخ نے نہیں بلکہ اِنکی اپنی محمودی تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ کے متذکرہ بالا حوالے نے کیا جھوٹا اور مکار قرار نہیں دیا ہے؟ قدرتِ ثانیہ کے مظاہر ہونا تو دُور کی بات ہے یہ بلائے دمشق تو خلیفۃ المسیح کہلانے کے بھی حقدار نہیں ہیں۔ یہ دوہرے معیار والے کسی قبضہ گروپ کے نمائندے ہیں۔ افراد جماعت احمدیہ اِس بدترین مذہبی آمریت سے نجات پانے کیلئے دن رات اپنی پُرنم آنکھوں کیساتھ اپنے

(آرٹیکل نمبر ۳۸، صفحہ نمبر ۵)

ایسے منافقین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝	۷۔ ان پر برابر ہے خواہ تُو ان کے لئے بخشش طلب کرے یا ان کے لئے بخشش نہ طلب کرے۔ اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا۔ یقیناً اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(سورۃ المنافقون ۶۳)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ یقیناً اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور بغیر ہدایت کے ایسے لوگ معمور کیسے بن سکتے ہیں۔

بغیر تحقیق کے کسی پر الزام لگانا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ⑫

۱۳۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اُسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے متعلق حُسنِ ظن کرتے اور کہتے کہ یہ کھلا کھلا بہتان ہے۔

لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑬

۱۴۔ کیوں نہ وہ اس بارہ میں چار گواہ لے آئے۔ پس جب وہ گواہ نہیں لائے تو وہی ہیں جو اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ⑮

۱۶۔ جب تم اُس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں پر لیتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی تھی۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ⑯

۱۷۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سُنا تو تم کہہ دیتے ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اس معاملے میں زبان کھولیں۔ پاک ہے تُو (اے اللہ!)۔ یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

(سورۃ النور ۲۴: ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷)

ایسے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

۱۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسّس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۷﴾

۷۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔ ﴿۱﴾

(سورۃ الحجرات ۴۹ : ۱۳، ۷)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

۳۷۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ : ۳۷)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ظن سے بچو، تجسس نہ کیا کرو اور غیبت نہ کرو۔ اگر کوئی خبر آئے تو پہلے اچھی طرح اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

٨٦٩ ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَ لَا

تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ۔ (ترمذی ابواب البر والصلة باب ماجاء فی تعظیم المؤمن)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہوکر بآوازِ بلند فرمایا کہ اے لوگو تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن وتشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کرکے اس کو ذلیل و رسوا کردیتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ نمبر ۸۲۵)

محترم جنبہ صاحب جو مجدد، مصلح اور نبی ہونے کے دعویدار ہیں اور جن پر ان قرآنی احکامات پر عمل کرنا سب سے پہلے واجب ہے وہ خدا کے ایک برگزیدہ نبی کے موعود بیٹے کی بابت مخالفانہ لٹریچر سے حوالے نکال کر بغیر تحقیق اور تصدیق کے اپنے مضامین میں شائع کررہے ہیں۔ اور کس طرح قرآنی احکامات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

خودساختہ مصلح موعود کا کردار

رانا صاحب! سچ سننے کی آپ تاب نہیں رکھتے۔ بہت جلد سیخ پا ہوجاتے ہیں۔ خاکسار کو تو صبر کی نصیحت اور خود میاں فصیحت۔ جناب! میں نے کسی پر طعنہ زنی نہیں کی ہے اور نہ ہی میں نے کوئی رکیک زبان استعمال کی ہے۔ آپکے مصلح موعود کے متعلق اُس کی زندگی میں کچھ کتابیں اُسکے خاص الخاص مریدوں نے اُس کے "زکی" یعنی پاک اور نیک ہونے کے متعلق لکھی ہیں۔ جب آپکے مربی (ساجد) نے اپنی نوکری پکی کرنے اور آپکے خودساختہ مصلح موعود کو بچانے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شان میں زبان کھول لی تو پھر چارو ناچار میں نے آپکے مصلح موعود کے مُریدوں کی لکھی گئی کتابوں میں درج شدہ اُسکی کرتوتوں کی ایک جھلک آپ لوگوں کو دکھائی ہے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ آپکے مصلح موعود پر اُسکی زندگی میں اُسکے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اُسکی اپنی اولاد نے حلف اُٹھا کر اُس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کیے تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ اِن الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رَد کر دیتے۔ اِس میں ہرج کیا تھا۔؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جُرم نہ کیا ہو تو پھر اُسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اُٹھانے میں کیا دقت ہوسکتی ہے۔؟ جو مجرم نہیں ہے وہ تو ایک کی بجائے سو حلف بھی اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں اُسکا کوئی حرج نہیں۔ آپ یا نظام جماعت پیسے دے کر کسی کو میرے خلاف تیار کریں (جس طرح عیسائیوں نے ایک مقدمہ قتل کے سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک شخص عبدالحمید کو تیار کیا تھا) کہ وہ مجھ پر حلف اُٹھا کر بدکاری کا الزام لگائے اور پھر دیکھنا میں کس طرح حلف اُٹھا کر اُسکے جھوٹے الزام کو رَد کرتا ہوں۔ رانا صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ پر بھی کوئی حلف اُٹھا کر جھوٹا بدکاری کا الزام لگائے گا تو آپ بھی بخوشی جھوٹے الزام کو بذریعہ حلف رَد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہوتا کہ وہ حلفیہ قسمیں اُٹھا کر کسی کے خلاف جھوٹے الزام لگاتے پھریں۔ اگر کچھ خاص الخاص مریدوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف حلف اُٹھا کر الزامات لگائے ہیں تو پھر ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔

(آرٹیکل نمبر ۱۴۱، صفحہ نمبر ۱۴)

محترم جنبہ صاحب کے آرٹیکلز میں سے یہ سب سے بہتر حصہ میں نے یہاں درج کیا ہے۔ ورنہ آپ نے جو جو الفاظ اور واقعات جماعت کے مخالفین کی کتب سے نکال کر نوٹ کئے ہیں۔ ساتھ ان کتابوں کے نام اور انہیں حاصل کرنے کے طریق بھی بیان فرمائے ہیں۔ میں انہیں یہاں درج نہیں کر سکتا۔ مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب لکھتے ہیں:

'آپکے مصلح موعود پر اسکی زندگی میں اس کے قریبی رشتہ داروں، خاص الخاص مریدوں حتیٰ کہ اسکی اپنی اولاد نے حلف اٹھا کر اس پر بدکاری کے الزامات لگائے تھے۔ رانا صاحب! اگر خلیفہ ثانی نے یہ جرائم نہیں کئے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ ان الزاموں کو اسی طرح حلف کیساتھ رد کر دیتے؟ رانا صاحب! اگر کسی انسان نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو پھر اسے جھوٹے الزام کو دور کرنے کیلئے حلف اٹھانے میں دقت ہو سکتی ہے۔'

اللہ تعالیٰ جو بڑی شان والا ہے اور اپنے سچے اور پیاروں کو ہر الزام سے بری کرنا اس کی سنت ہے۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ان الزامات کے بارہ میں دیا گیا حلفیہ بیان درج ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

چنانچہ حضور نے ۱۲ ؍نومبر ۱۹۳۷ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا :-

"وہ مجھے کہتے ہیں کہ اگر وہ الزامات جو وہ مجھ پر لگاتے ہیں، جھوٹے ہیں تو میں مؤکّد بعذاب قسم کھاؤں حالانکہ مستریوں کے مقابلہ میں بھی میں نے کہا تھا اور اب بھی میں کہتا ہوں کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کے امور کے لئے جن کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریق بتائے گئے ہیں، قسموں وغیرہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ بلکہ ایسے مطالبہ پر قسم کھانا بھی اس حکمت کو باطل کر دیتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے ہاں جس پر الزام لگایا گیا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اختیار ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دے۔ لیکن چونکہ وساوس و شبہات میں مبتلا رہنے والا انسان خیال کر سکتا ہے کہ شاید میں نے قسم سے بچنے کے لئے اس قسم کا عقیدہ تراش لیا ہے اسلئے کم سے کم اس شخص کی تسلی کے لئے جو جانتا ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں اس خدائے قادر و توانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھا کر شدید لعنتوں کا انسان مورد بن جاتا ہے کہ میرا یہ یقین ہے کہ قرآن کریم کی اس بارہ میں وہی تعلیم ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالےٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

اسی خطاب میں آگے چل کر آپؓ فرماتے ہیں۔

نہیں۔ مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔ اس خدا نے اس وقت جبکہ مجھے خلافت کا خیال تک بھی نہ تھا، مجھے خبر دی تھی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰى یَوْمِ الْقِیَامَةِ کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص میری بیعت کا اقرار کرے گا وہ قیامت تک میرے منکروں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور پوری ہوتی رہے گی۔ اگر اس الہام کے سنانے میں میں جھوٹ بولتا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت۔ میری خلافت کے بارہ میں ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں، اتنی بار خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اب بھی جب یہ فتنہ اُٹھا تو میں نے جلدی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ "میں تیری مشکلات کو دُور کر دوں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا"۔ [۲۵]

(تاریخ احمدیت، جلد ہشتم، صفحہ نمبر ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷)

احباب خود فیصلہ کر لیں کہ قرآن پاک اور حضرت رسول کریم ﷺ کے واضح حکموں کی نافرمانی کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کا نمائندہ یا مامور ہو سکتا ہے یا نہیں۔ خدا ایسے شخص کے لئے کیا کہتا ہے درج ذیل ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۱﴾

۱۱۔ اور تُو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۲﴾

۱۲۔ (جو) سخت عیب جُو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔

(سورۃ القلم ۶۸: ۱۱، ۱۲)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ﴿۲﴾

۲۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کیلئے۔

(سورۃ الھمزہ ۱۰۴: ۲)

وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲

۳۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۴

۴۔اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱ : ۳،۴)

محترم جنبہ صاحب اپنے آرٹیکل نمبر ۸۷ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صاحب کے نعوذ باللہ عیسیٰ ابن زکریا کے عقیدے کو از روئے قرآن کریم قطعی طور پر جھٹلا چکا ہوں۔لیکن لگتا ہے کہ جب تک ناصر الہامی یا انصر رضا بھاڑے کے ٹٹو کی طرح میں بدزبانی نہ کروں۔اُس وقت تک آنجناب کی تسلی نہیں ہوگی۔کیا میں آپکی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلاوجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟ جہاں تک میرے پیروکار کا تعلق ہے جس کا آپ

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں : کیا میں آپ کی خوشی کی خاطر ایک ایسے انسان (زاہد خاں) کے متعلق بدزبانی شروع کردوں جس نے اس عاجز کے متعلق کبھی بدزبانی نہیں کی۔اگرچہ میری نظر میں وہ اپنے عقائد میں سخت غلطی خوردہ ہے لیکن میں ایسے انسان پر بلا وجہ بدزبانی کے نشتر کیوں چلاؤں؟؟

احباب کے علم کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زاہد خاں صاحب وہ ہیں جن کے عقائد آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۸۴ کے صفحہ نمبر ۷ پر خود درج فرمارہے ہیں اور پورے مضمون میں زاہد خاں صاحب کو جناب زاہد خاں صاحب کہہ کر مخاطب کررہے ہیں۔ان کے کیا عقائد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب زاہد خان صاحب یقین رکھتے ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم بن باپ پیدا ہونے کی بجائے نعوذ باللہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ناجائز بیٹے تھے۔(۲) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ایک متروک کتاب ہے۔ (۳) جناب زاہد خان صاحب کوئی نماز، کوئی روزہ، کوئی زکوۃ اور کسی حج پر نہ صرف کہ ایمان نہیں رکھتے بلکہ ان ارکان اسلام پر عمل کرنے کو بھی وہ ضروری نہیں سمجھتے۔(۴) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک متروک بلکہ ایک دہشت گرد مذہب ہے۔اور اسلام کے خاتمہ میں ہی دنیا کی ترقی اور فلاح پوشیدہ ہے۔(۵) جناب زاہد خان صاحب ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سارے نعوذ باللہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔اور اسی ضمن میں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔۔۔۔۔

(The criminal acts of Mohammad)

مندرجہ بالا عقائد کے باوجود محترم جنبہ صاحب انہیں جناب زاہد خاں صاحب تحریر فرمارہے ہیں اور جواز پیش کررہے ہیں کہ چونکہ انہوں نے میری بابت بدزبانی نہیں کی اس لئے میں ان کے لئے بدزبانی کیوں کروں

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں

محترم جنبہ صاحب خدا کے نبی کے بیٹے کو جو فوت ہو چکا ہے مفتری، دجال اور بدکردار کہہ رہے ہیں۔کیا انہوں نے جنبہ صاحب کو یہ سب کہا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ انہیں یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں۔

الجواب۔خاکسار نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں کبھی خلیفہ ثانی صاحب کے بارے میں لعنت ملامت نہیں کی لیکن اُس نے جماعت احمدیہ میں جو دجل اور فساد پھیلایا ہے۔اس پر بذریعہ دلائل تنقید کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔جس طرح خانہ کعبہ میں جو بت رکھے ہوئے تھے

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۹)

واضح رہے کہ عیسائیت میں جو کام پولوس نے کیا تھا۔وہی کام جناب خلیفہ ثانی صاحب نے جماعت احمدیہ میں کیا ہے۔امر واقع یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں وہ خلیفہ ثانی سے زیادہ پولوس ثانی ہیں۔لہٰذا خاکسار کا مشن ہی یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جو جماعت احمدیہ پر ظلم

(آرٹیکل نمبر ۸۴، صفحہ نمبر ۱۰)

کے سلسلہ میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا نام تھا۔۔۔بول کہ لب آزاد ہیں تیرے!!! خاکسار کے دعویٰ اور مفتری علی اللہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے سلسلہ میں ابھی تک آپ کے تینوں کے لب سِلے ہوئے ہیں۔ایسا کیوں؟؟؟ اس مضمون کے

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۹)

مریم سے الگ کرتے پھرو؟؟؟ یہ بھی واضح رہے کہ نہ میں خود قادیانی جماعت سے نکلا ہوں اور نہ ہی حضورؑ کی اولاد سے دور ہوا ہوں۔ یہ سارے شیطانی اور دجالی کام حضورؑ کی اولاد یعنی مرزا البشیر الدین محمود احمد اینڈ کمپنی نے کیے ہیں۔ حضورؑ کے بڑے بیٹے جناب مرزا بشیر

(آرٹیکل نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۲۷)

جو کچھ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کردار کی بابت لکھا ہے میں اسے یہاں تحریر نہیں کر سکتا۔

میرا محترم جنبہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ شخص جو رسول کریم ﷺ، اور دیگر انبیاء کرام کی بابت ایسے گندے الزام لگا رہا ہے، اس کی بابت آپ اس لئے بدزبانی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس نے آپ کی بابت بدزبانی نہیں کی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی بابت کون سی بدزبانی کی ہے۔ انہیں تو فوت ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔ ان کے بارہ میں آپ یہ فارمولا کیوں نہیں لگا رہے۔ اگر کسی اور نے آپ کو کچھ کہا ہے تو آپ اسے جواب دیں ایک فوت شدہ کی بابت بدزبانی کس قرآنی حکم سے کر رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دونوں کا مشن ایک ہے۔ وہ بھی خدا کے برگزیدہ بندوں پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں اور جنبہ صاحب بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کا لحاظ تو بنتا ہے۔ آپ انہیں جناب کہہ کر پکاریں وہ آپ کو جناب کہہ کر پکاریں۔ خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں کی غیرت رکھنے والے دنیا میں اور بہت ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر خدا کو اپنے بندوں کی بہت غیرت ہے اور اپنے بندوں کا بدلہ لینے کے لئے وہ خود کافی ہے۔ اس کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔ اس کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا, آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی۔

محترم جنبہ صاحب اپنے ہر آرٹیکل کو قرآنی آیت سے شروع کرتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں۔ کہ قرآن کی روشنی میں بات کریں۔
آپ سے درخواست ہے کہ اپنے تمام آرٹیکلز کو قرآن پاک کے مندرجہ ذیل حکم کی روشنی میں پرکھ کر دیکھ لیں کہ کیا وہ اس معیار پر پورا اترتے ہیں۔ (سورۃ الصف ۶۱ : ۳، ۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝	۳۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝	۴۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

دوسروں کو نیکی کا حکم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

۴۵۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جب کہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔ آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟

(سورۃ البقرہ ۲ : ۴۵)

محترم جنبہ صاحب اس قرآنی حکم کے مطابق کس منہ سے کسی کو کہہ سکتے ہیں کہ نماز پڑھا کرو یا قرآن پاک پڑھو۔ جبکہ خود اس پر عمل نہ کرتے رہے۔ بلکہ نمازیں پڑھنے والوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ کہ تمہاری نمازیں کسی کام نہ آئیں۔ اپنی بداعمالیوں کا بڑے فخر سے اعتراف کرتے رہے۔ اور سوال کرنے والوں کو گالیاں نکالتے رہے۔ انبیاء کو قاتل کہتے رہے۔ کہ اگر ایک قاتل نبی بن سکتا ہے تو ایک بے نمازی کیوں نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ مالک جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود قرآن پاک میں بار بار ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝

پس تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو ہر گز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

(سورۃ فاطر ۳۵ : ۴۴)

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی مامورین بھیجے انہوں نے آکر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائم کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے زندہ تعلق قائم کرنے کا حکم دیا۔ غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا اور اپنے سے پہلے مامورین کی سچائی کی تصدیق کی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو اس واسطے مامور نہیں کیا کہ وہ آکر لوگوں کو بتائے کہ مجھ سے پہلے فلاں دعویدار اپنے دعوے میں جھوٹا تھا اور میں اصل دعویدار ہوں۔

آنحضرت ﷺ کے بعد سینکڑوں کی تعداد میں دعویدار پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نابود کر دیا مگر کسی ایک کے واسطے بھی کسی اور کو مامور کر کے نہیں بھیجا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ اعلان نہیں کیا کہ مجھ سے پہلے فلاں شخص کا یہ دعویٰ تھا۔ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔

جنبہ صاحب آکر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ وہ اپنے دعویٰ میں نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ اصل مصلح موعود میں ہوں۔

جنبہ صاحب کا یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف دعویٰ کرنے والا کیسے سچا ہو سکتا ہے۔

جنبہ صاحب اس کے لئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آکر یہ دعویٰ کیا تھا کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں اور وعدہ کے موافق میں مسیح ابنِ مریم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اسی طرح میں دعویٰ کرتا ہوں کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا ہے اور میں سچا دعویدار ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ کسی سابقہ دعویدار کے خلاف نہیں تھا بلکہ اس غلط عقیدہ کی درستگی تھی جو عیسائیوں اور مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے تھے۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

''سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُن کر اختیار کیا ہے۔''

(اشتہار ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۵ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ جدید ایڈیشن)

''موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزّت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی عزّت نہیں کرتا۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷، ۱۸)

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا دو اقتباسات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا رائے رکھتے تھے۔ اور جنبہ صاحب اسے کس رنگ میں پیش کر رہے۔ جس کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اسی کی ارشادات کی تکذیب کر رہے ہیں۔ وہ شخص جو اپنے سے پہلے خدا کے سچے مامور کی تکذیب کر رہا ہو وہ خدا کی طرف سے سچا مامور کیسے ہو سکتا ہے۔

محترم عبد الغفار جنبہ صاحب

کی صداقت

کے نشانوں کی حقیقت

محترم عبد الغفار جنبہ صاحب نے لوگوں کے استفسار پر اپنی صداقت کے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے ہیں۔

۱۔ نومبر ۲۰۰۳ء میں لگنے والا چاند و سورج گرہن میری صداقت کا نشان ہے۔

۲۔ محترمہ عطیۃ المجیب صاحبہ کی طلاق میری صداقت کی نشانی ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۲۸ء تک زندگی کی بشارت دی ہے۔

۴۔ سب سے پہلے دعویٰ کرنے والا سچا ہوتا ہے۔

۵۔ سچا خواب اور قبولیتِ دعا

ان نشانوں میں کیا صداقت ہے اس کی حقیقت درج ذیل ہے

چاند و سورج گرہن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی سچائی کی دلیل میں چاند و سورج گرہن کی پیشگوئی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۲۔نشان۔ صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں **انّ لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃٍ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ**. ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُس کی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُس کے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ ۱۲ سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ ۱۲ برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

(سن تالیف: اپریل ۱۹۰۷) (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۲۰۲)

اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنے مہدی کی سچائی کے لئے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں ارشاد فرمائی:

- یہ نشان امام مہدی کے لئے ظہور پزیر ہو گا۔
- اس نشان کے ظہور کے وقت دعویدار موجود ہو گا۔
- یہ نشان اس سے پہلے کسی ماموریار سول کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔
- رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن ہو گا۔

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافی عرصہ قبل اس نشان کے ظہور ہونے کا وعدہ فرمایا اور حضورؑ نے اسے براہین احمدیہ میں شائع بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ۱۸۹۴ء اور پھر ۱۸۹۵ء مین معین تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن لگا کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی تصدیق فرمادی۔

محترم جنبہ صاحب بھی اس نشان کو اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنے آرٹیکل نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

> نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خبر کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کے بعد جو کسوف وخسوف کا واقعہ ۱۸۹۴ء میں رونما ہوا تھا۔ اب پھر میرے دعویٰ جون ۲۰۰۲ء کے بعد ویسا ہی کسوف وخسوف کا واقعہ رونما ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ۱۳ رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۸ نومبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ چاند گرہن ہوا اور اسی ماہ صیام کی اٹھائیس تاریخ بمطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار کو سورج گرہن ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق رونما ہونے والا یہ کسوف وخسوف کا خاص نشان اگر میرے آقا حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی پر آسمانی نشان تھا تو پھر آج یہی آسمانی نشان آپؑ کے موعودز کی غلام کی سچائی کیلئے بھی رونما ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔ فَتَدَبَّرُوۡا اَیُّہَا الۡعَاقِلُوۡن۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کوز کی غلام کی بشارت دیتے ہوئے یہ وعدہ فرمایا تھا۔

آیئے اب رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں کہ کیا وہ جنبہ صاحب پر پوری ہوتی ہے یا نہیں۔

۱۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نشان میرے مہدی کے لئے ہو گا اور تا حال جنبہ صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ بار بار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو امام مہدی اور خود کو عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں۔ اس لئے یہ نشان آپ پر پورا نہیں ہوتا۔ ۲۰۰۴ء میں آپ کا کیا دعویٰ تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

نمائندہ سائٹ:۔ معذرت ہے، آپ غلام مسیح الزماں کو اور مصلح موعود کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور اب آپ اسی مصلح موعود کو بالواسطہ مجدد بھی قرار دے رہے ہیں، آپ مجدد ہیں یا نہیں، جس پوزیشن کا آپکا دعویٰ ہے اسکے مطابق ایک واضح اور دوٹوک جواب چاہیے میرے محترم، آپ کا دعویٰ مجدد کا بھی ہے یا نہیں؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ یہ میرا حق ہے کہ میں اپنا دعویٰ بتاؤں، میں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں غلام مسیح الزماں لکھا ہے مجدد الزماں نہیں لکھا یا مصلح الزماں نہیں کہا۔ آپ اس بات پر یقین کریں کہ بنیادی طور پر میرا دعویٰ صرف غلام مسیح الزماں کا ہے اس وقت۔ ہاں حضرت مرزا صاحب جن پر یہ پیشگوئی نازل ہوئی تھی اس غلام کو انہوں نے کیا فرمایا وہ ان سے پوچھیں اور میں آپکو بتاتا ہوں کہ مثیل مسیح بھی انہوں نے کہا ہے، مصلح موعود بھی انہوں نے کہا ہے اور مسیح ابن مریم بھی انہوں نے کہا ہے!

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس نشان کے ظہور کے وقت دعویدار موجود ہوگا۔ جبکہ جنبہ صاحب اس شرط پر بھی پورے نہیں اترتے۔ کیونکہ یہ خسوف وکسوف نومبر ۲۰۰۳ء میں ہوا اور جنبہ صاحب نے اپنا دعویٰ دسمبر ۲۰۰۳ء میں کیا:

آپ نے ایک انٹرویو ۱۶ فروری ۲۰۰۴ء کو دیا۔ جو آپ کی ویب سائٹ پر نیوز نمبر ۱۱ اور ۲ میں چھپا ہوا موجود ہے۔ اس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نمائندہ سائٹ:۔ ۲۰ فروری والی پیش گوئی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے مسیحی نفس سے دوسروں کو پاک کرے گا اور بیماروں کو تندرست کریگا، آپ نے کتنوں کو پاک اور تندرست کیا؟

عبدالغفار جنبہ صاحب:۔ میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے، آپ انتظار کریں، اور رہی بیماروں کو تندرست کرنے کی بات تو یہ روحانی بیماروں کے بارے میں ہے۔ اور سب باتیں اپنے وقت پر پوری ہوں گی

(نیوز نمبر ۲، صفحہ نمبر ۸)

یہاں آپ فرمارہے ہیں ' میری تو ابھی روحانی پیدائش ہوئی ہے۔ یعنی ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنے دعوے کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔'

ایسے ہی اپنے آرٹیکل نمبر ۳۴، صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جب میرا دعویٰ "غلام مسیح الزماں" منظر عام پر

اس کے بعد اپنے آرٹیکل نمبر ۵۶ کے صفحہ نمبر ۴۵ پر اپنے دعویٰ کی بابت بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں:

لاعلم رہنا اور پھر (۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی رنگ میں پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا اِلہامی، علمی اور قطعی ثبوت کا دیا جانا رُونما ہونے کے بعد میں اپنے آپ کو غلام مسیح الزماں ماننے کیلئے مجبور ہو گیا تھا لیکن اِسکے باوجود غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔ بعض باتیں میرے دل میں تھیں یا بالفاظ دیگر میری کچھ مجبوریاں تھیں جنہیں میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اگرچہ خاکسار اپنے آپ کو کامل طور پر سچا سمجھتا تھا لیکن اِن روکاوٹوں کا بہانہ بنا کر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعویٰ کرنے سے ٹال مٹول کرتا رہا۔ میری اِن مجبوریاں کو سوائے میرے خدا کے نہ کوئی جانتا تھا اور نہ ہی کوئی دور کرسکتا تھا۔ پھر میری زندگی میں وہ لمحہ آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے اِن سب روکاوٹوں کو دور کر کے میرے سارے بہانے ختم کر دیئے۔ بالآخر میرے لیے غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویٰ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور اس طرح خاکسار نے ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء کو بذریعہ اپنی ویب سائٹ (alghulam.com) اِس دعویٰ کا اعلان کر دیا۔

۳۔ تیسری شرط اس پیشگوئی میں یہ تھی کہ یہ نشان اس سے پہلے کسی اور مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا ہوگا۔

اور ہر احمدی جانتا ہے کہ یہ نشان اس سے قبل حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ ۱۸۹۴ء اور پھر دوبارہ ۱۸۹۵ء میں ظاہر فرمایا۔ جس وقت آپؑ کا دعویٰ موجود تھا۔

اس کے علاوہ آج سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ اگلے سو سال تک کے تمام چاند و سورج گرہن کی تفصیل انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ اور کوئی بھی شخص اب وہاں سے دیکھ سکتا ہے کہ کب چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ اور جب وہ واقع ہو جائے تو فوراً اعلان کر دے کہ میرا یہ دعویٰ ہے اور یہ نشان میرے لئے لگا ہے۔

جیسے ۸ نومبر ۲۰۰۳ء کو چاند گرہن لگا اور ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء کو سورج گرہن لگا۔ اور جنبہ صاحب نے ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو دعویٰ کر دیا۔

سائنس نے اب یہ بھی بتا دیا ہے کہ تقریباً ہر بائیس سال کے بعد انہی تاریخوں میں دوبارہ گرہن لگتا ہے۔ اسی حساب سے ۱۸۹۴ء کے بعد پانچویں بار یہ گرہن ۲۰۰۳ء میں لگا اور اسی حساب سے ۲۰۲۵ء میں یہ گرہن دوبارہ لگے گا۔

اگر جنبہ صاحب کی بات مان لی جائے کہ یہ نشان بعد میں بھی کسی دوسرے کی سچائی کے لئے ظاہر ہو سکتا ہے۔ تب بھی جنبہ صاحب سے پہلے تین بار یہ نشان حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اس طرح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس نشان کے سب سے زیادہ حق دار بنتے ہیں۔

اس لئے کسی طور پر بھی ۲۰۰۳ء میں لگنے والا چاند و سورج گرہن جنبہ صاحب کی صداقت کا نشان نہیں ہے۔

پیشگوئی ”عطیۃ المجیب“ کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب اپنی صداقت کے نشان کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیٹی محترمہ عطیۃ المجیب صاحب کی طلاق کو پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ طلاق میری صداقت کا نشان ہے۔ اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

مہدی و مسیح موعودؑ کی موعود غلامی بخشی گئی ہے۔ اس کی تفصیل میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کے مقدمہ میں موجود ہے۔ شروع جنوری ۱۹۸۴ء میں مجھے یہ خیال آیا کہ وہ خوابیں جو میں نے ماضی میں دیکھی تھیں اور جن کے متعلق میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا انہیں لکھ لینا چاہیے۔ متذکرہ بالا خواب جب میں لکھ رہا تھا تو اچانک اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ تو اس وقت کیا پڑھ رہا ہے؟ جب میں نے منہ کی طرف توجہ کی تو اس وقت میں بڑے جوش کے ساتھ یہ پڑھ رہا تھا۔ ”نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں“ ۔ اور عجیب بات تو یہ تھی کہ یہ فقرہ ایسے ہی میں صبح سے بغیر کسی وجہ کے بار بار دہرا رہا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ خواب جو تو لکھ رہا ہے اسکی تعبیر اسی فقرہ میں ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر سے بھی مجھے آگاہ فرما دیا۔ خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ حضورؑ کی مبارک نسل کیساتھ میرا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ خواب کی یہ تعبیر معلوم ہونے پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسکی تسبیح اور تحمید کی۔ بعد ازاں میرے دل میں ایک اور سوال پیدا ہوا وہ یہ کہ اے اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی مبارک نسل میں میرا یہ جسمانی تعلق آپ کہاں قائم فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب سے بھی آگاہ فرما دیا۔ وہ اس طرح کہ غالباً یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا۔ ایک رات سونے سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مصروف تھا اور جاگ رہا تھا لیکن اچانک میرے ہوش وحواس کھوئے گئے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نظارہ دکھایا اور دراصل اللہ تعالیٰ نے اس نظارہ میں مجھے میرے متذکرہ بالا سوال کا جواب عنایت فرمایا۔ نظارہ یہ تھا کہ میرے سامنے ایک تصویر ہے اور میرا بھائی عبدالسلام میرے ساتھ کھڑا تھا۔ میں تصویر کی طرف اشارہ کر کے اپنے بھائی کو کہتا ہوں۔ ”بھائی جی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ نعمت میرے لیے بھیجی ہے“۔ اسی وقت میری غنودگی کی حالت جاتی رہی۔ یہ تصویر کس کی تھی؟ اس تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز۔ اس واقعہ کے بعد میرے لیے سوال کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔

(آرٹیکل نمبر ۳۲، صفحہ نمبر ۸)

اسی آرٹیکل میں اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ میں نے مارچ ۱۹۹۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اس خواب کو بیان کیا تھا۔ مگر انہوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور اپنی بیٹی کی شادی مارچ ۱۹۹۷ء میں اپنے رشتہ داروں میں کر دی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ ماہ بعد ہی طلاق ہو گئی۔ جنبہ صاحب اس واقعہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی محمدی بیگم سے ملاتے ہیں اور اس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس واقعہ کے بعد اپنی بیٹی کا نام بھی تبدیل کر دیا اور عطیۃ المجیب کی بجائے اس کا نام عطیۃ الحبیب رکھ دیا۔ اسی طرح کیل، جرمنی کی مسجد کے نام کو بھی بیت المجیب سے بدل کر بیت الحبیب رکھنے کا ذکر کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو اپنی صداقت کا نشان ثابت کرتے ہوئے جنبہ صاحب مزید لکھتے ہیں۔

(اولاً) اگر میری خواب اور اسکی تعبیر غلط تھی یا نفسانی تھی تو پھر عطیۃ المجیب کیوں واپس آئی۔ باقی تینوں بیٹیاں بے شک واپس آ جاتیں لیکن عطیۃ المجیب کو واپس نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ اس سے تو ایک نعوذ باللہ جھوٹا سچا بن رہا تھا جو کہ ممکن نہیں۔ لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ ایسا کیوں ہوا؟؟؟

(ثانیاً) اگر میری خواب اور اسکی تعبیر غلط تھی اور خلیفہ رابع صاحب اس سے مرعوب نہیں ہوئے تھے تو پھر وہ اپنی بیٹی کا نام کیوں بدلتے پھرے؟؟؟

(ثالثاً) خلیفہ رابع صاحب کی توبہ استغفار اور صدقہ وخیرات کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میری خواب کی تعبیر کو اگر وقتی طور پر یا مستقل طور پر ٹال دیا ہے تو اس سے میرا دعویٰ غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) غلط نہیں ٹھہر سکتا؟ اگر کسی جذباتی احمدی کی نظر میں غلط ٹھہرتا ہے تو پھر پیشگوئی محمدی بیگم کے سلسلہ میں میرے آقا ومخدوم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی کا کیا بنے گا؟ ایسا جذباتی احمدی تو پھر بالواسطہ رنگ میں ہمارے آقا علیہ السلام کے دعاوی کو بھی جھٹلا رہا ہے۔

(آرٹیکل نمبر ۳۲، صفحہ نمبر ۹، ۱۰)

جنبہ صاحب نے اس کے علاوہ بھی اپنے خطبات میں، مجالس سوال وجواب میں اس واقع کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اسے اپنی سچائی کا نشان قرار دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری کو اپنی سچائی اور خوف سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیٹی سے شادی کی پیشگوئی کی طرف آنے سے قبل خاکسار محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اور خدائی حکم کے مطابق محمدی بیگم کے والد سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا۔ اور بعد ازاں باقاعدہ اشتہار کے ذریعے اسے شائع فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر اس بچی کی شادی کہیں اور کی گئی اور اتنے عرصہ میں اس کے والد کی وفات ہو جائے گی اور اتنے عرصہ میں اس کے خاوند کی وفات ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔ محمدی بیگم کی شادی کے چھ ماہ کے اندر اس کے والد کی وفات ہو گئی۔ اور اس واقعہ کو دیکھ کر پوری فیملی نے خدا سے التجائیں کیں۔ جس کے نتیجہ میں اس کے خاوند کی موت ٹل گئی۔ اس بات کی شہادت خود اس کے خاوند نے دی۔ بعد ازاں محمدی بیگم کے ایک بیٹے نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ حضورؑ کو سچا مانتے تھے۔

جنبہ صاحب اپنے واقعہ کو اس واقعہ سے ملاتے ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ایسی کوئی بات تحریر ہی نہیں کی کہ آپ اپنی بیٹی کے ساتھ میری شادی کریں۔ یا ایسا نہ کرنے پر یہ ہو گا۔ بلکہ آپ ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ لکھ دیتے ہیں کہ میری تو اب شادی ہو چکی ہے اور تین بیٹے ہیں۔ حضورؒ کو لکھے گئے خط کا وہ حصہ درجِ ذیل ہے۔

عنایت فرمایا۔ غالباً یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا۔ ایک رات میں سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مصروف تھا اور جاگ رہا تھا لیکن اچانک میرے ہوش وحواس کھوئے گئے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نظارہ دکھایا اور دراصل اللہ تعالیٰ نے اِس نظارہ میں مجھے میرے متذکرہ بالا سوال کا جواب عنایت فرمایا ۔نظارہ یہ تھا کہ میرے سامنے ایک تصویر ہے اور میرا بھائی عبدالسلام میرے ساتھ کھڑا تھا۔ میں تصویر کی طرف اِشارہ کر کے اپنے بھائی کو کہتا ہوں۔ ''بھائی جی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے یہ نعمت میرے لیے بھیجی ہے''۔ اسی وقت میری غنودگی کی حالت جاتی رہی۔ یہ تصویر کس کی تھی؟ اِس تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز۔ اِس واقعہ کے بعد میرے لیے سوال کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔

اس وقت میں ایک شادی شدہ انسان ہوں اور بفضل اللہ تعالیٰ میرے تین بچے ہیں۔ یہاں پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کیساتھ جسمانی تعلق پیدا فرمانے کی خبر دی تھی تو پھر تیری یہ شادی کیسے ہوئی؟ یہ واقعہ دراصل اِس طرح ہوا کہ ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے میں لاہور سے ربوہ اپنے گھر آیا۔ اس وقت میں اپنی ماضی کی خوابوں کی تعبیر کو نہیں جانتا تھا اور نہ ہی مجھے یہ پتہ تھا کہ مستقبل میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والے ہیں۔ ۱۹۸۲ء کے جلسہ سالانہ پر جب میں آیا تو میری ماں نے بے حد اصرار کیا کہ وہ میرا کہیں رشتہ طے کرنا چاہتی ہے اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میری شادی کرنا چاہتی ہے۔ میری ماں کا میری شادی کیلئے یہ شدید اصرار اس وجہ سے تھا کہ وہ سمجھتی تھیں کہ چونکہ یہ (عاجز) نوجوان ہے اُنتیس سال کا ہونے کو ہے لیکن یہ (عاجز) شادی کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتا۔ دراصل میری ماں جی کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ کہیں میرا بیٹا مردانہ صفات سے تو عاری نہیں؟

ڈاکٹر شریف احمد صاحب کا ایک بیٹا منیر احمد میرا ماضی کا کلاس فیلو تھا اور بہت اچھا دوست تھا۔ اِسکی خواہش تھی کہ میرا رشتہ ان کے گھر میں طے ہو۔ بہرحال ماں جی کے اصرار پر میرا رشتہ ڈاکٹر شریف احمد صاحب کے گھر طے پا گیا۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں پھر میرے ساتھ وہ واقعہ شروع ہو گیا جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے۔ اور اس طرح غالباً ۳۱۔ جنوری ۱۹۸۴ء کو میں اپنا تعلیمی سفر ختم کر کے اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے واپس ربوہ اپنے گھر آ گیا۔ اور دل میں تھا کہ اب جو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہی میں کروں گا۔ اِن آیام

میں ایک دن میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹا کوئی نوکری کرلو۔ میں نے اپنے آقا کی پیروی کرتے ہوئے اپنی ماں کو یہی جواب دیا کہ ماں جی ''میں نے تو اللہ تعالیٰ کی نوکری کر لی ہے''۔ اِس کے بعد میری ماں اور میرے بھائیوں نے یہ دیکھتے ہوئے کہ چونکہ یہ (عاجز) دنیا سے لاتعلق ہو چکا ہے مجھ پر نوکری کیلئے کوئی زور نہ دیا۔ جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ سقراط کے مشہور قول ''نیکی علم ہے'' پر میں نے کچھ لکھنا شروع کیا تھا۔ اِس ضمن میں نیکی کے متعلق جو علم مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا میں اُسے لکھتا جاتا۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ایک رَف سا مضمون تیار ہو گیا۔ اس دوران سسرال کی طرف سے مجھے شادی کیلئے بھی بار بار کہا گیا۔ لیکن میں نے اُنہیں یہی جواب دیا کہ اس معاملہ میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِذن ہو گا تبھی میں شادی کرونگا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے میرے سسرال والوں کا اُنہوں نے شادی کے معاملہ میں مجھے زیادہ مجبور نہ کیا کیونکہ میرے ہر قسم کے حالات اُنکے سامنے تھے۔ بالآخر شروع اکتوبر ۱۹۸۵ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے شادی کیلئے اجازت دے دی اور مزید یہ بھی کہا گیا کہ جس عطیہ کی تجھے بشارت دی گئی ہے وہ بھی اپنے وقت پر تجھے ملے گا۔ اس وقت نیکی کے متعلق جو مضمون میں لکھنا چاہتا تھا وہ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ اور اس طرح آخر اکتوبر ۱۹۸۵ء میں میری شادی ہو گئی۔

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۶۸، ۶۹)

مندرجہ بالا تحریر میں کوئی ایسی تحریر نظر نہیں آتی کہ جس سے ثابت ہو کہ جنبہ صاحب نے حضورؒ سے بچی کا رشتہ مانگا ہو۔ یا ایسا نہ کرنے پر کسی بد انجام کی پیشگوئی کی ہو۔ اس خط پر ۲۲ فروری ۱۹۹۷ء کی تاریخ درج ہے۔

اس خط کے جواب میں حضورؒ نے بھی جنبہ صاحب کی اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جس کی یقینی وجہ یہی ہے کہ جنبہ صاحب کی طرف سے ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں تھی۔

پہلے سے طے شدہ رشتے اور پروگرام کے مطابق مارچ ۱۹۹۷ء میں حضورؒ کی بچی کی شادی ہو گئی۔ یہ شادی کیونکہ پاکستان میں ہوئی اور حضورؒ اس میں شرکت نہیں فرما سکے تھے۔ اس لئے اس تقریب کو ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا۔ جسے جنبہ صاحب غلط معنوں میں بیان کرتے ہیں۔

چند ماہ کے بعد یہ رشتہ ختم ہو گیا۔ خلیفہ کے ساتھ ساتھ حضورؒ ایک والد بھی تھے اور اس صدمہ کا آپ کی صحت پر اثر ہوا۔ اس بات کا مذاق بنانا انتہائی گھٹیا پن ہے۔ کوئی بھی شخص جس میں تھوڑی سی بھی انسانیت ہو وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ باپ اور بیٹی کا کیا رشتہ ہوتا ہے۔ اور بیٹی کی تکلیف کا باپ پر کیا اثر ہوتا ہے وہی جان سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی جیسی نعمت سے نوازا ہو۔

اس واقعہ کے بعد حضورؒ نے بچی کی دوبارہ شادی کر دی۔ مگر اس عرصہ میں جنبہ صاحب نے حضورؒ کی خدمت میں نہیں لکھا کہ یہ طلاق میری پیشگوئی کے نتیجہ میں ہوئی ہے یا رشتہ کی ڈیمانڈ نہیں کی۔ بلکہ اس واقعہ کا کہیں ذکر تک نہیں ملتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں جنبہ صاحب نے تیسرا خط ۲ مئی ۲۰۰۲ء کو تحریر کیا۔ اس خط سے قبل حضورؒ کی بیٹی کو طلاق بھی ہو چکی تھی اور اس کے بعد دوسری شادی بھی ہو گئی تھی۔ اس خط سے پہلے حضورؒ بیمار بھی رہ چکے تھے۔ اور جنبہ صاحب کے بقول حضورؒ نے دوسرے نکاح کے موقع پر بیٹی کا نام بھی تبدیل کر دیا تھا۔ مگر جنبہ صاحب نے اپنے اس خط میں اس حوالے سے کوئی ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ پورا خط اے میرے سید، اے میرے سید سے بھرا ہوا ہے۔ اگر جنبہ صاحب کو خدا کی طرف سے کوئی ایسی بشارت ملی ہوئی تھی تو خوف کس بات کا تھا۔

اب حضورؒ کی وفات کے بعد اس قسم کی باتیں کرنا، حضورؒ کی بیماری کا مذاق اڑانا جنبہ صاحب کی ذہنیت کی عکاسی ہے۔ کہ آپ کس ذہن کے مالک ہیں۔ جیسا کہ جنبہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضورؒ میرے خوف سے سٹیج پر گر گئے تھے۔ تو اس وقت حضورؒ کو لکھتے کہ یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس تیسرے خط کے صفحہ نمبر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں

راہ اختیار کرتا ہے۔ آوائل میں جب مجھے آسمان سے حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کی نوید بخشی گئی تو بشری کمزوری کے تحت میرے دل میں بھی یہ ڈر پیدا ہوا کہ جب میں یہ خبر جماعت کو بتاؤں گا تو مجھے تو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ جب میرا یہ غم زیادہ بڑھا تو پھر مجھے آسمان سے ایک دلیل کیساتھ تسلی دی گئی۔ دلیل یہ کہ حضرت مہدیؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا کہ "میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔" مجھے تسلی بخشی گئی کہ علم اور معرفت میں کمال کا یہ نشان تجھے بخشا گیا ہے۔ اب تجھے کوئی جماعت سے خارج کرے یا نہ کرے اس کا تیرے معاملہ پر کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ تو حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کا نشان رکھتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرا یہ غم دور فرما دیا۔ کیا یہ بات عجیب نہیں ہوگی کہ ایک انسان تو آسمان سے حضرت مہدیؑ کی غلامی پائے اور جماعت اسے خارج کرتی پھرے؟

اے میرے سید! جب کوئی انسان اپنی سچائی کی دلیل رکھتا ہو اور وہ ہو بھی حق پر اور مزید وہ اپنی سچائی کا عرفان بھی رکھتا ہو تو پھر ایسے شخص کو ڈر کیسا؟ دراصل یقین محکم ہی انسان کو ہر قسم کی مخالفت کی آگ میں چھلانگ لگانے کی جرأت دلاتا ہے۔

جنبہ صاحب کے سارے خوف دور ہو چکے تھے تو پھر اپنی سچائی کے اتنے بڑے نشان کو بیان کرنے میں کیا خوف تھا۔

اسی واقع کے سلسلہ میں جنبہ صاحب کے ایک مرید سے بات ہوئی اور میں نے پوچھا کہ جنبہ صاحب نے کہاں حضورؒ سے اس بچی کے رشتہ کی ڈیمانڈ کی تھی اور یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر میرے ساتھ شادی نہ ہوئی تو یہ ہو گا۔ تو وہ صاحب فرمانے لگے وہ اور خطوط ہیں مگر پردہ کی خاطر جنبہ صاحب نے انہیں اپنی ویب سائٹ پر نہیں ڈالا۔ میں نے پوچھا کہ کون سا پردہ۔ یہ ویب سائٹ حضورؒ کی وفات کے بعد بنائی ہے اور ہر بات تو لکھ لکھ کر ویب سائٹ پر ڈالی ہوئی ہے۔ تو ان خطوط کو ڈالنے میں کیا قباحت تھی۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ جنبہ صاحب اپنے دوسرے خط میں حضورؒ کو لکھ رہے ہیں کہ

اے میرے سید! اپریل ۱۹۹۳ء میں آپ کی خدمت اقدس میں ایک مضمون جو کہ دو حصوں پر مشتمل تھا بغرض دعا اور راہنمائی بھیجا تھا۔ اس مضمون کے ساتھ ایک مختصر سا خط بھی روانہ کیا تھا حالانکہ ضروری تھا کہ میں اس پس منظر کو بھی پوری تفصیل کے ساتھ لکھ کر آپ کی خدمت اقدس میں بھیجتا جس میں یہ مضمون لکھا گیا تھا۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکا اور اشارہ کنایہ میں بات پیش کی۔ شاید آپکے ادب، شرم اور حیا کی بدولت پوری تفصیل نہ لکھ سکا۔ بہرحال اس مضمون کے سلسلہ میں آپ نے جو جواب عنایت فرمایا وہ میں نے من وعن قبول کیا اور دل میں یہ سمجھتے ہوئے کہ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ اس واقعہ کو گزرے قریباً چار سال ہو گئے ہیں اور میں اب بھی اس عہد پر قائم ہوں۔ لیکن پچھلے کچھ عرصہ سے بار بار غائب سے دل میں یہ بات پڑ رہی ہے کہ میں نے آپکی خدمت اقدس میں اس مضمون کے پس منظر کی وضاحت نہیں کی۔ لفظ وضاحت دل

اس خط میں جنبہ صاحب لکھ رہے ہیں کہ "میں نے چار سال پہلے آپ کو ایک خط لکھا تھا"۔ اگر درمیان میں بھی خط لکھا تھا تو کیا اس خط میں جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایسے ہی اپنے تیسرے خط کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں۔

امید ہے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بفضل اللہ تعالیٰ بخریت ہونگے آمین۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے میرے خط کا جواب عنایت فرمایا۔ آپکا جواب جیسا بھی تھا میں نے اسے من وعن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے

ایسے ہی اس تیسرے خط میں جو ۲۰۰۲ء میں لکھ رہے ہیں کہ" میں نے پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے جو بھی جواب دیا اسے من وعن قبول کرتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی"۔ اگر درمیان میں خطوط لکھتے رہے ہیں تو پھر ان الفاظ کے کیا معنی ہیں۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے۔ اور اگر یہاں جھوٹ بول رہے ہیں تو باقی باتوں میں سچائی کی کیا ضمانت ہے۔

جنبہ صاحب کی اس پیشگوئی کی حقیقت سامنے ہے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں۔ حسبِ عادت ایک جھوٹ ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں انہیں بندوں کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ معمور ہی لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کو لوگوں تک پہنچانا ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ پیشگوئی کہتے ہی اسے ہیں جو قبل از وقت بیان کی جائے۔ واقع ہو جانے کے بعد یہ کہنا کہ یہ میری صداقت کا نشان ہے ایک جاہلانہ اور جھوٹا بیان ہے۔ جس میں کوئی صداقت نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تمام تر پیشگوئیوں کو قبل از وقت باقاعدہ اشتہاروں کی شکل میں شائع فرمایا۔ کیونکہ آپ کو خدا پر اور خدا کے کئے گئے وعدوں پر مکمل یقین تھا۔ وہ لوگوں سے نہیں پوچھتے پھرتے تھے۔ کہ خدا نے مجھے یہ کہا ہے کیا یہ سچ ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ میرے خدا نے مجھے یہ بتایا ہے اور ایسا ہو گا۔

اپنی عمر کی پیشگوئی

محترم جنبہ صاحب نے اپنے مضامین اور تقاریر میں اپنی عمر کے بارے میں بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ وہ ۲۰۲۸ء تک زندہ رہیں گے۔

ناصر احمد سلطانی صاحب کے مباہلہ کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے اپنی عمر کے حوالے سے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

ناصر احمد سلطانی صاحب۔آپکے علم اور آپکے مؤقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔اب آپ اپنے ہی مؤقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد،غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔لیکن آپ نے اپنی زندگی کے متعلق کبھی بھی لوگوں کو کچھ نہیں

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱)

اپنی عمر کے بارے میں اس پیش گوئی کو جنبہ صاحب اپنے دعوؤں کی سچائی کے لئے بطور نشان پیش کرتے ہیں۔ اگر اس پیش گوئی کو جنبہ صاحب کی سچائی کے لئے بطور نشان مان بھی لیا جائے تو اس کے لئے ۲۰۲۸ء تک کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اپنے اس دعوے کا جواب بھی جنبہ صاحب نے خود ہی دے دیا ہے۔ جو پیشِ خدمت ہے۔ اس جواب کے بعد اس نشان کی بابت مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں رہتی۔

ناصر احمد سلطانی صاحب۔آپکے علم اور آپکے مؤقف کے مطابق مباہلہ کی صحیح معیاد ایک سال ہوتی ہے۔اب آپ اپنے ہی مؤقف سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو لوگوں کیلئے بے مقصد،غیر نفع بخش اور فائدہ سے عاری بنا رہے ہو۔اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تو اپنی زندگی کے بارے میں خبر دی ہوئی ہے اور میں اس کا بارہا اظہار بھی کر چکا ہوں۔لیکن آپ نے اپنی زندگی کے متعلق کبھی بھی لوگوں کو کچھ نہیں بتایا ہے۔اب آپ جس طرح خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج دے رہے ہیں۔ایسی ہی کیفیت کے متعلق ایک عظیم اور زندہ جاوید شاعر جناب مرزا اسداللہ خاں غالب صاحب نے بڑے معنی خیز انداز میں کہا تھا کہ ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

ہم دونوں کی زندگیوں کے خاتمے کا لوگ کہاں تک انتظار کرتے رہیں گے۔لہٰذا سلطانی صاحب کو اپنے مباہلہ کے چیلنج میں بمعہ تاریخ ایک

(نیوز نمبر ۹۳، صفحہ نمبر ۱)

سب سے پہلے دعویٰ کرنے والا سچا ہوتا ہے

محترم جنبہ صاحب اپنی تقاریر اور تحریروں میں اپنی سچائی کے ثبوت میں ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ جو سب سے پہلے دعویٰ کرے وہ سچا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے دیکھا دیکھی کئی دعویدار پیدا ہو جاتے ہیں۔

الجواب:

اگر جنبہ صاحب کے اس معیارِ صداقت کو مان لیا جائے تب بھی بد قسمتی سے جنبہ صاحب اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔ جنبہ صاحب کہتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر میں انہیں علم ہوا کہ وہ موعود زکی غلام اور پندرویں صدی کے مجدد ہیں۔ جبکہ جنبہ صاحب کے دعویٰ سے بہت پہلے اور احباب پندرویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۹۷۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو اس موضوع پر ممبرانِ جماعت کی آگاہی کے لئے خطبات دینے پڑے۔ انہی خطبات کے حوالے جنبہ صاحب اور آپ کے ساتھی پیش کرتے ہیں۔

محترم غلام احمد صاحب (معتمد ایوب و محمود ثانی) اس کی ایک مثال ہیں۔ انہوں نے اپنی ویب سائٹ بھی بنا رکھی ہے۔ جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر آرٹیکل نمبر ۵۰ اور ۵۱ میں انہی صاحب سے جنبہ صاحب کی خط و کتابت ہوئی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے وہاں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

سچا خواب اور قبولیت دعا

جنبہ صاحب اپنے دعوے کی سچائی میں دو اور دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں۔

۱۔ سچا خواب

جنبہ صاحب اکثر جگہ تحریر اور بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء میں شادی کے چند دن بعد انہیں خواب آئی کہ ان کے تین بیٹے ہوں گے۔ اور منجلہ بیٹا غیر معمولی ہو گا۔ اور اس خواب کے عین مطابق ان کے تین بیٹے ہیں۔

۲۔ دعا کی قبولیت

جنبہ صاحب اس بات کا بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے ہم زلف کے ہاں بیٹا نہیں تھا۔ انہوں نے جنبہ صاحب کو بیٹے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جنبہ صاحب نے دعا کی اور انہیں بتایا کہ اب ان کے بیٹا ہو گا۔ ۱۹۸۸ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے نوازا۔ حالانکہ انہوں نے دو بار الٹرا ساؤنڈ کروایا اور ڈاکٹر نے کہا کہ بیٹی ہو گی۔

جنبہ صاحب کی دونوں باتیں ہی بڑی خوش کن ہیں۔ مگر ان سے کسی طور بھی مامور ہونا یا مامور کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کی زندگی میں ایسے واقعات ضرور پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس طریق سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرتا ہے اور یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہر سچے احمدی کے لئے ایسے واقعات معمول کی بات ہیں۔ اگر کوئی احمدی اس تجربہ سے نہیں گزرا تو یہ اس کی بہت بڑی بد قسمتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں بندوں کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے کے واسطے آیا ہوں۔

ماموریت کا دعویٰ کرنے والے کے لئے یہ ایک خوف اور فکر کا مقام ہے کہ آج سے تیس سال پہلے ایک خواب آئی جو سچی ہو گئی اور آج سے ستائیس سال پہلے ایک دعا قبول ہوئی۔ مامورین تو ایک دن میں کئی بار ایسے تجربات سے گزرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میرے دعا کی قبولیت کے لاکھوں واقعات ہیں۔

ایک بار جنبہ صاحب کے ایک مرید نے مجھے یہ دو واقعات سنائے تو میں نے اس سے پوچھا کہ پوری زندگی میں صرف یہی دو واقعات ہیں۔ تو وہ صاحب فرمانے لگے کہ نہیں واقعات تو اور بھی ہیں مگر جنبہ صاحب انہیں بیان کرنے سے شرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ یہ دو واقعات بیان کرنے سے وہ نہیں شرماتے مگر باقی واقعات بیان کرنے سے شرماتے ہیں۔ دوسرا میں نے عرض کیا کہ مامور اور ایک عام آدمی میں فرق ہوتا ہے۔ مامور آتے ہی اس لئے ہیں کہ لوگوں کا خدا سے زندہ تعلق قائم کریں۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے وہ اپنا نمونہ یا اپنی مثال پیش کرتے ہیں۔ جس طرح پرندے اپنے بچوں کو اڑنا سکھانے کے لئے ان کے سامنے خود اڑ کر دکھاتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی مامورین بھی لوگوں کے سامنے اپنے واقعات بیان کرتے ہیں تا لوگوں کے دلوں میں بھی ایک جوش اور تڑپ پیدا ہو اور وہ بھی اس کا تجربہ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

نبی اور ولی کی عبادات میں فرق

"خیانت اور ریاکاری دو ایسی چیزیں ہیں کہ اُن کی رفتار بہت ہی سُست اور دھیمی ہے۔ اگر کسی زاہد کو فاسق کہہ دیا جاوے تو اُسے ایک لذّت آجائے گی اس واسطے کہ وُہ راز جو اُس کے اور اُس کے محبُوب و مَولیٰ کے درمیان ہے وُہ مخفی معلوم دے گا۔ صُوفی کہتے ہیں کہ خالص مومن جبکہ عَین عبادت میں مصروف ہو اور وُہ اپنے آپ کو پوشیدہ کر کے کسی حجُرہ یا کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے بیٹھا ہو۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص اس پر چلا جاوے تو وُہ ایسی طرح شرمندہ ہو جائے گا، جیسے ایک بدکار اپنی بدکاری کو چھپاتا ہے جیسے کہ اس قسم کے مومن کو کسی کے فاسق کہنے سے ایک لذّت آتی ہے۔ اسی طرح دیانت دار کو کسی کے بددیانت کہنے سے جوش میں نہیں آنا چاہیے۔

ہاں! انبیاءؑ میں ایک قسم کا اِستثناء ہوتا ہے، کیونکہ اگر وُہ اپنی عبادت اور افعال کو چھپائیں، تو دُنیا ہلاک ہو جاوے۔ مثلاً اگر نبی نے نماز پڑھ لی ہو اور کوئی کہے کہ دیکھو۔ اس نے نماز نہیں پڑھی، تو اُس کو چُپ رہنا مناسب نہیں ہوتا اور اُسے کو بتلانا پڑتا ہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ مَیں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس لیے کہ اگر وُہ نہ کہے، دُوسرے لوگ دھوکہ میں پڑ کر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ پس نبیوں کو ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادات کا ایک حِصّہ ظاہر طور پر کریں۔ اور لوگوں کو دکھانا مقصُود ہوتا ہے تاکہ ان کو سکھا دیں۔ یہ ریا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ خضر نے ایسے کام کیوں کئے۔ جن میں شریعت کی خلاف ورزی کا مظنّہ تھا، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ خضر صاحبِ شریعت نہ تھا، ولی تھا۔

انبیاء علیہم السّلام کے لیے دونوں حِصّے ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن کو سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً نیکی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔"

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ ۳۹۸)

تاریخ احمدیت تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ چند روز قبل میں ایک نو احمدی کے واقعات سن رہا تھا۔ اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ وہ نو بھائی ہیں۔ مگر کسی کے بھی بیٹا نہیں تھا۔ احمدی ہونے کے باعث مخالفین انہیں طعنہ دیتے تھے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسل ختم کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری بیگم ان دنوں امید سے تھیں۔ میں نے دعا کی اور سب کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ اس دفعہ مجھے بیٹا دے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں الٹرا ساؤنڈ وغیرہ نہیں کروایا جاتا۔ مگر مینے خاص طور پر جا کر دو بار الٹرا ساؤنڈ کروایا اور دونوں بار ڈاکٹر نے بتایا کہ بیٹی ہے۔ مگر میں نے کہا کہ اس بار لازمی بیٹا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے نوازا۔

ہم احمدی تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے۔ اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو۔

نیکی خدا ہے

Virtue is God

محترم جنبہ صاحب کا چیلنج

محترم جنبہ صاحب اپنے دعویٰ کی سچائی کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصّہ ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' سے متعلق ہے اور یہ ایک اِلٰہی نظریہ (اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ یا اُم النظریات) ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل ہے۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ لکھا ہے اور قاری اِس میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات! ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ہے جو میرے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے اِس الہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا کر دکھائے۔؟ خاکسار ۱۹۹۳ء سے اِنتظار کر رہا ہے لیکن کوئی میدان میں نہیں آیا سوائے اَخراج مقاطعہ اور گالیوں کے۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ صفحات پر جنبہ صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے ہر سوال کا قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔ اسی طرح جنبہ صاحب کے اس چیلنج کو بھی قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تائید اور رہنمائی کی روشنی میں قرآن پاک، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی مدد سے جواب دیا جارہا ہے۔

اس کتاب (نیکی خدا ہے) اور اس میں موجود مضامین کی حقیقت اور ان کے جوابات اگلے صفحات پر تفصیل سے پیش ہیں۔ مگر جنبہ صاحب کے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا ایک فوری جواب درجِ ذیل ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی ویب سائٹ پر ایک فولڈر ''لیٹرز'' کے عنوان سے بنایا ہوا ہے۔ اس میں پہلے تین خط وہ ہیں جو جنبہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر کئے تھے۔ ان خطوط کے ساتھ حضورؒ کی طرف سے موصول ہونے والے جواب اور ان موصول شدہ جوابوں پر تبصرہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا چیلنج بھی حضورؒ کے پہلے خط کے جواب میں لکھے گئے جواب میں درج ہے۔ اسی جواب میں جنبہ صاحب اپنے دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں کی صداقت کے ثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

''شیطانی وساوس''۔۔اور۔۔''پیغامیوں والا فتنہ''

خاکسار نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے حصہ اول میں (۱) قرآن مجید (۲) زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات اور (۳) حضرت بانئے جماعت کی اپنی تحریر کی روشنی میں قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت بانئے جماعت کی نرینہ اولاد بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتی لہٰذا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود بالکل جھوٹا ہے۔ چونکہ مجھ سے پہلے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' اور اِسکے امیر مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے اِس وجہ سے خلیفہ رابع صاحب نے میری کتاب میں مذکورہ میرے خیالات کو ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیا ہو۔؟ اِس ضمن میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ جس طرح وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سرسید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد پیدا ہوگیا تھا بعینہٖ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوریوں یا پیغامیوں) کے خیالات میں بھی توارُد پیدا ہوا ہے۔ خیالات کی اس ہم آہنگی میں اگر کوئی فرق تھا تو وہ درجِ ذیل ہے۔

وفاتِ مسیح کے متعلق سرسید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد

(۱) سرسید احمد خاں کو از روئے عقل یہ پتہ چلا تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے اور نہ ہی اُنہوں نے بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونا ہے بلکہ دیگر اِنسانوں کی طرح وہ فوت شدہ ہیں۔ اُنہوں نے کبھی یہ دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ مجھے وفات مسیح کے متعلق کوئی اِلہام ہوا ہے۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں۔ ''عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں کلام نہیں کیا اور نہ ہی وہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا ضرور گیا مگر وہ صلیب پر مرے نہیں۔'' (بحوالہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۹۳ء جنگ لندن۔ محمد احمد حامی) سرسید احمد خاں صاحب اِس ضمن میں مزید لکھتے ہیں۔ ''چونکہ وہ بجد (بجسم۔ناقل) عنصری آسمان پر نہیں گئے اس لیے آسمان سے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' (ایضاً)

اِسی طرح حضرت بانئے جماعتؑ نے اِس سلسلہ میں ۱۸۹۱ء میں اپنا ایک اِلہام شائع فرمایا۔! ''**مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَ كَانَ وَعْدُاللّٰهِ مَفْعُوْلاً ۔ اَنْتَ مَعِيْ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ۔ اَنْتَ مُصِيْبٌ وَّ مُعِيْنٌ لِّلْحَقِ۔** '' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ بحوالہ ازالۂ اوہام) عربی عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سرسید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی ضرور پیدا ہوئی لیکن اِسکے باوجود اِن دونوں کے نقطہ نظر میں فرق بھی ہے۔ مثلاً۔ اول الذکر نے بذریعہ عقل وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا جبکہ ثانی الذکر نے نہ صرف حضرت مسیح ابن مریمؑ کی وفات کے متعلق اِلہامی دعویٰ کیا بلکہ اِسکی تائید اور ثبوت میں قرآن مجید کی تیس (۳۰) آیات کیساتھ اُس کا فوت شدہ ہونا بھی ثابت کر دیا۔

(۲) حضرت بانئے جماعتؑ نے اپنے مثیل مسیح یعنی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا جبکہ سرسید احمد خاں کا کوئی ایسا اِلہامی دعویٰ نہیں تھا۔

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳، ۴)

مندرجہ بالا تحریر میں جنبہ صاحب فرما رہے ہیں کہ وفاتِ مسیح کے متعلق سر سید احمد صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی تھی۔ مگر دونوں کے دعوؤں میں ایک واضح فرق تھا۔

سر سید احمد صاحب نے وفاتِ مسیح کا عقیدہ عقل کی بنیاد پر کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ الہام کی بنیاد پر کیا تھا۔ اس کے ثبوت میں جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام بھی درج فرمایا ہے۔

اس کے بعد جنبہ صاحب اپنے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق انجمن اشاعتِ اسلام لاہور اور خاکسار کے نقطہ نظر میں توارُد

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنے رسالہ ''المصلح الموعود'' میں لکھتے ہیں:۔

''میاں محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کے متعلق سب سے پہلے پیر منظور محمد صاحب نے ۲۷۔مئی ۱۹۱۴ء کو یعنی اختلاف کے اڑھائی ماہ بعد ایک مضمون لکھا جو رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا۔ اسکے جواب میں جون ۱۹۱۴ء میں میں نے ایک رسالہ بنام ''المصلح الموعود'' لکھا جس میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریروں سے اور آپکے اِلہامات سے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کے تین موجود بیٹے اپنی اپنی جگہ حضرت صاحب کی دوسری پیشگوئیوں کے مصداق ضرور ہیں مگر مصلح موعود والی پیشگوئی کا کوئی بھی اِن میں سے مصداق نہیں اور حضرت صاحب کو اِن تینوں کی پیدائش کے بعد اِلہاماً یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ موعود اب تک پیدا نہیں ہوا بلکہ اِنکے بعد پیدا ہوگا۔ پیر صاحب نے جو بنیاد رکھی تھی جماعت قادیان اِس پر تیس سال برابر عمارت بناتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۴۴ء کے شروع میں جناب میاں صاحب نے بھی کہہ دیا کہ مجھے خواب آ گیا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اِس اختتامی اداکاری کے بعد جماعت قادیان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ لیکن معذرة الی ربکم ولعلهم یتقون کا ارشاد اِس بات کا مقتضی ہے کہ کوئی قوم کتنی بھی لاپرواہو نصیحت چھوڑنی نہیں چاہیے۔'' (المصلح الموعود صفحہ ۳ مصنف مولوی محمد علی صاحب۔ اپریل ۱۹۴۴ء)

یہ یاد رہے اور میں نے اِس کا اپنے مضامین میں بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میں مذہبی لحاظ سے اُمی تھا۔ نہ میں مولوی نہ صحابی اور نہ ہی کسی مولوی اور صحابی کا بیٹا تھا۔ میں اِن روحانی راہوں کا قطعاً راہی نہیں تھا۔ دورانِ تعلیم مجھے احمدیت کے مطالعہ کا کوئی موقعہ میسر نہ آیا۔ میں صرف پیدائشی احمدی تھا اور میرا دینی علم بھی واجبی سا تھا۔ دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے شاید میں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی ایک آدھ رسالہ مثلاً کشتی نوح وغیرہ پڑھا ہو۔ حضرت بانئے جماعت کی کتب کے سلسلہ میں اگر کسی کے علم کا یہ حال ہو تو پھر پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اُس نے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے مؤقف کو کہاں سے پڑھ لیا ہوگا۔؟ اب جس طرح حسن اتفاق سے وفات مسیح کے ضمن میں سر سید احمد خاں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے خیالات میں ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا تھا بالکل اسی طرح خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور یا بقول خلیفہ رابع پیغامیوں کے خیالات میں بھی ایک قسم کی ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا ہے۔ اور اگر اِس توارُد اور ہم آہنگی میں کوئی فرق ہے تو یہ فرق بھی ویسا ہی ہے جیسا وفات مسیح کے سلسلہ میں سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعت کے درمیان میں تھا۔ مثلاً۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے عقلی طور پر حضرت بانئے جماعتؑ کے اِلہامات اور آپکی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ حضورؑ کے موجود بیٹے (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے اور مصلح موعود یعنی زکی غلام نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ مزید برآں اس ضمن میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی سر سید احمد خاں کی طرح کوئی اِلہامی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ برخلاف اِسکے اِس عاجز پر حضرت بانئے جماعت کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اِنکشاف ہوا کہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔ اور پھر جس طرح حضرت بانئے جماعت نے حیات مسیح کو قرآنی آیات کیساتھ غلط ثابت کیا بعینہٖ میں نے بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن مجید، حضورؑ کے اِلہامات اور آپکی تحریروں کی روشنی میں قطعی طور پر غلط ثابت کیا ہے۔

(۲) سر سید احمد خاں کی طرح مولوی محمد علی صاحب نے بھی کوئی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا جبکہ اِس عاجز کا حضرت بانئے جماعتؑ کی طرح اِلہامی طور پر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ ہے۔

(۳)اگر پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں میرے اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خیالات کے توارُد یا ہم آہنگی کو خلیفہ رابع ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دینے پر بضد ہیں تو پھر اُنہیں وفات مسیح کے ضمن میں حضرت بانئے جماعت کے نقطہ نظر کو بھی ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' قرار دینا پڑے گا کیونکہ آقا اور غلام کیساتھ ایک جیسا معاملہ ہوا ہے۔لیکن اگر خلیفہ رابع صاحب حضرت بانئے جماعت کے متعلق ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تو پھر اُنہوں نے آپکے زکی غلام کے متعلق ایسا کیوں الزام لگایا ہے۔؟

(۴)اگر خلیفہ رابع صاحب یا کسی اور کا یہ خیال ہو کہ وفات مسیح کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ کو اِلہاماً پتہ چلا تھا تو پھر ہم اِسے ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' کیسے قرار دے سکتے ہیں۔؟تو جواباً عرض ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اس عاجز کو اِلہاماً پتہ چلا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نرینہ اولاد اِسکے دائرہ بشارت میں نہیں آتی اور خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود کلیتہً جھوٹا ہے۔تو پھر خلیفہ رابع کو یہ حق کس نے دیا تھا کہ وہ بغیر دلیل کے میری کتاب کو''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیں۔؟

(لیٹر نمبر۱، صفحہ نمبر ۴،۵)

محترم جنبہ صاحب تحریر فرمارہے ہیں " اگر خلیفہ رابع صاحب یا کسی اور کا یہ خیال ہو کہ وفاتِ مسیح کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ کو الہاماً پتہ چلا تھا تو پھر ہم اسے " سر سید احمد خان والا فتنہ" کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ تو جواباً عرض ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اس عاجز کو الہاماً پتہ چلا ہے"۔

الجواب:

جنبہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو وفاتِ مسیح اور اپنے مسیح موعود ہونے کا الہاماً پتہ چلا تھا تو انہوں نے سب کے سامنے بغیر ڈیمانڈ کے اس الہام کو پیش کر دیا تھا۔ اور آپ نے بھی اس الہام کو اوپر درج فرمایا ہے۔ ممبران جماعت احمدیہ گزشتہ ۱۱ سال سے آپ سے یہی ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ جس الہام کے ذریعے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا ہے اور آپ(عبد الغفار جنبہ صاحب) وہ موعود مصلح موعود ہیں۔ اسے شائع فرمائیں۔ لیکن آج تک آپ نے اس الہام کو شائع نہیں فرمایا۔ بلکہ طرح طرح کی تاویلیں کر کے بات کو ٹال رہے ہیں۔

اب تو آپ کے دعوے مجدد، مسیح عیسیٰ ابن مریم اور نبی اللہ ہونے کے بھی ہیں۔ تو آپ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے الہام کے وہ الفاظ درج فرمائیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام مراتب سے نوازا ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنے اسی جوابی مضمون میں ایک حدیث بھی درج فرمائی ہے۔

''عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔''(بخاری کتاب الایمان بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۹۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

جنبہ صاحب تمام احمدی مومن آپ سے وہی چیز پوچھ رہے ہیں جسے وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ اور جسے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے لئے پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی مومنوں والا کام کریں اور جس طرح آپ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کو پیش کیا ہے۔ اپنا بھی الہام پیش کریں۔ مثال وہ دیں جس پر خود بھی عمل کرتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳

۳۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۴

۴۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف ۶۱ : ۳، ۴)

جنبہ صاحب کے اس الہامی نظریہ کی سمجھ آج تک آپ کے کسی مرید کو بھی نہیں آئی۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اس الہامی نظریہ کی سمجھ آج تک خود جنبہ صاحب کو بھی نہیں آئی۔

جنبہ صاحب کے اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے میں نے پہلے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ پھر اس سلسلہ میں لکھے گئے جنبہ صاحب کے دیگر مضامین کا مطالعہ کیا۔ مگر بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اس میں کون سا الہامی نظریہ ہے۔ اور کون سے ایسی بات ہے جسے جھٹلانے کے لئے جنبہ صاحب چیلنج کر رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید مجھے ہی بات کی سمجھ نہیں آرہی۔ اس لئے میں جنبہ صاحب کی سوال وجواب کی محافل کو سننا شروع کیا۔ اس میں جنبہ صاحب کے ایک مرید نے آپ سے اس کتاب کے بارہ میں پوچھا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ بہت ثقیل اور گہرا مضمون ہے۔ سوال وجواب کی محفل میں اس کا جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے کل کی تقریر میں اس

کی وضاحت کروں گا۔ اگلے دن کی تقریر تقریباً اڑھائی گھنٹہ پر محیط تھی۔ اور اس پوری تقریر میں جنبہ صاحب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یہی بتاتے رہے کہ بہت ثقیل اور گہرا مضمون ہے۔ تھوڑی دیر میں وضاحت نہیں ہو سکتی۔ اس سے احباب اس الہامی نظریہ کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خود جنبہ صاحب کو بھی نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا لکھا ہے۔ یا اس کتاب میں کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں جسے بیان کیا جا سکے۔

اگلے صفحات پر جنبہ صاحب کی الہامی کتاب ''نیکی خدا ہے'' کی حقیقت پیش ہے۔

کتاب ”نیکی خدا ہے“ پر ایک نظر

مندرجہ بالا کتاب کی حقیقت جاننے کے لئے خاکسار نے جنبہ صاحب کی خدمت میں یہ سوال تحریر کیا تھا۔

سوال نمبر ا۔۔”آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو جو خطوط لکھے اِن میں دو کتابچوں کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ ساتھ بھجوا رہا ہوں۔وہ دو کتابچے کون سے تھے۔اندازے سے میں نے اُنہیں آپکی ’کتاب غلام مسیح الزماں‘ اور ’نیکی خدا ہے‘ خیال کیا ہے۔کیا یہ درست ہے؟ کیا وہ اصل کتابچے جو آپ نے حضور کو بھجوائے تھے خاکسار کو بھجوا سکتے ہیں۔کیونکہ ویب سائٹ پر موجود کتابچے پر آپ نے تحریر فرمایا ہے۔نظرثانی کے بعد۔اس لیے میں وہ اصل کتابچے پڑھنا چاہتا ہوں۔“

جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب۔۔خاکسار نے مورخہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء کے دن جناب خلیفہ رابع صاحب کو جو دو کتابچے بھیجے تھے۔اُنکے متعلق آپ نے جو اندازہ لگایا ہے وہ بالکل درست ہے۔خاکسار یہاں اسکی مزید وضاحت کرتا ہے۔کتاب غلام مسیح الزماں جو اس وقت alghulam.com پر آن ایئر ہے۔اس کتاب کا حصہ اوّل ”الہامی پیشگوئی کا تجزیہ“ جو صفحہ ۱۲۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۳۵ تک چلتا ہے۔یہ اُردو کا کتابچہ تھا۔ جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔اسی کتاب کا حصہ دوم جو کتاب کے صفحہ ۲۳۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۴۶ تک چلتا ہے۔اس وقت کتاب میں اس کا عنوان ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“۔”نیکی خدا ہے“۔”سلطان مبین“ لکھا ہوا ہے۔یہ وہ دوسرا کتابچہ تھا جو میں نے جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیجا تھا۔یہ کتابچہ میں نے اولاً انگریزی میں لکھا تھا اور اس کا عنوان خاکسار کے الہام ”Virtue is God“ پر مشتمل تھا۔

اُردو کتابچے کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ میں نے اِس کو ہاتھ سے لکھا تھا اور پرنٹر نے اسے کتابی شکل میں ڈھال دیا۔اُس وقت میرے پاس اسکی ۱۴ کاپیاں تھیں۔ایک کتابچہ تو جناب خلیفہ رابع صاحب کو بھیج دیا تھا اور باقی ۱۲ کتابچے خاکسار نے سنجیدہ دوست احباب کو پڑھنے کیلئے دے دیئے تھے۔ایک کتابچہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔میں اس کتابچے کو کسی کو دے نہیں سکتا کیونکہ یہ بطور ثبوت اور ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔اگر کوئی میرے پاس آ کر اس کتابچے کو پڑھنا چاہے تو۔۔۔چشم ماروشن۔دِل ماشاد

جہاں تک دوسرے کتابچے یعنی Virtue is God کا تعلق ہے۔میں نے یہ کتابچہ باقاعدہ چھاپہ خانہ سے شائع کروایا تھا۔اگر آپ اس کتابچے کو پڑھنا چاہیں تو میں اصل کتابچے کو بذریعہ ڈاک آپ کو بھیج سکتا ہوں۔ہوسکتا ہے کہ انگریزی کا یہ اصل کتابچہ کینیڈا میں میرے کسی پیروکار کے پاس بھی موجود ہو۔اپنے لکھے ہوئے انگریزی کتابچے (Virtue is God) کا ترجمہ خاکسار نے خود کیا تھا۔یہ دونوں کتابچے [پیش لفظ،تعارف،مقدمہ اور جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ کے علاوہ] میری کتاب غلام مسیح الزماں میں حصہ اوّل (الہامی پیشگوئی کا تجزیہ) اور حصہ دوم (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کے طور پر شامل ہیں۔نظرثانی کرتے وقت اِن دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی

گئی ہے۔مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے۔یا حصہ اوّل میں حضورؒ کے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں چند مزید حوالے بڑھا دیئے ہونگے۔میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ نظر ثانی کرتے وقت دونوں کتابچوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے لیکن اِن دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے۔غلام مسیح الزماں کتاب جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے۔آپ اس میں دونوں کتابچوں کے اصل مضامین پڑھ سکتے ہیں۔تعارف میں حضورؓ کا موعود غلام کے بارے میں مبشر الہامی کلام درج ہے جبکہ مقدمہ اُن تین خطوط پر مشتمل ہے جو خاکسار نے مختلف اوقات میں جناب خلیفہ رابع صاحب کو لکھے تھے۔میں کسی خطبہ جمعہ میں آپ کیلئے یہ دونوں کتابچے ناظرین کو دکھاؤں گا۔

خاکسار نے یہ درخواست ۱۳اکتوبر ۲۰۱۴ء بذریعہ ای میل کی تھی اور جنبہ صاحب کا مندرجہ بالا جواب مورخہ ۳۰نومبر ۲۰۱۴ء کو تحریر کیا گیا تھا اور خاکسار کو ۲ دسمبر ۲۰۱۴ء کو بذریعہ ای میل موصول ہوا تھا۔

حسبِ وعدہ جنبہ صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۵ دسمبر ۲۰۱۴ء میں دونوں کتابوں کو دکھایا۔
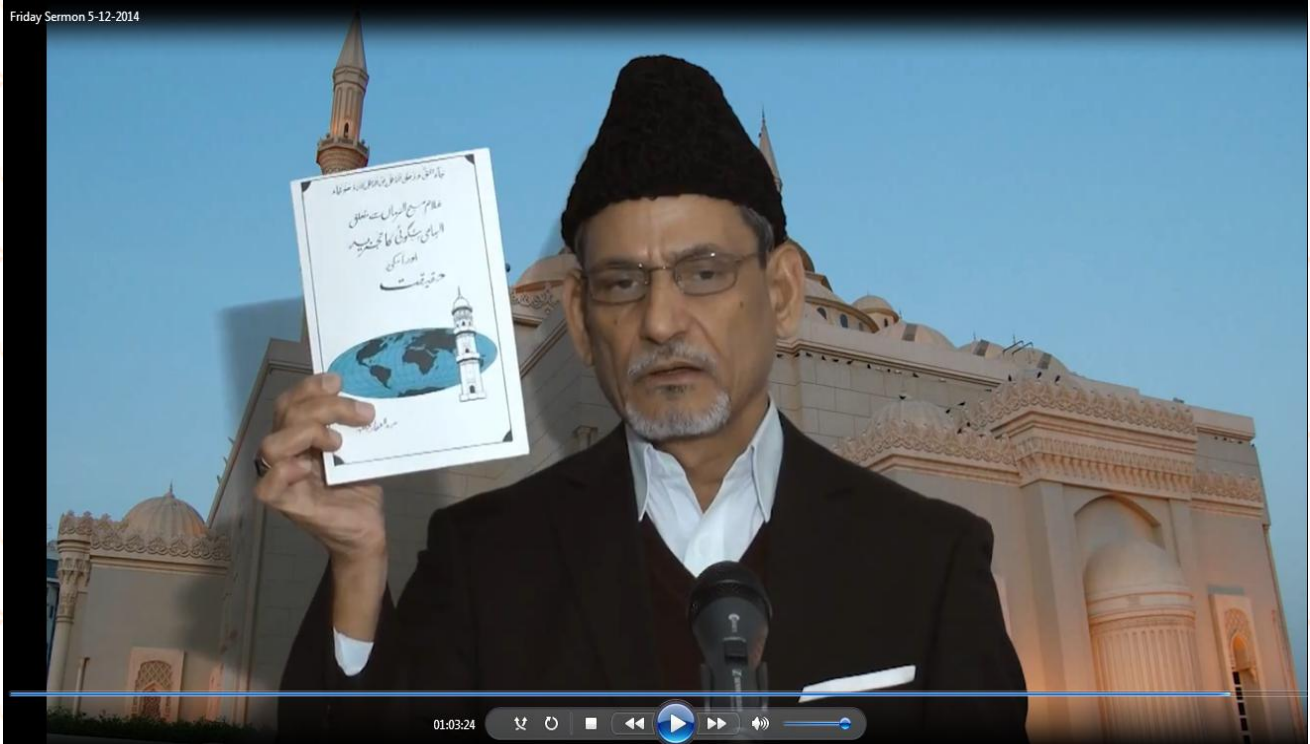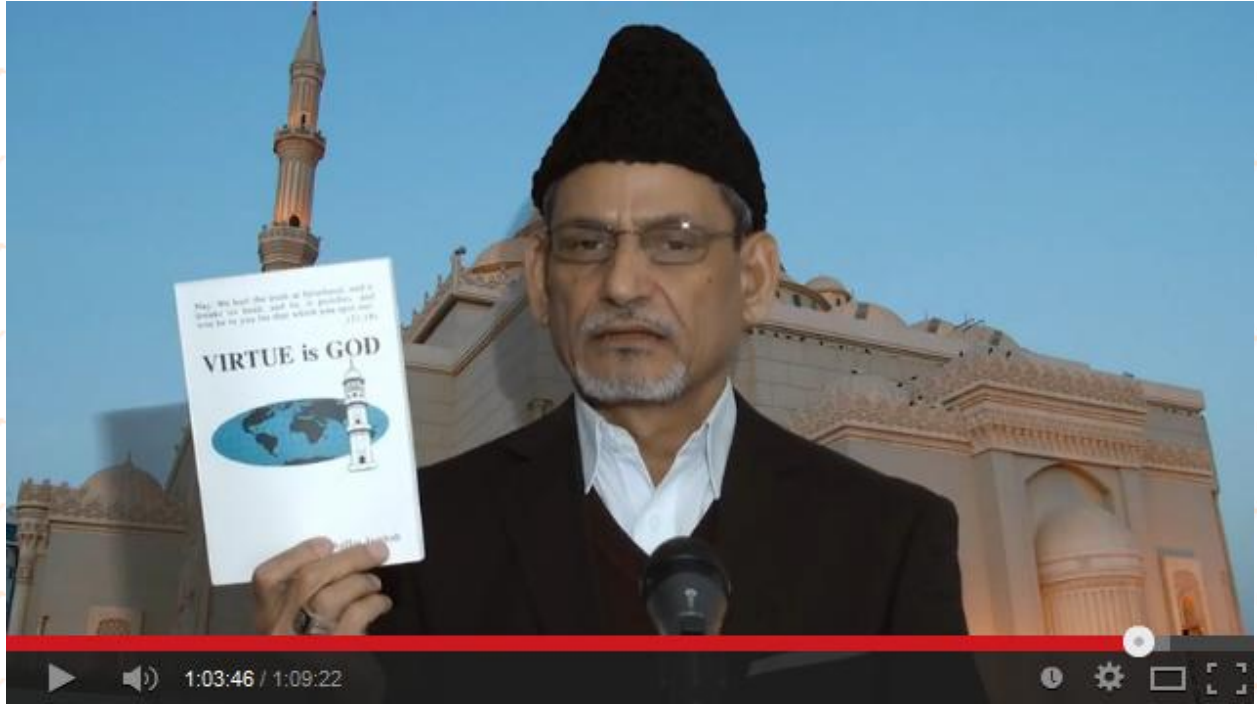
بعد ازاں اسی کتاب ”نیکی خدا ہے“ اور کتاب ” امام مسیح الزماں کے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اس کی حقیقت کو دوبارہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں دکھایا۔
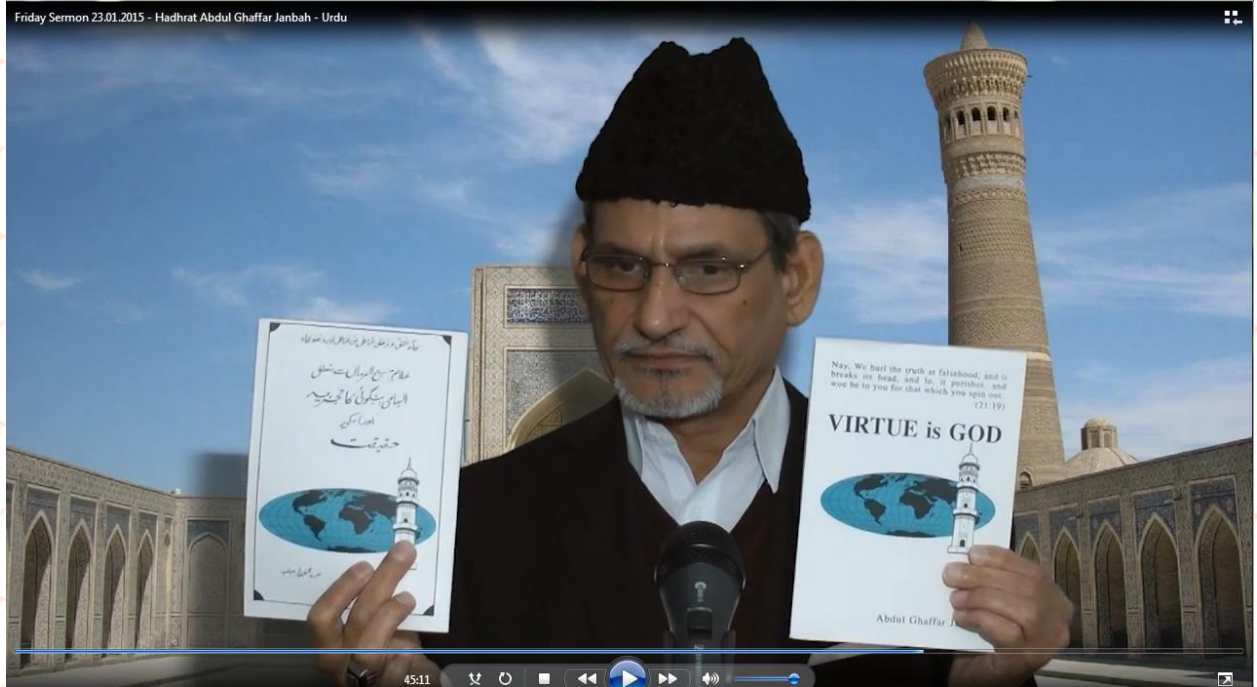
(خطبہ جمعہ، مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء)

اس کتاب(Virtue is God) کے سلسلہ میں دو تین ضمنی باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جنبہ صاحب کا پہلا خط جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر کیا تھا اور اس وقت آپ کی ویب سائٹ پر موجود ہے، میں جنبہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ دو مضامین بجھوا رہا ہوں۔

اے میرے آقا! آپ کی خدمت میں دو مضامین بغرض دعا اور راہنمائی ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ دعا کیساتھ میری راہنمائی بھی ضرور فرمائیں گے۔ آمین

جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب "آمد مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت" ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم

حضورؒ نے کسی دوسری کتاب کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؒ کو جنبہ صاحب کی ایک ہی کتاب موصول ہوئی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ دونوں تصاویر میں جنبہ صاحب نے جو کتاب "VIRTUE IS GOD" پکڑی ہوئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جو جنبہ صاحب نے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی۔ لیکن وہ کتاب جو اس وقت جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود ہے وہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ اور یہ ۲۰۰۴ء کے بعد پرنٹ ہوا ہے۔ نیز ان دونوں کتابوں میں بہت فرق ہے۔

تیسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والی کتاب "Virtue is God" میں جنبہ صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ لیکن بعد کے ایڈیشن میں اس پیشگوئی کا ذکر کر کے خود کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔

جنبہ صاحب اور آپ کے مرید جماعت احمدیہ پر تحریف کے الزامات لگاتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ ۱۹۹۲ء میں شائع شدہ کتاب اور ۲۰۰۴ء کے بعد شائع ہونے والی کتاب میں تحریف کے ڈھیر لگا دیئے ہیں اور سارے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس کے چند نمونے اگلے مضمون میں پیشِ خدمت ہیں۔

کتاب "VIRTUE IS GOD" اور تحریف کے ریکارڈ

محترم جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں نے جماعت احمدیہ پر مختلف کتابوں میں تحریف کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ان کا جواب گزشتہ صفحات پر تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ مضمون میں پڑھا ہے کہ میرے پوچھنے پر جنبہ صاحب نے اپنی اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا۔

کا تجزیہ) اور حصہ دوم (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کے طور پر شامل ہیں۔ نظر ثانی کرتے وقت اِن دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔ کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یا حصہ اوّل میں حضورؑ کے پیشگوئیوں کے سلسلہ میں چند مزید حوالے بڑھا دیئے ہونگے۔ میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ نظر ثانی کرتے وقت دونوں کتابچوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے لیکن اِن دونوں کتابچوں میں کوئی قابل ذکر کمی نہیں کی گئی ہے۔ غلام مسیح الزماں کتاب جو اس وقت ویب سائٹ پر آن ایئر ہے۔ آپ اس

جنبہ صاحب میرے سوال کے جواب میں فرمارہے ہیں کہ "ان دونوں کتابچوں میں معمولی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً کسی لفظ کو درست کیا ہے۔ کسی جگہ پر زیادہ موزوں فقرے کا اضافہ کیا گیا ہے" نیز لکھتے ہیں "لیکن ان دونوں کتابچوں میں کوئی قابلِ ذکر کمی نہیں کی گئی ہے"۔

جنبہ صاحب کے اس ارشاد کی حقیقت جاننے کے لئے خاکسار ۱۹۹۲ء اور ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والی کتاب "Virtue is God" کے چند صفحات آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ قابلِ ذکر کمی کی گئی ہے یا نہیں۔ نیز اس کی جانے والی کمی یا معمولی تبدیلی سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ غلام امام الزماں کے دل میں اپنے آقا کی کیا اہمیت اور عزت ہے۔ اور اس تبدیلی کا اصل مقصد کیا ہے۔

ذیل میں پہلے ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والی کتاب کے چند صفحات پیشِ خدمت ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۴ء کے بعد شائع ہونے والی کتاب جو اس وقت جنبہ صاحب کی ویب سائٹ پر موجود ہے کے وہی صفحات پیش کرتا ہوں۔

FOREWORD

The concept of Virtue is very important in the domain of knowledge. Although this term has been interpreted differently; yet we do not find its such account, which removing all doubts, satisfies our heart and mind. Besides introduction, my thesis is composed of three chapters. The first chapter deals with the spirit of Virtue. Logically, it has been explained under different topics. With respect to Socrates, Luis E. Navia writes, "About whom, in a sense, we know a great deal, but about whom, in another sense, we know hardly anything at all."

Socratic theory of Knowledge has been pointed out in the second chapter. Turning away from the traditional viewpoint, it has been renewed altogether. Along with this, sources of Knowledge and degrees of human understanding have been mentioned.

Moreover, the concept of sciences discusses the nature and scope of different sciences while under the concept of the Divine covenant, the object of human life has been explained. In the last chapter, Virtue is God has been verified with the Divine words.

It should be kept in mind that the truth is simple, naive and incontrovertible. It does not need glamour of words for its expression, for beauty needs no ornaments. In order to comprehend it, righteousness is needed and not a mere scholarly mind.

I am thankful to my Immam Hazrat Mirza Tahir Ahmed, Khalifa-tul-Messiah IV (May Allah strengthen his hands) whose prayers enable me to write on this subject. I pray for his long life, Ameen. Finally, I am thankful to my mother, to late father, other members of my family, those friends and publisher, who assisted me in any way during the writing and publishing of this thesis. I would like to record my special appreciation of the help of Mr. Munir Ahmad Choudhry. I pray for their success and welfare in this world and in the next world.

December 1992

Abdul Ghaffar Jambah
2300 Kiel, Germany

(۱۹۹۲ء میں شائع شدہ کتاب کا صفحہ)

مندرجہ بالا صفحہ موجودہ ایڈیشن میں سے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس صفحہ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا تھا کہ یہ مضمون حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعاؤں کے طفیل لکھا گیا ہے۔ اس صفحہ میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں کہ یہ مضمون کسی الہام کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ یا اس کا نام "Virtue is God" کوئی الہام ہے۔ یا یہ مضمون خدا کے فضل یا مدد سے لکھا ہے۔

بلکہ جنبہ صاحب نے اپنی تحریرات میں اکثر جگہ اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ایم اے کا امتحان دینے کے بعد ۱۹۸۳ء میں مذید تعلیم کے لئے ایک مکالہ لکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے لئے سقراط کے ایک بیان "Virtue is Knowledge" کا انتخاب کیا۔ یہ مضمون دسمبر ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوا۔ لگتا ہے اس وقت تک جنبہ صاحب نے اس کتاب کو الہامی قرار دینے کا کوئی پروگرام نہیں بنایا تھا۔ یا کسی نے اس طرف توجہ نہیں دلائی تھی۔

بعد ازاں آپ نے اس کتاب کو الہامی قرار دے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر نکالنے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین، اور فیملی کے باقی احباب کا ذکر بھی نئے ایڈیشن سے غائب کر دیا۔ مگر ایک دوست کا ذکر کرنا نہیں بھولے۔ یہ ذکر دونوں ایڈیشنوں میں موجود ہے۔ لگتا ہے اس صاحب نے کافی مدد کی ہے۔ جنبہ صاحب نئے ایڈیشن میں تحریر فرماتے ہیں۔

I am thankful to those friends who assisted me in any way during the writing and publishing this essay. I would like to record my special appreciation of the help of Munir Ahmad. I pray for their success and welfare in this world and in the next world.

December 1992

Abdul Ghaffar Janbah
Kiel, Germany

جنبہ صاحب بھول گئے کہ آپ نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ اور الہامی کتاب لکھنے میں کوئی دوست کیسے مدد کر سکتا ہے۔ الہامی کتاب تو صرف خدا کی مدد کی متقاضی ہوتی ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن سے اتر گئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر کبیر کے سلسلہ میں کافی مذاق اڑا چکے ہیں کہ اس کے لکھنے میں دوسرے لوگوں نے مدد کی تھی۔ وہ تو دس جلدوں پر مبنی تفسیر ہے جس میں بے شمار حوالے ہیں۔ مگر جنبہ صاحب یہ تو چند صفحات ہیں اور ان کے لکھنے میں بھی دوستوں کی مدد؟؟؟؟

آیئے اب دونوں ایڈیشنوں کا اگلا صفحہ دیکھتے ہیں۔
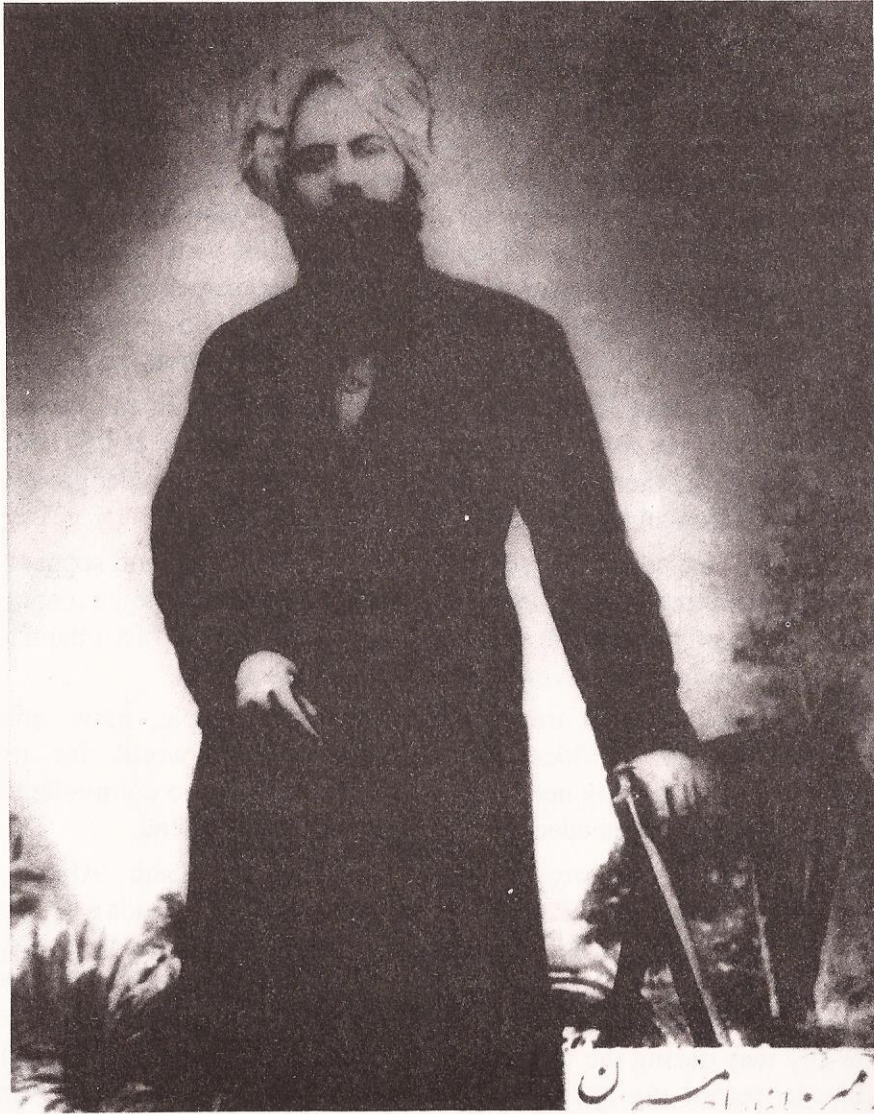
Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him) 1835-1908
(Promised Messiah and Mahdi)

A warner came into the world and the world accepted him not but God shall accept him and will demonstrate his truth with powerful assaults.

12

(۱۹۹۲ء میں شائع شدہ کتاب کا صفحہ)

Abdul Ghaffar Janbah

"He will be extremely intelligent and understanding and will be meek of heart and will be filled with scientific and philosophic knowledge. He will convert 3 into 4 (of this the meaning is not clear). It is Monday a blessed Monday. Son, Delight of the heart high ranking noble; a manifestation of the First and the Last, a manifestation of the Truth and the Supreme; as if Allah has descended from heaven."

آقا کے نام نہاد سچے غلام نے ۱۹۹۲ء کے ایڈیشن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر شائع کی تھی۔ مگر نئے ایڈیشن میں سے اس تصویر کو غائب کر دیا اور اس کی جگہ اپنی تصویر لگالی۔

اپنی تصویر کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی تو درج فرمائی مگر تعصب کی انتہا دیکھئے کہ اس پیشگوئی کے نیچے حوالہ درج نہیں کیا۔ کہ یہ کس کا ارشاد ہے یا اسے کہاں سے لیا گیا ہے۔

خاکسار نے اپنی اس کتاب کے شروع میں یہ بات تحریر کی تھی کہ جنبہ صاحب پیشگوئی مصلح موعود کی آڑ میں دراصل حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت پر حملہ کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ اپنی بات کے ثبوت میں بہت کچھ گزشتہ صفحات پر لکھ چکا ہوں۔ اور ایک ثبوت ابھی آپ کو دکھادیا ہے۔ اور ابھی چند ثبوت اور دکھاؤں گا۔

۱۹۹۲ء کے ایڈیشن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر چسپاں کرنے کے بعد آپؑ کا ایک تعارف بھی شائع کیا گیا تھا۔ یہ تعارف حضرت سر ظفر اللہ صاحبؓ کی ایک تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ تعارف سات سے زائد صفحات پر مبنی تھا جو پورا کا پورا نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ اس تعارف میں جنبہ صاحب نے یہ حوالہ بھی شامل کیا تھا ہے۔

There are prophecies attributed to the Holy prophet of the advent of a Mahdi and a Messiah, in the latter days . The Holy Prophet specified that these prophecies would be fulfilled in the appearance of the same person who would be both Mahdi and Messiah and thus there was no doubt left that the spiritual second advent of the Holy Prophet indicated in 62:4 would be fulfilled in that person. The Holy prophet indicated that he would be of Persian descent.

مگر آج جنبہ صاحب اس بات کا انکار کر رہے ہیں۔ اور ایک اور حدیث پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔ اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب وہ موعود مہدی ہیں اور میں موعود مسیح ہوں۔ (اس کا حوالہ گزشتہ صفحات پر دے چکا ہوں)

حضرت مسیح موعودؑ سے یہ دشمنی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مزید اظہار اس طرح کیا ہے۔ کہ اپنے پرانے ایڈیشن میں جنبہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیا اس کے نیچے حوالہ لکھا ایسے ہی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر کا حوالہ دیا

اور اس کا حوالہ لکھا مگر نئے ایڈیشن میں آنحضرت ﷺ کی حدیث کا حوالہ تو موجود ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ کا نام وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس سے جنبہ صاحب کے ذہن اور مقصد کی مذید عکاسی ہوتی ہے۔

CHAPTER—ONE

THE SPIRIT OF VIRTUE

How convenient the people would have been
had they known that their success lies in Virtue.

Hazrat Mohammad
(peace and blessings be upon him).

(۱۹۹۲ء کا ایڈیشن)

CHAPTER-ONE

THE ESSENCE OF VIRTUE

How convenient the people would have been
had they known that their success lies in Virtue.
[Hazrat Mohammed (peace and blessings be upon him)]

(نیا ایڈیشن)

CHAPTER – THREE

VIRTUE IS GOD

The Holy Quran is a rare pearl. Its outside is light and its inside is light and its above is light and its below is light and there is light in every word of it. It is a spiritual garden whose clustered fruits are within easy reach and through which streams flow.
Every fruit of good fortune is found in it and every torch is lit from it.

Hazrat Promised Messiah and Mahdi
(peace and blessings be on him)

(۱۹۹۲ء کا ایڈیشن)

CHAPTER – THREE

VIRTUE IS GOD

"The Holy Quran is a rare pearl. Its outside is light and its inside is light and its above is light and its below is light and there is light in every word of it. It is a spiritual garden whose clustered fruits are within easy reach and through which streams flow. Every fruit of good fortune is found in it and every torch is lit from it." [1]

(نیا ایڈیشن)

کوئی کہہ سکتا ہے کہ نئے ایڈیشن میں حوالے آخری صفحہ پر درج کر دیئے ہیں۔ان کا جواب دینے کے لئے میں نے یہاں آنحضرت کے حوالے کو نکل کیا ہے۔ کیونکہ اس حوالے کو دونوں ایڈیشنوں میں درج کیا گیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کا نام نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ یہاں پر (۱) لکھ دیا ہے۔ اور نئے ایڈیشن کے آخری صفحہ پر اس حوالہ کی تفصیل درج کر دی ہے۔ وہاں پر حضرت مسیح موعودؑ کے نام کو کس طرح تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

BIBLIOGRAPHY

Chapter One:

1. History of Greek Philosophy by Naeem Ahmed (Zameema p.23)
2. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.149)
3. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.147)
4. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.146)
5. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.158)
6. Dur-e-Thameen by Ghulam Ahmed (p.163)
7. Dur-e-Thameen by Ghulam Ahmed (p.10)
8. The evolution of science by Mohammed Saeed (p.448)
9. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.151)

Chapter Two:

1. Plato: The Trial and Death of Socrates translated by G.M.A. Grube (p58)
2. The Philosophy of Socrates (a collection of critical essays) by Gregory Vlastos (p.4)
3. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.149-150)
4. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.156)
5. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.234)
6. Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia (p.294)
7. Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia (p.162)
8. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.119)
9. Protagoras and Menon translated by W.K.C. Guthrie (p.156-157)
10. Roohani Khazain Volume 1 by Ghulam Ahmed (p.464-467)
11. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.437-439)
12. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.3)
13. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.3)
14. A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace (p.65)

Chapter Three:

1. Roohani Khazain Volume 5 by Ghulam Ahmed (p.545)
2. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.414)
3. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.369)
4. Roohani Khazain Volume 19 by Ghulam Ahmed (p.24-25)
5. Roohani Khazain Volume 10 by Ghulam Ahmed (p.322-323)
6. Roohani Khazain Volume 19 by Ghulam Ahmed (p.21-22)
7. Collection of announcements ,Vol ,1 by Ghulam Ahmad (P.100 to102)
8. Kalam-e-Tahir by Tahir Ahmad (p.15)

احباب کرام کیا کوئی احمدی حضرت مسیح موعودؑ کا نام یوں تحریر کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

پرانے ایڈیشن کے آخر میں یوں تحریر کیا ہے

BIBLIOGRAPHY

1) The Holy Quran.

2) Tadhkirah by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

3) Ahmadiyyat, the Renaissance of Islam by Hazrat Ch. Muhammad Zafrullah Khan.

4) A critical history of Greek philosophy by W. T. Stace.

5) Dur-i-Thameen by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

6) The evolution of science, Lahore, 1958 by Muhammad Saeed.

7) The philosophy of the teachings of Islam by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

8) Ayenae Kamalat-e-Islam by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him)

9) Kashti-Nuh by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (peace and blessings be on him).

10) Socrates, the man and his philosophy by Luis E. Navia.

11) Socrates and Athens by Meg Parker.

پرانے ایڈیشن کے آخر میں ایک تصویر شائع کی گئی تھی۔ جسے نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ تصویر مندرجہ ذیل ہے۔

Socrates was the first man to bring philosophy down from the heavens and set her firmly in cities on earth, bringing her into the homes of the people, and making them consider their lives and their standard of behaviour.

(Cicero, Fragments v 4,10)
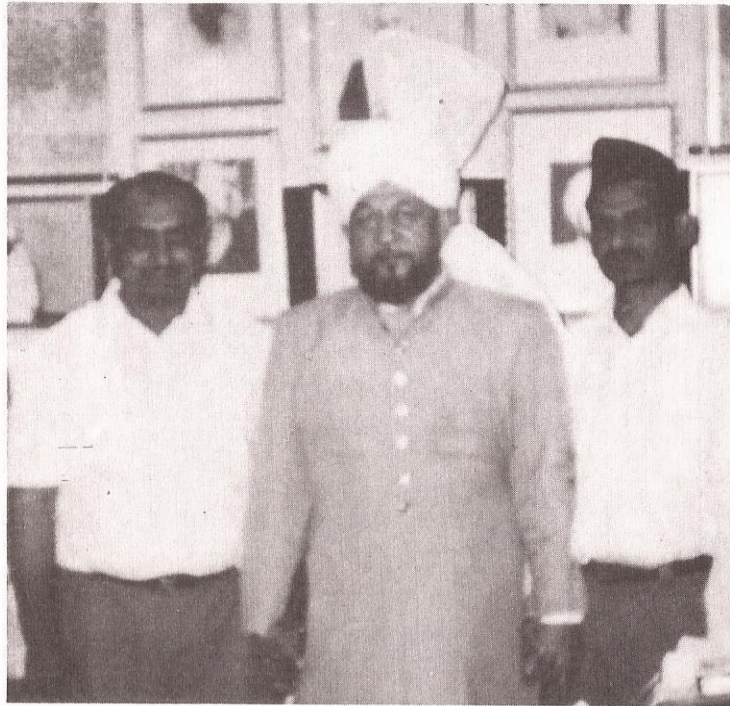
One memorial Picture

from left to right:

Mr. Munir Ahmad Choudry, Hazrat Khalifa-tul-Messiah IV (May Allah strengthen his hands), Abdul Ghaffar Jambah

19,80 DM

دوسروں پر تحریف کے الزام لگانے والوں کو اپنے گریبان میں بھی جھانک لینا چاہیئے۔

کتاب ''نیکی خدا ہے'' پر ایک تبصرہ

محترم جنبہ صاحب نے جگہ جگہ اپنی کتاب 'نیکی خدا ہے' یعنی VIRTUE IS GOD کو اپنی صداقت کے ایک نشان کے طور پر پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے۔

محترم جنبہ صاحب کی تحریرں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے سوشل سائنس میں ایم اے کا امتحان دیا اور اس کے بعد مقالہ لکھنے کے لئے سقراط کے ایک قول "VIRTUE IS KNOWLEDGE" کا انتخاب کیا۔ مضمون کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اس لئے ہر ایک انسان کی طرح جنبہ صاحب نے بھی خدا سے مدد مانگی۔ اور جنبہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ خدا نے انہیں ان کا مطلوبہ مضمون سمجھا دیا۔

اگر مان لیا جائے کہ واقعی ایسا ہوا تو یہ کوئی انوکھی یا غیر معمولی بات نہیں تھی۔ خدا کا یہ سلوک ہر ایک کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو خدا کو ہی نہیں مانتے اللہ تعالیٰ ان کی بھی مدد فرماتا ہے۔ ان کی بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ میں یہ بات اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ اگر آپ تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو کثرت سے ایسے واقعات ملیں گے۔ ہندو جو بت پرست ہیں۔ وہ اپنے بتوں کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ ان میں آج بہت بڑے بڑے سائنس دان اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے وابستہ لوگ موجود ہیں۔ اور وہ اپنی تمام کامیابیوں کو بھگوان کی کرپا ہی کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی بھی مذہب سے وابستہ نہیں ہیں وہ ایسے تجربہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ میری چھٹی حس نے اس طرف توجہ دلائی۔ ہم میں سے ہر کوئی اس بات کا گواہ ہے کہ جب بھی کوئی مشکل یا ضرورت پڑی اور خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی۔ ہمارے دل میں اس مسئلہ کا حل ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے اس طرح رابطہ کرنا بھی وحی کی ایک قسم ہے۔ اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی، زمین کی طرف وحی کی، آسمان کی طرف وحی کی۔ مگر ایسی وحی ماموریت کی وحی نہیں ہے۔ میں نے اسے بڑی وضاحت سے وحی اور الہامات سے متعلقہ مضامین میں بیان کر دیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے شفقت کا ایک طریق ہے کہ جب کوئی ضرورت مند سچے دل کے ساتھ اس سے مانگتا ہے تو وہ اپنے بندے کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔ وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور یہ خدا کے ہونے کی ایک دلیل ہے۔

جنبہ صاحب نے اکثر جگہ اس کا ذکر کیا ہے کہ آپ نمازوں میں سست تھے۔ مذہب سے کوئی خاص دلچسپی اور تعلق نہ تھا۔ اور جو شخص نمازوں میں سست ہو اس کا خدا سے کیا تعلق ہو گا۔ ہم سب اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب جنبہ صاحب نے خدا سے مدد کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کہ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ جنبہ صاحب کی دعا کو بھی سنا اور انہیں مضمون سمجھا دیا۔ مگر بد قسمتی سے خدا کے اس فضل کو جنبہ صاحب جذب نہ کر سکے۔ اور ٹھوکر کھا گئے۔ دینی علم اور دین سے تعلق کا ایک حوالہ درج ذیل ہے۔

میرا اس ان پڑھ ماحول میں پیدا ہو کر اعلیٰ نمبروں میں ایم اے کر لینا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت ہوا۔ میرے خاندان میں نہ مجھ سے پہلے اور نہ بعد میں آج تک کوئی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ خاکسار بلا شبہ اپنی کلاس کا ذہین اور خاموش ترین طالب علم تھا۔ دنیاوی علوم میں کافی اچھا تھا لیکن دینیات میں صفر تھا۔ میں دینی علم میں اپنی قابلیت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جواب تک مجھے یاد ہے۔ خاکسار ۱۹۷۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دہم ڈی کا طالب علم تھا۔ ہمارے دینیات کے استاد تھے محترم محمد اسماعیل صاحب۔ میرے استاد صاحب بھی اور میں بھی جانتا تھا کہ مجھے دینیات نہیں آتی۔ لیکن چونکہ میں باقی مضامین میں کافی ہوشیار تھا اور ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ اس لیے ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے تھے۔ ایک دن میں لاپرواہی میں کسی دوسرے ہم جماعت سے بات کر رہا تھا کہ اوپر سے اچانک مولوی محمد اسماعیل صاحب آ گئے۔ انہوں نے مجھے کھڑا کر دیا اور مجھ سے پوچھا کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ مجھے علم نہیں تھا اور میں خاموش کھڑا رہا۔ آخر ماسٹر صاحب نے مجھے شرمندہ کر کے بٹھا دیا۔ میں یہ واقعہ اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ لوگ میرے دینی علم کا اندازہ کر لیں کہ میں کیا تھا؟ ساری زندگی رٹ رٹا کر قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

اس مضمون کے لکھنے کا کوئی مذہبی پس منظر نہیں ہے۔ کہ جنبہ صاحب کے دل میں خدا کی بہت محبت تھی یا جنبہ صاحب خدا کی مخلوق کی رہنمائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے تھے اور آپ کی اس تڑپ کے نتیجہ میں خدا نے اپنا فضل کیا۔ بلکہ یہ محض دنیاداری کے لئے لکھا جانے والا ایک مضمون تھا۔ جیسا کہ اس سلسلہ میں جنبہ صاحب خود لکھتے ہیں۔

بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ "رحمت حق بہانہ می جوید" کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وہ موقعہ پیدا کر دیا کہ میں اسکے حضور سجدہ ریز ہو کر علم کی اور زندگی کی بھیک مانگوں۔ اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام الہامی دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور کی تھیں۔ ہوا اسطرح کہ شروع دسمبر ۱۹۸۳ء میں، میں جماعت احمدیہ لاہور کے ہوسٹل "دارالحمد" میں رہائش پذیر تھا۔ ان دنوں اگرچہ میں یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا لیکن ایک Research paper لکھنے کی خاطر میں نے سقراط کے مشہور قول "نیکی علم ہے" پر غور و فکر شروع کر رکھا تھا۔ سقراط کے اس قول کی جو تشریح مختلف کتابوں میں کی گئی تھی میرا دل اس سے مطمئن نہیں تھا۔ اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لیے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ نیکی کیا ہے؟ اس سوال پر قریباً دو ہفتے غور و فکر کیا لیکن نتیجہ

صفر تھا۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کوئی مبارک جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد میں اپنے کمرہ میں گیا اور پھر اسی سوال پر غور وفکر شروع کر دیا۔ لیکن اب میرا ذہن بالکل تھک چکا تھا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ اس سوال کو جاننا میرے بس کی بات نہیں۔ میرے دل میں خیال آیا یا مجھے القا ہوا کہ کیوں نہ دعا کروں اور علیم وخبیر ہستی سے اس سوال کا جواب پوچھوں۔ میرے دل میں دعا کے لیے بہت جوش اور تڑپ پیدا ہوئی اور میں چارپائی پر ہی اللہ تعالی کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ حصول علم کے لیے آنحضورﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو دعائیں الہاماً سکھائی گئیں تھیں مجھے ازبر تھیں۔ اس وقت میں نے سجدہ میں ان دعاؤں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دعائیں درج ذیل تھیں۔

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب واضح طور پر تحریر کر رہے ہیں کہ ایک ریسرچ پیپر لکھنے کے واسطے انہوں نے سقراط کے اس بیان "VIRTUE IS KNOWLEDGE" کا انتخاب کیا۔ جبکہ اس کے برعکس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے جو تھیوری پیش کی۔ جس کے نتیجہ میں انہیں نوبل انعام ملا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پوری دنیا نے اس تھیوری کو قبول کیا اور کوئی اسے جھٹلا نہیں سکا۔ ڈاکٹر صاحب اس تھیوری کا پس منظر یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کی تمام رہنمائی قرآن پاک سے لی۔ اور میرے پیشِ نظر ایک ہی چیز تھی کہ یہ ثابت کروں کہ دنیا کو چلانے والی صرف ایک طاقت ہے یعنی خدا۔ اگر اس قسم کی تھیوری لکھنا ماموریت کی نشانی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب جنبہ صاحب سے بڑے مامور ہیں۔ کیونکہ ان کی تھیوری کو تو سائنس کی دنیا میں تسلیم بھی کیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کی تھیوری تو ہے ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ دنیا کو چلانے والی کئی طاقتیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے محض خدا اور رسول کریم ﷺ کی محبت میں براہین احمدیہ لکھی اور دنیا کو چیلنج کیا کہ اسلام کا خدا ایک سچا خدا ہے اور رسول کریم ﷺ خدا کے سچے رسول ہیں اور آج دنیا میں اس مذہب کے علاوہ اور کوئی مذہب زندہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سچی محبت کو قبول کیا اور آپؑ کو وقت کا مسیحا بنا دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں نہیں لکھا کہ چونکہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اس لئے میں مامور ہوں۔ حالانکہ آپؑ کی یہ کتاب محض خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دین کی محبت کی غرض سے لکھی گئی تھی۔ جبکہ جنبہ صاحب کے پیشِ نظر تو دنیاوی تعلیم تھی اور اس کے لئے یہ مقالہ لکھا تھا۔

جنبہ صاحب چیلنج کر رہے ہیں کہ کوئی میرے اس نظریے نیکی خدا ہے کو جھٹلا کر دکھا دے۔ جواباً عرض ہے کہ بعض باتیں بڑی حساس ہوتی ہیں۔ اپنے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتی ہیں۔ اور کوئی بھی ایسی بات کی نفی نہیں کر سکتا۔ غیر احمدی احباب کا ایک گروپ یہ یقین رکھتا ہے کہ قرآن پاک میں رسول کریم ﷺ کو نور کہا گیا ہے۔ اس لئے نور ہونے کے نتیجے میں آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اب کسی کو اس بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے کہ ایک انسان بغیر سایہ کے کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی میں ہمت نہیں کہ مولوی صاحب سے

یہ پوچھ سکے کہ مولوی صاحب قرآن پاک میں ہی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بشر بھی کہا ہے اور بشر ہونے کے ناطے ان کا سایہ بھی ہونا چاہیئے۔ مگر ہر کوئی یہ بات سمجھنے کے باوجود احتراماً خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔

جنبہ صاحب نے بھی اسی طریق کو اپنایا ہے۔ کوئی بھی شخص جو خدا کو مانتا ہے اسے جنبہ صاحب کی بات سمجھ آئے یا نہ آئے وہ اس بات کو احتراماً، اخلاقاً یا احتیاطاً رد نہیں کرے گا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نکال لیا جائے کہ میں مامور ہو گیا ہوں۔ میں مجدد بن گیا ہوں۔ اس مضمون پر مزید بات کرنے سے قبل میں یہاں جنبہ صاحب کے اس مضمون پر کیا گیا وہ تبصرہ جسے خود جنبہ صاحب نے اپنی کتاب میں بڑے فخر سے شامل کیا ہے احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس تبصرہ میں تبصرہ نگار نے بڑی ہی عقلمندی سے عقل مندوں کے لئے جنبہ صاحب کے مضمون کی اصلیت بیان کر دی ہے۔

﴿ ''نیکی خدا ہے'' عبدالغفار جنبہ کی فلسفیانہ تصنیف ہے جس میں انہوں نے نیکی کی ماہیت، نیکی علم ہے اور نیکی خدا ہے، کے تین عنوانات کے تحت بحث کے بعد اس بات کو بخوبی ثابت کیا ہے کہ ''نیکی خدا ہے''۔ مصنف کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے، مسلمان مفکرین نے قرآن حکیم کا مطالعہ یونانی فلسفہ کی روشنی میں کیا ہے حالانکہ قرآن پاک خدا تعالیٰ کی عظیم اور کامل و مکمل کتاب ہے جس میں ہر قسم کی بھلائی اور ہر قسم کا سچا فلسفہ موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ یونانی اور دیگر ہر قسم کے فلسفوں کا مطالعہ قرآن حکیم کی روشنی میں کیا جاتا اور ان فلسفوں کو قرآن حکیم کی روشنی میں جانچ پرکھ کر علم و حکمت کے گوہر چنے جاتے۔ مصنف نے فلسفیانہ فکر و تفکرات، متکلمین کے مختلف مکاتب فکر اور انکے ''فکر'' پر بھی بحث کی ہے اور ''نیکی'' کیا ہے؟ جیسے دقیق اور مشکل سوال کا جواب دیا ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے بعض قدیم اور غیر مسلم فلاسفہ کی رائے بھی دی ہے اور اس پر اپنے انداز میں بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نیکی ایک ''محیط کل نور'' ہے، لامحدود ہے، اللہ ہے۔ مصنف نے جو مباحث کئے، جو نتائج اخذ کئے اور ''نیکی خدا ہے'' کے نظریہ کو جس طرح ثابت کیا ہے وہ بہت خوب ہے لیکن ان مباحث میں مصنف نے غالباً اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو ذہن میں رکھ کر بات کی ہے کیونکہ ان دقیق علمی مباحث کو پاکستان میں بسنے والا عام شہری جو کم علم ہے، مگر نیکی سے محبت رکھتا ہے، شاید ہی سمجھ سکے اور جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو اس کا بڑا حصہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جارہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے اور عبدالغفار صاحب کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ ﴾ (روزنامہ پاکستان، سنڈے میگزین ''زندگی''، ۲۲ اگست تا ۲۸ اگست ۲۰۰۴ء)

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۸،۳۷)

مضامین اور کہانیوں کے آخر میں حاصل مطالعہ کے تحت ایک دو فقرے لکھے جاتے ہیں۔ جس سے پورے مضمون کا خلاصہ بیان ہو جاتا ہے۔ جیسے پیاسا کوا کی کہانی لکھنے کے بعد لکھ دیا جاتا تھا ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ایسے ہی اس تبصرے کے آخری فقرے بہت دلچسپ اور حاصل مطالعہ ہیں۔ تبصرہ نگار تحریر فرماتے ہیں۔

مصنف نے جو مباحث کئے، جو نتائج اخذ کئے اور 'نیکی خدا ہے' کے نظریہ کو جس طرح ثابت کیا ہے وہ بہت خوب ہے لیکن ان مباحث میں مصنف نے غالباً اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو ذہن میں رکھ کر بات کی ہے۔ کیونکہ ان دقیق علمی مباحث کو پاکستان میں بسنے والا عام شہری جو کم علم ہے، مگر نیکی سے محبت رکھتا ہے، شاید ہی سمجھ سکے اور جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو اس کا بڑا حصہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے۔

یہاں اس نے تین باتیں بیان کی ہیں۔

ا۔ وہ عام شہری جو نیکی سے محبت رکھتا ہے مگر کم علم ہے اسے اس مضمون کی سمجھ ہی نہیں آئے گی۔

۲۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات و تصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔

۳۔ بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جا رہی ہے، اسے پڑھنے والے ضرور اس سے اثر قبول کریں گے۔

گویا نہ تو یہ کتاب عام شہریوں کے لئے مفید ہے اور نہ ہی یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں پر اثر کر سکتی ہے۔ اور تیسری بات خوب کہی کہ چونکہ فی سبیل اللہ مل رہی ہے اس لئے پڑھنے میں حرج نہیں۔ اس آخری فقرہ سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بقول شاعر ' مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے'

لگتا ہے جنبہ صاحب بہت سادہ ہیں۔ اس تبصرہ کو اپنی کتاب میں بڑے فخر سے درج کیا ہوا ہے۔ سمجھ ہی نہیں پائے کہ تبصرہ نگار نے عزت افزائی نہیں کی۔ اس سادگی کو دیکھ کر ایک شعر یاد آگیا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں۔

یہ تبصرہ پڑھنے کے بعد مجھے ایک اور تبصرہ یاد آگیا جو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کی بابت کیا تھا۔ احباب کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

''اب ہم اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں **لعل اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امرًا** اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصارِ اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اُٹھا لیا ہو اور مخالفینِ اسلام اور منکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ ومشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔''

(اشاعة السنّہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضورؑ کی یہ کتب مفت تقسیم نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ احباب نے اس کے لئے ایڈوانس میں رقم بجھوائی ہوئی تھی۔

جنبہ صاحب اپنے اس مضمون کی بابت ایک جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی بھی پہیلی بوجھنے سے پہلے مشکل ترین معمہ ہوا کرتی ہے اور بوجھنے کے بعد وہی پہیلی آسان ترین بات ہو جایا کرتی ہے۔ فلسفہ کے بیسویں صدی کے ایک مبصر ڈبلیو۔ ٹی۔سٹیس اپنی مشہور زمانہ کتاب ''یونانی فلسفہ کی تنقیدی تاریخ'' کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں۔

﴿لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلیم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔﴾

معزز قارئین! مجھے امید ہے کہ آپکو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ سقراط کا پیش کردہ ''نیکی کا تصور'' کتنا اہم ہے اور دوسرا یہ کہ اب تک کسی مفکر شرقی یا غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ اور آج حضرت مرزا صاحبؑ کے موعود ''زکی غلام'' کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ''نیکی'' کے اس تصور کا کامل علم بخشا ہے جسے سقراط نے علم قرار دیا تھا۔ اور مزید دلچسپ اور اچنبھے کی بات یہ ہے کہ اسکے انکشاف کے دوران اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات پوری فرمادی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھرالاول و الاخر۔مظھرالحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔''

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۹)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہر مسلمان کا مکمل اور کامل ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک مکمل کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمام علوم کو بیان کر دیا ہے۔ یہ قرآن پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ جس کا لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی ان تمام علوم کا علم حاصل تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس قرآن کے علم کو جانا اور کھول کھول کر بیان فرمادیا۔ اس لئے یہ کہنا کہ سقراط کا پیش کردہ 'نیکی کا تصور' کتنا اہم ہے اور دوسرا یہ کہ اب تک کسی مفکر شرقی یا غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ رسول کریم ﷺ کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے۔ قرآن پاک کے بعد کسی اور علم کی کسی اور فلسفہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تمام علوم کا منبع اور سرچشمہ یہ قرآن پاک ہے۔ اور وہ پاک ہستی ﷺ ہے جس پر یہ قرآن نازل ہوا۔ اس کے بعد کسی مسلمان کو کسی سقراط کے کسی فلسفے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسی بد تمیزی وہی شخص کر سکتا ہے جس کو قرآن پاک کا کوئی علم نہیں۔ جس کا رسول کریم ﷺ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ جو قرآن پاک کو مانتا ہے اسے جانتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ قرآن پاک کے تمام دعووں کو بھی مانے اور خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ لکھ چھوڑا ہے کہ یہ ایک مکمل کتاب ہے۔ اور تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔

پیارے آقا رسول کریم ﷺ کو ماننے والوں کو سقراط کے فلسفے کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کا پیش کردہ فلسفہ سب سے افضل اور باقی سب فلسفوں پر بھاری ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں قرآن پاک میں درج ان علوم سے خوب آشکار کر دیا ہے۔

نیز اگر سقراط کا پیش کردہ فلسفہ اتنا ہی عظیم ہے تو اسے ثابت کرنے کے لئے جنبہ صاحب قرآن پاک کا کیوں سہارا لے رہے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن پاک کا بتایا ہوا فلسفہ ہی سب سے عظیم فلسفہ ہے۔ اور اس فلسفہ کو آنحضرت ﷺ نے خوب جانا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ کسی مفکر شرقی و غربی نے اسے دریافت نہیں کیا۔ اور آج حضرت مرزا صاحب کے موعود 'زکی غلام' کا یہ

دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے 'نیکی' کے اس تصور کا کامل علم بخشا ہے جسے سقراط نے علم قرار دیا تھا۔ بہت بڑی گستاخی ہے۔ سب سے بڑے مفکر ہمارے پیارے آقا ﷺ تھے۔ کیا نعوذ باللہ آپ ﷺ کو اس نیکی کے تصور کا علم نہیں بخشا گیا تھا؟ یا آپ ﷺ کے سچے غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ کو اس نیکی کے تصور کا علم نہیں بخشا گیا تھا؟

اس کتاب نیکی خدا ہے کے پیش لفظ میں جنبہ صاحب ایک اور بات تحریر کر رہے ہیں۔

> یہ بات بالکل درست اور قابل افسوس ہے کہ مسلمان مفکرین نے یونانی فلسفہ کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کیا حالانکہ قرآن پاک خدا تعالیٰ کی عظیم اور کامل کتاب ہے جس میں ہر قسم کی بھلائی اور ہر قسم کا سچا فلسفہ موجود ہے ۔ضرورت اِس بات کی تھی کہ یونانی اور دیگر ہر قسم کے فلسفے کو قرآن پاک کی روشنی میں دیکھا جاتا۔ اِس میں سے علم و حکمت کے گوہر چنے جاتے اور علم وعرفان کے جام پیئے جاتے۔ جامعہ پنجاب کے پروفیسر نعیم احمد صاحب

اس سلسلہ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر جنبہ صاحب نے رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کی احادیث کا مطالعہ کیا ہوتا یا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھا ہوتا تو یہ نہ لکھتے کہ مسلمان مفکرین نے یونانی فلسفہ کی روشنی میں قرآن کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اگر ایسا لکھا تھا تو مثال بھی پیش کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کے فلاں مضمون کو یونانی فلسفہ کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ قرآن پاک کے ہوتے ہوئے کسی اور فلسفہ کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں موجود تمام فلسفے اس کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی تمام صفات کا ذکر کیا ہے کہ میں رحمٰن ہوں، رحیم ہوں، غفار ہوں، بصیر ہوں وغیرہ وغیرہ مگر کہیں نہیں لکھا کہ میں نیک ہوں یا نیکی ہوں۔ اس لئے قرآن پاک سے ہٹ کر کوئی نیا فلسفہ پیش کرنا خود قرآن پاک کی بے ادبی اور توہین ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ قرآن پاک تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے جنبہ صاحب کے اس فلسفہ پر بات کرنے سے قبل دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں نیکی کی تعریف بیان کرتے ہوئے کیا فرماتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٨﴾

۱۷۸۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے ① جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲ : ۱۷۸)

اس خدائی ارشاد کو پڑھنے کے بعد با آسانی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کیا ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فعل ہے جس کے بجالانے کے نتیجے میں انسان متقی بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ نیکی کی تعریف میں ایک نیکی نماز کا ادا کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار ان مندرجہ امور پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی نیکی کے مضمون کو بار بار بیان کیا ہے۔ آپؑ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بد نظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل

ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری اور ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ اسی لئے یہاں فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)

یعنی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنہوں نے کبھی زنا نہیں کیا، خون نہیں کیا، چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں مارا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی صدق و وفا کا نمونہ انہوں نے نہیں دکھایا یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اس طرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہو گا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کر کے اس نیکو کاروں میں داخل کرے کیونکہ یہ تو بد چلنیاں ہیں۔ صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بد چلنی کرنے والے، چوری یا خیانت کرنے والے، رشوت لینے والے کے لئے عادت اللہ میں ہے کہ اسے یہاں سزا دی جاتی ہے وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پالیتا۔ یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے۔

(ملفوظات، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۵۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر کر پڑھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ نیکی خدا نہیں بلکہ وہ فعل ہے جس کے کرنے سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اور نیکی وہ فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے۔

سقراط کا مقولہ ”نیکی علم ہے“ کی حقیقت

محترم جنبہ صاحب نے ایک ریسرچ پیپر لکھنے کے لئے سقراط کے اس مقولہ ”VIRTUE IS KNOWLEDGE“ کا انتخاب کیا۔ اس سلسلہ میں جنبہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام الہامی دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور کی تھیں۔ ہوا اسطرح کہ شروع دسمبر ۱۹۸۳ء میں، میں جماعت احمدیہ لاہور کے ہوسٹل ''دارالحمد'' میں رہائش پذیر تھا۔ ان دنوں اگرچہ میں یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا لیکن ایک Research paper لکھنے کی خاطر میں نے سقراط کے مشہور قول ''نیکی علم ہے'' پر غور وفکر شروع کر رکھا تھا۔ سقراط کے اس قول کی جو تشریح مختلف کتابوں میں کی گئی تھی میرا دل اس سے مطمئن نہیں تھا۔ اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لیے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ نیکی کیا ہے؟ اس سوال پر قریباً دو ہفتے غور وفکر کیا لیکن نتیجہ

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۵)

جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ” اس قول کو دیکھنے سے یہ تو پتہ چلتا تھا کہ سقراط کی نظر میں جو نیکی ہے وہی علم ہے اور اس طرح علم کے جاننے کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے“۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے ”کھوتا کھو وچ پا دتا“ جنبہ صاحب نے بھی سقراط کے اس مقولہ کا یہ ترجمہ کر کے واقعی کھوتا کھو وچ پا دتا اے۔

سقراط کے اس مقولہ کا کیا مطلب ہے۔ اسے بیسویں صدی کے ایک فلاسفر نے یوں بیان کیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی بھی پہیلی بوجھنے سے پہلے مشکل ترین معمہ ہوا کرتی ہے اور بوجھنے کے بعد وہی پہیلی آسان ترین بات ہو جایا کرتی ہے۔ فلسفہ کے بیسویں صدی کے ایک مبصر ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس اپنی مشہور زمانہ کتاب ''یونانی فلسفہ کی تنقیدی تاریخ'' کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں۔
﴿لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلیم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔﴾

(نیوز نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۹)

اس فلاسفر کو سقراط کے مقولہ کی درست سمجھ آئی تھی۔ وہ کہہ رہا ہے کہ نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے۔ اور اس کے برعکس جنبہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ علم کو جاننے کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ یہ فلاسفر مسلمان نہیں تھا۔ اس لئے اس نے بیان کیا کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔

لیکن جنبہ صاحب جو پیدا تو ایک احمدی گھرانہ میں ہوئے مگر قرآن پاک اور اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ رہے۔ اس لئے انہیں بھی اس معلم کا علم نہ ہو سکا جس نے نیکی کے تصور کو بہت کھول کھول کر بیان کیا ہوا ہے۔ جن لوگوں نے اس عظیم معلم آنحضرت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا وہ نیک ہو گئے۔ خدا کی نظر میں مقبول ہو گئے۔

محترم جنبہ صاحب! علم کے لئے نیکی کا جاننا ضروری نہیں بلکہ نیکی کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔

دنیا میں بے شمار لوگ اپنے بیشتر کام دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ پر مسلمان جب کوئی کام دائیں داتھ سے کرتا ہے اور اس نیت سے کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر کام کو دائیں ہاتھ سے کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں یہ کام دائیں ہاتھ سے کر رہا ہوں تو اس علم کے نتیجہ میں اس کا وہ فعل نیکی بن جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ ہے کہ کسی صحابی نے مکان تعمیر کیا اور دعا کے لئے آنحضرت ﷺ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ جب رسول کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ کمرے میں روشندان کو دیکھ کر اس صحابی سے دریافت فرمایا کہ یہ روشندان کس لئے رکھا ہے؟

اس صحابی نے جواب دیا" تاکہ سورج کی روشنی کمرے میں آسکے"

اس پر پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورج کی روشنی تو آنی ہی تھی لیکن اگر یہ روشندان اس نیت سے رکھتے کہ یہاں سے اذان کی آواز گھر میں آئے گی تو تمہارا یہ فعل تمہاری نیکی بن جاتا۔

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں" عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے" ۔ اور نیت کے لئے علم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور یہی بات سقراط نے بیان کی تھی۔ اور اسی بات کے متعلق بیسویں صدی کے فلاسفر ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس نے بیان کیا تھا۔

بد قسمتی سے جنبہ صاحب جیسے لوگوں نے فلاسفروں کا مذاق بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور جنبہ صاحب جیسے فلاسفروں کے متعلق اکبر الہ آبادی نے فرمایا ہے۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں　　　ڈور کو سلجھا رہا ہوں اور سرا ملتا نہیں

جنبہ صاحب نے سقراط کے ایک عظیم مقولہ کا وہ حشر کیا ہے کہ اس کی روح بھی تڑپ رہی ہو گی۔ پہلے یہ کہہ دیا کہ سقراط کی اس سے یہ مراد ہے کہ علم کے لئے نیکی کا جاننا ضروری ہے۔ اور پھر ریاضی کے سوال کی طرح اس مقولہ کا یہ حل نکالا کہ "نیکی علم ہے" سے مراد ہے

نیکی = علم　　اور　　علم = خدا　　اس لئے　　نیکی = خدا

اس طرح ثابت ہوا" نیکی خدا ہے" ۔ اور اس کتاب کے متعلق مذید فرماتے ہیں۔ اور یہ ایک الٰہی نظریہ (اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ یا ام النظریات) ہے۔

جنبہ صاحب نے اپنی کتاب "غلام مسیح الزماں" کے آخری حصہ میں اپنی کتاب" Virtue is God" کا اردو ترجمہ شامل کیا ہے اور اس کا نام "نیکی خدا ہے" رکھا ہے۔ اس میں آپ یہ فلسفہ بیان فرما رہے ہیں۔

اِس منطقی نتیجہ کے ساتھ ایک اور متعلقہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا تمام افعال غائی (Objective) ہوتے ہیں یا کہ بغیر غایت (Object) کے بھی کوئی فعل ممکن ہے۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ تمام افعال ہمیشہ غائی ہوتے ہیں۔ ہر فعل کی ایک غایت ہوتی ہے۔ غایت (Object) کی اِصطلاح اس مفہوم میں استعمال کی گئی ہے جو کہ فعل کو ممکن بناتی ہے۔ مثال کے طور پر میں لکھ رہا ہوں۔ کیا میرا یہ لکھنے کا فعل کسی غایت کے بغیر ممکن ہو سکتا ہے۔؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یقیناً میرے لکھنے کے فعل کی کوئی مخصوص غایت ہے اور یہ اِس کی

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۲۵۲،۲۵۳)

اس کا جواب دینا اس لئے ضروری ہے کہ اس فلسفہ کو بنیاد بنا کر جنبہ صاحب نے یہ مضمون لکھا ہے اور اس کی بنیاد پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نیکی خدا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے ہر فعل کی کوئی غایت یعنی مقصد ہو۔ لیکن یہ کہنا کہ بغیر مقصد یعنی غایت کے کوئی فعل ممکن نہیں۔ درست نہیں ہے۔ ہم اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بلا مقصد کے کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ "مٹر گشت" اردو کا بڑا مشہور لفظ ہے جس کا مطلب ہے بلا مقصد گھومنا پھرنا۔ ایسے ہی آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ بچے کرسی پر بیٹھے اپنی ٹانگ کو ہلا رہے ہوتے ہیں۔ اور پوچھنے پر ان کے پاس اس فعل کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کو انگلیاں چٹخانے کی عادت ہوتی ہے اور اس کے پیچھے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ آیئے اب جنبہ صاحب کے اس دعویٰ کو دیکھتے ہیں۔

نیکی خدا ہے

جیسا کہ گزشتہ مضامین میں جنبہ صاحب کے چیلنج کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی کتاب ''نیکی خدا ہے'' ایک الٰہی نظریہ ہے۔ اور جنبہ صاحب نے چیلنج کیا ہے کہ کوئی اسے رد نہیں کر سکتا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصّہ ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' سے متعلق ہے اور یہ ایک اِلٰہی نظریہ (اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ یا اُم النظریات) ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل ہے۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ لکھا ہے اور قاری اِس میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات! ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ '' کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ہے جو میرے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے اِس الہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا کر دکھائے۔؟ خاکسار ۱۹۹۳ء سے اِنتظار کررہا ہے لیکن کوئی میدان میں نہیں آیا سوائے اَخراج مقاطعہ اور گالیوں کے۔۔۔۔؟؟؟؟؟

(لیٹر نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳)

اپنے اس الٰہی نظریہ کے متعلق ایک مضمون میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

جناب مولوداحمد صاحب۔ ہماری ٹیلی فونک (telephonic) گفتگو کے دوران آپکے بھائی مکرم مبشر احمد صاحب نے ایک سوال اُٹھایا تھا کہ اگر آپ یعنی خاکسار سچا موعود زکی غلام ہے تو مجھے اپنی صداقت کے حق میں کوئی کرامت بھی دکھانی چاہیے۔؟ خاکسار اس سلسلہ میں جواباً عرض کرتا ہے کہ خاکسار کا یہ روحانی واقعہ (اس کی تفصیل میری کتب اور مضامین میں سے پڑھی جاسکتی ہے) نیکی کیا ہے۔؟ کے سوال سے شروع ہوا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہاں ''نیکی'' سے مراد وہ نیکی ہے جسے سقراط نے اپنے مشہور و معروف نظریہ علم (نیکی علم ہے) میں ''علم'' قرار دیا تھا۔ اس سوال کے متعلق میری پکار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر نیکی خدا ہے (Virtue is God) کا اِلہام نازل فرمایا۔ یہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔ اس اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر انکشاف فرمایا کہ سقراط نے جس علم کو ''نیکی'' کا نام دیا تھا وہی خدا ہے۔ بعدازاں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ الٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) لکھ کر مکمل کیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکی (Virtue) جسے سقراط نے علم (Knowledge) قرار دیا تھا اِسکی ماہیت (essence) کو جاننے کیلئے دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کررہے ہیں لیکن آج تک اِنسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی ہے اور تاریخ فلسفہ اس پر شاہد ہے۔ سقراط کے بعد اُس کے شاگرد افلاطون (Plato-428/427 BC–348/347 BC) اور افلاطون کے بعد اُسکے شاگرد ارسطو (Aristotle-384 BC–322 BC) نے اپنے اپنے فہم اور اپنے اپنے رنگ میں نیکی کی ماہیت کے متعلق نظریات قائم کیے لیکن یہ دونوں عظیم مفکر کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ نیکی کی ماہیت کے متعلق دونوں کے نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے باصلاحیت انسان ''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ میرے خیال میں ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد کے مطابق اس راز کا اِنکشاف شاید حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے بطور ایک نشان کے ہونا تھا۔ ایک مایہ ناز اور فائق (preeminent) برطانوی مفکر ڈبلیوٹی سٹیس (Walter Terence Stace) جو بیس (۲۰) سال پرنسٹن یونیورسٹی (Princeton University) میں فلاسفی کے پروفیسر رہے اور اِسی دوران وہ امریکن فیلوسوفیکل ایسوسی ایشن (American Philosophical Association) کے صدر بھی رہ چکے ہیں ''نیکی'' کے اس سقراطی تصور کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it

were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become virtuous." (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

(لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہےاورجیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جاسکتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تَعلُّم ہونی چاہیے۔مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کوڈھونڈا جائے جونیکی کے تصور کو جانتا ہو۔نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جوعلم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیااور اگر کبھی وہ دریافت ہوگیا تو فوراًاُسے پڑھایا جائے گااور اس طرح انسان فوراً نیک ہوجائیں گے۔)

میری فہم وفراست کے مطابق اگرتمام مغربی فلسفہ(western philosophy)ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اوردوسرے پلڑے میں سقراط کا یہ الہامی نظریہ(نیکی علم ہے) رکھدیا جائےتو یقیناً سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل علم اوراپنا کامل عرفان مجھ پر علمی رنگ میں ایک نظریہ(Virtue is God) کی شکل میں الہام فرمایا۔ یہ صرف ایک عام نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیرنظریہ(supreme ultimate universal theory)ہےاور اگر اِسے اُم النظریات(mother of theories) کہا جائے تو بھی غلط نہ ہوگا۔میرے اِن الفاظ پر غور کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟میں خلیفہ ثانی کی طرح افرادِ جماعت کے آگے باون یا اٹھاون خصوصیات کا ناٹک نہیں رچارہا بلکہ اپنی سچائی کے حق میں خالصتاً ایک علمی دلیل پیش کررہا ہوں۔ یہ الٰہی نظریہ(Divine theory)۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات سے منضبط ہےاوریہی الٰہی نظریہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا علمی ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ اس زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اوردل کا حلیم۔اورعلوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اوروہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے)دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''

جناب مولوداحمد صاحب۔آپ سے عرض ہے کہ آپ میرے الٰہی نظریہ(نیکی خدا ہے) کو بغوروفکر پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔آئندہ زمانوں کے علمی انقلابات اِسی اعلیٰ انتہائی ہمہ گیرنظریہ کیساتھ وابستہ ہیں۔ پہلے زمانوں میں مذہبی نظریات کو پھیلانے کیلئے ہر مذہب کے مبلغ لوگوں کو تبلیغ کیا کرتے تھےاوراس تبلیغ کے نتیجہ میں بعض لوگ اپنے مذہبی نظریات تبدیل بھی کرلیا کرتے تھے۔لیکن اب تبلیغ کا رنگ بدل چکا ہےاوردنیا نظریاتی دور میں داخل ہوچکی ہے۔اب وقت کیساتھ ساتھ مذاہب علمی میدان میں آرہے ہیں۔اورجس مذہب کا الٰہی نظریہ دیگر مذاہب کے خدائی نظریوں پر غالب آجائے گاانشاءاللہ تعالیٰ وہی مذہب دنیا میں غالب آئیگااوروہی فاتح قرار پائیگا۔دین اسلام کے غلبے کا جواللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے(هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔(التوبہ۔۳۳/الفتح۔۲۹/الصف۔۱۰)وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اوردین حق دے کر بھیجا تاکہ اس(دین) کو(دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گومشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے) دین اسلام کا یہ غلبہ بھی علمی رنگ میں ظاہر ہوگا۔میری بات کو پلے باندھ لیں کہ یہی وہ الٰہی نظریہ ہے،یہی وہ آسمانی حربہ ہے جوآئندہ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی وجہ بننے والا ہے۔اگرآپ اس الٰہی نظریہ''نیکی خدا ہے'' کو بغوروفکر پڑھیں گے تو آپ کو الہامی پیشگوئی میں مذکورہ زکی غلام کی مندرجہ بالا ساری علمی نشانیاں اس میں مل جائیں گی۔

(آرٹیکل نمبر۵۵، صفحہ نمبر۱۱،۱۲)

اپنے الٰہی نظریہ کی شان میں آپ نے اور بھی بہت کچھ کہا ہے۔مندرجہ بالا اقتباس میں آپ تحریر فرمارہے ہیں۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کی بات ہے۔اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر انکشاف فرمایا کہ سقراط نے جس علم کو''نیکی'' کا نام دیا تھا وہی خدا ہے۔بعدازاں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ الٰہی نظریہ(نیکی خدا ہے) لکھ کر مکمل کیا۔یہ بھی یادرکھیں کہ نیکی(Virtue) جسے سقراط نے علم(Knowledge) قرار دیا تھا اسکی ماہیت(essence) کو جاننے کیلئے دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کررہے ہیں لیکن آج تک انسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی ہےاورتاریخ فلسفہ اس پر شاہد ہے۔

نیز تحریر فرماتے ہیں۔

نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے باصلاحیت انسان''نیکی کی ماہیت'' کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔میرے خیال میں ہرسخن وقتے وہرنکتہ مقامے دارد کے مطابق اس راز کا انکشاف شاید حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی

مندرجہ بالا ارشادات میں محترم جنبہ صاحب فرمارہے ہیں کہ " دنیا کے ذہین ترین لوگ ہزاروں سال سے کوشش کر رہے ہیں لیکن انسانی عقل نیکی کے اس تصور کو جاننے میں ناکام رہی۔" نیز فرماتے ہیں " ہر دور کے بلاصلاحیت انسان "نیکی کی ماہیت" کا یہ عقدہ حل کرنے کے لئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے"۔

لیکن اپنے اس الٰہی نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے قدم قدم پر قرآن پاک اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ تو کیا نعوذ باللہ آپؐ کو اس کی سمجھ نہیں آئی؟ ایسے ہی کیا حضرت مسیح موعودؑ بھی نیکی کے اس تصور سے محروم رہے؟ یا جنبہ صاحب کی ذہین ترین اور بلاصلاحیت انسانوں کی لسٹ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ شامل نہیں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

خدا کی نظر میں تو ذہین ترین اور بلاصلاحیت صرف ایک ہی ہستی ہے اور وہ ہے ہمارے جان سے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ جن کو خدا نے اس کائنات کے تمام علوم سے مطلع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنا دین تم پر مکمل کر دیا۔ اگر آپؐ کو نیکی کا علم ہی نہیں دیا تھا تو دین کیسے مکمل ہو گیا۔

کتاب "نیکی خدا ہے" سو سے زائد صفحات پر محیط ہے۔ مگر اس میں " نیکی خدا ہے" کے مضمون کے لئے صرف آٹھ صفحات مختص کئے گئے ہیں۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　　جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

ان صفحات میں اپنے اس الٰہی نظریہ " نیکی خدا ہے" کو ثابت کرنے کے لئے جنبہ صاحب مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

> اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ سب کا آقا ہے اور بنی نوع انسان کا واحد مقصد اُس کو پہچاننا اور اُسکی عبادت کرنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اُس کو کیسے پہچانیں؟ یہ صرف اِسی وقت ممکن ہے جب ہم اُس کی رضا کے مطابق اپنے اعمال بجالاویں۔ جب کوئی انسان اپنے آقا کیلئے زندہ رہتا اور اُسی کیلئے مرتا ہے تو پھر آقا خود بخود اپنے آپ کو اپنے بندے پر ظاہر فرما دیتا ہے۔ ایسا خوش قسمت انسان تب اپنے آقا کے چہرے کا دیدار کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اِس مادّی دنیا میں یہی اُس کا دیدار ہے۔ جیسا کہ پہلے استنباط کیا گیا ہے کہ ہر قسم کے فعل کی ایک غایت (Object) ہوتی ہے۔ اسی طرح نیک فعل کی بھی ایک غایت ہے اور یہ "نیکی" ہوتے ہوئے بذاتِ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

''لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ''(ال عمران۔۹۳)

ترجمہ۔تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کیلئے) خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ہر حرف اور ہر لفظ کو ٹھیک اور پُر معنی مفہوم میں استعمال فرمایا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ آیت کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم ''نیکی'' کو حاصل نہیں کرسکتے لیکن آیت کے اگلے حصہ میں فوراً فرمادیا کہ تمہارا ''نیکی'' کا حصول تمہارے (یعنی پسندیدہ اشیاء کا اللہ کی راہ میں خرچ) نیک افعال کیساتھ وابستہ ہے۔ایک دوسری جگہ پروہ فرماتا ہے۔

''وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ''(ال عمران۔۱۰۵)ترجمہ۔اورتم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے۔اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت میں ایک بار پھر ہم لفظ نیکی کا استعمال دو مختلف معانی میں پاتے ہیں۔اوّل معروضی یا غائی ''نیکی'' کے لیے جو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔اور ثانیاً معروف یعنی نیک فعل کیلئے۔عربی کے لفظ ''خیر'' کا وہی مطلب ہے جو کہ انگریزی میں Virtue، Good، Goodness، اور Right، Righteousness کا ہے۔

ایک اور جگہ پروہ فرماتا ہے۔

''إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ''(طور۔۲۹)

ترجمہ۔ہم پہلے سے اُس (خدا) کو پکارا کرتے تھے۔وہ بہت نیک اور رحیم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ''نیک'' ہے۔وہ سب مخلوق کو شروع کرنیوالا ہے۔وہ فاعل ہوتے ہوئے بجا طور پر ''نیک'' ہے۔جب کہ مخلوق کا مدعا اور مقصد ہونے کی وجہ سے وہ ''نیکی'' ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ''(طٰہٰ۔۷۴)

ترجمہ۔ہم (اب) اپنے ربّ پر ایمان لا چکے ہیں تا کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور اس دھوکہ بازی (کے مقابلہ) کو بھی معاف فرمادے جس کیلئے تو نے ہم کو مجبور کیا تھا اور اللہ "خیر" اور قائم رہنے والا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بہترین یعنی خیر ہے اور "نیکی" اور "خیر" کا مطلب ایک ہی ہے۔

(غلام مسیح الزماں، صفحہ نمبر ۳۲۸،۳۲۷)

الجواب:

نمبر ۱: مندرجہ بالا حوالہ میں جنبہ صاحب نے قرآن پاک کی چار آیات پیش کی ہیں۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ " تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کیلئے) خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔"

دوسری آیت میں ارشاد ہے " اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے۔ اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

مندرجہ بالا دونوں آیات کو پیش کر کے جنبہ صاحب یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہاں نیکی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ جو درست نہیں ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ

۱۷۸۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے ① جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے

بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ۚ وَالصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۸﴾

دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متقی ہیں۔

(سورۃ البقرہ ۲ : ۱۷۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ نیکی کیا ہے۔ نیکی وہ نیک عمل ہے جس کے کرنے سے ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور یہ بات دوسری آیات میں بھی بیان کی گئی ہے۔

جنبہ صاحب سے درخواست ہے کہ اپنے الٰہی نظریہ کی روشنی میں اس آیت میں نیکی کے معنی اللہ تعالیٰ کر کے دکھائیں۔

نمبر ۲: جنبہ صاحب کی پیش کردہ تیسری آیت کے جنبہ صاحب نے یہ معنی کئے ہیں۔

"اِنَّا كُنَّا مِن قَبلُ نَدعُوهُ اِنَّهُ هُوَ البَرُّ الرَّحِيمُ "(طور۔۲۹)

ترجمہ: ہم پہلے سے اس (خدا) کو پکارا کرتے تھے۔ وہ بہت نیک اور رحیم ہے۔

حسبِ عادت یہاں بھی جنبہ صاحب نے غلط معنی کئے ہیں۔ اَلبَرُّ کے معنی نیک نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی "نیک سلوک کرنے والا" یا "احسان کرنے والا" ہیں۔ جس طرح الرَّحِیمُ کے معنی رحم نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی" بار بار رحم کرنے والا "ہیں۔

نمبر ۳: جنبہ صاحب نے نیکی کو فعل اور فائل دونوں ثابت کرنے کے لئے انگریزی کے لفظ Drink کی مثال دی ہے کہ جس طرح Drink فائل اور فعل دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایسے ہی لفظ نیکی بھی فعل اور فائل دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ جو درست نہیں ہے۔ کسی ایک لفظ کی مثال دے کر اس سے ہر لفظ کے بارے میں یہی بات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ کیا Eat فعل اور فائل دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی ہزاروں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بلکہ لفظ Drink ایک انفرادی مثال ہے۔ اور ڈکشنری میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ ہر متقی شخص کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے بہت سے راستوں میں سے ایک راستہ نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات فائل

(Objective) ہے اور نیکی فائل نہیں بلکہ فعل ہے جس کے کرنے سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ لفظ نیکی کو کسی طور بھی فائل کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی جگہ سے اسے بطور فائل ثابت کیا جا سکتا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں۔

اگر کسی نے اسٹیشن پر جانا ہو یا کسی اور جگہ جانا ہو تو وہ کسی سے اپنی مطلوبہ منزل پر جانے کا راستہ پوچھے گا۔ تو اسے بتایا جائے گا کہ یہ سڑک یا راستہ تمہیں تمہاری مطلوبہ منزل پر پہنچا دے گا۔ وہ سڑک اس شخص کی منزل نہیں ہے بلکہ اس کی منزل تک پہنچانے کا ایک راستہ ہے۔ کوئی بھی ذی شعور شخص اس راستہ کو اپنی منزل نہیں کہے گا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مومن کے لئے ایک منزل ہے۔ اور اس منزل تک پہنچنے کا ایک راستہ نیکی ہے۔ اور کوئی بھی ذی شعور مومن اس راستہ "نیکی" کو منزل یعنی" اللہ تعالیٰ" نہیں کہے گا۔

نمبر ۴: آپ نے کبھی نہ یہ سنا ہے اور نہ ہی کہیں پڑھا ہو گا کہ " رحم اشرف ہے" یا رحیم اشرف ہے" بلکہ جہاں کہیں بھی آپ پڑھیں گے یہی لکھا ہو گا کہ " اشرف رحیم ہے" جس کے معنی ہیں کہ رحیم ایک صفت ہے جو اشرف میں پائی جاتی ہے۔

ایسے ہی دنیا کی کسی ڈکشنری میں یا کسی کتاب میں (سوائے جنبہ صاحب کی کتب کے) آپ یہ لکھا نہیں پائیں گے " نیکی اشرف ہے" یا " نیک اشرف ہے" یا" اشرف نیکی ہے" بلکہ جہاں کہیں بھی اشرف کے بارے میں یہ بتلانا مقصود ہو گا کہ اشرف ایک نیک انسان ہے تو لکھا جائے گا" اشرف نیک ہے" یہاں اشرف فائل ہے اور نیک ایک صفت ہے۔

پس وہ فقرہ یعنی "نیکی خدا ہے" جو گرائمر کے حوالہ سے ہی غلط ہو۔ اور جس کے کوئی معنی ہی نہ ہوں اس پر جنبہ صاحب کے علاوہ اور کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی نیکی کے اس تصور کو سوچ سکتا ہے۔ یہ جنبہ صاحب کا ہی کمال ہے اور انہی کو مبارک ہو۔

اس فلسفہ کو پڑھ یہ نتیجہ نکلا ہے کہ " فلاسفر ایک کیفیت کا نام ہے جو کسی پر بھی طاری ہو سکتی ہے۔ فلاسفر کچھ بھی کر سکتا ہے اور کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ اس کی کسی بات کا برا نہیں منانا چاہیئے۔"

ایک الہٰی نظریہ اور اس کی حقیقت

جنبہ صاحب کی کتاب "نیکی خدا ہے" کی حقیقت تحریر کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ڈالا "عبدالغفار جنبہ انسان ہے"۔ میں جنبہ صاحب اور ان کے مریدوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے اس نظریہ کو جھٹلا کر دکھا سکتے ہیں تو دکھائیں۔ جب سے جنبہ صاحب پیدا ہوئے ہیں کسی نے ان کے بارہ میں یہ نظریہ پیش نہیں کیا۔

میرے اس نظریہ کے متعلق مندرجہ ذیل نتائج پیش کئے جاسکتے ہیں۔

- بعض لوگ اس سے یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ شاید پہلے جنبہ صاحب کے انسان ہونے پر کسی کو شک تھا۔ جسے اس نظریہ کے ذریعہ دور کیا گیا ہے۔
- بعض سنجیدہ احباب اسے ایک گھٹیا مذاق سمجھ کر نظر انداز کر دیں گے۔ یا میری صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں گے۔
- فلسفی ذہن کے لوگ اسے واقعی ایک الہٰی نظریہ سمجھیں گے۔

میرے اس نظریہ کو پڑھنے کے بعد جنبہ صاحب اور آپ کے مرید مجھے دل کھول کو گالیاں تو دے سکتے ہیں۔ مگر میرے اس نظریہ کو کسی طور بھی رد نہیں کر سکتے۔

بالکل یہی صورتحال جنبہ صاحب کے الہٰی نظریہ "نیکی خدا ہے" کو پڑھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت تو وہ تبصرہ ہے جسے جنبہ صاحب نے اپنی تعریف سمجھتے ہوئے اپنی کتاب میں شائع کر رکھا ہے۔ لیکن اگر سنجیدگی سے دیکھا جائے تو جنبہ صاحب کا یہ فلسفہ ہستی باری تعالیٰ کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے اور اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ایسا خیال کفر سے کم نہیں ہے۔

نوٹ: میں نے یہ نظریہ محض بات کو سمجھانے کے لئے بطور مثال پیش کیا ہے۔ جنبہ صاحب اور آپ کے مریدوں سے اس مثال کے پیش کرنے کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ میرے دل میں ہر شخص کے لئے احترام ہے۔

پیشگوئی ’’تین کو چار کرنے والا ہو گا‘‘ اور جنبہ صاحب

جب حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی تو اس میں اس فقرہ ’وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا‘ کے ساتھ حضورؑ نے بریکٹ میں تحریر فرمایا ’اس حصہ کی سمجھ نہیں آئی‘۔ مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو چار بیٹوں سے نوازے گا۔ اور حضورؑ نے اپنے ایک شدید مخالف مولوی عبدالحق کو چیلنج کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب تک میرے چار بیٹے نہیں ہو جاتے تم نہیں مروگے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

> خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جو اب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۲۹۹۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

> کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہو گئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۴۲۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۲۱)

خدائی پیشگوئیوں کی ایک شان یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کئی رنگوں میں بار بار پوری ہوتیں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی پیشگوئی کے اس حصہ کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور اس کے بارہ میں وضاحت فرمائی ہے کہ یہ کن کن معنوں میں ان کی ذات میں پوری ہوئی۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنے دعویٰ مصلح موعود کے ساتھ اس الہامی فقرہ کا بھی خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔ اور یہ میری سچائی کی ایک دلیل ہے۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ فرماتے ہیں کہ مادہ کی پہلے تین حالتیں دریافت ہوئی تھیں۔ یعنی ٹھوس، مائع اور گیس اور میں نے اس کی ایک اور حالت دریافت کی ہے اور جنبہ صاحب نے اپنی

اس دریافت شدہ حالت کا نام ٹھائع رکھا ہے۔ انگریزی میں اسے Soliq کا نام دیا ہے۔ جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب کو مطلع فرمایا کہ مادہ کی تین نہیں بلکہ چار حالتیں پہلے سے دریافت شدہ ہیں اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔ تو اس صاحب کو جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے میٹرک تک سائنس پڑھی ہے اور میٹرک میں مادہ کی تین حالتیں ہی پڑھائی گئی تھیں۔

۱۔ اگر تو جنبہ صاحب کا یہ دعویٰ ان کی اپنی میٹرک تک کی تعلیم کے بل بوتے پر ہے تو پھر اس پر تبصرہ کرنا یا کوئی بات کرنا فضول ہے۔ لیکن اگر یہ ایک الہامی دعویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم تو اس دنیاوی تعلیم کا محتاج نہیں بلکہ دنیاوی تعلیم خدائی علم کی محتاج ہے۔ اور خدائی علم غلط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جنبہ صاحب کو اپنے اس دعویٰ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے کہ یہ دعویٰ ان کے اپنے علم کی بنیاد پر ہے یا یہ الہامی دعویٰ ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر الہام کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ تو اس کے بعد آپؑ نے اس دعویٰ کو قرآن پاک سے ثابت کیا۔ تاریخ سے ثابت کیا۔ اور سائنس کی بنیاد پر ثابت کیا۔ ایسے ہی جنبہ صاحب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے کہ مادہ کی چار حالتیں ہوتی ہیں تو جنبہ صاحب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جو دعویٰ کر رہے ہیں اسے ثابت بھی کریں۔ محض دعویٰ کر دینے سے تو سچائی ثابت نہیں ہو گی۔

مادہ اور اس کی حالتیں

جیسا کہ گزشتہ مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ محترم جنبہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام " وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا" کا خود پر اطلاق کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ مادہ کی پہلے تین حالتیں دریافت ہوئی تھیں۔ یعنی ٹھوس، مائع اور گیس اور میں نے اس کی ایک اور حالت دریافت کی ہے اور جنبہ صاحب نے اپنی اس دریافت شدہ حالت کا نام ٹھائع رکھا ہے۔ انگریزی میں اسے Soliq کا نام دیا ہے۔ جب کسی صاحب نے جنبہ صاحب کو مطلع فرمایا کہ مادہ کی تین نہیں بلکہ چار حالتیں پہلے سے دریافت شدہ ہیں اس لئے آپ تین کو چار کرنے والے نہیں بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ہیں۔ تو اس صاحب کو جنبہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے میٹرک تک سائنس پڑھی ہے اور میٹرک میں مادہ کی تین حالتیں ہی پڑھائی گئی تھیں۔ اس کا ایک جواب تو گزشتہ مضمون میں دے چکا ہوں۔ سائنس کا علم رکھنے والے احباب تو مادہ کے بارہ میں کافی جانتے ہیں۔ یہاں میٹرک تک سائنس پڑھنے والے احباب کے استفادہ اور اتمام حجت کے لئے مادہ اور اس کی حالتوں کی کچھ تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

مادہ (Matter) کی تعریف:

سائنس کی دنیا میں مادہ کی کئی تعریفیں موجود ہیں۔ سادہ اور عام فہم زبان میں اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ ہر وہ چیز جو والیم (Volume) اور ماس (Mass) رکھتی ہو اسے مادہ کہا جاتا ہے۔ مادہ ایٹم اور مالیکیول کے باہم ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور دنیا میں موجود تقریباً ہر چیز ہی کسی نہ کسی حوالہ سے مادہ کی تعریف میں آتی ہے۔

مادہ کی زیادہ مشہور چار حالتیں ہیں۔ جنہیں ٹھوس (Solid)، مائع (Liquid)، گیس (Gas) اور پلازمہ (Plasma) کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ پریشر اور ٹمپریچر کے ذریعہ مادہ کی ایک حالت کو دوسری حالت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ مادہ کی ان چاروں حالتوں کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

ٹھوس (Solid)

In a solid, particles are packed tightly together so they are unable to move about very much. Particles of a solid have very low kinetic energy. The electrons of each atom are in motion, so the atoms have a small vibration, but they are fixed in their position. Solids have a definite shape. They do not conform to the shape of the container in which they are placed. They also have a definite volume. The particles

of a solid are already so tightly packed together that increasing pressure will not compress the solid to a smaller volume.

ٹھوس حالت میں پارٹیکلز یعنی مالیکیولز آپس میں سختی کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ اور آزادانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ مادہ کی اس حالت میں چیز کی ایک مستقل شکل ہوتی ہے۔
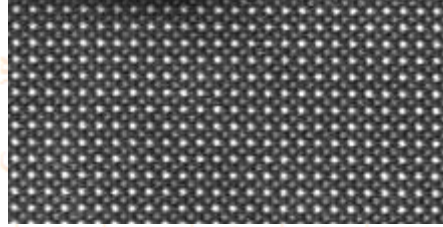
مائع (Liquid)

In the liquid phase, the particles of a substance have more kinetic energy than those in a solid. The liquid particles are not held in a regular arrangement, but are still very close to each other so liquids have a definite volume. Liquids, like solids, cannot be compressed. Particles of a liquid have just enough room to flow around each other, so liquids have an indefinite shape. A liquid will change shape to conform to its container. Force is spread evenly throughout the liquid, so when an object is placed in a liquid, the liquid particles are displaced by the object.

مادہ کی اس حالت یعنی مائع میں مالیکولز نسبتاً کم سختی سے جڑے ہوتے ہیں۔ اور آزادنہ حرکت کر سکتے ہیں۔ مائع کی کوئی شکل نہیں ہوتی۔
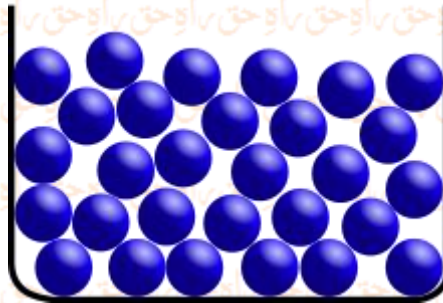
گیس (Gas)

Gas particles have a great deal of space between them and have high kinetic energy. If unconfined, the particles of a gas will spread out indefinitely; if confined, the gas will expand to fill its container. When a gas is put under pressure by reducing the volume of the container, the space between particles is reduced, and the pressure exerted by their collisions increases. If the volume of the container is held constant, but the temperature of the gas increases, then the

pressure will also increase. Gas particles have enough kinetic energy to overcome intermolecular forces that hold solids and liquids together, thus a gas has no definite volume and no definite shape.

گیس حالت میں مادہ کے مالیکیولز انتہائی آزادنہ حالت میں حرکت کرسکتے ہیں اس کی نہ کوئی شکل ہوتی ہے اور نہ ہی مخصوس والیم ہوتا ہے۔
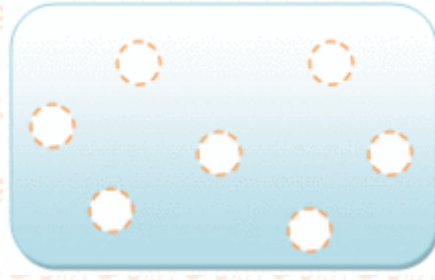
پلازمہ (Plasma)

Like a gas, plasma does not have definite shape or volume. Unlike gases, plasmas are electrically conductive, produce magnetic fields and electric currents, and respond strongly to electromagnetic forces. Positively charged nuclei swim in a "sea" of freely-moving disassociated electrons, similar to the way such charges exist in conductive metal. In fact it is this electron "sea" that allows matter in the plasma state to conduct electricity.

The plasma state is often misunderstood, but it is actually quite common on Earth, and the majority of people observe it on a regular basis without even realizing it. Lightning, electric sparks, fluorescent lights, neon lights, plasma televisions, some types of flame and the stars are all examples of illuminated matter in the plasma state.

مادہ کی اس کے علاوہ بھی کئی حالتیں موجود ہیں۔ اور نئی نئی تحقیقات ہو رہی ہیں۔

جب بچوں کو سکول میں داخل کروایا جاتا ہے تو شروع میں الفاظ کو سمجھانے کے لئے اسے انار کہا جاتا ہے اور ساتھ انار کی تصویر بھی بنا دی جاتی ہے تا کہ بچہ آسانی سے سمجھ سکے۔ لیکن بعد میں اس تصویر کی ضرورت نہیں رہتی۔ بچہ بغیر تصویر کے بھی انار کو پڑھ لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے۔ نیز اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے صرف انار ہی نہیں ہوتا اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں۔

ایسے ہی میٹرک میں بچوں کو مادہ کی ان حالتوں کی مثال دینے کے لئے عام استعمال کی چیز پانی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تینوں حالتوں کو سمجھانے کے لئے گیس، پانی اور برف کی مثال دی جاتی ہے اور ساتھ میں شکل بنا کر بھی بات واضع کی جاتی ہے۔ جب پانی کو زیرو سنٹی گریڈ تک ٹھنڈا کیا جاتا ہے تو ٹمپریچر کی کمی کے باعث پانی کے پارٹیکلز ایک دوسرے کے انتہائی قریب آجاتے ہیں۔ باہم جڑ جاتے ہیں۔ اور اس باہم جڑ جانے کی وجہ سے اس کی ایک خاص شکل بن جاتی ہے۔ اس کو برف کہا جاتا ہے۔ برف کی یہ شکل ان گنت مالیکولز کو جوڑ کر بنتی ہے۔

ایسے ہی جب اس پانی کا ٹمپریچر زیرو سنٹی گریڈ سے سو سنٹی گریڈ کے درمیان ہوتا ہے۔ تو اس حالت کو مائع کہا جاتا ہے۔ یہ بھی پانی کے ان گنت مالیکولز کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس کو جس برتن میں ڈالا جائے یہ وہی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اور جب اس پانی کو سو سنٹی گریڈ سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے تو یہ پانی مائع سے گیس کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ٹمپریچر ایک مخصوص پریشر کیلئے ہے۔ پریشر میں تبدیلی کر کے اس ٹمپریچر کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

پانی کی ان تین حالتوں کی مثال میٹرک کے بچوں کو مادہ کی تین حالتوں کو آسانی سے سمجھانے کے واسطے لی جاتی ہے۔ لیکن جب بچے سائنس کی مذید تعلیم حاصل کرتے ہیں تو انہیں مادہ کے بارہ میں مذید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اور تب انہیں گیس، پانی اور برف کی ضرورت نہیں رہتی۔ جنبہ صاحب نے کیونکہ سائنس میٹرک تک پڑھی ہے اس لئے ان کے نزدیک مادہ کی یہی تین اشکال ہیں۔

محترم جنبہ صاحب نے اپنی چوتھی دریافت ٹھائع یعنی Soliq کی مثال دینے کے لئے ریت یا پوڈر کی مثال دی ہے۔ کہ یہ ٹھوس حالت کی وہ قسم ہے کہ اسے جس برتن میں ڈالا جائے یہ اس کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن برف میں ایسا نہیں ہوتا۔ اسے کسی برتن میں بھی ڈالا جائے تو اس کی اپنی شکل برقرار رہتی ہے۔ جنبہ صاحب کی یہ دلیل درست نہیں ہے۔

جنبہ صاحب کی دلیل کا سادہ جواب تو یہ ہے کہ پتھر کو اگر باریک پیس لیا جائے تو وہ ریت کہلاتی ہے۔ لیکن اگر اصل پتھر کو لیا جائے تو وہ بھی کسی برتن میں ڈالنے سے اس کی شکل اختیار نہیں کرے گا۔ ایسے ہی اگر برف کے باریک باریک ٹکڑے کر لئے جائیں تو انہیں جس برتین میں ڈالا جائے گا وہ ویسی ہی شکل اختیار کر لیں گے۔ جنبہ صاحب نے بچپن میں برف کے گولے کھائے ہوں گے۔ برف کو باریک پیس کر اپنی مرضی کی شکل بنالی جاتی تھی۔

سائنس کی دنیا میں ریت یا اس سے بھی باریک پوڈر کو ٹھوس ہی کہا جاتا ہے اور ایک پہاڑ کو بھی ٹھوس ہی کہا جاتا ہے۔ اس کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

What is one **physical characteristic** of a **solid**?

Solids can be hard like a rock, soft like fur, big like an asteroid, or small like grains of sand. The key is that **solids hold their shape** and they don't flow like a liquid. A rock will always look like a rock unless something happens to it. The same goes for a diamond. Solids can hold their shape because their molecules are tightly packed together.

You might ask, "Is baby powder a solid? It's soft and powdery." Baby powder is also a solid. It's just a ground down piece of talc. Even when you grind a solid into powder, you will see tiny pieces of that solid under a microscope. Liquids will flow and fill up any shape of container. Solids like to hold their shape.

In the same way that a large solid holds its shape, the atoms inside of a solid are not allowed to move around too much. Atoms and molecules in liquids and gases are bouncing and floating around, free to move where they want. The molecules in a solid are stuck in a specific structure or arrangement of atoms. The atoms still vibrate and the electrons fly around in their orbital, but the entire atom will not change its position.

مندرجہ بالا دلائل کے باوجود یہ بات یقینی ہے کہ علم کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک تسلسل ہے۔ اور یہ تسلسل ہستی باری تعالیٰ کے ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ سائنس دان اپنی کسی دریافت پر خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اس معاملہ میں مکمل علم حاصل کر لیا ہے مگر تھوڑے دنوں کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جسے وہ اپنی تحقیق کا اخیر خیال کر رہے تھے وہ دراصل اس تحقیق کی ابتدا ہے۔ کچھ ہی عرصہ پہلے ایٹم کو سب سے چھوٹا پارٹیکل مانا جاتا تھا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس کے اندر بھی مذید پارٹیکلز موجود ہیں۔ اور اب ان پارٹیکلز کے اندر بھی مذید پارٹیکلز دریافت ہو چکے ہیں۔

اس لئے اگر جنبہ صاحب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مادہ کی ایک نئی حالت دریافت کی ہے تو انہیں چاہیئے کہ اسے سائنس دانوں کے سامنے پیش کریں۔ اسے ثابت کریں۔ جنبہ صاحب کے مریدوں میں پڑھے لکھے احباب موجود ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے مرشد کی اس دریافت کو سائنس کے میدان میں ثابت کریں۔ خود بھی نوبل انعام جیتیں اور اپنے مرشد کا نام بھی بلند کریں۔

جب تک یہ نئی حالت ثابت نہیں ہو جاتی تب تک اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو گئی تب بھی یہ چوتھی حالت نہیں کہلوائے گی۔ بلکہ پانچویں، چھٹی یا ساتویں حالت کہلوائے گی۔ اور ایسی صورت میں جنبہ صاحب کی یہ دریافت جنبہ صاحب کو تین کو چار کرنے والا ثابت نہ کر سکے گی۔

ایسے ہی جنبہ صاحب یہ بھی دعویٰ فرماتے ہیں

میٹرک میں خاکسار نے مادّے کی تین حالتوں کے متعلق ضرور پڑھا تھا۔ جب میں الٰہی نظریہ (Virtue is God) لکھتے لکھتے نیکی اور مظہر کے موضوع پر پہنچا تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری ایسی باتوں کا علم دیا جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ مثلاً۔ میں نے میٹرک میں قانون بقائے مادّہ (Law of conservation of matter) کے متعلق بھی پڑھا ہوا تھا لیکن اس وقت مجھے بتایا گیا کہ قانون بقائے مادّہ غلط ہے کیونکہ مادّے کو بقا حاصل نہیں۔ بقا صرف نیکی کو حاصل ہے۔ یہیں پر مجھے بتایا گیا کہ مادّے کی حالتیں تین کی بجائے

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قانون بقائے مادہ (Law of conservation of matter) کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے جنبہ صاحب سے بہت پہلے آئن سٹائن کو یہ بات بتا دی تھی کہ مادے کو بقا حاصل نہیں۔ اور اسی بنا پر اس نے ایک فارمولا دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

$$E=mc^2$$

یعنی مادہ کو انرجی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ایٹم بم وغیرہ اس کی ایک مثال ہے۔ اور یہ تحقیق اور دریافت جنبہ صاحب کی پیدائش سے بھی پہلے ہو چکی تھی۔

مگر اس مضمون کو لکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بات سمجھائی ہے کہ دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح نیکی کو بھی بقا حاصل نہیں۔ بلکہ نیکی ثواب میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ثواب اجر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کائینات میں اگر بقا حاصل ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ باقی ہر چیز فانی ہے۔

لمحہ فکریہ

ہر مسلمان اذان سننے کے بعد مندرجہ ذیل دعا کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ انِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

اے اس کامل دعا اور قائم رہنے والی عبادت کے خدا محمد (عربی) صلی اللہ علیہ وسلم کو کامیاب ذریعہ۔ اعلیٰ فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور تو نے جس مقام محمود کا ان سے وعدہ کیا ہے اس پر آپ کو مبعوث فرما۔ یقیناً تو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

اس دعا کے ذریعے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ اسی یقین کی وجہ سے ہم خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبول کرتا ہے۔ اسی یقین کی وجہ سے ہم کوشش کرتے ہیں کہ برائیوں سے بچیں اور خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ جو بھی اس کے حکموں پر عمل کرے گا۔ اللہ اسے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اپنی نعمتوں اور فضلوں کا وارث بنائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے مامور مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپؑ نے ہوشیار پور میں ۴۰ دن چلہ کشی کی۔ دعائیں کیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ساتھ بے شمار وعدے فرمائے۔ اور ان میں سے ایک وعدہ مبشر اولاد کا فرمایا۔

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔

مذید فرمایا:

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

(اشتہار ۲۰ فروری، ۱۸۸۶، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ نمبر ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اس موعود بیٹے کی بابت حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا تھا۔

۱۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔

۲۔ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ

۳۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔

اب جنبہ صاحب ہمیں بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مندرجہ بالا وعدہ کے بعد اپنے سچے مامور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل کھیلتا ہے۔ آپؑ کو بیٹا دیتا ہے۔ آپؑ خیال کرتے ہیں کہ یہی موعود بیٹا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسے مار دیتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ۲۲ سال جاری رہتا ہے۔ وہ خدائی وعدہ کے مطابق جس بچے کے متعلق خیال کرتا ہے کہ شاید یہی موعود ہے وہی مارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مامور سے دنیا جہاں کی باتیں کرتا ہے۔ روز نئے نئے وعدے کرتا ہے۔ مگر صرف یہ نہیں بتاتا کہ وہ زکی غلام تیرا صلبی بیٹا نہیں ہے۔ وہ مامور لوگوں کے سامنے مذاق بنتا ہے۔ اور پھر اس کی وفات کے بعد جو لڑکے زندہ بچتے ہیں۔ ان میں سے ایک بدکردار، مکار، دھوکے باز، جھوٹا اور نا جانے کیا کیا نکلتا ہے اور باقی بچے اس کے ساتھ اس کے ہر فعل میں شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مامور کے اس بیٹے کو دس سال سے زائد عرصہ تک شدید عذاب میں مبتلا رکھتا ہے اور پھر عبرت کی موت مارتا ہے۔

یہ جنبہ صاحب کا خدا ہے جو اپنے مامور سے کئے وعدوں کا یہ حشر کرتا ہے۔ تو پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ وہ وعدے جو ہمارے متعلق ہیں ان کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

احباب کرام! آپ نے قرآن پاک میں پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ جو بھی میری اور میرے رسول کی اطاعت کرے گا میں اسے دنیا میں خلیفہ بناؤں گا۔ ایسے لوگوں کو شہید، صالح، صدیق اور نبیوں کے درجات دوں گا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ہم وہ کام کریں اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ہم ان کاموں کے کرنے سے باز رہیں۔

آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حق دار کو حق دینے کی تلقین کرتا ہے۔

اب دیکھئے جنبہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔

دل کواتنا سیاہ کردیا ہے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو سمجھنے کے آپ قابل ہی نہیں رہے۔ جاننا چاہیے کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم مطاہروں پر آشکار ہوتی ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اِسکے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل (سورۃ القصص) کو نہ صرف نبی بنایا بلکہ ایک عظیم الشان شرعی نبی بنایا۔ عزیزم۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک قاتل کو عظیم الشان شرعی نبی بنا سکتا ہے تو وہ ایک نمازوں میں کمزور احمدی کو اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح کا موعودز کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔؟ جواباً عرض ہے کہ ضرور بنا سکتا ہے اور اُسکے آگے کوئی مشکل نہیں۔ یہ اُس عظیم الشان مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کا کمال ہے کہ اُس نے مجھ ایسے کمزور احمدی کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے!!! ؎ خس خس جناں قدر نئیں میرا میرے صاحب نوں وڈیائیاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

(آرٹیکل نمبر ۶۰، صفحہ نمبر ۴۵)

جنبہ صاحب فرمارہے قرآن پاک کے مطابق کسی ایک انسان کا بغیر کسی وجہ کے قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اس کے باوجود قرآن کریم ہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک قاتل کو عظیم الشان نبی بنادیا۔

مذید فرماتے ہیں کہ اگر ایک قاتل کو عظیم الشان نبی بنا سکتا ہے تو ایک نمازوں میں کمزور کو موعودز کی غلام کیوں نہیں بنا سکتا۔

جنبہ صاحب انبیاء کرام اور مامور من اللہ کی بابت بھی ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کے ساتھ کئے وعدوں کو پورا کرے۔ ایسے ہی مامورین کی باتوں کو زیادہ سنجیدگی سے لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ضروری نہیں وہ جو کہیں وہ درست ہی ہو۔ ان کی باتوں میں اجتہادی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک غلطی بار بار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرمائے۔ وہ اپنی غلطیوں کے ساتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کے الہامات قابل غور ہیں مگر ان میں سے بھی بعض الہام شیطانی ہو سکتے ہیں۔

اور پھر جنبہ صاحب آپ کو ایک ایسے نظام سے متعارف کروا رہے ہیں۔ جس میں مکمل آزادی ہے۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ آپ کا نعرہ ہے۔ ’آزادی سب کے لئے۔ غلامی کسی کے لئے نہیں‘

آپ بس جنبہ صاحب کی بیعت کرلیں۔ اس کے بعد بے شک جنبہ صاحب کو بدکردار، جھوٹا، فراڈیا سمجھتے رہیں۔ اس کی تشہیر کرتے رہیں۔ کوئی آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ کوئی آپ کو نظام سے علیحدہ نہیں کرے گا۔ بلکہ آپ کے ان افعال کو ستائش کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ آپ کو باقاعدہ اجازت دی جائے گی کہ آپ جنبہ صاحب اور ان کی جماعت کے تیار کردہ پلیٹ فارم پر آکر ان کو گالیاں نکالیں۔

اگر آپ کے ذہن میں بھی ایسے ہی خدا کا تصور ہے جو وعدے تو کرتا ہے مگر انہیں پورا نہیں کرتا۔ اور تو اور وہ اپنے ماموروں سے کئے وعدے بھی پورے نہیں کرتا۔ جو دوسروں کو عدل کی تعلیم دیتا ہے۔ لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے حکموں پر عمل کروگے تو تمہیں یہ یہ انعام دوں گا۔ مگر کرتا اس کے الٹ ہے۔ ایک قاتل کو نبی بنا دیتا ہے۔ ایک شخص جو اس کے حکموں پر عمل نہیں کرتا، نمازیں نہیں پڑھتا۔ جس نے قرآن نہیں پڑھا اسے اٹھا کر موعود زکی غلام، مسیح موعود اور نبی بنا دیتا ہے۔ وہ جو خود اس کے احکام پر عمل نہیں کرتے انہیں دوسروں کی رہنمائی کے لئے مقرر کر دیتا ہے۔

اگر آپ کو ایک ایسے نظام کی تلاش ہے جس میں خدا کے مقرر کردہ مامورین کی باتوں پر کان دھرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اور آزاد نظام ہو۔ جس میں کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ آزادی سب کے لئے ہو اور غلامی کسی کے لئے نہ ہو۔

تو جنبہ صاحب اور ان کا نظام آپ کی تمام تر خواہشات پر پورا اتر سکتا ہے۔ بلکہ توقعات سے بڑھ کر پورا اتر سکتا ہے۔

صرف ایک بات کا خیال رکھیئے۔ کہ یہ سب کچھ آپ کو اپنی ذمہ داری پر کرنا ہے کیونکہ جنبہ صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے اور اپنی اسی غلطی کے ساتھ ساری زندگی گزار کر فوت ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کی کہی باتوں پر عمل کرتے رہیں اور بعد میں پتہ چلے یہ ان کی اجتہادی غلطیاں تھیں۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت احمدیہ کے ممبران جنبہ صاحب کے بیان کردہ خدا کو نہیں مانتے اور نہ ہی غلطی خوردہ کسی نبی کو مانتے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا سچا اور برگزیدہ مامور ماننے والے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ غلطی سے پاک صرف خدا کی ذات ہے۔ نبی بشر ہونے کے ناطے غلطی کر سکتا ہے۔ مگر خدا اپنے مامور کو کسی بھی غلطی پر قائم نہیں رکھتا بلکہ جلد تر اس کی درستگی فرما دیتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ فرمایا وہی حق اور سچ ہے۔ اور ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ وہ عادل ہے۔ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ ماں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

خدا کے قائم کردہ نظام میں قوائد و ضوابط ہیں۔ اس نظام میں آنے کے بعد اس نظام کے قوائد و ضوابط پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ خدا کے قائم کردہ نظام میں جزا اور سزا ہے۔ اس نظام میں ہر اس شخص کی عزت کی جاتی ہے جو دوسروں کی عزت کرتا ہے۔ ہر شخص

کو اپنی بات کہنے کا حق ہے مگر خدا کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز باجماعت کے قیام کا حکم دے کر اپنا طریق بتادیا ہے۔ کہ اپنا ایک امام مقرر کرو۔ اور پھر اس کی کامل اطاعت کرو۔ اگر کہیں دیکھو یا سمجھو کہ امام سے غلطی ہو گئی ہے۔ تو ایک بار 'سبحان اللہ' کہہ کر اپنا فرض ادا کر دو۔ اپنی بات پر تکرار نہ کرو۔ اور نہ اس امام کی پیروی ترک کر کے اپنی علیحدہ نماز شروع کر دو۔ مقتدی نے 'سبحان اللہ' کہہ کر اپنا حق ادا کر دیا۔ اسے اس کی نماز کا ثواب مل گیا۔ اس کے بعد امام اور خدا کا معاملہ ہے۔

احباب کرام! فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ کو کیسا خدا چاہیئے، کیسا نبی چاہیئے اور کیسا نظام چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو پہنچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے خدائی وعدہ

آخر میں اللہ تعالیٰ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے کیا گیا وعدہ ممبران جماعتِ احمدیہ کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

''میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آگئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔'' (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں بحوالہ انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۳)

بہت آئے اور چلے گئے۔ اپنی حسد کی آگ میں خود جل کر بھسم ہوگئے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی یاددہانی کروانے کے لئے دشمن آتے رہیں گے اور اس وعدہ کی صداقت کا نشان بنتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو — یہ ظلم رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے — پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی پیٹے گا — دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

وہ تم کو حسینؓ بناتے ہیں اور خود یزیدی بنتے ہیں — یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

یہ زخم تمہارے سینے کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن — ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو